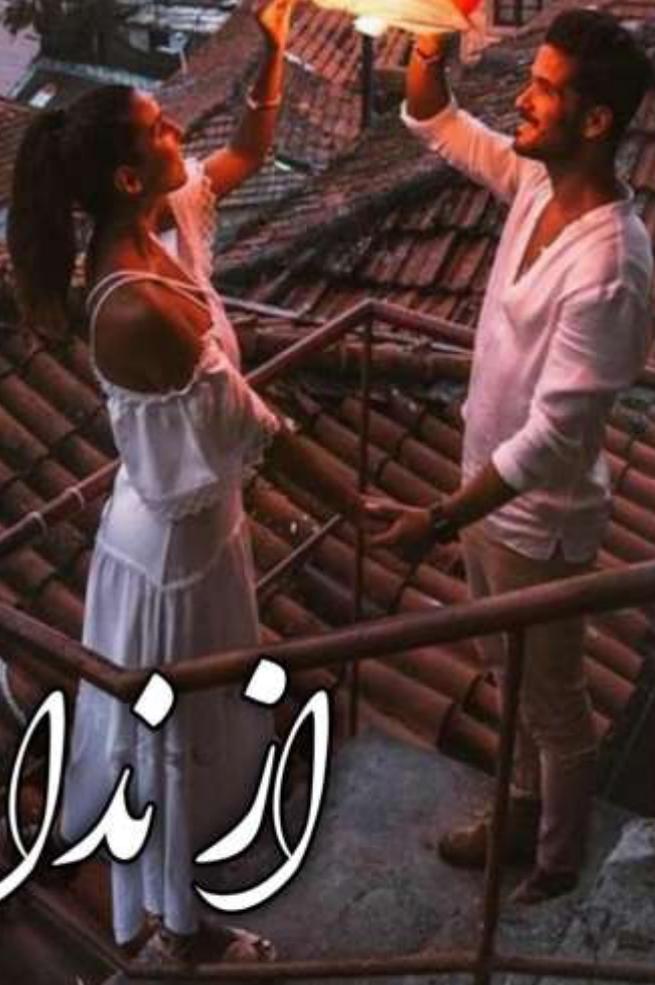


# انکسارِ دل

غزل جلت



# زندگیِ حسنیہ

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(مکمل ناول)

## اظہارِ دل

## از قلمِ نِدا حُسن

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین









با وجود امو جان اور حور زیادہ تر انیکسی میں رہتیں ہیں۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

یار قسم سے شکل دیکھنے والی تھی حور کی جب میں نے حور کی سب دوستوں کے سامنے  
 حور کو بولا کے چلے حور خالہ گھر دیر ہو رہی ہے،،،،، ہا ہا ہا،،،،، بچاری رونے والی  
 ہو گئی تھی کہ اب اپنی دوستوں کو کیا جواب دے گی،،،،، فرغام نے ہنسی کے درمیان  
 بات مکمل کی۔۔۔ اس کی دوستیں حیرت سے میرا منہ دیکھ رہی تھیں،،،،، کہ میرا دماغ تو  
 نہیں چل پڑا۔۔۔ یار میں بتا نہیں سکتا کہ مجھے اس وقت اتنی ہنسی آئی کہ دل کیا زمین پر  
 لوٹ پوٹ ہو جائوں،،،،،،،،،،، فرغام نے بستر پر لیٹا اپنے موبائل پر نصیبوالال کے  
 گانے سنتے ہوئے ساتھ ساتھ علی کو اپنے آج کے کارنامے سے آگاہ کیا۔۔۔۔۔  
 یار فرغام تیرا دماغ خراب ہو گیا تھا جو تو نے حورین کو سب کے سامنے خالہ کہہ کر پکارا  
 ،،،،، علی کو سنتے ساتھ ہی غصہ آ گیا۔ علی کو فرغام سے اتنی بد تمیزی کی امید نہیں تھی۔  
 اسے رہ رہ کر حورین کا خیال آرہا تھا،،،،،،،،،،، فرغام ڈھیٹ پن سے ہنستا رہا۔۔۔ ویسے  
 آفرین ہے تیرے پر تو اسے تنگ کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں  
 دیتا،،،،، علی نے آفسردگی سے کہا۔۔۔۔۔ یار علی مجھے اسے ستانے میں بہت مزا آتا

ہے،،،، فرغام نے ہنستے ہوئے اپنی بات جاری رکھی،،،،، تو نہیں جانتا یا جب وہ غصے میں ہوتی ہے تو کتنی پیاری لگتی ہے۔۔۔ فرغام کے تصور میں حور کی غصے بھری شبیہ لہرائی۔۔۔۔ پر میرے بھائی ستانے کا بھی کوئی طریقہ ہوتا ہے گھر تک کی بات تو ٹھیک تھی پر یونی میں تنگ کرنا،،،،، تو جانتا بھی ہے کہ یونی میں زر اسی بات پر کتنا issue بن جاتا ہے۔ اور حورین کتنی نازک مزاج ہے کسی نے کوئی الٹی سیدھی بات بول دی تو رونے بیٹھ جائے گی،،،،، علی نے یونیورسٹی کے ساتھ ساتھ حور کی نازک مزاجی کا بھی فرغام کو یاد دلایا۔۔۔۔۔ ہاں ایا یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں،،،،، فرغام نے پریشانی سے کہا۔۔۔۔۔ چل چھوڑ میں اس سے معافی مانگ لوں گا۔۔۔۔۔ مجھ سے تو تو نے کبھی معافی نہیں مانگی،،،،، علی نے چڑاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ ہا۔۔۔۔۔ تو میرا دوست ہے،،،،، فرغام نے ہنستے ہوئے علی کی بات کو ٹالا۔۔۔۔۔ اور حور؟؟؟ ہاں ہاں ابول اب چپ کیوں ہے،،،،،،،،،،، علی بھی اس کا ہی دوست تھا اپنی بات پر قائم رہا۔۔۔۔۔ حور تو،،،،، وہ۔۔۔۔۔ خالہ "'''''''' ہا ہا ہا،،،،،،،،،،، فرغام نے اپنے لہجے میں شرارت سموع کر معصومیت سے کہا۔۔۔۔۔ تو بھی ناکینے سدرے گا نہیں،،،،،

\*\*\*\*\*

راحیلہ! جی بیگم صاحبہ،،،،، رات کے کھانے کی تیاری کر لی تم نے؟ فاخرہ نے کچن میں  
 آتے ساتھ پوچھا۔ آنٹی بس کھانا تقریباً تیار ہو ہی گیا ہے،،،،، حور نے راحیلہ کے  
 بولنے سے پہلے مصروف انداز میں فاخرہ کو جواب دیا۔۔۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی  
 ہو؟؟؟؟ حورین کو کچن میں کام کرتا دیکھ کر فاخرہ کو آگ ہی لگ گئی،،،،،،،،،،، فاخرہ نے  
 چیختے ہوئے پوچھا۔ بی بی جی تو جی کھانا پکانا سیکھ رہی ہیں جی،،،،، حورین کے کچھ نا  
 بولنے پر راحیلہ نے منمناتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ سنو تم سے کتنی بار کہا ہے کہ اپنی  
 انیکسی میں رہا کرو بار بار حویلی میں مت آیا کرو پر تم،،،،، تم اتنی ڈھیٹ ہو مجال ہے جو زرا  
 میری بات پر عمل کرو،،،،،،،،،،، ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ فاخرہ کو آگ لگے اور وہ  
 کسی دوسرے کو ناجلائے۔۔۔۔۔ وہ میں نے سوچا کہ آج میں،،،،،،،،،،، بس بس رحم کرو  
 مجھ پر جاؤ انیکسی میں اور صرف کھانے کے وقت ہی اندر آنا۔۔۔۔۔ فاخرہ نے حورین کی  
 بات سچ میں کاٹتے ہوئے درشتگی سے کہا۔ حور نے خاموشی سے اپنا کام ادھورا چھوڑ  
 کر انیکسی کی راہ لی۔۔۔ انیکسی پر تو قبضہ کر کے بیٹھ گئی ہو تم ماں بیٹی اب کیا حویلی پر بھی  
 قبضہ جمانے کا ارادہ ہے،،،،،،،،،،، حورین کے باہر جاتے جاتے بھی فاخرہ زہرا گلنے سے  
 بعض نہیں آہی۔۔۔۔۔ بدگمانی میں فاخرہ تم اور کس کس کی نظروں میں گرو گی،،،،،،،،،،،  
 اموجان جو کچن میں کسی کام سے آرہی تھیں فاخرہ کی بات سن کر افسردگی میں گھیری

بیٹے لمحوں کو سوچتی ہوئیں خاموشی سے واپس مڑ گئیں۔۔۔

\*\*\*\*\*

اف توبہ " " " " اس لڑکے کا میں کیا کروں،،،،، فاخرہ نے کمرے میں داخل ہوتے ساتھ ہی اپنے چکراتے سر کو تھامتے ہوئے کہا۔۔۔ کمرے میں فل ایے۔ سی چل رہا تھا۔ بیڈ پر فرغام کے کپڑے پڑے تھے ایسا گمان ہوتا تھا جیسے کہ پوری کی پوری کپڑوں کی الماری کسی نے الٹ دی ہو۔ تولیہ صوفے کی بیک پر گرا استعمال کرنے والے کے سلکھے کو ظاہر کرتا اور سارے کوشنرز مین پر پڑے اپنی ناقدری پر رو رہے تھے۔ ان سب چیزوں پر راج کرنے والے شہزادے خود صوفے پر بیٹھے پوری طرح کمفرٹ کو لپیٹے کانوں میں ہینڈ فری لگائے نوٹس بنانے میں مصروف تھے۔۔۔ بیٹا جانی آپ نے اپنے کمرے کا کیا حال بنا رکھا ہے؟؟؟ فاخرہ نے پیار سے اپنے شرارتی بیٹے سے پوچھا،،،،، جس کے کمرے کی کوئی بھی چیز اپنی ٹھیکانے پر نہیں تھی۔۔۔ ماما جانی نوٹس بنا رہا ہوں،،،،،،،،،،، فرغام نے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔ بیٹا جی یہ کونسا طریقہ ہے پڑھنے کا؟؟؟ فاخرہ نے کمرے پر طاہرانہ نظر ڈال کر بیٹے کو گھورا۔ اوہ 'ماما جانی وہ میں بیڈ پر پڑھتے پڑھتے بور ہو گیا تھا تو اس وجہ سے،،،،، فرغام نے بات ادھوری چھوڑتے ہوئے







حورین کو مستقبل میں کام آسکے۔ اموجان اور حورین کا سارا خرچ وہ خود اٹھاتے۔  
حورین کی سکولنگ سے لے کر کالج تک اور اب یونیورسٹی کے بھی سارے انتظامات  
انہوں نے خود اٹھائے۔ ہارون صاحب کی پوری کوشش تھی کہ حور اور اموجان ان  
کے ساتھ حویلی میں رہیں پر اموجان نے حویلی کی نسبت انیکسی میں رہنے کو ترجیح  
دی۔۔۔۔۔ اموجان اپنے گھر کی بات الگ ہوتی ہے کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی بندہ  
آزادی سے گھوم پھر سکتا ہے،،،،،،،،،، حور نے اپنی بات پر زور دیتی ہوئے کہا۔۔۔۔۔  
حور بچے تجھے یہاں پر کیا تنگی ہے مجھے بتا،،،،، اموجان نے پیار سے پوچھا۔۔۔ آپ جانتی  
ہیں آج میں اتنے دل سے کچن میں کھانا بنانے گئی تھی پر آنٹی نے مجھے ڈانٹ  
دیا،،،،،،،،، حور نے دکھی لہجے میں اموجان کو بتایا۔۔۔ بالکل ٹھیک کیا فاخرہ  
نے،،،،،،،،، اموجان حور کی بات سن کر بولیں۔۔۔۔۔ اموجان آپ بھی،،،،،،، حور  
اموجان کی بات سن کر رونے والی روہنسی ہو گئی۔۔۔۔۔ حور پتر تو جانتی ہے ناکہ تیرے  
انکل کو بیماری ہے وہ،،،،، کیا نام تھا،،،،، معہ اُس بیماری کا،،،،، اموجان نے ذہن پر زور  
ڈال کر سوچا۔۔۔۔۔ Blood Pressure اموجان "ہاں ہاں وہی معہ  
پریشتر،،،،، اگر تیرے انکل تیرے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھا کر بیمار ہو جاتے تو،،،،، اموجان  
نے حورین کی توجہ ہارون کی بیماری کی طرف دلائی۔۔۔۔۔ پر آنٹی کو مجھے ڈانٹنا نہیں



جی قریشی صاحب آپ ڈیل فائینل سمجھیں۔۔ جیسے ہی ہارون ملک کی گاڑی الاحمر والا  
 میں داخل ہوئی تمام ملازم احتراماً ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ ہارون ملک سر کے  
 اشارے سے اپنے گھریلو ملازمین کے سلام کا جواب دیتے ہوئے گھر کی طرف بڑھے۔  
 اسلام و علیکم! ہارون کہاں تھے آپ؟ میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں کتنی  
 مرتبہ آپ سے کہا ہے کہ آپ دیر سے مت آیا کریں،،،،، فاخرہ نے جلد بازی کا  
 مظاہرہ کرتے ہوئے سلام کا جواب دیے بغیر سوال پر سوال کرنے شروع کر دیے۔  
 آفس میں انسان کیا کرتا ہے یقیناً کام ہی نا؟ اور ویسے بھی میں اب اس عمر میں عشق و  
 معشوقی کرتا ہوا اچھا تھوڑی لگوں گا،،، ہارون ملک نے طنز بھرے انداز میں بیوی کو  
 جواب دیا۔۔ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں ہارون آپ نے فون نہیں کیا تو مجھے فکر ہو  
 رہی تھی،،، فاخرہ نے شرمندگی ذائل کرتے ہوئے کہا۔۔ فکر "ہاہاہا۔۔۔۔۔ فاخرہ  
 بیگم میں آپ کو اور آپ کی اس فکر کو بہت اچھے سے جانتا ہوں،،،، ہارون ملک نے  
 ہنستے ہوئے لفظوں کی آگ برسائی اور اپنے کمرے میں چل دیے۔ کاش،،،، ہارون آپ  
 مجھے اور میری محبت کو سمجھنے کی کوشش کرتے تو آج ہم میں اتنے فاصلے نا  
 ہوتے،،،، فاخرہ نے آفسردگی سے سوچا اور راحیلہ کو کھانے کا کہنے کے لیے پکن کارخ  
 کیا۔۔

\*\*\*\*\*

مائی رشیدے کہاں تھی تو شاہ حویلی سے بھیجا گیا پیغام نہیں ملا کیا۔۔ جانتی ہے نا بڑی بی بی سائیں کی آج کل صحت کچھ ٹھیک نہیں،،،، مائی رشیدے کے شاہ حویلی میں داخل ہوتے ہی مالی بابا نے فکر مندی سے پوچھا کیونکہ وہ اپنے سردار سائیں کے جلال سے واقف تھے۔ رافیق تو جانتا تو ہے کہ میری نو اسی بیمار ہے بس اسے دیکھنے کے لیے دوسرے گاؤں جانا پڑ گیا۔ آج ہی آئی ہوں تو پتا لگا حویلی والوں نے بلاوا بھیجا ہے،،،،، مائی رشیدے نے جلدی جلدی تفصیل بتائی اور باڑے سے نکل کر حویلی کی طرف بڑھ گئی۔ { مائی رشیدے بڑی بی بی سائیں کی بہت پورانی ملازمہ تھی جس کا کام ان کی مالش کرنا اور پائوں دبانہ تھا اپنے کام کی وجہ سے رشیدہ پورے گاؤں میں مائی رشیدے کے نام سے مشہور تھی { شاہ حویلی سردار زمان شاہ کی ملکیت تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ حویلی کے ساتھ ساتھ پورا گاؤں بھی زمان شاہ کی ملکیت میں شامل تھا تو غلط نہ ہوگا۔ زمان شاہ ایک جابر اور سفاک سردار تھا۔ جس کے لیے اپنے آباؤ اجداد کے خود ساختہ فرسودہ رسم و رواج اپنی اولاد سے زیادہ عزیز تھے۔ ان فضول رسم و رواج کی بھیٹ بہت سی معصوم جانیں ضائع ہوئیں۔ ان جانوں میں سردار زمان شاہ کی اپنی بیٹی بھی

شامل تھی۔ جس کا گیارہ سال کی عمر میں قرآن سے نکاح پڑھا دیا اور عمر بھر کے لیے ایک کمرے میں قید کر دیا تاکہ اُس کے بھائیوں پر کوئی مصیبت نہ آئے۔ زمانِ شاہ کے ظلم و ستم کی بہت سی داستانیں لوگوں کے دلوں میں آج بھی درج ہیں۔

\*\*\*\*\*

سلام منال بی بی! وعلیکم اسلام،،، منال نے تھکے تھکے انداز میں جواب دیا۔ بی بی جی آپ کے لیے کھانا لائو؟ منال کو اپنے کمرے میں جاتا دیکھ کر رضیہ نے ادب سے پوچھا۔ نہیں رضیہ میں بہت تھک گئی ہوں۔ کھانا ہنہ دو،،، منال نے سیرٹھیاں چڑھتے ہوئے جواب دیا۔ اوف توبہ "آج بہت تھکا دینے والا دن تھا۔ اچھا ہوتا آج میں یونیورسٹی جاتی ہی نا حور اور فرغام کے چکر میں میری اور پریشے کی اسائیمینٹ تو جمع کروانی رہ گئی،،، منال نے بستر پر گرتے ہوئے حور اور فرغام کے بارے میں سوچا۔ فرغام، حورین اور منال سکول کے ٹائیم سے دوست تھے۔ علی فرغام کا کالج فرینڈ جبکہ پریشے یونی میں حور کی بدولت سب کی فرینڈ بنی۔ اس طرح اُن کا فائیسٹار فرینڈ شپ بیچ مکمل ہوا۔ ٹک ٹک ٹک،،،، دروازہ کھٹکھٹا کے رضیہ اندر داخل ہوئی۔ کیا بات ہے رضیہ کوئی کام تھا کیا؟ رضیہ کو اپنے کمرے میں آتا دیکھ کر منال نے پوچھا۔ وہ منال بی بی

۔۔۔۔۔ وہ جی،،، رضیہ جانتی تھی کہ جو بات وہ کرنے آئی ہے اس کو سنتے ساتھ ہی منال بی بی کا موڈ خراب ہو جائے گا۔ ہاں بولو! رضیہ کو جھپٹتے دیکھ کر منال کو کچھ کچھ بات کا اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ بیگم صاحبہ کہہ کر گئی ہیں کہ اُن کی دوست کے گھر پارٹی ہے۔ وہ کی صاحب آپ کو لینے کے۔۔۔۔۔ میں نے کتنی مرتبہ بولا ہے کہ ایسے فضول پیغام مت دیا کرو مجھے،،،، منال رضیہ کی بات کاٹتے ہوئے غصے سے بولی۔ پر بیگم صاحبہ۔۔۔۔۔ میں خود بات کر لوں گی اُن سے تم جاؤ اور کوئی بھی آئے تو خود دیکھ لینا مجھے ڈسٹرب مت کرنا،،، منال نے اب بھی رضیہ کی سنے بغیر اپنی بات کہی اور اسے جانے کا حکم دیا۔ جی منال بی بی،،، رضیہ نے فرما بعد اری سے سر ہلایا اور دروازہ بند کر کے چلی گئی۔

\*\*\*\*\*

یار حورے۔۔۔۔۔ یہ بات غلط ہے تم نے دوپہر میں بھی ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھایا اور اب رات میں بھی نہیں آئیں۔ کیا بات ہے بیٹا آپ نے ابھی تک کچھ لیا نہیں آج بھوک ہڑتال کا ارادہ ہے کیا،،، فرغام کو ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھے سوچو میں گم دیکھ کر ہارون ملک نے پیار سے ٹوکا۔ نہیں پاپا بس ویسے ہی بھوک نہیں لگ رہی،،،، فرغام نے اپنی

سوچو سے باہر نکلتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔ ہارون ملک کا ڈائینگ ٹیبل پر حورین کی غیر موجودگی کے بارے میں پوچھنا اور اموجان کا اُس کے سر درد کا بتانا فرغام کو سوچ کی دنیا میں لے گیا۔ ڈائینگ ٹیبل پر موجود چیزوں کی اشتہا انگیز خوشبو بھی فرغام کی بھوک بڑھانے میں ناکام رہی اور وہ حورین کے بارے میں سوچتا ہوا ڈائینگ ٹیبل سے اٹھ گیا۔ بیٹا تھوڑا سا تو کھالو آپ نے دوپہر میں بھی ٹھیک سے نہیں کھانا کھایا،،،، فرغام کو اٹھتا دیکھ کر فاخرہ نے روکنا چاہا۔ ماما بھی بھوک نہیں ہے،،، فرغام نے ماں کو جواب دیا اور تیزی سے ڈائینگ روم سے نکل گیا۔ ہارون ملک نے غور سے بیٹے کو دیکھا اور اس بات کا اندازہ لگانے لگے کہ ایسا کیا ہوا ہے جو ان کا شرارتی بیٹا آج اتنا خاموش اور کچھ حد تک اداس بھی ہے۔ ہونا ہو حورین سے لڑائی ہوئی ہوگی۔ جو بھی ہو بات پتہ تو لگ ہی جائے گی،،،، ہارون ملک نے ذہن کو جھٹکتے ہوئے اپنی توجہ کھانے کی کرف کی۔

\*\*\*\*\*

اماں اب کیسی طبعیت ہے آپ کی؟ اکبر شاہ نے اماں سائیں کے پلنگ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ بس بیٹا طبعیت کو کیا ہونا۔ زندگی کی نیچی ہوئی آخری سانسوں کے پورے ہونے

کا انتظار کر رہی ہوں جانے کب قضاء آجائے،،، اماں سائیں نے افسردگی سے جواب دیا۔ اللہ نا کر اماں آپ کو کچھ ہو۔ اللہ ۛ ہ آپ کو ہم پر سلامت رکھے،،، اکبر شاہ نے فوراً سے ماں کی سلامتی کی دعا مانگی۔ ایسی عورت کے زندہ ہونے کا کیا فائدہ جس نے ساری زندگی شوہر کے ظلم سہتے ہوئے گزار دی۔ کیا فائدہ ایسی ماں کی زندگی کا جو اپنی اولاد کو کوئی خوشی نہ دے سکی۔ جس بیٹے کی واپسی کی دعائیں مانگتی رہی اُس کی یاد میں روتی تڑپتی رہی آج پتا چلا کہ اُس بیٹے کو دنیا چھوڑے ہوئے تو کئیں سال گزر گئے۔ اب کیا فائدہ ایسی بد نصیب ماں کے زندہ رہنے کا جو اپنے بیٹے کا آخری دیدار بھی نہ کر سکی،،، اماں سائیں بیٹوں کو یاد کرتے ہوئے تڑپ تڑپ کر روئیں۔ زمان شاہ کے ظلم کی بھیت صرف گائوں والے ہی نہیں بلکہ اُن کی اپنی اولاد بھی چڑھی۔ مریم شاہ جو پیدائشی دے کی مرئضہ تھیں قرآن پاک سے نکاح ہونے کے اگلے دن بند کمرے میں دم گھٹنے سے مر گئی۔ بلاول شاہ جو زمان شاہ کی پرانی دشمنی کی بھیت چڑھ گیا اور اپنے جڑواں بیٹوں کو دیکھے بغیر منوں مٹی جا سو یا۔ اللہ ۛ ہ نے زمان شاہ کو تین بیٹوں اور دو بیٹیوں جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔ زمان شاہ اللہ ۛ ہ کی دی ہوئی اس نعمت کو سمجھا ناپایا۔ زمان شاہ کا سب سے بڑا بیٹا اکبر شاہ جو مزاج میں باپ کے بالکل الٹ تھا۔ محبت کرنے والا اور نرم گفتار، اپنی ماں جیسا۔ دوسرے نمبر پر بلاول شاہ۔ ہر



وہ نہیں چاہتی تھیں کہ فرغام حورین سے ملے آج جو فاخرہ نے حورین کو بچن میں کام کرنے پر بے عزت کیا تھا وہ ساری باتیں ابھی تک حورین کے دل و دماغ سے نہیں نکلیں تھیں حورین سے کوئی بعید نہیں کہ وہ غصے میں فرغام کو ساری بات ہی نا بتادے۔ حورین کی وجہ سے ماں بیٹے میں کوئی ناراضگی پیدا ہو اس بات سے وہ ڈرتی تھیں۔ اموجان وہ ہے کہاں؟ میں نے شام میں بھی اسے بلایا تھا پر اس نے ماما کو سردرد کا بول کر آنے سے منع کر دیا،،،، فرغام نے حورین کی شکایت لگانے والے انداز میں اموجان کو مطلع کیا۔ ہاں اااا۔۔۔۔۔ جی جی بیٹا اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اُس وقت جب فاخرہ آئی تھی،،،، اموجان نے حیران نظروں سے فرغام کو دیکھتے ہوئے ہڑبھڑا کر جواب دیا۔ فاخرہ تم نفرت میں اس حد تک گرجاؤ گی کہ اپنے بیٹے کے دل میں بھی بدگمانی پیدا کرنے کی کوشش کرو گی۔ مجھے تم سے اس بات کی امید نہیں تھی،،،، اموجان نے افسوس سے سوچا۔ اموجان آپ مجھ سے ناراض تو نہیں؟ اموجان کو کچھ سوچتے دیکھ کر فرغام نے جھپجھکتے ہوئے پوچھا۔ ناراض "پر کیوں؟ اموجان نے نا سمجھی سے سوال پر سوال کیا۔ وہ آج میں نے حور کو کچھ زیادہ ہی تنگ کر دیا،،،،، فرغام نے یونی میں ہونے والی بات کا حوالہ دیا۔ ہا ہا ہا "وہ خالہ والی بات؟ اموجان نے ہنستے ہوئے فرغام کی جھپ مٹائی۔ ہمممم،،، فرغام نے صرف سر ہلا کر

جواب دیا۔ ارے بچے وہ تو پاگل ہے۔ ایسی بھی کیا غلط بات بول دی ہے تو خالہ ہی نا،،،  
اموجان نے مسکرا کر کہا۔ اموجان یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔ خالہ؟ وہ کوئی میری خالہ  
والہ نہیں ہے۔ وہ سب بس مزاق تھا،،، فرغام نے تیزی سے اموجان کی بات کی تردید  
کی۔ اموجان آپ بیٹھیں میں ابھی آیا،،، فرغام نے اموجان کو صوفے پر بیٹھایا اور خود  
حورین کے کمرے میں آگیا۔ ایک تو یہ ملانی ہر وقت نماز ہی پڑھتی رہتی ہے۔ اب تو  
کوئی سردرد نہیں ہو رہا،،،، جیسے ہی فرغام کمرے میں داخل ہوا حورین کو عشاء کی نماز  
پڑھتے دیکھ کر پہلا خیال اُس کے دماغ میں یہ ہی آیا۔ جب میں نے بلایا تھا تو بستر سے اُٹھا  
بھی نہیں جا رہا تھا،،،، حورین کا سردرد کا بہانا کر کے اُسے نظر انداز کرنا فرغام کو بہت  
کھولا۔ بھاڑ میں گیا سوری وری،،،، فرغام غصے سے سوچتا ہوا حورین سے ملے بغیر کمرے  
سے نکل گیا۔ سچ کہا ہے غصہ عقل کو کھا جاتا ہے۔ اگر فرغام حورین سے مل لیتا تو اُسے  
اپنی ماں کی غلط بیانی کا پتلا لگ جاتا۔

\*\*\*\*\*

پری بیٹا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے،،، پریشے کو سونے کی تیاری کرتا دیکھ کر حمیدہ بانو  
نے اپنی طرف متوجہ کیا۔ کیا بات ہے امی مجھے آپ کچھ پریشان لگ رہی ہیں،،،، ماں کو

اجازت مانگتا دیکھ کر پریشے فوراً اٹھ بیٹھی۔ بات کچھ ایسی ہے۔۔۔۔۔ آج تمہاری پھوپھو  
 آئیں تھیں،،،، حمیدہ بانو بات کرنے کے لیے الفاظ تلاشنے لگ گئیں کہ آیات شروع  
 کہاں سے کی جائے۔ او" کیا کہہ کر گئیں ہیں آپ کی نند صاحبہ آپ کو آج۔۔۔ ضرور  
 میری بُرائی کر کے گئیں ہوں گی،،، پریشے نے طنزیہ انداز میں بات کی۔ جب سے  
 پریشے نے یونیورسٹی کے ساتھ کال سینٹر میں جاب کرنا شروع کی تب سے ہی پریشے کی  
 پھوپھیوں کا رویہ اس سے بدلتا چلا گیا آتے جاتے طنز کرنا۔ باہر کام کرنے والی لڑکیوں  
 کی بد کرداریوں کے قصے سنانا۔ دنیا کی اونچ نیچ سمجھانے بیٹھ جانا پریشے کو اُن سے  
 بد ضمن کر گیا اور وہ وقت کے ساتھ ساتھ تلخ ہوتی گئی۔ نہیں پری ایسی بات نہیں ہے  
 بلکہ آج تمہاری بڑی پھوپھو بابر کے ساتھ مہر کارشتہ طے کر کے گئیں ہیں،،،،، حمیدہ بانو  
 نے نظریں چراتے ہوئے بیٹی تک پوری بات پہنچائی۔ کیا۔۔۔۔۔ امی آپ ہوش  
 میں تو ہیں؟ جانتی بھی ہیں کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔۔۔ ایسے کیسے پھوپھو رشتہ  
 طے کر سکتی ہیں،،،،، ماں کی بات سن کر پریشے بستر پر اچھل پڑی۔ پری وہ اتنے مان سے  
 مانگ۔۔۔۔۔ بھاڑ میں گیا مان،،،،، پری ماں کی بات پوری ہونے سے پہلے چیخ پڑی۔ اُس  
 وقت مان کہاں تھا جب ابو کے اپریشن کے لیے ہمیں پیسوں کی سخت ضرورت تھی۔  
 پری بیٹا"،،،،، بیٹی کو آتش فشاں بنا دیکھ کر حمیدہ بانو سے کچھ بولا ہی نہیں گیا وہ بس بے

بسی سے اپنی فرما بعد ار بیٹی کو دیکھ کر رہ گئیں جس کو حالات نے تلخ بنا دیا تھا۔ سوری امی مجھے آپ سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ لیکن بات ہی ایسی تھی کے مجھے غصہ آگیا،،،، ماں کی آنسو بھری آنکھیں دیکھ کر پری کو اپنی غلطی کا اندازہ ہو گیا اس لیے وہ اپنے اوپر آفرین بھیج کر فوراً ماں سے معافی مانگنے لگی۔ کوئی بات نہیں بیٹا میں تمہارا غصہ کرنا بھی سمجھ رہی ہوں آخر تم بڑی بہن ہو مہر کی،،،، حمیدہ نے مسکرا کر پری کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ پری ابونے ہاں کیسے کر دی،،،، پری نے حیرت سے پوچھا۔ بیٹا آپ کے ابو مجبور ہیں حالات سے بھی اور بڑی بہن سے بھی،،،، حمیدہ نے افسردگی سے کہا۔ امی ابو کو حالات سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں میں کرتور ہی ہوں جا ب مہر اور عائشہ بھی گھر میں ٹیوشن پڑھا رہی ہیں پھر ابو کیوں پریشان ہو رہے ہیں اور رہی بات ان کی بہن کی تو ان کو بھی میں سمجھا لوں گی،،،، پریشی نے ماں کی بات سن کر آرام سے جواب دیا۔ نہیں بیٹا آپ بات کو سمجھ نہیں رہیں آپ کے ابو جلد سے جلد آپ تینوں بہنوں کے فرض سے ادا ہونا چاہتے ہیں اور ویسے بھی آج کل کہاں رشتے ملتے ہیں۔ ہر ایک کو اچھا جہیز چاہیے غریب کی بیٹی کو کون پوچھتا ہے،،،، حمیدہ نے اپنی تینوں خوبصورت اور سلیقہ شعار بیٹیوں دیکھ کر ٹھنڈی آہ بھری۔ امی آپ ناامیدی کی باتیں نہ کریں ہو سکتا ہے اللہ نے آپ کے نصیب میں شہزادے داماد۔۔۔ لکھیں

ہوں،،،، عائنیشہ نے ماں کو افسردگی سے نکالنے کے لیے شرارت بھرے انداز میں جھپسی ڈال کر کہا۔ چل ہٹ پاگل پتا نہیں کون سے خوابوں جی رہی ہے،،، حمیدہ نے عائنیشہ کو پرے ہٹاتے ہوئے کہا۔ امی رہنے دیں کوئی تو ہے اس گھر میں جو خواب دیکھنے کی ہمت رکھتا ہے،،، مہر نے آہستہ آواز میں کہا اور کمرے سے باہر نکل گئی تاکہ اُس کی بھری آنکھیں کوئی دیکھ نالے پر مہر نہیں جانتی تھی کے ماں وہ واحد ہستی ہوتی ہے جو اپنی اولاد کی خاموش زبان بھی سمجھ جاتی ہے۔

\*\*\*\*\*

اموجان مانی آیا تھا کیا؟ حورین نے نماز اور تسبیحات پڑھنے کے بعد سب سے پہلے فرغام کا پوچھا۔ حور صحیح نام لیا کرو یہ کیا مانی مانی بولتی رہتی ہو،،،، اموجان نے غصے سے ٹوکا۔ حورین بچپن سے فرغام کو مانی بلاتی تھی فرغام جیسا بھاری بھر کم نام حورین کی تو تلی زبان کے بس کے باہر تھا۔ شروع شروع میں فرغام مانی نام سے بہت چڑتا تھا۔ اوہو "امو بچپن سے عادت جو ہے مانی کہنے کی،،، حور نے اموجان کے غصے کی پروا نہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ بدلو اپنی یہ عادت بچی نہیں رہیں اب تم جو بچپن کی عادت اپنائے ہوئے ہو آج کے بعد میں تمہارے منہ سے فرغام کو مانی کہتے ہوئے نہ سُنو،،،،، فاخرہ کا



انکل آپ۔۔۔۔ آپ کچن میں کیا کر رہے ہیں اور یہ ساری کافی،،،، اس نے جگہ جگہ گری ہوئی کافی کی طرف اشارہ کیا۔ جیسے ہی حورین کچن میں داخل ہوئی اُسے حیرت کا ایک جھٹکا لگا ہارون ملک کچن میں کھڑے کافی بنا کم گرا زیادہ رہے تھے۔ ایک جگہ کافی کی بوتل زمین پر الٹی پڑی تھی تو دوسری جگہ دودھ کا خالی ڈبہ۔ ہارون ملک کافی کو پھٹنے کے چکر میں جگہ جگہ کافی گرا چکے تھے۔ برتن اتنے اتنے سسے ہوئے تھے کہ ایسا ظاہر ہو رہا تھا کہ پوری بارات کے لیے کافی بنائی جا رہی ہو۔ آنو آنو بیٹارک کیوں گئی،،، ہارون ملک نے حورین کو کچن کے دروازے میں کھڑے دیکھ کر اندر آنے کو بولا۔ انکل پر آپ کر کیا رہے ہیں کافی کے ساتھ،،،، ہارون ملک کو بائول میں زور زور سے چیخ مارتے دیکھ کر حورین نے نا سمجھی سے پوچھا۔ بیٹا آج آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو مجھے لگا کہ آج آپ کے ہاتھ کی بنی کافی نہیں ملے گی اس لیے میں نے سوچا کہ میں خود ہی کافی بنا لوں،،، انکل نے مصروف سے انداز میں حورین کی بات کا جواب دیا۔ انکل آپ کافی میکر میں بھی تو کافی بنا سکتے تھے وہ بہت آسانی سے بن جاتی ہے،،، حورین نے آسان سا حل پیش کیا۔ بیٹا آپ بھی تو ایسے ہی کافی بناتی ہو اور ویسے بھی آپ کے انکل کو آسان کام پسند نہیں،،، ہارون ملک نے حورین کے آسان حل کو رد کرتے ہوئے کہا۔ یہ بات تو میں جانتی ہوں انکل کہ آپ کو مشکل کام کرنے کا شوق ہے،،، حورین نے دونوں

ہاتھ کاؤنٹر پر رکھ کر شرارت سے ہارون ملک کی بات کی حمایت کی۔ آپ کو کیسے پتا؟

ہارون ملک نے حیرت سے حورین کو دیکھا۔ آپ نے دنیا کا سب سے مشکل کام کیا تو ہے آنٹی کے ساتھ گزارہ کر کے،، حورین نے اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔

ہاہاہاہا "" "" اس بات پر تو پوری دنیا کو ہمیں داد دینی چاہیے،، ہارون ملک نے ہنستے ہوئے اپنی بات پوری کی۔ ویسے آج کچھ ہوا ہے کیا؟ ہارون ملک نے سر سری انداز میں کہا۔

کچھ خاص نہیں،، حورین نے بھی سر سری سا جواب دیا۔ حورین کا دل تو کر رہا تھا کہ

فاخرہ کی شکایت لگائے پر وہ دونوں میاں بیوی میں لڑائی کی وجہ نہیں بننا چاہتی تھی

اور اموجان کا بھی کوئی بھروسہ نہیں بات معلوم ہونے پر مجھے ہی نادولگا

دیں،،، حورین اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے سوچ رہی تھی یہ جانے بغیر کہ

ہارون ملک بہت غور سے اسے دیکھ کر بات جاننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہارون ملک

کو حورین کی ہاتھ اور آنکھیں چلا کر سوچنے کی عادت بہت اچھی لگتی تھی یہ عادت حور

نے اپنی ماں سے چورائی تھی۔ جو جیسا کرے اس کے ساتھ ویسا ہی کرنا چاہیے تاکہ اُس

کو اپنی غلطی کا احساس ہو۔۔۔۔۔ یہ میں نہیں آپ کے بابا کہا کرتے تھے،، ہارون ملک

نے کافی مگ میں نکالتے ہوئے حورین کو اُس کے بابا کی بات بتائی۔ ہارون ملک کو اتنا تو

معلوم ہو گیا تھا کہ فرغام نے کوئی شرارت کی ہے کیونکہ حور کبھی بھی فرغام کی شکایت

نہیں لگاتی تھی کہیں اُسے مجھ سے ڈانٹ نہ پڑ جائے۔ یہ لو آج میرے ہاتھ کی کافی پیو بہت عرصے بعد بنائی ہے پی کر بتاؤ کہ کیسی بنی ہے،،، حور کو حیرت زدہ دیکھ کر ہارون ملک نے کافی کی پیشکش کی۔ واہ "" "" انکل یہ تو بہت مزے کی ہے۔ آپ نے کہاں سے سیکھی اتنی مزے دار کافی بنانا،،، حور نے تعریف کرتے ہوئے پوچھا۔ ایک تھی آپ جیسی پاگل لڑکی۔۔۔۔۔ ہارون ملک یہ کہہ کر تیزی سے کچن سے نکل گئے اور حورین کے لیے سوچ کے درواہ کر گئے۔

\*\*\*\*\*

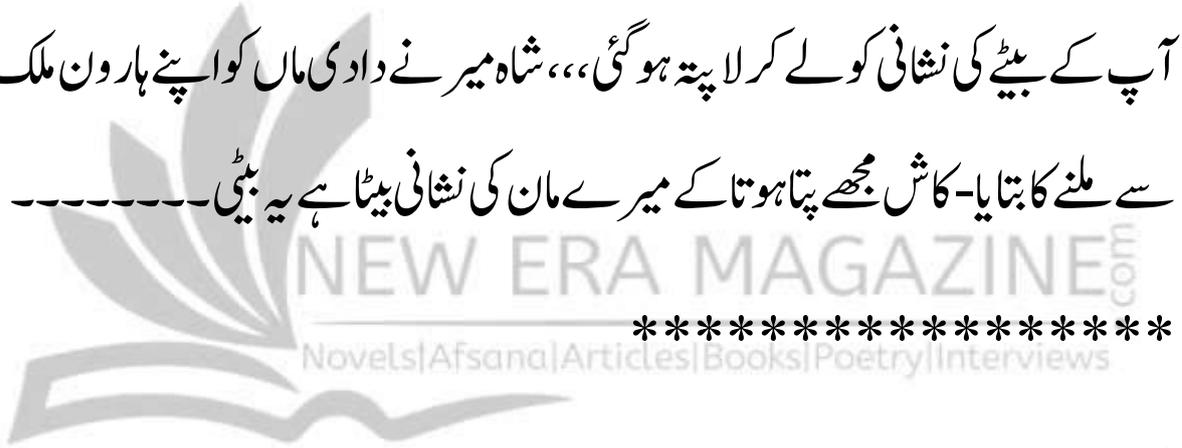
NEW ERA MAGAZINE

نی زلیخہ کی کرس ڈٹی اے چھیتی چھیتی ہتھ چلا بے وڈے سائیں آگئے تے تیری خیر نئی اے { زلیخہ کیا کر رہی ہو جلدی جلدی ہاتھ چلاؤا گر بڑے سائیں آگئے تو تمہاری خیر نہیں }۔۔۔ بی اماں [ حویلی کی خاص ملازمہ ] نے صفائی والی ملازمہ کو سرزش کرتے ہوئے کہا۔ بی اماں کی بولنے کی دیر تھی زلیخہ کے ساتھ ساتھ اور ملازمائیں بھی جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگ گئیں۔ کیونکہ سب اپنے نئے سردار شاہ میر کے جلال کو بہت اچھے سے جانتی تھیں۔ سردار شاہ میر زمان شاہ کا سب سے بڑا پوتا بنا بنا یا اپنے دادا کا پر تول۔۔۔۔۔ زمان شاہ کے مرنے کے بعد سرداری کا عہدہ شاہ میر نے سمبھالا۔ اس کی



رشیدے کو خوف سے کانپتا دیکھ کر بڑی بی بی سائیں نے پیار سے بول کر شاہ میر کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا۔ آپ نہیں جانتیں ان کمی کمین کو زرا سا نرم لہجہ اپناؤ سر پر چڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو ان کی اوقات میں رکھنا چاہیے،،، شاہ میر نے حقارت سے کہا۔۔۔۔ اس وقت شاہ میر گائوں کا ایک جاہل گنوار لگ رہا تھا کوئی بھی دیکھ کر یہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ انسان باہر سے پڑھ کر آیا ہے۔ تم جاؤ مائی،،،، بڑی بی بی سائیں نے رشیدے سے کہا۔ میر واس طرح مت بولا کر میرے سامنے یہ لہجہ مجھے کسی کی یاد دلاتا ہے،،،، بی بی سائیں نے لرزتے ہوئے کہا۔ دادی ماں چھوڑے ان باتوں کو،،، شاہ میر نے ان کا زہن بٹایا۔ آپ حکم کریں شہر سے آتے ہوئے آپ کے لیے کیا لائوں،،، شاہ میر نے اپنی دادی سے لاڈ کرتے ہوئے کہا۔ شاہ میر دنیا والوں کے لیے جتنا بھی سخت ہو پر اپنی دادی ماں سے بہت پیار کرتا تھا۔ شاہ میر کے لیے اُس کے ماں باپ اُس کی دادی ہیں تھیں۔ ماں تو بہت چھوٹی عمر میں فوت ہو گئی تھی اور اکبر شاہ شاہ میر کے غصے اور دوسروں کو اپنے آگے حقیر سمجھنے کی وجہ سے شاہ میر سے ہمیشہ نالغ رہتے۔ میں کیا حکم کرو پتر بس میری تو اب یہ ہی آخری خواہش ہے کہ میں اپنے بیٹے کی نشانی دیکھ سکوں۔ پتا نہیں کہاں ہو گا وہ بی بی سائیں فوراً آبدیدہ ہو گئیں۔ وہ جہاں کہیں بھی ہو میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا آپ فکر نہ کریں،،، شاہ میر نے دادی سے وعدہ کرتے ہوئے کہا۔ پتر

ارمان کا ایک دوست بھی تو تھا کیا نام تھا اُس بچے کا جو یہاں آیا بھی تھا،،،، دادی ماں نے زہن پر زور دیتے ہوئے کہا- ہارون "'''''' ہارون ملک نام تھا اُن کا دادی ماں،،،، شاہ میر نے بتایا- ہاں "پتر اُس کو معلوم ہو گا میرے بچے کا،،،، دادی نے بے صبری سے کہا- میں گیا تھا دادی ماں ہارون ملک کے آفس پر اُن کو بھی معلوم نہیں وہ اس وقت ملک سے باہر تھے چاچو کی فوتگی کے وقت- اُن کا کہنا ہے کہ جب وہ واپس آئے تو وہ عورت آپ کے بیٹے کی نشانی کو لے کر لاپتہ ہو گئی،،،، شاہ میر نے دادی ماں کو اپنے ہارون ملک سے ملنے کا بتایا- کاش مجھے پتا ہوتا کہ میرے مان کی نشانی بیٹا ہے یہ بیٹی-----



سکوتِ شام جب خاموش کر جائے زمانے کو

ستارے آئیں جس دم نور کی چادر بچھانے کو

نسیم جاں فزا چلتی ہو دنیا کو سلانے کو

بہ الفاظ دیگر، آجائے نیند زمانے کو

تو تم یہ جان لینا، کوئی تم کو یاد کرتا ہے

علی کیوں خود کو خوار کر رہا اُس کے پیچھے جب جانتا ہے کہ وہ تیری نہیں ہو سکتی،،، علی نے برسلیٹ کو دیکھتے ہوئے خود کو سمجھایا۔ علی کا روز کا معمول تھا یہ رات دیر تک محبوب کی نشانی سے باتے کرنا اور تھک ہار کر اپنے آپ کو سمجھانا۔ کاش میں اتنا بزدل نا ہوتا کم سے کم اُس کے سامنے اپنے پیار کا اظہار ہی کر دیتا تو آج اس طرح خوار نا ہو رہا ہوتا،،، علی نے اپنے آپ کو کو سا۔ کیا وہ میرے پیار کو قبول کر لیتی،،، علی نے خود سے پوچھا۔ یقیناً نہیں "" ایک امیر زادی کسی غریب کو دوست تو بنا سکتی ہے پر محبت۔۔۔۔۔ نہیں محبت نہیں کر سکتی،،،، علی کے ہر انداز میں مایوسی جھلک رہی تھی۔ کاش "" میں نے تم سے محبت نہ کی ہوتی۔ منال۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

Good Morning every one ڈائینگروم میں آتے ہی فرغام نے زور سے کہا۔ آجاؤ میرے شیر ہارون ملک نے بیٹے کو کرسی پیش کرتے ہوئے پیار سے کہا۔ امو حورے کہاں ہے۔۔۔؟ بریک فاسٹ کے لیے نہیں آئی،،، فرغام نے حورین کو ناپا کر اپنی ناراضگی ظاہر کیے بغیر اموجان سے پوچھا۔ { فرغام اور حورین میں ایک عادت سیم تھی چائے کتنی بھی لڑائی ہو جائے وہ اپنی ناراضگی کسی دوسرے پر ظاہر نہیں

ہونے دیتے تھے { بیٹا آج اُس کی کوئی کلاس جلدی کی تھی اس لیے وہ آج پو آئنٹ کی بس سے چلی گئی،،،، اموجان نے فرغام کو آگہا کیا۔ کیا مطلب بس سے چلی گئی روز میرے ساتھ جاتی ہے نا وہ تو پھر آج۔۔۔۔ آپ لوگوں نے مجھے اٹھایا کیوں نہیں۔ جانتے ہیں نا آپ سب کے وہ رش سے کتنا گھبراتی ہے،،، غصے کے مارے فرغام سے بات ہی نہیں ہو رہی تھی۔ اموجان کیا بتاتی فرغام کو کہ حور آئی تھی اُس کو اٹھانے پر فاخرہ نے اُسے فرغام کے کمرے میں جانے ہی نہیں دیا اور حور غصے میں بس سے چلی گئی۔ فرغام یہ کیا طریقہ ہے بڑوں سے بات کرنے کا۔ تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کرو،،،، ہارون ملک نے بیٹے کو ناگواری سے ٹوکا۔ لاڈ پیارا اپنی جگہ پر جہاں فرغام کو غلط بات یا حرکت کرتا دیکھتے فوراً سے جھاڑ کر رکھ دیتے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اُن کا بیٹا لاڈ پیار کی وجہ سے بڑے چھوٹے کی تمیز بھول جائے۔ سوری امو،،،، فرغام نے آہستہ سے کہا۔ اوہو فرغام تم بھی نا۔۔۔۔۔ اچھا ہے حورین بھی خود سے گھر سے باہر نکلی۔ عادت ہونی چاہیے لڑکیاں کو اکیلے آنے جانے کی،،،،، فاخرہ نے اموجان کے بولنے سے پہلے کہا۔ ڈر تھا کہیں وہ اُس کا پول نا کھول دیں۔ ماما وہ میری ذمے داری ہے اُسے جہاں کہیں بھی جانا ہو وہ مجھے بولے اور پلیز آج تو آپ لوگوں نے اُسے اکیلے باہر جانے دیا ہے آج کے بعد ایسا ہو تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا،،،، فرغام کسی پر بھی نظر ڈالے

بغیر یونی کے لیے نکل گیا۔ میرا بیٹا کس راہ پر نکل پڑا ہے جس کی کوئی منزل ہی نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا فرغام کو سمجھنا ہو گا میں اپنے دوست کو زبان دے چکا ہوں

\*\*\*\*\*

تم کل پارٹی میں کیوں نہیں آئیں۔۔۔؟ منال کی ماما نے جو س پیتے ہوئے منال سے پوچھا۔ مجھے پڑھنا تھا،، منال نے مختصر جواب دیا۔ ایسا کیا پڑھنا تھا تم نے جو پارٹی چھوڑ دی۔ وہاں سب تمہارے بارے میں پوچھ رہے تھے اور ہاں تمہاری دوست مشعل بھی آئی ہوئی تھی،، منال کی ماما نے اُسے پارٹی کی معلومات فراہم کیں۔ ماما آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے مشعل میری دوست نہیں۔ اُس کے ساتھ بس ہیلو ہائے ہے میری،،، منال نے مشعل کے بارے میں اپنی ماں کی غلط فہمی دور کی۔ ہاں میں بھول گئی تھی کی میری بیٹی کو دوست بنانے کی سمجھ نہیں،، منال کی ماما نے غصے سے طنز کیا۔ ماما دوست پیسے دیکھ کر نہیں عادت دیکھ کر بنائے جاتے ہیں،،، منال نے ماما کے طنز کا جواب دیا۔ ہممم "وکی کی ماما تمہیں دیکھنے آنا چاہ رہی ہیں تم ٹائیٹم نکالو ان کے لیے،،، مسز بیگ نے بات بدلی۔ ماما مجھے کسی سے نہیں ملنا آپ پلزان کو منا کر دیں،،، منال نے دو ٹوک انداز میں کہا اور ڈائمنگ ٹیبل سے اٹھ گئی۔

\*\*\*\*\*

اوف توبہ "" حور تم ہے کس نے مشورہ دیا تھا کہ پو آئینٹ کی بس سے چلی جاؤ اوف اس میں تو اتنا رش ہے میری ٹانگیں شل ہو گئیں ہیں کھڑے رہ رہ کہ ،،،،، حور روہانسی ہو گئی۔ اللہ آپ کو پوچھے آنٹی ،،،، حور نے دوہائی دی۔ اچھا بھلا کہہ رہی تھی کہ فرغام کو اٹھادیں پر ناجی اُن کے نئے کی نیند خراب ہو جاتی ،،،، حور نے جل کر سوچا۔ میں بھی ایک نمبر کی پاگل ہوں غصے میں خود ہی نکل آئی گھر سے کیا تھا میں فرغام کا انتظار ہی کر لیتی کم سے کم اس خواری سے تو بیچ جاتی ،،،، اب کی بار حورین نے اپنے آپ کو کوسا۔ اللہ جی آج کے بعد جوش سے نہیں ہوش سے کام لوں گئی۔۔۔۔۔ پکا وعدہ۔۔۔۔۔ پاگل ہو کیا ،،،، حورین نے سوچتے ہوئے زور سے بولا تو ساتھ کھڑی ہوئی لڑکیوں نے کہا۔ حورین نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

\*\*\*\*\*

لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مشکلیں میرے نصیب میں لکھ دیں ہیں ،،،،، پری نے نا امید سے سوچا۔ پری پر جنجھلاہت سوار تھی ایک طرف پھوپھو نے ناک میں دم کر رکھا تھا تو دوسری طرف گھر کے اخراجات۔۔۔۔۔ پریشے کو کوئی راہ نظر نہیں

آ رہی تھی۔ اُسے اس بات کا باخوبی علم تھا کہ ایک دفہ پھوپھو کو مہر کے رشتے کے لیے ہاں کر دی گئی تو اُنھوں نے جلد شادی کے لیے باضد ہو جانا ہے۔ اُن سے کوئی بعید نہیں کہ وہ جہیز کی ایک لمبی لسٹ پکڑا دیں۔ یہ تمام سوچیں مل کر پری کو نا اُمیدی کی طرف دھکیل رہیں تھیں ورنہ پریشہ اللہ کی شکر گزار بندی تھی۔ ایک تو پوائنٹ کو بھی آج ہی مس ہونا تھا اب کیسے نا کیسے کر کے یونی پہنچنا پڑے گا۔ آج چھٹی بھی نہیں کر سکتی۔ اسائمنٹ جمع کروانے کا آخری دن ہے،،،،، پری اپنی سوچوں میں مگن سڑک کے درمیان چل رہی تھی۔ چرررر۔۔۔۔۔ بالکل اچانک پری کے نزدیک گاڑی کے ٹائر چرچرائے۔ اندھی ہو کیا دیکھ کر نہیں چل سکتی گاڑی آ رہی ہے،،،،، گاڑی کے ڈرائیور نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر غصے سے کہا۔ او بابے لگتا ہے تم اندھے ہو دیکھ نہیں رہے کہ سڑک پر کوئی اور بھی ہے،،،،، پری نے اپنی غلطی ہونے کے باوجود ڈرائیور کی سفید داڑھی پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔ ڈرائیور حیرت سی منہ کھولے پری کو دیکھ رہا تھا،،،،، اُسے اس نازک سی بچی سے ایسے جواب کی اُمید نہیں تھی جبکہ غلطی بھی اُس کی تھی۔۔۔۔۔ اُمید تو سردار شاہ میر کو بھی نہیں تھی،،،،، شاہ میر نے اوپر سے لیکر نیچے تک اس لڑکی کو دیکھا جس نے سر کو حجاب سے کور کیا ہوا تھا کندھے پر لیڈر کا معمولی سا بیگ اور ہاتھوں میں کچھ کتابیں سستا سا لیمن کلر کا پریسنٹڈ سوٹ پہنے غصے

میں لال ہو رہی تھی۔ باظہار دیکھنے میں نازک سی پر لہجہ آگ برستا ہوا۔ شاہ میر تھوڑی دیر لڑکی کو گھورتا رہا،،،،، اُس نے اپنی زندگی میں یہ پہلی لڑکی دیکھی ہوگی جو اُس کی بی۔ ایم۔ ڈبلیو سے متاثر ہونے کے بجائے غصہ ہو رہی تھی۔ بی بی غلطی تمہاری ہے تم سڑک کے بیچ میں چل رہی تھیں،،،، ڈرائیور نے گاڑی سے باہر نکل کر پریشے کو اُس کی غلطی بتانی چائی۔ کیوں کیا یہ سڑک امیر زادوں کی ہے جو کوئی غریب اس پر چل بھی نہیں سکتا،،،، پری بھی اپنی بات پر ڈٹی رہی۔ یہ نیا طریقہ ہے کیا امیر لڑکے کو پھنسانے کا۔۔۔۔؟ شاہ میر نے گاڑی سے نکلتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا۔ تمہاری اتنی اوقات نہیں کہ میں تمہیں دیکھوں پھنسانا تو دور کی بات،،،، پری نے بل کھاتے لہجے میں اینٹ کا جواب پتھر سے دیا۔ تم۔۔۔۔ تم میری اوقات کی بات کر رہی ہو میں چاہو تو تم جیسی کئیں لڑکیوں کو خرید سکتا ہوں،،،، شاہ میر نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔ یا اللہ! تو اس بچی پر رحم کرنا سائیں کے غضب سے بچانا،،،، وہی ہوا جس کا دادا الہی کو ڈرتھا۔ وہ اپنے سردار سائیں کی عادت سے اچھی طرح واقف تھے۔ اگر انھیں کوئی بات بُری لگ جائے تو وہ اُسے انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ اسی لیے دادا الہی جلد سے جلد اس بے وقوف لڑکی سے پیچھا چھوڑنا چاہتا تھا۔ نہیں کوئی اور کیوں تم ہی اپنی قیمت۔۔۔۔۔ چٹاخ۔۔۔۔۔ پری کے ہاتھ کا تھپڑ شاہ میر کے چودہ سبق روشن کر گیا

لگتا تھا جیسے شاہ میر اپنی جگہ جم گیا ہو۔ جم تو اپنی جگہ دادا لہی بھی گیا تھا۔ وہ اپنی جوانی سے شاہ حویلی کا نوکر تھا اور اب اُس پر بڑھاپا آ گیا تھا۔ وہ واثق سے کہہ سکتا تھا کہ آج تک شاہ حویلی کے شاہوں میں سے کسی نے سردار شاہ میر پر ہاتھ اٹھایا ہو گا اور اب کہاں یہ بے وقوف لڑکی جس نے بھڑکے چھتے میں ہاتھ دے دیا۔ صحیح کہتے ہیں پڑھے لکھے لوگ مرد کا اُس کے پہناوے سے نہیں اُس کی زبان سے پتا چلتا ہے کہ وہ کس کردار کا ہے،،،، پری نے ہاتھ کے بعد زبان سے آگ لگائی اور نفرت سے دیکھتے ہوئے لوکل بس میں سوار ہو گئی۔ اُلو کی پٹھی میرے کردار پر بات کرتی ہے۔ اپنے کردار کا نہیں پتا آج کسی کے ساتھ توکل کسی کے ساتھ،،،، بد تمیزی کا ناختم ہونے والا طوفان شاہ میر کے منہ سے نکل رہا تھا۔ چھوڑوں گا نہیں میں اسے،،،، شاہ میر نے غصے سے کہا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔ یا اللہ! سردار کو یہ بچی کبھی نا نظر آئے،،،، دادا لہی نے سچے دل سے دعا کی پر وہ نصیب کا لکھا نہیں جانتا تھا۔

\*\*\*\*\*

روٹھے ہو تم تم کو کیسے منائے پیابو لونانا نابول بھی دونہ۔۔۔۔ علی نے فرغام کو چڑانے کے لیے اپنی بے سری آواز میں گانا گایا۔ یار علی دماغ نا خراب کر،،،، فرغام نے جان

چھوڑائی - ہاہا کیا کہنے میرے یار کے موڈ اُس کا اُس کی منہ بھولی خالہ نے خراب کیا ہے اور دماغ دوست۔۔۔۔۔ بکو اس بند کر اپنی تو جانتا بھی ہے کہ میں حورین کے بارے میں کوئی اُلٹی بات نہیں سن سکتا چائے وہ کوئی بھی کیوں ناہو،،،، فرغام نے علی کی بات کاٹتے ہوئے غصے سے کہا۔ یار کیا ہوا ہے میں تو بس مزاق میں۔۔۔۔۔ مزاق میں بھی نہیں اُس سے مزاق کرنے کا، اُسے تنگ کرنے کا حق صرف میرا ہے سمجھے،،، اب کی بار فرغام نے غراتے ہوئے کہا اور اپنی جگہ سے اُٹھ کر کاشی لوگوں کی طرف چلا گیا۔

اسے کیا ہوا ہے پاگل ہو گیا ہے یہ بہن ہے وہ میری پاگل کہیں کا،،،، علی حیرت سے سوچتا رہ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

دادی ماں یہ دیکھیں میں اپنے ہاتھوں سے آپ کے لیے سوپ بنا کر لائی ہوں۔۔۔۔۔  
 زینیہ نے اندر آتے ہی جھکتے ہوئے کہا۔ ارے میرے بچے تو نے کیوں بنایا خود کسی کو بول دیتی۔۔۔۔۔ بڑی بی بی سائیں نے فکر مندی سے اپنی نواسی کو دیکھا جو سب لڑکوں کی دیکھا دیکھی اُنھیں بھی دادی ماں بلاتی تھی "۔ اوہو۔۔۔۔۔ دادی ماں کیا میں آپ کی پوتی نہیں۔۔۔۔۔ زینیہ نے دادی سے لاڈ کرتے ہوئے کہا۔ نہیں۔۔۔۔۔ امان نے

کمرے میں آتے ہوئے زینبیہ کا آخری جملہ سن کر فوراً جواب دیا - تم سے کس نے پوچھا ہے۔۔۔ زینبیہ نے تنک کر کہا - پر بتانا تو میرا فرض ہے نا۔۔۔۔۔ امان نے شرارت سے کہا - یہ میری دادی ماں ہیں ہے نادادو۔۔۔۔۔ زینبیہ نے دادی کی گواہی چائی - اوے زینی بہنا میرا بھائی کہہ تو رہا ہے کے تم نہیں ہو پوتی تو سمجھ لو نا کے نہیں ہو۔۔۔۔۔ ایان نے امان کی بات کی ہامی بھر کر جلتی پر تیل کا کام کیا - تم چپ رہو بھائی کے چچے۔۔۔۔۔ زینبیہ نے ایان کو جھڑکا - دادو آپ کہیں نا ان دونوں کو آپ میرے بابا کی تائی بھی تو ہیں،،، زینبیہ نے اپنے بابا کے رشتے کا حوالہ دیا - آپ ہنستیں رہیں اپنے پوتوں کو دیکھ دیکھ کر میں جا رہی ہوں اب نابلائیے گا مجھے،،،، زینبیہ روہان سے لہجے میں کہتی ہوئی کمرے سے نکل گئی - پیچھے دادی پوتے اُس کے بچپنے پر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئے - شاہ حویلی کے مکینوں کو ایسے موقعے صرف شاہ میر کی غیر موجودگی میں ہی ملتے تھے - امان اور ایان شاہ بلاول شاہ کے جڑواں بیٹے تھے جنہیں ماں باپ دونوں کا پیار نصیب نہیں ہوا - باپ کے مرنے کے کچھ ماہ بعد اُن کی ماں بھی گزر گئیں - شاہ حویلی میں صرف ایک ہی عورت باقی تھیں اور وہ تھیں بڑی بی بی سائیں۔۔۔۔۔ اُنھوں نے ہی اپنے تینوں پوتوں کو ماں کا پیار دیا پھر بھی کہیں کوئی کمی رہ گئی تھی جو شاہ میر اتنا تلخ ہو گیا تھا -

\*\*\*\*\*

بیٹا آپ کسی کو ڈھونڈ رہی ہو،،، حورین کو کلاس میں جھانکتے ہوئے سر ابراہیم نے پوچھا۔ جی جی سر۔۔۔ دراصل میں اپنے بھانجے کو ڈھونڈ رہی ہوں،،، حورین نے سر کے سامنے ادھر ادھر دیکھ کر اپنے فرضی بھانجے کو ڈھونڈنے کی ناکام کوشش کی۔ وٹ۔۔۔ آپ اتنے چھوٹے سے بچے کو یونی لے کر آئی ہیں۔ سر ابراہیم نے حیرت سے لڑکی کو دیکھا۔ نہیں سر آج میرے ساتھ ہی تو نہیں آیا تبھی تو پریشانی ہو رہی ہے۔ سر کیا میں اندر دیکھ لو،،، حور نے سر ابراہیم کی حیرانی میں اضافہ کیا اور کلاس میں داخل ہو گئی۔ بھانجے جے جے۔۔۔ شکر ہے تم ٹھیک ہو پتہ ہے مجھے کتنی ٹینشن ہو رہی تھی تمہاری،،، حورین کے بولتے ساتھ ہی کلاس کو سانپ سونگھ گیا۔ سر یہ رہے میرے بھانجے،،، حورین نے فرغام کو دیکھ کر کہا جو ڈر کے مارے سفید پڑ گیا تھا۔ پوری یونی میں مزاق بن جانے کا ڈر۔۔۔ یہ آپ کے۔۔۔ جی سر یہ میرے بھانجے اور میں ان کی خالہ کیوں صحیح کہانا میں نے،،، حورین نے سر کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اوکے اب میں چلتی ہوں تم پڑھو،،، حورین فرغام کی طرف دیکھ کر شرارت سے مسکرائی جس کا چہرہ اب غصے سے لال ہو رہا تھا۔ اب پیہ چلے گامانی صاحب آپ کو کے مزاق

کیسے اُڑایا جاتا ہے،،،، حورین کے کلاس سے نکلتے ساتھ ہی سٹوڈنٹس کے لکھوں کا شروع باہر تک آنے لگا۔ اسٹوپ اٹ کلاس خاموش ہو جائیں۔ آپ سب ایم بی اے کے سٹوڈنٹس ہیں بچے نہیں۔ سوپلیز ڈونٹ بیسیولائیک آچائیڈ،،، سر ابراہیم نے پوری کلاس کی اچھی خاصی عزت افزائی کر دی جس کے ساتھ ہی پوری کلاس میں سناٹا چھا گیا۔ فرغام ہوازشی،،، سر ابراہیم نے آج پہلی مرتبہ اپنے لائیک فائیک سٹوڈنٹ سے غصے بھرے انداز میں بات کی۔ سر اُس نے خود تو بتایا ہے خال۔۔۔۔۔ شٹ اپ وکی اس سے زیادہ آگے نہیں،،، سر کے پوچھنے پر وکی کانچ میں جواب دینا فرغام کو سبچا پا کر گیا۔ فرغام کول ڈائون،،، سر ابراہیم فرغام کو حیران نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اس کا غصے سے باہر ہونا ان کی سمجھ سے باہر تھا۔ فرغام وکی کو گھورتا ہوا کلاس سے باہر نکل گیا۔ آخر کب ختم ہو گا ان دونوں کا بچپنا،،، علی فرغام کو باہر جاتا ہوا دیکھ کر اُس کے پیچھے لپکا۔

\*\*\*\*\*

زاہد میں سوچ رہی ہوں کے کیوں نا اس ویک گھر پر گیسٹو گیدر رکھ لوں اس طرح وقاص کی ماما کی منال سے ملاقات بھی ہو جائے گی اور پارٹی بھی ہو جائے گی،،،

مسز زاہد قیوم نے بریک فاسٹ کرتے ہوئے اُنھیں اپنے پروگرام سے آگاہ کیا - تمہارا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔ مجھے بزنس میں لوس پر لوس ہو رہا ہے اور تمہیں منال کی شادی کی پڑی ہے اور ویسے بھی وہ لڑکا مجھے کچھ خاص پسند نہیں ایک نمبر کالو فر لگتا ہے

،، مسز زاہد نے بیگم کو جھڑکتے ہوئے کہا - میں کچھ نہیں جانتی تم جانو تمہارا بزنس۔۔۔ میں نے جو کہہ دیا ہے وہ ہی ہو گا اور کیا برائی ہے وقاص میں ایلینٹ کلاس کے لڑکے ایسے ہی ہوتے ہیں،، مسز زاہد نے تنفر سے جواب دیا۔

\*\*\*\*\*

سر آپ سے ملنے سردار شاہ میر آئیں ہیں،،،، جیسے ہی ہارون ملک میٹنگ روم سے نکلے اُن کا سیکرٹری بھاگتے ہوئے اُن کے پاس آکر بولا - کہاں ہے وہ،،،، شاہ کی آمد کا سن کر ہارون ملک کی کنپٹیاں سلگنے لگیں - مطلب ویٹنگ روم میں یا۔۔۔۔ سر میں نے اُنھیں روکنے کی بہت کوشش کی پر وہ آپ کے روم میں چلے گئے،،، سیکرٹری نے ہارون ملک کی بات کاٹ کر فوراً اپنی صفائی دی - تم جانو میں دیکھ لیتا ہوں،،،، ہارون ملک نے کہتے ساتھ ہی آفس کا رخ کیا - بنا میری اجازت کے میرے آفس میں آنے کی عادت تم نے اپنے چاچو ارمان شاہ سے لی ہے،،، شاہ میر کو آرام سے اپنے آفس میں بیٹھا دیکھ

کر ہارون ملک نے میٹھا طنز کیا - انتظار کرنا شاہوں کی فطرت میں شامل نہیں ہارون ملک،،، شاہ میر نے غرور سے کہا - تم بھول رہے ہو کے میں ارمان شاہ کا دوست ہونے کے ساتھ تم سے عمر میں بڑا بھی ہوں،،، ہارون ملک نے اپنے لہجے کو نرم رکھا - ارمان چاچو اپنے ساتھ ساتھ خود سے جڑے رشتوں کو بھی توڑ گئے ہیں،،، شاہ نے ہارون ملک کا ضبط از مایا - تو پھر تم نے یہاں آنے کی زحمت کیوں کی،،، ملک ہارون نے شاہ کے انے کا مقصد پوچھا - وہ کہاوت تو سنی ہی ہو گی تم نے ہارون ملک پیسا خود چل کے کنواں کے پاس آتا ہے کنواں نہیں جاتا،،، شاہ میر نے پیپر ویٹ گھوماتے ہوئے کہا - میں سمجھا نہیں تمہاری بات،،، ہارون ملک نے نا سمجھی سے شاہ کو دیکھا - میری پیاس کا نام میرا چچا زاد ارمان شاہ کا بیٹا ہے،،، اب کے شاہ میر نے ہارون ملک کو اپنے مقصد سے آگاہ کیا - میں نے تمہے پہلے بھی بتایا تھا کہ میرا ارمان کی شادی کی بعد سے اس سے رابطہ نا ہونے کے برابر تھا - میں جو جانتا تھا وہ تمہیں بتا چکا ہوں،،، ہارون ملک نے فائلز پڑھتے ہوئے خود کو مصروف ظاہر کیا - یہ اطمینان ہی تو مجھے اس بات پر یقین کرنے نہیں دے رہا کہ تم اس سے لاعلم ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ارمان شاہ کا وارث لاپتہ ہو اور ہارون ملک ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا ہے،،، شاہ نے ہارون ملک کو کھوجتی ہوئی نگاہوں سے گھورا - اطمینان میں اس لیے ہوں کیونکہ وہ اپنی ماں کے پاس ہے،،، ہارون

ملک نے سرسری سی بات کی - ہا ہا ہا "ماں"۔۔۔ کیا خوب کہی تم نے بی۔ وہ گھٹیا عورت۔۔۔ شاہ میر۔۔۔۔۔ زبان کو لگام دو اپنی،،، ہارون ملک غصے سے چیخے - شاہ میر کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو ہارون ملک اُسے زمین میں گاڑ دیتے۔ کیسے برداشت کرتے وہ اُس عورت کے لیے کوئی غلط بات جو اُن کا سب کچھ تھیں۔ جس کی ضد اور خواہش نے اُسے خاک کر دیا - میں زبان کو لگام دوں ہارون ملک میں۔ تم اس عورت کی طرف داری کر رہے ہو جو عورت کہلانے کے لائیک نہیں۔ جس نے ایک ماں سے اُس کا بچہ، ایک بھائی سے اُس کا بھائی اور بھتیجے سے اُس کا چاچا چھین لیا،،، شاہ میر نے غصے میں آتے ہی میز کی ساری چیزیں زمین پر پھینک دیں - یہ کیا بد تمیزی ہے شاہ میر،،، شاہ میر کو غصے میں چیزیں توڑتا دیکھ کر ہارون ملک نے اُسے روکنا چاہا - سر آپ ٹھیک ہیں،،،،، ہارون ملک کے آفس سے چیزوں کے گرنے کی آواز آتے ہی اُن کا سیکڑری اور آفس بوائے فوراً آفس میں داخل ہوئے - پلیز آپ لوگ باہر جائیں،،، ہارون ملک نے سب کو باہر بھیجا - یہ کیا طریقہ ہے یہ سب کر کے تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو،،، ہارون ملک نے آرام سے بات کر کے شاہ میر کو ٹھنڈا کرنا چاہا کیونکہ وہ اتنا تو جانتے تھے کہ شاہ میر کو غصے سے قابو نہیں کیا جاسکتا - میری بات کان کھول کر سن لو ملک اگر مجھے معلوم ہوا کہ اُس عورت سے تم رابطے میں ہو یہ اُس کا پتہ جانتے ہو

تو تمہارے بچوں تک پہنچنا میرے لیے مشکل نا ہوگا،،، شاہ میر جس غرور کے ساتھ  
 آفس میں آیا تھا اسی طرح نکل گیا۔ رابٹے ہی تو سارے ختم ہو گئے میرا اُس سے  
 میرے کاش۔۔۔۔۔ تم اُسے جان پاتے تو آج یہ بکو اس نا کرتے،،، ہارون ملک نڈھال  
 سے کرسی پر بیٹھے۔ یہ چوائز ہے تمہاری ارمان شاہ تم نے اپنی بیٹھی کے لیے اس انسان  
 کو چنا جس کو انسان کو انسان ہی نہیں سمجھتا،،، ہارون ملک خیالوں میں اپنے جگری یار  
 سے مخاطب ہوئے۔ نہیں ارمان شاہ تم غلط ہو۔ تم کل بھی غلط تھے جب تم نے اپنے  
 لیے سارا "حورین کی ماں" کو چنا۔ اور آج بھی جو اپنی ناز و پلی بیٹھی اس جانور کو سونپ  
 رہے ہو۔ میں یہ نہیں ہونے دوں گا۔ وہ میری بیٹھی ہے میں اُس کے لیے بہت اچھا  
 انسان ڈھونڈوں گا جو اُس کی قدر کرے،،، ہارون ملک نے خود سے وعدہ کیا۔ میں نے  
 سارا کو کھو دیا تمہاری وجہ سے اب حورین کو نہیں کھونے دوں گا۔ پر نصیب کا لکھا تو  
 کوئی نہیں ٹال سکتا ہارون ملک اس بات سے انجان تھا۔

\*\*\*\*\*

کیا۔۔۔۔۔ حور تم پاگل ہو گئی تھیں کیا جو سب کے سامنے یہ سب بکو اس کی تم نے،،، حور  
 کا کارنامہ سنتے ساتھ ہی منال اور پری چیخ پڑیں۔ ہاں تو اُس نے بھی تو میرے ساتھ یہ

سب کیا تھا تب تو تم لوگوں نے ایسا ریکٹ کیوں نہیں کیا،،، حور اُن دونوں کے رویے سے برا منا گئی - حور اُس ٹائیٹم صرف ہم فرینڈز تھے جبکہ تم نے تو۔۔۔۔۔ پری نے حور کو یاد دلاتے ہوئے بات ادھوری چھوڑی - تمہیں یہ آئیڈیا آیا کہاں سے،،،، منال نے حور سے ساری بات اُوگل وانی چائی کیونکہ جہاں تک وہ حور کو جانتی تھی اُس میں اتنی ہمت نہیں ہو سکتی کہ وہ سب کے سامنے وہ بھی خود اکیلے اتنا بڑا بلنڈر مار دے۔ وہ مشعل نے۔۔۔۔۔ ویسے میرے پاپا بھی کہتے تھے جو جیسا کرے اُس کے ساتھ ویسا ہی کرنا چاہیے۔ انکل نے کل بتایا تھا،،، حور نے جلدی جلدی بتایا۔ حور ایسی ہی تھی جھلی سی کوئی بھی بات چھپا کر تو اُسے رکھنی آتی ہی نہیں تھی - میں نے تمہیں دس دفعہ کہا ہے کہ ہر وقت اس کے ساتھ نارہا کرو،،،، حور کی بات سنتے ساتھ ہی پری کو غصہ آ گیا - اس میں میرا کیا قصور ہے تم لوگوں کو ہی بی بی اے کرنے کا شوق تھا اور ویسے بھی میں اُسے ساتھ نہیں رکھتی وہ خود ہی میرے ساتھ ساتھ رہتی ہے،،، حور نے ناراض ہوتے ہوئے کہا - کاشش تمہیں اندازہ ہوتا کہ وہ تمہارے ساتھ کیوں چسکی رہتی ہے،،، منال منہ میں ہی بڑ بڑا ہی۔۔۔۔۔ کیا تم منہ ہی منہ میں بول رہی ہو،،، حورین کمر پر ہاتھ رکھ کر لڑنے کے لیے تیار ہو گئی - کچھ نہیں بھی میری اتنی مجال کہ میں آپ کی جان میں گستاخی کروں،،، منال نے کلستے ہوئے کہا - او فو" تم دونوں بھی

نہ۔۔۔۔۔ اس ٹائیم اہم یہ ہے کہ حور تم جا کے ابھی فرغام کو سوری بولو گی،،، پری نے دونوں کو خاموش کرواتے ہوئے کہا - ابھی تو میری کلاس کا ٹائیم ہو رہا ہے میں بعد میں سوری کر لو گی،،، یہ کہتے ہی حورین کلاس لینے چل دی - حور میری بات تو سنو ایک منت۔۔۔۔۔ یہ نہیں سُدھرے گی،،، پری حورین کو روکتی رہ گئی۔ اس مشعل کا کچھ کرنا پڑے گا نہیں تو یہ حور اور فرغام میں لڑائی کروا کے رہے گی کیوں پری۔۔۔؟ منال نے پری سے تائید چائی - کچھ نہیں بہت کچھ۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

اس کی ہمت کیسے ہوئی سب کے سامنے اس طرح کی بکو اس کرنے کی،،، فرغام بولنے کے ساتھ ساتھ کمرے کی چیزوں پر اپنی بڑھاس نکال رہا تھا - جن لوگوں کی جرات نہیں ہوتی تھی میرے سامنے سر اٹھانے کی وہ لوگ آج مجھ پر ہنس رہے تھے وہ بھی تمہاری وجہ سے،،، فرغام نے ڈریسنگ کی ساری چیزیں شیشے پر مار کر اپنے عکس پر غصہ نکالا - چھوڑوں گا تو تمہیں میں بھی نہیں حورین ارمان آج تم نے مزاق کی حد ختم کر دی اب میں تمہیں بتائوں گا کہ کسی کا مزاق کس طرح بنایا جاتا ہے۔۔۔۔۔ اس بات سے تو دونوں انجان تھے کہ قسمت اُن کے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے دو پاگل اپنی اپنی

شرارتوں میں کیا ایک دوسرے کو پالیں گے یا پھر پا کے بھی کھودیں گے۔۔۔

\*\*\*\*\*

آہمممم۔۔۔ پھوپھوماں کیا مجھ ناچیز کو آپ کے گھر میں آنے کی اجازت ہے،،،، امان نے رابعہ شاہ کے پورشن میں آتے ہوئے زینیہ کو دیکھ کر شرارت سے کہا۔ جمعے کے دن سارے رابعہ شاہ کے پورشن میں رات کا کھانا کھاتے تھے۔ چونکہ رابعہ شاہ اپنے چچا کے گھر بیاہ کے آئیں تھیں اور شروع سے زمان شاہ کی ساری فیملی جمعے کے دن فضل شاہ "زمان شاہ کے بھائی" کے گھر اکٹھے ہوتے تھے اس لیے یہ روایت آج تک اسی طرح قائم تھی۔ میرے بچے تجھے سے اجازت کی ضرورت پیش آنے لگی،،، رابعہ شاہ نے امان کو پچکار تے ہوئے اندر آنے کو کہا جو دروازے میں سے سر نکال کر کھڑا مسکرا رہا تھا۔ وہ کیا ہے نا پھوپھوماں اچھا ہوتا ہے اجازت لینا نہیں تو آج کل کے لوگ تو اللہ معاف کرے مہمان کو دیکھتے ساتھ ہی منہ پر دروازہ بند کر دیتے ہیں،،، امان نے ڈائینگ ٹیبل کے نیچے سے زینیہ کو پائوں مارتے ہوئے چھڑا۔ بھائی کچھ پتہ لگا امان بھائی کے بیٹے کا،،، افضل شاہ نے اکبر شاہ سے پوچھا۔ نہیں افضل ہارون کو بھی کچھ نہیں معلوم کے وہ اور اس کی والدہ کہاں ہیں،،، اکبر شاہ نے کھانے سے ہاتھ روک کر

افسردہ سے لہجے میں کہا۔ ارمان شاہ کے ذکر پر اکبر شاہ کی حالت ایسی ہی افسردہ ہو جاتی تھی جیسے ابھی ابھی ان کی موت کی خبر سننے کو ملی ہو۔ بھائی کیا ارمان شاہ کی بیوہ کو شاہ میر برداشت کر لے گا،، رابعہ شاہ نے فکر مندی سے بڑے بھائی کو کہا۔ اُسے برداشت کرنا ہو گا رابعہ ہم اب ارمان شاہ کی فیملی کے ساتھ کوئی زیادتی ہونے نہیں دیں گے،، اکبر شاہ نے دو ٹوک انداز میں بات کی۔ ماموں آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں میں اور میر مل کر اپنے کزن کو ڈھونڈے گے اور شاہ حویلی میں لے کر آئیں گے،، دانیال شاہ نے اکبر شاہ کا حوصلہ بڑھایا۔ ہاں بیٹا اب تو بس اللہ کے بعد آپ دونوں سے امیدیں ہیں۔ کاش۔۔۔ جس طرح تم ہمیں سمجھتے ہو شاہ میر بھی سمجھتا،،، اکبر شاہ مسکراتے ہوئے کہا۔ انھیں اپنے بھانجے میں اپنا عکس نظر آتا تھا۔ ہر بات کو تحمل سے سمجھنا، بڑے چھوٹوں کا ادب کرنا اور تو اور دانیال شاہ گھر کے ملازموں سے بھی بہت نرمی سے بات کرتے۔ ماموں وہ آپ سے بہت پیار کرتا ہے بس غصے کا تھوڑا تیز ہے۔۔۔۔ دانی بھائی آپ کا تھوڑا تھوڑا نہیں بہت ہی زیادہ ہے،،، ایان نے دانیال کی بات کاٹی۔ آپ آن کے دوست ہونا آپ کو تو وہ کچھ کہتے ہی نہیں ہم سے پوچھیں زرا اسی بات پر کلاس ہو جاتی ہے،،، اماں نے بھی حصہ لیا۔ تو کس نے کہا ہے آپ لوگوں کو اُسے تنگ کرو۔ وہ کام ناکیا کرو جس سے اس کی

ڈانٹ کھانی پڑے،،، دانیال نے کھانے کی پلیٹ صاف کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ بھائی آپ یہ کھائیں میں نے بنائی ہے،،،، زینبیہ نے دانیال کی توجہ اپنی طرف کرائی۔

آئے ہے۔۔۔ یہ تو شکل سے ہی اتنی خراب لگ رہی ہے دانی بھائی ٹیسٹ میں بھی ایسی سی ہی ہوگی،،، ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ زینبیہ کچھ بنائے اور امان اس میں نقص نازکالے - تم سے کس نے پوچھا ہے،،، زینبیہ نے تنگ کر کہا - اب اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہوگئی میرا بتانا فرض ہے نا،،، امان نے مزے لیتے ہوئے کہا - تم اپنا منہ بند رکھو تمہاری شکل سے تو اچھی ہے میرے پاستے کی شکل،،، زینبیہ نے امان کے ہاتھ سے پاستے کا بانول چھنتے ہوئے کہا - یہ کیا بد تمیزی ہے۔ اس طرح بات کرتے ہیں بڑوں سے فوراً امان کو بانول دو اور سوری بولو،،،، رابعہ شاہ نے بیٹی کو جھاڑتے ہوئے کہا -

سوری،،،، زینبیہ نے بانول امان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور بھاگتے ہوئے اپنے روم میں چلی گئی - ایان نے امان کو گھورا جیسے کہہ رہا ہو،،،، بہت افسوس کی بات ہے - میں بھی نافضول میں لڑ پڑا آگے ہی وہ میرے سے ناراض تھی اب اور ہوگی اب کس طرح منائوں،،، امان سوچ میں پڑ گیا -

\*\*\*\*\*

کمینے انسان تو کہاں ہے میں کب سے تجھے کال کر رہا ہوں تو اٹھا کیوں نہیں رہا،،،، فرغام کے ہیلو کہتے ساتھ ہی علی شروع ہو گیا۔ یار موب سائینٹ پر تھا اور میں سو گیا تھا۔ تو سنا خیر ہو کیوں کال کر رہا تھا مجھے،،، فرغام نے آنکھیں ملتے ہوئے اپنے آپ کو رلیکس کیا۔ یار تو حور کے پاس جا۔۔۔ مجھے نہیں جانا اس کے پاس اور تو اب اسکی حمایت میں نہیں بولے گا آج کا کارنامہ تو بھول گیا۔۔۔؟ فرغام نے علی کی بات کاٹتے ہوئے چنگھاڑا۔ میری بات تو سن۔۔۔ مجھے کچھ نہیں سننا،،،، فرغام نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔ میں پاگل ہوں نا جو میڈم کے پیچھے پیچھے پھروں۔ خود کی غلطی ہونے کے باوجود ایک سوری نہیں بول سکتی اپنے چیلوں سے کال کروار ہی ہے،،، فرغام نے فون پاور آف کیا اور باتھ لینے چل دیا۔ کھٹ کھٹ۔۔۔ کم ان۔۔۔ صاحب آپ کے لیے فون ہے،،، ملازم نے آتے ساتھ کہا اور چل دیا۔ ہیلو کون۔۔۔؟ فرغام حورین یونی میں ہے ابھی تک مجھے یونی فیلو کی کال آئی ہے تو جا یا ر پلز،،،، علی نے چھوڑتے ہی کہا۔ رکو فرغام بیٹا وہ حور۔۔۔ اموجان کے روکنے کے باوجود فرغام دوڑتا ہوا باہر نکل گیا۔

\*\*\*\*\*

اللہ جی پلیز مانی کو بھیج دیں پلیز اللہ جی۔ مانی کہاں ہو تو جلدی سے آجاؤ،،،، حورین نے روتے ہوئے دعا مانگی۔ حورین نے صبح والی کھیچل کو سوچتے ہوئے پوائنٹ مس کر دیا تاکہ فرغام کے ساتھ واپس جاتے ہوئے اُس سے اپنی نادانی کی معافی بھی مانگ سکے پر یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ فرغام یونی میں موجود ہے بھی یہ نہیں۔۔۔ مانی تمہیں اللہ کا واسطہ آجاؤ پلیز نہیں تو اس خوفناک طوفان میں میرا دل بند ہو جائے گا،،، حورین نے اپنے ارد گرد خوفناک آوازوں اور طوفان سے لرزتے درختوں کو دیکھ کر خوف سے سوچا۔ ارے حسینا کیلی کس کا انتظار کر رہی ہو۔۔۔؟ حورین نے خوف سے ان لڑکوں کی طرف دیکھا جو کافی دیر سے اس کی طرف دیکھ کر آوازیں کس رہے تھے۔ لگتا ہے تیرا یا آ یا نہیں تجھے بولا کر۔۔۔؟ پر کوئی بات نہیں میں ہونا میری جان۔۔۔ میں وعدے کا بہت پکا بھی ہوں،،،، اُن میں سے ایک لڑکے نے کہتے ساتھ ہی حورین کا ہاتھ پکڑ لیا۔ چھوڑو مجھے جنگلی انسان،،، حورن نے اس کو دھکادی کر اپنے آپ کو چھڑوا یا اور سڑک پر پاگلوں کی طرح بھاگنے لگی۔ کہاں بھاگ رہی ہو جانے من،،، حورین ابھی کچھ ہی دور بھاگی تھی کہ اُن لڑکوں کے پھر سے ہتے چڑ گئی۔ بچاؤ

بچاؤ " "



ایسی چیز جو انسان کو اُس انسان کے آگے گڑ گڑانے پر مجبور کر دیتی ہے جس سے بات کرنے کو دل نہیں کرتا) کوئی ضرورت نہیں ہے ہارون کو پریشان کرنے کی اب وہ اپنا کام دیکھیں یا گھر کے مسئلے۔ گئی ہو گی آجائے گی،،،،، فاخرہ نے نخوت بھرے انداز میں انکار کیا اور اپنے کمرے میں چل دی۔ کاش۔۔۔۔۔ تمہاری بھی کوئی بیٹی ہوتی تو تمہیں بھی اندازہ ہوتا کہ بیٹی کی عزت کتنی پیاری ہوتی ہے،،،،، اموجان نے آہ بھرتے ہوئے سوچا اور ہارے ہوئے قدموں سے واپس پلٹ گئیں۔

\*\*\*\*\*

یہ کیا چیز ہے۔۔۔۔۔؟ زینبہ جیسے ہی باتھ لے کر نکلی اس کی نظر سب سے پہلے اپنے بیڈ پر رکھے بوکس پر پڑی۔ پتا نہیں کس نے رکھا ہے یہ بوکس یہاں اس پر تو کسی کا نام بھی نہیں لکھا ہوا،،،،، زینبہ نے بوکس کو الٹ پلٹ کر گفٹ رکھنے والے کا نام ڈھونڈنا چاہا۔ کھولو کہ نا کھولو۔۔۔۔۔ زینبہ تیرے کمرے میں رکھا ہے تو بس اب سمجھ تیرا ہی ہے،،،،، زینبہ نے خود سے باتیں کرتے ہوئے گفٹ کھولا۔ اوف تو بہ۔۔۔۔۔ اتنا پیارا ٹیڈی بیر۔۔۔۔۔ پر یہ دیا کس نے ہے اس میں تو کوئی کارڈ بھی نہیں ہے،،،،، دھاڑ۔۔۔۔۔ کہاں رکھ دیا یا یہ قاقا بھی نا ایک کام کہا تھا وہ بھی ڈھنگ سے نہیں کیا

گیا اُن سے اب کہاں تلاش کروں،،،،، امان جو کمرے کے باہر کھڑا زینہ کی خود کلامی سن رہا تھا دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر آیا اور بولتے ہوئے کمرے میں کچھ تلاش کرنے لگا - یہ کون سا طریقہ ہے کمرے میں آنے کا،،،،، امان کو دیکھتے ساتھ ہی زینہ کو کل کی اپنی بے عزتی یاد آگئی - کیوں تمہارے نظر میں سہمی طریقہ دروازے کے بجائے کھڑکی سے آنے کا ہے،،،،، امان نے تنک کر کہا - میں دروازہ بجا کر اجازت لینے کی بات کر رہی تھی،،،،، زینہ کا دل چاہا کہ وہ امان کے جواب پر اپنا سر پیٹ لے - ہا ہا ہا اجازت اور تم سے،،،،، امان نے بات ہنسی میں اڑائی - چلو چھوڑو تم پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے کوئی گفٹ تو نہیں دیکھا،،،،، امان نے کمرے میں طاہر انہ نظر ڈال کر گفٹ تلاش کرنا چاہا - او۔۔۔ یعنی وہ گفٹ اس کا تھا۔۔۔۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے کسی کی چیزوں میں تاک جھانک کرنے کی،،،،، زینہ نے امان کو بے پروائی سے جواب دیا جو کھڑا مسلسل مسکرا رہا تھا - سن لیانا اب جاؤ یہاں سے،،،،، زینہ نے امان سے ناراضگی ابھی تک برقرار رکھی - تم کہ رہی ہو تو مان لیتا ہوں ویسے بہت محبت سے لیا تھا میں نے اپنی گرل فرینڈ۔۔۔۔۔ کے لیے،،،،، امان نے جان کر گر فرینڈ پر زور دیا - (تمہیں کیا لگا جان امان تم میرے ساتھ خاموش جنگ کرو گی مجھے ہر بات پر نظر انداز کر گی تو میں اتنی آسانی سے تمہیں یہ سب کرنے دوں گا نہیں۔۔۔۔۔ کبھی بھی نہیں) آہ۔۔۔۔۔ اتنا پیارا

ساتھ ٹیڈی بیر۔۔۔ اتنی محبت سے لیا تھا،،، امان نے زینہ کو دیکھ کر کہا جو امان کے منہ سے گرل فرینڈ کا سن کر غصے سے لال ہو گئی تھی۔ تمہیں شرم تو نہیں آتی میرے سامنے اپنے منہ سے گرل فرینڈ گرل فرینڈ کرتے ہوئے،،، زینہ ساری ناراضگی بھول بھال امان سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئی۔۔۔۔۔ تمہیں تو ابھی دیتی ہوں واپس پیار اسٹا ٹیڈی بیر۔۔۔۔۔ مجھے تو آج تک ایک چوکلیٹ کی آفر نہیں کی اور گرل فرینڈ کو گفٹ دیئے جا رہے ہیں،،،،، زینہ نے امان کی نظروں سے بچا کر فوراً گفٹ کو سائڈ ٹیبل کی ڈرامیں ڈالا۔ یہ بات تو پکی تھی کہ اب وہ گفٹ امان کو واپس تو کبھی نہیں کرے گی۔ لو۔۔۔۔۔ اب میں اپنی گرل فرینڈ کی بات کرتے ہوئے کسی اور کا منہ ادھار لوں۔۔۔۔۔ گرل فرینڈ میری تو ذکر بھی تو میرے منہ سے ہی اچھا لگے گا نا،،، امان نے زینہ کے تپتے چہرے کو غور سے دیکھ اور اپنے پلین کے کامیاب ہونے پر خوش ہوا۔ امان ابھی اور اسی وقت میرے کمرے سے نکل جاؤ نہیں تو میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی،،، زینہ نے امان کو کندھے سے پکڑ کر دروازے کی طرف دھکیلا۔ مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہارے اس چھوٹے سے کمرے میں آنے کا،،، امان جاتے جاتے بھی زینہ کو چھڑنے سے بعض نا آیا۔ آؤچ،،،،، زینہ جو امان کے چھپے تیزی سے دروازہ بند کرنے کے لیے جا رہی تھی امان کے ایک دم سے مڑنے پر اس کے سینے سے ٹکرا گئی اس سے پہلے وہ

اپنے حواسوں میں آتی امان نے نرمی سے زینبیہ کو خود سے الگ کیا - وہ میں ایک بات تو کہنا بھول ہی گیا،، امان نے زینبیہ کی طرف دیکھ کر کہا جو شرمندگی کی وجہ سے اپنی نظریں بھی نہیں اٹھا پار ہی تھی - تم جب چاہو میرے کمرے میں آسکتی ہو تمہیں کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں مجھ سے بھی نہیں،، امان نے پیار بھرے لہجے میں زینبیہ سے کہا جو سفید اور گلابی رنگ کے پللیں سوٹ میں تازہ کلی کی طرح مہک رہی تھی اب یہ مہک ایک دوسرے کے قرب کی مہک تھی یا ان کے درمیان پھٹنے والی محبت کی اس سے دونوں انجان تھے - اُف توبہ۔۔۔ میرا پورا سسٹم کچر ہلا کر رکھ دیا یہ پورا کمینہ ہے،، زینبیہ خود سے نظر ملاتے ہوئی بھی شرمناک رہی تھی -

\*\*\*\*\*

اونونونو۔۔۔ کال بھی ابھی آنی تھی،، رافع جو علی کے فون پر مگن اپنی گیم کھیل رہا تھا کال آنے پر جھنجلا کر بولا - ہیلو کون۔۔۔۔۔؟ یہ علی کا نمبر ہے۔۔۔۔۔؟ منال نے علی کے فون پر بچے کی آواز سنتے ساتھ ہی حیرت سے فون کو دیکھ کر پوچھا - آپ نے علی کے نمبر پر کال کی ہے نا تو پھر علی بھائی کا ہی نمبر ہو گا نا،، رافع کے لہجے سے بیزار سی جھلک رہی تھی - پر آپ ہو کون بیٹا۔۔۔؟ منال نے پیار سے رافع سے پوچھا - میں

اجنبی لوگوں کو اپنے بارے میں نہیں بتانا،،، پر میں تو اجنبی نہیں ہوں علی مجھے جانتا ہے،،، پر میں تو آپ کو نہیں جانتا میرے لیے تو اجنبی ہیں نا آپ،،،،، رافع نے منال ہی کی طرح جواب دیا - مجھے ایسا لگتا ہے کہ آپ کو علی سے ڈانٹ پڑی ہے اس لیے آپ کا موڈ خراب ہے،،،،، پتا نہیں کیوں منال کو اس معصوم سے بچے سے بات کرنے کو دل چاہ رہا تھا اس لیے بات سے بات نکال رہی تھی حالانکہ یہ بات اُس کی عادت کے برعکس تھی - جی نہیں علی بھائی مجھے کبھی نہیں ڈانٹتے بس کبھی کبھی غصے میں سمجھاتے ہیں،،،،، رافع نے خفگی سے کہا کیوں کہ تھوڑی دیر پہلے ہی علی اُسے ڈانٹ رہا تھا - میرے خیال سے علی بھائی کی طرح آپ بھی نہیں چاہتیں کہ میں فون پر گیم کھیلوں تبھی تو آپ کب سے میرا ٹائم ویسٹ----- رافع کون ہے کس سے بات کر رہے ہو،،،،، علی جیسے ہی نہا کر نکلا رافع کو اپنے موبائیل پر کسی سے باتوں میں مصروف دیکھ کر پوچھا - وہ علی بھائی آپ کی گرل فرینڈ ہیں،،،،، رافع نے کہتے ساتھ ہی زبان دانتوں تلے دبائی - رافع----- علی نے سرزنش کی - اوف----- دوسری طرف منال اتنے سے بچے کے منہ سے ایسی بات سن کر شرمندہ ہو گئی - بھائی انھوں نے کہا کہ وہ آپ کی فرینڈ ہیں تو گرل میں نے کہ دیا،،،،، رافع نے معصومیت سے علی کو دیکھا جو اس کی عقل پر مسکرا رہا تھا - بھاگو شرارتی پتا نہیں کہاں سے ایسی باتیں سیکھتے ہو

فوراً سے جا کر اپنا ہوم ورک کرو،،، علی نے رافع سے موبائیل لیتے ہوئے اسے کمرے سے بھگایا۔ ویسے بھائی مجھے ایسی ہی بھا بھی چاہیے جو آپ کے ڈانٹنے کے بعد مجھے پیار کرے،،، رافع یہ کہتے ساتھ ہی کمرے سے بھاگ گیا۔ ہیلو اسلام وعلیکم جی کون،،،؟ پتہ نہیں یہ رافع بھی ناکس سے بات کر رہا تھا،،، علی کی آواز سنتے ساتھ ہی منال نے فون کاٹ دیا۔ بھائی آپ کی گرل فرینڈ۔۔۔۔۔ بھائی مجھے ایسی ہی بھا بھی چاہیے۔۔۔۔۔ اوف توبہ۔۔۔۔۔ کتنا شرارتی بچہ ہے،،، منال اب تک رافع کی باتیں سوچ کر شرمندہ ہو رہی تھی۔ علی نے کبھی مجھے رافع کے بارے میں بتایا کیوں نہیں،،، منال صرف سوچ کر رہ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

اُویچ،،، بارش کے پانی سے حورین سلیپ ہوئی اور سڑک پر منہ کے بل گر پڑی۔ "یا اللہ مدد" گرتے ساتھ ہی حورین کے منہ سے فوراً نکلا۔ انسان اپنی ہر مشکل میں جسکو سب سے زیادہ شدت سے پکارتا ہے وہ ایک ہی ہے "اللہ" حور نے جلدی اٹھ کر دوبارہ بھاگنے کی کوشش کی پر گھومتے سر نے حورین کی یہ کوشش ناکام کر دی اور وہ وہیں بیٹھتی چلی گئی،،، اوندھے منہ کرنے سے حورین کے کینٹی پر پتھر نے ایسی ضرب

لگائی کے خون تیزی سے بہنے لگا جس سے حور کی ہمت جواب دے گئی -  
چٹاخ۔۔۔۔۔ اب کہاں جائے گئی بیچ کے (گالی) دیکھ ایک سیکنڈ میں پہنچ گئے ناتجھ  
تک،، ایک لڑکے نے گالی دیتے ساتھ ہی حورین کے منہ پر تھپڑ مارا جس سے حورین کا  
منہ دوبارہ زمین پر لگا - ڈالو اس کو گاڑی میں ابھی نکالتا ہوں میں اس کی ساری  
اکڑ،، حکم کی دیر تھی کہ ساتھ کھڑے دونوں لڑکوں نے حورین کو سڑک  
پر گھسیٹنا شروع کر دیا - چھوڑو مجھے خدا کے لیے چھوڑ دو،،،، حورین نے نقاہت زدہ  
آوازہ میں کہا اور اپنے بچاؤ کے لیے ہاتھ پیر مارنے لگی - یا خدا میری عزت کو داغ دار  
ہونے سے پہلے مجھے موت دی دے،،، حورین نے ناکام ہو کر اپنے خدا سے موت کی  
فریاد کی ) - انسان بہت جلد باز ہے اتنی جلدی نا امید ہو جاتا ہے اُس رب سے جو اسے  
ستر ماؤں سے زیادہ چاہتا ہے جو اپنے بندے کی شہ رگ سے بھی قریب ہے ( )  
چرررر۔۔۔ اُن دریندوں کے شیطانی قہقہوں کو گاڑی کی بریک نے بریک لگائی -

\*\*\*\*\*

آپ نے کیا سوچا ہے منال اور وقاص کے بارے میں،،، خرم بیگ جو کسی بزنس پارٹی  
میں جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے اپنی بیگم کے منہ سے منال اور وقاص کا نام سن کر

ٹھہر کر اُنھیں دیکھنے لگے۔ کیا سوچنا ہے میں تمہیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اُن دونوں کا کوئی جوڑ نہیں تو پھر بار بار بات کرنے کا کیا فائدہ،،، خرم بیگ نے لمحے بھر کو بیگم کو دیکھ کر بات کی اور پھر سے اپنی تیاری میں لگ گئے۔ آخر آپ باپ بیٹی کو وقاص میں کیا بُرائی نظر آتی ہے،،، آمنہ بیگ غصے سے ہائپر ہوں گئیں۔ اور مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ تمہیں اُس نشئی میں کیا سر خواب کے پر نظر آتے ہیں،،، خرم بیگ بھی روز روز کی تکرار سے تنگ آگئے تھے اس لیے تیاری چھوڑ کر دو ٹوک بات کرنے لگے۔ یہ سب ہماری سوسائٹی کا حصہ ہے خرم،،، آمنہ خرم نے اپنے شوہر کی بات کو ایسا لائیٹلی لیا جیسے یہ کوئی بُرائی نہیں۔ ایک بات میری کان کھول کر سن لو آمنہ آج تک تم نے جو چاہا میں نے وہ کیا لیکن اب بات میری بیٹی کی ہے وہ جسے چاہے گی میں اُسے ہی اس کا ہم سفر بناؤ گا اور تم مجھے اچھی طرح جانتی ہو میں اپنی منال کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتا ہوں،،، خرم بیگ نے سر دلچے میں بات مکمل کی اور آمنہ بیگ کو حیرت میں چھوڑ کر چلے گئے۔

\*\*\*\*\*

اوہیر و۔۔۔ تو جو کوئی بھی ہے نکل ہمیں اپنا کام کرنے دے،،، جیسے ہی لڑکے کی نظر

فرغام پر پڑی اس نے اونچی آواز میں کہا - مانی۔۔۔۔۔ فرغام کو دیکھ کر حورین کے منہ سے کراہ کی صورت میں آواز نکلی - چٹاخ۔۔۔۔۔ فرغام نے کار سے نکلتے ساتھ ہی لڑکے کو بیٹنا شروع کر دیا جس نے حورین کے منہ پر تھڑمارا تھا اور گاڑی روکتے ہوئے فرغام کی نظروں کی زد میں آ گیا تھا - تیری ہمت کیسے ہوئی تو نے حور پر ہاتھ اٹھایا،،،، فرغام نے منٹوں میں اس لڑکے کا حشر بگاڑ کر رکھ دیا - اور ک سالے۔۔۔۔۔ ابھی بتاتے ہیں تجھے،،،، دونوں لڑکے جو اپنے دوست کو بری طرح پٹا دیکھ رہے تھے فوراً حورین کو چھوڑا اپنے دوست کی مدد کو آگے آئے اور فرغام کو مارنا شروع کر دیا - مانی۔۔۔۔۔ پلزمانی کو چھوڑ دو حورین نے جب فرغام کو مار کہا تے دیکھا تو زور زور سے رونے لگ گئی - کچھ خوف و حراس اور کچھ چوٹ لگنے سے حورین فوراً اپنے حواس کھو کر گر پڑی - حور۔۔۔۔۔ فرغام نے حورین کو گرتے دیکھا اور تینوں لڑکوں کے بیچ پھر پھرا کر رہ گیا - ٹھاہ۔۔۔۔۔ چھوڑو لڑکے کو نہیں تو میں تم لوگوں کو دنیا چھوڑنے پر مجبور کر دوں گا،،، گولی کی آواز کے ساتھ ہی ایک دبنگ آواز سن کر تینوں اوباش لڑکوں کی ہوائیاں اڑ گئیں - بھاگتے کہاں ہو کمینوں مقابلہ کرو،،،، انے والے کے ہاتھ میں بندوق دیکھ کر لڑکوں نے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی - حور۔۔۔۔۔ اٹھو دیکھو میں آ گیا ہوں پلزا نکھیں کھولو پلزا۔۔۔۔۔ آئی۔۔۔۔۔ آئی پرو میس میں کبھی تمھیں

اکیلا چھوڑ کر نہیں جاؤں گا پلڑا ایک بار اپنے مانی کو ماف کر دو پلڑیا رانکھیں کھولو،،،،  
 فرغام پاگلوں کی طرح حورین کو جھنجوڑ رہا تھا۔ ویٹ میرے بھائی ویٹ مجھے لگتا ہے یہ  
 بے حوش ہوں گئیں ہیں ہمیں انھیں ہو سپیٹل لے کر جانا چاہیے،،، مدد کرنے والے  
 لڑکے نے جب فرغام کو پاگلوں کی طرح چیختے دیکھا تو اسے پیار سے سمجھانے لگا -  
 فرغام نے لڑکے کی طرف دیکھا اور حور کو اپنی باہوں میں اٹھا کر گاڑی کی طرف بھاگا جو  
 پہلے ہی لڑکا اسٹاٹ کر چکا تھا -

\*\*\*\*\*

NEW ERA MAGAZINE  
 Faqir Mirza's Article Book & E-articles  
 فاخرہ میرے پیچھے سب کا خیال رکھنا تم۔۔۔ میں کوشش کروں گا کہ دو تین دن میں  
 واپس آسکوں،،،،، ہارون ملک جو بزنس ٹور پر ملیشیا جا رہے تھے عادت کے مطابق  
 جاتے جاتے فاخرہ کو نصیحت کرنے لگے - ہارون آپ بے فکر ہو کر جائیں میں پیچھے  
 سب سنبھال لوں گی،،،،، فاخرہ نے ادھر ادھر دیکھ کر آنکھیں چرائی اور ہارون ملک سے  
 پہلے کوریڈور کی طرف مڑ گئیں - اب آپ کسے فون کرنے لگے،،،،، ہارون ملک کو فون  
 پر مصروف دیکھ کر انجان بنتے ہوئے بھی فاخرہ نے سوال کیا - بچوں کو کر رہا تھا بھی  
 تک آئے ہی نہیں،،،،، ہارون ملک نے مصروف انداز میں کہا - بچے کہاں اتنی



گرتے دیکھ کر زور سے چیخیں۔۔۔ ہارون ملک جو صوفے پر گرے کراہ رہے تھے ان کی سوچ حورین پر آکر ٹھہر گئی -

\*\*\*\*\*

کمینہ کہیں کا مجھے اوقات دیکھانے کی بات کرتا ہے۔ اپنی اوقات دیکھے پہلے،،،، پری گھر آنے کے بعد بھی غصے سے کھولتی رہی - آپنی آپ کچھ پریشان لگ رہیں ہیں،،،، عائنیشہ اور مہر جو کافی دیر سے اپنی آپنی کو غصے سے چیزیں پٹختے دیکھ رہیں تھیں فوراً بولیں - نہیں نہیں ایسی تو کائی بات نہیں بس۔۔۔۔ آپنی آپ ہی تو کہتیں ہیں کہ بہنوں میں کچھ پر سنل نہیں ہوتا۔ آپ جب سے آئیں ہیں ہم سب آپ کو پریشان دیکھ رہیں ہیں،،،، مہر نے پری کی بات درمیان میں کاٹتے ہوئے کہا - ہمممممم۔۔۔۔ آج صبح جب میں یونیورسٹی جا رہی تھی،،،، پری نے دونوں کو ٹلتے نادیکھ کر ساری بات بتائی - بہت اچھا کیا آپنی اپ نے جو اس انسان کی بکو اس کا منہ توڑ جواب دیا،،،، عائنیشہ نے سنتے ساتھ ہی کہا - چھوڑو اس ساری بحث کو میں تو سونے جا رہی ہوں اور ہاں پلیز تم دونوں امی سے ذکرنا کرنا،،،، پری نے بستر جھاڑتے ہوئے کہا اور ساتھ بہنوں کو تنبیہ کرنا بھولی - آپنی ایک بات کہوں غلطی آپ کی تھی آپ کو چاہیے ہی نہیں تھا کہ آپ ان لوگوں سے

بحث کرتیں،،،، مہرنے پری کو دیکھ کر کہا جو سر تک چادر تان کر لیٹ گئی تھی۔ مہر آپنی کیا مطلب ہے آپ کا بجو کو ساری بکواس آرام سے سن لینی چاہیے تھی،،، پری نے بولنے سے پہلے عائنیشہ نے غصے سے کہا۔ ہاں عائنیشہ عورت جتنی بھی بہادر بن جائیں کبھی بھی مرد سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔۔۔ تمہیں یاد ہے ایک دفعہ آنٹی خورشید کی کچھ مردوں سے منہ ماری ہو گئی تھی۔ حق پر ہونے کے باوجود بھی سارے محلے والوں نے آنٹی کو ہی غلط کہا۔ جانتی ہیں کیوں۔۔۔ وہ مرد سے مقابلہ کر رہیں تھیں،،، مہر نے عائنیشہ کے کندھے کو پیار سے سھلایا تاکہ اس کا غصہ کچھ کم ہو۔ آپنی عورت ایک خوشبو کی طرح ہوتی ہے اس وقت تک محفوظ رہتی ہے جب تک اُس کا منہ بند رہے،،، مہرنے پری سے کہا اور بستر سے اٹھ گئی۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ میری چھوٹی بہن اتنی سمجھدار ہو گئی ہے۔۔۔ آپ کو بُرا تو نہیں لگا۔۔۔ نہیں بالکل بھی نہیں۔۔۔ شاید غلطی میری ہی ہے۔ مجھے اپنے غصے پر قابو رکھنا چاہیے تھا،،، احساس ہونے پر پریشے نے فوراً سے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ پر کچھ غلطیاں انسان کی زندگی کی کاپیٹ دیتیں ہیں۔ پری سے بھی ایسی ہی سنگین غلطی ہو گئی تھی جس کا خمیازہ اُس کے ساتھ اس کے پورے گھر کو بھگتنا تھا۔



بس میری ہے میری ہے چلا رہا تھا - پاگل ہو گئے ہو فرغام اپنے ڈیڈ سے کس طرح بات کر رہے ہو،،،،، فاخرہ نے فرغام کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا - نہیں ماما میں پاگل نہیں ہوا لیکن اگر آپ لوگوں نے حور کو مجھ سے الگ کیا تو ضرور ہو جاؤ گا،،،،، فرغام سب کو حیرتوں کے سمندر میں ڈبو کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

\*\*\*\*\*

دادا الہی میں نے تمہیں کچھ کام کہا تھا،،، شاہ میر جو آفس کا کام کر رہا تھا ایک دم سے کام روک کر دادا الہی سے پوچھا - شاہ جی کون۔۔۔ کون سا کام،،،، دادا الہی جو بات کی تہہ تک فوراً پہنچ گیا تھا انجان بنتے ہوئے ہکلا یا - دادا الہی۔۔۔ مجھے ہر حال میں وہ لڑکی چاہیے،،،، شاہ میر نے دادا الہی کے شک پر یقین کی مہر لگا دی - جی جی سائیں جیسا آپ چائیں،،، ایک نوکر اور کہہ بھی کیا سکتا ہے دادا الہی نے بھی وہی کہا - اسلام و علیکم برادر کیا چل رہا ہے،،،، دانیال شاہ نے کمرے میں آتے ساتھ ہی دھیمے لہجے میں کہا - کہاں تھے تم تمہیں کچھ ہوش بھی ہے کہ آج ہمیں ڈیل فائنل کرنی تھی،،،، شاہ جو کب سے دانیال کا ویٹ کر رہا تھا غصے سے چیخا - کولڈاؤں برادر۔۔۔ ابھی ٹائیم ہے میٹنگ میں ہم لیٹ نہیں ہوں گئیں،،، دانیال نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے تخیل سے جواب دیا -

آخر تم تھے کہاں حویلی سے تو تم کب کے نکلے ہوئے ہو،،، شاہ میر نے پیپر ویٹ گھوماتے ہوئے دانیال شاہ کو اپنی نظروں کی زد میں رکھا - ہا ہا ہا۔۔۔ میر مجھ پر بھی نظر رکھی ہوئی ہے تم نے مجھے تو بخش دو یار،،، دانیال شاہ نے ہنستے ہوئے طنز کیا - کسی کام سے حویلی فون کیا تھا تو پتا چلا اور ویسے بھی مجھے کوئی شوق نہیں ہے کسی کے پرسنل میں گھسنے کا،،، شاہ میر نے غصیلے لہجے میں کہا جواب اُس کی شخصیت کا خاصہ بنتا جا رہا تھا -

رستے میں آتے ہوئے مجھے لو برڈز ملے بس اُن کی مدد کو رک گیا،،، دانیال شاہ نے حورین اور فرغام سے ملاقات کا احوال سنایا - ہمممم۔۔۔ تمہیں کیسے معلوم کے وہ دونوں لو برڈز تھے یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سب ڈرامہ ہو۔ اُس لڑکی نے اسٹیشن کے لیے یہ سب کریٹ کیا ہو آخر یہ عورت ذات ہوتی بھی تو ایسی ہی ہے جہاں کوئی امیر لڑکا دیکھا وہیں۔۔۔۔ شاہ میر کے زہین کے پردے پر بہت سی تلخ یادیں اُبھریں -

چھوڑو ان فضول باتوں کو چلو لیٹ ہو رہا ہے،،، شاہ میر نے اپنے ماضی کو جھٹکا اور آفس سے نکل گیا - نہیں۔۔۔ میرے دوست ہر لڑکی اُس جیسی نہیں ہوتی جو تجھ جیسے رومانوی انسان کو وحشی بنا گئی - دانیال شاہ نے افسوس سے اپنے جگری یار کو دیکھا اور سرد آہ بھر کر رہ گیا -

\*\*\*\*\*

مجھے خبر بھی نہ ہوئی میں کب برباد ہو گیا کس طرح سے میرے دل کو نیلام کر ڈالا وہی  
چھایا ہے وہم و گماں میں، خیالات میں دلِ نادان نے مجھے اتنا ناکام کر ڈالا دلِ تواب  
میرے قابو میں نہیں رہتا کسی اجنبی نے اُسے بے لگام کر ڈالا۔

وہ صرف میری ہے۔۔۔ وہ صرف میری ہے۔۔۔ حورین بیڈ پر لیٹی فرغام کے  
حیرت انگیز انکشافات پر مسکرا رہی تھی۔ کھٹ کھٹ۔۔۔ حورین کی سوچ میں  
کھڑکی کی آواز نے خلل ڈالا۔ مانی تم اس طرح،،،، جیسے ہی حورین نے کھڑکی کھولی  
فرغام کو کھڑکی اور دیوار کی باؤنڈری سے لٹکا دیکھ کر زور سے چیخی۔ ایک منٹ جگہ  
تو،،، دو حورین کے سائیڈ پر ہوتے ہی فرغام کمرے میں کودا۔ پر تم اس طرح کیوں  
آئے،،، حورین نے کھڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ سمپل اس ٹائیم امو  
مجھے دروازے سے آنے نادیتیں اور مجھے تم سے ضروری بات کرنی تھی جو صبح نہیں ہو  
سکتی اس لیے کھڑکی کا استعمال کیا،،، فرغام نے کندھے اچکائے۔ پر پھر بھی  
صبح۔۔۔ ہششش میں صبح کا انتظار نہیں کر سکتا،،، فرغام نے حورین کے ہونٹوں پر  
انگلی رکھ کر اُسے خاموش کروایا۔ پہلے تم ادھر آرام سے بیٹھو پھر بات کرتے

ہیں،،، فرغام نے حورین کو بیڈ پر بیٹھا یا اور خود اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ لاسٹ ٹائیم جب میں ایبٹ آباد گیا تھا تو وہاں مجھے ایک پامسٹ ملا اُس نے مجھے بتایا کہ مجھے کسی سے شدید محبت ہو جائے گی۔ علی میرا اس بات پر بہت مزاق اڑاتا اور میں ہمیشہ اسے جھٹلاتا۔ علی نے مجھ سے وعدہ لیا کہ جب مجھے یقین ہو جائے کہ اُس پامسٹ کی بات سچ ہو گئی ہے تو اُسی وقت اُس لڑکی کے سامنے "اظہارِ محبت" کرو،،، فرغام اپنی بات مکمل کر کے حورین کو دیکھنے لگا جو کنفیوز سی اپنی انگلیوں سے کھیل رہی تھی۔

فر۔۔ فرغام میں،،، حورین سے کچھ بولا ہی نہیں گیا ساری تیز تراری ہو ا ہو گئی تھی۔ ہاں حور تم تم ہی وہ لڑکی ہو جس سے مجھے بے انتہا محبت ہے پتا نہیں کب سے تمہیں چاہتا ہوں پر آج ریلایز ہو واجب تمہیں تکلیف میں دیکھا،،، فرغام نے حورین کی آنکھوں میں کھوئے کھوئے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ جانتی ہو حور جب اس خبیث نے تم پر ہاتھ اٹھایا تو میرا خون کھول گیا بس نہیں چل رہا تھا کہ میں اُس کے ہاتھ ہی توڑ دوں،،، فرغام نے دکھ سے حورین کے زخمی چہرے کو دیکھا جو چوٹوں کے وجہ سے سو جا ہوا تھا۔ کوئی کیسے تمہیں ہاتھ لگا سکتا ہے تمہیں چھونے کا حق صرف میرا ہے،،، فرغام نے حورین کے چہرے کو چھوتے ہوئے کہا۔ فرغام پلینز،،، فرغام کی انگلیوں کے لمس سے حورین کا سانس سینے میں اٹک گیا اُس میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے چہرے

سے فرغام کا ہاتھ ہی ہٹا دے۔ اسے تم میری خود غرضی سمجھو یا میرا پاگل پن پر یہ سچ ہے میں تمہارے ساتھ کسی کو دیکھنا تو دور کی بات، سوچ بھی نہیں سکتا اسی لیے آج ڈیڈ کے کہنے پر آپے سے باہر ہو گیا تھا،،،، فرغام نے حورین کے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر سائیڈ ٹیبل پر پڑا مرہم حورین کے ہاتھ اور چہرے پر لگانا شروع کیا۔ فرغام یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے،،،، حورین نے فرغام کو دیکھا جو آج بالکل نئے انداز میں سامنے آیا تھا۔ پتا نہیں پراتنا جانتا ہوں کہ اگر میں کچھ دیر اور یہاں رہا تو خود پر سے قابو کھو بیٹھوں گا،،،، فرغام نے حورین کے ہاتھوں پر اپنے پیار کی مہر لگائی اور جانے لگا۔ ایک کام تو رہ ہی گیا،،، فرغام نے واپس پلٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ کیا،،، حورین حیرت سے فرغام کو دیکھے گئی۔ جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد بھی تم کھڑکی میں کھڑی رہو گی اس لیے اب اچھے بچوں کی طرح لیٹ جاؤ،،،، فرغام نے حورین کو کندھے سے پکڑ کر بستر پر لیٹایا۔ نہیں نہیں مانی پلیز،،، فرغام کو جھکتا دیکھ کر حورین نے فوراً اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ لیے۔ پاگل ابھی اس میں ٹائیم ہے اور جب مجھے یہ حق حاصل ہو جائے گا اُس وقت تم مجھے روک نہیں پاؤ گی،،،، فرغام جو حورین کے گلاسز سائیڈ پر رکھنے کو جھکا تھا حورین کی بات سمجھ کر ہنستے ہوئے بولا۔ بائے اور اب سو جانا،،، فرغام کہتے ساتھ ہی کھڑکی سے باہر کودا اور اپنے ٹیرس کی طرف چل دیا یہ دیکھے بغیر کہ دو آنکھوں نے

فرغام کا حورین کے کمرے سے نکلنے کا منظر اپنی آنکھوں میں قید کر لیا اور ان میں پچیس سال پرانی کہانی فلم کی طرح چلنے لگی -

\*\*\*\*\*

اوف تو بہ۔۔۔۔۔ یہ کمرہ ہے یا کباڑ خانہ،،،،، امان اور ایان کے کمرے کو دیکھ کر زینبہ کا سر گھوم گیا - ایک چیز جو جگہ پر ہوان لڑکوں کی،،،،، زینبہ بولتے ہوئے انکا پھیلاوا سمیٹ رہی تھی -

بہت ہی مان ہے تم پر سنو پاس و فار کھنا سبھی سے تم ملو لیکن زرا سا فاصلہ رکھنا بچھڑ جانا ہی پڑتا ہے زرا سا حوصلہ رکھنا وہ سارے وصل کے لمحے تم آنکھوں میں سجا رکھنا ابھی امکان باقی ہے ابھی لب پہ دعار کھنا بہت نایاب ہیں دیکھو ہمیں سب سے جدا رکھنا۔۔۔

یہ ہماری حویلی میں کون شاعر پیدا۔۔۔۔۔ کسی کی چیز باغیر پوچھے نہیں لیتے ایان نے آتے ساتھ ہی پیپر زینبہ کے ہاتھوں سے کھینچا - اوہو۔۔۔۔۔ تو یہ غزل تم نے لکھی ہے دو مجھے میں کہہ رہی ہوں نادو یہ پیپر،،،،، زینبہ کہتے ساتھ ہی ایان کے پیچھے

بھاگی - ارے یہ کیا زینبہ میرے بھائی کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو جان لوگی کیا،،،،، امان جو ابھی ابھی کمرے میں آیا تھا زینبہ کو ایان کے پیچھے بھاگتا دیکھ کر شرارت سے بولا - امان

اس کو پکڑو،،،، زینبیہ نے پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان کہا - میرا دماغ خراب نہیں ہے جو میں ایک لڑکے کو پکڑو۔ ہاں بات اگر لڑکی کو پکڑنے۔۔۔۔۔ یہ کیا بد تمیزی ہے،،،،، ایان اور زینبیہ کے پاؤں اور امان کی زبان کو شاہ میر کی آواز نے بریک لگائی - کمرے کی سچویشن کچھ یوں تھی کہ زینبیہ بیڈ پر کھڑی تھی امان بیڈ کے سامنے کھڑا اور ایان بیڈ کی سائیڈ پر زینبیہ سے اپنے بال چھڑوانے کی کوشش میں تھا۔ تمہیں اپنے پورشن میں سکون نہیں،،،، شاہ میر زینبیہ کو دیکھ کر چیخا جس کے بال شانوں پر بکھرے ہوئے اور ڈوپٹے گلے میں جھول رہا تھا - وہ بھائی میں صفائی۔۔۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے،،،، شاہ میر نے زینبیہ کو بات پوری کرنے کا موقع ہی نہیں دیا - اور تم دونوں میں دوبارہ تمہیں اس کے آس پاس بھی نادیکھوں،،،،، زینبیہ نے نکلتے ہوئے شاہ میر کا نفرت بھرا لہجہ سنا اور کمرے سے بھاگتی ہوئی چلی گئی -

\*\*\*\*\*

فرغام کیسا ہے تو اور یہ چوٹ،،،،، علی جو فرغام سے ملنے آیا تھا فرغام کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا - یہ۔۔۔۔۔ یہ پیار کی نشانی ہے،،،، فرغام نے اپنے سر پر بندھی پٹی پر ہاتھ رکھ کر سرشاری سے کہا - مجھے لگتا ہے تجھے آرام کی زیادہ ضرورت ہے،،،، علی نے

پریشانی سے کہا۔ آرام۔۔۔ آہ۔۔۔ آرام تو اب ختم ہو گیا میرے یار،،،، فرغام  
آنکھیں بند کر کے مسکرایا پردے کے پیچھے حورین کی شبیبہ لہرائی۔ تو چل میرے  
ساتھ اندر اور آرام کر،،،، علی نے فرغام کو کندھے سے پکڑ کر گھر کے اندر دھکیلا۔  
اندر نہیں باہر چل مجھے کچھ بتانا ہے،،،، فرغام نے علی کا ہاتھ پکڑا اور پاگلوں کی طرح  
سڑک پر بھاگنے لگا۔ اب بول بھی دے منہ سے ایک گھنٹے سے تو صرف خوار ہی کر رہا  
ہے،،،، علی جو کافی دیر سے فرغام کی اوٹ پٹانگ حرکتیں دیکھ رہا تھا چیخ پڑا۔ میں نے  
تجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا میرے جگر، بتا دیا اُسے کہ میں اُس سے محبت کرتا  
ہوں،،،، فرغام نے کہتے ساتھ ہی علی کو پکڑ کر زور سے گھوما یا۔ سچی تو نے حور کو پر پوز  
کیا ہے،،،، علی نے بے یقینی سے پوچھا۔ ہم،،،، فرغام نے خوشی کے مارے علی کو خود  
میں بھیجا اور اسے آج کی اپنی اور حورین کی ملاقات کے بارے میں بتانے لگا۔ چل  
چلیں اب گھر،،،، کافی دیر بعد علی نے فرغام کو کہا جس کے چہرے پر تھکن کے آثار  
تھے پرواپسی کے نہیں۔ رک ایک ایڈوینچر کرتے ہیں،،،، فرغام نے شرارت سے  
کہا۔ مجھے تو تو معاف ہی رکھ اپنے ایڈوینچر سے یاد نہیں پچھلی بار کتے پیچھے لگ گئے  
تھے،،،، علی نے فرغام کو اُس کا کارنامہ یاد دلایا۔ چل تو سہی بڑا مزے آئے گا،،،، فرغام  
نے علی کو زبردستی گھٹسیا۔ یہ تو باندھ اور لے پکڑ،،،، فرغام نے ایک رومال



شریف لگتے ہو پر حرکتیں،،،، شاہ میر نے اُن دونوں کا جھکاسر دیکھ کر کہا - ہم بہت شریف ہیں، ہمارے ماں باپ اور اُن کے ماں باپ بھی بلکہ ہم نسلی شریف ہیں بڑے بھیا،،، فرغام نے بہت معصومیت سے سامنے جلا دبنے شخص کو موم کرنا چاہا - یہ چوٹ،،، شاہ میر جو شادر نادر ہی مسکراتا تھا پتا نہیں کیوں فرغام کی بات سن کر اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے چوٹ کا پوچھنے لگا - یہ - - - - یہ تو پیار کی نشانی ہے بڑے بھیا،،، فرغام نے شاہ میر کو بھی وہی جواب دیا جو علی کے پوچھنے پر دیا تھا - اوف پیار - - - چلو مجھے تم اب دونوں گھر جاتے ہوئے نظر آؤ نہیں تو اس گن میں اب بھی گولیاں ہیں،،، شاہ میر پیار کا سنتے ساتھ ہی پھر سے غصیلہ بن گیا - بڑے بھیا آپ ہی ہمیں گھر تک چھوڑ دیں،،، فرغام نے علی کی طرف دیکھا جو ہاتھ کے اشارے سے منع کر رہا تھا - مجھے بڑے بھیا کہنا بند کرو اس کی طرح سر بولو شرافت سے اور بیٹھو اب،،،، شاہ میر نے فرغام کو ٹوکتے ہوئے کہا - آپ کو بڑے بھیا بولنے کی دو وجوہات ہیں ایک یہ کہ آپ کچھ میری طرح دیکھتے ہیں اور دوسرا میرا کوئی بھائی نہیں رہی بات علی کی تو اُسے اپنے سے بڑے کو سر بولنے کی بیماری ہے،،، فرغام نے علی کو دیکھ کر کہا اور ساتھ ہی گاڑی میں فرغام کی ناختم ہونے والی باتیں شروع ہوں گئیں - - -

\*\*\*\*\*

کیا ہے یہ زندگی انسان کو کبھی اتنا خوش کر دیتی ہے کہ لگتا ہے کوئی آرزو ہی نہیں رہی اور کبھی اتنا بے بس کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی انسان خالی ہاتھ رہ جاتا ہے۔ ہارون ملک کب سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے خلا میں گھورتے ہوئے اپنی گزری زندگی کا حاصل تلاش کر رہے تھے۔ ہارون مجھ سے وعدہ کرو کہ میری بیٹی کو اُس کے اپنوں تک پہنچاؤ گے، میرے میر و تک پہنچاؤ گے،،،، ہارون ملک کے کانوں میں ارمان شاہ کے الفاظ گونجے۔ وہ صرف میری ہے اگر آپ نے حور کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش کی تو پاگل ہو جاؤ گا،،،،، زمان شاہ کی آواز فرغام کی آواز میں بدل کر پورے کمرے میں گونجنے لگی۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے فرغام اور حورین نہیں یہ ٹھیک نہیں، میں اپنے دوست سے کیا آخری وعدہ نہیں توڑ سکتا،،،،، ہارون ملک نے دل میں مصمم ارادہ کیا۔ تو کیا اپنے بیٹے کی زندگی اجاڑ دو گے،،،،، دل نے سرگوشی کی۔ فرغام کو سمجھنا ہو گا حورین ہمارے پاس کسی کی امانت ہے،،،،، ہارون ملک نے دل کو ڈپٹا۔ فرغام کبھی نہیں مانے گا۔ وہ نہیں پلٹ سکتا اُس راہ سے جس پر وہ چل پڑا ہے،،،،، دل نے دُہائی دیتے شور مچایا۔۔۔ میں اپنے بیٹے کو روک لو گا یہ راہ کچھ نہیں دیتی سوائے تکلیف

کے،،،، ہارون ملک نے اپنے دل کو آسرا دیا - کیا تو سارا کوروک پایا نہیں ناتو پھر،،،،،  
دل کا شور اور تکلیف بڑھتی ہی جا رہی تھی، ہارون ملک دل کو پکڑ کر وہیں بیٹھتے چلے  
گئے۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

اماں جان آپ، مجھے بلا لیا ہوتا آپ خود کیوں آئیں؟،،،، اکبر شاہ جو کھیتوں میں جانے  
کے لیے تیار ہو رہے تھے اپنی ماں کو دروازے میں دیکھ کر فوراً سے بولے - بس بیٹا  
جب غرض اپنی ہو تو انسان کو ہمت بھی خود ہی کرنی پڑتی ہے،،،، اماں جان نے دھیمے  
سے کہا - کیا مطلب اماں۔۔۔؟،،،، اکبر شاہ نے ماں کو بیٹھاتے ہوئے کہا - بیٹا میں  
ہارون سے ملنا چاہتی ہوں،،،، اماں جان نے گزارش کی - ماں جی وہ نہیں آئی گا،،،، اکبر  
شاہ نے شرمندگی سے کہا - اب کیا بتاتے کہ وہ بہت دفعہ ہارون ملک کے آفس جا چکے  
تھے پر وہ اُن سے ملنے نہیں آتے تھے - تو ہم چلے جاتے ہیں،،،، بیٹے کو رضامند دیکھ کر  
فوراً بولیں - پر ماں جی، مممم۔۔۔۔۔ بیٹا نانا کریں میں اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کی اولاد کو  
دیکھنے کی خواہش لے کر آئیں ہوں،،،، ارمان شاہ کو یاد کر کے اماں جان آبدیدہ ہوں  
گئیں - چلیں ٹھیک ہے ماں جی جیسے آپ کی مرضی،،،، اکبر شاہ نے کہتے ساتھ ہی اپنی

جنت کو خوش کر دیا۔ پر یہ وہ نہیں جانتے تھے کہ ہارون ملک کے گھر جانے سے پہلے کچھ ایسا ہو جائے گا جس کا کسی کے بھی وہم و گماں میں بھی ناہوگا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

کیا پرپوز۔۔۔۔۔ آئی کانٹ بلیو تم نے حور کو پرپوز کیا اور اُس نے تمہارا سر نہیں پھاڑا،،، پریشے نے شرارت سے فرغام کو چھڑا - دیکھ لو پھر اس کا مطلب ہے کہ کچھ تو ہے جس کی تمہاری دوست پر دہ داری کر رہی ہے،، فرغام نے بھی شرارت سے کہا - میری دوست کو تو چاہیے تھا کہ تمہاری انکل سے کوٹائی لگواتی پہلے، اُس کو چھوڑ کر کیوں گئے تھے،،، منال نے فرغام کے سر پر ہلکی سی تھپ لگائی - تم لوگوں نے اُس کا کارنامہ نہیں سنا،،، فرغام کا اشارہ کلاس میں اُس کی بے عزت کی طرف تھا - فرغام اس دن جو کچھ بھی ہوا وہ مشعل کی وجہ سے ہوا،،، پریشے نے ساری بات فرغام کو بتائی - تو یہ بات ہے ڈونٹ وری آج کے بعد مشعل میڈم حور کو تو کوئی الٹا سیدھا مشورہ نہیں دے گی،،، فرغام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا - اوہو یہ سب چھوڑو یہ بتاؤ کی حور نے تمہیں کیا جواب دیا۔۔۔۔۔؟ منال کو حور کا جواب سننے کی جلدی تھی کیونکہ ایک وہی تھی جس کا کہنا تھا کہ حور اور فرغام ایک دوسرے کے لیے فرینڈ سے بڑھ کر

ہیں - ہممم ابھ تو کچھ نہیں کہا اُس نے،،،، فرغام یہ کہہ کر گراؤنڈ میں آتے جاتے سٹوڈنس کو دیکھنے لگا - تو پریشان کیوں ہو رہا ہے یہ ہیں نا تمہاری چہیتی بہنیں یہ کس دن کام آئیں گی،،،، علی نے فرغام کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا کیونکہ کل سے فرغام جتنا خوش تھا یہ وہی جانتا تھا) -- واقعی محبت انسان کو پھول کی طرح کھلا دیتی ہے (

\*\*\*\*\*

تھینک گوڈ فاخرہ تم آئیں تو سہی مجھے تو لگ رہا تھا کہ آج بھی نہیں آؤ گی،،،، جیسے ہی آمنہ بیگ کی نظر اپنی دوست پر پڑی فوراً سے اُس کے پاس آئیں - میں نے سوچا کہ آج میں تمہارا گلہ دور کر دوں،،،، فاخرہ نے ستائشی نظروں سے چاروں اور دیکھا - ہارون بھائی نہیں آئے،،،، آمنہ نے فرغام کو دیکھ کر پوچھا جو اپنے دوستوں کے ساتھ مستی مزاق کر رہا تھا - انھیں ارمان شاہ کی بیٹی سے فرست ملے تو وہ کہیں آئیں جائیں،،،،،، فاخرہ نے گلے کر کہا - سچی فاخرہ تیری ہمت ہے جو تو نے اُس حور پری کو اب تک اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے میں ہوتی تو اُسے اسی وقت کسی یتیم خانے پھیک آتی جب اُس کا باپ مرا تھا،،،، حورین کا نام لیتے ہی آمنہ بیگ کے لہجے میں نفرت سما جاتی تھی پرازل کی بے پرواہ فاخرہ کبھی اس بارے میں سوچ ہی ناپائی - ہممم --- ہارون مجھے گھر سے باہر

نکال دیتے پر اپنی چہیتی اور اس کی امو کو نہیں،،،، آمنہ کی بات سن کر فاخرہ کی جان ہی  
 جل کر رہ گئی۔ فاخرہ کے دل میں حورین کے لیے بدگمانی پیدا ہونے کی ایک وجہ آمنہ  
 بھی تھی۔ تم اپنے شوہر کو تو اس کی ماں کے سحر سے نہیں بچا سکیں پر فرغام کو تو بچا لو،  
 وہ کہتے ہیں ناکہ جیسی ماں ویسی بیٹی،،،، آمنہ نے فاخرہ کے کانوں میں زہر اُنڈیلایا جانے  
 بغیر کہ آمنہ کی کہی باتوں نے ایک اور انسان کی ہستی کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔ اس نے  
 فرغام ملک کو قہر برساتی آنکھوں سے دیکھا اور کسی سے ملے بغیر واپس پلٹ گیا۔

\*\*\*\*\*

NEW ERA MAGAZINE

واہ واہ جی آج کھانے میں اتنی ورائٹی خیر تو ہے آج امی نے اتنی فضول خرچی کی تمہیں  
 اجازت کیسے دے دی،،،، پریشے جو کال سنٹر سے تھکی ہاری آئی تھی کھانے کو دیکھ کر  
 فریش ہو گئی۔ وہ آپنی آج پھوپھو لوگ آئے تھے تو،،،، مہر نے شرمندہ ہوتے ہوئے  
 کہا جانتی جو تھی کہ اس کی بہن کتنی محنت سے کما کر ان سب کی ضروریات کو پورا کرتی  
 ہے۔ اوہو تو آج میری پیاری سی بہن کے سسرال والے آئے تھے،،،، پری نے جان  
 بوج کے اپنے لہجے کو شرارتی بنایا۔ وہ آپنی میں تو امی کو منع بھی کر رہی تھی کہ اتنا سب نا  
 کریں پر۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں یار مہمان اپنا نصیب خود لاتا ہے،،،، پری نے مہر کو بیچ

میں ٹوکا وہ مہر کی شرمندگی کو سمجھ گئی تھی، جتنا کھانا وہ دیکھ رہی تھی اتنا کھانا تو اُن کے پورے ہفتے میں استعمال ہوتا تھا۔ دیکھا آپا میں نے بھی یہ ہی کیا تھا پھوپھو لوگوں کو پر پتا نہیں کیوں امی مجھ سے ناراض ہو گئیں ہیں،،،، عائنیشہ جو برتن سمیٹ کر کچن میں آرہی تھی پریشے کی آخری بات سن کر بولی۔ کیا کہا آپ نے جو ہماری والدہ ماجدہ کو ناگوار گزرا،،، پریشے نے کسٹڈ سے انصاف کرتے ہوئے پوچھا۔ پھوپھو کے ساتھ ان کی بیٹیاں اور داماد بھی آئے تھے تو پھوپھو کو کھانے کا مینسپو پسند نہیں آیا۔ میں نے بھی اُن کو کہہ دیا کہ اتنا ہی آپ کے نصیب میں تھا،،،، عائنیشہ نے پھولے ہوئے منہ سے کہا۔ بچے آپ کو بھی اس طرح نہیں کہنا چاہیے تھا بندہ بندہ دیکھ کر بات کرتے ہیں،،،، پریشے کو غصہ تو بہت آیا لیکن مہر کی سرخ آنکھیں دیکھ کر ضبط کر گئی۔ پری بیٹا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہیں کھانا کھا کر اندر آنا،،،، حمیدہ بانو جو پریشے کا انتظار کر رہیں تھیں آواز سن کر آئیں۔ جی امی کیا کام تھا آپ کو ابو کی دوائیاں تو کل ہی آگئیں تھی پھر،،،، پریشے نے اپنی ماں کو دیکھا جو کچھ پریشان لگ رہیں تھیں۔ بیٹا وہ تمہاری پھوپھو کا کہنا ہے کہ شادی جلد ہو جائے میں چاہ رہی تھی کہ کچھ تو ہو جہیز میں دینے کے لیے،،،، حمیدہ بانو نے جھجکتے ہوئے بتایا۔ او میری والدہ آپ نے جو کچھ بھی ہم تینوں کے لیے جوڑا ہوا ہے وہ سب آپ مہر کو دے دیں عاشی کی جب باری آئے گی تو دیکھا جائے

گا،،،، پریشے نے گم میں بات کی جانتی تھی اس کی پھوپھونے کوئی نا کوئی شوشہ تو ضرور  
چھوڑا ہوگا۔ امی آپ آپ کو ساری بات کھول کے کیوں نہیں بتاتیں کہ پھوپھونے میرا  
حصہ اپنے بیٹے کے نام کرنے کو بولا ہے،،،، مہر جو کافی دیر سے باہر کھڑی اپنی ماں کی  
گھبراٹ سن رہی تھی اندر آ کر بولی۔ امی یہ سب۔۔۔ ان کی نظر ہمارے گھر پر  
ہے۔ آپ نے اسی وقت ان کا منہ کیوں نہیں توڑا۔ بھاڑ میں گیا یہ رشتہ میں آپ کو پہلے  
ہی منع کر رہی تھی پر نہیں۔۔۔ آپ کو تو ان سے اچھا کوئی نظر نہیں آتا نا،،، وہی ہوا  
جس کا حمیدہ بانو کو ڈر تھا۔ پریشے نے سنتے ساتھ ہی چیخنا شروع کر دیا۔ ہاں۔۔۔۔۔  
تمہارے کہے میں چلو تو پھر مہر کو بھی گھر بیٹھالوں جیسے تم بیٹھ گئیں منگنی تڑوا  
کر،،، حمیدہ بانو غصے میں وہ بات بول گئیں جو کبھی خیالوں میں بھی نہیں سوچی تھی۔  
آپی امی کا وہ مطلب نہیں۔۔۔۔۔ یہ گھر میرے ماں باپ کا آشیانہ، میرے چھوٹے  
بھائی کا سائبان اور میری بہنوں کا میکہ ہے اگر کوئی اس پر بری نظر ڈالے گا تو میں اس  
کے لیے اس گھر کا در ہمیشہ کے لیے بند کر دوں گی،،،، پریشے نے مہر کی بات کاٹتے  
ہوئے اپنے اٹل لہجے میں کہا اور اپنے آنسو ضبط کرتی سب پر خاموشی بھری نظر ڈال کر  
چلی گئی۔

\*\*\*\*\*

اکیسیکوز میں مسٹر۔۔۔۔۔ ارے بڑے بھیا آپ اور یونی میں کوئی کام تھا یا کسکسی کو ڈھونڈ رہے ہیں ہیں،،، فرغام جو کافی دیر سے شاہ میر کو کسی کو تلاش کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا انجان بن کر پوچھنے لگا - کسی کام سے آیا تھا۔۔۔ تم کیا کر رہے ہو یہاں،،، فرغام کے منہ سے بڑے بھیا سن کر شاہ میر نے بڑی مشکلوں سے خود پر ضبط کیا - محبتیں بانٹ رہا ہوں،،، فرغام نے مزاق میں کہا - مجھے امید ہے تم کچھ ایسا ہی کرو گے آخر ہو کون،،، شاہ میر نے عجیب سے لہجے میں کہا جس کو فرغام مزاق کے موڈ میں سمجھنا سکا - اسلام و علیکم سر۔۔۔۔۔ لیس جی علی تو آگیا باقی سے میں آپ کو ملواتا ہوں،،، فرغام نے اپنے سب دوستوں کو اکھٹا کیا - گائیز میٹ مائے بڑے بھیا اور بھیا علی کو تو آپ جانتے ہی ہیں یہ وقار، منال، ہما، ارحم، مشعل اور فرخ، حور پری سے ملنے کے لیے آپ کو ویٹ کرنا پڑے گا،،، فرغام ایک ایک کو ملوانے لگا - انھیں ارمان شاہ کی بیٹی سے فرست ملے تو وہ کہیں آئیں جائیں۔۔۔۔۔ سچی فاخرہ تیری ہمت ہے جو تو نے اُس حور پری کو اب تک اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے۔۔۔۔۔ جیسی ماں ویسی بیٹی۔۔۔۔۔ حور پری کا نام سنتے ہی شاہ میر کے کانوں میں زہر گھلنے لگا - لو پری آگئی،،، مشعل نے زور سے

کہا - مجھے لگتا ہے پری کچھ پریشان ہے،،،، پری کا نام سنتے ہی شاہ میر جو گراؤنڈ میں دیکھا رہا تھا علی کی آواز پر مڑا - اس کی پریشانی کی تو ایسی کی تیسری، بڑے بھیا آپ ویٹ کرو میں ابھی اسے لے کر آیا،،، فرغام کہتے ساتھ ہی بھاگا - یہ تو وہی لڑکی ہے،،،، فرغام جس لڑکی کے پاس جا کر رکا تھا اس کو دیکھ کر شاہ میر کے دماغ میں دھماکے ہونے لگے۔ یہ فرغام بھی نا ایسے اُس کی مننے کر رہا ہے جیسے دوست نہیں محبوبہ ہو،،،، یہ جلی بھنی آواز مشعل کی طرف سے آئی۔ مشعل سوچ سمجھ کر بولا کرو،،،، منال نے فوراً ٹوکا - شکر ہے حور نہیں ہے،،،، منال نے دل میں سوچا پروہ یہ نہیں جانتی تھی کہ کوئی اور بھی ہے جس کے دل و دماغ پر مشعل کے الفاظ کافی گراں گزرے - تمہارا بُرا وقت شروع ہو گیا ہے مس حور پری،،،، شاہ میر جو ان سب سے ہٹ کر کھڑا تھا پر کان ان لوگوں کی طرف اور آنکھیں فرغام کی طرف لگی ہوئیں تھیں جو اب پری کا بیگ لے کر انگلی سے گھما رہا تھا اور پری اس سے بیگ لینے کی کوشش میں کبھی اس کو ہاتھ سے پکڑ کر کھیچتی تو کبھی شرٹ سے - یہ فرغام کو دے دینا آگے اس کو اس کی بہت ضرورت پڑے گی،،،، شاہ میر نے اپنا کونٹیکٹ نمبر علی کو دیا اور ایک سلگتی ہوئی نظر پری پر ڈال کر چل دیا

\*\*\*\*\*

ب بتاؤ کیا موت پڑی کے کیوں منہ پھولا ہوا ہے کہیں کوئی یاد تو۔۔۔ بکو اس بند نہیں  
 کر سکتے تو چلے جاؤ یہاں سے، میں اس انسان پر تھوکتا بھی پسند نہیں کرتی کجہ کہ یاد  
 کروں،،، پری نے فرغام کی بات کو قطع کرتے ہوئے کہا۔ دیٹس اسپیرٹ میری پیاری  
 بہن اب شابش جلدی سے اصل بات بتاؤ،،، فرغام نے پری کو بولنے کا حوصلہ دیا۔ وہ  
 پھوپھو لوگ مہر کی شادی۔۔۔۔۔ پری الف سے لے تک ساری بات فرغام کو بتاتی  
 گئی۔ ہمممم اس کا میرے پاس حل ہے تم وہ گھر بیچو وہ۔۔۔ ارے ارے مجھے بیچ دو میں  
 اپنی بہنوں کو وہ گھر گفٹ کر دوں گا کیسا،،،،، فرغام نے پری کو غصے میں مڑتے دیکھ کر  
 جلدی جلدی ساری بات بتائی۔ نہیں میں اس طرح تم سے گفٹ نہیں لے سکتی،،،،،  
 پری نے فوراً انکار کیا۔ تو مجھ سے خرید لینا یا،،،، فرغام نے ایک اور مشورہ دیا۔ سوٹ  
 خریدنے کی اوقات نہیں ہے میری گھر خریدوں گی،،،، پری ناامید ہوئی۔ اوففف  
 بے وقوف لڑکی اس ہی لیے تو میں تمہیں کسی سے ملوانا چاہ رہا ہوں ان کی کافی فرمز ہیں  
 سیلری پکیج بھی اچھا ہوگا،،،، فرغام نے شاہ میر کا ذکر کیا اور پری کو لیکر اس کی طرف  
 آیا۔ یار بڑے بھیا کہاں گئے،،،، شاہ میر کا ناپا کر فرغام نے پوچھا۔ وہ چلے گئے اور

تمہارے لیے یہ دے کر گئے ہیں،،،، علی نے کارڈ فرغام کو دیا۔ یوڈونٹ وری میں رات تک ان سے بات کرتا ہوں،،،، فرغام نے پری کو تسلی دی جو اب کچھ حد تک پرسکون تھی پر اُسے کیا پتا کہ آج کے بعد وہ سکون کو ترسے گی -

\*\*\*\*\*

میں آئی کم ان سر،،،، علی نے آفس کے دروازے کو نوک کر کے پوچھا - یس کم ان،،،، خرم بیگ نے مصروف سے انداز میں اجازت دی - ہیو آسٹ علی،،،،، خرم بیگ نے مسکراتے ہوئے علی کو دیکھا جس نے بہت کم عرصے میں خرم بیگ کی نظروں میں اپنا ایک مقام بنا لیا تھا - نہیں سر میں فیکٹری کا چکر لگانے جا رہا تھا بس آپ کو بتانے اور یہ فائیل ہی دینے آیا تھا،،،، علی نے بتاتے ہوئے معذرت کی - تم بہت محنتی لڑکے ہو علی تمہیں دیکھ کر مجھے اپنی جوانی یاد آتی ہے،،،، خرم بیگ نے فخر سے علی کو دیکھا جو پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں کی کفالت بھی کر رہا تھا - تھینکس سر یہ تو میرے لیے آنر کی بات ہے،،،، علی نے خوشدلی سے کہا - یاد رکھنا علی دن رات صرف پیسے کے پیچھے ہی نہیں بھاگنا اپنی لائیف بھی انجوائے کرنا اکثر حالات کے کیے گئے فیصلے انسان سے جینے کے سارے موقعے سلب کر لیتے ہیں - میں سمجھا نہیں

سر،،، علی نے حیرت سے اپنے شفیق سے سر کو دیکھا جو پورے آفس ورکرز کو اپنی فیملی ممبرز کی طرح ٹریٹ کرتے تھے۔ اسلام و علیکم !!! پاپا وہ مجھے۔۔۔ او سوری میں نے آپ دونوں کو ڈسٹرب تو نہیں کیا،،، منال جو آفس میں آتے ہوئے بولنے لگی تھی علی پر نظر پڑتے ہی جھپ سی گئی۔ نہیں نہیں میری جان آؤنا،،،، خرم بیگ جو تھوڑی دیر پہلے افسردہ لگ رہے تھے بیٹی کے آتے ہی خوشگوار موڈ میں واپس آگئے۔ ہیلو علی کیسے ہو،،، منال کا دل جو علی کو دیکھ کر ویسے ہی بے قابو ہو جاتا تھا سو کی سپیڈ سے دوڑنے لگا۔ میں ٹھیک ہوں میم۔۔۔۔۔ آپ کیسی ہیں،،،،، علی نے منال کو میم کہہ کر اپنے اور اُس کے درمیان حیثیت کا فرق ظاہر کیا۔ فائن تھینکس،،،، منال نے دکھ سے علی کی طرف دیکھا جو ایک دم سے اجنبی بن گیا تھا۔ کیا بات ہے آج میری بیٹی آفس میں،،،، خرم بیگ نے مسکراتے ہوئے منال کو چھیڑا جو ہر وقت اپنے پاپا کے آفس میں مصروف رہنے سے چڑتی تھی۔ پاپا وہ مجھے کچھ پیسے چاہیے،،، منال نے اپنے آنے کی وجہ بتائی۔ بیٹا آپ مجھے کال کر دیتیں۔ علی منال کے اکاؤنٹ میں پیسے ٹرانسفر کرواؤ ابھی،،،، خرم بیگ نے منال اور علی کو ایک ساتھ کہا۔ نہیں نہیں پاپا مجھے کیش چاہیے وہ بو اکی بیٹی کی شادی کی شوپنگ کے لیے،،،، منال نے خرم بیگ کو جلدی سے پوری بات بتائی۔ اوکے بیٹا کتنے چائیں،،، خرم بیگ نے مسکراتے ہوئے اپنی بیٹی کو دیکھا جو

نو کروں کی خوشیوں میں بھی خوش ہو جایا کرتی تھی - اوکے سر میں فیکٹری سے ہو آؤ  
 آپ فری ہو کر فائیلز دیکھ لیجئے گا،،، علی نے باپ بیٹی کو آپس میں بات کرتے دیکھا تو اپنا  
 آپ بے فضول لگا - علی بیٹا پہلے آپ کیش کا انتظام کروائیں پھر آپ  
 فیکٹری ----- پاپا وہ میں بو کی بیٹی کو کوئی گفٹ بھی دینا چاہ رہی تھی پر میرے  
 ساتھ کوئی ہے ہی نہیں میں کس کے ساتھ جاؤ شوپنگ کرنے،،، منال نے خرم بیگ  
 کی بات کاٹتے ہوئے فوراً سے اپنی ایک نئی پرابلم بتائی - بیٹا آپ فرغام کو کال  
 کر لو،،، خرم بیگ نے دو منٹوں میں مسئلہ حل کر دیا - نہیں پاپا وہ -- وہ نافون رسیو  
 نہیں کر رہا،،، منال کو بروقت یہ ہی بہانہ سوچھا - کوئی بات نہیں علی آپ پہلے منال  
 کے ساتھ مارکیٹ چلے جاؤ پھر فیکٹری کا چکر لگا آنا،،،، خرم بیگ نے منال کے دل کی  
 بات کی - جی سر،،، اس وقت علی کے دماغ میں ایک ہی بات چل رہی تھی اور وہ تھی  
 سکینڈ اوپشن -----

\*\*\*\*\*

ادا اس پھرتا ہے محلے میں بارش کا پانی  
 کشتیاں بنانے والے بچے اب عشق کر بیٹھے ہیں

انکل کافی،،،،، حورین جو ہارون ملک کے سٹیڈی روم میں ان سے بات کرنے آئی تھی ان کو کام کرتا دیکھ کر دروازے میں ہی روک گئی - آج دل نہیں چاہ رہا بیٹا،،،،، ہارون ملک نے حورین کو ٹالنا چاہا - آپ مجھ سے ناراض ہیں نا،،،،، حورین روہانسی ہو گئی - کیا مجھے ناراض نہیں ہونا چاہیے،،،،، ہارون ملک نے شکوہ کیا - اس دن فرغام مجھے بھولا نہیں تھا میں نے ہی اُسے ساتھ چلنے سے منع کر دیا تھا اس کی غلطی نہیں،،،،، پتا نہیں کیوں پر حورین نے فرغام کی صفائی پیش کی - ہارون ارمان کی غلطی نہیں تھی میں نے اُسے کہا تھا،،،،، کہیں دور سے سارہ کی آواز کی گشت ہوئی - انکل پلینز اتنے دن ہو گئے آپ ہم دونوں سے بات نہیں کر رہے ہم آج کے بعد ایسی کوئی الٹی حرکت نہیں کریں گے،،،،، حورین کی آواز ہارون ملک کو حال میں واپس لائی - پرومس - - - - پکا پرومس - - - - چلو پھر مجھ سے ایک وعدہ کرو آج سے آپ کی زندگی کا ہر فیصلہ میں کرو گا،،،،، ہارون ملک نے حورین کے سامنے ہاتھ پھیلا کر وعدہ چاہا - میں آپ کی بیٹی ہوں اتنا تو جانتی ہوں کہ آپ جو بھی فیصلہ کریں گے وہ میرے حق میں ہی ہو گا،،،،، حورین نے مسکراتے ہوئے دونوں آنکھیں زور سے بند کر کھولیں - ایک وعدہ تمہاری ماں نے بھی کیا تھا پر نبھایا نہیں،،،،، ہارون ملک کی سوچ بھٹک کر ماضی میں سفر کرنے لگی - ہارون پلینز تم ارمان کو بلاؤ میں مر جاؤ گی اس کے بغیر - - - - دیکھو سارہ میں

تمہارا برا نہیں چاہتا میں کیسے تمہیں اس انسان کے ہاتھ سونپ دو جس کے ساتھ تم سکون کو ترسو، جانتی بھی ہو کہ اس کے خاندان میں غیر برادری کی لڑکی سے شادی کرنا گناہ سمجھا جاتا ہے تم مجھ سے آگ مانگ رہی ہو میں تمہیں جلتا ہوا نہیں دیکھ سکتا ---- ارمان مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں --- اُس کی محبت کا میں خود گواہ ہوں پر میں مجبور ہوں ---- اگر میں اس کے بنا مر گئی تو خود کو معاف کر پاؤں گے ---- کوئی کسی کے بنا نہیں مرتا موت کا وقت مقرر ہے ہر ایک کو اپنے وقت پر ہی آنی ہے ---- جب موت کا وقت مقرر ہے تو کیوں مجھے ارمان شاہ کا بننے سے روکتے ہو یہ فاخرہ جو کہتی ہو وہ سچ ہے کہیں تمہاری نیت میں فتور تو نہیں ---- چٹاخ ---- حال ---- انکل آپ کافی کیوں نہیں پی رہے اور یہ ڈائری کا میں کب سے پوچھ رہی ہوں کہ کس کی ہے پر نو ریپلائے،،،، حورین نے ڈائری الٹ پلٹ کر دیکھی - یہ آپ کی ماما کی ہے،،،، ہارون ملک نے حور کے ہاتھوں سے ڈائری لی - انکل آپ کو نہیں لگتا کہ یہ میرے پاس زیادہ سیور ہے گی،،،، حورین کا مقصد اپنی ماما کی ڈائری کو پڑھنا تھا - ابھی نہیں جب وقت آئے گا تو میں تمہیں یہ خود دے دوں گا،،،، ہارون ملک نے ڈائری کو ڈرا میں لاک کیا اور حورین کی باتوں کی طرف متوجہ ہو گئے -

\*\*\*\*\*

ویسے آپ کا کیا خیال ہے علی مجھے بوا کی بیٹی کو کیسا گفٹ دینا چاہیے،،،، علی جو خاموشی سے اس سفر کو ختم کرنا چاہتا تھا منال کی آواز پر چونکہ - میم جیسا آپ کو ٹھیک لگے،،،، علی نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا - علی ہم بچپن سے ساتھ ہیں اور میرے خیال سے اتنا ٹائیم ایک اچھا دوست بنانے کے لیے بہت ہوتا ہے، پلیز آپ مجھے میم مت بولا کریں،،،، منال نے دھیمے لہجے میں ٹوکتے ہوئے علی کو ایک اچھی آفر کی - میرے اور آپ کے درمیان ایک فرق جو میں بچپن سے آج تک نہیں بھولا وہ "سٹیٹس" کا فرق ہے میم امید کرتا ہوں کہ آج کے بعد آپ بھی یہ فرق یاد رکھیں گی،،،، علی نے بے رخی سے کہا - تھینکس یہ بتانے کے لیے کہ ہم کبھی دوست نہیں بن سکتے اور پلیز آپ مجھے یہی اتار دیں،،،، منال نے کہتے ساتھ ہی منہ کھڑکی کی طرف موڑ لیا علی کی بے رخی دیکھ کر منال کی آنکھیں بھر آئیں - سوری مجھے آپ کے ساتھ اس طرح روڈ بی ہیو نہیں کرنا چاہیے تھا،،،، منال کے آنسو دیکھ کر علی کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا - اٹس اوکے،،،، منال نے بغیر منہ موڑے جواب دیا - پاگل لڑکی کیوں نہیں سمجھتیں تم کہ مجھ سے دوستی تمہارے لیے صرف تکلیف کا باعث بنے گی اور میں

تمہیں یہ تکلیف نہیں دے سکتا،،،، علی نے بے بسی سے منال کو دیکھا جو منہ موڑے  
 آنسو کنٹرول کر رہی تھی - کاش علی تم مجھے اپنی دوستی ہی دان کر دیتے۔ میں اس دوستی  
 کے سہارے ہی جی لیتی پر تم نے تو مجھے اپنی دوستی کے لائیک بھی نہیں سمجھا محبت تو دور  
 کی بات، واقعی کچھ لوگوں کے نصیب میں کسی کا بھی پیار نہیں ہوتا، میں بھی انہیں میں  
 سے ایک ہوں،،،، دونوں اپنی اپنی سوچوں میں مگن آنے والے کل سے بے خبر  
 تھے -

\*\*\*\*\*

NEW ERA MAGAZINE

آآآآ۔۔۔ ہشششش کیا پورے گھر کو جگانے کا ارادہ ہے،،،، فرغام نے جیسے ہی حورین

کو ہارون ملک کی سٹڈی سے نکلتے دیکھا فوراً سے ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا۔ مانی کے  
 بچے جان نکال دی میری،،،، حورین جو ڈر کی وجہ سے بدحواس ہو گئی تھی، اپنے اور

فرغام کے درمیان ہاتھ کی مدد سے فاصلہ پیدا کیا - بچو میں تو ابھی ٹائیٹم ہے میری جان  
 اور میں ابھی اتنا بھی پاگل نہیں ہوا کہ تمہاری جان لے کر خود پر ظلم کروں،،،،، فرغام

نے پیار سے حوریں کے بال سہلائے - تم۔۔۔ تم نے میرا راستہ کیوں روکا ہے

جانے دو مجھے کوئی آجائے گا،،،، ایک تو آدھی رات اور اس پر فرغام کی بھکی بھکی

حُرکتیں حورین کا سانس خشک ہونے لگا۔ کیا کرو تمہارے روم میں مل نہیں سکتا  
 اموجان جو پھر ادے رہیں ہیں اور اپنے روم میں میں تم سے اس وقت ملو گا جب تمہیں  
 اپنے پاس روکنے کا مجھے حق ہوگا،،، جس دن سے اموجان نے فرغام کو حورین کے روم  
 سے نکلتے دیکھا گلے دن سے وہ حورین کے روم میں ہی سونے لگ گئی تھیں۔ اوففف  
 بس الٹی سیدھی باتیں کرو؟

آآآ۔۔۔ ہششش کیا پورے گھر کو جگانے کا ارادہ ہے،،،، فرغام نے جیسے ہی حورین

کو ہارون ملک کی سٹڈی سے نکلتے دیکھا فوراً سے ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا۔ مانی کے  
 بچے جان نکال دی میری،،،، حورین جو ڈر کی وجہ سے بدحواس ہو گئی تھی، اپنے اور  
 فرغام کے درمیان ہاتھ کی مدد سے فاصلہ پیدا کیا۔ بچو میں تو ابھی ٹائیٹم ہے میری جان  
 اور میں ابھی اتنا بھی پاگل نہیں ہوا کہ تمہاری جان لے کر خود پر ظلم کروں،،،،، فرغام

نے پیار سے حوریں کے بال سہلائے۔ تم۔۔۔ تم نے میرا راستہ کیوں روکا ہے  
 جانے دو مجھے کوئی آجائے گا،،،، ایک تو آدھی رات اور اس پر فرغام کی بھکی بھکی  
 حُرکتیں حورین کا سانس خشک ہونے لگا۔ کیا کرو تمہارے روم میں مل نہیں سکتا  
 اموجان جو پھر ادے رہیں ہیں اور اپنے روم میں میں تم سے اس وقت ملو گا جب تمہیں

اپنے پاس روکنے کا مجھے حق ہوگا،،، جس دن سے اموجان نے فرغام کو حورین کے روم سے نکلنے دیکھا گلے دن سے وہ حورین کے روم میں ہی سونے لگ گئی تھیں۔ اوففف بس الٹی سیدھی باتیں کروالو تم سے اور چھوڑو میرا ہاتھ زیادہ پھیلو مت،،، فرغام جو حورین کے ہاتھ چھوڑنے پر رضامند نہیں تھا حورین کو خود سے اور قریب کرنے لگا۔ حور آئی لویو،،، فرغام نے آنکھوں میں شرارت لیے بھکتے ہوئے کہا۔ فرغامم۔۔۔ میری بات سنو فرغام پلیز۔۔۔ ایسے مت کرو مجھے تم سے ڈر لگ رہا پلیز فرغام مجھے جانے دو،،، حورین جو کسی کے دیکھ لینے کے خوف سے ڈر رہی تھی فرغام کی حرکتیں دیکھ کر روپڑی۔ حور کیا ہوا ہے تمم کو روکیوں رہی ہو پاگل میں مزاق کر رہا تھا،،، فرغام جو حورین کو کافی دنوں کے بعد اکیلا دیکھ کر تنگ کرنے کے موڈ میں تھا فوراً پریشان ہو گیا۔ تم بہت برے ہو بہت برے میں مر جاؤ گی اگر دوبارہ تم نے اس طرح کی بتمیزی کی تو،،، حورین نے مار مار کر فرغام کا حلیہ بگاڑ دیا پر فرغام کھڑا مسکراتا رہا۔ میری معصوم سی جان ابھی تک جان ہی نہیں پائیں اپنے مانی کو، پتا ہے محبت کی پہلی سیڑھی کا کیا نام ہے۔۔۔؟ فرغام حورین کو اپنے سینے سے لگا کر چپ کرایا جو بری طرح سے کانپ رہی تھی۔ عزت۔۔۔ تمہارا مانی مر تو سکتا ہے پر تمہاری عزت پر کو آئی نہیں آنے دے سکتا،،، فرغام نے اپنے پوروں سے حورین کے آنسو چنے۔ میں اموجان کی تربیت پر

کوئی حرف نہیں برداشت کر سکتی پلیز مانی آج کے بعد مجھ سے اس طرح مت  
ملنا،،،، حورین نے سمجھتے ہوئے فرغام کو کہا اور مڑنے لگی۔ تم نے میرے پر پوزل کا  
جواب نہیں دیا بھی تک،،،، جب حورین کچھ قدم کے فاصلے پر پہنچی تو فرغام نے  
شرارت سے کہا۔ اتنا سب ہونے کے بعد بھی اظہار باقی ہے،،،، حورین فرغام کی  
شرارت سمجھ گئی۔ کیا کرو یہ دل اظہار کا تالاب ہے،،، فرغام نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور  
تھوڑا سا سر کو جھکایا۔ جس دن آپ کے سارے حق مجھ سے منسوب ہو گئے اُس دن  
اظہار بھی کر دو گی،،،، حورین یہ کہہ کر بھاگی اور فرغام اس پیارے سے اظہار میں کھو  
سا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

کھولو دروازہ مجھے باہر نکالو،،،، اسے جب ہوش آیا تو اسے اپنے آپ کو ایک تاخانے میں  
پایا۔ میں یہاں کیسے میں تو،،،، پری جیسے ہی آفس سے نکلی تو اسے لگا کہ کوئی ہے جو اس کا  
پچھا کر رہا ہے ابھی وہ اپنی مدد کے لیے کچھ کرتی کہ کسی نے اس کے منہ پر رومال رکھ کر  
اسے دنیا و فہیم سے غافل کر دیا۔ پلیز کوئی تو دروازہ کھولو مجھے اپنے گھر جانا ہے،،،، پری  
دروازہ پیٹتے پیٹتے وہیں گر کے رونے لگی۔ امی۔۔۔ پری کے منہ سے نکلنے والا لفظ آنے

والے کے طیش میں اور اضافہ کر گیا۔ ہا ہا ہا۔۔۔ یاد کر لو اپنی ماں کو کیوں کہ آج کے بعد میں تمہیں اس کا بھی حق نہیں دوگا،،،، آنے والا کوئی اور نہیں بلکہ شاہ میر ہی تھا جس نے پری کو شانے سے پکڑ کر جھنجوڑا۔ تم۔۔۔ پری شاہ کو دیکھ کر فوراً ہی پہچان گئی اور اسے شاہ سے کی گئی اپنی بد تمیزی بھی یاد آگئی۔ میں جانتی تھی کہ تم ہو ہی ایک گھٹیا۔۔۔۔۔ چٹاخ۔۔۔۔۔ بکو اس بند، نہیں تو تمہاری سانسیں بند ہو جائیں گئی،،،، شاہ میر نے چختے ہوئے کہا۔ آح۔۔۔۔۔ تھپڑ اتنا زور کا تھا کہ پری کا سر پیچھے پڑے لکڑی کی بلیوں سے جا کر لگا۔ تم نے میری اوقات کی بات کی تھی نا میں تمہیں تمہاری اوقات دیکھاؤ گا،،،، شاہ میر نے پری کا جبراً پکڑتے ہوئے سر کو دوبارہ لکڑی کی بلی پر مارا۔ دیکھو اس دن جو ہو اس کے لیے میں تم سے معافی مانگتی ہوں پر پلیز مجھے جانے دو،،،، سر پر دو بار ضرب لگنے سے پریشے کا سر پھٹ گیا پر اس نے پرواہ نا کرتے ہو شاہ میر کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔ (ایک عورت کے لیے سب سے پیاری چیز اس کی عزت ہوتی ہے۔ عزت نہیں تو کچھ نہیں) ہا ہا ہا۔۔۔ تمہاری طرف تو میرے بہت سے حساب نکلتے ہیں کس کس کی معافی مانگو گی ابھی تو تمہیں اپنی ماں کے کر تو توں کا بدلا بھی۔۔۔۔۔ کتے انسان میں تمہارا منہ توڑ دو گی اگر میری ماں کے بارے میں بکو اس کی تو،،،، شاہ میر کے منہ سے اپنی ماں کے لیے نازیبا الفاظ سن کر پری غصے سے پاگل ہو



ہیں،،،،، فاخرہ ملک نے حورین کو اندر آتے دیکھ کر دانت پیستے ہوئے کہا۔ کیا ہوا ہے  
 ،،،،، علی کی غیر متوقع آمد سے حورین بھی پریشان ہو گئی۔ کچھ نہیں ہوا تم جاؤ آرام  
 کرو تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں،،،،، فرغام جس کی حورین کی طرف پیٹھ تھی آواز سن  
 کر مڑتے ہوئے بولا۔ نہیں کچھ تو ہوا ہے تم دونوں مجھ سے کچھ چھپا رہے  
 ہو،،،،، حورین نے باری باری دونوں کو دیکھا۔ وہ پری کہیں مل نہیں رہی،،،،، حورین  
 کے بار بار اسرار پر علی کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔ یہ کیا۔۔۔۔۔ کہہ رہے ہو پری  
 ۔۔۔۔۔ کہاں گئی فرغام علی۔۔۔۔۔ کیا بول پری۔۔۔۔۔  
 حورین۔۔۔۔۔ حورین،،،،، حورین جو ابھی ابھی بیماری سے اٹھی تھی سنتے ساتھ ہی  
 حواس کھوتی گرتی چلی گئی

\*\*\*\*\*

ضروری نہیں یہ تاریکی سکون و راحت بخشنے  
 چھین لیتی ہے کبھی انسان سے یہ اُسکا غرور  
 بیٹا آنکھیں کھولو ہمت کرو یہ لو پانی،،،،، داد الہی جو رات سے پریشے کے لیے مضطرب  
 تھا سردار شاہ میر کے بنگلے سے نکلتے ہی کمرے کی طرف بھاگا۔ امی۔۔۔۔۔ چھوڑو مجھے

--- دور رہو دور جاؤ۔۔۔،،،، پری کے دماغ میں رات کے منظر گھوم رہے تھے اسی لیے دادا الہی کو سامنے دیکھ کر چیختے لگی۔ مجھے معاف کر دینا بیٹا خود بیٹیوں کا باپ ہو کر بھی میں تمہاری عزت کو پامال ہونے سے روک نہیں پایا،،،، دادا الہی جو پری کو پاگلوں کی طرح چیختے ہوئے دیکھ رہے تھے اپنی سر کی پگڑی پری کے قدموں میں رکھتے ہوئے رو پڑے۔ تم یہاں پر کیا کر رہے ہو،،،، شاہ میر جو کسی کام سے واپس آیا تھا دادا الہی کو پری کے سامنے جھکا دیکھ کر ایک دم سے چیخا۔ معافی چاہتا ہو سردار پر ضروری تھا دیکھنا کہ یہ مظلوم لڑکی زندہ ہے یا آپ کی بربریت کا نشانہ بننے کے بعد مر گئی،،،، دادا الہی نے اپنے سردار کے آگے سر جھکائے مگر سرد لہجے میں کہا۔ چٹاخ۔۔۔ بھول کر بھی کبھی اس سے ہمدردی مت کرنا نہیں تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا اب دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اور میری مرضی کے بغیر اس کمرے میں قدم بھی مت رکھنا،،،، شاہ میر کے تھپڑ کی گونج سے ناصرف دادا الہی کی آواز بلکہ پری کی چیخ و پکار بھی تھم گئی۔ جی بہتر،،،، دادا الہی جو شاہ میر اور اس کے باپ دادا کی اپنی جوانی سے خدمت کر رہا تھا آج سچ میں دلبرداشتہ ہو کر کمرے کے ساتھ ساتھ میر پیلس سے بھی نکل گیا واپس کبھی نا آ آنے کے لیے۔ کہاں بھاگ رہی ہو تم،،،، پری جو دادا الہی کے پیچھے بھاگی تھی شاہ میر کے بازو میں پھٹ پھٹا کر رہ گئی۔ ہاتھ بھی مت لگانا مجھے،،،، پری نے خود کو شاہ میر سے دور کرنے کی

کوشش کی-ہاہاہا۔۔۔ ہاتھ نا لگاؤ۔۔۔ لگتا ہے جورات میں نے تمہارے ساتھ کیا شاید تم بھول گئی ہو،،،، شاہ میر نے ہنستے ہوئے پری کی ذات کا مزاق بنایا۔ کوئی بات نہیں میں ہوں نابار بار یاد دلاؤ گا،،،، شاہ میر کہتے ساتھ ہی پری کے چہرے پر جھکا۔ ٹھا۔۔۔۔۔

ناجانے کہاں سے پری کے اندر اتنی جرات آئی کہ اُس نے ڈریسنگ پر پڑے پر فیوم کو شاہ میر کے سر پر دے مارا اور دروازے کی طرف دوڑ لگا دی۔ سس پکڑو اس کو،،،، شاہ میر کو پری سے اتنی جرات کی امید نہیں تھی ایک ہاتھ سے خون کو روکے کمرے سے نکلتے ہوئے اپنے ملازموں پر چیخا۔ آآآ پری جو اندھا دھند بھاگ رہی تھی سیڑھوں سے پھسلتی بے حوش ہو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

دیکھ لیا لڑکی ذات کو آزادی دی دینے کا نتیجہ۔۔۔۔۔ کالک مل کر چلی گئی تمہارے منہ پر،،،، مہر جو ابابا کو کھانا کھلا رہی تھی ایک دم سے سیدھی ہوئی۔ پھوپھو پلپلیزا ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ۔۔۔۔۔ چل ہٹ پڑے آئی بڑی باپ کی ہمدرد،،،،، مہر جو پھوپھو کو روکنے جا رہی تھی دھکا لگنے سے پتیا نے جاگری۔ یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے اور دو بیٹیوں کو شیری۔ لگا گئی ناباپ دادا کے نام پر بٹہ، بھاگ گئی اپنے عاشق کے

ساتھ،،،،، حمیدہ بانو کو دیکھتے ہی اُن کی چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ بس کر دیں شرم آنی چاہیے آپ لوگوں کو اپنی ہی بھتیجی پر بہتان لگا رہیں ہیں،،،،، عائشہ جو کب سے برداشت کر رہی تھی چیخ پڑی۔ توبہ توبہ۔۔۔ دیکھا آپا کیسے اپنی بھگوڑی بہن پر پردے ڈھک رہی ہے۔ میں ناکہتی تھی یہ سب حرافائیں ایک جیسی ہیں۔ آپ کو ہی رشتہ مضبوط کرنے کی پڑی ہوئی تھی،،،،، چھوٹی پھوپھی نے مہر کو دیکھ کر نفرت سے کہا۔

بھاڑ میں گیارشتہ میں ایسی لڑکی سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا جو داغی ہو،،،،، بابر جو پہلے ہی اس رشتے کے حق میں نہیں تھا مہر کو گھورتے ہوئے بولا جو قصور ناہوتے ہوئے بھی مجرم ٹھرائی جا رہی تھی۔ آآ آپ۔۔۔ پ۔۔۔ ا۔۔۔ ر۔۔۔ کلک،،،،، پری کے والد جو فالج کی وجہ سے بامشکل بول پاتے تھے بہن کو روکنے کی کوشش کرنے لگے۔ میں بدنامی کو اپنے گھر کا راستہ نہیں دیکھا سکتی،،،،، بڑی پھوپھی جو شروع سے پریشہ کی زبان درازی سے خار کھاتیں تھیں مشکل میں بھائی کا ساتھ دینے کے بجائے قطع تعلق کرتی گھر سے باہر نکل گئیں۔ ابو۔۔۔ امی ابو کو دیکھیں کیا ہوا ہے،،،،،؟ حمیدہ بانو جو اپنی دونوں بیٹیوں کو اجڑتا دیکھ پتھر کی مورت بن گئیں تھیں مہر کی آواز پر حوش میں آتی ہوئے شوہر کی طرف بھاگیں۔ جمال صاحب اپنی بہنوں کے ہاتھوں دی گئی زلت کا بارنا اٹھاسکے اور اپنے گھر والوں کو بلکتا چھوڑ کر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔



کچھ پتہ چلا پری کا،،، حورین جو ابھی ابھی کلاس اٹینڈ کر کے آرہی تھی فرغام اور علی کو دیکھ کر اس امید پر کے شاید پری کے متعلق کوئی خبر ہو بھاگ کر آئی۔ آہا،،، حورین کی بات پر جہاں علی نے نگاہیں پھیریں وہیں فرغام سرد آہ بھر کر رہ گیا،،، کہتا بھی تو کیا کچھ تھا ہی نہیں بتانے کو سوائے تسلی کے۔ تم لوگ پولیس کی مدد لو کچھ تو کرو۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے ہیں،،،، منال کی بات سچ میں کاٹتے ہوئے علی نے تلخی سے کہا۔ میں تو بس آئیڈیا۔۔۔ بہت بہت شکریہ آپ کے آئیڈیے کا،،،، نا جانے کیوں علی اتنا غصہ کر رہا تھا۔ یہ غصہ منال کی بات پر تھا یہ اُس حرکت پر جو اُس نے رافع کو سکول سے پک کر کے کی تھی۔ یار کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو آپس میں لڑنا تو بند کرو،،،، فرغام نے جھنجلاتے ہوئے کہا۔ ہم نے ایف آئی آر اسی ٹائیٹیم درج کروادی تھی لیکن اس سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوا،،،، فرغام نے منال کو پوری بات بتاتے ہوئے علی کے غصے کے اثر کو زائل کرنا چاہا جس کا رویہ فرغام کی بھی سمجھ سے باہر تھا۔ میں۔۔۔ میں چلتی ہوں اگر کچھ پتا چلے تو پلزانفوم کرنا،،،، منال علی کے رویے سے دل برداشتہ ہوتی واپس مڑ گئی۔ یہ کیا بد تمیزی تھی۔۔۔ وہ بھی ہماری دوست۔۔۔۔۔ ہماری نہیں صرف تمہاری دوست ہے مجھ سے اس کا دور دور تک کا کوئی واسطہ نہیں،،،، علی نے فرغام کی بات کاٹتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی فائیل کو میز پر پٹھا اور

دونوں کے حیران چہروں پر نظر ڈالے بغیر مین روڈ پر چل دیا۔ اس کو کیا ہو گیا اس طرح کا بے ہیو کیوں کر رہا تھا،،،، وہ جو پہلے ہی پری کی وجہ سے پریشان تھی علی کارویہ دیکھ کر روہانسی ہو گئی۔ تم اس کی طرف سے ٹینشن نالو وہ پری کو لے کر بہت پریشان ہے

،،،، فرغام جو ابھی تک مین روڈ پر نظر ٹکائے علی اور منال کے متعلق سوچ رہا تھا حورین کی بات پر اسے ٹالنے لگا۔ جب پری واپس آئے گئی تو ہم اس کو کیسے بتائے گے کہ اس کے بابا۔۔۔۔ بابا نہیں رہے،،،، حورین اس کے بابا کا ذکر کرتے ہی رو پڑی۔

پلیزیار اس طرح مت رو تم جانتی ہو کہ میری ہمت ہو تم، تم اس طرح رو گی تو کیسے چلے گا انشا اللہ ہم پری کو بھی ڈھونڈ لیں گے،،،، اس نے حورین کا سر سہلاتے ہوئے پیار سے سمجھایا جو فرغام کے کندھے سے لگی بڑی طرح رو رہی تھی یہ جانے بغیر کہ کچھ

نگاہیں اسے نفرت سے گھور رہیں ہیں۔

\*\*\*\*\*

صاحب بی بی کی طبیعت خراب ہو رہی ہے،،،، ملازمہ جو شاہ کی اجازت ملتے ہی کمرے میں داخل ہوئی تھی ہاتھ باندھے کھڑی پریشانی سے اپنے مالک کو باخبر کر رہی تھی۔

بہت ڈھیٹ ہے وہ نہیں مرے گی،،،، شاہ میر جو بستر میں گھسا آفس کی فائیلز چیک کر

رہا تھا لا پرواہی سے بولا۔ نہیں صاحب میں ادھر سے ہی آرہی ہوں ان کی حالت ٹھیک نہیں،،، ملازمہ نے ڈرتے ڈرتے اپنی بات دوہرائی۔ اس ایک مہینے میں ملازمین جتنا اُسے پری پر ظلم کرتے دیکھ چکے تھے اس کے بعد سے تو وہ سب شاہ سے کچھ کہتے ہوئے بھی ڈرتے تھے۔ چلو تم میں آتا ہوں،،،،، کچھ سوچتے ہوئے شاہ نے چلنے کی ہامی بھری۔ کیا ہوا ہے اسے،،، ڈاکٹر جو پری کو انجکشن لگا رہا تھا شاہ کی آواز پر سیدھا ہوا۔ یہی سوال تو میں تم سے کرنے والا ہوں کہ کیا ہوا ہے یا پھر کیا کیا ہے تم نے اس کے ساتھ،،،، ڈاکٹر جو نا صرف شاہ کا دوست بلکہ اس کا فیملی ڈاکٹر بھی تھا اپنے دوست سے باخوبی واقف ہونے کے باوجود وہ شاہ کے منہ سے سچ سننا چاہتا تھا۔ کیا مطلب ہے تمہارا اس بات سے۔۔۔ کیا کیا ہے میں نے؟،،، ایک سیکنڈ لگا تھا شاہ کے موڈ کو جلال میں آنے میں۔ اس لڑکی پر اتنا تشدد کرنے کی وجہ۔؟ جہاں تک میں تمہیں جانتا ہوں وہ تمہارے ٹائپ کی نہیں،،، ڈاکٹر ارحم کوشش کے باوجود بھی اپنے لہجے کو نرم نارکھ پایا۔ یہ میرا پرسنل میسٹر ہے اور میں اپنے معاملات میں کسی کو جوابدہ نہیں ہوں،،، شاہ نے بے رخی سے کہا۔ پر میں ایک ڈاکٹر ہوں اور میں تمہیں یہ ظلم نہیں کرنے دوں گا تم اس لڑکی کو چھوڑ دو ورنہ میں پولیس کو انفارم کر دوں گا،،، ارحم کو شاہ کی اس دیدہ دلیری پر خوب تاؤ آیا۔ ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ تم مجھے ڈرا رہے ہو وہ بھی پولیس سے سن کر حیرت

ہوئی،،،، شاہ اپنے دوست کی دھمکی پر زور سے ہنسا۔ شاہ یہ گناہ ہے کسی کو اتنا ہراس کرنا کہ وہ گھٹ گھٹ کر مر جائے،،،، اب کی بار ڈاکٹر ارحم نے شاہ کی منت کی جانتا جو تھا کہ پولیس شاہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی۔ میں ویسے ہی بہت گناہ گار ہوں ایک گناہ اور سہمی،،،، شاہ نے کہتے ساتھ ہی ایک نظر بیڈ پر پڑے وجود پر ڈالی جو ڈھلتی شام کی طرح مر جھا رہی تھی۔ شاہ میر کی نگاہوں میں کل شام کا منظر گھوم گیا۔ پاؤں دباؤ میرے،،،، جیسے پری کمرے میں داخل ہوئی شاہ نے پری کو حکم دیا۔ میں نے تمہیں کچھ کہا ہے سنائی نہیں دیا،،،، پری کو اپنی جگہ پر جمے دیکھ کر اُس نے غصے سے کہاں۔ نہیں۔۔۔ نہیں سنائی دیا،،،، پری کا قفل ٹوٹا بھی تو کس بات پر شاہ کو لگا اُس کی ایک نانے جسم میں شرارے بھر دے ہوں۔ کیا بکو اس کی ہے (نہیں سنائی دیا) میں نے کہا کہ میرے پاؤں دباؤ نہیں تو۔۔۔۔ نہیں دباؤ گی،،،، پری نے شاہ میر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ضدی لہجے میں کہتے ہوئے ایک ہی جھٹکے سے اپنے بال چھڑوائے۔ چٹاخ،،،، شاہ کے تھپڑ کی شدت اتنی تھی کہ پری کا ہونٹ پھٹ گیا۔ ہاہاہا۔۔۔۔ اور کتنا ظلم کرو گے تم ایک نا ایک دن تو تمہارا ظلم ختم ہو گا پھر شروع ہو گا احتساب۔۔۔۔ مجھ پر کیے گئے تشدد کا احتساب، میری زندگی کو داغ دار کرنے کا احتساب۔ جانتے ہو میں اب تک کیوں خاموش تھی کیونکہ میں تمہارے ظلم اور اپنی برداشت کی حد دیکھنا چاہتی

تھی مگر افسوس۔۔۔ تم ہار گئے میری برداشت میرا صبر جیت گیا۔ ہا ہا ہا۔۔۔ تم ہار گئے سردار شاہ میر تم نے ثابت کر دیا کہ تم ایک نامرد ہو جو عورت پر ظلم کر کے تسکین حاصل کرتا ہے۔ ہا ہا ہا۔۔۔ بولو شاہ کیا کرو گے اور عزت تو لوٹ چکے جان سے مارو گے کیا اب۔۔۔ چٹاخ بند کرو اپنی بکواس۔۔۔ میں نے صرف تم سے بدلہ لیا ہے تمہاری ماں کے کرتوتوں کا بدلہ،،، شاہ کے تھپڑ نے پری کہ کھوکھلی ہنسی کو بند کیا۔ بہت شوق ہے نا تمہیں مرنے کا چلو،،، شاہ نے کہتے ساتھ ہی پری کو باہر کی طرف دھکیلا۔ جہاں ٹھٹھرا دینے والی سردی انسانی وجود کو سن کر رہی تھی۔ سوئیٹ ہارٹ صبح ملتے ہیں تم بارش او سوری۔۔۔ موت انجوائے کرو۔۔۔ شاہ تم جانتے بھی ہو کہ اسے نمونے کا ٹیکہ ہوا ہے اور اس پر اتنی لاپرواہی کہ تم اس کا چیک اپ بھی نہیں کروا رہے تھے جان سے مار دینا تھا کیا اسے،،، ڈاکٹر ارحم نے اسے خیالوں سے حال میں پہنچایا۔ کچھ نہیں ہو گا اسے،،، شاہ نے بیڈ پر بیٹھ کر پری کا بخار چیک کیا۔ نا جانے کس قسم کی نفرت تھی جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ میں نہیں جانتا کہ اس بیچاری سے کیا غلطی ہوئی ہے پر اتنا جانتا ہوں کہ تو بہت پچھتائے گا ایک دن۔۔۔ نا کر یہ ظلم،،، ڈاکٹر ارحم کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔ اور کتنے قصور اپنے کھاتے میں ڈلو اوگی تم تمہاری ماں نے مجھ سے میرے چاچو کو الگ کر دیا تھا۔ تم نے دادا لہی کو جو بچپن سے میرے

ساتھ سائے کی طرح تھا اُس کو دور کیا اور اب میرے دوست کو مجھ سے بد ظن کر دیا۔  
 کس کس چیز کا بدلہ دو گی مجھے،،،،، شاہ میر نے پری کے چہرے کی طرف دیکھا جس پر  
 مدہوشی میں بھی تکلیف جھلک رہی تھی۔

\*\*\*\*\*

شام کے سائیں رات کی تاریکی میں ڈھل رہے تھے پر اُسے تاریکی کا کوئی خوف نہیں تھا  
 وہ خوشی سے پاگل راہ میں نظریں بچھائے اپنے محبوب کا انتظار کر رہی تھی محبوب بھی وہ  
 جس نے آج پہلی بار خود سے پکارا تھا۔ پتا نہیں علی نے مجھے کیوں بلایا ہے اگر کوئی بات  
 کرنی تھی تو وہ فون پر بھی تو کر سکتا تھا اب فیس ٹوفیس میں اُس سے کیسے بات کروں  
 گی،،،، منال ہوٹل میں بیٹھی بظاہر لوگوں کو دیکھ رہی تھی پر دماغ علی میں ہی اٹکا ہوا  
 تھا۔ ایکسیوز میں لیڈی کین آئی سٹ ہیر؟؟؟ منال جو خیال میں کھوئی ہوئی تھی ایک  
 دم چونکی۔ نہیں۔۔۔ منال نے ایک لفظ پر اکتفا کیا۔ آہمم۔۔۔ لگتا ہے انتظارِ یار  
 فرما رہی ہیں آپ،،،، لڑکے نے منال کا ایکسرے کرتے ہوئے کہا۔ یو۔۔۔ مجھے لگتا  
 ہے آپ بیزی ہیں،،،، علی جو ابھی ابھی آیا تھا منال کو کسی لڑکے کے ساتھ دیکھ کر پاس  
 آتے ہوئے بولا۔ میں نہیں جانتی اسی یہ خود ہی آیا ہے،،، منال نے علی کو صفائی دینی

چائی جو کھڑا منال کو گھور رہا تھا۔ مسٹر آپ جاسکتے ہیں،،،، علی نے منال کو نظر انداز کرتے ہوئے لڑکے سے کہا جو مسلسل منال کو دیکھے جا رہا تھا۔ علی میرا یقین۔۔۔۔۔

سٹ ڈاؤن منال،،،، علی نے منال کی بات کاٹتے ہوئے غصے سے کہا۔ آپ کو کچھ کہنا تھا مجھ سے۔۔؟ کافی دیر کی خاموشی کے بعد منال نے ہی اسے توڑا اور یہاں بلانے کا مقصد پوچھا۔ رافع سے اٹیچ ہونے کی وجہ۔۔۔؟ علی نے منال کی طرف دیکھا جس کے چہرے سے گھبراہٹ صاف جھلک رہی تھی۔ وہ۔۔۔ علی میں بس ویسے ہی اس کے سکول کی تھی کچھ کام تھا تو،،،، منال کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے بتائے کہ کیوں رافع کی طرف اس کا دل کھپتا ہے کیوں یہ دل چاہتا ہے کہ جو خلا اس کی اپنی زندگی میں رہ گیا ہے وہ رافع کی زندگی میں نارہے۔ آپ کو کیا لگتا ہے کہ میں اپنے بچے سے اتنا غافل ہوں جو اس بات کی بھی خبر نہیں رکھوں گا کہ کون اس سے مل رہا ہے اور کون نہیں۔۔۔؟ علی نے منال کو جتلاتے ہوئے کہا۔ میرے رافع سے ملنے پر تم اتنا انسکیور کیوں ہو رہے ہو پریشے اور حورین کی طرح اگر وہ مجھ سے فرینک ہو جائے گا تو اس میں کون سی غلط بات ہے میں اسے کوئی نقصان تھوڑی پہنچاؤ گی،،،، علی کی باتوں نے منال کو غصہ دلادیا تبھی تو ناچاہتے ہوئے بھی غصے سے بولی۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ آپ سے فرینک ہو میم آپ میں اور ہم میں بہت فرق ہے اور یہ فرق کبھی مٹ نہیں سکتا پلیز

اسے اپنا آدمی مت بنائیں چھڑنے کی تکلیف وہ برداشت نہیں کر پائے گا،،، خود پر قابو رکھنے کے باوجود علی کا لہجہ بھرا گیا۔ رافع کی سسکیاں، اس کا منال کے لیے ضد کرنا اور اسے اپنے گھرانے کی فرمائش، کیا کچھ نہیں یاد آ گیا تھا۔ علی پلیز۔۔۔ ایسا مت جاؤ میری بات تو سنو،،، علی کو کھڑے ہوتے دیکھ کر منال نے فوراً اس کا ہاتھ تھاما۔ اپنے قدم روک لو منال اس راہ پر صرف اور صرف خواری ہے میں تمہیں بچھتاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا،،، علی نے نرمی سے منال کے ہاتھوں میں سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور پلٹ گیا۔



NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہمم۔۔۔ سر کیا میں آپ کے بیزی ٹائم میں سے کچھ پل مانگ سکتا ہوں،،،، دانیال جو بہت فریش موڈ میں تھا آفس کا دروازہ کھولتے ساتھ ہی شاہ میر کو چھڑنے لگا۔ مسکرے بڑا فریش لگ رہا ہے بتا گاؤں سے کب آیا،،، شاہ میر بغل گیر ہوتے ہوئے خوشی سے بولا۔ گاؤں سے آئے تو کافی دن ہو گئے کسی اہم کام میں بیزی تھا،،،، دانیال شاہ نے مطلع کیا۔ اہم کام۔۔؟ کون سا،،، شاہ نے پوچھا۔ بتاؤ گا نہیں بلکہ ملو اوگا،،،، دانیال شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میرا چھوڑ اپنا سنا کہاں مصروف ہے آج کل کب سے گاؤں کا

چکر بھی نہیں لگایا نونوں یاد کر رہیں تھیں تجھے،،،،، دانیال شاہ نے جلدی سے بات بدلی کہیں شاہ میر بات کی کھال نکالنے نابیٹھ جائے۔ کسی کی طرف کچھ حساب کتاب نکلتے تھے بس وہی آج کل برابر کرنے میں لگا ہوا ہوں،،،،، شاہ میر نے تلخی سے کہا آنکھوں کے آگے پری کی شبہ لہرائی۔

تو جانتا ہے نام میں اپنا بدلہ کبھی نہیں چھوڑتا،،،،، شاہ میر نے سپروٹ گھماتے ہوئے بہت سکون سے کہا۔ باز آج یاد اپنی حرکتوں سے نہیں تو کسی دن ماموں جان کے ہاتھوں ضائع ہو جائے گا،،،،، دانیال شاہ نے سمجھانے کی ناکام سی کوشش کی۔ ہا ہا ہا تو سب جانتا ہے پھر بھی۔۔۔۔۔ تجھے جانتا ہوں تبھی تو کہہ رہا ہوں اب بس کر ہم سب کو بہت تکلیف ہوتی ہے تجھے اس طرح دیکھ کر،،،،، دانیال شاہ کے لہجے میں دکھ کی لکیر صاف جھلک رہی تھی۔ کیا چاہتا ہے تو۔۔۔۔۔ بول نا۔۔۔ تم سب کو لگتا ہے کہ شادی میرے مسئلے کا واحد حل ہے تو ٹھیک ہے میں راضی ہوں،،،،، شاہ میر نے پُرسوچ انداز میں کہا سوچ کی پرواز پری کے بارے میں تھی۔ غصے میں جو غلطی اس سے سرزد ہو گئی تھی اب رہ رہ کر پچھتاوا ہو رہا تھا۔ پری سے نفرت اپنی جگہ پر اس کی رگوں میں خون تو شاہ میر کے ہی خاندان کا تھا۔ تو سوچ بول رہا ہے یا پھر کوئی گیم۔۔۔۔۔ بالکل سچ۔۔،،، شاہ نے

دانیال کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ جان سکتا ہوں وہ خوش نصیب کون ہے،،،، دانیال شاہ نے شاہ میر سے کریدا۔ ہاہاہا۔۔۔۔۔ اپنی والی کا بتا نہیں رہا اور میری والی کی ساری انفورمیشن لینا چاہتا ہے،،،، شاہ میر نے دانیال کو نشانہ بنایا۔ ہاہاہا۔۔۔ چل ٹھیک ہے نہیں لیتا کوئی بھی انفورمیشن پر آج کے سن میں ہی میں تیرا نکاح پڑھواتا ہوں یہ ناہو کہ تو یا پھر وہ لڑکی مکر جائے،،،، دانیال شاہ نے اسے چھیڑا۔ اس لڑکی کی اتنی حیثیت نہیں کے وہ مکرے ہاں میرا کوئی پتا نہیں،،،، شاہ نے بھی بات مزاق میں اڑائی یہ جانے بغیر کہ بعض اوقات قسمت بھی انسان کو بہت خوار کر داتی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ آپ کیا کہہ رہیں ہیں سفیہ آپا،،،، فاخرہ ملک نے حیرت سے پوچھا۔ جو وہ چاہتی تھیں اتنا آسانی سے ہو جائے گا ان کے وہم و گمان میں بھی نا تھا۔ اس میں اتنا حیران ہونے والی کیا بات ہے یہی تو تم چاہتی تھیں،،،، سفیہ آپا کے چہرے پر طنزیہ مسکرائٹ تھی۔ سفیہ میں آپ اور حورین کو۔۔۔۔۔ نہیں ہارون میں بالکل ٹھیک کر رہی ہوں میں نہیں چاہتی کہ جو میری بہن کے ساتھ ہو اوہ سب حور بھی ہے۔ ہمیں بہت پہلے ہی اس گھر سے چلے جانا چاہیے تھا۔ آپ کسی ملازمہ سے ارمان اور سارا کے گھر کی صفائی وغیرہ

کر وادیں میں جلد سے جلد یہاں سے جانا چاہتی ہوں،،،، سفیہ آپا (اموجان) نے  
ہارون ملک کی بات کو بیچ میں کاٹتے اپنا فیصلہ سنایا اور دونوں پر سرسری سی نگاہ ڈال کر  
چل دیں۔

\*\*\*\*\*

آپ اب تک جاگ رہیں ہیں،،،، دانیال شاہ جو شاہ میر کے بے حد اسرار کے باوجود  
صرف اُس کی وجہ سے اپنے گھر واپس آیا تھا نظر پڑتے ہی خوشگوار حیرت میں گھیر گیا۔  
وہ۔۔۔ میں آپ کے لیے جاگ۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ آپ کے کھانے کی وجہ سے  
جاگ رہی تھی،،،، مہر جو اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی دانیال شاہ کو دیکھتی سر جھکا  
گئی۔ اٹھاتی بھی تو کیسے اتنے احسانوں کا بار جو تھا۔

\*\*\*\*\* ماضی۔۔۔۔۔ (چار ماہ پہلے)

ابو آنکھیں کھولیں دیکھیں ہم ہو سپٹل پہنچ گئے۔ ڈاکٹر پلیمز میری بات سنے۔۔۔ پلیمز  
دیکھیں ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے،،،، مہر جو کبھی ضرورت کے تحت بھی گھر سے  
باہر نہیں نکلتی تھی آج پاگلوں کی طرح ڈاکٹروں کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ بی بی پہلے  
کاؤنٹر سے پرچی بنواؤ پھر بات کرنا،،،، ڈاکٹر پرفیشنل انداز میں کہتی مڑ گئی۔ ان کی

حالت سیریس ہے پلیز۔۔۔ میری بہن پرچی بنواری ہے،،، مہرنے ڈاکٹر کی منتیں  
کیں۔ بی بی یہاں سارے ہی سیریس کیس آتے ہیں۔ دماغ ناخراب کرو میرا پہلے پرچی  
لاؤ،،، واقعی ڈاکٹر پتھر دل ہوتے ہیں۔ یا اللہ میری مدد کر۔۔۔ کاش آپ یہاں  
ہوتیں،،، مہر جو بہت مشکل سے جمال صاحب کو ہسپتال لائی تھی ڈاکٹروں کی بے حسی  
دیکھ کر رو پڑی۔ ایکسیوزمی میں آئی ہیلپ یو۔۔۔؟ دانیال شاہ جو ڈاکٹر رحم سے ملنے  
آیا تھا مہر کو دیکھ کر رک گیا جو بیچ راہ میں کھڑی رونے میں مصروف تھی۔ وہ میرے ابو  
کو ڈاکٹر نہیں۔۔۔ پرچی نہیں۔۔۔ رشتش ہے وہاں میری بہن ہے،،، مہرنے  
دانیال شاہ کو ہچکیوں کے درمیان ساری بات بتائی۔ ریلیکس میم۔۔۔ ڈاکٹر ویٹ ہائے  
آئی ایم دانیال شاہ۔۔۔ دانیال شاہ نے مہر کو تسلی دی اور پاس سے گزرتے ڈاکٹر سے  
بات کرنے لگا۔ سوری سر ہی از نو مور،،، ڈاکٹر جو دانیال شاہ کے کپڑوں سے ہی اس کی  
امارت کا اندازہ لگا چکا تھا پرفیشنل انداز میں بولتا ہوا سائیڈ پر کھڑا ہو گیا جیسے اب کوئی اور  
حکم ملنے کا منتظر ہو۔ بکو اس کر رہے ہیں آپ بولے ان کو ابو صرف بے ہوش ہوئے  
ہیں۔ بولے نا آپ چپ کیوں ہیں۔ امی۔۔۔ امی دیکھیں نا ابو۔۔۔ ابو ہمیں چھوڑ کر  
نہیں جاسکتے،،، عائشہ جو پرچی لے کر آرہی تھی ڈاکٹر کی بات پر مہر کو جھنجھوڑنے لگی  
جو بالکل خاموش یک لخت اپنے ابو کو دیکھ رہی تھی جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ ڈاکٹر

نے جو بولا ہے وہ سچ بھی ہے یا جھوٹ۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

کھاگئی۔۔۔ کھاگئیں یہ منحوس ماریاں میرے بھائی کو۔۔۔۔ منحوس اب رونے کا کیا  
فائدہ،،،، پتا نہیں کیسے وہ سب اپنے پیارے ابو کی میت لے کر گھر پہنچے، کس نے کیا کیا  
انتظامات اٹھائے، کون آکر ان سب کو کیا کیا بول رہا تھا اس سب کا اُنھیں کوئی ہوش  
نہیں تھا وہ سب تو بس جمال صاحب کو جی بھر کر دیکھ رہے تھے اور اپنی باقی کی گزرنے  
والی زندگی کی پیاس بجھا رہے تھے۔ ہائے میرا شہزادے جیسا بھائی۔۔۔۔۔ منوں  
مٹی تلے جا سو یا ہائے مار ڈالا ان (۔۔۔۔۔ گالی۔۔۔۔۔) نے اب کیا میرے بھائی کے  
سرہانے بیٹھی ہے نکل جا اپنی بیٹیوں کو لے کے،،،،، حمیدہ بانو جو پہلے ہی اپنی شوہر کی  
دائمی جدائی کا غم سہہ رہیں تھیں نندوں کے دھکوں سے دہلیس پر جا پڑیں۔ یہ کون سا  
طریقہ ہے اپنے غمی کے اظہار کا جن کی دنیا جڑ گئی آپ لوگ اُنہیں ہی مورد الزام  
ٹھہرا رہے ہیں،،،،، دانیال شاہ نے حمیدہ بانو کو اٹھاتے ہوئے اُن جاہل عورتوں کو  
سمجھانے کی اپنی سی کوشش کی۔ تم کون ہو میاں جو اتنی ہمدردی دیکھا رہے ہو،،،،، بابر  
کی ماں نے اوپر سے نیچے تک دانیال شاہ کو گھورا۔ اماں یہی تو وہ صاحب ہیں جن کے



جمال صاحب کا جنازہ ان کے اپنوں کے درمیان سے اٹھالیا۔

\*\*\*\*\*

کہاں ہیں گھر کے کاغذات دیکھا پہلے پھر بڑھ چڑھ کر بولیں،،،، جمال صاحب کی تجہیز و تکفین ابھی صحیح سے پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ گھر میں ایک اور فساد کھڑا ہو گیا۔

پھوپھو آپ اچھی طرح سے جانتی ہیں کہ یہ گھرامی کے نام ہے تو پھر۔۔۔۔ کیا بات ہے گڑیا آپ کیوں رو رہی ہو،،،، علی جوہر بات سے انجان تھارتی ہوئی گڑیا کے پاس آیا۔ بھائی دیکھیں نایہ لوگ ہمیں ہمارے گھر سے نکال رہے ہیں،،،، عائنیشہ کہتے ہی روپڑی۔ یہ گھر ہمارا ہے یہ دیکھو کاغذات اگر تم لوگوں کے پاس کوئی پروف ہے تو بتاؤ،،،، بابر نے فائل بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے میں نے خود پیپر پڑھے تھے،،،، مہر فائل دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ جس کے مطابق اُس کے ابو نے یہ گھر اپنی بہنوں کے نام کر دیا تھا۔ آپ وہ پیپر زلائیں،،،، دانیال شاہ نے مہر کو دیکھا جو صبح سے رور و کراب نڈھال ہو گئی تھی۔ وہ۔۔۔۔ وہ تو ابو نے پھوپھو کو دیے تھے،،،، مہر کہتے ساتھ ہی اپنے آنسو ضبط کرنے لگی۔ اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اُن کی جنت اُن سے چھن چکی ہے۔ جب رکھوالا ہی لٹیرا ہو تو کوئی بھلا کیا کر سکتا ہے۔ لو بھلا مجھ ان پڑھ کے پاس

کیوں رکھوانے لگا تمہارا باپ کیا اس کے اپنے گھر میں جگہ نہیں تھی یہ اپنی بگھوڑی بیٹیوں پر اعتبار نہیں تھا،،،،،،،، بڑی پھوپھی نے پھر شر پھیلا یا۔ خدا کا واسطہ ہے آپ کو پھوپھو میری بیوہ ماں پر رحم کریں،،،،،،،، مہر پاؤں پکڑ کر گڑ گڑاتے ہوئے ماں کے لیے رحم کی بھیک مانگنے لگی جو اپنے شوہر کی موت سے نیم پاگل سی ہو گئی تھیں۔ مہر بچے آپ اپنی ضرورت کا سامان لیکر میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔ ایک منٹ مولوی صاحب،،،،،،،، دانیال شاہ ایک دم کسی گھری سوچ سے جاگا اور اپنے قدم مہر کی سمت بڑھائے جو ابھی تک گھٹنوں کے بل بیٹھی فریادی بنی ہوئی تھی۔ میں ابھی اور اسی وقت آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں کیا آپ کو منظور ہے۔۔۔؟،،،،،،،، دانیال شاہ کے منہ سے نکلے الفاظوں نے وہاں کھڑے تمام لوگوں کو سکتے میں ڈال دیا۔ خود مہر بھی اپنے مسیحا کو حیرت سے تک رہی تھی۔

\*\*\*\*\*

----- حال

آہ، تمم، آہ، تمم۔۔۔۔۔ لگتا ہے آج ہمیں بھوکا سونا پڑے گا یا جلا ہوا سالن کھا کر گزارا کرنا پڑے گا،،،،،،،، دانیال شاہ فریش ہو کر کچن میں آیا تو مہر کو خیالوں میں گم پایا۔ او۔۔۔

ایم۔۔ ایم سوری میں آپ کے لیے کچھ اور،،،،، دانیال کی آواز پر ہوش میں آتے ہی مہر فوراً سے ہانڈی کی طرف متوجہ ہوئی اور ہڑبڑاہٹ میں سالن کی گرم پتیلی گرا بیٹھی۔ مہر کیا کر رہی ہیں آپ چھوڑے اسے ملازمہ صفائی کر لے گی میں نے کتنی مرتبہ آپ کو منع کیا ہے یہ نوکروں والے کام مت کیا کریں،،،،، دانیال شاہ نے مہر کو بازوؤں سے پکڑ کر اٹھایا جو فرش سے سالن صاف کرنے میں لگی ہوئی تھی کہیں چکنائی سفید ٹائیلز کو داغدار نہ کر دے۔ آپ تھوڑی دیر ویٹ کریں میں کوئی اور۔۔۔۔۔ مہر دو منٹ کے اندر میرے روم میں آؤ،،،،، دانیال شاہ نے تھوڑا غصے میں کہا اور کچن سے نکل گیا۔ ٹھک ٹھک۔۔ مہر آپ کو اجازت کی ضرورت ہے۔۔۔؟،،،،، دانیال شاہ نے دروازہ کھولتے ساتھ ہی ناراضگی سے کہا۔ آپ پلیز پہلے کچھ کھالیں صبح سے بھوکے ہیں اور میں آپ کو کھانا دینے کے بجائے پتا نہیں کہاں کھوئی ہوئی تھی،،،،، مہر کو افسوس ہوا۔ یہی تو میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ ایسے کون سے خیال ہیں جو آپ کو اپنا آپ بھی بھولا دیتے ہیں،،،،، دانیال شاہ نے روٹی کا نوالا بنا کر مہر کے سامنے کیا۔ مہر کے لہجے سے جھلکتی فکر مندی اسے گد گد اگئی۔ نہیں آپ کھائیں میں نے۔۔۔۔۔ ان تین چار ماہ کے دوران میں اتنا توجان ہی گیا ہوں کہ جب تک گھر کا ہر فرد یہاں تک کہ ملازم بھی کھانا نہ کھالے آپ تب تک خود نہیں کھائیں،،،،، دانیال شاہ نے بات کاٹتے ہی مہر کے منہ

میں نوالا ڈالا جو اس بات کا اشارہ تھا کہ اگر وہ خود نہیں کھائے گی تو دانیال اسے اپنے ہاتھوں سے کھلانے شروع ہو جائے گا۔ ماں جی کی طبیعت میں کچھ بہتری ہوئی،،،، گھر سے نکلتے ہی حمیدہ بانو کے دماغ پر فرسٹیشن کی وجہ سے اٹیک ہوا جس کے بعد سے وہ جب بھی ہوش میں آتیں تو پاگلوں کی طرح پری اور جمال صاحب کو آوازیں دینے لگ جاتیں اس حالت میں انھیں سمجھالنا مہر اور عائشہ کے بس سے باہر ہوتا جبکہ عبداللہ خوف سے کمرے میں چپ جاتا صرف دانیال شاہ ہی تھا جو انھیں ہینڈل کرتا۔ جیسی تھیں ویسے ہی،،،، کہتے ہوئے مہر کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ ڈونٹ وری سب ٹھیک ہو جائے گا،،،، گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ مہر دانیال کے دل میں بستی جا رہی تھی اسکی آنکھوں میں آنسو اسے بے چین کر دیتے تھے۔ آپ آرام کریں میں چھوٹو کو دیکھ لو،،،، مہر دانیال شاہ سے نظر چراتی کھڑی ہوئی جس میں اس کے لیے محبتوں کا ایک جہاں آباد تھا۔ او کے گڈنائیٹ۔۔۔۔۔ شب خیر۔۔۔۔۔ اوپس سوری میں پھر بھول گیا گڈنائیٹ نہیں شب خیر بولتے ہیں،،،،، دانیال شاہ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے آنکھیں میچیں پردے کے پیچھے صرف اور صرف اس کا ہی معصوم چہرہ تھا جس کی دل نے چپکے سے چاہ کی تھی۔

\*\*\*\*\*

اے میرے پاک پروردگار۔۔۔ تو میرے حال سے واقف ہے میرے رب مجھے اس زندان سے نکال۔ مجھے دنیا کے سامنے رسوا ہونے سے بچا۔ میرے ساتھ انصاف کر میرے مالک۔۔۔۔۔ کیا مانگ رہی ہو ضرور میرے لیے بددعا مانگ رہی ہو گئی،،،،، شاہ میر نے پری کو اتنی عاجزی سے دعا مانگتے دیکھ کر جو پہلی بات سوچی وہ یہی تھی۔ کتنی بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہونا تم تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم میرے لیے اتنے اہم ہو کہ میں اپنی دعاؤں میں تمہارا ذکر تو کیا تصور بھی لاؤ گی،،،،، پریشے نے شاہ میر کا تمسخر اڑایا۔ بر حال جو بھی ہے میں تمہیں صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ اسی ہفتے کی دوران ہمارا نکاح ہے تم اپنا۔۔۔۔۔ کیا کہا نکاح۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا تم نے تو کہا تھا کہ تمہیں مجھے روکنے کے لیے شادی کی ضرورت نہیں تو پھر اب،،،،، شاہ میر کی بات سنتے ہی پری پاگلوں کی طرح ہسنے لگی۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں مراجار ہا ہوں تم سے شادی کے لیں تو یہ تمہاری بہت بڑی بھول ہے۔ یہ صرف احسان ہے میرا تمہاری ذات پر،،،،، شاہ میر کا لہجہ غرور سے بھرا ہوا تھا۔ تم مجھ پر احسان نہیں کر رہے بلکہ اپنی ذات پر لگی ہوئی کالک مٹانا چاہتے ہو،،،،، اس نے شاہ میر کو حقارت سے دیکھا۔ میں یہاں تمہاری بکو اس سننے نہیں آیا صرف



اففففف۔۔۔۔۔ یار میں کوئی ہمیشہ کے لیے تو نہیں جا رہا جو تم نے کل سے رونا ڈال رکھا ہے گھر میں جسٹ سیون ڈے ٹریپ ہے،،،،، جب سے فرغام نے اپنے ٹریپ کا بتایا تھا تب سے حورین نے گھر میں ایک ہنگامہ مچا رکھا تھا۔ تو میں بھی تو تم سے صرف یہ ہی کہہ رہی ہوں کہ مجھے بھی ساتھ لے کر جاؤ نہیں تو کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی،،،،، حورین نے پھولے منہ سے جواب دیا۔ یار۔۔۔۔۔ سمجھ نابات کو ہم صرف لڑکے ہی جا رہے ہیں،،،،، فرغام کل سے حورین کو سمجھا سمجھا کے عاجز آ گیا تھا۔ کیا کرتا اُسے اس طرح روہانسہ چھوڑ کر بھی نہیں جاسکتا تھا اور خوشی خوشی وہ بھجنے پر راضی نہیں تھی۔ اسی لیے تو میں جانا چاہتی ہوں مجھے پتا ہے تم سب ضرور وہاں پر اُلٹا سیدھا کوئی کام کرو گے،،،،، حورین جو صوفے پر بیٹھی آنکھوں میں آنسو لانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی فرغام کی بات پر فوراً اپنے موڈ میں آگئی۔ اووو۔۔۔۔۔ الہا کی بندی ہم وہاں پر کوئی الٹا کام نہیں کریں گے۔۔۔۔۔ ہاں اتنے تم شریف ہونا،،،،، جب فرغام پر کوئی اثر نہ ہوا تو حورین نے خود ہی ہار مانتے ہوئے اُس کے بیگ میں کپڑے ڈالنے شروع کر دیے جو غصے میں اُس نے ہی نکال کر بیڈ پر پھیلا دیے تھے۔ ویسے اس وقت تم ٹیپکل بیوی ٹائپ نہیں لگ رہیں،،،،، فرغام نے حورین کی کلائی کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

ہمممممم۔۔۔۔۔ اب اتنے بُرا منہ بناؤ گی تو میرا سفر کیسے گزرے گا،،،،، فرغام نے حورین

کو دیکھا جو آنسو ضبط کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پتا نہیں کیوں پر ایسا لگتا ہے کہ کچھ کچھ بُرا ہونے والا ہے،،،، حورین فرغام کے کندھے پر سر رکھ کر رونے لگی۔ جانتے ہو میں نے ایک خواب دیکھا میں ایک بہت ہی خوبصورت وادی کی طرف جا رہی ہوں تم مجھے آگے جانے سے روکتے ہو پر میں بہت تیز تیز بھاگنے لگتی ہوں تم میرا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کرتے ہو تو میرے سر سے ڈپٹہ گر جاتا ہے میں نے تمہیں دھکا دیا تو تم ایک کھائی میں گر گئے اور میں نے تمہیں بچایا بھی نہیں،،،،

حورین ایسے خوف زدہ تھی جیسے اس نے سچ میں فرغام کو کھائی میں گرا دیا ہو۔

پاگل۔۔۔۔۔۔ یہ خواب ریل نہیں ہوتے بس ہمارے دماغ کا خلل ہوتا ہے شاباش بھول جاؤ اسے،،،، فرغام نے حورین کو خوف کے اثر سے نکالنا چاہا۔ نہیں فرغام میں چاہ کر بھی اسے بھول نہیں پارہی یہ خواب بار بار۔۔۔۔۔۔ ہششششش کیا تم کبھی مجھے کوئی تکلیف پہنچا سکتی ہو؟ بولو۔۔۔۔۔۔ نہیں نا تو پھر ایسے اٹے سیدھے خواب کے بارے میں مت سوچا کرو بلکہ ہمارے بارے میں ہماری لائف کے بارے میں سوچو کتنی خوبصورت ہو جائے گی لائف جب ہماری شادی ہو جائے گی،،،، فرغام نے نرمی سے حورین کے آنسو صاف کرتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسا دیا۔ مانی پلیز،،،، حورین فوراً سے فاصلے پر ہوئی۔ ہا ہا ہا بھی خود جو میرے کندھے پر نہر بہا رہی تھیں اس کا کچھ

نہیں میں نے زرا سا۔۔۔۔۔ مانی کے بچے میں چھوڑوں گی نہیں،،،، فرغام کو ٹریک سے اترتے دیکھ کر حور چیخی۔ دیکھو بچو! آکر سب سے پہلے میں اموجان سے تمہیں مانگتا ہوں پھر دیکھتا ہوں تم مجھے کیسے روکتی ہو،،،، فرغام نے کہتے ساتھ ہی حورین کو پکڑنے کی کوشش کی۔ ہمممم۔۔۔۔۔ میرے اموجان سے بعد میں بات کرنا پہلے ہمت کر کے اپنی والدہ ماجدہ کو بتا دو،،،، حورین جو بھاگ بھاگ کر تھک گئی تھی فرغام کے ہاتھ پکڑتے ہی شرارت سے بولی۔ میری والدہ کو منانا کوئی مشکل نہیں ایسے کاموں میں ڈیڈ سے کی گئی دوستی کام آتی ہے جانِ فرغام اور تم تو ڈیڈ کی چہیتی ہو بس تو پھر فکر کس بات کی ہے،،،،، فرغام نے بے فکری سے کہا اور ہسنے لگا۔ دور کھڑی قسمت دونوں کی نادانی پر مسکرا رہی تھی۔

\*\*\*\*\*

اکرم صاحب یہ۔۔۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ لون کے پیپرز، یہ سوسائٹی سکیمز کے پیپرز یہ سب میرا نہیں ہے میں تو اس کے بارے میں جانتا بھی نہیں،،،،، خرم بیگ کی نظر اپنے سیکٹری پر پڑی تو غصے سے چیخے۔ یہ سب فراڈ ہے یہ سیکنڈ ہینڈ میرے نہیں۔۔۔۔۔ نہیں سروہ آپ کے ہی سیکنڈ ہینڈ ہیں،،،،، اکرم صاحب جو ابھی ساری انفورمیشن لے کر

آئے تھے آہستہ سے بولے۔ پر کیسے مجھے تو۔۔۔۔۔ سر یہ سب پیپرزمسٹر وقاص نے اپنے وکیل سے بنوائے ہیں آگے آپ خود سمجھدار ہیں،،،،، علی جو کافی دیر سے خاموش کھڑا تھا فوراً بولا۔ خرم ان پیپرزمسٹریں کر دو۔۔۔۔۔ کیسے پیپرزمسٹر ہیں یہ۔۔۔۔۔ بینک کے پیپرزمسٹر ہیں اب پلیز جلدی کر دو مجھے لیٹ ہو رہا ہے،،،،، خرم بیگ کے دماغ میں کچھ عرصہ پہلے کا منظر گھومنے لگا۔ اکرم صاحب آپ جا کر دیکھیں اگر کچھ میری بیٹی کے لیے بچ سکتا ہے تو۔۔۔۔۔ آپ فکر مت کریں سر ہم آپ کی اتنی محنت سے کمائی گئی عزت اور دولت کو نیلام نہیں ہونے دیں گے۔ میں اپنے اتنے لائیک فائیک ایمپلوئے سے ایسی بچکانہ بات کی امید نہیں رکھتا تھا۔ بزنس کے ہر داؤتچ جاننے کے باوجود تم یہ کہہ رہے ہو۔ مجھے معلوم ہے اس سلاخوں کے پیچھے سے مجھے میرے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں نکال سکتا،،،،، خرم بیگ نے جیل کی چار دواڑی کو دیکھا۔ سر ہم وقاص پر دھوکے کا کیس بھی تو کر سکتے ہیں آخر وہ آپ کا بزنس پائٹر بھی تو ہے،،،،، علی نے پُر جوش ہوتے ہوئے حل پیش کیا۔ جب اپنے ہی دھوکے باز ہوں تو غیروں سے کیا لڑنا،،،،، خرم بیگ سر جھکا گئے۔ میرا ایک کام کرو میرا پیغام ہارون ملک کے پاس لے کر جاؤ اسے کہنا آج خرم بیگ کو اللہ کے بعد جس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ صرف اس کا یار ہے۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

پلیز نا امان ماما سے تم بات کرو دیکھو سب لڑکیاں جاتی ہیں کالج اگر میں بھی چلی گئی تو کیا غلط ہو جائے گا،،،،، زینبیہ پڑھائی کے معاملے میں بہت جزباتی تھی اس لیے ابھی بھی امان سے مدد مانگ رہی تھی۔ یار زینبیہ کیا ضرورت ہے تمہیں آگے پڑھنے کی کرنا تو تم نے گھر کا کام ہی ہے،،،،، امان نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔ تو اس بات کا کیا مطلب ہے کہ لڑکیاں ان پڑھ رہیں کیونکہ گھر ہی تو سمجھا لانا ہے۔ "لڑکیاں ناہو گئیں گائیں بھینس ہو گئیں ایک کھونٹے سے کھول دوسرے سے باندھا"،،،،، امان کے خیالات سن کر اسے بہت دکھ ہوا ایک پڑھے لکھے شخص کا لڑکیوں کی پڑھائی کو لے کر یہ نظریہ حیران کن بات ہے نا۔ میں نے کب کہا کہ تمہیں پڑھنا چاہیے بس سب میں اور تم میں فرق ہے تم شاہ خاندان کی اکلوتی بیٹی ہو ہم کیسے تمہیں بے پردہ باہر بھیج دیں،،،،، امان کے لیے زینبیہ کو سمجھانا بہت مشکل ہو رہا تھا۔ شاہ خاندان کی بیٹی کو پڑھنے کا حق بھی نہیں کبھی کسی نے شاہ خاندان کے بیٹوں کا پوچھا ہے کہ کیا کرتے۔۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔۔ جب لڑکیوں کو زیادہ پڑھا دو تو وہ ایسی ہی اوقات بھول جاتیں ہیں جیسے تم بھول گئی ہو،،،،، رابعہ شاہ جو کافی دیر سے دروازے میں کھڑی زینبیہ اور امان کی

تکرار سن رہیں تھیں اپنی بیٹی کی بات سن کر آپے سے باہر ہو گئیں۔ پھوپھو آپ کو ایسے رِعمیکٹ نہیں کرنا چاہیے تھا میں سمجھا تو رہا تھا اُسے،،،،، امان نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا اور تاسف سے زینبیہ کے بارے میں سوچا جس کے رونے کی آواز کمرے سے جانے کے باوجود بھی آرہی تھی۔ اسے اپنی حد اچھی طرح سے پتا ہونی چاہیے۔ ہمت کیسے ہوئی اس کی ہمارے خاندان کے بیٹوں کے بارے میں ایسی بات کرنے کی۔۔۔۔۔ اس نے کیا غلط کہا پھوپھو ہمیں ہر طرح کی آزادی اور وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں بھی قید والی زندگی گزارے یہ کہاں کا انصاف ہے پھوپھو،،،،، امان نے رابعہ شاہ کی بات کاٹتے ہوئے جرح کیا۔ ہمارے خاندان میں آج تک کوئی لڑکی لڑکوں کے ساتھ نہیں پڑھی۔۔۔۔۔ جو آج تک نہیں ہوا کیا وہ آگے بھی نہیں ہوگا،،،،، امان نے رابعہ شاہ کا رُخ اپنی طرف کیا۔ بیٹیوں کو بیٹوں پر صدقہ کرنا بھی تو ہماری جدی پشتی رسم ہے وہ رسم کیوں بڑے پاپا اور آپ نے ختم کروائی، کرنا تھا نا صدقہ کیوں نہیں کیا زینبی کو ہم پر صدقہ،،،،، امان غصے سے چیخا۔ یہ کیا بکو اس کر رہے ہو بڑوں کی عزت و احترام بھول گئے ہو جو پانگلوں کی طرح چیخ رہے ہو،،،،، رابعہ شاہ نے زندگی میں شاید پہلی دفعہ امان شاہ کو ڈانٹا ہوگا۔ ہاں ہو گیا ہوں پانگل پر آپ میری ایک بات یاد رکھیے گا پھوپھو آپ کے یہ الفاظ ایک دن آپ کو بہت تڑپائیں گے۔ آج میں زینبی کی تعلیم کے لے کچھ نہیں



کچھ کھا لو،،،،، جیسے ہی شاہ کی نظر بھری ٹرے پر پڑی پری کی توجہ کھانے کی طرف کرتے ہوئے بولا۔ تم مجھ سے نفرت کرتے ہو نا تو وہی کرو تم پر ایک دشمن کی پروا کرنا سوٹ نہیں کرتا مت بھولو میں تمہاری سب سے بڑی دشمن ہوں کیونکہ میں کبھی نہیں بھولو گی کہ تم میرے غاصب ہو،،،،، پری نے شاہ میرے کیرنگ انداز پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔ تم کیا تمہارا تو باپ بھی کھائے گا،،،،، شاہ میرے زبردستی پری کے منہ میں کھانا ڈالنا شروع کر دیا۔ آج کے بعد مجھے یہ نخرے مت دیکھانا آگئی سمجھ،،،،، شاہ میرے ایک غصے بھری نظر اس پر ڈالی اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ نہیں ہو سکتا خرم۔۔۔۔۔ پر کیوں کیا بُرائی ہے میری بیٹی میں،،،،، خرم بیگ ہارون ملک کی بات سن کر تیزی سے بولے آخری امید بھی دم توڑتی ہوئی لگ رہی تھی۔ کیا یہ برائی کم ہے کہ وہ تیری بیٹی نہیں ایک قاتل کی۔۔۔۔۔ بس ہارون ملک بس میں نے تجھے یہاں اپنے دوست کی حیثیت سے بلایا تھا پر مجھے نہیں پتا تھا کہ آج اس حالات میں بھی مجھ سے ملنے میرا نہیں بلکہ ارمان شاہ کا دوست آرہا ہے،،،،، خرم بیگ نے ہارون ملک کو بات کے بیچ میں ہی روک دیا۔ جاسکتے ہو تم مجھے تمہاری کسی طرح کی مدد کی





مجھے جینا مشکل لگے گا،،،، مہر دانیال شاہ کو دیکھ کر یہ ساری باتیں صرف سوچ کر رہ گئی۔ کہاں کھوجاتی ہیں آپ مسز دانیال شاہ،،،، دونوں ہاتھ میں شوپنگ بیگز پکڑے اپنی بلوری آنکھیں مہر پر ٹکائے اس کی سوچ پڑھنے کی کوشش میں تھا۔ نہیں۔۔۔ بہس وہ میں آپ کے بارے میں۔۔۔۔۔ چلیں شکر ہے ہماری بیگم نے ہمارے بارے میں سوچنا تو شروع کیا،،،، دانیال شاہ مہر کو دیکھتے ہوئے شرارت سے مسکرایا۔ یہ لیس میں نے کچھ چیزیں آپ کے لیے لیں تھیں آپ انھیں چیک کر لیں کیونکہ مجھے کوئی ایکسپیرینس نہیں ہے ایسی خریداری کرنے کا،،،، دانیال شاہ نے چور نظروں سے مہر کو دیکھا جس کے چہرے کی سرخائی میں چیزوں کو دیکھتے ہی پل کی چوتھائی میں اضافہ ہوا تھا۔ یہ کچھ ڈریسز ہیں آپ کے لیے باقی سب کی شوپنگ گاڑی میں رکھی ہیں آپ کسی سے کہہ کر بعد میں نکلواہیں ما،،،، دانیال شاہ نے کافی زیادہ شوپنگ بیگز مہر کو پکڑائے جو وہ آتے ہوئے لے کر آیا تھا۔ آپ یہ کیوں،،،، شرم کی وجہ سے مہر سے کچھ بولا ہی نا گیا۔ مجھے لگا کہ آپ کو ان سب کی ضرورت ہوگی تو بس،،،، مہر سے ایک قدم کی دوری پر رک کر دانیال شاہ نے بات ادھوری چھوڑی۔ وہ میں چیلنج کر کے۔۔۔۔۔ جیسے ہی مہر آگے بڑی دانیال شاہ نے اس کا ہاتھ تھام کر ہلکے سا جھٹکا دیا۔ ایک گزارش کر سکتا ہوں اگر اجازت ہو آپ کی،،،، وہ جو اس سب کے لیے تیار نہیں تھی جھٹکا لگنے سے دانیال

شاہ کے سینے سے جا لگی۔ مسز میں گزارش کرنے کو کہہ رہا ہوں پیار بھری گستاخی نہیں جو آپ ایک دم سٹل ہو گئیں ہیں،،،،، دانیال شاہ نے مہر کو کندھے سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا جو اس کے ساتھ لگی لرز رہی تھی۔ آآ۔۔۔ پ۔۔۔ کی۔۔۔ یا کہہ رہے۔۔۔ ہیں کیسی۔۔۔ سی گزارش،،،،، مہر تیزی سے دانیال شاہ کے حصار سے دور ہوئی۔ مہر میں آپ کو خود کے لیے سجا سنورا دیکھنا چاہتا ہوں،،،،، دانیال شاہ نے اپنے دل کی گزارش کو خوبصورت لفظوں میں ڈھال کر پیش کیا۔ امی۔۔۔ مجھے امی بولا۔۔۔۔۔ مہر پلینز آپ میرے لیے اتنا نہیں کر سکتیں،،،،، آج نا صرف اسکے الفاظ بلکہ اس کی نظریں تک اپنے اور مہر کے درمیان موجود رشتے کے حق میں بول رہیں تھیں۔ میں کوشش کروں گی،،،،، وہ جب دانیال شاہ کی پیار جھلکاتی نگاہوں کی تاب نالا سکی تو ہار مانتے ہوئے بولی۔

\*\*\*\*\*

یار بات تو سنو۔۔۔ ویٹ۔۔۔ یار اسن تو صحیح۔۔۔ مجھے کچھ نہیں سننا تم ایک نمبر کے ڈیش ہو۔ میں نے کہا تھا نا تم سے کہ مجھے پہلے پری کی طرف چھوڑ دو پھر جہاں مرضی چلے جانا،،،،، حورین غصے سے کہتی رُخ موڑ کر کھڑی ہو گئی۔ اوہو۔۔۔۔۔ یار تو میری بھی

تو سن؟؟؟؟ فرغام نے حور کو اپنی طرف موڑتے ہوئے کہا۔ ہاں ہاں اب ایک لمبی۔۔۔۔ فرضی کہانی سناؤ تاکہ میں تمہیں معاف کر دوں،،،، حورین نے دانت پیسے۔ اپنی بولے جاؤ گی بس مجھ سے ناسننا،،،، فرغام غصے سے بولا۔ یار وہ میرا اور علی کا دوست ہے ناس کی امی اپنے شوہر کے بیٹے کی ماں کے پوتے کے ایکسٹینٹ کی وجہ سے بہت پریشان تھیں تو ہم ان کو حوصلہ دے رہے تھے،،،، فرغام نے حورین کو بات سننے پر آمادہ دیکھ کر تیزی میں اپنی بات کہی جو حورین کے سر کے اوپر سے گزر گئی۔ کیا کیا۔۔۔۔ یہ کون سا رشتہ ہے بیٹے کی ماں کے۔۔۔۔ فرغام تم مجھے بے وقوف بنا رہے ہو،،،، حورین رشتے کی کنفیوژن کو سمجھنے کی کوشش کرتی جیسے ہی فرغام کی طرف مڑی اس کو مسکراتے دیکھ کر چڑ گئی۔ ہا ہا ہا۔۔۔۔ بنے ہوئے کو میں کیا بناؤ گا،،،، فرغام نے حورین کے تپے تپے سے چہرے کی طرف دیکھا۔ تم۔۔۔ تم نا ایک نمبر کے۔۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے تم کوئی موقع نہیں چھوڑتے مجھے تنگ کرنے کا،،،، حورین فوراً سے اپنی آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔ اوہو سوری نایا ر سچی میں میں بھول گیا تھا،،،، حورین کو جاتے دیکھ کر فرغام نے اسکے سامنے آکر کان پکڑے۔ اچھا نا آج کے بعد ایسا نہیں ہو گا پکا پروم۔۔۔۔ خبردار جو تم نے پروم مس کیا۔۔۔۔ لاسٹ ٹائم بھی یہ ہی کہا تھا۔ مجھے تم سے کوئی بات کرنی ہی نہیں ہے،،،، حورین نے فرغام کی بات

کاٹتے ہوئے کہا اور باغ کی طرف چل دی۔ سوری۔۔۔۔۔ نووووو۔۔۔۔۔ سوری۔۔۔۔۔  
 نووووو۔۔۔۔۔،،،،، فرغام ہر سوری پر باغ میں لگے پھولوں میں سے ایک پھول توڑ کر  
 اُسے دیتا اور وہ پھول لے کر ہر بار نوبولتی۔ اسی طرح کرتے کرتے حورین کے پاس  
 ایک خوبصورت سا مختلف رنگ کے پھولوں کا گلدستہ بن گیا۔ اچھا ٹھیک ہے میں  
 تمہیں ایک شرط پر معاف کروں گی،،،،، ارد گرد دیکھتے ہوئے حورین شرارت سے  
 بولی۔ ہاں ہاں بولو بندہ حاضر ہے جناب،،،،، فرغام ایک دم سے راضی ہو گیا۔ ہممم۔۔۔۔۔  
 اگر تم مجھے اس درخت کا سب سے اونچا پھل توڑ کر مجھے دو گئے تو میں تمہارا سوری  
 ایکسیپٹ کر لوں گی۔،،،،، حورین کچھ سوچتے ہوئے مزے سے بولی۔ ڈن ڈنا ڈن،،،،،  
 فرغام نے سنتے ساتھ ہی اپنے اسٹائیل میں سر جھکا کر پاؤں کو گھماتے ہوئے حورین  
 کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور درخت کی طرف بڑھا۔ ایک نمبر کا بے وقوف ہے۔ پنجاب  
 آئے گا مزاحور جانی اپنے قدم واپس کو موڑ لو،،،،، فرغام کے آگے بڑھتے ہی حورین خود  
 سے بولتے ہنستے ہوئے آہستہ آہستہ مڑنے لگی۔ حوری آئی ول کلیو،،،،، فرغام نے جیسے ہی  
 جوش سے ایک پتھر درخت کی طرف اچھالا بھڑوؤں کا ایک طوفان اس کو اپنی طرف آتا  
 ہوا نظر آیا۔ پاگل لڑکی بھڑ کے چھتے میں ہاتھ نہیں ڈالتے جانتی تھیں ناکہ وہاں چھتہ ہے  
 اب بھگتو مطلب بھاگووو۔۔۔،،،، فرغام جو حورین کی شرارت سمجھ گیا تھا چیختے ہوئے

حورین کے پیچھے بھاگا جو باغ کے دروازے میں کھڑی فرغام کی حالت دیکھ کر ہنس رہی تھی جو اپنے ہاتھوں کو چلاتے ہوئے بھڑوں سے مقابلہ کر رہا تھا۔ ارے حور بیٹا آپ باغ میں لگتا ہے آج پھر کوئی شرارت کرنی ہے،،، مالی بابا اُس کو اکیلے کھڑے مسکراتا دیکھ کر یہ ہی سمجھے۔ ہا ہا ہا۔۔۔ نہیں بابا میں اکیلے شرارت تھوڑی کر سکتی ہوں ہاں اگر فرغام ہوتا تو میں کچھ سوچتی بھی،،، حورین جو پرانی یادوں کو یاد کرتی مسکراتی ہی تھی مالی بابا کو دیکھتی شرارت سے بولی۔ نابیٹا ناب کوئی ایسی ویسی شرارت نا کرنا پہلے بھی آپ کی وجہ سے فرغام بابا کو کتنی چوٹ آئی تھی،،، واقعی حورین کے زرا سے مزاق سے فرغام کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی تھی بھڑوں نے کاٹ کاٹ کر اس کا بُرا حال کر دیا تھا دو دن تک تو وہ درد سے بخار میں تڑپتا رہا اور سو جن تو پورا ہفتہ بچارے کو نچا کر رخصت ہوئی تھی۔ مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ اتنی تکلیف اٹھانے کے بعد بھی حورین کے سوری کہتے ہی وہ اُسے فوراً معاف کر گیا تھا۔ نہیں مالی بابا میں اب ایسی کوئی شرارت نہیں کروں گی جس سے مانی کو تکلیف پہنچے،،، مانی کی تکلیف کا سوچ کر ہی حورین کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔ شاباش میرا بچہ لڑنا نہیں چاہیے پیار محبت سے رہنا چاہیے،،، مالی بابا اس کے سر پر ہاتھ پھر کر اپنے کام کو چل دیے مگر ان کی بات پر حورین کا چہرہ گلنار ہو گیا تھا۔ میں بھی کتنی پاگل تھی جو تمہارے پیار کو ہی سمجھنا پائی تمہارا میری پروا کرنا،

میرے ناراض ہو جانے پر میرے لیے کچھ بھی کر گزرنا، میری ہر الٹی سیدھی حرکتوں میں میرا ساتھ دینا اور جب پکڑے جانا تو سارا الزام اپنے سر لے لینا یہ تمہارا پیار ہی تو تھا  
 ،،،،، فرغام کی یاد اس کے ہونٹوں پر مسکرائٹ بکھیر گئی۔ کتنا پیارا احساس ہے کہ آپ  
 کسی کو پاگلوں کی طرح سوچو اور وہی انسان آپ کو دیوانوں کی طرح  
 چاہے۔۔۔۔۔۔۔ ایسے لوگ بہت خوش قسمت ہوتے ہیں کیا حورین اور فرغام کا  
 بھی شمار انھیں لوگوں میں آتا ہے۔۔۔۔۔؟؟

\*\*\*\*\*

NEW ERA MAGAZINE

تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے ہارون،،،،، اپنے دوست کی بات خرم بیگ کے لیے کسی شاکٹ سے کم ناتھی۔ میں اپنی ناز و پللی بچی کا ہاتھ اُس انسان کے ہاتھ میں دے دوں جو اُس کا بوجھ اٹھانے کے لائیک ہی نہیں،،،،، ہارون ملک کے مشورے پر خرم بیگ حیرت کی زیادتی سے چیخ پڑے انھیں لگا کہ ہارون ملک اپنے بیٹے کی خاطر انھیں الٹا سیدھا مشورہ دے رہا ہے۔ تم نے بالکل ٹھیک کہا کہ علی منال کا بوجھ اٹھانے کے لائیک نہیں پر وہ ذمہ داری باخوبی نبھاتا ہے خرم،،،،، ہارون ملک نے خرم بیگ کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا جہاں خرم بیگ کو صرف اور صرف خلوص نظر آیا۔ اب یہ تیرے پہ ہے کہ تو اپنی بیٹی کا

ہاتھ اس انسان کہ ہاتھ میں دینا چاہتا ہے جو اسے بوجھ سمجھے یا پھر ذمہ داری،،،،، ہارون  
 ملک اپنے دوست کے لیے سوچ کے دورانے واہ کرتا گیا کیونکہ فیصلے کا اختیار تو اسی  
 کے پاس تھا وہ کیا چاہتا ہے اپنی بیٹی لے لیے۔۔۔۔۔ مگر نا سمجھ انسان یہ نہیں سوچتا کہ  
 سارے اختیارات صرف ایک ہی ذات کے ہاتھ میں ہیں وہ ذات جو یکتا ہے اور ہوتا وہی  
 ہے جو وہ۔۔۔۔۔ چاہتا ہے (بے شک)

\*\*\*\*\*

سنو یہ چیزیں آٹھاؤ اور جا کر اپنی بی بی کو دے آؤ،،،،، ملازمہ حیرت سے اپنے سردار کو  
 دیکھے گئی جس نے ایک لڑکی کی پوری زندگی برباد کر دی معاشرے میں اُس کی ذات کو  
 ایک سوالیہ نشان بنا چھوڑا اور اب اُسی لڑکی کی ضرورتوں کا خیال رکھ رہا تھا اگر اتنی ہی  
 پروا تھی تو کیوں رول دیا اُس معصوم کو اپنے پاؤں تلے۔۔۔۔۔ شاہ میر نے جاتی  
 ہوئی ملازمہ کو روکا۔ آج کے بعد زینت بی یا تم میں سے کسی نے بھی اپنی بی بی کو اُترن  
 دینے کا سوچا بھی تو وہ کسی کو زمین کے اوپر کھڑا نظر نہیں آئے گا سمجھ گئی،،،،، ملازمہ  
 بات کھل جانے کے خوف سے ہڑ بھڑاتے ہوئے بھاگی۔ بہت ضدی ہے یہ لڑکی مجھ  
 سے کہتے موت پڑتی لیکن ملازمہ سے مانگتے ہوئے غیرت نہیں آئی یہ بھی نا سوچا کہ

شاہوں کا خون ہو کر ان کمی کمین کی اُترن لے رہی ہے،،،،، اپنے آفس کے لیے جانے کو تیار شاہ میر جو پری کو دیکھنے کے لیے آیا تھا اپنی پرانی ملازمہ کو (جسے شاہ میر زینت بی کہتا تھا اور ان کو بڑھاپے کی وجہ سے کافی عزت بھی دیتا تھا) پری کو اپنے کپڑے دیتے ہوئے دیکھتا غصے سے پلٹ گیا۔ سردار سائیں وہ بی بی جی نے یہ واپس۔۔۔۔۔ ملازمہ اپنے سردار کے غصے کو سوچتی گھگی گھگی کر رہ گئی۔ کس چیز کی اکڑ ہے تم میں ہاں جو اس طرح کی حرکتیں کر رہی ہو آخر ثابت کیا کرنا چاہتی ہو تم رد کرو گی وہ بھی میری بات یعنی سردار شاہ میر کی۔۔۔۔۔ جس کی بات سے اس کا باپ بھی انحراف نہیں کرتا،،،،، شاہ میر جو ملازمہ کی بات سن کر غصے سے کھول گیا تھا طنطناتے ہوئے پری کے کمرے میں پہنچا اور آتے ہی اُسے بالوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔ چھوڑو مجھے آ آ۔۔۔،،،، وہ جو جانتی تھی کہ شاہ میر اپنی بات رد ہونے پر ضرور آئے گا اُس کے وحشیانہ سلوک پر اپنا آپ اس سے چھڑوانے لگی۔ مت مجبور کیا کرو مجھے کہ میں تمہارے ساتھ ایسا سلوک روار کھوں،،،، شاہ میر نے ایک ہی جھٹکے میں پری کو خود سے نزدیک کیا۔ تو کس نے کہا ہے تم سے کہ مجھے پر یہ عنایت کرو،،،، پری نے شاہ میر کو دھکا دیتے ہوئے انگلی سے بیڈ کی طرف اشارہ کیا جہاں موسم کے حساب سے گرم سوٹ، کا سمیٹکس، تین چار مختلف سٹائل کے سویٹرز، لیڈریز بیگز، لیڈریز شوز اور بہت سی چھوٹی موٹی استعمال کی

چیزوں سے بیڈ بھرا ہوا تھا۔ تو کیا غلط ہے اس میں ہاں بولو۔ ملازموں کی اترن لیتے ہوئے تمہیں کوئی شرمندگی نہیں ہوئی مگر مجھ سے کہتے ہوئے تو تمہاری شان گھٹ جانی تھی نا اور اب جو میں خود سے کے آیا ہوں تو اُس پر بھی تمہیں اعتراض ہے،،، شاہ میر غصے میں پاگلوں کی طرح چیختے ہوئے اپنی ہی لائی چیزوں کو اٹھا اٹھا کر دروازے کے باہر پھینک رہا تھا۔ پانچ ماہ بعد خیال آیا تمہیں میری ضرورتوں کا؟؟؟ کہاں تھے تم ہاں۔۔۔ اتنا ٹائیم مجھے اس سونے کے پنجرے میں قید کر کے بے بھول ہو گئے اور اب آگئے اپنی امارت دیکھانے نہیں چاہئے مجھے تمہاری یہ بھیک بدتر زندگی دینا چاہتے تھے نا تم مجھے تو دیکھو اس سے بدتر اور کیا ہو سکتی ہے،،،، پری فوراً سے رخ موڑ گئی۔

بے بسی ہی بے بسی تھی نا چاہتے ہوئے بھی اس انسان کے سامنے رو پڑی تھی جس کے سامنے اسے اپنا نم لہجہ بھی گوارا نہ تھا۔ یہ۔۔۔ کیا بد تمیزی ہے یہ میں نے کہا نا تم سے نہیں استعمال۔۔۔۔۔ میں بھی دیکھتا ہوں کہ کیسے رہتی ہو تم ان چیزوں کے بغیر،،،، شاہ میر نے ملازمہ کے کپڑے الماری سے نکال باہر کیے۔ زینت بی اگردو بارہ یہ مہربانی کرنے کی کوشش کی تو وہ حال کروں گا کہ باقی بچی زندگی سے پناہ مانگو گی،،،، زینت بی کپکپاتے ہوئے کپڑے اٹھا کر ندامت سے چل دیں۔ گھٹیا انسان تم جو مرضی۔۔۔ آج فیصلہ ہو جائے گا کہ تم اپنی ضد کی پکی ہو یا میں تم سے بھی بڑا پاگل ہو،،،، شاہ میر نے

اس کی بات کاٹتے ہوئے اس کا دپٹہ زور سے کھینچا جس سے اس کے بالوں کا جوڑا کھل کر کمر کو ڈھنپ گیا۔ شاہ۔۔۔۔۔ بھہ ججا او او اس بھہ ججا او او،، شاہ میر نے آؤ دیکھانا تاؤ اپنے لائبر سے نکلتا شعلہ پری کے دامن کے ساتھ جوڑ دیا۔ سیکنڈ کا کھیل تھا آگ ایک دم سے پوری قمیض کو پکڑ گئی۔ شاہ میں جل جاؤ۔۔۔ پلیر،،، جب کافی سے زیادہ قمیض جل گئی تو شاہ میر پری کو کھینچتا ہوا با تھ روم میں لایا اور ٹھنڈے پانی سے بھرے ہاتھ ٹب میں گرا دیا۔ میں تمہارے ساتھ اس سے زیادہ بُرا کرنا نہیں چاہتا پری مت وہ کام کیا کرو جس سے میرا غصہ تم پر قہر بن کر ٹوٹے جیسا کہہ رہا ہوں چپ چاپ ویسا کرتی جاؤ۔ تم مجھے نہیں جانتیں میں تم سے نرمی اپنے خون اپنے وارث کے لیے برت رہا ہوں اگر ایسا نہ ہوتا تو میں تم پر کبھی رحم نہ کرتا،،، شاہ میر نے پری کو اپنی عادت کے خلاف پیار سے سمجھایا جو خوف کے مارے شاہ میر کے سینے سے چپکی ہوئی تھی۔ پلیر مجھے یہاں سے جانے دو، آزاد کر دو مجھے اپنی قید سے،،، پری شاہ میر کے سینے سے لگی روتے ہوئے فریاد کرنے لگی۔ جس دن تمہاری ماں پاگلوں کی طرح میرے سامنے گڑ گڑائے گی اس دن ہاں پری اس دن میں تمہیں آزاد کر دوں گا، میری دادی سے ان کے ایک ایک آنسو کی معافی مانگتے ہی تمہیں میری قید سے رہائی مل جائے گی،،، شاہ میر نے پری کو ایک نازک گڑیا کی طرح اٹھایا اور کمرے میں لے آیا۔ کچھ نہیں کیا میری

ماں نے، میری ماں کسی کے ساتھ غلط نہیں کر سکتی شاہ پلینز معاف کر دو میری ماں کو،،،،، پری کار و ناٹر پنا شاہ میر کو کمرے سے باہر تک آرام سے سنائی دیا گیا پر وہ کٹھور بنا اسے اس کے حال پر چھوڑتا آگے بڑھ گیا پر نا جانے کیوں آج پری کار و نا شاہ میر کی آنکھیں نم کر گیا۔

\*\*\*\*\*

نہیں سر میں اتنی بڑی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا،،،،، علی نے سنتے ساتھ ہی معذرت خواہ لہجے میں کہا۔ علی سمجھنے کی کوشش کرو میرے پاس تمہارے علاوہ اور کوئی دوسرا آپشن نہیں،،،،، واقعی حالات انسان کو بعض اوقات کتنا بے بس کر دیتے ہیں کوئی اس وقت خرم بیگ سے پوچھتا۔ سر آپ ہارون انکل سے بات کریں میم کے اکیلے رہنے کا مسئلہ ہے تو وہ آپ کی مسز کے آنے تک ان کے گھر رک سکتیں ہیں،،،،، علی نے منال، کی طرف دیکھا جو خوف کی وجہ سے کپکپا رہی تھی۔ دو گھنٹے پہلے۔۔۔۔۔ بی اماں میرے پاپا کوئی غلط کام، نہیں کر سکتے پلینز آپ جائیں اور پاپا کو لے کر آئیں،،،،، جب سے خرم بیگ کو پولیس پکڑ کر لے گئی تھی اُس وقت سے منال نے رورو کر اپنا بُرا حال کر لیا تھا علی کو بھی منال سے ہی خرم بیگ کے اریسٹ ہونے کا پتہ چلا تھا۔ بس بچے دعا

کرو اللہ ہمارے صاحب کو بڑی مشکلات سے بچائے،،، بی اماں نے منال کی طرف دکھ سے دیکھا جو چھوٹی سی عمر سے اپنی ماں کی بے رونی اور اکیلے پن کا بوجھ اٹھا رہی تھی صرف ایک صاحب ہی تھے جس نے منال کا باپ ناہوتے ہوئے بھی اسے بہت پیار دیا تھا۔ او ماے سویٹ ہارٹ ڈونٹ کرائے آئی ایم و دیو،،،، دھاڑ کی آواز سے وقاص دروازے کو کھولتے اندر آیا اس نے ایک ہاتھ سے چوکیدار کو قابو کیا ہوا تھا جو اُسے باہر روکنے کی کوشش میں ناکام رہا تھا۔ تم۔۔۔ کیوں آئے ہو یہاں دفعہ ہو جاؤ یہاں سے،،،، وقاص کو دیکھتے ہی منال زور سے چیخی دل میں اکیلے رہ جانے کا خوف بھی تھا۔ میری جان تمہارے لیے صرف تمہارے لیے آیا ہوں،،،، وقاص نے چوکیدار کو سائیڈ پر دھکا دیا جس سے وہ بچا رہا غریب کالچ کی میز پر گرا لہو لہان ہو گیا۔ چلے جاؤ یہاں سے نہیں تو میرے پاپا۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا وہ بڑھا میری جان وہ بڑھا اب نہیں نکل سکتا پکا کام کروایا ہے میں نے بڑی خار کھاتا تھا نا مجھ سے اب دیکھتا ہوں کیسے بچاتا ہے وہ تمہیں مجھ سے،،،، وقاص خباثت سے ہنستا ہوا منال کی طرف بڑھا۔ خبردار جو میرے پاس آنے کی کوشش بھی کی مجھے اکیلا سمجھنے کی بھول مت کرنا،،، منال نے اپنے خوف سے کپکپاتے ہاتھوں کی مٹھی بنائی تاکہ وقاص پر اس کی کمزوری ظاہر نہ ہو۔ ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ میری جان مجھے کون روکے گا تمہارا یہ چوکیدار جو میرے ایک ہاتھ سے ہی ڈھیر ہو گیا، یہ ستر

سالہ بڑھیا یا پھر تمھاری وہ ماں جو تم سے میلوں دور بے خبر بیٹھی ہے جو زیادہ امیری کے حوس میں بچارے خرم بیگ کاسب کچھ برباد کر گئی،،،،، وقاص شراب کے نشے میں مست منال کے اور شیطانی قدم بڑھا رہا تھا۔ بیٹیا بھاگو،،،،، بی اماں (جو وقاص کی نیت سمجھ گئیں تھیں) نے میز پر رکھی گرم چائے کی چینک وقاص کی طرف اچھالتے ہوئے منال کو وقاص کے ناپاک ارادو سے بچانے کی اپنی سی کوشش کی۔

چٹاخ۔۔۔۔۔ الو کی۔۔۔۔۔،،،،، وقاص بی اماں کو مارتے ہوئے غصے میں منال کی طرف مڑا جو دروازے کی سمت بھاگتے ہوئے باہر سے آنے والے سے زور سے ٹکرائی۔ ٹکراؤ اتنا شدید تھا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گرتی پردو مہربان ہاتھوں نے بہت نرمی سے اسے تھام لیا۔ علی۔۔۔۔۔ علی مجھے اس سے بچاؤ اس نے پاپا کو پھنسا یا۔۔۔۔۔ یہ مجھے زبردستی۔۔۔۔۔ لے جانے،،،،، منال علی کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کے پیچھے چھپتی اس سے مدد مانگنے لگی۔ بازوؤں پر گرفت ایسی کہ اُسے لوگوں کی بھیڑ میں گھسنے کا ڈر ہو۔ اے یو جاؤ یہاں سے اور اپنا کم کرو،،،،، علی جو منال کو آفس کی ایمپوٹنٹ فائیلز دینے آیا تھا منال کی حالت دیکھ کر غصے سے پاگل ہو گیا۔ تیری ہمت بھی کیسے ہوئی منال پر بری نظر ڈالنے کی تجھے کیا گاسر نہیں ہیں تو کیا وہ لاوارث ہے۔ نہیں۔۔۔۔۔ میں ہوں منال کو تجھ جیسے کمینے سے بچانے کے لیے،،،،، علی پاگلوں کی طرح وقاص کو پیٹ رہا تھا یہ سوچ ہی اس

کے لیے سوہانِ روح تھی کہ کوئی اس کی منال کے ساتھ زبردستی کر رہا تھا۔ بس کرو بیٹا اگر یہ یہاں مر مر اگیا تو اور لینے کے دینے پڑھ جائیں گے،،،،، و قاص اپنی کامیابی کے جشن میں پی کر ٹن علی کے لوتوں مکوں سے جلد ہی ڈھیر ہو گیا۔ مجھے پاپا کے پاس لے جاؤ پلیز میں اکیلے مر جاؤ گی پلیز چلو،،،،، منال علی کی منت کرتی اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ میری بات کیوں نہیں سمجھ رہے ہو تم میں منال کو اکیلے وہاں نہیں چھوڑ سکتا اس وقت مجھے اپنی بیٹی کے لیے ایک مضبوط سہارا چاہیے جو تم سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا،،،،، خرم بیگ کی آواز علی کو حال میں واپس لائی۔ پر سر آپ میم کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی کیسے کر سکتے ہیں میرا ساتھ انھیں صرف تکلیف کے اور کچھ بھی نہیں دے گا وہ مجھے نہیں ایک بہتر انسان کو ڈیزرو کرتی ہیں،،،،، علی نے اپنے دل کو خاموش کر وایا جس کی کسک لمحے کے ساتھ بڑھ رہی تھی۔ کتنا مشکل ہے نا اپنے دل کی خواہش سے جانتے بوجھتے منہ موڑنا۔ جب بات عزت کی ہو تو وہاں انسان کی دلی خواہش نہیں عزت بچائی جاتی ہے اور رہی بات بہتر انسان کی تو مجھے تمہارے متعلق کوئی ڈاؤٹ نہیں میں اپنی بیٹی کے لیے ایک ایسا انسان چاہتا ہوں جو اس کی ذمہ داری خوش اسلوبی سے اٹھاسکے اور اس معاملے میں تم میری بیٹی کے لیے بیسٹ چوائس ہو یہ الگ بات ہے کہ تم یہ ذمہ داری اٹھانا چاہتے ہو یا نہیں،،،،، خرم بیگ جو آج کی و قاص کی حرکت کے

بعد منال کے لیے بہت فکر مند ہو گئے تھے جلد سے جلد اُسے کسی مضبوط سہارے میں باندھنا چاہتے تھے۔ پر سر میں۔۔۔۔۔ پاپا آپ مجھے اتنا ڈیگریڈ کیوں کر رہیں ہیں ہر ایک کی اپنی لائیف اپنی پسند ہوتی ہے پلیز آپ علی کو اس طرح فورس نا کریں،،، منال نے دکھ سے علی کی طرف دیکھا جو حالات کو سمجھتے ہوئے بھی اپنے قدم موڑ رہا تھا پتا نہیں ایسی کیا الجھن تھی اُسے منال سے جو خرم بیگ کے خود سے کہنے کے باوجود بھی رشتے کے لیے ہامی نہیں بھر رہا تھا۔ آپ کو کیا لگتا ہے کہ میں اکیلے نہیں رہ سکتی۔۔۔؟ نہیں پاپا میں تو بچپن سے اکیلے ہی رہتی آئیں ہوں پھر یہ ٹینشن کیوں۔۔۔ اور ویسے بھی ماما کچھ دنوں میں آتو جائیں گئیں،،، منال باپ کو سلاخوں کے پیچھے کھڑا اپنے لیے پریشان دیکھ کر روہانسی ہو گئی۔ کاش کہ آمنہ کو تمہاری اتنی پروا ہوتی،،، خرم بیگ منال کے آنسو پونچھتے ہوئے بے بسی سے رو پڑے۔ نہیں پاپا آپ پیپ می رے لیے پریشان نہیں۔۔۔ میں خیال رکھو گی آپ آ جاؤ گے واپس،،،، منال جو کافی دیر سے خود پر ضبط کر رہی تھی باپ کو روتے دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ سر میں نکاح کے لیے تیار ہوں،،، واقعی خرم بیگ نے علی کو درست کہا تھا بعض اوقات ہم خود نہیں حالات ہم سے فیصلہ کرواتے ہیں۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ہیلو مائے پرنسز۔۔۔ کیسی ہو،،،، فرغام جو حورین کو مس کر رہا تھا اس کی کال دیکھ کر خوشگوار موڈ میں بولا۔ مجھ سے تو تم بات ہی نا کرو۔ کیا کہہ کر گئے تھے کہ ایک ہفتے میں آ جاؤ گے تو پھر ابھی تک کیوں نہیں آئے،،،، حورین فرغام کی آواز سنتے ساتھ ہی تیز آواز میں شروع ہو گئی۔ اوھو یارا۔۔۔ آج ساتواں دن بھی پورا نہیں ہوا اور تم نے فون کر کے لڑنا شروع کر دیا۔ خالص بیویوں والے شکوے کرنے لگ گئی ہو تم،،،، فرغام جو حورین کی آواز سن کر سارہ ادا سی بھول گیا تھا چہک کر بولا۔ بس ہو گئی تمہاری الٹی سیدھی باتیں شروع،،،، حورین جو پہلے ہی غصے میں تھی فوراً تپ گئی۔ پرنسز ہمارا آج آنے کا پروگرام پکا تھا لیکن یہاں کا موسم صبح سے بہت خراب ہے اور ہمائوں کی طبیعت بھی کچھ بہتر نہیں تھی اس وجہ سے سب ہی نے آج جانے سے منع کر دیا ہے ہم انشا اللہ پرنسز صبح یہاں سے نکلیں گے اور رات کو آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے،،،، فرغام نے اپنا آنے کی سارا تفصیل بتائی۔ اوکے ٹھیک ہے میں فون رکھتی ہوں۔۔۔۔۔ ویٹ جان فرغام وہ بات تو بتاؤ جس کے لیے کال کی تھی،،،،، فرغام نے حورین کی بات کو کاٹتے ہوئے کہا اس کے لہجے سے سمجھ تو وہ گیا تھا کہ کوئی بات

ہوئی ہے گھر میں جو حورین کو پریشان کر رہی ہے پر کیا۔۔۔۔۔ یہ تو حورین ہی بتا سکتی ہے۔ نہیں کچھ خاص نہیں۔۔۔۔۔ حور کیا مجھے بھی نہیں بتاؤ گی؟؟؟؟،،،،، فرغام نے اسرار کیا۔ مانی گھر میں کچھ تو ایسا ہو رہا ہے جو ہمیں نہیں معلوم اموجان کارویہ، انکل کی خاموشی اور آنٹی۔۔۔۔۔ بظاہر تو وہ مجھے کچھ نہیں کہتیں پر ان کی چہرے کی مسکرائٹ آنکھیں۔۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے جیسے میرا تمسخر اڑا رہی ہوں،،،،، حورین نے سب کے رویوں کے متعلق بتایا۔ ایسا کچھ نہیں ہے یا تم زیادہ سوچ رہی ہو وہ سب ہمارے اپنے ہیں ہو سکتا ہے کہ انہیں ہماری محبت کا اندازہ ہو اس لیے وہ تھوڑے سے ہم سے خفا ہوں کہ ہم نے ان سے یہ بات چھپائی کیوں؟؟؟؟،،،،، فرغام نے اپنی عادت کے مطابق بے پروائی سے کہا۔ اور مشال۔۔۔۔۔ اس نے ایسا کیوں کہا،،،،، حورین نے اپنی یونی فیلو جو فاخرہ کی دوست کی بیٹی بھی تھی کا حوالہ دیا۔ مشال۔۔۔۔۔ کیا مطلب؟؟؟ اس نے تم سے کیا بکواس کی ہے،،،،، فرغام مشال کا نام سنتے ہی غصے میں آ گیا۔ مشال کی وجہ سے جو حورین غنڈوں میں پھنس گئی تھی اس کے بعد سے فرغام نے جو مشال کے ساتھ کیا تھا وہ اس کے لیے کافی بہتر سبق تھا مگر مشال کا پھر سے حورین کے متھے لگنا فرغام کو آگ لگا گیا۔ کل میں تمہارے کمرے میں گئی تھی کہ تمہارے آنے سے پہلے کمرے کو سیٹ کر دوں پر وہاں مشال آگئی اس نے مجھے تمہارے کمرے سے نکال دیا اور آنٹی نے بھی

اسے کچھ نہیں کہا۔ جبکہ تم نے تو آنٹی کو منع کیا تھا اس کے یہاں آنے کا،،،،، حورین نے اپنی اور مشال کے درمیان ہوئی جھڑپ کا بتایا۔ جانتے ہو اس نے مجھ سے کیا کہا،،،،، کل کے بارے میں سوچ کر ہی حورین کی آواز بھرا گئی۔ اس نے کہا کہ اس گھر پر اور فرغام کے کمرے پر میرا کوئی حق نہیں مجھے ہر حال میں اس گھر سے جانا ہو گا میں اپنا سامان باندھنا شروع کر دو بہت جلد وہ مجھے تم سے الگ کر دے گی اس نے میرا اور تمہارا فوٹو گلاب بھی توڑ دیا،،،،، حورین کے آنسوؤں کی آواز فرغام کے اعصاب کو جھنجھوڑنے کے لیے کافی تھی۔ میری بات سنو حور۔۔۔ اس کے کہنے سے کیا ہوتا ہے مجھ پر میری ہر چیز یہاں تک میری ایک ایک سانس پر صرف اور صرف تمہارا ہی حق ہے اور رہے گا،،،،، فرغام نے مضبوط لہجے میں کہا۔ جہاں تک بات ہے میری ماما کی تو میں آکر ان سے فائنل بات کرتا ہوں تم ان کی ٹینشن نالوا نہیں اگر مجھ سے پیار ہے تو انہیں اپنی بہو کے روپ میں تمہیں ہی اپنا نا پڑے گا،،،،، فرغام نے خود پر ضبط کیا نہیں تو اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ مشال کو اس دنیا سے ہی غیب کر دے جو بار بار اس کی حور کو ایذا پہنچانے کی کوشش کرتی تھی۔ وہ تمہیں مجھ سے چھین لے گی،،،،، حورین کا فرغام سے بات کرنا مشکل ہو گیا اس سے دوری کی سوچ ہی اتنی تکلیف دے تھی کہ اتنے فاصلے پر موجود فرغام بھی تڑپ گیا۔ تمہیں مجھ سے کوئی نہیں الگ کر سکتا سوائے موت۔۔۔۔ نہیں

پلیزمانی اپنے مرنے کی بات کبھی مت کرنا پلیز۔۔۔ تمہیں کبھی کچھ نہیں ہوگا،،، حورین فرغام کی بات کاٹتے بری طرح رونے لگی۔ پلیز حور اس طرح تو مت کرو یا۔۔۔ میرا بھی دماغ خراب ہو گیا تھا جو میں یہاں آ گیا اب تم اس طرح رو گی تو میرا یہاں رہنا مشکل ہو جائے گا پلیز یا تم بس صبح تک ویٹ کرو میں ابھی نکل رہا ہوں یہاں سے،،، فرغام جو حورین کے اس طرح رونے سے بے چین ہو گیا تھا واپس جانے کا فیصلہ کیا نت۔۔۔ مم کہہ تو رہے ت کہ موسم۔۔۔ خراب ہے موسم وہاں کا،،، حورین نے گھڑی کی طرف دیکھا جو رات کا ایک بج رہی تھی۔ کچھ نہیں ہوتا اس موسم میں سفر کرنے سے لاکھوں لوگ کرتے ہیں میں بھی کر لوں گا،،، فرغام نے اپنی چیزیں سمیٹتے ہوئے کہا۔ نہیں مانی۔۔۔ تم نہیں ابھی نہیں نکلو گے وہاں سے تم سن رہے ہونا میں کیا کہہ رہی ہوں،،، حورین سنتے ساتھ ہی پریشان ہو گئی۔ یا پر۔۔۔ میں نے کہا نا بس تم سب کے ساتھ آؤ گے،،، حورین نے خود کو فوراً سمجھا لیا تاکہ فرغام اس کی طرف سے ٹینشن فری ہو سکے۔ جانتی ہو میرا اس ٹائم دل کر رہا ہے کی کاش میں وہاں ہوتا تو تمہیں اپنی بانہوں میں بھر کر تمہاری ساری پریشانی دور کر دیتا،،، فرغام نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔ جانتے ہو میں اور میری کھڑکی آج تمہاری دستک کے انتظار میں رہے پر تم آئے ہی نہیں۔ ایسا ہر بار کیوں ہوتا ہے جب مجھے تمہاری سب سے

زیادہ ضرورت ہوتی ہے تم میرے پاس نہیں ہوتے،،،، خود کو روکنے کے باوجود بھی شکوہ اس کے منہ سے نکل گیا۔ آج آخری دفعہ معاف کر دو اس کے بعد کبھی تمہیں خود سے دور نہیں کروں گا میری جان ہمیشہ تمہیں اپنے پاس رکھوں گا،،،، فرغام نے بے بسی سے کہا۔ ایک شرط پر بولو منظور ہے،،،، فرغام کو افسردہ دیکھ کر حورین فوراً سے اپنے موڈ میں آتے ہوئے بولی۔ یار تمہاری ہر شرط منظور ہے بولو۔۔۔۔۔ بھنڈ سے تو کٹوا چکی ہو اب کیا کتوں سے کٹوانے کا ارادہ ہے،،،، فرغام نے شرارت سے کہا۔ ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ نہیں بس اتنا سا کام ہے کہ تم آج کے بعد جہاں بھی جاؤ گے مجھے لے کر جاؤ گے آئی سمجھ،،،، حورین دھنس سے بولی۔ جو آپ کا حکم ملکہ عالیہ بندہ آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گا اور نہ ہی آپ سے کبھی دور ہو گا ہمیشہ آپ کے پاس رہے گا جیسے دل کے قریب دھڑکن،،،، فرغام نے بھی حورین کی طرح جواب دیا پر یہ جانے بغیر کہ قسمت میں ان دونوں کا ساتھ لکھا بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

اچو دیکھیں ناما مجھے گڑیا لا کر نہیں دیں رہیں،،،،، چھوٹا سا بچہ اپنے چاچو کو دیکھتے ہوئے اس سے لپٹ گیا۔ بھی آپ لوگ میرے یار کو کیوں تنگ کر رہے ہیں لا دیں جو وہ مانگ

رہا ہے،،،،، چاچونے بھتیجے کو خود میں بھیجتے ہوئے کہا۔ اچوہ جو فروخ ہے ناس کی ماما  
 نے اسے ہو پٹل سے گڑیا لا کر دی ہے ماما کو بولیں کہ مجھے بھی لا کر دیں،،،،، بھتیجے نے  
 لاڈ کرتے ہوئے چاچو کو ساری بات بتائی۔ یار ہم ایسا کرتے ہیں کہ مارکیٹ جاتے ہیں  
 اور وہاں سے آپ اپنے پسند کی گڑیا لے لینا،،،،، بچے کے چاچونے اپنے بھائی بھانج کی  
 طرف دیکھا جن کے چہرے پر بے بسی تھی۔ نہیں مجھے ہو پٹل والی گڑیا چاہیے جو بہت  
 پیاری ہو بیٹکی بیٹکی سی بلو آس والی جو بڑی ہو کر میرے ساتھ کھیلے۔ شوپ ولی اچھی  
 نہیں ہوتی اور نا ہی بڑی ہوتی ہے،،،،، بچہ اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا۔ کیا بد تمیزی ہے بیٹا منع  
 کیا ہے نا آپ کو ضد نہیں کرتے،،،،، ماں کی برداشت سے باہر ہو گیا تو بیٹے کو ڈانٹنے لگی۔  
 ماما آپ بالکل اچھی ماما نہیں ہیں میرے سب فرینڈز کو ان کی ماما بیسیر لا کر دیتیں ہیں  
 آپ مجھے نہیں لا کر دیتیں میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گا،،،،، بچہ روتے ہوئے  
 اپنے کمرے میں بھاگ گیا۔ یار بھتیجے یہ کیا بات ہوئی مرد کے بچے ہو کر رو رہے ہو،،،،،  
 بچہ جو رونے میں مگن تھا چاچو کی آواز پر اس سے لپٹ گیا۔ آپ کو گڑیا چاہیے نا میں لا کر  
 دوں گا اوکے بس اب اور نہیں رونا،،،،، چاچانے اپنے لاڈلے بھتیجے کے آنسو صاف  
 کیے۔ پرومس،،،،، بچے نے اپنا ننھ سا ہاتھ آگے کرتے ہوئے وعدہ لینا چاہا۔ پکا  
 پرومس۔۔۔ پر آپ کو بھی مجھ سے ایک پرومس کرنا ہو گا آپ اپنی گڑیا کا بہت خیال

رکھو گے کبھی اسے تنگ نہیں کرو گے اور نا ہی رولاؤ گے،،،،، چچا نے بھتیجے کے دونوں گالوں کو کھینچتے ہوئے کہا۔ اور اگر میں نے اسے تنگ کیا یا رولا یا تو۔۔۔۔۔ تو میں آپ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ناراض ہو جاؤں گا۔ نہیں نہیں چاچو روک جائیں،،،،، شاہ میر جو خواب میں اپنے بچپن میں گم تھا ارمان شاہ کے ناراض ہونے کے ڈر سے جاگتا ہوا اسے پکارنے لگا۔ ٹھا۔۔۔ سوری چاچو میں نے آپ سے کیا پرومس توڑ دیا،،،،، شاہ میر کے نیند سے ہڑ بھڑا کر اٹھنے سے اس کی گود میں رکھی ارمان شاہ کی تصویر گرتے لکیر چھوڑ گئی ویسی ہی لکیر جو ارمان شاہ کے حویلی سے جاتے ہی شاہ میر کی زندگی میں پڑ گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

کاش کہ ہم قسمت کے دھنی ہوتے تیری آرزو کرتے اور تجھ کو پالیتے

(N.H)

کبھی کبھی اتنی بے بس کر دیتی ہے نایہ زندگی انسان کو کہ ناچاہتے ہوئے بھی وہ راستہ چننا پڑتا ہے جس کی انسان کو خواہش بھی ناہو۔ کتنا اچھا ہوتا کہ کبھی ہم ملے ہی ناہوتے تو تمہیں آج اس طرح سے میرا بوجھ نا اٹھانا پڑتا،،،،، وہ شیشے سے باہر بھاگتے دوڑتے

مناظر میں گم اپنی زندگی میں آئے اس عجیب و غریب موڑ کے متعلق سوچ رہی تھی۔ بس یہاں پر روک دیں،،،،، علی کی آواز منال کو سوچ کی دنیا سے باہر لائی۔ آئیں،،،،، علی تیز تیز چلتا ہوا ایک دروازے کے سامنے روک گیا۔ بیٹا کب سے میں۔۔۔۔۔ یہ کو ہے علی۔۔۔؟؟؟،،،،، زکیہ بیگم (علی کے امی) جو اجلت میں باہر آئیں تھیں بیٹے کے ساتھ ایک نازک سے لڑکی کو دیکھ کر ٹھٹھک گئیں۔ آپ ہمیں اندر تو آنے دیں ماں جی پھر میں آپ کو سب بتاتا ہوں،،،،، علی نے حیران پریشان ماں سے کہا جو ٹکر ٹکر منال کو تک رہیں تھیں۔ ہاں ہاں اندر آؤ،،،،، کچھ کچھ اندازہ تو انھیں بھی ہو گیا تھا۔ جہان دیدہ عورت تھیں جانتیں تھی اپنے خون کو کہ وہ بغیر وجہ کے جو ان لڑکی کو اپنے گھر تک نہیں لاسکتا۔ امی یہ میرے باس کی بیٹی ہیں کسی نے دشمنی میں سر کو جھوٹے کیس میں پھسادی ہے انھوں نے مجھ سے ہیلپ مانگی تھی بس اس وجہ سے میں انھیں یہاں لے آیا،،،،، علی نے اپنی ماں کو گول مول سا جواب دیا۔ پر بیٹا کسی جو ان لڑکی کو اپنے گھر رکھنا کیا صحیح ہے؟؟؟ اس کے اور کوئی رشتے دار نہیں تمہیں ہی کیوں اتنی بڑی ذمہ داری دی۔۔۔۔۔ ہمارے لوگ، یہ محلہ کیا کیا باتیں نابنائے گا یہ نہیں سوچا تم نے،،،،، علی کی امی اس کی بات سنتے ساتھ ہی ہتھے سے اکھڑ گئیں ویسے بھی وہ پُرانے خیالوں کی عورت تھیں ان کی نظر میں لڑکی کے کردار کی مضبوطی اس کے پہناوے

سے ہوتی تھی۔ جب کہ منال کا پہناؤ ان کے نظریات سے بالکل الٹ تھا۔ امی میں نے ان سے نکاح کیا ہے،،،،، علی نے منال کی طرف مڑتے ہوئے کہا جو زکیہ بیگم کی باتیں سن کر اپنے آنسوؤں کو ضبط کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔ یہ کیا بکواس ہے علی ہوش میں تو ہو تم جانتے بھی ہو کہ کیا کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔ امی آپ میری بات۔۔۔۔۔ نہیں سننی مجھے تمہاری کوئی بھی بات، میری اتنی سی بھی اہمیت نہیں تھی تمہاری نظروں میں جو اپنی زندگی کا اتنا بڑا قدم میرے بغیر اٹھالیا،،،،، زکیہ بیگم کے لہجے میں آنسوؤں کی لغزش صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔ امی آپ مجھے غلط سمجھ۔۔۔۔۔ تم نے جو مجھے سمجھانا تھا میں نے سمجھ لیا اب جاؤ اپنے کمرے میں،،،،، علی بے بس کھڑا خود سے اپنی ماں کی بے روخی کو دیکھتا سر جھکا گیا۔ واقعی وہ کیا سمجھاتا اپنی ماں کو قسمت کے اس وار کو وہ خود سمجھنے سے قاصر تھا۔ جس لڑکی سے دوستی کا کبھی حق نہیں جتایا تھا آج اُسے اتنا بڑا اپنی زندگی میں مقام دے بیٹھا تھا وہ بھ اپنی رضامندی سے۔ علی۔۔۔۔۔ میں آنٹی سے بات۔۔۔۔۔ نہیں پلیز آپ کوشش کیجیے گا کہ میری امی کے سامنے کم سے کم آئیں۔ میں نے آپ کے فادر کی عزت کی خاطر اپنی جنت کو ناراض کیا ہے اس سے زیادہ میں آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ اور پلیز آپ رافع کے کمرے میں اپنا سامان لیں جائیں میں یہاں آپ کو بسانے کے ارادے سے نہیں لایا۔ یہ بات یاد رکھیے

گا آپ کو ایک نایک دن واپس جانا ہی ہو گا،،،،، علی اپنی نم آنکھوں کے کناروں کو انگلی کے پوروں کی مدد سے صاف کرتے کمرے میں چلا گیا۔ میں بھی کتنی پاگل ہوں نا بھلا میری کوئی خواہش پوری ہوئی ہے جو اب ہو جائے گی،،،،، منال اپنی قسمت سے نالغ تلخی سے سوچتے ہوئے علی کے بتائے ہوئے کمرے میں بند ہو گئی۔

\*\*\*\*\*

ٹھک ٹھک۔۔۔۔۔ بھائی میں اندر آ جاؤ۔۔۔؟،،،،، عائیشہ جو کب سے دانیال کے کمرے میں جانے کا سوچ رہی تھی اس کو لائبریری میں جاتا دیکھ کر اس کے پیچھے آئی۔ ارے۔۔۔۔۔ گڑیا آپ کوئی بات کرنی تھی تو آپ نیچے ہی کر لیتیں،،،،، اتنے عرصے میں دانیال کو اتنا اندازہ تو ہو گیا تھا کہ عائیشہ بغیر وجہ کے اس کے کمرے میں نہیں آتی زیادہ تر اپنی امی کے ساتھ ہی لگی رہتی تھی۔ بھائی وہ۔۔۔۔۔ مجھے یہ۔۔۔۔۔ آپ یہ لے لیں،،،،، عائیشہ آ تو گئی تھی پر اب اس سے دانیال سے اپنی بات کہنا مشکل ہو رہا تھا اگر اس نے اس سب کی وجہ پوچھ لی تو وہ کیا بتائے گی یہی بات اس کو کھائے جا رہی تھی۔ او آئی گلوٹ۔۔۔۔۔؟ لاؤ لاؤ جلدی میں کل ہی اسے۔۔۔۔۔ یہ کیا گڑیا آپ نے اسے ابھی تک فل کیوں نہیں کیا،،،،، گاؤں جانے سے پہلے دانیال عائیشہ کے لیے یونیورسٹی کے کچھ

فارمز لایا تھا تاکہ وہ اپنی پسند سے کسی بھی یونی میں ایڈمیشن لے سکے۔ بھائی وہ میں نے ایڈمیشن نہیں لینا آپ یہ رکھ۔۔۔۔۔ کیوں گڑیا ڈاکٹر بننا تو آپ کے ابو اور آپ کی خواب اور آپ کی خواہش ہے تو پھر،،،،، دانیال نے اس کی بات کاٹتے ہوئے نا سمجھی سے عائشہ سے پوچھا جو اپنے ہاتھوں کو مڑوڑ رہی تھی۔ جب خواب دیکھنے والے ہی نہیں رہے تو میں اس خواب کو پورا کر کے کیا کروں گی اور ضروری تو نہیں انسان کی ہر خواہش پوری ہو،،،،، عائشہ نے اپنے آپ کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ اس نے کس دل سے اپنے بابا کے خواب کو توڑا تھا یہ تو وہی جانتی تھی یا اس کا خدا۔۔۔۔۔ رو کو عائشہ۔۔۔۔۔ مجھے وہ بات بتاؤ جس کی وجہ سے آپ نے اپنا فیصلہ بدل ڈالا،،،،، اتنا بڑا بزنس مین اور کسی کے آنکھوں کی نمی سے اسکی بات کے سچ جھوٹ کا اندازہ نا لگا سکے ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ جب وہ فارمز لایا تھا تو عائشہ کی خوشی دیکھنے والی تھی وہ خوشی سے پاگلوں کی طرح گول گول گھوم رہی تھی اور اب کیسے وہ ایڈمیشن سے منع کر رہی تھی ضرور اس کے پیچھے کوئی بات ہوئی ہے جو اس کے علم میں نہیں ہے۔ نہیں بھائی آپ غلط۔۔۔۔۔ صرف اور صرف سچ،،،،، دانیال شاہ نے ہاتھ اٹھا کر عائشہ کو بات گھومانے سے منع کیا۔ بھائی مجھے آپ نے منع کیا ہے آگے پڑھنے سے انکا کہنا ہے کہ پہلے ہی آپ ہماری ذمہ داری اٹھا رہے ہیں وہ

اور آپ پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتیں،،،، عائنیشہ نے ناچاہتے ہوئے بھی اپنی اور مہر کی بات سے دانیال کو آگاہ کیا۔ آپ جاؤ اور مجھے کل ہر حال میں یہ فل چائیں،،،، دانیال نے عائنیشہ کو پیپر پکڑاتے ہوئے کہا چہرہ احد سے زیادہ سرخ ہو رہا تھا جیسے خود پر بہت مشکلوں سے برداشت کیا ہو۔ پر بھاااا۔۔۔ آپ جاؤ کل بات ہوگی گڈ نائٹ،،، دانیال روخ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔

\*\*\*\*\*

کیا میں نے اس کے ساتھ صحیح کیا۔۔۔؟ کیا واقعی میں اسے اپنا کر چھوڑ دوں گا۔۔۔؟  
 نہیں۔۔۔،،،، علی منال کے ساتھ اپنے رویے کو سوچ رہا تھا کہ اس سے دوری کا سوچتے ہی دل کر لایا۔ کیا مصیبت ہے آج نیند کیوں نہیں آرہی،،،، علی جو کافی دیر سے سونے کی کوشش کر رہا تھا بستر کو پرے پھینکتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔ کسی کی آنکھوں کو رت جگے دے کر کیا تم خود سو سکتے ہو،،،، دل نے سرگوشی کی۔ ٹرن ٹرن،،،، موبائل کی آواز علی کو ہوش کی دنیا میں واپس لائی۔ فرغام کا فون اس ٹائم،،،، علی نے فون کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ہیلو۔۔۔۔ اوھو۔۔۔۔ دو لہے میاں کیا حال ہے۔۔۔ میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا؟؟؟،،،، جیسے ہی علی نے کال اٹھائی فرغام کی شرارت بھری آواز سنائی دی۔ یار تو

نے اس ٹائیم میرا دماغ خراب کرنے کے لیے فون کیا ہے،،،،، علی نے تپ کر کہا۔  
 اووو۔۔۔ یعنی کہ واقعی ڈسٹرب کیا ہے۔ اچھا یہ بتا تو میرے جانے کا ہی ویٹ کر رہا تھا  
 کہ میں جاؤ اور تو گھوڑی چڑے،،،، فرغام نے اسے اور تپایا۔ میرے پاس تیری بک بک  
 سننے کے لیے ٹائیم نہیں ہے رکھ رہا ہوں فون۔۔۔۔۔ ہاں یار اب کہاں ٹائیم ہو گا تیرے  
 پاس۔۔۔ پر ہم پھر بھی دوستی کا حق نبھائیں گے۔ کل کا دن سر پر اینزنگ ہو گا تیرے  
 لیے تو بھی۔۔۔۔۔ اس سے پہلے فرغام اور بکو اس کرتا علی نے فون رکھ دیا۔

\*\*\*\*\*

NEW ERA MAGAZINE.COM

اموجان یہ سارے کپڑے کیوں پیک کر رہیں ہیں مجھے بھی تو کچھ بتائیں،،،،، حورین جو  
 کب سے اموجان سے اس سب کے بارے میں پوچھ رہی تھی جھنجھلا کر بولی۔ کہا تو ہے  
 کہ اپنے گھر جا رہے ہیں،،،،، اموجان نے سکون سے جواب دیا اور دوبارہ اپنے کام میں  
 لگ گئیں۔ اوف۔۔۔۔۔ اپنے گھر اپنے گھر۔۔۔۔۔ کون سے اپنے گھر؟؟؟ یہی تو ہمارا  
 گھر ہے یہاں سے کہاں جائیں گے،،،،، حورین بیگ میں رکھے ہوئے پکڑوں کو اچھالتے  
 ہوئے اپنے گھر کے نام پر ایسے خوش ہوئی جیسے یہ گھر فاخرہ ملک کے نہیں اس کے نام  
 ہو۔ میں سارا اور ارماں کے گھر کی بات کر رہی ہوں وہ ہے ہمارا گھر ہم یہاں آخر کب

تک رہیں گے ایک نا ایک دن ہمیں یہاں سے جانا تو ہے نا تو ابھی کیوں نہیں،،،،، اموں  
جان نے حورین سے نظریں چراتے ہوئے کہا جو حیرت سے اپنی امو کی بات سن رہی  
تھی۔۔۔۔۔ ویٹ۔۔۔۔۔ ہم جا رہے ہیں پر کیوں۔۔۔۔۔ آپ کی فاخرہ آنٹی سے لڑائی ہوئی ہے  
تو مجھے بتائیں میں مانی کو کہوں گی کہ اپنی ماما کو سمجھائے وہ میری امو سے لڑائی  
مت۔۔۔۔۔ میری کوئی فاخرہ سے لڑائی نہیں ہوئی،،،،، سفیہ بیگم نے حورین کی بات  
کاٹتے ہوئے اس کے ہاتھ جھٹکے جو لاڈ کرتے ہوئے ان کے کندھے پر جھول رہی تھی۔  
جب آپ کی لڑائی نہیں ہوئی تو پھر یہ الگ گھر کا مطالبہ کیوں،،،،، حورین نے اپنی بڑی  
بڑی آنکھوں کو سکیرٹے ہوئے اموجان کو گھورا جیسے معلوم کرنا چاہتی ہو کہ اصل مسئلہ  
کیا ہے۔ بس میں نے کہہ دیا نا۔۔۔ کیا تمہارے لیے میرا کہا کافی نہیں اور تم بھی تو یہ ہی  
چاہتیں تھیں،،،،، اموجان نے حورین کو یاد دلایا کیسے وہ اپنے گھر جانے کی منتیں کیا کرتی  
تھی۔ امو وہ پرانی باتیں تھیں۔ کتنی بے وقوف تھی نا میں جو یہاں سے جانے کی ضدیں  
کیا کرتی تھی۔ بھلا کوئی اپنے گھر سے بھی جاتا ہے کیا،،،،، حورین پرانی یادوں کو یاد کرنے  
لگی کیسے اس کے جانے کا سن کر مانی اپنی غلطی مان کر اس سے سوری کرتا تھا تاکہ وہ یہاں  
سے جانے کی بات نا کرے۔ یہ تمہارا گھر نہیں ہارون، فاخرہ، فرغام اور اس کی ہونے  
والی بیوی کا ہے۔ اس سے پہلے آنے والی ہمیں یہاں سے چلتا کرے ہم خود ہی عزت

سے چلیں جائیں،،،،، اموجان نے حورین کو سنبھانے کی اپنی سی کوشش کی۔ ہاہا۔۔۔۔۔  
 اموبس اتنی سی بات۔۔۔۔۔ اوففف۔۔۔۔۔ میں سمجھی پتا نہیں کیا بات ہو گئی ہے جو  
 آپ آنا قانا یہاں سے جانے کی بات کر رہی ہیں،،،،، حورین سنتے ساتھ ہی ہنسنے لگی۔  
 آپ مانی کی بیوی کی ٹینشن نالیں وہ آپ کو کچھ نہیں کہے گی آخر وہ آپ کی بھی تو کچھ لگے  
 گی نا،،،،، حورین نے اموجان کا منہ اپنے طرف کرتے ان کی تھوڑی کو ہلایا۔ میں نے جو  
 کہا تمہیں ایک بار میں سمجھ نہیں آئی کوئی تعلق نہیں ہمارہ ناہارون فاخرہ سے نا ہی فرغام  
 سے،،،،، اموجان نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔ کیوں تعلق نہیں ہے میں مانی سے۔۔۔۔۔ بس حور  
 اپنے لفظ یہی روک لو اس سے آگے نا میں سن سکتی ہوں اور نا ہی تمہیں بولنے کی  
 اجازت دوں گی،،،،، اموجان نے حورین کو نیچ میں ہی ٹوک دیا تاکہ جو وہ کہنا چاہتی ہے اپنی  
 زبان کو وہی روک لے۔ آپ بھی سن لیں جب اتنے عرصے سے میرے کہنے پر آپ  
 نے میری بات نہیں مانی تو اب میں کیسے مان لو،،،،، حورین نے ضدی لہجے میں کہا جو  
 اس کی عادت کے خلاف تھا۔ نہیں امو میں نہیں جاسکتی میں مانی کے بغیر  
 کیسے۔۔۔۔۔ چٹاخ۔۔۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے حور نہیں تو شاید زندگی میں میں تم پر  
 اپنا آپا کھو بیٹھوں،،،،، اموجان نے زور کا تھپڑ حورین کے منہ پر دے مارا جو بت بنی اپنی  
 نرم گفتار امو کو دیکھ رہی تھی۔ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی آئی ہیٹ یو

--- نہیں جاؤ گی میں یہاں سے کبھی بھی نہیں فاخرہ آنٹی کی طرح آپ بھی چاہتی ہیں کہ میں مانی سے دور ہو جاؤ۔ نہیں کر سکیں گی آپ مجھے،،،، حورین پاگلوں کی طرح چیختی کمرے سے نکل گئی۔ کیسے سمجھاؤ تمہیں جس راہ پر چل رہی ہونا وہ راہ تمہیں صرف رول دے گی تمہیں جیسے تمہاری ماں رل گئی،،،، اموجان اپنی بہن کو یاد کرتی بے بسی سے رونے لگیں۔

\*\*\*\*\*

کہاں ہے میری بیٹی،،،، آمنہ بیگ جو آج ہی کینیڈا سے واپس آئی تھیں جیسے ہی خرم بیگ کے متعلق معلوم ہوا فوراً اٹھانے پہنچیں۔ جہاں بھی ہے میرے خیال سے تمہارے سائے سے محفوظ ہے،،،، خرم بیگ نے نفرت سے دیکھا جو انکی سالوں کمائی عزت کو برباد کرنے کی ذمہ دار تھی۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو میرے سے محفوظ ---؟ تم بھول رہے ہو کہ وہ میری بیٹی ہے تمہاری نہیں،،،،، آمنہ بیگ نے بھی نفرت کا جواب نفرت سے دیا۔ تبھی تو اپنی بیٹی کا سودا کرنا چاہتی تھی نا تم۔۔۔؟ پر میرے جیتے جی تم ایسا نہیں کر پاؤ گی،،،،، خرم بیگ نے ہنستے ہوئے کہا ان کا اشارہ منال اور وقاص کے رشتے کی طرف تھا۔

وہ میری بیٹی ہے میں جو چاہو گی وہ کروں گی تم بس میری بیٹی کا بتاؤ کہا ہے وہ،،،، آمنہ بیگ نے بات بدلی - وہ اپنے شوہر کے گھر ہے،،،، خرم بیگ کہتے ساتھ ہی رخ موڑ گئے۔ تم ہوش میں تو ہو جانتے بھی ہو کیا کہہ رہے ہو،،،، آمنہ بیگ سنتے ساتھ ہی سیخ پا ہو گئیں۔ مدہوشی والے کام تم کرتی ہو میں الحمد للہ اس شر سے محفوظ ہوں،،،، خرم بیگ نے اس بار بھی تحمل کا مظاہرہ کیا - میں تمہارا منہ توڑ دوں گی اگر تم نے اب کوئی بکو اس کی۔۔۔۔ بتاؤ مجھے کس ٹچ پنچے کے پلے باندھ دیا ہے تم نے میری بیٹی کو،،،، آمنہ بیگ نے خرم بیگ کو گریبان سے پکڑتے چیخنا شروع کر دیا - ہا ہا ہا۔۔۔ تم بھی تو اب کنگلی ہو۔۔۔ جاؤ جا کر پوچھو اپنے اس چھتے سے جس کے کہنے پر تم نے میرے پروپرٹی کے پیپر زپر سائین لیے تھے اور ان پیپرز کو پڑھنا بھی ضروری نہیں سمجھا،،،، آمنہ بیگ جو سلاخوں کے پیچھے سے خرم بیگ کا گریبان پکڑ کر کھڑی تھی خرم بیگ کے دھکا دینے سے دور جا پڑیں - اگر یہ پاگل عورت دوبارہ مجھ سے ملنے آئے تو اس کو واپس بھیج دینا یہ میری کچھ نہیں لگتی،،،، لیڈی کا نسٹیل جو آمنہ کو اٹھا رہی تھی خرم بیگ کی بات پر اسے زبردستی گھسیٹتے ہوئے باہر لیجانے لگی جس کی آواز دوری کے باوجود تیز تر تیز ہو رہی تھی -

\*\*\*\*\*

اس سب کو میں کیا سمجھوں آخر اتنی بڑی بات آپ نے عائشہ سے کی تو کیسے،،، دھاڑ کی آواز سے دانیال شاہ دروازہ کھول کر اندر آیا اور تیز لہجے میں بولنے لگا۔

کیا مطلب کون سی بات آپ کس بارے میں۔۔۔۔ آپ کو میں نے کہا کہ آپ سب میرے پر بوجھ ہیں؟،،، دانیال شاہ نے مہر کو ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کرتے ہوئے غصے سے کہا۔

وہ۔۔۔ بس میں نے سوچا۔۔۔ یہی تو مسئلہ ہے آپ کا کہ آپ سب کے متعلق خود سے مفروضے قائم کر لیتی ہیں،،، عائشہ کے کمرے سے جانے کے بعد دانیال شاہ فوراً مہر سے باز پرس کرنے پہنچا تھا۔ وہ۔۔۔ مجھے لگا کہ آپ کو اچھا نا۔۔۔ اگر ایسی بات ہوتی تو میں پہلے منع نہ کر دیتا،،، دانیال شاہ نے مہر کی بات کاٹتے ہوئے کمرے میں چکر لگانا شروع کر دیے تاکہ اس کا غصہ کچھ کم ہو جو اس کے چاہنے کے باوجود کسی طرح کم نہیں ہو رہا تھا اور مہر کا چہرہ اس کے غصے کو دیکھتے سفید پڑتا جا رہا تھا۔ سو رری۔۔۔

سو رری فورٹ ڈیمٹ۔۔۔ آپ کے سو رری کہنے سے کیا ہو گا جو ایمبیر سمنٹ عائشہ کے سامنے مجھے ہوئے ختم ہو جائے گی،،، دانیال شاہ نے اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں پکڑ

کر کھینچے۔ جو چیز دانیال کو بہت عزیز تھی وہ تھی دوسروں کے نظروں میں اس کا امیج اور آج انجانے میں مہرنے عائیشہ کے سامنے اس کا امیج خراب کر دیا تھا جس پر رہ رہ کر دانیال کو غصہ آرہا تھا۔ دیکھیے پلیز میری بات سنئے۔۔۔ کچھ دنوں پہلے آپ کسی سے فون پر بات کر رہے تھے کہ آپ زینہ کو یونیورسٹی بھیجنے میں اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے جب عائیشہ نے آپ سے آگے پڑھنے کی بات کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی مجھے لگا کہ آپ نے میری وجہ سے ہامی بھر لی میں نے سوچا کہ جب زینہ کو آپ پڑھنے یونیورسٹی نہیں بھیج سکتے تو عائیشہ کو بھی نہیں جانا چاہیے بس اس وجہ سے میں نے یہ سب کیا،،،، مہرنے جلدی جلدی اسے ساری بات بتائی کہیں وہ اس سے بدگمان ہی نا ہو جائے۔

آپ عائیشہ اور زینہ کا کمپیئرین کیسے کر سکتی ہیں۔ زینہ شاہ حویلی کی بیٹی ہے جبکہ عائیشہ کا حویلی سے کوئی تعلق نہیں پلیز آپ اس چیز کو اپنے دماغ میں رکھیں،،،، دانیال نے اپنی بات کہی اور کمرے سے نکل گیا۔ کیسے تعلق نہیں کیا عائیشہ میری بہن نہیں یا میرا حویلی سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ نہیں مانتے نا اس رشتے کو اور میں پاگل۔۔۔ کیا کیا نا سوچتی رہی سچ کہتے ہیں آپ میں صرف سوچتی ہی ہوں کیوں کہ میں کچھ کر نہیں سکتی۔



مجھے آپ کے علی بھائی ہی لائیں تھے،،،، منال نے رافع کے پھولے پھولے گالوں پر  
 پیار کیا۔ ریلی۔۔۔۔۔،،،، رافع نے اپنی گول گول آنکھوں کو حد سے زیادہ کھولا۔  
 یسس اب جلدی سے ریڈی ہو جاؤ نہیں تو لیٹ ہو جاؤ گے،،، منال نے رافع کا ہاتھ  
 پکڑا اور اٹیچ ہاتھ میں لے گئی۔

\*\*\*\*\*

فاخرہ میری بیٹی۔۔۔۔۔ پلیز تم میرے بیٹی کو لادو خرم نے پتا نہیں کس کے ہاتھوں میں  
 اسے سو نپ دیا،،،، آمنہ تھانے سے سیدھا فاخرہ ملک کے گھر آئی جاتی بھی تو کہاں جاتی  
 گھر بزنس سب تو وہ اپنے ہاتھوں سے برباد کر بیٹھی تھی اور جس کے کہنے پر یہ سب کیا وہ  
 انسان خود مزے سے باہر کے ملک بیٹھا عیاشی کر رہا تھا۔ کیسیا۔۔۔۔۔ ہوا کیا ہی مجھے کچھ  
 بتاؤ بھی تو صحیح کیا ہوا ہے منال کو،،،، فاخرہ جو سب باتوں سے انجان تھی آمنہ کارونا پٹنا  
 دیکھ کر بدحواس ہو گئی۔ وہ خرم کہہ رہا ہے۔۔۔۔۔،،،، آمنہ نے خرم کے اریسٹ  
 سے لیے کر منال کی شادی اور اپنے بزنس کا دیوالیہ ہونے تک ساری بات بتائی جس  
 سے فاخرہ ناواقف تھیں۔ فاخرہ بیگم ابھی تک ناشتہ۔۔۔۔۔،،،، ہارون ملک جو آفس کے  
 لیے ریڈی ناشتہ کا ویٹ کر رہے تھے آمنہ بیگ کو دیکھ کر ایک دم خاموش ہو گئے۔

ہارون آپ کو پتا ہو خرم بھائی۔۔۔۔۔ ہاں مجھے معلوم ہے،،،، ہارون ملک نے بات کاٹتے ہوئے ہر بات پہلے سے جاننے کی تصدیق کی - آپ کو پتا تھا تو مجھے کیوں۔۔۔۔ میں نے ضروری نہیں سمجھا،،،، ہارون ملک نے بے رخی برتی۔ تو پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ منال کی شادی کس سے ہوئی اور وہ کہاں ہے اس وقت،،،، آمنہ بیگ جو ہارون ملک کو دیکھ کر خاموش ہو گئی تھی تیزی سے بولیں -

ہاں جانتا ہوں کس سے ہوئی ہے انفیکٹ میں نے ہی خرم کو مشورہ دیا تھا اور میرے خیال سے منال اور اس کا باپ اس وقت کافی سکون میں ہیں تمہیں نہیں لگتا۔۔۔؟،،،، ہارون ملک نے آمنہ بیگ کی طرف طنز کا تیر پھینکا - ہارون بھا۔۔۔۔۔ نانا مجھ سے کوئی رشتہ جوڑنے کی کوشش بھی نا کرنا،،،، آمنہ پہلے ہی طنز پر بلبلہ رہی تھی اب کی بار غصے سے فاخرہ کی طرف گھومی جو خود حیران نظروں سے ہارون ملک کو دیکھ رہی تھیں - اپنی دوست کو فارغ کرو مجھے آفس کے لیے لیٹ ہو رہا ہے،،، ہارون نے فاخرہ کو دیکھا جو ابھی بھی حیران تھیں۔ مانا کہ ان کو آمنہ یہاں تک کہ منال کا بھی گھر آنا پسند نہیں تھا پھر بھی اتنی بد اخلاقی کا مظاہرہ انہوں نے پہلے کبھی نہیں کیا تھا جو آج کر رہے تھے -



دوسرا کو۔۔۔۔۔ کچھ یاد آیا۔ میں یہیں تھا اس ٹائم،،،، ہارون ملک نے پچیس سال پہلے گزری ایک صبح میں کہی فاخرہ ملک کی بات کا حوالہ دیا جو سراسر ایک غلط فہمی کے سوا کچھ نہیں تھی۔ ایسا کچھ نہیں تھا ہارون۔۔۔ میری بات سنے وہ صرف ایک بات کہی تھی،،،، بعض اوقات انسان غصے میں ایسی بات کہہ جاتا ہے جو اس کے لیے زندگی بھر کا پچھتاؤ بن جاتی ہے فاخرہ کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا تھا۔ دھاڑڑڑ۔۔۔۔۔

حورین۔۔۔۔۔ اگر اسے کچھ ہوا تو میں تمہیں زندہ زمین میں گاڑ دوں گا۔ بہت کچھ چھین چکی تم مجھ سے اب اور نہیں۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اور اس بد ذات کو بھی لے جاؤ،،،، کسی کے گرنے کی آواز پر سب سے پہلے ہارون ملک بھاگے لیکن حورین کو سامنے دیکھ کر انہیں لگا کہ آج واقعی وہ اپنا سب کچھ کھو بیٹھے ہوں۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

آپ کی بیگم صاحبہ نے کھانا کھا لیا،،،، دانیال شاہ صبح کا گھر سے نکلا غصے میں سڑکوں پر خوار ہوتا رات کے 11 بجے گھر میں گھسا تھا۔ آتے ہی ملازمہ سے مہر کا پوچھا۔

نہیں صاحب بی بی جی تو اپنے کمرے سے ہی باہر نہیں نکلیں،،،، ملازمہ خود اپنی بی بی کی وجہ سے پریشان تھی جو صبح سے بھوکے کمرے میں بند تھی۔ اچھا آپ میرے اور

اپنی بی بی کے لیے کھانا لے کر آئیں،،،،، دانیال شاہ کہہ کر مہر کے کمرے کی طرف بڑھا - بھائی آپ کہاں تھے۔۔۔؟ صبح سے میں نے آپ کو کتنی کالز کیں پر آپ نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا،،،،، عائشہ کی جیسے ہی دانیال پر نظر پڑی اس کے پاس آتے ہی فکر مندی سے بولی - سوری گڑیا میں اپنا موبائل گھر پر ہی بھول گیا تھا۔ خیریت ہے آپ مجھے کیوں کالز کر رہیں تھیں،،،،، دانیال شاہ نے مہر کے کمرے کی طرف نگاہ ڈالی تو ذہن میں مہر سے ہوئے جھگڑے سے لے کر سارا دن کی خواری میں گزرا ایک ایک پل نگاہوں میں گھوم گیا -

بھائی وہ۔۔۔ آپ نے اپنا کچھ کہا ہے۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ آپ کی لڑائی تو نہیں ہوئی ایسا سے،،،،، گڑیا نے ڈرتے ڈرتے دانیال شاہ سے پوچھا جو حد سے زیادہ سنجیدہ لگ رہا تھا ہنسی مزاق تو وہ پہلے بھی نہیں کرتا تھا لیکن آج تو کچھ زیادہ ہی خاموش تھا جیسے خود سے خفا ہو یا کسی بات پر غصہ ہو۔۔۔۔۔ بیٹا آپ کو کیوں لگا ہماری کوئی لڑائی ہوئی ہے۔۔۔؟ کیا آپ کو میں ایسا لگتا ہوں کہ میں آپ کی لپ پیپیا سے جھگڑوں،،،،، دانیال نے بڑی مشکل سے چہرے پر سائل لاتے عائشہ کو ریلکس کیا جو کافی ڈری ہوئی لگ رہی تھی - تھینک گوڈ۔۔۔ میں تو صبح سے اپنا کو دیکھ کر گلٹ فیل کر رہی تھی کہ کہیں

آپ نے اپنا کچھ کہا تو نہیں جو وہ بیمار پڑھ گئی ہیں،،،، عائشہ نے شکر کرتے دانیال کو مہر کے بیمار ہونے کی اطلاع دی۔ مہر کی طبیعت خراب ہے اور آپ مجھے اب بتا رہی ہو،،،، دانیال جو عائشہ کی بات پر مسکرا رہا تھا مہر کی بیماری کا سن کر ایک دم سے پریشان ہو گیا۔ جی ہاں۔۔۔۔ ناڈاکٹر کے پاس گئی ہیں اور کچھ کھاپی بھی نہیں رہیں۔ اب آپ آگئے ہیں تو پلیز انھیں کسی ڈاکٹر کو دیکھا دیں،،،، عائشہ ساری بات بتاتے دانیال کے پیچھے مہر کے کمرے کی طرف بڑھی۔ مہر آپ ڈاکٹر کے پاس۔۔۔۔ مہر۔۔۔۔ مہر آنکھیں کھولیں،،،، دانیال نے مہر کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تھپکا جو بخار کی وجہ سے تپ رہا تھا۔ بھائی کیا ہوا ہے اپنا کو،،،، عائشہ جو کافی دیر بعد مہر کے کمرے میں آئی تھی اس کو اس طرح بے سد پڑا دیکھ کر رونے لگی۔ گڑیا کچھ نہیں ہو آپ کی اپنا کو وہ بس بھوک اور بخار کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی ہے،،،، دانیال نے ڈاکٹر کو کال کرتے عائشہ کو تسلی دی جو مہر کو جھنجھوڑتے رو رہی تھی۔ اس کی نگاہوں میں اس وقت خوف نے ڈیرا جمع لیا تھا۔ پری کے گھم ہونے کا خوف۔۔۔۔ جمال صاحب کی موت کا خوف۔۔۔۔ مہر کو کچھ ہو جانے کو خوف۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

تھینک یو بھیو آپ آپنی کو لے کر آئے؟،،،، رافع نے علی کے دونوں گالوں پر پیار کرتے ہوئے کہا یہ اس کی خوشی کا اظہار تھا کہ منال کو اپنے گھر میں دیکھ کر وہ کتنا خوش ہے۔ میں نے بس ان کی ہیلپ کی ہے بیٹا اور کچھ نہیں،،،، علی منال کے کمرے سے نکلنے سے پہلے ہی انٹرویو کے لیے جانا چاہتا تھا پر رافع کو سکول پہنچانے کی وجہ سے رک گیا۔ اب یہ فضول باتیں چھوڑو اور جلدی سے بریکفاسٹ فیننش کرو سکول سے لیٹ ہو رہا ہے،،،، علی نے رافع کی توجہ ناشتے کی طرف کروائی جو اب منال کو بھی اسی طرح پیار کر رہا تھا جیسے کچھ دیر پہلے علی کو کیا تھا۔

میں منو کی گود میں بیٹھ کر کھاؤں گا،،،، رافع نے منال کے گلے میں بازوؤں ڈالتے ہوئے لاڈ سے کہا۔ منو۔۔۔۔۔ یہ کیا بات کرنے کا طریقہ ہے وہ آپ سے کتنی بڑی ہیں آپ ان کا نام بگاڑ رہے ہو،،،، علی نے فوراً سرزش کی۔ اھوووو۔۔۔ بھیو آپ کو نہیں پتا میں اور منو پہلے سے ہی فرینڈ ہیں اور فرینڈز میں ایچ ڈیفرنس کی کوئی ویلیو نہیں ہوتی ہے نامنو،،،،، رافع نے منال کی طرف دیکھ کر اس سے تصدیق چاہی۔ شٹ اپ رافع آج کے بعد میں آپ کو منال سے اس طرح بات کرتے ہوئے نادیکھو وہ ہماری گیسٹ ہیں زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے،،،، علی نے رافع کو ڈانٹتے

ساتھ ہی منال کو بہت کچھ باور کرایا - سوری بھيو۔۔۔۔۔ میری جان ایم سوری مجھے آپ کو ڈانٹنا نہیں چاہیے تھا پر آپ خود بھی سوچو کوئی دیکھ لے آپ کو اس طرح بات کرتے تو کیا کہے کہ علی کا بے بی بوائے اتنا متمیز ہے،،،، علی نے رافع کو روہانسہ دیکھا تو گدگداتے ہوئے اس سے بولا۔

بھيوووو،،،،، رافع کو محلے میں سارے علی کا بے بی بوائے بولاتے تھے جس سے وہ بہت چڑتا بھی تھا اور ابھی بھی یہ ہی ہو ا رافع منال کے سامنے اپنا نیک نیم لینے پر فوراً سے چڑ گیا۔ اوکے۔۔۔۔۔ سیز فائیز۔۔۔۔۔ جلدی سے چلو اب،،،،، علی نے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے کہا -

اچھا امی دعا کرے گا میں سلیکٹ ہو جاؤ،،،،، علی نے ماں کو مخاطب کیا جو کب سے خاموش بیٹھیں کسی سوچ میں بُری طرح غرق تھیں - آپ جانتی ہیں نا میں آپ کی دعا کے بغیر باہر نہیں نکلتا اگر آج آپ دعا نہیں دینا چاہتیں تو میں آپ کی دعا کے سائے بغیر چلا جاتا ہوں،،،،، علی دکھی لہجے میں کہتا مڑ گیا -

پاگل۔۔۔۔۔ ایک دم سے برا منع جاتا ہے اب کیا مجھے ناراض ہونے کا بھی حق نہیں کتنی باتیں تو مجھ سے چھپانے لگ گیا ہے نا،،،،، زکیہ بیگم علی کو گھر سے نکلتا دیکھ کر اس کے

پیچھے بھاگیں۔ جب جانتیں ہیں کہ نہیں ناراض رہ سکتیں تو پھر ہوتی کیوں ہیں،،،،، علی نے ماں کے ساتھ لاڈ کرتے ہوئے کہا۔ کتنے خوش قسمت لوگ ہوتے ہیں جنہیں ماں باپ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ کاش اللہ میرے نصیب میں بھی یہ محبت لکھ دیتا،،،،، منال ماں بیٹے کی محبت کے مظاہرے کو حسرت سے دیکھتی رہی۔

\*\*\*\*\*

حوری، ماما، ڈیڈ کہاں ہیں سب۔۔۔ اموجان حور۔۔۔ گائیز آئی ایم بیک،،،،، کہاں چلے گئے یہ سب لوگ وہ بھی اتنی صبح صبح۔ اموجان تو اٹھ جاتی ہیں نماز کے بعد ہی یہ میری ملانی ہوگی جو نماز پڑھ کر خواب و خرگوش کے مزے لے رہی ہوگی،،،،، فرغام حورین کا ریکشن سوچ کر مسکرایا۔ ابھی بتاتا ہوں اسے مجھے فون پر کہہ رہی تھی دل گھبرا رہا ہے یہ سارے بہانے تھے اس کے مجھے واپس بولانے کے،،،،، فرغام شرارت کے ارادے سے انیکسی کی طرف بڑھا۔ فرغام۔۔۔،،،،، اس سے پہلے کہ وہ باہر نکلتا فاخرہ بیگم جو فجر کی نماز پڑھ کر کمرے سے نکلیں تھیں فرغام کو دیکھتے ٹی وی لاؤنج کی طرف مڑیں۔

تم اتنی صبح۔۔۔ تم نے تو کہاں تھا کہ رات تک پہنچو گے،،،،، فاخرہ فرغام کو دیکھ کر

پریشان ہوتی اس سے ہوئی بات کا حوالہ دیا۔۔۔۔۔ لیس۔۔۔۔۔ میری موممم میں نے آنا تو  
 آج رات ہی تھا پر وہاں کا موسم تھوڑا ٹھیک نہیں تھا سارے ابھی آنے کے لیے تیار ہی  
 نہیں تھے اس لیے میں کل رات کو ہی نکل گیا تھا،،،، فرغام نے ماں کو گلے لگاتے ساری  
 تفصیل بتائی۔ پر بیٹا آپ کو کیا ضرورت تھی۔۔۔۔۔ مومم میں نے حور سے پرسوں  
 پر و مس کیا تھا کی آج صبح سحر کے وقت میں اس کے سامنے ہوں گا اینڈ میں نے  
 کر دیکھا یا،،،،، آنا تو اس نے آج شام میں ہی تھا پر حورین سے بات کر کے وہ اس کے  
 منع کرنے کے باوجود اسی ٹائم نکل گیا تھا وہ الگ بات ہے کہ اسے بہت سی جگہ پر تیز  
 بارش یا پھر روڈ سلائڈنگ کی وجہ سے بہت خوار ہونا پڑا۔ بانیڈا اوسے یہ میڈم آج نماز  
 کے لیے نہیں اٹھیں یہ پھر دوبارہ سو گئی،،،،، فرغام نے حورین کے متعلق پوچھا جس  
 کے آنے کے دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔

فرغام۔۔۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔۔۔ آئی مس یو سو مج،،،،، فرغام ہارون ملک کو دیکھ کر ان کی  
 طرف بڑھا اور انھوں نے بھی اپنے جگر کے ٹکڑے کو خود میں بھیج لیا آخر وہ پہلی بار ان  
 سب سے اتنی دنوں کے لیے دور گیا تھا۔ آپ مجھے کچھ کمزور لگ رہے ہیں خیریت تو  
 ہے ماما سے لڑائی ہوئی ہے یا آپ میری یاد میں دبلے ہو گئے،،،،، فرغام نے باپ کو

دیکھ کر کہا جن کی آنکھوں کے گرد پڑے حلقے ان کی ساری رات جاگنے کی چغلی کھا رہے تھے۔ تم تھک گئے ہو گے تھوڑا سا ریسٹ کر لو،،،،، ہارون ملک نے مسکراتے ہوئے بات پلٹی۔ بے شک فرغام اپنے آپ کو فریش ظاہر کر رہا تھا پر اس کی تھکن اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ میں آپ کی طرح بوڑھا نہیں ہوا جو زرا سے سفر سے تھک جاؤ ابھی آیا،،،،، فرغام باپ کو چھڑتے ایک دفعہ پھر انیکسی کی طرف بڑھا۔ تم کہاں۔۔۔۔۔ ماما وہ میں حور کو دیکھ آؤ نہیں تو آٹھ بجے ہی میرے سر پر کھڑی لڑھی ہوگی،،،،، فرغام نے ماں کو انیکسی میں جانے کی اطلاع دی۔ رک جاؤ فرغام۔۔۔ وہاں کوئی نہیں ہے،،،،، ہارون ملک نے آہستہ سے کہا۔ کیا مطلب ہے وہاں نہیں ہیں کہیں گئیں ہیں کیا،،،،، فرغام کو ایک دم سے غصہ آ گیا حورین کا گھر میں موجود ناہونا اس کی تھکن بڑھا گیا۔ وہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس گھر سے چلے گئے ہیں،،،،، فرغام کو روکنے پر آمادہ ناہوتے دیکھ کر آخر ہارون ملک کو بتانا پڑا۔ کیسیا۔۔۔ مطلب ہے آپ کا کہاں چلے گئے۔۔۔۔۔ ڈیڈ روکیے آپ میری بات کا جواب دیے بغیر اس طرح نہیں جاسکتے،،،،، ہارون ملک کو جھکے سر لیے اپنے کمرے کی طرف جاتا دیکھ کر فرغام غصے سے چیخا۔ مجھے بتائیں کوئی بات ہوئی ہے ماما اور حور کی لڑائی ہوئی ہے۔ آپ پ۔۔۔۔۔ آپ کے ہوتے ہوئے وہ کیسے جاسکتی ہے یہاں سے آپ نے روکا

کیوں نہیں،،،،، اب کے فرغام باپ کو ہلاتے ہوئے بولا جو بالکل خاموش اپنے بیٹے کی حالت پر نادام تھے - فرغام - بیٹا میری با۔۔۔ نہیں سننی مجھے آپ کی بات آپ نے ہی کچھ کیا ہو گا بلکہ آپ نے ہی نکالا ہے حور کو،،،،، فرغام نے فاخرہ ملک کے ہاتھ کو جھٹکا جو اس کو سمجھانے کے لیے آگے بڑھیں تھیں - ایک بات میری یاد رکھیے گا میں حور کو ہر حال میں واپس لاؤ گا اور مجھے ایسا کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا،،،،، فرغام نے ماں سے کہا جو کل صبح کے واقع سے اپنی ہی نظروں میں گر کر رہ گئیں تھیں -

\*\*\*\*\*

آئی لائیں میں آپ کی کچھ ہیلپ کر دوں،،،،، منال نے علی کی امی کو کچن میں اکیلا کام کرتے دیکھا تو جھجکتے ہوئے بولی - نہیں رہنے دو ویسے بھی تمہیں کہاں کچھ آتا ہو گا،،،،، زکیہ بیگم نے بے رخی برتی - نہیں آئی ایسی بات نہیں ہے میں گھر میں بور ہو جاتی تھی تو کچھ نا کچھ بناتی رہتی تھی اس لیے میری کو کنگ بہت اچھی ہے،،،،، منال نے بتانا ضروری سمجھا -

ہمارے ہاں بور ہونے کے لیے نہیں پیٹ بھرنے کے لیے کھانا بنایا جاتا ہے،،،،، زکیہ بیگم نے میٹھا سا طنز کیا جو ان کی عادت کے خلاف بات تھی - تم اندر جا کر میرا انتظار کرو

مجھے تمہیں کچھ دینا ہے،،، منال کو وہیں کھڑے دیکھ کر مجبوراً انھیں کہنا پڑا جو بھی ہوا تھی تو وہ ان کی بہو کیسے شادی کے دوسرے دن وہ اسے کچن میں آنے دے سکتی تھیں - یہ سب کیا آئی۔۔۔۔۔ میرے کچھ مہمان آنے ہیں اب کیا ان کے سامنے اس حلے میں آؤ گی،،، انھوں نے منال کی طرف دیکھ کر کہا جو ابھی بھی کل کے مسئلے ہوئے کپڑوں میں موجود تھی۔ پر آئی یہ سب تو بہت ہیوی۔۔۔۔۔ بات سنو لڑکی میرے گھر میں رہنا ہے تو میرے بتائے طریقوں کے مطابق چلنا ہو گا آئی سمجھ،،،،، زکیہ بیگم نے منال کی بات بیچ میں کاٹتے ہوئے غصے سے کہا - جججی۔۔۔،،، منال کپڑے اٹھا کر کمرے سے بھاگی - ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ صحیح کہا تھا تم نے بیٹا یہ تو بہت ڈرپوک ہے میرے زرا سے غصے سے ڈر گئی،،،، منال کی بوکھلاہٹ دیکھ کر علی کی امی کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی -

اوففففففف۔۔۔۔۔ اب میں اتنے ہیوی کپڑے کیسے پہنوں گی وہ بھی علی کے سامنے،،،،، منال پریشانی میں کمرے کے چکر لگانے لگی - تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں،،،،، زکیہ بیگم منال کو پرانے حلے میں دیکھ کر حیران ہوئیں - جی آئی بس جا رہی ہوں،،،، منال نے دوبارہ ڈانٹ سے بچنے کے لیے بغیر دیکھے ایک سوٹ اٹھایا - ایسا کرو یہ پہن لو ابھی



امم۔۔۔ ی پپانی۔۔۔،،،، تھوڑی دیر بعد سناٹے میں مہر کی کمزور سی آواز نے ہلچل مچا ہی۔ مہر یہ لو پیو،،،،، دانیال شاہ نے مہر کی گرد بازوؤں کا حلقہ بنا کر اسے اٹھنے میں مدد دی اور پانی سے بھر اگلاس اس کے ہونٹوں پر لگایا جسے نقاہت کی وجہ سے خود سے اٹھا بھی نہیں جا رہا تھا۔ نہیں پینا۔۔۔۔ کچھ نہیں چاہیے آپ۔۔۔ کا آپ مجھے اپنا ہی نہیں سمجھتے تو کیوں یہ احسان،،،،، مہر نے گلاس کو ہاتھ سے پرے ہٹایا جو زمیں پر گر کر چھناکے کی آواز سے ٹوٹ گیا۔

کس نے کی ہیں آپ سے یہ الٹی سیدھی باتیں یا پھر خود سے ہی مفروضے قائم کرتی رہیں ہیں آپ سارا دن،،،،، دانیال نے غصے سے مہر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا جس سے اس کا سر دانیال کے سینے سے ٹکرایا۔ آپ نے کہا تھا نا عایشہ کا حو و پلی سے کوئی تعلق۔۔۔۔ تو کیا میرا بھی کوئی تعلق نہیں۔۔۔ کیوں کہا آپ نے ایسا،،،،، مہر دانیال کے سینے پر مکے برساتے غنودگی میں بھی اس سے لڑ رہی تھی۔ بولے نا کیا نہیں تعلق۔۔۔ آپ سے بھی نہیں،،،،، مہر نے آنسو بھری نگاہوں سے دانیال کی طرف دیکھا جو مہر کے خود سے اتنا قریب ہونے پر ساکت اس کی آنکھوں میں ڈوب رہا تھا۔ نہیں۔۔۔۔۔ صرف مجھ سے ہے تعلق اور کسی سے کوئی واسطہ نہیں،،،،، دانیال بے خود سا مہر کو چھوتے ہوئے

بولا جو کھلے بالوں میں دانیال شاہ کی بانہوں میں گھیری اس کے حواس سلب کر رہی تھی - وہ ہمیں دور کر دیں گے،،، مہر کا اشارہ حویلی والوں کی طرف تھا - میں تمہیں خود سے دور ہونے نہیں دوں گا،،، دانیال شاہ نے مہر کی پیشانی سے آوارہ لٹوں کو پیچھے ہٹاتے اپنے پر حدت لبوں کا لمس چھوڑا جو اپنی بند ہوتی آنکھوں کو با مشکل کھول کر دانیال کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی - اب تم سو جاؤ میں یہی پر ہوں،،،،

دانیال شاہ نے اپنے بہتے جزبات پر بند باندھنے کی کوشش کی اور مہر کو خود سے دور کیا لیکن وہ دانیال کے سینے پر سر رکھے آنکھیں موند گئی - یار میں بندہ بشر ہوں کیوں مجھے اپنی نظروں میں شرمندہ کرنا چاہتی ہیں آپ ---؟ یہ ناہو کہ میں جزبات میں کچھ ایسا کر بیٹھوں کہ پھر آپ ہی خفا ہو جائیں،،،، جتنا دانیال اس فسوں کے لمحات سے بھاگنا چاہ رہا تھا اتنا ہی مہر اسے روکنے پر بزد نظر آرہی تھی۔

اب کیا ہو سکتا ہے آپ کے ساتھ مسٹر دانیال شاہ۔ آج آپ کو ایک خوبصورت سی سزا ملی ہے بس ساری رات آنکھوں سے دیدار کرتے صبح پیا سے ہی لوٹ جائیں ---،،،،

دانیال شاہ نے خود سے کہا اور مہر کو خود میں بھیجے بیڈ سے ٹیک لگا کر آنکھیں میچ لیں جن میں دور دور تک نیند کا کوئی نام و نشان نا تھا ----

\*\*\*\*\*

اسلام و علیکم المم۔۔۔،،، علی اپنے گھر میں سارے محلے کو دیکھ کر بات پوری کرنا بھول گیا۔ اوہو وی آئی پی لوگ تو اب آرہے ہیں علی بھائی یہ کیا بات ہوئی بھابھی کو آئے دو دن نہیں ہوئے اور آپ نے آفس جانا شروع کر دیا،،،،، ہمسایوں کی خورشید صاحب کی بیوی نے تیزی سے علی کا راستہ روکا۔ ارے ہٹو بھی لڑکیوں اسے اندر تو آنے دو،،،،، علی کی خالہ کو لڑکیوں کا علی سے فری ہونا ایک آنکھ نابھایا۔ خالہ اماں آپ۔۔۔ کب آئیں اور یہ سب کیا ہے امی،،،،، علی اپنی ماں اور خالہ سے ایک ساتھ مخاطب ہوا۔ لو بھلا میاں ہم تمہاری خوشی میں خوش ہونے آئیں ہیں اور تم ہی بے خبر ہو کیوں زکیہ تم نے اسے ہمارے آنے کا نہیں بتایا تھا،،،،، خالہ بی نے اپنی بہن کو آڑے ہاتھ لیا۔

نننن۔۔۔ نہیں آپا سے بتایا تھا۔۔۔ تم جاؤ اپنے کمرے میں اور تیار ہو،،،،، زکیہ بیگم بہن کے تیور دیکھ کر بوکھلا گئیں۔ یہ امی کی بھی سمجھ نہیں آآ۔۔۔،،،،، علی جو کمرے میں آیا تھا منال پر نظر پڑتے ہی سٹل ہو گیا جو پور پور سجائے لڑکیوں کے جھڑمٹ میں پریشان سی بیٹھی تھی۔ کھی کھی کھی۔۔۔ علی بھائی آپ وہاں کیوں کھڑے ہیں آئیں آئیں آپ کا ہی کمرہ ہے،،،،، علی کو اپنی جگہ جمع دیکھ کر کسی شوخ سی لڑکی نے جملہ کسا۔

یہ بتائیں علی بھائی بھابھی کیسی لگ رہے ہیں،،،، ایک لڑکی جو منال کا دوپٹہ ٹھیک کر رہی تھی مسکراتے ہوئے بولی - بہت خوبصورت۔۔۔،،،، علی بے خودی میں بول گیا -

اووو،،،، لڑکیوں کا ناختم ہونے والا شور شروع ہو گیا - تم ابھی تک یہی کھڑے ہو تیار کیوں نہیں ہوئے اور لڑکیوں چلو تم لوگ باہر،،،، زکیہ بیگم علی کو صبح والے کپڑوں میں کھڑا دیکھ کر غصے سے بولیں - امی یہ سب کیا ہے آپ نے خالہ اماں سے جھوٹ کیوں بولا،،،، کمرہ خالی ہوتے ہی علی ماں سے بحث کرنے لگا - اوو نوو تم بھی نابال کی کھال نکالنے بیٹھ جاتے ہو اب میں سب کو یہ تو نہیں کہہ سکتی تھی کہ تم بیوی بیاہ لائے منال کی گھر میں موجودگی کے بارے میں کچھ تو سب کو بتانا تھا نا اس لیے میں نے سب کو خود ہی دعوت نامہ دے کر بتا دیا کہ منال کے ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے ہم سادگی سے نکاح کر کے لے آئے،،،، زکیہ بیگم نے روٹھے پن سے علی کو ساری بات بتائی - امی پر آپ کو مجھ سے پوچھنا تو چاہیے تھا،،،، علی اس ساری سچو ایشن سے جھجلا گیا - واہ بیٹا واہ خود ماں سے پوچھے بغیر بیوی بیاہ لائے اور ماں کو بول رہے ہو کہ میرے سے پوچھنا تھا،،،، زکیہ بیگم نے سکینڈ میں علی کے چودہ طبق روشن کر دیے -

نہیں امی میں تو۔۔۔ بس بس جیسا کہہ رہی ہوں ویسا کرو یہ سب جو میں کر رہی ہوں نا وہ سب اپنے مرحوم شوہر کی بنی عزت کے لیے کر رہی ہوں کیوں کہ تم نے تو خاندان

کی عزت پر بٹھ لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی،،،،،، زکیہ بیگم نے اپنی بات مکمل کر کے رخِ سخنِ منال کی طرف کیا جو ہونک بنی علی کی کھچائی ہوتے دیکھ رہی تھی۔ تم کھڑی کھڑی میری شکل کیا دیکھ رہی ہو اپنے شوہر کو چیزیں نکال کر دو یا یہ بھی میں بتاؤ،،،،، زکیہ بیگم منال کی سستی پر کھول کر رہیں گئیں۔ حج۔۔۔۔۔ جی انٹی میں ابھی دیتی ہوں،،،،، منال جو صبح سے زکیہ بیگم کے انداز دیکھ رہی تھی اپنا لہنگا سمجھاتے ہوئے ایک ایک چیز علی کو پکڑا نے لگی جو اپنی ماں کی باتوں پر دکھ سے سر جھکا گیا تھا۔ ماشاء اللہ۔۔۔۔۔ چاند سورج کی جوڑی ہے میرے بچوں کی اللہ تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے،،،،، دونوں کو ساتھ آتا دیکھ کر خالہ اماں دونوں کی بلائیں لینے لگیں۔ آمین،،،،، زکیہ بیگم کہتے ہوئے اپنی نم آنکھوں کو خشک کرنے لگیں جو برسنے کو بے تاب تھیں۔ بھائی آپ میری دوست کے ساتھ کیوں بیٹھیں ہیں اور سب آپوں نے انھیں اتنا کیوں تیار کیا ہے،،،،، رافع کافی شام سے یہ سب دیکھ رہا تھا موقع ملتے ہی علی کے گود میں گھسا منمن کرنے لگا۔ کیوں رافع آپ کو بھابھی اچھی نہیں لگ رہیں،،،،، خالہ اماں کی بہو نے رافع کے گال کھینچتے ہوئے پیار سے پوچھا۔ نہیں۔۔۔۔۔ رافع کے براسا منہ بنانے پر سب نے زور سے کمکہ لگایا۔ مجھے وہ سمپل اچھی لگتی ہیں،،،،، سب کو ایک ساتھ ہنستا دیکھ کر رافع نے فوراً کہا کہیں اس کی دوست منال برا ہی نام منع جائے۔ ارے اس سے کیا پوچھ رہی

ہے علی سے پوچھ۔۔۔ کیوں علی کیسی لگی تجھے تیری دلہن،،، محلے کی ایک آنٹی کے کہنے پر علی نے منال کی طرف دیکھا جو آج اس کے ہوش اڑانے کے درپر تھی۔ چلیں علی بھائی نکالیں میرا انعام،،، جس لڑکی نے منال کو تیار کیا تھا اپنا ہاتھ آگے کرتے زور سے بولی۔ انعام۔۔۔۔ کس چیز کا،،، علی اس کی بات کا مطلب سمجھنے کے باوجود انجان بنتے ہوئے بولا۔ بھائی آپ کی دلہن کو اتنا پیارا تیار کیا ہے میں نے،،، لڑکی حیران ہوئی۔

فضول میں اتنی محنت کی،،، علی نے مسکرا کر کہا۔ کیا۔۔۔۔،،، لڑکی صدمے سے چیختی جبکہ منال اور زکیہ نے علی کی طرف دیکھا ایک کی آنکھوں میں سب کے سامنے بے عزت ہونے کا دکھ تو دوسرے کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔ ہم۔۔۔۔ میری دلہن کو تیار ہونے کی کیا ضرورت وہ بغیر تیاری کے بھی بہت پیاری ہے،،، علی نے مسکراتے ہوئے منال کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا جہاں دکھ کے ساتھ نمی بھی اکھٹی ہو رہی تھی جبکہ علی اپنے دل و دماغ کی اس دھوکے بازی پر سخت پریشان تھا جو آج منال کو اپنی دلہن کے روپ میں دیکھ کر بغاوت پر اتر آیا تھا۔

اوووو لگتا ہے علی کو کچھ زیادہ ہی پیاری ہو گئی ہے تیری بہو زکیہ،،،، ایک عورت نے

علی کے آنکھوں سے جھلکتی محبت کو دیکھ کر جل کر کہا - قابو میں رکھیں اپنے بیٹے کو نہیں تو یہ ناہو کہ لے اڑے،،، عورت کی بات پر منال نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا اور علی صرف غصہ ضبط کر گیا - اب رافع کی ماں کو ہی۔۔۔۔۔ ارے بہن دیکھنے میں تو تم مجھے کافی سمجھدار لائیں پر مغز سے پیدل نکلیں لو بھلا بہو بیٹے ناہوئے کھلے سانڈ ہو گئے جو قابو میں کر کے رکھیں،،، خالہ اماں کی بات پر لڑکیاں ٹھٹھا مار کر ہنسیں - آئے نا آپ لوگ کھانا کھالیں سب تیار ہے چلو بچیوں آؤ،،،،، زکیہ بیگم حالات کو خراب ہونے سے بچانے کے لیے سب کو چھت پر لے گئیں جہاں کھانے کا سارا انتظام کیا گیا تھا -

آپ کو بُرا تو نہیں لگا جب میں نے کہا کہ آپ مجھے اچھی نہیں لگ رہیں،،،،، رافع جو سب کے جانے کا انتظار کر رہا تھا منال کے سچے چہرے کو اپنے نئے منے ہاتھوں میں تھام کر بولا - ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ نہیں بالکل بھی نہیں میں تو آپ کی فرینڈ ہونا اور فرینڈز کو ایک دوسرے کی کوئی بات بُری نہیں لگتی اب یہ ہی دیکھ لو میری بسٹ فرینڈ میری کال ہی رسیو نہیں کر رہی پر میں تو اس سے ناراض نہیں ہوں،،،،، منال نے رافع کے گول مول گالوں پر پیار کرتے علی کی توجہ حورین اور فرغام کی طرف کروائی جو نا جانے کہاں

گم تھے ..... -

یہ عورت ذات بھی کتنی کم عقل ہوتی ہے جب پورا نہیں کر سکتی تو دعویٰ کیوں اتنے بڑے بڑے کرتی ہے،،،،، شاہ میر کافی دیر سے اپنی کمرے کی بالکنی سے پری کو دیکھ رہا تھا جو مالی بابا سے باغ میں کچھ رد و بدل کروا رہی تھی - میں نے کہا تھا نا تم سے کہ تم میرے فیصلے سے ایک انچ بھی نہیں حل سکتیں دیکھ لو میں نے اپنی ضد پوری کر دی،،،،، شاہ میر نے پری کو اپنے لائے ہوئے کپڑوں میں دیکھ کر غرور سے سوچا - واقعی غرور کا تعلق انسان کی تربیت سے نہیں اس کی سوچ سے ہوتا ہے اگر اس کا تعلق تربیت سے ہوتا تو شاہ میر اس گناہ سے دور رہتا کیونکہ اس کی تربیت ایک صابر اور شاکر عورت یعنی اسکی دادی ماں نے کی تھی جنہوں نے زندگی کے ہر موڑ پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا - سردار سائیں۔۔۔ کیا بات ہے رشیدہ کیوں حلق پھاڑ کر چلا رہی ہو،،،،، شاہ میر ملازمہ پر چیخا جو اس کے خیالات میں خلل ڈالنے کی وجہ بنی تھی - سائیں معافی پر حویلی سے فون آیا ہے کچھ ہو گیا ہے مطلب چھوٹے سائیں کو جی انہوں نے کچھ کھا لیا۔۔۔ کیا بکو اس کر رہی ہو تم دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا،،،،، شاہ میر کی چنگھاڑنے ملازمہ کی بولتی بند کی جو ریل گاڑی کی طرح چل رہی تھی -

ناجی ناسائیں اپنے سر کی قسم ایان سائیں بوت رورے تھے،،،، ملازمہ اپنے سردار کو  
 غیض و غضب میں دیکھ کر قسمیں کھانے لگی۔ دفعہ ہو جلدی اور ڈرائیور کو بولو کے  
 گاڑی تیار کرے،،،، شاہ میر حویلی کا نمبر ملاتے ہوئے ایک بار پھر ملازمہ پر غصہ ہوا۔  
 کہاں جا رہے ہو،،،، پریشے لان میں چہل قدمی کر رہی تھی شاہ میر کو تیزی سے نکلتا  
 دیکھ کر پوچھے بنا نارہ سکی۔ ویسے یہ خاصی بیویوں والی ٹون ہے۔ خاصی سوٹ بھی کر  
 رہی ہے تم پر،،،،،، پری کے انداز نے پل کی چوتھائی میں شاہ میر کے غصے کا گراف کم  
 کر دیا تھا مگر شاہ میر اس بات سے انجان پری کو تپانا بھولا۔ تمہاری مجھے بیوی  
 بنانے والی خوش فہمی ابھی تک گئی نہیں،،،، پری فوراً سے تپ بھی گئی۔ ہا ہا ہا۔۔۔۔ یہ تو  
 وقت ہی بتائے گا کہ یہ کس کی خوش فہمی ہے اور کس کی غلط فہمی،،،، شاہ میر نے پری  
 پر نظر ڈالی جو سکین اور مہرون کمرہ مینیشن کے سوٹ میں سر کو سوٹ کے ڈوپٹے سے  
 ڈھانپنے کندھوں پر شال ڈالے بھرے بھرے سراپے میں اور دنوں سے مختلف لگ  
 رہی تھی۔ تمہم۔۔۔۔ اب تم نے کالی بلی کی طرح رستہ کاٹ ہی لیا ہے تو بتادو میں  
 حویلی جا رہا ہوں،،،، شاہ میر پری کی بات پوری کرنے سے پہلے بولا۔  
 کیوں۔۔۔۔،،،، حویلی کا نام سن کر پری نے جرع کیا۔ ہمہم۔۔۔۔۔۔ میرے بیٹے کی  
 طبیعت کچھ خراب ہے اس لیے،،،، شاہ میر نے بیٹے پر زور دیتے ہوئے کہا۔

بیٹا۔۔۔۔،،،،، پری نے بے یقین نگاہوں سے شاہ کی طرف دیکھا۔ ہاں ایک نہیں دو بیٹے۔۔۔۔ دعا کرنا کہ جو مجھ تک خبر پہنچی ہے وہ غلط ہو نہیں تو میں ان لوگوں کی نسلیں اجاڑ دوں گا،،،،، شاہ میر نے اپنی بات کی تصدیق کرتے آخر میں پری سے ہی دعا کا بولا جس کی پوری ذات کو بکھیرنے والا کوئی اور نہیں وہ خود تھا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

کیا ہوا حور آج تم نماز کے بعد سوئی نہیں،،،،، اموجان نے حور کو کمرے میں چکر لگاتے دیکھا تو اس کے پاس آکر بیٹھ گئیں۔ بس امونیند ہی نہیں آئی،،،،، حور نے اموجان کی گود میں سر رکھا جو پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ نئی جگہ ہے نا آہستہ آہستہ عادت پڑی گی،،،،، اموجان نے بال سہلاتے ہوئے پیار سے کہا۔ ایک بات پوچھوں آپ سے اموجان آپ کو پہلے سے ہی پتا تھا اس سب کا،،،،، حورین نے دماغ میں کھلبلاتا سوال پوچھا۔ نہیں میں بھی آج ہی آگا ہوئی ہوں اس دردناک حقیقت سے،،،،، سفیہ بیگم نے کرب سے آنکھیں موند لیں۔ حور مجھے ابھی بھی لگتا ہے کہ فاخرہ بے قصور ہے،،،،، اموجان بے بسی کی انتہا پر کھڑی تھیں جہاں ایک سائٹیڈ پر اپنی ماں جانی کی موت کا انصاف تو دوسری جگہ فاخرہ کا خود کے ساتھ گزارا ہوا وقت تھا جو انھیں اس

حقیقت پر یقین نہیں کرنے دے رہا تھا -

آئی کانٹ بلیو آپ اب بھی ان کو سمجھ نہیں پائیں،،،، حورین اموجان کی گود سے نکلتے حیرت سے بولی - کسی کے ساتھ بچپن سے لیکر جوانی اور پھر بڑھاپا گزارنے کے بعد بھی تم اگر کہہ رہی ہو کہ میں اسے سمجھ نہیں پائی تو میں تم پر صرف افسوس کر سکتی ہوں،،،،، اموجان نے حورین کی آنکھوں میں دیکھا جہاں انہیں اپنے لیے صاف ناراضگی دیکھ رہی تھی -

اس کا مطلب ہے ہارون انکل کو آپ جھوٹا سمجھ رہیں ہیں،،،، حورین نے طنزیہ لہجہ اپنایا۔ میں کسی کو کچھ نہیں سمجھ رہی۔ بس اتنا کہہ رہی ہوں کہ فاخرہ سارا کو مروا نہیں سکتی تم نے اس کا ایک روپ دیکھا ہے محبت بھراروپ تو دیکھا ہی نہیں،،،،، اموجان نے حور کو پیار سے سمجھایا - مجھے تو حیرت ہو رہی ہے آپ کی بات سن کر وہ۔۔۔۔ اور محبت سے کسی سے بول لیں،،،،، فاخرہ ملک کے بارے میں سوچ کر حور تلخی سے مسکرائی - وہ صرف اپنے بیٹے سے ہی محبت سے بول سکتیں ہیں اور یہ ہی ایک رشتہ میں ان سے چھین لوں گی،،،،، حورین کے دل و دماغ میں اس وقت صرف انتقام سوار تھا جو اسے صحیح کافرق بھولا گیا تھا - واہ خوب۔۔۔ تم بھی وہ ہی کرو گی جو تمہاری ماں نے

کیا،،،، سفیہ بیگم نے حورین کو داد دیتے اس کی ماں کی سچائی سامنے لانے کی کوشش کی - ا م م م - وویہ آپ کیا کہہ - - - وہ ہی جو سچ ہے،،،، اموجان نے حورین کو بیچ میں ٹوکا -

تم کیا جانتی ہو سارا اور ارمان کے بارے میں یہی کہ دیکھا محبت ہوئی اور پھر شادی - - - نہیں - - - اس میں بہت سے لوگ برباد ہوئے،،،، اموجان ماضی کو سوچتی کر سی پر ڈھیس گئیں - تمہارے باپ سے صرف سارا ہی نہیں آمنہ بھی محبت کرتی تھی - ہارون، خرم اور ارمان کسی ٹائم میں بہت اچھے دوست ہوا کرتے تھے - صرف ارمان کی خاطر آمنہ ان کے ہر پلین میں شامل ہو جاتی آمنہ کی ارمان سے محبت ہم میں سے کسی سے بھی چھپی ہوئی نہیں تھی مگر ارمان دل ہی دل میں سارا کو چاہتا تھا یہ ہم میں سے کوئی جان ناپایا - آمنہ کے کہنے پر خرم بیگ نے ارمان سے بات کی تو ارمان نے منع کرتے اپنا حال دل عیاں کر دیا ہارون نے سیکنڈ بھی نہیں لگایا اور ارمان کو انکار کر دیا وجہ صرف اور صرف اس کا جا گردار گھرانہ تھا جہاں اس کا باپ دوسری ذات کے لوگوں کو کیڑے مکوڑوں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا - پر ارمان نے ہمت نہیں ہاری وہ ہارون کے منع کرنے کے باوجود بھی سارا سے ملتا رہا - سارا کہاں تک اس کے پاگل پن

کا سامنا کرتی خود بھی اس دلدل میں پھنستی چلی گئی اور ارمان کا ساتھ دیتے ہارون ملک  
 کے سامنے جا کھڑی ہوئی،،، سفیہ بیگم اس لمحے کو سوچتے خاموش ہوئیں پھر کیا ہوا  
 امو۔۔ انکل نے ان کی شادی کروادی،،،، اموجو آج تک اپنے ماں باپ کی گزری  
 زندگی سے ناواقف تھی بے صبری سے بولی - نہیں۔۔۔ ہارون نے ارمان کے سامنے  
 ایک شرط رکھی کہ وہ اپنے والدین کو لے کر آئے تو وہ سارا کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں  
 دے گا نہیں تو وہ سارا کو ہمیشہ کے لیے بھول جائے۔ ارمان نے ہر کوشش کی پر اس کے  
 ماں باپ نہیں مانے اور وہ مایوس لوٹ آیا،،،، اموجان نے حورین کو دیکھا جو سب کچھ  
 جاننے کی جستجو میں تھی - تو پھر ماما پاپا کی شادی کیسے ہوئی،،،، اپنے باپ کی مایوسی اور  
 دادا کی سفاکی حورین کی آنکھیں نم کر گئیں - سارا نے خود کشی کی کوشش کی  
 تھی،،،، آخر کار اموجان کو اپنی بہن کی زندگی کا تلخ باب بیان کرنا پڑا - نہیں۔۔۔۔۔ یہ  
 سچ ہے حور میرے منع کرنے پر جانتی ہو اس نے کیا کیا،،،،، اموجان نے حور کو پیار کیا  
 جو بری طرح سے رورہی تھی - اس نے ارمان شاہ کے لیے مجھے، ہم سب کو چھوڑ دیا۔  
 ناوہ ہم سے ملتی اور ناہی کبھی ارمان شاہ کو اس کے ماں باپ سے ملنے دیتی،،،، کتنا مشکل  
 ہوتا ہے ماضی کا سفر کوئی اس ٹائم سفیہ بیگم سے پوچھتا - پر اس سب سے فاخرہ آنٹی کا کیا  
 تعلق وہ کیوں ماما سے اتنی نفرت کرتی تھیں،،،، سارے قصے میں فاخرہ ملک کے

متعلق کوئی بات ناسن کر حورین نے پوچھنا ضروری سمجھا - خرم بیگ نے ارمان اور سارا کی شادی کے بعد بہت کوشش کی کہ وہ تینوں پہلے جیسے ہو جائیں اور اس کے لیے وہ کوئی نا کوئی گھٹ ٹو گھیر کر تار ہتا تا کہ ہارون اور ارمان میں حائل دوریوں کو کم کر سکے۔ ان دونوں کی دوریوں کو ختم کرتے ہمیں یہ پتا ہی نا چلا کہ آمنہ فاخرہ کے دماغ میں کیا خناس بھرتی جا رہی ہے،،،، حورین کے سوال سے سفیہ بیگم کو ایک بار پھر ماضی میں جھانکنا پڑا - مطلب۔۔۔۔ آمنہ نے فاخرہ کی صاف سوچ کو گرد آلود کر دیا ہارون اور سارا کے متعلق۔۔۔۔ تمہارے انکل اور پاپا میں تو دوریاں ختم ہو گئیں پر فاخرہ اور ہارون کی دوریاں تمہارے پاپا کی فوتگی کے بعد کھل کے سامنے آ گئیں جب ہارون سارا اور تمہیں اپنے ساتھ لے کر گھر آئے،،،، اموجان ایک ایک کر کے ساری باتیں حورین کو بتانے لگیں کہ کس طرح آمنہ کے کہنے پر فاخرہ سارا کو ٹیز کرتی - بہت بھاری قیمت چکانی تمہاری ماں نے اس محبت کی،،،، اموجان نے سارا کی گزری زندگی کا سوچا جس میں خوشیوں سے زیادہ غم بھرے پڑے تھے - تم سوچتی ہو کہ فاخرہ نے تمہیں تمہاری ماں سے الگ کیا نہیں یہ وہ مکافات عمل تھا جو تمہاری ماں نے کیا ایک ماں سے اس کے بیٹے کو دور کر کے،،،، اموجان نے دکھ سے کہا - اب تم بتاؤ کیا تم بھی اپنی ماں کے نقش قدم پر چلو گی،،،، سارا کی زندگی کی کتاب کھولنے کا مقصد صرف

حورین کو کچھ غلط کرنے سے روکنا تھا - اہممم میں مانی سے پیارررر۔۔۔۔۔ اسے کیسے چھوڑ دوں،،،، حورین نے روتے ہوئے کہا -

یہ پیار نہیں حوس ہے،،،، حورین کی دیداد لیری پر اموجان کھول کر رہیں گئیں - امو  
 آپپ،،،، حورین سن دماغ سے امو کو دیکھے گئی - رات کو چھپ چھپ کر ملنا ایک  
 دوسرے کے قریب۔۔۔۔۔ اموپلیز ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا،،،، حورین امو کے انداز پر  
 روتے ہوئے خود کو صحیح ثابت کرنے لگی - تمہیں کیا لگا کہ میں وہ سب نہیں  
 جانتی۔ کیوں جاتی تھی تم رات کو اس سے ملنے،،،، اموجان نے غصے میں دھکا دیتے  
 حورین کو خود سے دور کیا آخر اتنے دنوں کا غصہ تھا آرام سے کیسے ختم ہوتا - اہمممو وہ  
 فاخرہ آن۔۔۔۔۔ محبت ایک پاک جزبہ ہے کیوں کہ یہ دلوں میں اترتا ہے اور اسے پاک  
 طرح ہی نبھانا چاہیے نہیں تو یہ ناپاک ہو جاتا ہے لوگوں کی نظر میں بھی اور اللہ کی نظر  
 میں بھی،،،،، اموجان کہتیں حورین کو روتا چھوڑ کر چل دیں -

\*\*\*\*\*

یہ یہاں کیا کر رہے ہیں،،،،، صبح کی روشنی نے جیسے ہی کمرے کا رخ کیا مہر اپنی آنکھیں  
 کھولے ساری سیچو نیشن سمجھنے کی کوشش کرنے لگی جو رفتہ رفتہ اس کے ذہن کے

پردوں پر واضح ہو رہی تھی - کیا انھوں نے ساری رات میرے روم میں ایسے گزار دی،،،، مہر نے دانیال کو دیکھا جو بیڈ سے ٹیک لگائے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرے ہاتھ سے مہر کا ڈوپٹا پکڑے بے آرامی میں سو رہا تھا - او ففففف۔۔۔ اب میں انھیں کیسے اٹھاؤ۔۔۔ آنکھ کھلتے ساتھ ہی آفس جانے کی جلدی ہوگی انھیں،،،، مہر شک و بیچ میں پڑی اپنے بالوں کا جوڑا بناتے دانیال کے ہاتھ سے اپنا ڈوپٹا لینے آگے بڑھی - اووو،،،، مہر نے جیسے ہی دانیال کے ہاتھ سے ڈوپٹہ نکالنا چاہا اسی ٹائم دانیال نے بھی نیند میں ڈوپٹہ کھینچا جس سے ڈوپٹے سمید مہر بھی اس کے اوپر جا گری - وہہہ۔۔۔ ڈوپٹا آپس صحیح سے آ آرام،،، مہر جو اس سب پر شرمندہ تھی دانیال کو اٹھتا دیکھ کر کہتی واشر روم میں بھاگ گئی اور دانیال مسکراتا ہوا کمرے سے نکل گیا -

مجھے آپ سے کچھ۔۔۔۔۔ میں لیٹ ہو رہا ہوں بائے،،،،، مہر نے دانیال کو آفس کے لیے نکلتے دیکھ کر اپنی بات کہنی چاہی جسے دانیال شاہ نے بیچ میں ہی کاٹ دیا جو اس بات کا واضح اشارہ تھا کہ وہ اس سے ابھی بھی ناراض ہے - آپ ناشتہ تو کر لیں آفس میں تو آپ سارا ٹائم بھوکے رہیں گے،،،، مہر اس کے پیچھے چلتے ہوئے بولی - آپ بھی تو کل سارا دن بھوکے تھیں میں رہ لوں گا تو کوئی۔۔۔۔۔ ٹرن ٹرن،،،،، دانیال شاہ بچتے موبائل

کی وجہ سے اپنی بات ادھوری چھوڑ تیز تیز چلنے لگا - ہیلو۔۔۔ ہاں شاہ کیا۔۔۔ ہو کیا ہے اسے۔۔۔ تم پہنچو میں بھی نکل رہا ہوں،،،،، دانیال شاہ دوسرے سائیڈ کی بات سنتے ساتھ ہی اجلت میں باہر کو بھاگا - آپ اتنے پریشان جا کہاں آ آ آ آ آ،،،،، مہر جو دانیال کے پیچھے بھاگی تھی باہر آتے ہی ایک دم سے چیخی - مہر کیا ہوا ہے آپ۔۔۔ او مانے گوڈ آپ جوتے کے بغیر باہر کیوں آئیں جانتی نہیں ہیں یہاں پر نو کیلے پتھر

ہیں،،،،، دانیال گاڑی میں بیٹھتے مہر کی چیخ سن کر مڑا جو نو کیلے روش پر کھڑی اپنے پاؤں بُری طرح زخمی کر چکی تھی - نوری رانی جلدی سے فسٹ ایٹ باکس لاؤ،،،،، دانیال شاہ مہر کو گوڈ میں اٹھائے اندر کی طرف بڑھا - آپ پلینز میرے پاؤں کو ہاتھ نہ۔۔۔ ہشششش۔۔۔ ایک دم چپ اب آپ نے ایک بھی لفظ منہ سے نکالا تو مجھ سے بُرا

کوئی نہس ہو گا آئی سمجھ،،،،، دانیال شاہ مہر کے پاؤں سے تیزی سے نکلتے خون کو صاف کرنے لگا جس پر مہر آمادہ نہیں ہو رہی تھی اور بار بار دانیال کے ہاتھ کو پکڑ کر روکنے کی کوشش کرتی - کیوں اتنی بے پرواہ ہیں آپ خود سے اپنی تکلیف کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتیں۔ پاگوں کی طرح کیوں بھاگ رہی تھیں آپ میرے پیچھے،،،،، جس تیزی سے دانیال زخم پر مرہم لگا رہا تھا اسی تیزی سے اس کا غصے کا گراف بھی بڑھ رہا تھا - ایسا یہ کیسے ہوا،،،،، عائنہ مہر کو زخمی دیکھ کر حیران رہ گئی جو ابھی تو بالکل ٹھیک تھی - کان کھول

کر سن لو تم دونوں میرے واپس آنے سے اگر مجھے آپ کی بی بی جی کمرے سے باہر نظر آئیں تو آپ کی خیر نہیں،،،، عائشہ نے پیار سے اپنے بہنوئی کو دیکھا کر اپنی اپیا کی خوشیوں بھری زندگی کی دعا کی جو گھٹنوں کے بل بیٹھا بینڈج کے ساتھ ملازمہ کو سخت لہجے میں آگاہ بھی کر رہا تھا۔ اور آپ کو تو میں آکر پوچھتا ہوں،،،،، دانیال نے مہر کو دیکھا جو سر جھکائے آنسوؤں کو روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔ بابر۔۔۔ جی صاحب جی،،،، دانیال کے آواز دیتے ساتھ ہی ملازم فوراً حاضر ہوا۔ میرے آنے سے پہلے تک کا تمہارے پاس ٹائم ہے مجھے یہ پتھروں کی روش واپسی پر نظر نا آئے،،، دانیال نے مختلف پتھروں سے بنی روش پر غصے بھری نظر ڈالی جس پر ابھی بھی مہر کے خون کے دھبے موجود تھے۔ پر صاحب جی آپ کو یہ حصہ تو اتنا پسند ہے پھر بھی آپ،،،،، چونکہ بابر کو ٹھی کی تعمیر سے یہاں پر ملازمت کر رہا تھا اور باخوبی جانتا بھی تھا کہ یہ پتھر کسی ایک جگہ کے نہیں مختلف ممالک کے ساحل سمندر سے منگوائے گئے ہیں جن میں ناصر ف وقت بلکہ بہت سارا پیسہ بھی استعمال ہوا ہے اس لیے بابر نے دانیال شاہ کو بتانا اپنا فرض سمجھا۔

نہیں بابر جو چیز میری فیملی کو زرا سی بھی تکلیف پہنچائے گی میں اسے رستے سے ہٹانے



بات سچ ہے یا جھوٹ،،، خالہ اماں بے بہن کی بات کاٹتے ہوئے تیکھے لہجے میں کہا -  
 نہیں آپا۔۔۔ امی پلیز خالہ اماں جو امی نے کہا وہ سچ نہیں تھا بلکہ،،،، علی نے بات کو  
 چھپانا فضول سمجھا اور ساری بات انھیں بتادی - اچھا تو یہ ماجرہ تھا پر پتر تجھے اپنی ماں کو تو  
 بتانا چاہیے تھا نا سوارمان ہوتے ہیں ماں کہ،،،، خالہ جان ساری بات سن کر تحمل سے  
 بولیں - نہیں آپا گلہ تو مجھے اس سے اس بات کا ہے کہ اس نے مجھ سے اتنی بڑی بات  
 چھپائی کہ یہ منال سے محبت کرتا ہے،،،، زکیہ بیگم نے علی اور منال کے سر پر دھماکہ  
 کیا -

تجھے کیا لگا کہ تو مجھے نہیں بتائے گا تو کیا مجھے پتا نہیں لگے گا پاگلے مجھے سب پتا ہے کہ تو  
 منال سے کتنی محبت کرتا ہے صرف میری خاطر تو نے اپنی محبت کو ماننے سے انکار  
 کر دیا،،،، زکیہ نے علی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا جسے وہ دو دنوں سے ناراض  
 ہونے کا ڈرامہ کر رہی تھیں - اہممم۔۔۔ آپ کو یہ سب،،،، علی نے حیرت سے اپنی  
 ماں کی طرف دیکھا جو اسے جھٹکے پر جھٹکے دیے جا رہی تھیں - جب تو منال کو لے کر آیا  
 تو میں بہت ناراض تھی تیرے سے - اسی وقت فرغام کا فون آیا تو میں نے اپنا سارا غصہ  
 اس بیچارے پر نکال دیا پہلے تو وہ بچہ خاموشی سے سنتا رہا جب میں بول بول کے تھک گئی

تو پھر اس نے مجھے ساری بات بتائی کہ تو منال سے زیادہ مجھ سے پیار کرتا ہے کہ میری خاطر اپنے پیار سے ہی انکاری ہو گیا اور کس حالات میں تو نے منال سے شادی کی ہامی بھری،،،،، علی کی شادی کا فرغام کو زکیہ بیگم سے ہی پتا چلا تھا۔ ان کو غصے میں دیکھ کر فرغام نے اپنے پاس سے پتا نہیں کون کون سی علی کی منال سے عشق کی داستان ان کو سنائی کہ وہ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گئیں آج کا چھوٹا سا فنکشن بھی فرغام کی پلینگ کا حصہ تھا۔ جا جا اب تجھے دوستوں کی کہاں یاد آئے گی مگر ہم بھی تیرے دوست ہیں دوستی کا حق ادا کریں گے کل کا دن تیری زندگی کا سب سے یادگار دن ہو گا،،،،، علی کو فرغام سے ہوئی اپنی آخری بات یاد آئی۔ وہ پاگل تو کہہ رہا تھا کہ آنٹی آپ کی بہو بہت ڈرپوک ہے آپ زرہ سا بھی خفا ہوئیں وہ کانپنے لگ جائے گی آپ کو بیٹے کے خود سے دور جانے کی فکر ہی نہیں ہو گی،،،،، زکیہ نے منال کی طرف دیکھا جو ایک کونے میں سر جھکا کر کھڑی تھی۔ میں صبح سے اپنی بچی کو ڈانٹ رہی تھی ناراض تو نہیں ہے نا اپنی ماں سے،،،،، زکیہ نے منال کے سبے چہرے پر پیار کیا۔ ماں۔۔۔۔۔ ہاں میرے بچے جیسے علی میرا بیٹا ہے اسی طرح تو بھی میری بیٹی ہے،،،،، زکیہ کی بات پر منال ان کے گلے لگی ہچکیوں سے رونے لگی اسے تو کبھی اس کی اپنی ماں نے بھی اتنے پیار سے گلے نہیں لگایا ہو گا۔ اور میں کس کا بیٹا ہو بڑی امی۔۔۔؟،،،،، رافع منال کو روتے دیکھ کر اس کی گود

میں چڑتے ہوئے زکیہ بیگم سے پوچھنے لگا مگر نظر منال پر ہی تھی جو اپنے آنسوؤں پر بند باندھنے کی کوشش میں تھی۔ او میری جان تم تو سب کے فیورٹ ہو اس لیے سب کے بچے ہو،،،، علی نے رافع کو منال سے لیتے خود میں بھیجے کہا جو علی کے کندھے سے لگے آنکھیں میچ گیا تھا۔

میں تو سوچے بیٹھی تھی کہ تیری کھنچائی کروں گی پر تو تو بڑا ہی تیز ہو گیا ہے بڑی قربانیاں دینے آگئیں ہیں،،،، خالہ اماں نے علی سے کہا جو رافع کو سلانے میں لگا ہوا تھا۔ اس کو دیکھ کر ہی میں سمجھ گئی تھی کہ یہ بہت معصوم بچی ہے ہمیشہ اس کا خیال رکھیں،،،، خالہ اماں نے منال کا ماتھا چوما۔ بیٹا آپ اب اپنے کمرے میں جاؤ آرام کرو صبح ملاقات ہوگی شب خیر،،،، زکیہ بیگم نے رافع کو علی سے لیتے اپنے کمرے کی طرف مڑ گئیں جہاں خالہ اماں سونے کے لیے لیٹ گئی تھیں۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

کیا ہوا ہے اماں کو،،،، جیسے ہی شاہ میر کی پجار و حویلی کے سامنے رکی سارے ملازم سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔ سائیں وہ انہیں کسی نے کچھ نشہ آور چیز۔۔۔۔ چٹاخ الو کے پٹھوں میں تمہیں پیسے عیاشی کے دیتا ہوں؟ دو بچوں پر نظر نہیں رکھ سکتے تم،،،، شاہ

میر ملازم کے منہ پتھپڑ مارتے ہوئے چیخا - معافی سسس۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ اور آج کے بعد مجھے شکل بھی نادیکھانا،،، ملازم جو شاہ میر سے بری طرح چپٹ رہا تھا شاہ کی بات سنتے بھاگتا ہوا نظر آیا -

شاہ یہ کیا بکواس کر رہا تھا امان کو کسی نے،،، دانیال جو ابھی ابھی آیا تھا ملازم کی بات سن کر سکتے میں کھڑا رہ گیا - دانی میں زندہ نہیں چھوڑوں گا ان میں سے کسی کو بھی،،، شاہ میر کی آنکھوں میں اس وقت خون سوار تھا - شاہ، دانیال میر امان،،،،، رابعہ شاہ دونوں کو دیکھ کر ان کی طرف برہیں - آپ فکرنا کریں پھوپھو میرے ہوتے ہوئے ان میں سے کسی کو کچھ نہیں ہو سکتا،،،، شاہ میر نے کندھے سے لگی روتی اپنی پھوپھی کو حوصلہ دیا - ہیلو مسٹر شاہ ایف یو ڈونٹ مائنڈ کین وی ٹوک،،،، ڈاکٹر جوان کا فیملی ڈاکٹر بھی تھا شاہ اور دانیال کو دیکھ کر ان کے پاس آیا - مسٹر شاہ میں نہیں جانتا کہ آپ کے گھریلو مسائل کس نوعیت کے ہیں لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ امان کی اس حالت کے پیچھے کسی چیز کا غم یا زہنی ٹینشن ہے،،،، ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہنا شروع کیا - آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں،،،، شاہ جو ہر بات سے انجان تھا فوراً بولا - اس لیے کہ ان کی بوڈی پر کوئی ایسے نشان نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ انھیں زبردستی انجکشن لگائے

گئے ہیں،،، ڈاکٹر نے ان کی معلومات میں اضافہ کیا۔ آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ امان نے یہ سب خود،،، حیرت کی زیادتی سے شاہ میر سے بات پوری ناہو سکی ڈاکٹر کی باتیں سن کر اس کا دماغ چرنے کی طرح گھوم رہا تھا۔

اس بات کا جواب تو وہ خود دے سکتے ہیں بر حال میں نے کچھ میڈیسن لکھ دی ہیں آپ انہیں باقاعدگی سے دیتے رہیں،،، ڈاکٹر کہتا حویلی کے دروازے کی جانب چل دیا۔

ایان۔۔۔۔۔ بجا میں۔۔۔۔۔ مجھے نہیں پتا سب۔۔۔۔۔ ہششششش ریلکس کچھ نہیں ہوگا

اسے،،، ایان شاہ میر کے غصے کی وجہ سے بہت ڈرتا تھا جبکہ شاہ میر نے ان دونوں کو ان کی غلطی پر بھی کبھی نہیں ڈانٹا لیکن پھر بھی ایان کے شاہ میر سے خوف زدہ ہی رہتا اس کے مقابلے میں امان شاہ سے اپنی ہر بات منوالیتا بلکہ شاہ کے غصے کی پروا کیے بغیر اس سے ہنسی مزاق بھی کرتا رہتا۔ بھائیو۔۔۔۔۔ امان جانی آنکھیں کھولو دیکھو میں اور میر آئے ہیں،،، امان کی آواز سننے ہی دانیال بیڈ پر بیٹھتے اس کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔ مجھے آ آ آپ سے بات نہیں۔۔۔۔۔ آپ نہیں آ،،، امان منہ میں بڑ بڑاتے ہوئے دوبارہ مدہوشی میں چلا گیا۔ میری غیر موجودگی میں حویلی میں کچھ ہوا تھا کیا،،، شاہ میر نے امان کی حالت اور دانیال سے ناراضگی کے پیش نظر سر سرے سا

پوچھا - نہیں۔۔۔۔۔ بھائی،،، ایان کی بوکھلاٹ شاہ میر کو چوڑنگائی - آپ دانی کی طرف کیا دیکھ رہے ہو میری طرف دیکھو بتاؤ مجھے آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا،،،، اب کی بار شاہ نے اپنا لہجہ تھوڑا تیز رکھا - دانی کیا ہوا تھا میرے پیچھے،،،، ایان کی خاموشی نے شاہ کو دانیال کی طرف متوجہ کیا - شاہ وہ زینی کی پڑھائی کو لے کر۔۔۔۔۔،،،، دانیال شاہ نے پڑھائی کے لیے زینی کی فرمائش سے لیکر امان اور رابعہ شاہ کی بحث، رابعہ شاہ کا اسے مارنا اور دانیال شاہ کا امان کی بات ناماننا ہر ایک بات کا شاہ کو بتایا - شاہ۔۔۔۔۔ میری بات سن،،،، شاہ میر غصے میں بھراتیر کی تیزی سے نکلا - بھائی اب کیا ہو گا،،،، ایان شاہ میر کو غصے میں دیکھ کر پریشان ہوا - آپ پریشان ناہو میں دیکھتا ہوں اسے آپ امان کا خیال رکھو،،،، دانیال نے ایان کو تسلی دی اور شاہ میر کے پیچھے بھاگا - کیا کہا ہے آپ نے امان سے،،، شاہ میر ڈائینگروم میں سب کو بیٹھا دیکھ کر آتے ساتھ ہی چیخا - یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا بھول گئے ہو کہ وہ تمہاری پھوپھو ہیں،،،، اکبر شاہ چاہ کر بھی تحمل کا مظاہرہ نا کر سکے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ زمین پر پٹختے کھڑے ہو گئے -

امان کو ڈانٹتے ہوئے یہ بھول گئیں تمہیں کہ وہ کون ہے،،، شاہ میر نے رابعی شاہ کو

پوائنٹ آؤٹ کرتے ہوئے کہا جو شاہ کو خود سے پہلی بار بد تمیزی کرتا دیکھ رہیں تھیں -

پلیز میر ہوش میں رہ کر بات کر،،،،، دانیال شاہ نے شاہ میر کی توجہ اس کی بد سلوکی کی طرف کرائی - اگر بات میرے بیٹوں کی ہوگی تو میں دیکھوں گا نہیں کہ میرے سامنے کون ہے یہ بات آپ لوگ بھی اچھی طرح یاد رکھیے گا،،،،، شاہ نے سب کو وارنگ دی - تو چل،،،،، اکبر شاہ کو غصے سے شاہ میر کی طرف بڑھتا دیکھ کر دانیال شاہ نے اسے اپنے ساتھ باہر گھسیٹا - دانی چھوڑ مجھے۔۔۔ تیرا دماغ خراب ہو گیا تھا ہوش میں نہیں ہے کیا تو؟،،،،، دانیال شاہ باہر نکلتے ساتھ ہی شاہ میر پر برس پڑا - ہاں۔۔۔۔۔ ہو گیا ہے میرا دماغ خراب دیکھی نہیں تو نے اس کی حالت ابھی ڈاکٹر کیا کہہ کر گیا ہے کہ امان نے خود سے،،،،، امان کی تکلیف شاہ میر کی آنکھیں نم کر گئیں امان اور ایان کو لیکر شاہ میر حد سے زیادہ پوزیسو تھا اول تو ایسا ہوتا نہیں تھا کہ کوئی بھی ان دونوں کو کچھ کہے اگر کوئی غلطی سے کہہ دیتا تو شاہ میر جب تک اس انسان کو آٹھ آٹھ آنسو نارولادے چین سے نہیں بیٹھتا تھا - وہ میرا بھائی ہے دانیال شاہ میرا۔۔۔۔۔ سردار شاہ میر زمان کا اور کوئی میرے بھائی کے ساتھ ایسا کرنا خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا،،،،، شاہ میر نے رابعہ شاہ کا غصہ گاڑی پر مکار تے خود پر نکالا - ریلکس میر۔۔۔۔۔ جب تک مجھے سچ کا

نہیں پتا چل جاتا میں ریلکس۔۔۔۔۔ بھائیو امان کو حوش آ گیا ہے،،،،، ایان بھاگتا ہوا  
دونوں کے پاس آیا - کیسے ہو بیٹا،،،،، دادو نے پیار سے امان شاہ کا ماتھا چومہ جو پورے  
حویلی کی رونق تھا -

میں اب ٹھیک ہو بس وہ کچھ کھایا نہیں تھا تو بی پی لو،،،،، امان نے سب سے نظرے  
چراتے ہوئے کہا - کوئی بات نہیں جگر کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے تم ریست کرو ہم چلتے  
ہیں،،،،، اکبر شاہ نے ساری بات جاننے کے باوجود بھی پوچھ گچھ کرنا صحیح نا سمجھا اور امان  
کو آرام کی تلقین کرنے لگے - ایک منٹ رکیں بابا سائیں اس سب کی وجہ،،،،، شاہ نے  
امان کے پاس بیٹھتے ساتھ ہی سوال کیا - میر ہم بعد ہشش۔۔۔۔۔ مجھے وجہ جانی ہے  
ابھی،،،،، شاہ میر نے امان کی آنکھوں میں دیکھتے اپنی بات پر زور دیا جہاں اس وقت اسے  
خوف صاف دیکھائی دے رہا تھا -

می۔۔۔۔۔ میرو،،،،، امان شاہ میر کے گلے لگتے رونے لگا کہ اپنی اس بے وقوفی کا سب کو کیا  
جواب دے - میری جان کیا ہو تھا کسی نے کچھ کہا یونی میں یا پھر حویلی میں،،،،، شاہ میر  
نے امان کو گلے لگائے نرمی سے پوچھا بھائیوں کے معاملے میں شاہ میر غصہ کر ہی نہیں  
سکتا تھا -

میر مجھے آپ سے کچھ چاہیے،،، اماں نے شاہ میر سے دور ہوتے ہوئے ہمیشہ کی طرح اس سے اپنی ضد منوانی چائی - کیا چاہیے میرے بیٹے کو،،،، ہمیشہ کی طرح شاہ میر نے بھی وہی جواب دیا - زینی۔۔۔۔ مجھے زینیہ چاہیے ابھی اسی وقت،،،،،



چاندنی میں نہایا آسماں ہر نظارے کو اپنی جگمگ میں لپیٹے جہاں سماں میں اپنا فسوں پھیلا رہا تھا وہی ایک ڈور میں بندھے دو لوگ اس فسوں سے نکلنے کی جستجو میں تھے جو قسمت سے ایک ہو گئے تھے۔۔۔۔ پتہ نہیں علی کے ساتھ مسئلہ کیا ہے شادی تو ہو گئی چاہے جیسی بھی ہو پھر اسے ایک سیپٹ کرنے میں کیا مسئلہ ہے،،،،، منال گھونگھٹ ڈالے روایتی دلہن کی طرح علی کی پیش قدمی کی منتظر تھی - اس فرغام کو تو میں زندہ نہیں چھوڑو گا مجھے پھنسا کر خود نا جانے کہاں مر گیا ہے،،،،، علی پورے کمرے میں پینڈولیم کی طرح کھومتا فرغام کا نمبر ملاتے بار بار کوس رہا تھا جو بند جا رہا تھا - اور ایک اس کو دیکھو جب جانتی ہے کہ میری اس رشتے کو لے کر کیا سوچ ہے اس کے باوجود سہج دھج کے بیٹھی میرا انتظار کر رہی ہے جیسے میں ابھی اس کی منہ دیکھائی کرنے والا ہوں،،،،، علی منال کو دیکھ کر جھنجلا یا جواب گھونگھٹ کو ہٹائے اس کی ساری کاروائی



خود کا اور میرا تماشہ بنانا چاہتے ہیں ہمارے بیچ جیسا بھی رشتہ ہے وہ صرف اس کمرے تک ہی محدود رہے تو اچھا ہے اس لیے ناتو میں کہیں جا رہی ہوں اور نا ہی آپ کو جانے دوں گی اور پلیراب سو جائیں گڈنائیٹ،،،،، علی کی ایک ہی بات کی تکرار سن سن کر منال کا ضبط جواب دے گیا غصے سے کہتی علی کے کمرے کو زمین پر بیچھا کر لیٹ گئی - تمہارے گڈنائیٹ بولنے سے جیسے مجھے ابھی نیند آ جانی ہے نا،،،،، علی غصے میں کروٹ لیتا سونے کی کوشش کرنے لگا پر یہ جانے بغیر کہہ آج کی رات نیند دونوں پر مہربان ہونے والی نہیں۔۔۔۔۔



زمینیہ۔۔۔۔۔ ہاں بھائیو میں زینی سے شادی کرنا چاہتا ہوں،،،،، امان اپنی بات پر اڑا رہا - امان آپ حد سے بڑھ رہے ہیں جانتے بھی ہیں کہ حویلی کی عزت کے بارے میں ایسی گھٹیا بات کتنا بڑا طوفان مچا سکتی ہے،،،،، اکبر شاہ نے غصے کے باوجود امان کو اس کی سب کے سامنے کہی بے تکی بات کا احساس دلایا کہ وہ اپنے بچپن میں کتنی بڑی بات کر بیٹھا ہے - آپ کو ریسٹ کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ آپ کا دماغ جگہ پر آئے،،،،، اکبر شاہ نے امان کے کندھے کو سہلاتے اپنے ہاتھ کا داؤڈالا جس کا مطلب تھا کہ وہ اب

خاموش رہے -

اگر آپ نے میری بات نہیں مانی تو میں خود کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہوں،،،،، اماں نے شاہ میر کی طرف دیکھا جو بت بنا اپنے چھوٹے بھائی کی آنکھوں میں ایک جنون دیکھ رہا تھا کچھ پالینے کا یا پھر سب کچھ برباد کرنے کا - تم ہمیں دھمکی دے رہے ہو حوش میں تو ہو،،،،، اکبر شاہ آپ سے باہر ہوتے چیخ پڑے -

پلیز بڑے پاپا آپ لوگ چلیں میں بات کرتا۔۔۔۔۔ میں نے آپ سے جتنی بات کرنی تھی میں نے کر لی اُس ٹائم آپ کچھ سننا نہیں چاہتے تھے اور اب میں۔۔۔۔۔،،،،، اماں شاہ نے دانیال کی بات کاٹتے ہوئے اپنا ارادہ بتایا - بیٹا ہر کام طریقے سے کیا جائے تو اچھا لگتا ہے آپ جانتے ہونا کہ زینبہ آپ کی بچپن کی منگیتر ہے اور اس کی شادی آپ سے ہی ہونی ہے تو پھر اس سب ہنگامے کی کیا ضرورت،،،،، افضل شاہ زینبہ کے باپ ہونے کے باوجود بھی بڑے تحمل کا مظاہرہ کرتے اماں کو سمجھا رہے تھے - افضل صحیح تو کہہ رہا ہے تو کیوں پاگلوں جیسی باتیں کر رہا ہے ہمارا خاندان، برادری کیا سوچے گا کیا کیا نہیں باتیں بنائیں گے لوگ،،،،، دادی اماں بھی روہان سے لہجے میں بولیں - شاہ میر کی چپ انھیں ہولار ہی تھی جانتی جو تھیں اپنے شاہ کو جو ایک دفعہ سوچ لے اس سے

پیچھے نہیں ہٹتا تھا - میرو کیا تم بھی میری بات نہیں مانو گے،،،، امان شاہ سب کو ایک ہی بات پر قائم دیکھ کر آخری بار شاہ سے بولا - دانیال، ایان جتنے بھی عزیز ہیں ان سب کو دعوت نامہ بھیجو آج رات نماز عشاء کے بعد امان اور زینہ کے نکاح کا،،،، شاہ میرے وہی کیا جو امان چاہتا تھا شاہ میرا اپنے فیصلے سے امان کے چہرے پر کھیلتی خوشی صاف دیکھ سکتا تھا - تم ہوتے کون ہو اتنا بڑا فیصلہ کرنے والے،،،، اکبر شاہ اپنے بیٹے کے تحکم بھرے انداز پر کھول کر رہ گئے - آپ شاید بھول رہے ہیں میں سردار شاہ میر ہوں اس حویلی، گاؤں اور اس سے جڑے تمام چھوٹے بڑے قصبوں میں رہنے والوں کی زندگی کا فیصلہ کرنے والا،،،، شاہ میر نے غرور سے پُرجے میں کہا اور ملازموں کو آواز دیتا باہر نکل گیا -

\*\*\*\*\*

حور بی بی وہ باہر فرغام بابا آئیں ہیں اندر بھیج دو،،،، ملازمہ جو احمد والا سے آئی تھی ان کے درمیان چپکلیش دیکھ کر فرغام کے بارے میں پوچھنے لگی - امو آپ خود اسے ہینڈل کریں اور پلیز مجھے مت بولائیے گا،،،، فرغام کا نام سنتے ساتھ ہی غصے سے حورین کی دماغ کی رگیں تن گئیں - بھاگ رہی ہو اس سے،،،، حورین کو ناشتہ چھوڑتا دیکھ

کر اموجان بولنے سے خود کو روکنا پائیں۔ نہیں خود کو بچا رہی ہوں،،،، حورین جواب دیتے اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔

اسلام و علیکم اموجان۔۔۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی میں اتنے دنوں کے بعد آیا اور آپ سب ادھر آگئے،،،، فرغام اموجان سے گلے ملتے بولا۔ ہاں وہ بس۔۔۔۔۔ آپ کا اور ماما کا ساتھ کتنا پرانا ہے جانتی ہیں ناکہ وہ غصے میں الٹا سیدھا بول جاتی ہیں ایسے بندے کی بات کو دل پر لینا کہاں کی عقل مندی ہوئی،،،، فرغام میں اپنی ماں کی عادت کے بار میں بات کرتے اموجان کو سمجھایا۔ فرغام تم کچھ نہیں جانتے،،،، فرغام کی بات سے اموجان کو اندازہ ہو گیا کہ وہ لا علم ہے ساری بات سے۔ میں سب جانتا ہوں ممانے کچھ کہا ہوگا اور حور میڈم نے غصے میں یہاں آنے کی رٹ لگا دی ہوگی۔ رائیٹ۔۔۔۔۔ پر اتنی سی بات پر کوئی اپنا گھر چھوڑتا ہے بھلا،،،، فرغام کو لگا کہ ہر بار کی طرح اس بار بھی فاخرہ ملک نے ان کو کچھ کہا ہے جس پر حور اور اموجان غصے میں ارمان شاہ کے گھر میں آگئیں ہیں۔ فرغام میری۔۔۔۔۔ میں آپ کی بات بھی سنوگا اور آپ کے ہاتھوں کا بنا مزے دار ناشتہ بھی کروں گا لیکن احمر ولا جا کر آپ بس چلنے کی تیاری کریں میں زرا اس حوری کی عقل ٹھیک کر کے آیا،،،، فرغام اموجان کی بات کا ثنا حورین کے کمرے کی طرف

بڑھا -

فرغام روک جاؤ بات تو سنو میری،،،،، اموجان فرغام کو آوازیں دیتی رہیں گئیں پر وہ ہمیشہ کی طرح ان سنا کر گیا۔ ہیلو جانِ فرغام کیسی ہو،،،،، فرغام حورین کو بے خبر کھڑکی ہیں کھڑا دیکھ کر پیچھے سے ہگ کرتے کانوں میں سرگوشی کرنے لگا - چھوڑو مجھے کیا بد تمیزی ہے،،،،، حورین کھڑکی میں کھڑی باہر کے نظاروں کو دیکھتی اپنے دماغ کو سکون دینے کی کوشش کر رہی تھی اپنے آپ کو فرغام کی بانہوں سے نکالنے لگی - عرف عام میں اسے محبت کہتے ہیں میری جان،،،،، فرغام حورین کو اپنی طرف کرتا اس کی پیشانی چومنے لگا - حد میں رہو اپنی،،،،، حورین ساری زور آزمائی کرنے پر بھی خود کو چھوڑا ناپائی تو بے بسی سے چیخنے لگی - اتنے دنوں بعد تمہیں دیکھ رہا ہوں حد میں رہنا بہت مشکل ہے،،،،، فرغام اب اس کی آنکھوں پر جھکا جو بہت زیادہ برسنے کی وجہ سے سوچ رہیں تھیں - پلیز جاؤ یہاں سے مجھے اس ٹائم تم سے کوئی بات نہیں کرنی،،،،، حورین کا جب فرغام پر بس ناچلا تو رونا شروع ہو گئی - اتنی زیادہ خفا ہو مجھ سے،،،،، فرغام ہاتھ باندھے تھوڑا سا فاصلے پر کھڑا ہو گیا بھلا وہ اپنی حور کو کیسے روتا دیکھ سکتا تھا - مجھ سے بات بھی نہیں کرو گی،،،،، حورین کو رخ موڑتا دیکھ کر فرغام نے

معصومیت سے کہا۔ مجھے میری غلطی تو بتاؤ یا رقصور ماما اور سزا میں بھکتوں اٹس نوٹ  
فیر،،،، حورین کو بات نا کرتے دیکھ کر فرغام نے دوبارہ اُسے پیچھے سے ہگ کیا۔

تمہارا قصور یہ ہے کہ تم اُس عورت کے بیٹے ہو،،،، حورین فرغام کا ہاتھ جھٹکتے چیخ پڑی۔  
حورین پلیز تم ماما کے بارے میں کچھ زیادہ ہی روڈ ہو رہی ہو میں تمہاری ہر بات سن لیتا  
ہوں اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم ماما کو کچھ بھی۔۔۔۔۔ تو کیوں سن رہے ہو میری  
بکو اس چلے کیوں نہیں جاتے،،،، حورین غصے میں فرغام کو دھکے دینے لگی تاکہ وہ کمرے  
سے باہر چلا جائے۔ میں تمہیں لینے کے لیے آیا ہوں اب منہ بند کرو اپنا اور  
چلو،،،، فرغام نے غصے میں حورین کے دونوں ہاتھوں کو پکڑتے بیڈ پر دھکا دیا اور خود  
اس کی الماری کی طرف بڑھا۔

مجھے کہیں نہیں جانا تمہارے ساتھ تم جا سکتے ہو اب،،، حورین نے فرغام کے ہاتھ سے  
اپنا بیگ لے کر زمین پر پھینکا۔ دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا کیسے رہو گی یہاں کوئی  
فیسلیٹی موجود نہیں ہے یہاں،،،، فرغام نے چاروں اور دیکھا پرانا سا گھر جو رنگ  
وروغن ہونے کے باوجود اپنی مفلسی ظاہر کر رہا تھا جہاں آسائشیں تو دور کی بات  
ضرورت کی چیزوں کی بھی قلت تھی۔

یہ میرا مسلہ ہے تمہارا نہیں تمہارے گھر میں مجھے کون سی فیسیلیٹی تھی ہم لوگوں پر ترس کھا کر ایک انیکسی دے دی تھی،،،، حورین نے انیکسی پر چوٹ کی جو چھوٹی ضرور تھی پر ہر طرح کی سہولت سے آراستہ تھی - مت بھولو انیکسی میں رہنے کا فیصلہ بھی اموجان کا تھا،،، فرغام حورین کی سوچ پر افسوس کرنے لگا - اموجان کا نہیں تمہاری ماں کا،،،، حورین نے نفرت سے کہا - اگر دوبارہ تم نے میری ماما کے بارے میں اس طرح بات کی تو آئی سویر میں تمہارا منہ توڑ دوں گا،،،، فرغام نے حورین کی آنکھوں میں آنکھیں گڑو کر وارننگ دی جہاں اسے اس وقت صرف نفرت نظر آرہی تھی - اب خاموشی سے اپنا بیگ پیک کرو ہمیں نکلنا ہے ابھی،،،، فرغام زیادہ دیر اس نفرت کو برداشت نا کر سکا تو کہتے ہوئے دروازے کی طرف چل دیا - میں نے کہا نا مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ،،،، ابھی فرغام باہر بھی نہیں نکلا تھا کہ حورین نے اپنے انکار سے اس کے غصے کو پھر ہوا دی - پلیز حورے میں بہت تھک گیا ہوں سکون چاہتا ہوں اور مجھے سکون تب ہی ملے گا جب تم وہاں ہو گی،،،، حورین جب غصے سے ہینڈل نہیں ہوئی تو فرغام نے اسے پیار سے مناتے ہوئے اس کی توجہ اپنی تھکن کی طرف کراوائی - ایسے کیسے چلے گا یا تم زرا زرا سی بات پر اس طرح ایشو کریٹ کرو گی تو میں ماما کو تمہارے لیے کیسے منع پاؤں گا،،،، حورین کو بے رخی برتتے دیکھ کر فرغام نے اس کا چہرہ اپنے

ہاتھوں میں قید کرتے سمجھانے کی کوشش کی۔ مجھے اب اس سب کی ضرورت بھی نہیں،،،، حورین نے فرغام کے چہرے سے نظریں چرائیں جہاں شدید تھکن کے آثار صاف نظر آرہے تھے۔ پر مجھے تو ضرورت ہے نا اپنی حور کی،،،، فرغام نے حورین کے کندھے پر سر رکھے آنکھیں مندم لیں جو بے آرامی کے سبب دکھ رہیں تھیں۔ ایک بات پوچھو سچ بتانا،،، کچھ ہی پل گزریں ہوں گے جب حورین کی سوچ میں ڈوبی آواز آئی۔ ہمممم،،، فرغام نے بنا حرکت کیے صرف ہنکار بھری۔ میرے لیے اپنے پیرنٹس کو چھوڑ سکتے ہو،،، دل کے ہاتھوں مجبور حورین نے وہ بات کر ہی دی جس سے اموجان نے اسے منع کیا تھا۔ ہاہاہا۔۔۔ اوف یار امما سے تو تمہاری شروع سے نہیں بنتی تھی پر بیچارے میرے ڈیڈ سے کیا غلطی ہو گئی جو ان کی لاڈلی آج ان سے ناراض ہو گئی ہے،،،، فرغام اس کی بات پر اپنی ہنسی کو کنٹرول کرنے لگا جو روکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ پاگل میں کیسے اپنے پیرنٹس کو چھوڑ سکتا ہوں انہوں نے مجھے پال پوس کے اتنا بڑا کیا، بچپن سے میری ہر خواہش پوری کی، اپنا سکون، اپنی خوشی میرے لیے قربان کر دی اور اب ان کی خواہشوں کی تکمیل کا وقت آیا تو میں انہیں چھوڑ دوں وہ بھی صرف تمہارے لیے،،،، فرغام نے حورین کے بال سہلاتے آخر میں شرارت سے کہتے اس کی ناک کو دبایا۔

تو پھر مجھے چھوڑ دو،،،، فرغام کی اپنے ماں باپ سے محبت حورین پر پل میں واضح ہو گئی -  
 یار تمہارے ساتھ مسلہ کیا۔۔۔۔۔ مسلہ تمہاری ماں ہے،،،، فرغام کو خود سے دور ہوتا  
 دیکھ کر حورین اپنے حواس کھونے لگی - میں ان سے تمہیں چھیننا چاہتی ہوں جس  
 طرح انھوں نے مجھ سے میرے ماں باپ کو چھین لیا،،،، حورین نے پل کی پل میں  
 کمرے کا نقشہ بگاڑ دیا - کیا بکواس کر رہی ہوں تم ہوش میں تو ہو،،،، فرغام حورین کو  
 قابو میں کرتا چیخا - نہیں ہوں میں حوش میں جب سے مجھے یہ پتا چلا ہے کہ تمہاری ماں  
 نے میرے باپ کو مروایا۔۔۔۔۔ قاتل ہے تمہاری ماں میری خوشیوں کی۔۔۔۔۔ مجھے یتیم  
 کرنے والی۔۔۔۔۔ میری ماں کو بتر زندگی گزارنے پر مجبور کرنے والی،،،، حورین فرغام  
 کو جھنجھوڑتی فاخرہ ملک کے قصور گنوار ہی تھی - چٹاخ۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

کیا بات ہے بابا آپ اتنے افسردہ کیوں ہیں ابھی تو زینہ ہمارے پاس ہی ہے،،،، کچھ دیر  
 پہلے ہی امان اور زینہ کا نکاح خیر و عافیت سے ہوا تھا دانیال شاہ تمام انتظامات نبٹا کر ابھی  
 فارغ ہوا تھا اپنے باپ کو خاموش بیٹھے دیکھ کر پوچھنے لگا - سوچ رہا ہوں کہ بیٹی والے  
 کتنے مجبور ہوتے ہیں اپنی بچی کے حق میں بول بھی نہیں سکتے،،،، افضل شاہ اپنے غصے کو

قابو میں کرنے لگے۔ آپ زینہ کا اس طرح نکاح ہونے پر ناخوش ہیں،،، دانیال شاہ فوراً بات کی تہہ تک پہنچ گیا۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں اپنی بچی کی اتنی ناقدری پر خوشی کے کہنے لگاؤ۔۔؟ صرف تمہاری وجہ سے میں نے اس نکاح کی ہامی بھری نہیں تو میں اس منگنی کو ہی آج ختم کر دیتا،،، اپنے بیٹے کی بات سن کر افضل شاہ بڑھک اٹھے۔ بابا آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ جانتے ہیں نا ہمارے رواج کو۔۔۔ یہاں ایک دفعہ کسی لڑکی کی منگنی ٹوٹ گئی تو وہ اپنے ماں باپ کی دہلیس پر بیٹھی بوڑھی ہو جاتی ہے،،، دانیال حیرت سے اپنے باپ کا یہ روپ دیکھ رہا تھا جو آج ایک دم سے شاہ کے خلاف لگ رہے تھے۔ نہیں پر رواج مجھے ان رسم و رواج کی میرے لیے میری بیٹی زیادہ عزیز ہے،،، افضل شاہ نے بیٹے کو ٹوکا۔ کیا کہا بیٹی عزیز ہے آپ کو۔۔۔ تو پھر بچپن سے لے کر کل تک کہاں تھی آپ کی وہ محبت جس کا آج آپ دعوہ کر رہیں ہیں،،،، باپ کی بات پر دانیال چاہ کر بھی خود کو تلخ ہونے سے روکنا پایا۔ آپ جانتے بھی ہیں کہ آپ کی بیٹی کو کیا پسند ہے اندازہ بھی ہے آپ کو اس کی خواہش کا۔۔۔،،، دانیال شاہ طنزیہ ہنسی ہنسا۔ نہیں نامیں بتاتا ہوں اسے ہمارا یہ گاؤں بہت پسند ہے جسے اُس نے اس حویلی کی چھت پر بنے سوراخوں سے دیکھا ہے کیوں کہ باہر جانے کی تو اسے اجازت ہی نہیں، اسے شہر میں بنے بڑے بڑے مولز سے شوپنگ کرنے کا

بہت شوق ہے پر اس نے اتنے امیر باپ اور بھائی کے ہوتے ہوئے بھی کبھی شوپنگ نہیں کی انفیکٹ اس نے تو کبھی زیادہ اچھا کپڑا بھی نہیں پہنا کیونکہ یہ بھی اس حویلی کا رواج ہے کہ کنواری لڑکی سادہ رہتی ہے،،،،، دانیال شاہ کی آنکھیں دکھ سے سرخ ہو گئیں - کیا آپ کو یہ پتا ہے کہ اسے پڑھنے کا بہت شوق ہے نہیں پتا میں جانتا تھا آپ کو کیسے پتا ہو گا آپ نے کبھی اس سے اس کی خواہشوں کا پوچھا ہی نہیں،،،،، دانیال شاہ زندگی میں پہلی بار اپنی بہن کے لیے اپنے باپ سے خفگی برت رہا تھا - آپ کو غصہ زینیہ کی بے قدری کا نہیں اپنا آپ نظر انداز کیے جانے پر ہے کہ بیٹی کے باپ ہونے کے باوجود شاہ نے آپ کو اتنی اہمیت نہیں دی،،،،، افضل شاہ شرمندگی سے نظریں چراگئے واقعی آج تک انھوں نے اپنی بیٹی کو کیا دیا صرف اس حویلی میں زندہ رہنے کی جگہ۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

یہ زندگی بھی کتنی عجیب ہے ناہم جس سے بھاگ رہے ہوتے ہیں یہ ہمیں بار بار اسی کی دہلیس پر لا کھڑا کرتی ہے۔ کیا ضروری تھا پاپا کا جیل جانا اور علی کا ہی میرا ہم سفر بنانا،،،،، منال فجر کی نماز پڑھ کر سیرٹھیوں میں بیٹھی زندگی سے نالغ رہی تھی -

بیٹا تم اتنی جلدی اٹھ۔۔۔۔۔ کیا بات ہے منال کچھ ہوا ہے کیا یہ تمہاری آنکھیں کیوں اتنی سوچ رہیں ہیں،،،،، زکیہ بیگم نے منال کو اس طرح بیٹھے دیکھا تو آتے ہی فکر مندی سے پوچھنے لگیں۔ ایک بات پوچھو۔۔۔ آپ نے ایسا کیوں کیا،،،،، منال جوان کی آواز سن کر ڈر گئی تھی ان کے پوچھنے پر اپنے دل کی بات کہہ بیٹھی۔ کیا میں سمجھی نہیں،،،،، زکیہ بیگم نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔ جب آپ جانتیں تھیں کہ علی مجھے یہاں صرف سہارے کے لیے لائے ہیں اور ایک دن وہ مجھے چھوڑ آئیں گے پھر کیوں آپ نے سب میں ہماری شادی آناؤنس کی،،،،، رات سے دماغ میں کلبلاتا سوال آخر منال نے کر ہی دیا۔ آؤ بیٹھ کے بات کرتے ہیں،،،،، منال جو سردی کی وجہ سے کھڑی کپکپا رہی تھی زکیہ بیگم کے ساتھ ان کے کمرے میں چلی گئی۔ تم نکاح کو کیا سمجھتی ہو صرف ایک پیپر جو بس لڑکا اور لڑکی کے سائبریز کے لیے ہوتا ہے،،،،، علی کی امی نے مسکراتے ہوئے بات شروع کی۔ نہیں۔۔۔ یہ وہ رشتہ ہے جسے اللہ نے دو انسانوں کے سکون کے لیے بنایا۔ اس رشتے میں تو اللہ نے خود اتنی برکت ڈالی ہے کہ دو اجنبی بھی اس میں بندھ کر ساری زندگی ایک ساتھ گزار دیتے ہیں تم اس رشتے کو اتنا کمزور سمجھتی ہو کہ علی کہے گا تو رشتہ ختم ہو جائے گا۔۔۔ کیا تم اسے اتنی آسانی سے ختم کر دو گی،،،،، انھوں نے منال کو میاں بیوی کے پاکیزہ رشتے کو سمجھاتے آخر میں

منال سے اس کی رائے پوچھی -

پر علی تو اس رشتے کو ایکسیپٹ ہی نہیں کر رہا،،، منال نے علی کی امی کو اشاروں کناروں میں سمجھانے کی کوشش کی - تم اسے احساس دینا دو گی تو ضرور کرے گا۔ اس کے ارد گرد اپنے پیار کا حصار باندھ لو وہ کبھی خود اس قید سے نکلنا چاہے گا نا تمہیں نکلنے دے گا،،، علی کی امی نے پیار سے منال کا ماتھا چوما جس کا چہرا ان کی باتوں پر شرم سے سرخ ہو رہا تھا -

وہ مجھ سے پیار نہیں کرتے فرغام نے آپ کو غلط بولا ہے،،، منال نے ان کی غلط فہمی دور کرنی چاہی۔ پر تم تو کرتی ہونا،،، علی کی امی نے مسکراتے ہوئے کہا - عورت کا مرد سے پیار کرنا ضروری ہے نا کہ مرد کا عورت سے کیونکہ مرد کی ترجیحات تو وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتیں ہیں۔۔۔ چلو شاہباش اب اپنے کمرے میں جاؤ اور جب میں بولاؤں تو اچھے سے تیار ہو کے آنائی نویلی دلہنوں کی طرح،،، علی کی امی منال کو گلے لگاتے کمرے کے دروازے سے واپس مڑ گئیں تاکہ اپنی بہو کے ناشتے کا بندوبست کر سکیں -

\*\*\*\*\*



لیے۔،،، شاہ میر نے دانیال کو خود سے لگاتے ممنون لہجے میں کہا۔ اگر پریشہ یہاں ہوتی تو اس وقت وہ ضرور بے ہوش ہو جاتی بھلا شاہ اور کسی کا احسان مند ہو۔ پر تجھے تھوڑا سا بڑوں کا ادب کرنا چاہیے کیا ضرورت تھی بڑے پاپا کو یہ کہنے کی کہ تو اس گاؤں کا سردار سب فیصلے کرنے کا حق رکھتا ہے جانتا ہے انھیں کتنا دکھ ہوا تیری اس بات سے کیا تھا تو بڑوں سے آرام سے بات کر لیتا،،،، دانیال شاہ نے اسے اس کے لہجے کی تلخی کا احساس دلایا۔ یا اس وقت مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہی تھی مجھے امان کی آنکھوں میں جنون نظر آیا میں صرف اس جنون کو روکنا چاہتا تھا،،، شاہ میر بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔ میں نے امان کے دوستوں کے بارے میں انفورمیشن معلوم کروائی ہے یہ کوئی نئے دوست ہیں اور ان کی ریپو بھی اچھی نہیں،،، دانیال شاہ نے شاہ میر کو آگاہ کیا۔

پر حیرت مجھے اس بات پر ہے کہ ہم بے خبر کیسے رہے اس کے نئے دوستوں سے۔ تم دادا لہی سے پوچھو مجھے تو وہ صبح سے نظر ہی نہیں آیا کہاں ہے وہ،،، دانیال نے شاہ سے پوچھا۔ میں نے اسے نوکری سے نکال دیا ہے،،، شاہ نے نئی سگریٹ سلگاتے ہوئے سکون سے جواب دیا۔ وٹ۔۔۔ پر کیوں تم جانتے ہو کہ وہ ہمارے خاندانی نوکروں



بکواس بند کر کینے۔۔۔ ایک میں ہی ہوں جو تجھ پر تھوڑا بہت غصہ کر بھی لیتا ہوں باقی کسی کی تو ہمت بھی نہیں ہوتی،،،،، دانیال نے جب شاہ میر کو مستی میں دیکھا تو اس کے سر کو جھنجھوڑتا گلے لگ گیا۔ تیرے علاوہ کوئی اور بھی ہے جس میں اتنی ہمت ہے،،، شاہ میر کے زہن میں ایک دم سے پری کا خیال آیا اتنا کچھ سہنے کے باوجود وہ اب بھی کبھی شاہ پر آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتی۔ کیا مطلب۔۔۔ کون ہے۔۔۔؟،،،، دانیال شاہ نے نا سمجھے سے شاہ میر کو دیکھا۔ چھوڑا ان باتوں کو کافی رات ہو گئی ہے تجھے صبح نکلنا بھی ہے،،،، شاہ میر نے دانیال کی بات کو پلٹتے اندر کا رخ کیا۔ شاہ یہ۔۔۔ امان۔۔۔ یہ کر کیا رہا ہے،،، اندر جاتے ہوئے دانیال شاہ نے ٹیرس کی اور اتفاقاً دیکھا جہاں امان شاہ حویلی سے افضل شاہ کی حویلی کے ٹیرس پر کود رہا تھا جو ساتھ ساتھ ہی جوڑی ہوئیں تھیں۔ ویسے تو دیکھنے والوں کو شاہ حویلی باہر سے ایک ہی لگتی تھی پر راہداری عبور کرتے ہی صاف پتا چل جاتا تھا کہ باہر سے ایک دیکھنے والی عمارت اندر سے الگ الگ تھیں۔ ہا ہا ہا۔۔۔ وہ بڑا ہو گیا ہے میری جان تو نہیں سمجھے گا تو ابھی بچہ ہی ہے،،،، شاہ میر جو کافی پہلے ہی امان کو ٹیرس پر دیکھ چکا تھا اس کا ارادہ معلوم ہوتے ہی دانیال شاہ کو وہاں سے ہٹانے لگا تا کہ اسے دیکھ کر برانا لگے۔ پر بیڈ لک امان دانیال کی نظروں کی زد میں آئی گیا۔ بہت فاسٹ جا رہا ہے یہ مجھے تو لگتا ہے اپنے بچوں سے پہلے ہمیں اس کے

بچے کھیلا نے پڑیں گے،،،، دانیال کی بات شاہ میر نے زور کا قہقہہ لگایا جسے حویلی کے  
 درو دیوار نے بہت عرصے بعد سنا تھا۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

جان سے مار دوں گا میں تمہیں اگر تم نے ایک لفظ بھی میری ماں کے خلاف  
 کہا،،، فرغام نے حورین کا منہ تھپڑوں سے لال کر دیا - کس نے تمہارے دماغ میں یہ  
 خناس بھرا ہے بتاؤ مجھے۔۔۔ بولو جو اب دو جان سے مار دوں گا میں اس انسان کو جس  
 نے میری ماں کے بارے میں یہ ساری بکواس کی ہے،،،، حورین اپنے چکراتے ہوئے  
 سر کو کنڑول کرنے کی کوشش میں تھی فرغام کے دھکے سے ڈریسنگ کے شیشے سے  
 ٹکرا گئی - تو جاؤ مار دو اپنے باپ ہارون ملک کو،،،، حورین نے ڈریسنگ کی چیزیں فرغام  
 پر پھینکتے چیخ کر کہا - کیا،،، فرغام حورین کے منہ سے نکلے الفاظ سے ساکت رہ گیا -  
 ہاں۔۔۔۔ انھوں نے ہی پچیس سال پرانا راز کھولا ہے کہ کیسے تمہاری ماں کے کہنے پر  
 آمنہ بیگ نے میری ماما کو مارنے کی پلیننگ کی پر بد قسمتی سے اس وقت گاڑی میں ماما  
 نے نہیں بلکہ بابا نے سفر کیا اور وہ ان کی سازش کا شکار بن گئے،،،، حورین خود کو  
 اموجان سے چھڑانے لگی جو حورین اور فرغام کے بیچ میں کھڑی ان دونوں کو لڑنے

سے روک رہیں تھیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا مممم ۱۱۱۱ نہیں نہیں وہ ایسا کبھی نہیں نہیں۔۔۔۔،،،، فرغام ماننے سے انکاری ہوا۔ تو تمہارا کیا مطلب ہے کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں یا پھر جو تمہارے ڈیڈ نے کہا وہ سب بکو اس ہے،،،، فرغام کی بات نے حورین کو سیخ پا کر دیا۔ انہیں غلط فہمی۔۔۔۔ ہا ہا ہا کتنے دو غلے ہو تم فرغام ملک ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا نا اور پہلی ہی سیرٹھی پر لڑکھڑا گئے کیوں کہ مقابل تمہاری ماں ہے وہ کیسے غلط ہو سکتیں ہیں وہ تو تمہاری ماں ہے نا وہ کبھی نہیں غلط ہو سکتیں،،،، آج پہلی بار فرغام نے حورین کی کسی بات کی نفی کی تھی حورین کا ریکشن بھی اسی حساب سے شدید تھا۔ تم جانتے ہو ہمیں سب سے زیادہ کون اچھے سے جانتا ہے ہمارا ہم سفر۔۔۔۔ انکل بھی تمہاری ماں کو بہت اچھے سے جانتے ہیں تبھی تو انہوں نے سب کے سامنے انہیں قاتل کہا،،،، حورین نے فرغام سے سوال کر کے خود ہی جواب بھی دے دیا۔ بس کرو حور پاگل ہو گئی ہو کیا،،،، اموجان نے فرغام کا چہرہ دیکھ کر حورین کو ٹوکا جو لٹھے کی طرح سفید ہو رہا تھا۔ کیوں بس کروں امو کیوں۔۔۔۔ فاخرہ ملک نے بس کیا تھا۔ کیا کیا نہیں سہہ ماما آپ اور میں نے،،،، اموجان کی بات پر حورین تڑپ گئی۔ بھول جاؤ ان باتو۔۔۔۔ نہیں بھول سکتی امو کبھی نہیں بھول سکتی رات بھر میں اپنی ماما کے لیے روتی تڑپتی۔

جب جب سکول میں سب کے پیرنٹس آتے ہیں حسرت سے سب کو دیکھتی۔ مدرز  
ڈے فادرز ڈے سب مناتے اور میں یہ ہی سوچ کر رہ جاتی کہ میں کسے وش کرو۔ ہر  
عید بڑی عید پر اپنے دروازے کو تکتی اس امید پر کہ شاید میرے ماں باپ  
آجائیں،،، حورین زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ حور حور میری جان میرا بچہ سمجھاں خود  
کو،،، اموجان نے روتی بلکتی حورین کو گلے لگایا۔ نہیں۔۔۔ کبھی بھی نہیں بھولوں گی  
میں۔۔۔ اس کو بولو چلا جائے یہاں سے یہ نہیں سمجھ سکتا،،،، حورین نے فرغام کو دیکھ  
کر منہ موڑ لیا۔ حور میں جانتا۔۔۔۔ نہیں جانتے تم کچھ بھی نہیں جانتے کیسی سیک  
سیک کے زندگی گزار رہی ہے میں نے۔ یتیمی کی زندگی کیسی ہوتی ہے کاش تم جان  
پاتے،،، حورین نے نڈر انداز اپنایا۔ تو کیا بکو اس کر رہی ہے،،،، اموجان نے حورین  
کو روکا۔ کاش۔۔۔ تمہارے ماں باپ بھی مر جاتے جنہوں نے مجھے یتیم کر دیا،،،،  
ہاں مر رہا جائے۔۔۔ حور رررر،،، حورین کی برداشت بھی اس کے لفظوں کی طرح  
ختم ہو گئی تھی تبھی فرغام آگے بڑھتا حوش و حواس کھوتی حورین کو گلے لگائے اس کے  
غم میں رو پڑا۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

یار اس لڑکی پہ بھی نا حد ہے میری فیلینگز کی کوئی قدر ہی نہیں،،،، جیسے ہی امان ڈوبلیکیٹ کی سے دروازہ کھولتا اندر آ یا زینہ کو گھوڑے گدھے سب بیچ کر سوتا دیکھ کر جل گیا۔ اتنی بے خبر سوتی ہے کہ اسے پتا ہی نہیں چلتا کوئی روز اس ٹائم اسے خاموشی سے دیکھ رہا ہوتا ہے اور یہ میڈم کسی کو آزمائش میں ڈالے مزے سے سو رہی ہوتی ہیں،،،، دو سال پہلے کی ایسی ہی ایک خوبصورت شام تھی جب امان رابعہ بیگم کی ڈرا سے زینہ کے روم کی ڈوبلیکیٹ کی لے کر اسی طرح اس کے کمرے میں آیا تھا تاکہ اسے بتا سکے کہ ہر گیم میں امان کی پاٹرن بننے کے لیے لڑنے والی زینہ مستقبل قریب میں اس کی لائیف پاٹرن بننے والی ہے۔ پر امان خواہش کے باوجود بھی زینہ کو جگانا سکا بلکہ صبح تک بیٹھا اس کو دیکھتا اس رات کے بعد سے جب جب امان حویلی میں موجود ہوتا رات اسی طرح بیٹھے زینہ کو دیکھتا رہتا -

ہے زینہ ویک اپ۔۔۔ تمہیں پتا ہے تم سوتے ہوئے اتنی معصوم لگتی ہو کہ دل کرتا ہے تمہاری اس معصومیت کو خود میں سمو لو،،،، امان نے زینہ کے گال سہلاتے ایک جسارت بھی کر ڈالی۔

اٹھونا یار پھر میں نے اپنے طریقے سے اٹھایا تو تم خفا ہو جاؤ گی،،،، اب کی بار امان نے

اسے اٹھانے کی غرض سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔

آآآ۔۔۔ ہششش،،،، زینیبہ جو اپنے بالوں میں ہوئی سر سر اہٹ سے بیدار ہو گئی تھی  
 امان کو اپنے بیڈ پر لیٹے خود پر جھکے دیکھ کر چیخ پڑی -

پاگل ہو گئی ہو کیا سب کو اکھٹا کرنے کا ارادہ ہے،،،، امان نے زینیبہ کے منہ پر اپنا بہاری  
 ہاتھ رکھا تاکہ اس کی آواز کا گلا گھوٹ سکے۔

پر تم تمم یہاں پر کیا کر رہے، میرے کمرے میں کیسے آئے،،،، زینیبہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ  
 گئی۔ کیسے آیا۔۔۔ اس کا جواب ہے کہ اپنے پاؤں سے خود چل کے اور رہی بات کرنے کی  
 تو۔۔۔ میں نے ابھی تک تو کچھ کیا نہیں پر بہت کچھ کرنے کی خواہش رکھتا  
 ہوں،،،، امان نے زینیبہ کو نظروں سے خود میں سمو یا جو بلیک سلپنگ سوٹ میں دمک  
 رہی تھی -

اوففف۔۔۔۔۔ بتمیز نکلو میرے کمرے۔۔۔۔۔ آآآ،،،، امان نے ہاتھ سے زینیبہ کو بیڈ پر  
 کھینچا اور اپنی بانہوں میں بھر لیا۔ امان پلیز تم ہوش میں نہیں ہو چھوڑو مجھے،،،، زینیبہ  
 خوف دہ ہوتی امان کو خود سے الگ کرنے لگی۔ ناجانے امان کو کیا ہوا تھا کبھی ایسی حرکت  
 تو اس نے نہیں کی تھی -

جب تم جیسی قیامت ساتھ میں ہو تو کون کافر ہوش میں رہ سکتا ہے،،،،، امان نے زینہ کا زرد پڑتا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا -

پلیز امان۔۔۔۔۔ یار اس میں رونے کی کیا بات ہے تم بھی نابلس،،،،، جیسے ہی امان نے زینہ کا چہرہ اونچا کیا سرد آہ بھری - تم جا جا۔۔۔ میں جانے کے لیے نہیں آیا ہوں،،،،، امان خفگی سے بولا -

پاگل ہو گئے ہو کسی کو پتا چل گیا تو میری خیر نہیں تم تو صاف بچ جاؤ گے پیچھے میں رہ جاؤ گی سب سے بے عزت ہونے کے لیے،،،،، زینہ نے دروازے کی طرف دیکھتے آواز پینچی رکھی کسی کے آجانے کا ڈر جو تھا۔ تمہیں کوئی کچھ کہہ کر دیکھائے اب میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا بیوی ہو تم میری کوئی ملازمہ نہیں کہ جس کا جودل کرے بول دے،،،،، امان بیڈ سے اٹھتے غصے سے بولا -

بیوی۔۔۔۔۔ صرف نکاح ہوا ہے ہمارا،،،،، زینہ نے امان کے منہ پر ہاتھ رکھتے اس کی آواز کا ولیم کم کرنا چاہا۔ نکاح صرف نہیں ہوتا نکاح سب کچھ ہوتا ہے مائے ڈیر وائسفی۔۔۔۔۔ امان نے زینہ کے کمر میں بازو ڈال کر اسے خود سے قریب تر کیا اور اپنے ہونٹوں پر رکھا اس کا ملائم ہاتھ چوم لیا۔ اور یہ تم نے کیا تم تم لگا رکھی ہے یار

زرا ادب سے آپ کہو شوہر ہوتے ہیں اب ہم آپ کے،،،، امان نے زینبیہ کے چہرے پر آئی لٹ کوکان کے پیچھے اڑسہ جو زینبیہ کے شرماتے چہرے اور امان کی آنکھوں میں روکاوٹ بن رہا تھا -

سچ میں تمہارا داماااا۔۔۔۔ اب تم سوچ سمجھ کے بولنا میں ایسی پیار بھری جسارت بار بار کر سکتا ہوں،،،، امان نے زینبیہ کے ہونٹوں پر اپنے پیار کی مہر ثبت کرتے اسے وارن کیا -

مان پلیز،،،،، امان کو روکنا زینبیہ کے لیے محال ہو گیا تھا جو اسے خود سے دور کرنے پر راضی ہی نہیں تھا۔ میرے پاس بیٹھو مجھے تم سے ڈھیر ساری باتیں کرنی ہیں،،،،، امان نے زینبیہ کو مزید تنگ کرنے کا ارادہ موقف کرتے پیار سے کہا جو دیکھنے میں ایسی لگ رہی تھی کہ ابھی بے حوش ہو جائے گی اور اس وقت امان اس کی بی ہوشی افوڈ نہیں کر سکتا تھا۔

کوئی آجائے گا تتم۔۔۔۔ آپ جاؤ،،،،، زینبیہ نے فوراً سے اپنے جملے میں ترمیم کرتے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔ ہا ہا ہا۔۔۔۔ جانتی ہو اس پل کا میں نے کتنا ویٹ کیا اور اب جب ہمارے درمیان ایک شرعی تعلق بن گیا ہے تو تم خفگی دیکھا رہی ہو،،،،، امان نے زینبیہ سے

کہتا اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا -

اماں --- آپ نے یہ سب کیوں کیا،،،، زینبیہ جو اماں کے سر میں انگلیوں سے مساج کر رہی تھی کچھ یاد آنے پر بولی۔ میں نے،،،، اماں نے بند آنکھوں کو کھول کر نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ وہ سب کہہ رہے تھے کہہ ڈر گزرز۔۔۔۔۔

صرف تمہارے لیے،،،، اماں زینبیہ کو ششونچ میں دیکھ کر فوراً بولا - پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا میرا دل کر رہا تھا میں خود کو ختم کر دو۔ بچپن سے دیکھتا آ رہا ہوں سب کا تمہارے ساتھ رویہ۔ تمہاری کوئی بھی خواہش ہو سب کو حویلی کے سو کو لڈر سم ورواج یاد آجاتے جبکہ ہم لڑکوں کو کوئی روک ٹوک نہیں اس لیے بس میں نے وہ سب کیا جب تمہیں پڑھنے کی اجازت نہیں تو میں کیوں اپنا کیریر بناؤ،،،، اماں آہستہ آہستہ زینبیہ کو سب بتانے لگا -

تم سچ میں پاگل ہو،،،،، زینبیہ نے پیار سے اماں کی پیشانی پر گرے بالوں کو پیچھے کیا۔ اس ٹائم اُسے خود پر غرور ہونے لگا کہ اماں اس سے کتنی محبت کرتا ہے صرف اس کی خاطر اپنا کیریر تک داؤ پر لگا رہا ہے -

ہممم صرف تمہارے لیے،،،،، اماں فوراً پٹھری سے اترتے جسارت کر بیٹھا۔ آئی ایم

شور۔۔۔ جو میں یونی میں ہنگامہ کر کے آیا ہوں وہ مجھے گیٹ کے پاس سے گزرنے بھی نہیں دیں گے،،،،، امان نے ہنستے ہوئے یونی میں دوستوں کے ساتھ کی گئی تھوڑ پھوڑ کا بتانے لگا۔ ڈاکٹر بننا تو تمہارا خواب تھا،،،،، زینبیہ کو حقیقت میں افسوس ہوا۔ میرا اتنا خوبصورت خواب پورا ہو گیا ہے مجھے اور کسی خواب کی خواہش نہیں،،، امان نے پیار سے زینبیہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

شکر مناؤ میر بھائی کا اگر وہ ناہوتے تو بڑے پاپا سے چھتر پڑتے،،،،، زینبیہ نے امان کے کان مروڑتے ہوئے زور کا دھکا دیا تاکہ بیڈ سے اتر سکے۔

ہا ہا ہا۔۔۔ مائے وائسفی میں سردار شاہ میر کا بھائی ہوں مجھے کوئی انگلی بھی نہیں لگا سکتا مارنا تو دور کی بات اور رہی بات شاہ بھائی کی تو میں اچھے سے جانتا ہوں کہ شاہ بھائی اس ٹائم میری کوئی بھی بات سے انکار نہیں کر سکتے تھے،،،،، امان زینبیہ کی کوشش کو ناکام بناتے ہوئے ہنسنے لگا۔

تم واقعی ہو سٹل واپس نہیں جاؤ گے،،،،، زینبیہ نے امان کی توجہ خود سے ہٹانے کی کوشش کی۔ اہم۔۔۔۔۔ تو پھر کیا کرو گے شاہ میر بھائی تو تمہیں فارغ رہنے نہیں دیں گے اپنے ساتھ شہر لے جائیں گے تاکہ تم ان کا آفس جو انین کر سکو،،،،، زینبیہ اس کے



فرغام کہاں تھے تم صبح سے احساس بھی ہے تمہیں کچھ ہماری پریشانی کا پانگلوں کی طرح  
تمہیں صبح سے ڈھونڈ رہیں ہیں قسم کہاں ہے تم لوگوں نے مجھے بڑھاپے میں خوار  
کروانے کی،،،،، ہارون ملک فرغام کو دیکھتے اس پر برسے لگے جو صبح سے نکلا آدھی رات  
کو ٹوٹا بھکرا خالی ہاتھ گھر لوٹا تھا -

پلیز ہارون آپ اس کی حالت تو دیکھیں،،،،، فاخرہ ملک جو اپنے بیٹے کے لیے آسمان کے  
حضور اپنی التجا پیش کر رہیں تھیں فرغام کو دیکھتے دوڑ کر اس کے پاس آئیں۔ تم حورین  
کے پاس تھے،،،،، فاخرہ ملک نے فرغام کو صوفے پر بیٹھایا۔ نہیں۔۔۔۔۔ اس نے تو مجھے  
دس منٹ بعد ہی اپنے گھر سے نکال دیا تھا،،،،، فرغام نے سو جھبی ہوئی آنکھوں سے اپنی  
ماں کو دیکھا جن کے آنسو اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے -  
وہ کہتی ہے سارا آنی کو آپ نے مروایا۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے آپ ایسا کیسے کر سکتیں  
ہیں،،،،، فرغام نے اپنے آنسوؤں پر بند باندھا -

نہیں بیٹا میں نے نہیں۔۔۔۔۔

تو وہ کیوں بکواس کر رہی ہے پھر،،،،، فرغام اپنی ماں کی بات پر زور سے چیخا۔ بولے نا  
کیوں کہہ رہی ہے کہ میری ماما قاتل ہیں،،،،، ہارون ملک نے بے بسی سے اپنی فیملی کو

دیکھا ان کا ایک سچ زندگی کے کس موڑ پر ان کے اپنوں کو لے آیا تھا جو ماں بیٹا ایک دوسرے کی جان تھے بکھرتے جا رہے تھے کاش وہ اس سچ سے پردہ نہ اٹھاتے -  
 جانتی ہیں اس نے مجھے کہا کہ میں اس کا درد نہیں سمجھ سکتا وہ۔۔ رات کو روتی اپنی ماما کے لیے اور ر مجھے فرک نہیں پڑتا،،،، فرغام فاخرہ ملک کی گود میں سر رکھے سسکنے لگا -

نہیں۔۔۔ جھوٹ بول رہی ہے وہ۔۔۔ اس کو کہو مومم میں بھی اس کے ساتھ روتا تھا۔ میں نے کبھی اس کی خاطر پیرنٹس ڈے نہیں منایا کہیں اسے تکلیف نہ ہو۔۔۔ وہ کہتی ہے کہ اس کے درد کا مجھے احساس نہیں وہ جھوٹ بول رہی ہے ماما مجھے ہے احساس مجھے تکلیف ہوتی ہے اس کے آنسوؤں سے،،،، فرغام پاگلوں کی طرح چیختی وی لاؤنج کو نقشہ بگاڑنے لگا -

کیوں لے کر آئے اس کو آپ میری لائف میں کیوں ہوئی مجھے اس سے محبت۔۔۔  
 کیوں،،،، فاخرہ اور ہارون ملک کو اسے سمجھنا محال ہو گیا جو چیزیں توڑتا اپنا آپ زخمی کر بیٹھا تھا -

کہاں جا رہے ہو رو کو میری بات سنو،،،، فرغام کو باہر کی طرف بھاگتا دیکھ کر ہارون

ملک اس کے پیچھے بھاگے۔ نفرت کرتا ہوں میں تم سے آئی ہیٹ یو حورین آئی ہیٹ یو۔۔۔ خود غرض ہو تو احسان فراموش نہیں ہے مجھے تم سے کوئی محبت،،،، فرغام حورین کی ایک ایک چیز کو توڑتا پوری انیکسی کو آگ سے بھڑکا گیا۔

\*\*\*\*\*

امان پلیز اٹھ جائیں صبح ہو گئی ہے اگر کسی نے۔۔۔ اوففف تو بہ ہے وائینی تم پر بھی لڑکیاں اپنے ہی کو صبح جگاتے ہوئے تھوڑا سا رومنٹک انداز اپناتیں ہیں اور ایک تم ہو جان ہی جلا کر رکھ دی صبح ہی صبح،،،، امان جانے کب سے جاگا چوری چھپے زینہ کو اپنا کمر اسمیٹے دیکھ رہا تھا بات سن کر چیخ پڑا۔

آپ کو جیسے بہت پتا ہے لڑکیوں کا کہ کیسے جگاتی ہیں،،،، زینہ جو اپنے گیلے بالوں کو سلجھا رہی تھی امان کو گھورنے لگی۔

ییسس۔۔۔ یہ ناولز زکس لیے ہوتے ہیں ان میں سب کچھ لکھا ہوتا ہے کبھی ٹائم ہو تو پڑھنا،،،، امان نے زینہ کی لٹ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اتنی توجہ سے کبھی کورس کی کتابیں پڑھیں ہیں،،،، زینہ نے امان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فاصلہ بڑھایا۔ تمہیں حفظ کر لیا کافی نہیں ہے کیا،،،، امان نے زینہ کو قریب کرتے اس کے کانوں میں سرگوشی

کی -

امم۔۔۔ چھوڑیں مجھے اور پلیز جائیں یہاں سے،،، زینبیہ نے امان کو پرے ہٹاتے ہوئے غصے سے کہا۔ اچھا پہلے پیار سے بائے بولو پھر جاؤ گا،،، امان اپنی ہڈ دھرمی پر اتر آیا۔  
بائے۔۔۔ ایسے بولتے ہیں بائے،،،،

یا میرے مالک تو دلوں کے حال سے واقف ہے تو میری نیت کو جانتا ہے میرے ماتھے سے بدنامی کے اس داغ کو مٹادے میں مانتی ہوں میں نے حورین اور سارا کے ساتھ بہت برا کیا پر میں اتنی ظالم نہیں کہ کسی انسان کو موت کے گھاٹ اتار دوں۔ میری مدد کر میرے رب اس عمر میں رسوا ہونے سے بچا،،، رات کے آخری پہرہ فاخرہ جائے نماز بچھائے اپنے رب سے گناہوں کی بخشش کی التجا کر رہی تھی - کہیں میں نے سمجھنے میں تو غلطی نہیں کر دی ہو سکتا ہے فاخرہ سچ بول رہی ہو،،، حورین کے جانے کے بعد نیند سے ہارون ملک کا تعلق ٹوٹ سا گیا تھا اس وقت اپنی شریک حیات کو اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے گڑ گڑاتے دیکھ کر ایک کسک سی ہارون ملک میں جگہ بنانے لگی - کس مشکل میں پہنسی گیا ہوں میں حورین کچھ سننے کو تیار نہیں اور فرغام کچھ ماننے کو۔۔۔ کرو تو کیا کروں جو حالات کو پہلے جیسا بنادیں،،، ہارون ملک سگریٹ

سلگماتے گہری سوچ میں گم ہو گئے۔ مجھے حورین کو اس کے اپنوں کے پاس بھیجنا ہی ہو گا اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں،،، حورین کا الاحمر ولا میں واپسی سے صاف انکار ہارون ملک کو وہ قدم اٹھانے پر مجبور کر گیا جسے ناکر نے کانہوں نے کبھی عہد کیا تھا۔۔۔۔۔ ہیلواکبر شاہ۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

آپ ڈرائیور کے ساتھ سامان رکھو امان ابھی آتا ہے،،، گاڑی سے سامان نکالتے ایان کو دیکھ کر شاہ میر نے کہا اور گاڑی کا دروازہ بند کر دیا جو اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ ایان کے سامنے بات نہیں کرنا چاہتا۔ جگر کیا ابھی تک ناراض ہے اب تو بات کر لے،،، ایان آنکھوں میں حسرت لیے شیشے کے پار اپنے بڑے بھائی کو دیکھ رہا تھا جس کے لاڈ اور پیار کا حق دار صرف اور صرف اس کا جڑواں بھائی ہوتا۔ مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی،،،، امان نے ایان کو دور جاتے دیکھا تو گاڑی کا دروازہ کھولنے لگا جو شاہ میر پہلے ہی لاک کر چکا تھا۔ یار امسلہ کیا ہے تیرے ساتھ جب تک بتائے گا نہیں مجھے کیسے پتا چلے گا کہ تو چاہتا کیا ہے،،، شاہ میر نے امان کو گد گداتے ہوئے پیار سے اس کے بال بگاڑے۔ ہاں جیسے آپ تو نئے ہیں نا جو مجھے آپ کو ہر بات بتانی پڑے،،،، امان نے زرا

سی گردن موڑ کر شاہ میر کو جواب دیا جو امان کے کندھے پر منہ ڈکا کر مستی کے موڈ میں تھا۔ شاہ میر کی ساری مستی امان تک ہی محدود تھی ایان کبھی اس میں شامل ناہو پایا تھا۔

باہا نہیں یار میں ننعھا نہیں ہوں پر میرا چھوٹا سا گڈ امیرا بھی باپ بن گیا ہے،،،، اب کی بار شاہ نے امان کو ایسے گد گدایا کہ وہ ہنسنے بغیر نارہ پایا پوری گاڑی میں امان اور شاہ میر کی ہنسی ک آواز گونج رہی تھی گاڑی کے پاس سے گزرتے لوگ بھی مر کر دیکھتے پر

کھڑے رہنے کی کسی نے ہمت نا کی وجہ گاڑی کے پاس کھڑا گن مین تھا۔ جب میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں نہیں جاا۔۔۔ شششش آپ دونوں کو ہر چیز کی اجازت ہے سوائے ایک چیز کے اور وہ ہے کسی چیز کا فیصلہ۔۔۔،، شاہ میر نے امان کی بات کاٹتے سنجیدگی سے کہا۔ تو کیا میں اپنی زندگی کا۔۔۔ آپ نے کیا نا اپنی زندگی کا فیصلہ میں نے آپ کا اس میں ساتھ دیا اس سے زیادہ کی آپ مجھ سے ایکس پیکٹیشن مت رکھنا،،،، شاہ میر کے گاڑی سے باہر نکلتے امان کو بھی اس کا تعاقب کرنا پڑا۔ میں نوٹ کر رہا ہوں کہ آپ بہت تنگ کرنے لگے ہو سب کو مجھے ایک ایک بات کی خبر ہے اگر اب کی بار آپ نے کچھ اپنے ساتھ الٹا سیدھا کرنے کا سوچا تو میں آپ اور زینیہ کی رخصتی روک دوں گا،،،، شاہ میر نے سیدھا چلتے امان کو خبردار کیا۔ آپ مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے،،،، امان سوچ کر آیا تھا کہ وہ کچھ ایسا کرے گا جس سے یونی والے خود ہی اسے

نکال دیں۔ ضرورت پڑھنے پر بہت کچھ ہو سکتا ہے اب اچھے بچوں کی طرح جاؤ اور تم  
 سردار شاہ میر کے بھائی ہو اس کی جان ہو تم دونوں کو کوئی کبھی چوں بھی نہیں کر سکتا تو  
 اس خوش فہمی میں مت رہنا کہ سب کو تنگ کرو گے یا توڑ پھوڑ کرو گے تو تمہیں کوئی  
 نکال دے گا،،، سردار شاہ میر کو تو اپنے حریف کا دماغ پڑھنے کا فن آتا تھا ایسا کیسے  
 ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے بھائی کو ناپڑھ پاتا۔ آئی ہیٹ یو میرو آئی ہیٹ یو۔۔۔۔۔ میری جان  
 آئی لو یو سو ووو مچ میس یو بائے،،، امان شاہ کے کلس کر کہنے پر شاہ میر نے ہنستے ہوئے کہا  
 اور واپسی کے لیے مڑ گیا جہاں کوئی اس کا شدت سے انتظار میں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
 \*\*\*\*\*  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ میر کی اچانک واپسی شاہ ولا کے ملازمین کے لیے حیرت کے برابر تھی جو سردار کبھی  
 اس محل جیسے گھر میں ٹھرتا نہیں تھا اب مسلسل رہائش اختیار کرتا جا رہا تھا۔ پری بی بی کو  
 میرے آنے کی اطلاع دو،،، شاہ میر نے سامنے سے بھاگ کر آتی ملازمہ سے کہا۔

صاحب جی وہ آپ ہی کے کمرے میں ہیں آپ حکم دیں تو جا کر انہیں اٹھا  
 دو،،، ملازمہ سر جھکائے اگلے حکم کے انتظار میں ہاتھ باندھے کھڑی رہی۔ نہیں  
 رہنے دو،،، شاہ میر خوشگوار حیرت میں گھیرا کمرے میں جانے لگا۔ میری غیر موجودگی

میں مجھے ڈھونڈتی ہو اور میرے سامنے مجھ تک کا سفر تہہ نہیں کر پاتیں کیوں؟،،، پری کو بڑے استحقاق سے اپنے بیڈ پر سوئے دیکھ کر شاہ میر دھیمے سے مسکرایا۔ پری میڈم اٹھیے مانا کہ بندہ بہت مضبوط اعصاب کا مالک ہے پر اتنا بھی نہیں ہر بار نگاہ نہیں چرا سکتا،،، شاہ میر نے کمرے کے تمام کرسیوں پر ہٹا دیے تاکہ پری کو نیند میں جگانے میں آسانی ہو سکے۔ تمہم یہاں کیا کر رہے ہو کس نے اجازت دی تمہیں اندر آنے کی نکل جاؤ یہاں سے،،،، شاہ میر کے جھٹکے سے کمبل کھینچنے پر پری ہڑبھڑا کر اٹھتی شاہ کو دیکھتے چیخنے لگی۔ سیریسلی تم مجھے میرے ہی روم سے جانے کو بول رہی ہو۔ کہیں رات پی تو نہیں تھی تم نے،،،، پری کی بات نے سیکنڈ میں شاہ میر کے موڈ کو چیلنج کیا۔ شاہ میر وہہ مجھے رات پتہ نہیں میں کیسے یہاں پہ سوئی،،،، پری آنکھیں پھاڑے کمرے کا جائزہ لیتے شاہ میر سے بولی جس کے متھے کے بلوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ کوئی بات نہیں مجھ سمیت یہ کمرہ بھی تمہارا ہی ہو جائے گا اگر تم ہاں کرو،،، شاہ میر کا بیڈ کی طرف بڑھنا اور پری کا تیزی سے اترنا تسادم تو لازمی تھا فوراً ہی شاہ میر نے پری کے کمرے کے گرد گھیرا باندھا تاکہ وہ گرنے سے محفوظ رہے۔ اپنی حد میں رہو شاہ نہیں تو مجھے وقت نہیں لگے گا تمہیں حد یاد دلانے میں اور میں پورے ہوش و ہواس میں ہوں پینے پیلانے کا کام تمہیں ہی مبارک ہو،،،، شاہ میر کا اتنے نزدیک آنا اور اُسے چھونا پری کو آگ بگولا کر گیا دونوں

ہاتھوں کی مدد سے شاہ کو خود سے دور کرتے ہونٹوں کو بائم بھیجتے غصے کو کنٹرول کرنے لگی۔ ہا ہا ہا۔۔۔ واقعی ایک تم ہی ہو جو مجھے منہ توڑ جواب دے دیتی ہو اور میں سن بھی لیتا ہوں نا جانے کیوں نہیں تو میرے سامنے اچھے اچھے آواز تو دور کی بات نظر بھی سوچ سمجھ کر اٹھاتے ہیں،،، شاہ میرے سینے پر ہاتھ باندھے پری کو تنگ کرنے لگا۔ جتنا پری شاہ میرے حاکم انداز سے چڑتی تھی شاہ میرا اتنا ہی غرور سے اکڑتا۔ وہ سب ڈرتے ہیں تم سے تمہاری پاؤں سے پریں نہیں ڈرتی۔۔۔۔۔ تبھی میرے پیچھے بھاگنے تک کا پلین بنالیا تھا،،، شاہ میرے ہلکا سا طنز کرتے پری پر واضح کیا کہ وہ اس سے بے خبر نہیں تھا بلکہ اس کے ہر قدم پر اس کی نظر تھی۔ پر تم بھول گئیں کہ یہ لوگ اپنی مرضی سے سانس لینے کے بھی عادی نہیں ان کی سوچ، ان کی زبان اور ان کے قدم صرف ایک بندے کی مرضی سے چلتے ہیں تمہاری باتوں میں کیسے آجاتے،،، شاہ میرے حویلی روانہ ہوتے ہی پری نے باہر کے راستے پر قدم رکھا پر شاہ میرے ملازموں کی وفاداری نے پری کے ارادوں پر پانی پھیر دیا۔ پری کی منت سماجت یہاں تک کہ ملازموں کو شاہ میرے ناروا سلوک کا احساس دلانا اور سب کو شاہ میرے بد ضمن کرنا بھی کام نا آیا۔ اپنی حد میں رہو شاہ،،، شاہ میرے پری کے بالوں کی لٹ جو اکثر سر پر جمائے ڈوٹے میں سے باہر نظر آتی تھی کو انگلی کی مدد سے کھینچا اور پری کی پیشانی پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھ دیے۔ یہ

ایک طرح سے پری کی سزا تھی جو شاہ میر نے کچھ دن پہلے ہی اُس کے لیے مقرر کی تھی، ناجانے کیوں وہ پری پر ظلم کرنے سے کتراتے تھا وجہ اس کا وارث تھا پری اس سے وہ خود انجان تھا۔ اس رات کے علاوہ میں نے کبھی اپنی حد پار نہیں کی اس کی تم بھی گواہ ہو ورنہ تم تک پہنچنا کوئی مشکل ہے میرے لیے،،،، شاہ میر نے پری کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر خود سے قریب کیا جو اس کی بانہوں میں پھڑپھڑا رہی تھی۔ کاش کہ خدا تم سے مجھ تک آنے کے سارے اختیار چھین۔۔۔۔۔ ہشششششش تم مجھ سے جتنا لڑنا چاہتی ہو لڑو مجھے برا بھلا کہو تمہیں اجازت ہے پر خود سے دوری کی بدعامت دینا اکثر مظلوم کی دعا قبول ہو جاتی ہے،،،، شاہ میر نے روتی ہوئی پری کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کر لیا شاہ میر کے چوڑے سینے میں دب کر پری کی سسکیوں کی آواز بھی دب گئی۔ شاہ میر پری کی بے بسی کو نظر انداز کیے صرف اپنی پرواہ کرتا پری کے کندھے پر سر رکھے آنکھیں موند گیا جو لمبے سفر کی وجہ سے شدید دکھ رہیں تھیں

\*\*\*\*\*

آخر ایسی کیا بات ہوگی جو فرغام نے وہ سب کیا۔ انکل آنٹی نے بھی کچھ نہیں کہا فرغام کو،،، علی کمرے میں چکر لگاتا فرغام کے والدین کے بارے میں سوچ رہا تھا جنہوں نے

فرغام کونشے کی حالت میں دیکھنے کے باوجود کچھ نہیں کہا تھا۔ کوئی تو بات ہے علی جس کا تجھے نہیں پتا،،، مدہوشی کی حالت میں فرغام کی باتیں اور حورین کی غیر موجودگی علی کو پریشان کر رہی تھیں۔ کیا بات ہے علی میں کل سے نوٹ کر رہی ہوں آپ کچھ پریشان ہو،،، منال جو کب سے علی کو ہر حرکت نوٹ کر رہی تھی بل آخر پوچھ بیٹھی۔ نہیں تمہیں وہم ہوا ہے ایسی کوئی بات نہیں،،، منال کی بات پر علی ایک دم چونکا اور اسے ٹالتے سیگرت سلگمانے لگا جس کو پینے کی مقدار کل سے زیادہ ہو گئی تھی۔ آپ چاہیں تو مجھ سے شئیر کر سکتے ہیں آفر آل میں آپ کی بیوی ہوں،،،، منال نے بڑی جرات سے علی کے منہ سے سگریٹ نکالی جسے پھونک کر وہ اپنا کلیجہ جلارہا تھا۔ میں نے کہانا تم سے کوئی بات نہیں اور پلیز تم مجھ سے اس طرح بات مت کیا کرو،،، علی نے تیزی سے منال کے ہاتھ سے سگریٹ چھیننی جو منال کے ہاتھ کو تھوڑا سا جلایا۔ تو پھر کیسے کیا کرو آپ ہی بتادیں،،، منال نے گل جھاڑتے ہوئے، تیلی کو دیکھا جو ایک جگہ سے سرخ ہو گئی تھی۔ مجھے زہر لگتی ہیں ایسی لڑکیاں جو لڑکوں کے سامنے بیچھی جائیں،،، علی نے اپنے اندر کی کھولن کو لفظوں میں ڈھال کر منال کے کانوں میں اُنڈیلا۔ مجھے تو لگا تھا کہ آپ کو صرف میں ہی زہر لگتی ہوں بٹ تھینکس کہ آپ نے میری غلط فہمی دور کر دی،،، منال نے اپنی شدت ضبط سے سرخ مائل ہوئی آنکھوں

کو علی کے چہرے پر ٹکایا یہ سرخی جلنے کی تھی یا علی کے لفظوں کی یہ پتا لگانا مشکل تھا -  
کھانے پر سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں اگر کھانا کھانے کا دل ہو تو آ جائیں،،، دروازے  
کے پاس رک کر منال نے اپنی آنکھوں کو پوروں کی مدد سے صاف کیا کہیں باہر بیٹھے  
لوگ اس کی آنکھوں کی نمی دیکھ کر پریشان ناہوں جو اسے ہر گزرتے لمحے کے ساتھ خود  
سے زیادہ عزیز ہو گئے تھے۔ کیا ضرورت تھی تجھے اُس سے ایسی بکواس کرنے کی اُس  
کے بارے میں بھی کبھی سوچ لیا کر اس بُرے حالات میں بھی ہو کیسے سکون سے رہ  
رہی ہے،،، منال سے چھینی سیگریٹ کو اپنی مٹھی میں مسلتے علی نے ضبط سے آنکھیں  
میچی۔ اس جلن کی تکلیف اُس سے کہیں گنا کم تھی جو منال کی آنکھوں میں بے بسی اور  
دکھ دیکھ کر علی کو محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

امان کہاں سے آرہا ہے تو کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے بنک کرنے کا ارادہ ہے،،، امان کو بھاگ  
کر آتا دیکھ کر ایان جھنجلا یا کیوں کہ وہ کب سے اُسے ڈھونڈ رہا تھا جو اسے ایک منٹ بعد  
آنے کا کہہ کر غائب ہو گیا تھا۔ یہہہ تو پکڑ میں ابھی آیا اور ہلی مت یہاں سے،،، امان جو  
بہت عجلت میں نظر آرہا تھا ایان کی بات سنے بغیر ساتھ کھڑے ایک گروپ میں گھس

گیا۔ یہ لڑکا بھی عجیب ہے کہاں تو یونی آنے کے لیے منٹے کرواتا ہے اور اب ایسے خوش ہے جیسے یہاں زینہ موجود ہو،،،،، امان کی ہڑ بڑی دیکھ کر ایان تھوڑا سا ریلکس ہوا نہیں تو اتنے دن سے اُس کی خاموشی اسے ڈسٹرب کر رہی تھی۔ اسٹوپ یو۔۔۔ انتھائی بتمیز اور لو فر انسان ہو تم دیکھنے میں تو بہت معصوم لگتے ہو اور کر توت دیکھو شرم نہیں آتی ایک لڑکی کا بیگ چھینتے ہوئے؟؟؟،،، اس سے پہلے ایان بیگ کے بارے میں کچھ سوچ پاتا ایک کراری سی آواز نے اسے ہلا ڈالا۔ ایکسکیوز می لیڈی آپ کو غلط فہمی۔۔۔۔۔ مجھے کوئی غلط فہمی نہیں بلکہ صحیح فہمی ہوئی ہے اور دو میرا بیگ دوبارہ ایسی کوئی حرکت کی تو سر کو کمپلین کر دوں گی جانتے نہیں ہو تم میرے بھائی کو،،،،، ایان اپنے بھائی کی شرارت سمجھتا لڑکی کی غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش میں تھا پر لڑکی اسے کچھ بولنے کا موقع دے بغیر جس آندھی طوفان کی طرح آئی تھی اسی طرح چلتی بنی۔ ایان بے چارہ اپنے چاروں اور ہنستے اسٹوڈنٹ کو ہی دیکھتا رہ گیا۔ کیا ہو گئی پٹاخہ،،، امان لیز سے بھرپور انصاف کرتے ایان سے بولا۔ یقیناً یہ لیز بھی اسے کسی لڑکی نے دیے ہونگے۔ تو ایک نمبر کا مینہ انسان ہے کیا ضرورت تھی اس بچاری کو تنگ کرنے کی،،، ایان کا لہجہ تاسف بھرا تھا ہمیشہ دوسروں کے مزاق سے بچانے والا آج خود ہی سب کے سامنے اس کا مزاق بنا گیا۔ بچاری پیپی میرے ہم شکل ہمراز ہمد تو جانتا نہیں ہے اس کو پوری چیز

ہے اس نے میری ایبسنس میں میری جگہ لے لی اور آنسر کرتی ہے کہ کہیں نام تو نہیں لکھا ہوا،،،،، ایان کا بھالہ امان کو اپنی غلطی کا احساس دلا گیا اس لیے اپنے ارد گرد کھڑے سٹوڈنٹس کو گھورتا ایان کی پیٹھ پر چڑھتا اس سے لاڈ کرنے لگا۔ اووے اتر۔۔۔ صحیح تو بول رہی ہے کون سا جگہ پر تیرا نام لکھا تھا،،،،، ایان نے امان کی حرکت ہر اسے لتاڑہ اور نیچے گری اپنی چیزیں اٹھانے لگا۔ چل یار یونی تک کی بات تو میں برداشت کر سکتا ہوں پر میرے بھائی کے دل میں کیوں جا رہی ہے وہاں پر تو میں اسے جگہ نہیں دوں گا،،،،، امان کی آنکھوں میں شرارت ٹپک رہی تھی۔ کلک کیا تیرا دماغ۔۔۔ بیٹا میرا دماغ نہیں تیری نیت خراب ہو گئی ہے،،،،، امان ایان کو زمین پر گراتا ساری کتابیں اس پر الٹنے لگا۔ تجھے کیا لگا کہ تو میری ناک کے نیچے یہ سب کرے گا اور مجھے پتا بھی نہیں چلے گا کچھ،،،،، اس سے پہلے ایان اپنے پانچ منٹ بڑے ہونے کا رعب جھاڑتا امان لڑا کا عورتوں کی طرح شروع ہو گیا۔ میں کچھ نہیں۔۔۔ تو کچھ کر بھی نہیں سکتا زانی بس چھپ کر اسے دیکھ اور اپنے نوٹس اس کی لاعلمی میں اس کی بکس میں رکھتا رہ،،،،، ایان کو پہلی نظر میں ہی یہ لڑکی بہت معصوم لگی تھی سینیر کی ریگنگ سے اس کے بہت سے اہم ٹوپک رہ گئے تھے تو ایان نے اپنے نوٹس چھپکے سے اس کے بیگ میں ڈال دیے تاکہ اسے پتانا چلے۔ اب زیادہ دانت مت نکال میں تیری طرح بے شرم نہیں۔۔۔ جو سب

کے سامنے منہ پھاڑ کر لڑکی کا نام لے کہ شادی کرنی ہے،،،، ایان نے اپنی جھپپ مٹانے کے لیے اسے شرم دلائی جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ہا ہا ہا تو میرے جیسا بن بھی نہیں سکتا اس کے لیے ہمت کی ضرورت ہوتی ہے جو تجھ میں نہیں اور سب کے سامنے شادی کی بات ہی کی تھی ناکون سی سہاگ رات کی بات کر لی میں نے جو سب ہی مجھے شرم دلانے پر تلے ہوئے ہیں،،،، ایان سمید امان کے سب دوستوں نے اسے بہت تنگ کیا تھا جس پر وہ پہلے ہی چڑا بیٹھا تھا ایان کی بات سن کر بلبلا گیا۔ تو میری چھوڑ اپنی سنا سے کچھ بتائے گا بھی یا نہیں،،،، امان نے ایان کی توجہ لڑکی کی طرف کرائی۔ تو نے جو یہ کام کیا ہے اس کے بعد تجھے لگتا ہے کہ وہ میری شکل بھی دیکھنا پسند کرے گی،،، ایان نے جل کے جواب دیا۔ اتنا سب میرے کرنے کے باوجود بھی وہ تیری شکل اتنے آرام سے دیکھ رہی ہے تو پھر سمجھ کے آگے بھی کچھ نہیں کہے گی،،، امان جلد بازی میں بول گیا پر ایان کو چونکتا دیکھ کر کتابیں بیگ میں ڈالنے لگا۔ کیا کیا ہے تو نے بتا مجھے پہلے،،،، ایان نے امان کا بیگ پکڑ کر اپنے قبضے میں کیا کہ وہ بھاگ ناسکے۔ یار کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے بنک کرنے کا ارادہ۔۔۔۔۔ تو انسان بن پہلے مجھے بتا،،، ایان نے امان کی بات کاٹی۔ یار میں نے سوچا تجھ سے تو کچھ ہو گا نہیں میں ہی کچھ کر لو تیرے لیے ویسے میں نے کچھ زیادہ نہیں کیا بس ایک بار اسے لیڈریز و اشروم میں بند کر دیا، اس کے بیگ سے

والٹ غائب کیا، پر یز نٹیشن ڈے والے دن اس کے سامنے اس کے نوٹس جلا دے اور  
 آج تھوڑی سی اپنے پیچھے واک کروائی بس،،،، امان مزے لے لے کر اسے بتانا گیا۔  
 بسسس۔۔۔۔ ہاں یاد آیا وہ سمو سے کی چٹنی جو تھی نا۔۔۔۔ آئی ویل کل یو امان تو  
 میرا بھائی نہیں ہو سکتا آج تو کنفرم ہو گیا،،،،، ایاں امان کی بری طرح درگت بنانے لگا۔ تو  
 عورتوں کی طرح دوہائی دینا بند کر اور میں جیسا بولو ویسا کر،،،،، امان نے بھائی کو روکتے  
 اپنے بالوں کو ٹھیک کیا جو بڑے اسٹائل سے بنائے گئے تھے۔ تجھے لگتا ہے تیری اتنی  
 کمینگی کے بعد بھی میں تجھ سے کچھ ایکسپکٹ کرو گا،،،،، ایاں غصے میں کہتا کلاس لینے چلا  
 گیا۔ یار ایاں بات تو سن او بھائی میرے پاس ایک پلین ہے سن تو لے پہلے رک  
 تو،،،،، امان پیچھے چنخترہ گیا پر ایاں انسنا کرتا آگے کی طرف بڑھتا گیا -

\*\*\*\*\*

محبت کی راہ پہ چلتے چلتے اس موڑ پر آٹھرے

زیب

جہاں عشق کا طبیب عاشق کو دوا میں موت لکھ دیتا ہے

(ZK)

حور چل میرے بچے کچھ کھالے صبح کا ناشتہ ہی کیا ہوا ہے میں نے تیری پسند کی ساری چیزیں بنائیں ہیں،،، حورین جو بستر پر بے سد پڑی پرانی یادوں میں گم تھی اموجان کی آواز پر کبل ہٹاتی اٹھ بیٹھی۔ دل ہی نہیں کرتا کچھ کھانے کو امو،،، اموجان کو ہاتھ میں ٹرے پکڑے دیکھ کر حورین نے کھانے سے منہ موڑا۔ جب کھانا کھانے کی نیت سے دسترخوان پر بیٹھو گی تب خود بخود دل کرے گا،،، اموجان نے پیار سے سمجھاتے

حورین کے منہ میں زبردستی نوالہ ڈالا جو دن بادن کمزور ہوتی جا رہی تھی۔ کیا ہوا اچھی نہیں بنی،،، جس لڑکی کو اموجان ہر وقت ہسنے پر ٹوکتی تھی آج اس کی خاموشی انہیں ہولاتی رہتی اسی لیے وہ بات بے بات بولیں جاتیں تاکہ حورین بھی کچھ بول کر اپنی چپ توڑے جو فرغام کے جانے کے بعد سے اسے لگ گئی تھی۔ بہت مزے کی ہے،،، حورین مختصر سا بول کر پلیٹ میں چیچ ہلانے لگی۔ میں اور مانی کتنا لڑتے تھے نامو بریانی پر اس کو بھی تو بہت پسند۔۔۔۔۔ بس میں نے کھا لیا آپ لے جائیں اور پلیز آج کے بعد وہ چیز مت بنائیے گا جو اس کو پسند ہو،،،،، اموجان کو اپنی طرف دیکھتا پا کر حورین کو فوراً احساس ہوا کہ جس کے بارے میں بات کرنے سے اس نے امو کو سختی

سے منع کیا تھا آج خود ہی اس کا ذکر لے بیٹھی۔ یوں کہہ ناکہ وہ چیز بناؤ جو تجھے ناپسند ہو کیونکہ اسکی پسند تو تجھ سے شروع ہو کر تجھ پر ہی ختم ہو جاتی تھی،،، بہت دنوں کے بعد آج انہیں موقع ملا تھا حورین کا دل فرغام کی طرف سے صاف کرنے کو۔ جب اتنی ہی محبت تھی آپ کے لاڈلے کو مجھ سے تو کیوں نہیں پلٹا وہ بولیں کیوں واپس نہیں آیا،،، اموجان کو جس چیز کا ڈر ہر بار بات کرنے سے روکتا تھا وہ ہی ہوا حورین پاگلوں کی طرح چیزیں توڑنے لگی یہ جانے بغیر کہ آیا غلطی فرغام کی تھی بھی کہ نہیں۔ تو نے واپسی کی کوئی راہ کھولی چھوڑی،،، حورین کی خوش ساختہ نفرت پر اموجان کا بھی ضبط جواب دے گیا اس کو کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑتے اس سے سوال کرنے لگیں۔ اپنے ہاتھوں سے تو نے خود ہر دروازہ بند کیا ہے اور ایک نایک دن وہ دروازہ تجھے خود ہی کھولنا پڑے گا،،، حورین کے آنسو اموجان کو نئے سرے سے دکھ دیتے شاید اللہ نے امو سمیت حورین اور اس کی ماں کا نصیب ایک ہی قلم سے لکھا تھا جس میں مسکراہٹ سے زیادہ آنسو بھرے ہوئے تھے۔ نہیں امو میں کبھی نہیں پلٹوں گی میری اور اس کی راہیں کبھی ایک تھیں ہی نہیں اور ناہوں گئیں،،، حورین آنسو صاف کرتے زبردستی بریانی کھانے لگی جیسے ظاہر کر رہی ہو کہ اسے ماضی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جس راہ پر چلنا نہیں چاہتی سارا دن اُس راہ کے مسافر کا انتظار کیوں کرتی ہے اُس کے واپس پلٹنے کی

آس کیوں ہے دل میں،،، حورین کے سارا دن ٹیرس پر کھڑے رہنے اور شام تک ہر  
 آہٹ پر دروازے کو تکنے پر اموجان نے چوٹ کی۔ محبت کرنا بہت آسان ہے نفرت  
 کرنے سے کیوں کہ محبت تو ہو جاتی ہے پر نفرت۔۔۔ کرنی پڑتی ہے،،، اموجان  
 حورین پر خفگی بھری نگاہ ڈالتی باہر چلی گئیں جس پر ان کی کسی بات کا اثر نہیں ہو رہا تھا  
 یہاں تک کہ ان کی ناراضگی کا بھی نہیں۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

میں آئے کم ان سر،،، سر راؤف کے لیکچر کے دوران ایان کی آواز نے سٹوڈنٹس کو  
 ڈسٹرب کیا۔ اولیس مائے بریلینٹ اسٹوڈنٹز تمہارا جوڑی دار کہاں ہے  
 بھی،،، سر راؤف نے ناگواری سے آنے والے کو دیکھا پر دروازے پر کھڑے اپنے  
 پسندیدہ شاگرد کو دیکھ کر مسکرا دیے۔ جہاں ایان وہاں امان میں آئی آسو کم ان  
 سر،،، اس سے پہلے ایان کوئی جواب دیتا امان اُس کے پیچھے سے بولا۔ لیس نوٹی  
 بوائے،،، سر نے ہاتھ میں پکڑی سٹک امان کے کندھے پر مارتے ہوئے کہا۔ کاش سر  
 آپ کی جگہ کوئی لڑکی یہ بات بولتی،،، امان کی نظر سامنے بیٹھے اپنے کلاس فیلو پر تھی  
 جن میں سے کچھ کی آنکھوں میں حیرت تھی تو کچھ کے ناگواری۔ کیونکہ سر راؤف یونی

میں سب سے زیادہ سخت گیر اور اصول پسند مانے جاتے تھے۔ تم نہیں بد لوگے پتا نہیں تمہیں شاہ کیسے جھیلتا ہے،،، سر اپنے ایکس اسٹوڈنٹ شاہ میر کا ذکر کرتے مسکرائے۔

سر جیسے آپ نے انھیں چار سال جھیلا،،،، امان کی بات پر سر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

شرارتی۔۔۔ کلاس میں کیوں نہیں آرہے اتنے دنوں سے جب یونی آرہے ہو تو کلاس بھی اٹینڈ کیا کرونا یا،،،، سر نے امان کے کلاس بنک کرنے پر باز پرس کی۔ سر وہ کیا ہے نا کہ آپ کی کلاس میں کچھ ایسے سٹوڈنٹ بھی آگے ہیں جنہوں نے میری جگہ پر قبضہ کر لیا ہے اس لیے میں نے کلاس میں آنا ہی چھوڑ دیا،،، امان نے اپنی جگہ پر بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر شرارت سے کہا جو ہونک بنی امان اور ایان کو دیکھ رہی تھی۔ او۔۔ تم بھی نا امان۔۔۔ ایکسکوز می بیٹا آپ سیکنڈ رو میں چلیں جائیں یہ امان اور ایان کی جگہ ہے،،، سر کے کہتے ہی فوراً سے دونوں لڑکیاں اپنی جگہ پر کھڑیں ہو گئیں کہیں سر اپنے چھتے سٹوڈنٹ کی وجہ سے پوری کلاس کے سامنے انکی انسلٹ ہی نا کر دیں۔ اٹس او کے سر ہم پیچھے چلے جاتے۔۔۔ تم نے جانا ہے تو تم جاؤ میں تو اپنی ہی سیٹ پر بیٹھوں گا اور ویسے بھی فیسٹ رو شارپ سٹوڈنٹس کی ہوتی ہے جو فاسٹ ریپلائے کر سکیں رائیٹ

سر،،، امان نے ایان کی بات کاٹتے خالی ہو جانے والی اپنی سیٹ پر اپنا اور ایان کا بیگ رکھتے سر سے اپنے شارپ ہونے کی تائید چاہی جو صرف مسکرا کر رو سڑر کی طرف

مڑ گئے۔ ایک نمبر کا مکینہ انسان ہے تو کروا تا ہوں تیرا بند و بست ہو سٹل جا کے،،،، ایان نے امان کو ایک پیچ مارتے دھمکایا اور غصے سے اپنی کتاب پر جھک گیا تاکہ امان پر اس کی ناراضگی ظاہر ہو جائے۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

رات کی تاریکی میں ڈھلا پہلی تاریخ کا چاند اپنی مدھم روشنی سے خود پر بڑھتی ہوئی سیاہی کو روکنے کی ناکام کوشش میں تھاپری کو اس وقت اپنا وجود بھی اسی سیاہ چاند کی طرح لگا۔ نہیں شاہ میں تم سے کبھی بھی نکاح کی ہامی نہیں بھروں گی میرا پورا نام سنتے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں ارمان شاہ کی بیٹی نہیں اور پھر تمہارا کیا بھروسہ جو تم نے میرے ساتھ کیا وہ تم حورین کے ساتھ نادہراؤ،،،، شاہ میر کے منہ سے فرغام کا نام سن کر پری کو اس بات کا اندازہ تو بہت پہلے ہی ہو گیا تھا کہ اس کی یہاں موجودگی کا تعلق فرغام کی ذات سے ہے پر شاہ میر کی غیر موجودگی میں اس کے کمرے کی تلاشی اور زینت بی سے ارمان شاہ (جو زینت بی کے مطابق اس کے والد تھے) کا سن کر اسے ساری بات سمجھ میں آگئی کہ جو اس کے ساتھ ہوا درحقیقت وہ سب حورین کے لیے تھا پر شاید لکھا اس کے نصیب میں تھا۔ میری عزت تو برباد ہو گئی مگر میں اپنی دوست کی

عزت کو پامال ہونے سے آخری دم تک رو کو گی چاہے اس کے لیے مجھے تمہارا کتنا ہی ظلم کیوں ناسہنا پڑے،،، پری اپنوں کو یاد کرتے رو پڑی۔ پری بیٹا آپ کو سردار سائیں کھانے پر بولا رہے ہیں،،،، زینت بی نے تاسف سے اس لڑکی کو دیکھا جو خود با خود ان کی دعاؤں کا حصہ بن گئی تھی۔ زینت بی مجھے بھوک نہیں جا کے کہہ دیں،،، شاید ایک زینت بی ہی تھیں جس کا پری اس گھر میں کچھ لحاظ کر لیتی تھی تبھی شاہ میرا نہیں ہی اس کی دیکھ بھال کی زمرہ داری دے رکھی تھی۔ صاحب وہ بی بی جی۔۔۔۔ جانتا تھا زینت بی میرے تک آتے راستے پر چلنے سے ان کی شان گھٹ جائے گی،،، شاہ میرے پیچھے ایک ملازمہ کھانے کے لوازمات لے کر کمرے میں داخل ہوئی جس کے ساتھ مل کر زینت بی ٹیبل سیٹ کرنے لگیں۔ یہ سب کیا ہے شاہ میں نے جب کہا ہے کہ مجھے بھوک نہیں تو پھر یہ زبردستی کیوں چھوڑ دو مجھے میرے حال پہ،،،، ملازمہ کے جاتے ہی پری شاہ میرے شروع ہو گئی جو ڈریسنگ سے ٹیک لگائے پری کارویار ویا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ چھوڑ ہی تو نہیں سکتا تمہیں۔۔۔۔ حال دیکھا ہے اپنا کچھ اپنی کنڈیشن کا ہی خیال کر لو چلو اب شرافت سے بیٹھ جاؤ کھانے نہیں تو مجھے اپنا طریقہ اپنانا پڑے گا،،، شاہ میرے پری کے رویے کو انور کرتے اسے ہاتھ پکڑ کر چیر پر بیٹھا یا اور کھانا نکالنے لگا۔ کیوں دیکھا رہے ہو اتنا کنسرن۔۔۔۔۔ صرف اپنے بچے لے لیے،،، پری کی جھنجلاہٹ پر شاہ

میر نے مسکراتے نوالہ اس کے منہ کے قریب کیا۔ مل تو آئے ہو اپنے بیٹوں سے جن سے تمہیں بہت محبت ہے میرے بچے کے لیے تمہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں،،، پری نے شاہ میر کے ہاتھ اور اس میں بنے نوالے کو نظر انداز کرتے سلاد کی ٹرے اپنے آگے کی۔ معلوم جو تھا کہ بنا کھانے کے جان نہیں چھوٹے گی۔ ہاں مل آیا اور تمہارا پیار بھی دے دیا یہ اور بات ہے کہ تم نے تو دیا ہی نہیں تھا،،، شاہ میر نے نوالہ اپنے منہ میں ڈالتا اور پری کے گھورنے کے باوجود اس کی پلیٹ میں سے سلاد کھانے لگا۔ میرے کیا لگتے ہیں جو میں ان پر جان لڑاتی رہوں،،، پلیٹ میں زور سے چیخ پٹختے پری نے اپنے اندرونی کشمکش کا اظہار کیا۔ تبھی تو تمہیں خود سے جوڑنا چاہتا ہوں تاکہ جن رشتوں سے تم انجان ہو پہچان سکو،،، شاہ میر بات گھوما پھرا کر پھر نکاح پر لے آیا جس سے پری بچ رہی تھی۔ نا تو مجھے تم سے کوئی رشتہ بنانا ہے اور نا ہی تمہارے رشتے داروں کو جاننا،،، پری کھانے سے ہاتھ روکتی کھڑی ہو گئی۔ رشتہ تو بن گیا ہے چاہے تم مانو یا نا مانو۔۔۔۔۔ رشتے ایسے زبردستی کرنے سے نہیں بنتے مسٹر شاہ،،، غصے کی وجہ سے پری کا تنفس بڑھنے لگا۔ پوچھو گی نہیں میں کیوں گیا تھا،،، پری کو غصے میں لمبے لمبے سانس لیتے شاہ میر نے اپنی بات کا رخ موڑ دیا پوچھتی تو تب جب مجھے کوئی فرق پڑتا۔۔۔۔۔ تم اور تمہارے بیٹے چاہے جیے یا مرے۔۔۔۔۔ کاش تمہارے پاس میرا وارث

ناہوتا تو میں تمہیں اس وقت زمین میں گاڑ دیتا،،،،، پری کے منہ سے اپنے بھائیوں کے لیے اتنی نفرت سن کر شاہ میر کا میٹر شاٹ ہو گیا غصے میں پری کو بالوں سے پکڑ کر کھینچتے چیتا - ہاں تو کیوں نہیں مار دیتے مار دو نا میرے ساتھ ساتھ اس بچے کو بھی۔۔۔ تمہیں کون سا اس سے محبت ہے ساری محبت تو تم پہلے ہی لٹا چکے اپنی جائز اولاد پر یہ تو پھر بھی ناجائز ہے،،،،، درپردہ پری کو غصہ ہی اس بات کا تھا کہ شاہ کے پہلے سے بیٹے ہیں اس کی اولاد کو کہاں حق مل پائے گا جو جائز بھی نہیں۔ تمہیں میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ وہ سب غلطی سے ہو میری اس میں کوئی نیت شامل نہیں تھی،،،،، پری کی کنڈیشن دیکھ کر شاہ میر نے بہت مشکل سے خود پر قابو پایا۔ تم تو عابد و زاہد شخص ہونا تم کیسے غلط ہو سکتے ہوں غلطی تو میری تھی ناجو میں پیدا ہو گئی اپنے ماں باپ کی رسوائی کا سامان بن کہ،،،،، پری غصے میں خود کو کوستی خود کو ہی بیٹنے لگی۔ پری سمجھا لو خود کو پاگل ہو گئی ہو نقصان پہنچاؤ گی خود کو،،،،، پری کو غصے میں فروٹ باسکٹ سے چھری اٹھاتے دیکھ کر شاہ میر فوراً اس کی طرف لپکا۔ شاہ میر نے جسے اپنے کیے گئے ہر ظلم پر صرف اور صرف اللہ سے صبر مانگتے دیکھا تھا آج زرا سی بات پر خود کو نقصان پہنچانا اس کی سمجھ سے باہر تھا - اتنا تو نقصان ہو گیا میرا بچا ہی کیا ہے میرے پاس نقصان اٹھانے کے لیے چلے جاؤ شاہ تمہیں دیکھ کر مجھے اپنا احساسِ ضیاع شدت سے یاد آتا ہے،،،،، پری زمین پر بیٹھتی

بکھرتی چلی گئی جیسے تسبیح کے دانے ٹوٹ کے بکھر جاتے ہیں۔ مجھ پر ایک بار بھروسہ تو کرو میں سب ٹھیک کر دوں گا،،، شاہ میں نے بکھرتی ہوئی پری کو سمیٹھنا چاہا۔ بگاڑنے والا کبھی بھی سب ٹھیک نہیں کر سکتا شاہ تم بھی نہیں کر پاؤ گے،،، پری شاہ میرا ہاتھ جھٹکتی واشر م میں بند ہو گئی مگر شاہ اپنے ہاتھ کو ہی تکتا کافی دیر وہی بیٹھا رہا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

سمجھل کے بیٹا۔۔۔ کہیں لگی تو نہیں،،، فرغام کو کارنرواس سے ٹکراتے دیکھ کر فاخرہ تیزی سے آگے بڑھیں۔ اووومم آپ جاگ رہی کیوں پلیز سو جایا۔۔۔،،، فرغام نے اپنی ماں کو دیکھا جن کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں پر اس کے باوجود وہ اس کے لیے جاگ رہیں تھیں۔ تمہارا ویٹ کر رہی تھی بس۔۔۔ چلو کھانا کھا لو،،، فاخرہ نے بیٹے کو دکھ سے دیکھا اور حورین سے کی گئی نفرت پر شرمندہ ہوئیں۔ نہیں آپ جاا۔۔۔ آؤ میں تمہیں کمرے تک چھوڑ آؤ؟؟؟،،، ہارون ملک جو دور کھڑے ماں بیٹے کو دیکھ رہے تھے فرغام کو لڑکھڑاتا دیکھ کر آگے بڑھے۔ میرے پاس بھی مت آئیے گامسٹر ہارون ملک آ آج جو میں ایسا دیکھ رہا ہوں نا یہ سب آپ کی مہربانی کی وجہ سے ہے،،،، فرغام نے باپ کو خود سے دور کرتے اپنے حلے کی طرف اشارہ کیا۔ مت آیا کریں آپ دونوں

میرے سامنے جائیں یہاں سے میں آپ دونوں سے نفرت نہیں کرنا چاہتا،،،، فرغام  
 ماں باپ سے منہ موڑتا سیڑھیاں چڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔ فرغام مجھے معاف  
 کر دے میرا کوئی قصور نہیں۔۔۔ میں بے گناہ ہوں مجھے تیری قسم میں نے سارا کو نہیں  
 مروایا،،،، فاخرہ بیگم روتے ہوئے بیٹے کے آگے ہاتھ جوڑنے لگیں جسے ہارون ملک  
 نے بے ساختہ تھام لیا۔ ہا ہا ہا مام آپ کو پتا ہے سزا صرف بے گناہ کا ٹٹا ہے جیسے میں کاٹ  
 رہا ہوں مجھے تو میرا قصور بھی نہیں معلوم،،، فرغام ہنسا تو ہنستا ہی چلا گیا۔ فرغام مجھے  
 حورین نہیں معاف کر رہی تو تو معاف کر سکتا ہے نا تو جانتا ہے نا میں ایسا کچھ نہیں  
 کر سکتی،،،، فاخرہ بیگم کی بہت کوششوں کے بعد بھی حورین ان سے ملنے کو تیار ہوئی اور  
 ناہی بات کرنے کو۔ تو ہماری زندگی بھر کی کمائی ہے ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز  
 ہے کیوں خود کو تباہ کر رہا ہے مت کر ایسا،،،، ہارون ملک کی ضبط کے باوجود بھی آنکھیں  
 چھلک پڑیں۔ آپ دونوں مجھے چاہتے ہیں وہ اپنے ماں باپ کو۔۔۔۔ میں کسے چاہو  
 میرے لیے تو کوئی بھی نہیں،،، فرغام نے اپنے ماں باپ کو دیکھ کر بھرے لہجے میں کہا  
 جن کے چہرے پر صرف اور صرف بے بسی دیکھ رہی تھی۔ نہیں بیٹا، ہم۔۔۔۔ ہونے  
 دیں مجھے برباد کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا،،، فرغام کہتا جیسے ہی آگے بڑھا کارنر پیس  
 سے ٹکراتا منہ کے بل گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

\*\*\*\*\*

khush rehta hn tumhary a jany sy,  
 rat ko khuwab me a kr sir chumty ho pyar sy,  
 cmakta huwa jesy Chodvin ka chand ho ,  
 tum meri jan ho  
 bnaya mujy adi apni mehak ka usny ,  
 mana tum K phulon ka mehakta gulistan ho,  
 tum meri jan ho  
 thaan liya he k jina he Ab tumahry sath ,  
 koi b ho Waqt hum rhen gy hmesha sath,  
 tum meri zameen o Asman ho ,  
 tum meri jan ho,



خوب بڑھ چڑھ کر زینیہ کے سامنے بولا - دیکھا تم نے معصومہ مممم،،،،، ایان کے معصوم کہنے پر جہاں زینیہ زور سے ہنسی وہیں امان چیخا - اوففف امان آپ بھی ناکیوں اس بیچارے کے پیچھے پڑ گئے ہیں،،،،، زینیہ کا ہنس ہنس کے برا حال ہو رہا تھا آج پہلی دفعہ ایان کی کوئی ایسی بات سننے کو ملی تھی نہیں تو وہ لڑکیوں کو دیکھ کر ہی راستہ موڑ لیتا کہ کہیں لینے کے دینے نا پڑھ جائیں کیونکہ اکثر لڑکیاں اُسے امان سمجھ کر فری ہو جاتیں تھیں - پہلے اس بیچارے سے پوچھو کہ اس نے اپنی معصومہ کا ہمیں کیوں نہیں بتایا،،،،، امان نے پھر وہی رونا ریا جو وہ صبح سے رو رہا تھا کہ اس سے ایان نے یہ بات چھپائی ہے - او میرے باپ غلطی ہو گئی میرے سے آج کے بعد تجھ سے کچھ نہیں چھپاؤ گا چاہے تو مجھ سے سب کچھ چھپا،،،،، بل آخر ایان کو امان کے آگے ہاتھ جوڑنے پڑے - میں نے کون سی بات تجھے نہیں بتائی بول۔۔۔۔۔ اچھا بولو۔۔۔۔۔ ہاں ہاں بول نازینی بھی سنے کہ میں نے کون سی بات اس گھومڑ سے چھپائی،،،،، امان نے ایان کی گردن پکڑی اس سے فرضی کشتی لڑنے لگا - نکاح کی رات جو ڈیٹ ماری تم دونوں نے وہ مجھ سے پوچھ کر ماری تھی یا مجھے بتا کر،،،،، ایان خود کو چھڑواتا بالوں کو ہاتھ سے سیٹ کرتے سر سری سے لہجے میں بولا - وو وہہہ۔۔۔۔۔ تو پڑھ تجھے ٹوپ کرنا ہے ایسی باتوں پر دھیان نادیا کرا بھی تیری عمر ہی کیا ہے،،،،، ایان کی بات پر جہاں زینیہ سرخ پڑھ گئی وہاں امان بھی ہکلانے لگا

اسے ایان کے منہ پھاڑ کر ایسی بات کہنے کا اندازہ نہیں تھا پر آج ایان نے ثابت کر دیا کہ وہ بھی امان کا ہی جڑواں بھائی ہے اسی کی طرح کچھ معاملوں میں منہ پھٹ- وہی جو تیری ہے،،،، ایان اپنے بھائی پر اس بات کو اس سے چھپانے کی ناراضگی ظاہر کرتا باہر نکل گیا۔

ہیلوزینی۔۔۔ اوففف آپ دونوں بھی نابعض اوقات دوسرے کو شرمندہ ہی کر دیتے ہیں،،،، زینہ شرم سے کیمرے کے سامنے سے ہی ہٹ گئی تھی۔ آہا ہا کاش میں تمہارا شرم سے گلابی گلابی چہرہ دیکھ سکتا،،،، امان نے مصنوعی آہ بھرتے خود کو بے چارہ ظاہر کیا۔ تو ابھی کیا آپ مجھے دیکھ نہیں رہے،،،، زینہ نے حیرت سے سوال کیا۔

اوہو اس پدے سے آئی فون میں تم اتنی بڑی لڑکی پوری تھوڑی آرہی ہو میں تو فیس ٹو فیس تمہیں دیکھنے کی بات کر رہا ہوں،،،، امان نے اپنے اچھے خاصے آئی فون کو انگٹھے اور

انگلی کی مدد سے چھوٹا سا بنایا۔ یار آئی مس یو،،،، زینہ کی خاموشی پر امان موبائل پر کس کرتے اسے اپنے پیار کا اظہار کر رہا تھا۔ امان مجھے لگتا ہے آپ کبھی بڑے نہیں ہو گے ہر بات پر بچوں کی طرح ریکٹ کرتے ہیں،،،، امان کو ایک دم سے افسردہ دیکھ کر زینہ نے اسے چیرا پ کرنے کی کوشش کی۔ میں اس وقت بڑا ہو جاؤ گا جب مجھ سے بھی چھوٹا حویلی میں کوئی آئے گا،،،، امان اٹھ کر بیٹھتا اپنی گود میں تکیہ رکھتے جوش سے بولا۔

اوففف امانسن۔۔۔ او یار میں اپنے بچوں کی تو بات نہیں کر رہا میرے تین بھائی اور بھی



کہ کیوں سیکھا،،،، منال نے علی کی بات کو اگنور کرتے اس سے عجیب و غریب بات کی جو منال کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش میں تھا کہ وہ اس سے پوچھ رہی ہے یا اسے بتا رہی ہے۔ ہاں میرے نانا ابو کا شمار امیر لوگوں میں ہوتا تھا اور رہی بات کام کیوں سیکھا تو ہر لڑکی کرتی ہے اپنے شوہر کے گھر کام کرتی ہے،،،، علی نے ٹیبل سے چیزیں اٹھا کر جگہ پر رکھتے ایک طرح سے اس کا ہاتھ بٹانا چاہا۔ تو پھر میں کیوں نہیں کر سکتی اپنے شوہر کے گھر کام،،،، منال کی بات پر علی سن کھڑا رہ گیا۔ منال میں آپ کو پہلے دن ہی۔۔۔۔۔ میں بھی آپ کو پہلے دن ہی بول چکی ہوں کہ میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی کیونکہ مجھے آپ کے نکاح میں میرے بابا نے دیا ہے تو کچھ سوچ کر ہی دیا ہو گا،،،، منال دھلے ہوئے برتنوں کو کپڑے سے خشک کرتی علی کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔ اور رہی بات آپ کی تو میں آج آپ کو اجازت دیتی ہوں کہ جب آپ کو آپ کے ٹائپ کی لڑکی ملے اس سے شادی کر لیجئے گا میں یہ میرے بابا آپ کو کچھ نہیں بولیں گے کیونکہ میں آپ کی پسند نہیں،،،، منال اپنی بات پوری کرتی رافع کے پاس جانے لگی جو کمرے کے دروازے پر کھڑے اس کو آواز دے رہا تھا۔

\*\*\*\*\*

ایکسیوزمی میں آئی ہیلپ یو،،، ایان نے اپنی معصومہ کو کھڑے دیکھا تو پوچھے بنانا رہ سکا۔ اوو او آپ جی میں۔۔۔ مجھے گھر جانا ہے اور گاڑی پتا نہیں،،،، مس معصومہ ایان کو دیکھ کر روہانسی ہو گئیں جسے جانے انجانے میں وہ کافی بار بے عزت کر چکی تھی۔ میں آپ کو ڈروپ کر دہتا ہوں اگر آپ ٹریسٹ کریں،،، ایان نے سر جھکائے اس سے اس کی مرضی پوچھی جو خود بھی شرمندہ سی تھی۔ آج سر راؤف نے سب کو اسائمنٹ بنانے کے لیے دیں تھیں جس کے لیے انھوں نے سب کے پیر بنائے اس کا گروپ ایان کے ساتھ بنا تھا پر وہ ایان کو امان سمجھ بیٹھی جس نے اس کی ناک میں دم کیا ہوا تھا۔ سر کے اپنی ایشو پوچھنے پر اس نے سب کے سامنے ایان کے ساتھ اسائمنٹ بنانے سے انکار کر دیا اور ریزن میں بتایا کہ وہ اس کے ساتھ کمفر ٹیبل فیل نہیں کرتی جس پر ایان کو سب کے سامنے بہت شرمندگی اٹھانی پڑی۔ امان کی فوری جوابی کاروائی پر اسے اندازہ ہوا کہ وہ ایان کے بارے میں کیا بول چکی ہے جو ہر بار اسے امان سے بچاتا بلکہ کسی بھی پروبلم میں اس کی ہیلپ بھی کرتا تھا۔ یار ایان جلدی کر رہا۔۔۔ اوپسس جگر تیرا برا ٹائم چل رہا ہے دیکھ بھی مت اس کی طرف،،، امان بے بظاہر تو مستی میں بات کی پر آنکھوں میں واضح ناراضگی تھی۔ اسٹوپٹ امان ہر وقت کا مزاق اچھا نہیں ہوتا آئیں ہم آپ کو چھوڑ دیتے ہیں،،،، ایان نے بھائی کو ٹوکتے اس کے سر پر بم پھوڑا۔ ہمممم۔۔۔

یار ہم لوگوں کا تو مری کا پلین ہے تو وو۔۔۔ ہم مری ان کو باحفاظت گھر پہنچانے کے بعد بھی جاسکتے ہیں۔ اگر تمہیں زیادہ جلدی ہے جانے کی تو تم جاسکتے ہو دوستوں کے ساتھ میں تم لوگوں کو بعد میں جوائن کر لوں گا،،، ایان نے امان کو اپنا پلین بتاتے ساتھ جانے نا جانے کی مرضی اس پر چھوڑی۔ اور آپ کا گھر جانے کا ارادہ بھی ہے یا یہاں کھڑے کھڑے بارش میں ہی بھگتے رہنا ہے،،، ارد گرد کھڑے لڑکوں کو اسے گھورتا دیکھ کر ایان جھنجھلایا۔ اوے رکک۔۔۔ مجھے اس لڑکی پر کوئی بھروسہ نہیں تو بہت معصوم ہے میں تیری سیفٹی کے لیے تیرے ساتھ جاؤں گا،،، امان نے اسے فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھتا دیکھ کر فوراً سے سیٹ سمجھالی۔ اس کو بولو کہ اپنا منہ بند رکھے نہیں تو میں چلتی ہوئی گاڑی سے اتر جاؤں گی،،، لڑکی نے امان کی فراٹے بھرتی زبان کو بریک لگانی چائی جو کہ ناممکن بات تھی۔ میں بھی تو یہ ہی چاہتا ہوں کہ تم جیسی چلتی پھرتی پٹاخہ سے میرے بھائی کی جان چھوٹ جائے،،، امان کہاں کسی سے کم تھا گردن موڑ کر باقاعدہ لڑنے شروع ہو گیا۔ یوووو۔۔۔ بوٹھ آف یو جس شیٹ اپ سخت کوفت ہوتی ہے مجھے چیخ و پکار مچاتی ہوئی لڑکیوں کو دیکھ کر سو پلینز کوائٹ اور تو جانتا ہے ناکہ میں ڈرائیو کر رہا ہوں خاموش نہیں رہ سکتا،،، ایان نے چیخ کر دونوں کو بے عزت کیا جو خاموش ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ ہم۔۔۔،،، ایان کی بات پر دونوں اپنا سامنہ

لے کر باہر کے بھاگتے دوڑتے مناظر پر غور کرنے لگے۔ آئیٹم سوری میں کچھ زیادہ ہی بول گیا پتا نہیں۔۔۔ اٹس او کے آپ مجھے بس سیکٹر 8 میں اتار دیں وہاں سے میں خود چلی جاؤ گی،،، لڑکی نے مسکراتے ہوئے ایان کو اپنے گھر کا روٹ بتایا۔ آپ کو سیکٹر 8 جانا ہے ہمارے بھیو بھی وہاں رہتے ہیں کیوں نا ایان بھیو کو سرپرائز دیا جائے،،، زیادہ دیر خاموش رہنا مان کے بس کی بات نہیں تھی روٹ کا سنتے ہی اس نے بھیو سے ملنے کا پلین بنایا یہ جانے بغیر کہ اپنے بھائی کو سرپرائز کے چکر میں وہ خود سرپرائز ڈھو جائیں گے۔۔۔



آپ نے آنے میں اتنی دیر کر دی امی کب سے انتظار کر رہیں تھی ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی ہے انھیں سوئے ہوئے،،، منال جو علی کا کب سے انتظار کر رہی تھی اس کے دروازے میں قدم رکھتے ہی پوچھنے لگی -

امی اور رافع کو کھانا کھلا دیا تھا؟؟،،، ماں کے انتظار کرنے کا سن کر علی فکر مند ہوا۔ وہ میری بھی ماں ہیں مجھے آپ سے زیادہ ان دونوں کا خیال ہے،،، اپنا سوال نظر انداز کیا جانا منال کو بُری طرح کھلا منہ میں بڑ بڑاتے کچن میں کھانا گرم کرنے چل دی۔ آج

نہیں پوچھو گی جب کا ملی کے نہیں،،،،، علی صبح کا تھکا ہارا بغیر کپڑے بدلے منال کے پیچھے کچن میں ہی آکر بیٹھ گیا -

کیا فائدہ۔۔۔۔۔ ہاں تمہیں یقین جو ہے کہ مجھ جیسا ہارا ہوا انسان کبھی کچھ نہیں کر پائے گا پہلی جب ملنا فرغام کی مہربانی کا نتیجہ تھی اور اب ناملنا تمہاری ماں کی مہربانی ہے،،،،، کچھ حالات کی ٹینشن اور کچھ آمنہ بیگم کا علی کی راہ میں کانٹے بیچھانا علی ناچاہتے ہوئے بھی منال کے ساتھ بعض اوقات تلخ ہو جاتا تھا -

کیا فائدہ آپ۔۔۔۔۔ سے جب کا پوچھنے کا آپ مجھے کہاں بتائیں گے کہ ملی کہ نہیں،،،،، منال جو دکھ کی عملی تفسیر بنی کھڑی تھی اپنی پوری بات دوہرائی جسے علی نے اپنی جلد بازی میں کاٹ دیا تھا -

جب کا ملنا ناملنا کسی کی مہربانی نہیں بلکہ نصیب کا لکھا ہوتا ہے میرے نصیب میں ابھی پریشانی لکھی ہے اس لیے آپ کو یہ خواری جھیلنی پڑ رہی ہے،،،،، منال نے علی کے حالات کو اپنے نصیب کا لکھا کہہ کر اسے عزت بخشی اور صبر سے کام لیتے اس کو کھانا سرو کرنے لگی اپنے دل میں اچھے دنوں کی امید لیے۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

یار اب بس بھی کرو میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں،،،،،، دانیال نے مہر کا ہاتھ تھامتے اسے روکنا چاہا جس کے چہرے پر پریشانی صاف محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے آپ سے کہانا آپ چپ کر کے لیٹے رہیں زرا جو اپنا خیال رکھتے ہوں ہر وقت کام کام،،،،،، مہر جو اپنی گود میں دانیال کا سر رکھے اسے دہرا ہی تھی دانیال شاہ کو خاموش کراتی اسے ٹوکنے لگی۔

کماؤں گا نہیں تو تمہیں خوش کیسے رکھ پاؤ گا،،،،،، دانیال مہر کے سر پر تھپکی سے ہاتھ مارتا اٹھ کر بیٹھا۔ آپ کو ایسا لگتا ہے کہ میرے لیے پیسہ اہم ہے یا میں اس سے خوش رہ سکتی ہوں،،،،،، مہر دانیال کی بات پر اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی۔ نہیں۔۔۔ پر پیسہ ضروریات تو پوری کرتا ہے نا،،،،،، دانیال نے اپنی انگلی کے پوروں سے مہر کی آنکھوں کے کنارے پر نمی صاف کی جو اس کی بات سن کر بہنے شروع ہو گئی تھی۔ میرے لیے سب سے اہم آپ ہیں دانیال یہ پیسہ دولت کچھ نہیں آپ کے مقابلے میں،،،،،، دانیال کے سینے پر سر رکھتی مہر روپڑی یہ سوچ کہ اس کے گھر والے ہر ممکن کوشش کریں گے دانیال کو اس سے الگ کرنے کے لیے مہر کو کسی حال میں بھی سکون سے رہنے نہیں دیتی تھی۔

جانِ دانیال مجھے آپ کے دل میں اپنا مقام اچھے سے پتہ ہے جو کبھی کبھی مجھے مغرور بھی بنا دیتا ہے کہ کوئی مجھے اتنی شدت سے چاہتا ہے،،،، دانیال نے پیار بھری جسارت کرتے مہر کو خود میں بھیجا۔ دانیال آپ صرف چاہے جانے کے لائق ہیں ہر ایک کا کتنا خیال رکھتے ہیں چاہے وہ آپ کا ملازم ہو یا کوئی گھر کا فرد پر اپنا بالکل بھی نہیں رکھتے اور نا ہی دوسروں کو خیال کرنے دیتے ہیں،،،، مہر دانیال کی پیشانی پر گرے بال اپنی انگلیوں سے سیٹ کرنے لگی جو ہمیشہ پف کی صورت میں سمٹے ہوتے تھے -

میڈم آپ دو دن سے میرے آگے پیچھے گھوم رہیں ہیں مجھے کمرے تک محدود رکھا ہوا ہے اور ابھی بھی شکایت ہے،،،، دانیال نے مہر کے گال کو کھینچتے اسے اس کی دودن کی روٹین یاد دلائی۔ اور نہیں تو کیا جانتے بھی ہیں کتنا تیز بخار تھا آپ کو اترا ہی نہیں رہا تھا جان پر بن۔۔۔۔ ہشششش میں کب کہہ رہا ہوں کہ خیال نار کھو۔ ضرور رکھو تم نہیں

کرو گی میرا خیال تو کون کرے گا پر خود کو بھی تو دیکھو کل سے اسی حلے میں ہو،،،، دانیال نے مہر کی توجہ اس کے کپڑوں کی طرف کرائی جو پرسوں سے پہنے سلوٹوں سے بھرے کافی خراب لگ رہے تھے۔ بس میری فکر ہے اپنا کوئی ہوش نہیں آئی، عبداللہ عائشہ ان کا کون خیال رکھے گا دودن عبداللہ تم سے بات کرنے آیا اور

مجھے دیکھ کر ہی چلا گیا آپ کو اس سے جا کر پوچھنا نہیں چاہیے تھا کیا؟،،،، دانیال نے عبد اللہ کا بغیر کچھ کہے واپس چلے جانا بہت شدت سے نوٹ کیا تھا پر جب سرسری سے کہنے کے باوجود مہر اپنے بھائی کے پاس ناگئی تو مجبوراً دانیال کو اسے ٹوکنیٹا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مہر اس کے لیے اپنے بہن بھائی کو انگور کرے ان دونوں کے پاس تھا ہی کون صرف مہر پریشے کے لوٹنے کی امید تو وقت کے ساتھ ساتھ دم توڑ رہی تھی۔

سوری میں سمجھی کہ آپ کو بُرا لگ جائے گا کہ میں اپنے بھائی۔۔۔ او ففف ف یار میں تمہاری اس خود سے سمجھنے والی عادت کا کیا کروں،،،، اپنے سامنے انگلیاں مڑوڑتی مہر کو دیکھ کر دانیال نے اپنا سر پیٹ ڈالا۔

مانتا ہوں کہ میں عبد اللہ کو وہ توجہ نہیں دے پارہا جو ایک بڑا بھائی دیتا ہے پر تم تو اس سے دور نا ہو،،،، بہت کوشش کرنے کے باوجود بھی عبد اللہ اس سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا اول تو دانیال کے پاس اتنا ٹائم ہی نہیں ہوتا تھا کہ وہ عبد اللہ کے ساتھ گزارے اور دوسرا وہ اس سے اتنا چھوٹا تھا کہ دانیال کو سمجھ ہی نہیں آتی تھی کہ وہ اس سے کس قسم کی باتیں کرے جس سے وہ خوش ہو۔

جی۔۔۔ کیا جی ابھی بھی جی ہی کرو گی۔ اس کے پاس جاؤ اور اس سے بات کرو میں اتنے

منٹ فریش ہوں جاؤ،،، دانیال مہر کو کمرے سے باہر کرتا خود فریش ہونے چلا گیا -  
 دد دانیال۔۔۔ کیا ہوا ہے مہر،،، دانیال کو واشر و م گئے بامشکل دس منٹ ہی ہوئے  
 تھے کہ مہر نے واشر و م کا درواہ پیٹ ڈالا۔ کچھ بولو بھی آنٹی تو ٹھیک ہیں نا،،، دانیال جو  
 اجلت میں باہر نکلا تھا سب سے پہلے آنٹی کا ہی پوچھا جن کی حالت دن بادن خراب  
 ہو رہی تھی پہلے انہیں صرف پاگل پن کے دورے پڑتے تھے اب ان دوروں نے لمبی  
 بے ہوشی کا روپ اختیار کر لیا تھا -

وہ عائشہ کا کچھ پتا انہیں وہہ۔۔۔ میں مر جاؤ گی اگر اسے کچھ ہو گیا پلیز دانیال اسے  
 بچالیں،،، جیسے ہی مہر دانیال کے کمرے سے باہر نکلی عبداللہ فوراً اس کے پاس آیا اور  
 اسے ڈرائیور کے فون کا بتایا جس کے مطابق عائشہ یونیورسٹی میں کہیں نہیں تھی۔ پر ہوا  
 کیا ہے مجھے کچھ بتاؤ گی بھی،،، وہہ ڈرائیور نے کہا کہ وہ یونیورسٹی میں۔۔۔،،، مہر نے  
 اپنی اور ڈرائیور کی ساری بات دانیال کو بتائی۔ ہششش کچھ نہیں ہو گا اسے میں ہوں ناتم  
 رو نہیں میں ابھی لے کر آتا ہوں،،، دانیال روتی ہوئی مہر کو چھوڑ کر باہر کی طرف بھاگا  
 آخر عائشہ اسے زینہ کی طرح ہی عزیز تھی ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی بہن کے ساتھ  
 کچھ بُرا ہونے دے۔۔۔

\*\*\*\*\*

اوفف یار لگتا ہے کوکاف میں ہے ان میڈم کا گھر سیکٹر 8 تو کب کا پیچھے رہ گیا،،،،، امان جو اپنے دوستوں کے ساتھ مری نا جانے کی وجہ سے خراب موڈ میں تھا سیکٹر 8 شروع ہوتے دیکھ کر جھنجھلایا -

میں نے آپ کے بھائی کو پہلے ہی بولا تھا کہ سیکٹر 8 میں اتار دینا نہیں کو لگی ہوئی تھی کہ گھر تک چھوڑ کے آؤگا،،،،، ایان کی معصومہ کہا کم تھی تڑاخ سے بولی - انہیسی۔۔۔۔۔ یار اتنی تمیز سے تو تیری بھابھی نے میرا نام نہیں لیا کبھی،،،،، امان ایان کے کان میں گھس کر بولا پر آواز اتنی تیز تھی کہ وہ پیچھے بیٹھی آرام سے سن سکے -

بد تمیز، منہ پھٹ ایک نمبر کا گوار ہے احترام سے بولا ہے میں نے پر اس کو دیکھو ہر بات کو اپنی سوچ کے مطابق موڑ دیتا ہے،،،،، اس نے امان کو دیکھ کر ایسے دانت پیسے جیسے امان اس کے دانت میں ہی دبا ہو - ہیں تو دونوں جڑواں پر بالکل الگ۔ ایان کتنے سکون سے بیٹھا ہے جب کہ یہ ٹیپ ریکاڈر کی طرح بجے ہی جا رہا ہے کتنا اچھا ہوتا کہ یہ ساتھ نا آتا کم سے کم میں ایان سے سوری ہی بول دیتی،،،،، اس نے ایان کو دیکھا جو امان کی اوٹ پٹانگ باتیں سن کر خاموشی سے مسکرا رہا تھا۔ اسے ایک بار پھر ایان کے ساتھ کیے

اپنے آج کے سلوک کا افسوس ہوا -

محترمہ دل دل میں مجھے کوسنے اور میرے بھائی کو تاڑنے سے فرصت مل گئی ہو تو آگے  
کاراستہ بتا دو،،،، ایان کے دوبار راستہ پوچھنے پر جب اس نے کوئی جواب نہیں دیا تو امان  
نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھ جو ایان کو دیکھنے میں مصروف تھی -

مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے تمہارے بھائی کو تاڑنے کی،،،، امان کے ایک دم سے مڑ کر  
چیننے پر وہ ڈرتی اسے گھورنے لگی۔ اچھا مجھے دل میں کوسنے والی بات سچ ہے تبھی تم بولی  
نہیں،،،، امان کے اندر کی عورت پھر سے جاگی جسے کچھ دیر پہلے ایان نے اپنی ڈانٹ  
سے سولا یا تھا -

اوففف آپ مجھے یہیں اتار دیں بس زرا سا ہی۔۔۔۔۔ جب اتنا سفر تہہ کر لیا ہے تو پھر  
زرا سے یہ کیوں چھوڑ دوں یہ اور بات ہے کہ آپ ہمیں اپنا گھر دیکھانا چاہتیں،،،،  
ایان جو کب سے خاموش تھا آہستہ سے بولتا اسے شرمندہ کر گیا -

نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں تو بس اس کی ٹیس ٹیس کی وجہ سے ہا ہا ہا،،،، اس کی  
بات پر ایان نے زور کا قبضہ لگایا جس نے پھر سے بھنڈ کے چھتے میں ٹانگ اڑائی تھی -

یوووو۔۔۔ بسس یہ والا گھر ہے میرا آئیں،،، اس سے پہلے کے امان جو ابی کاروائی کرتا وہ ایک دم سے چیختی ایک گھر کے سامنے انگلی سے اشارہ کرنے لگی۔ آریو شیور،،، امان جو اسے کچھ کہنے والا تھا گھر پر نظر ڈالتے اس سے کنفرم کرنے لگا کہ آیا اس نے اسی گھر کو اپنا کہا ہے جب کہ ایان ساکت بیٹھا رہا۔

کیا مطلب ہے میرا گھر ہے میں شیور نہیں ہوں گی تو کون ہو گا اندر چل کے دیکھ لو یقین ناہو تو،،،، عائشہ سمجھی کہ امان اپنی عادت سے مجبور اسے پھر سے چڑھا رہا ہے اس لیے غصے سے بولتی منہ موڑ گئی نا تو اس نے امان کا ایک دم سے سنجیدہ ہونا نوٹ کیا اور ناہی ایان کے چہرے کا تناؤ جو گھر کے نزدیک جاتے مسلسل بڑھ رہا تھا۔

وہ تو میں دیکھوں گا ہی کہ واقعی دانیال مینشن آپ کا ہے،،، گاڑی گیٹ سے اندر جانے پر امان چاروں اور دیکھتا سوچنے لگا کہ وہ لاسٹ ٹائم یہاں کب آئے تھے۔

\*\*\*\*\*

اوو ہیلو مین۔۔۔ گومی آپیک،،، فرغام اپنی مخصوص سیٹ پر بیٹھتے بولا۔ سوری سر وڈونٹ ہیو پر مینشن،،،، ویٹر پرو فیشنل انداز میں کہتے دوسرے کسٹمر کو ڈرینک سرو کرنے لگا۔

بلیڈی باسٹڈ تم ہوتے کون ہو مجھے انکار کرنے والے مینیجر اس کو کہو کہ مجھے ابھی کے  
 ابھی پیگ دے،،،، فرغام نے بار کاؤنٹر پر رکھے گلاس کو گرایا جس سے آس پاس  
 کھڑے لوگوں نے ناگواری سے دیکھا -

سر پہلے آپ کل کی پیمنٹ پوری کریں تبھی آپ کو آج کچھ ملے گا،،، گلاس کے ٹوٹنے کا  
 شور سن کر دو تین سرونٹ فرغام کی طرف بڑھے اور اسے اپنے مضبوط ہاتھوں میں  
 جکڑ لیا -

میں نے ایک ہفتے پہلے ہی تو تمہیں اپنی گاڑی دی ہے تو پھر آج پیمنٹ کس چیز  
 کی،،،، ہارون ملک کی بہت کوشش کے باوجود بھی جب فرغام اس بری لت سے بعض  
 نہیں آیا تو انھوں نے ناصر ف اس کے سارے بینک اکاؤنٹ بند کر دیے بلکہ آفس کے  
 اکاؤنٹ سے بھی اسے پیسے دینے سے منع کر دیا -

سوری سر پر اس کے پیسے پورے ہو گئے ہیں اور پیسے دیں نہیں تو انہیں کلب سے باہر  
 نکال دو خوا مخواہ دوسروں کو ڈسٹرب کر رہا ہے،،، کلب کا مینیجر جو بہت شاطر تھا فرغام  
 کو روزانہ شراب پر پانی کی طرح پیسہ بہاتے دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ یہ موٹی اسامی ہے اس  
 لیے زیادہ سے زیادہ پیسوں کی ہوس میں فرغام کو ہر دوسرے دن لوٹتا -

میخبر۔۔۔ باسٹڈ چھوڑو مجھے آہ،،،، مینیجر کے ایک اشارے پر گاڈز نے فرغام کو گھسیٹتے ہوئے کلب سے باہر نکالا اس سے پہلے کے وہ منہ کے بل سیڑھیوں سے نیچے گرتا دو مہربان ہاتھوں نے اسے تھام لیا۔

ہسہ علی تو یہاں۔۔۔ اچھا ہوا تو آگیا یہ مج۔۔۔ کیا مسلہ ہے تم لوگوں کے ساتھ کیوں باہر نکال رہے تھے اسے،،،، اس سے پہلے کہ علی ان لوگوں کو کچھ کہتا ہائیوں اور فاخر جوان کے بہت اچھے دوستوں میں سے ایک تھے آگے بڑھ کر بولنے لگے۔ سر انہوں نے پیسے نہیں دیے اور ڈرینک مانگ رہے تھے منع کرنے پر شور مچانے لگے،،، گاڈز کو جو معلوم تھا آرام سے کہتا سائیڈ پر ہو گیا۔

پرانا سارا کھاتہ بتاؤ میں ابھی کلیئر کرتا ہوں،،،، ہائیوں اور فاخر کہتے کلب کے اندر چلے گئے جہاں میوزک کے شور کی وجہ سے کان پڑی بات سننا مشکل ہو رہا تھا۔ چل یہاں سے فرغام۔۔۔ نہیں میں نہیں۔۔۔ تو کیوں پیچھے پڑ گیا ہے اپنی جان کے کیا مل رہا ہے تجھے یہ سب کر کے بول،،،، علی جو فرغام کو کسی چھوٹے بچے کی طرح گود میں چھپائے کلب کی سیڑھیوں پہ بیٹھا تھا اسے دیکھتا رو پڑا۔

سکون کچھ پل کا سکون۔۔۔ تو جانتا ہے جب یہ میرے اندر جاتی ہے نا تو اس پل صرف

اس لمحے مجھے لگتا ہے کہ میں اسے بھول گیا ہوں میرے دماغ میں سکون سرایت کرتا جا رہا ہے،،،، فرغام کے لہجے سے اس کا درد ظاہر ہو رہا تھا -

اگر تجھے ایسا لگتا ہے تو یہ تیری سب سے بڑی غلط فہمی ہے میرے دوست یہ شیطان کا صرف بہکاوا ہے اور کچھ نہیں حقیقت میں یہ تجھے اندر سے کھا رہی ہے،،،، علی نے بار بار کی کہی اپنی بات دوبارہ دوہرائی اس امید پہ کہ شاید یہ ہدایت کا لمحہ ہو اور اس کے دوست کی اس مصبت سے جان چھوڑ جائے۔

ہا ہا ہا یہی تو میں چاہتا ہوں۔۔۔ میرے پاس تو پھر پچھتانے کا ایک حوالہ میرے ماں باپ کی شکل میں موجود ہے اُسے پچھتاوے کے لیے میں ایک حوالہ بھی نہیں چھوڑنا چاہتا،،، فرغام اپنے کپڑے جھاڑتا اٹھا اور کھوکھلی ہنسی ہنسا جو اس کی ہی طرح کھوکھلی ہو گئی تھی -

تم لوگ جاؤ یہ جگہ تم سب کے لیے اچھی نہیں،،، اندر سے نکلتے اپنے دوستوں کو دیکھ کر فرغام بولا اور واپس مڑا۔ ہاں تو تو جیسے یہاں ہی پیدا ہوا تھا نا جو تیری شان میں کوئی فرق نہیں پڑے گا،،،، فاخر جو بل دیکھ کر غصے میں تھا فرغام کی بات سن کر کھول کر رہ گیا -

چل یار فرغام میں نے سارے پیسے دے دیں ہیں اور نہیں ہیں جو تجھے دوں،،،، ہمائوں

فرغام کا ہاتھ پکڑ کر بولتے اسے زبردستی اپنے ساتھ گسیٹنے لگا۔ تو نے کیوں دے میں نے دی تھی نا اپنی گاڑی انہیں،،،، فرغام سنتے ساتھ ہی غصے سے بولا۔ کیا۔۔۔ تو نے کب دی گاڑی،،،، علی کو اپنے دوست کی عقل پر افسوس ہوا جو اپنے ہاتھوں اپنا سب کچھ برباد کرنے پہ تلا ہوا ہے۔

ایک ہفتے پہلے ہی تو دی تھی اس کلب کے مینیجر کو اس کے باوجود ان لوگوں نے مجھے مارا،،، فرغام ان سے ہوئی اپنی چھڑپ کا بتانے لگا۔ انہوں نے تجھے مارا۔۔۔ ہمایوں، بلال چل میرے ساتھ اندر بھی بتاتے ہیں انہیں،،،، علی فوراً ہی مینیجر کی بلیک میلنگ سمجھ گیا اور فرغام کا ہاتھ پکڑے اندر بڑھا جہاں جانے سے ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ اسے منع کر رہا تھا۔

تم پھر آ۔۔۔ ٹھا،،،، اس سے پہلے کہ مینیجر فرغام کو دیکھ کر کچھ بولتا علی جو بالکل اس کے پیچھے تھا اس نے سائیڈ پہ رکھی شراب کی بوتل اٹھا کر اس کے سر پہ دے ماری۔ سالوں تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔ تمہیں لگایہ لاوارث ہے جو کوئی اس کی خبر نہیں رکھے گا نکال گاڑی کی چابی،،،، علی کی دیکھا دیکھی ہمایوں اور فاخر بھی گاڈز پر چڑھ دوڑے اور کچھ ہی پل میں مینیجر سمید کلب کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔

کو نننن سی چاہی۔۔۔ وہی جو ایک ہفتے پہلے یہ تجھے دے کر گیا تھا نکال نہیں تو کرتا ہوں پولیس ٹیشن فون اپنے بھائی اور تیرے باپ کو،،، ہمایوں نے اسے پولیس کی دھمکی دیتے اپنا فون نکالا -

ر کو وودیتا ہوں،،،، مینجر نے بات زیادہ بڑھتے دیکھ کر گاڑی کی چابی واپس کرنا زیادہ بہتر سمجھا اور آفس کی طرف چابی لینے مڑا کہ کہیں واقعی یہ لوگ پولیس کو نابلو لیں -

\*\*\*\*\*

ایسا کیا اوپر کے پورشن میں ہو رہا ہے جو مجھے جانے کی اجازت نہیں ہے وہاں،،، پری جو اوزوں کے شور سے کمرے سے باہر نکلی تھی سارے ملازموں کو اوپر سے نیچے بھاگتے دوڑتے دیکھ کر تجسس کے مارے اوپر جانے لگی۔

زینت بی یہ اتنا شور کیوں ہو رہا ہے یہ سب لوگ کہاں جا رہے ہیں،،،، بیٹیا آپ ابھی آرام کرو سردار سائیں آپ کو خود بتادیں گے،،،، میں خود دیکھ لیتی۔۔۔

نہیں بیٹیا آپ کو سائیں نے اوپر آنے سے منع کیا ہے آپ ابھی اوپر مت جائیں آپ کی صحت کے لیے موزوں نہیں وہاں کی گرد،،،، زینت بی نے پریشے کو سیڑھی چڑتے دیکھ

کراسے روکنے کو بولا -

تم چاہتے کیا ہو کیوں مجھے اس کمرے میں قید کرنا چاہتے ہو،،، کافی دیر بعد جب شاہ میر نیچے آیا تو پری کو اپنے کمرے کے دروازے کے باہر ٹھلتا دیکھ کر اُس کی طرف بڑھا۔۔۔ چاہتا تو میں تمہیں اپنے دل میں قید کرنا پر تم ہی ہو جو خود سارا دن اس کمرے میں بند رہتی ہو اور الزام مجھے دیتی ہوں،،،، شاہ جو صبح سے پری کے کمرے کے دو چکر لگا چکا تھا پر اس کے باوجود پری اس سے بات کرنے پہ راضی نہیں تھی خود سے بات کرتا دیکھ کر اسے تپانے کو بولا -

تو کیوں مجھے اوپر آنے سے منع کیا ہے،،، پری نے شاہ میر سے خود کو روکے جانے کی وجہ پوچھی۔ کیوں کہ ہمارے بے بی کے لیے صحیح نہیں،،، شاہ میر نے پری کے بھرے بھرے سراپے پہ ایک مسکراتی نظر ڈالی۔ میں نے کتنی مرتبہ تمہیں کہا ہے شاہ میرے سامنے تمیز کے دائرے میں رہا کرو یہ سارے ارمان کہیں اور پورے کرو،،، شاہ میر کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتے پری سیخ پا ہوئی -

ہا ہا ہا یار تم نے میرا تمیز کا دائرہ ہی تو تنگ کر دیا ہے تو پھر میں کیوں نا تمہیں تنگ کرو،،، پری کا خود کو جھڑکنا بھی شاہ میر کو مزادے جاتا تھا اس لیے کوئی موقع ہاتھ سے

جانے نادیتا۔ اور رہی بات کہیں اور جانے کی تو تمہارے بعد کوئی اور ان آنکھوں کو چچی ہی نہیں جس کے پاس جاتا،، شاہ میر کی بات سن کر پری طنز سے مسکرائی درحقیقت وہ شاہ میر کی بات سے انکاری تھی -

آؤ تمہیں دیکھاؤ کہ اوپر کیا ہو رہا تھا نہیں تو تم سارا وقت سوچتی ہی رہو گی،، شاہ میر کو بھی پری کی مسکرائٹ سے فوراً اندازہ ہو گیا تھا اس لیے پری کی توجہ دوسری طرف موڑنی چاہی -

یہ سبب۔۔۔۔۔ ہمارے بے بی کے لیے،،،،، جیسے ہی پری نے کمرے میں قدم رکھا تھوڑی دیر کے لیے تو وہ فریز ہی ہو گئی کمرہ نئے آنے والے مہمان کے لیے بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

میں یہ سر پر اُزدینا چاہتا تھا تمہیں،،، کمرہ چھوٹے بڑے بے بی ٹوائیز سے بھرا پڑا تھا پنک کارپٹ اسی سے میچنگ کرٹنا ایک منی بیڈ جس پر بچوں کے کپڑوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا نا جانے شاہ میر نے یہ سب شوپنگ کب کی پری کو معلوم ہی نہیں ہو سکا۔ ان سے ملو یہ میرا جگر امان اور یہ ایان میرا فخر یہ ہیں میرے بیٹے میں نے سوچا کہ میں تمہیں ان سے ملو ادوں بتاؤ کیسے لگے میرے بیٹے،،، شاہ میر پری کو لیے ایک فوٹو فرم کی طرف بڑھا

جس میں بیس اکیس سال کے ہم شکل لڑکے مسکرا رہے تھے۔

یہ ہمارے کزن ہے پری جنھیں میں نے اپنے بیٹوں کی طرح پالا ہے میں نہیں چاہتا کہ تمہارے دل مس کسی کو لے کر زرہ بھر بھی بال آئے میں جانتا تھا کہ تم ان دونوں کو لے کر کافی اپ سیٹ تھیں پر مس صرف تمہیں تنگ کر رہا تھا اور کچھ نہیں،،،، شاہ میر سب کی تصویر دیکھتا سا تھ ساتھ پری کی غلط فہمی بھی دور کر رہا تھا جو اسے اس کے گھر والوں کو لے کر تھی۔

پری ادھر آؤ تمہیں کچھ اور بھی دیکھنا ہے،،، شاہ میر بت بنی پری کو لے کر ساتھ والے روم میں گیا۔ یہ ہمارا روم ہو گا شادی کے بعد،،، شاہ میر نے کمرے کے وسط میں کھڑے ہو کر چاروں اور دیکھا جہاں شاہ میر پریشے اور ارمان شاہ کی تصویریں لگیں ہوئی تھیں۔

تم نے کہا تھا نا کہ تمہیں میرے روم میں آتے ہوئے وحشت ہوتی ہے اس لیے میں نے یہ روم ڈیکوریٹ کروایا ہے میں وہ ہر تلخ یاد مٹا دینا چاہتا ہوں پری تاکہ تم خوش رہو،،، شاہ میر نے پری کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں تھامتے ہوئے اسے اپنی محبت کا یقین دلانا چاہا۔

تم وہ کمرہ مٹا سکتے ہو پر وہ کالی رات کیسے مٹاؤ گے کمرے سے جڑی وحشت بدل دو گے پر اپنی شکل سے جڑی وحشت کیسے مٹاؤ گے شاہ،، پہلی بار پری نے شاہ میر کے ہاتھوں کو نہیں جھٹکا پری کی بات سے شاہ میر کے ہاتھ اس کے چہرے سے ایسے ہٹے جیسے ان میں سے ابھی ابھی جان نکلی ہو - جو تم کرنا چاہتے ہو وہ چاہ کر بھی کر نہیں پاؤ گے،، پری کی نظریں ارمان شاہ کی تصویروں پر تھیں جو اس کے دل میں اس بات کی چنگاری بھڑکار ہی تھی کہ یہ جگہ ارمان شاہ کی بیٹی کی ہے وہ غلطی سے اس کی جگہ کھڑی ہے -

تمہیں اپنا بچہ چاہیے نا تو وہ تمہیں ضرور ملے گا پر میں --- میں تمہیں مل نہیں پاؤ گی،، پری بو جھل قدموں سے واپس پلٹ گئی اس وقت اس کے دماغ میں صرف ایک ہی سوچ تھی کہ کیا سب جاننے کے بعد شاہ اسے اپنائے گا بھی یا اسے دنیا کے بیچ تنہا سکنے کے لیے چھوڑ دے گا --

\*\*\*\*\*

آپا کیا ہوا ہے آپ اس طرح کیوں بیٹھی،،، عائشہ جو امان اور ایان کو اندر لار ہی تھی مہر کو سیڑھیوں کے پاس بیٹھے روتا دیکھ کر دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی -

چٹاخ۔۔۔ کہاں تھی تم ہاں ٹائم دیکھا ہے تم نے میں اس لیے حق میں نہیں تھی تمہاری پڑھائی کے جان نکال دی تم نے میری،،، مہر عائشہ کو ایک تھپڑ مارتے اس کے ہی گلے لگ کر رونے لگی جبکہ عائشہ امان اور ایان کے سامنے ایسی عزت افزائی پر شرمندہ ہوتی سر جھکا گئی جو دور کھڑے مزے سے اسے دیکھ رہے تھے -

آپیا پلیز آپ میری بات تو سنے،،،، کافی دیر بعد جب مہر خاموش ہوئی تو عائشہ نے اسے ساری بات بتائی کہ کیسے وہ ڈرائیور کا انتظار کرتی رہی اور جب وہ نا آیا تو وہ مجبوراً ان دونوں کے ساتھ آئی -

سوری وہ میں اپنی پریشانی میں آپ کو دیکھ نہیں پائی،،،، مہر کو اپنے جزباتی پن کا احساس ہوا کہ وہ ان کی سامنے عائشہ کو کیا کچھ ناسنا چکی ہے -

اٹس اوکے،،،، ایان کی مکمل خاموشی کی وجہ سے امان کو ہی اس بات کا جواب دینا پڑا جو دوسری سائیڈ پر لگے پیکیجروال کو دیکھ رہا تھا۔ صرف ایک یہ ہی چیز تھی جواب تک اسے اس گھر میں نئی لگی تھی ان دونوں بہنوں کے علاوہ۔ آپ دونوں تو۔۔۔ جی ہاں ہم ایک جیسے ہیں یعنی جڑواں، ٹوئینز، ہم شکل،،،، امان کو نا جانے کیوں عائشہ کی آپیا اچھی لگیں اس لیے ان کے ساتھ تھوڑا فری ہونے لگا -

شکر ہے عادتیں ایک جیسی نہیں،،،، عائشہ نے ایان کو دیکھ کر شکر کا کلمہ پڑھا جو مٹھیاں  
بھیجے ضبط کے آخری مرحلے پر کھڑا تھا -

کچھ کہا آپ نے۔۔۔ نہیں تو میں کیا کہہ سکتی ہوں آپ کو بھلا،،،، اماں نے ایان کی  
سنجیدگی کو کم کرنے کی کوشش کی جس نے ناتو عائشہ کی آپیا کو دیکھا تھا اور ناہی ان سے  
کوئی بات کی تھی بس خاموش کھڑا اندر ہی اندر کھول رہا تھا کہ وہ دونوں یہاں کر کیا  
رہیں ہیں -

ہممم۔۔۔،،، اماں نے ہنکار بھرتے ایان کو کندھا مارا تاکہ وہ کچھ بات تو کرے چاہے ان  
سے اس گھر میں رہنے کی وجہ ہی پوچھ لے کیوں کہ وہ حلیے سے نوکرانیاں تو لگ نہیں  
رہیں تھیں جو وہ ان کے بارے میں کچھ ایسا سمجھتا -

آپ دونوں بیٹھیں نا میں کچھ۔۔۔۔۔

بابر ررررر،،،، اس سے پہلے کی مہران کی تواضع کرتی ایان کا ضبط جواب دے گیا دانیال  
کے خاص ملازم کو آواز دیتا ایک دم سے دھاڑا -

جی چھوٹے صاحب،،،، بابر جو کوٹر کی سائیڈ پر کسی کام سے گیا ہوا تھا اماں اور ایان کو

ڈرائینگ روم مس کھڑا دیکھ کر گھگیانے لگا۔ اپنے بڑے صاحب کو تم بولاؤ گے یا پھر میں بولاؤ،،،،، شدتِ ضبط سے ایان کی چہرے کی رگیں ابھر آئیں تھیں کیا کچھ نایاد آیا تھا اسے خاندان بھر میں اپنے بڑے بھائیوں کا امیج، ان کے زبان کی اہمیت، بڑے پاپاکا ان پر فخر کرنا ایان کا انہیں آئیڈیل ماننا ان کے جیسا بننا ان پر کوئی انگلی اٹھائے تو اس سے لڑپڑنا سب کچھ دماغ میں گھومنے لگا۔ ایان بات سن میں۔۔۔۔ میں تیرے اور تیرے میرو کے بیچ میں نہیں آتا تو میرے اور بھیکو کے بیچ میں مت آ،،،، ایان نے اپنی بات سے وہی واضح لکیر کھینچی جو اس کے اور شاہ میر کے درمیان بہت چھوٹی عمر سے تھی۔

کیا بات ہے بابر تم نے فون کیو۔۔۔۔ ایان امان تم لوگ یہاں،،،،، دانیال شاہ جو بہت عجلت میں گھر میں گھسے تھے امان اور ایان کو وہاں دیکھ کر شاکٹ رہ گئے جو جب بھی آتے اسے بتا کر آتے تھے تو پھر آج کیسے آگئے۔

ٹھااا۔۔۔ وہیں رک جائیں مسٹر دانیال شاہ میرے پاس آنے کی کوشش بھی مت کرنا،،،، اس سے پہلے کہ دانیال اس کے پاس آتا ایان نے سائیڈ پر رکھا ڈیکوریشن پیس اٹھا کر دانیال کے قدموں میں اس طرح پھینکا کہ کانچ کے ٹکڑوں نے اس کے اور

دانیال کے درمیان ایک لائین کھینچ دی -

تو پاگل ہو گیا ہے کس طرح بات کر۔۔۔ تجھے لگتا ہے کہ مجھے ان سے تمیز سے بات کرنی چاہیے،،، اماں کے روکنے پر ایان دانیال کو دیکھ کر غصے سے بولا۔ ایان کا سفید چہرہ دیکھ کر دانیال کو شدت سے اپنے اور مہر کے تعلق کو ناظاہر کرنی کی غلطی کا احساس ہوا۔ ان سے جنھوں نے ہم سب داد و زینی، پھوپھو چاچو پاپا سب لوگوں کے بھروسے کو توڑا کتنا فخر تھا ہمیں ان پر وہاں پر پھوپھو سب خاندان میں ان کے گن گاتی ہیں کہ یہ دونوں یہاں بزنس چلا رہے ہیں پر ان بے چاری کو کیا پتا کہ یہ یہاں کیا گل کھلا رہے ہیں،،،، ایان نے بولتے ہوئے اپنا رخ مہر کی طرف کیا جو ڈر کی وجہ سے عائشہ کے ساتھ چپکی ہوئی تھی -

ڈونٹ کر اس یور لمٹس،،،، دانیال شاہ جو بہت خاموش سے کھڑا تھا پہلی بار غصے میں آیا۔ تم دونوں میری بات۔۔۔ ہاتھ بھی مت لگائیے گا مجھے آپ نے میرا ٹرسٹ توڑا ہے آئیڈیل تھے آپ میرے مجھے لگا تھا آپ کبھی کچھ غلط نہیں کر سکتے پر آپ نے تو،،،، دانیال شاہ نے ایان کو اپنی بات سمجھانے کے لیے کندھے سے تھامہ پر ایان غصے میں پاگل ہوتا اپنے بڑے بھائی کوئی دھکا دے بیٹھا جسے بابر نے فوراً پکڑا نہیں تو وہ کانچ

کی ٹیبل سے ٹکرا جاتا -

نہیں نہیں آپ غلط سم۔۔۔ پلیز کوائٹ میں آپ جیسی عورتوں ک۔۔۔

چٹاخ،،، مہر دانیال کو گرتا دیکھ کر آگے بڑھتی ایان کو سمجھانا چاہتی تھی پر ایان کی بات نے اس کے قدم زمین سے جکڑ دے جبکہ ایان دانیال کو بے یقین نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ واقعی اس نے ایان پر ہاتھ اٹھایا ہے -

بسبس ایک اور لفظ بھی مت نکالنا اپنے منہ سے بیوی ہے یہ میری نکاح کیا ہے میں

نے ان کے ساتھ،،، امان ابھی ایک ہی شکٹ سے نہیں نکلا تھا کہ دانیال اس پر حیرتوں کے پہاڑ توڑتا اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔ ایان اور امان جس خاموشی سے آئے تھے اسے طرح چلے گئے اپنے بھائی کو آج کا سر پر اتران دونوں کو بہت مہنگا پڑا تھا -

\*\*\*\*\*

بیٹا فون کرو کہاں رہ گیا یہ لڑکا کبھی اتنی دیر نہیں لگائی اس نے،،، ایک بجے کا ٹائم اور علی کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں زکیہ بیگم نے پریشانی سے منال کو دیکھا جو بار بار اپنے فون کو کان سے لگا کر کچھ چک کر رہی تھی -

امی فون نوٹ ریج ایبل آرہا ہے،،، تیسری بار بھی جب علی کے نمبر سے ایک ہی جواب  
موصول ہوا تو منال روہا نسی ہو گئی -

مما پاپا نے شجا ہی تو پڑو مش کیا تھا مجھ سے کہ وہ آج ٹائم پہ گھر آئیں گے اور میرے  
ساتھ کھیلیں گے بھی پر انھوں نے اپنا پڑو مش توڑ دیا میں ان سے کٹی ہوں اور اب ان  
سے بات بھی نہیں کرو گا،،، رافع جو علی کے انتظار میں جاگ رہا تھا منال کو دیکھ کر  
بولا -

بیٹا آپ کے پاپا کو ضرور کوئی کام پڑ گیا ہو گا اس لیے وہ جلدی نہیں آئے ورنہ وہ آپ  
جیسے پیارے سے بچے کو ناراض تھوڑی کریں گے،،، امی اور رافع کو پریشان دیکھ کر  
منال نے فوراً خود کو سمجھالا - منال بچے میں نے تو دووائیں کھائیں ہوئی ہیں میں اور نہیں  
جاگ سکتی پر تم سونا مت پتا نہیں صبح سے کہاں کہاں خوار پھر رہا ہو گا آئے تو اسے کھانا  
ضرور کھلا دینا نہیں تو بھوکا ہی سو جائے گا وہ اور کہہ دینا سے صبح اس کی خیر نہیں میرے  
ہاتھوں لو بھلا سڑکوں پر خوار ہونے سے بھی کبھی نوکری ملی ہے کسی کو دس دفعہ کہا ہے  
کہ چھوڑ نوکری اپنے ابا کا سٹور سمجھال پر ناجی مجال ہے جو اس لڑکے کی عقل میں بات  
سما جائے کوئی،،، گھڑی کی سوئیوں کو ایک سے آگے حرکت کرتے دیکھ علی کی امی

منال کو کہتے اپنے کمرے میں چل دیں -

مما پاپا آپ کو بھی بتا کے نہیں گئے،،،، رافع کو بستر پر لیٹے ہوئے بھی سکون نہیں تھا اپنے منہ سے کمبل اٹھاتا منال سے سوال جواب کرنے لگا۔ بیٹا وہ کسی کام سے گئے ہیں آپ سو جاؤ ہم صبح مل کے ان سے فائیٹ کریں گے،،،، منال رافع کو ٹالتے اسے سلانے کی کوشش کرنے لگی۔ او ففف۔۔۔۔۔ رات کے تین بج رہیں ہیں اور علی ابھی تک نہیں آہے،،،، بجلی کی کڑکڑاٹ کی آواز نے منال کی نیند میں خلل ڈالا جو رافع کو سلاتے خود بھی سو گئی تھی -

میں کس سے پوچھو ان کا فرغام بھی فون نہیں اٹھا رہا،،،، فرغام کے بند نمبر نے منال کی پریشانی دو چند کر دی۔ یا اللہ علی کی حفاظت کرنا اس طوفانی بارش میں میرے شوہر کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا میں اپنا سب کچھ کھو چکی ہوں پر علی کو نہیں کھونا چاہتی پلیز اللہ جی اسے گھر بھیج دیں میں نے کبھی آپ سے کچھ نہیں مانگا کبھی شکوہ نہیں کیا پلیز علی کو کچھ مت کرنا نہیں تو میں مر جاؤ گی مر جاؤ گی میں اس کے بغیر،،،، ہر جگہ سے ناکام ہو کر منال اس ہستی کے آگے مدد کی بھیک مانگنے لگی جو اپنے بندے کو کبھی مایوس نہیں لوٹاتا جس کے آگے انسان کو سب سے پہلے سوال دراز کرنا چاہیے پر نادان انسان کمزور رافع

سے امید باندھ لیتا ہے۔ منال کیا ہوا کیوں رو رہی ہو،،، منال دعا میں اتنی مشغول تھی کہ اسے علی کے اندر آنے کا علم ہی نہیں ہوا۔

کہاں تھے آپ بولیں ٹائم دیکھا ہے آپ نے کوئی خیال نہیں ہے آپ کو امی اور رافع کا،،،، علی کو اپنے سامنے دیکھتے منال کی جان میں جان آئی علی پہ غصے سے چیخنے لگی۔

تم جو ہوان کا خیال رکھنے کے لیے آخر مجھ سے زیادہ فکر ہے تمہیں ان کی،،،، علی نے منال کا رویا دیکھ کر مسکراتے ہوئے اسے چھڑا۔ ہاں ہے مجھے فکر ان کی بلکہ آپ سے زیادہ ہے کیونکہ میں رشتے جوڑ کر ان سے بے بھول نہیں ہو جاتی،،،، منال کی بات سن کر جو اتار تے علی کے ہاتھ ایک پل کو روکے دوسرے ہی پل علی دوبارہ سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

کیوں تنگ کیا ہوا ہے آپ نے سب کو کیوں امی کی بات نہیں مان رہے پلیز علی چھوڑ دیں نوکری کی ضد،،،، منال نے علی کا رستہ روکتے اس کی منت کی جو اپنے گیلے کپڑوں سے جلد سے جلد پیچھا چھڑوانا چاہتا تھا۔

تمہارے خیال سے ایم اے کی ڈگری میں اسٹور چلانے کے لیے ہی رہا ہوں نا جو نوکری کا ناسو چو،،،، منال کی بے وجہ کی تکرار سے اکتاتے علی نے اس کی بات کا تمسخر

اڑایا -

پر علی کچھ فائدہ۔۔۔۔ تم تھکنے لگی ہو میرا انتظار کرتے کرتے،، منال کی نیند میں ڈوبی سرخی مائل آنکھوں میں گم ہوتے علی نے اس سے سوال کیا۔

ہاں تھک گئی ہوں میں تمہیں تھکا ہارا گھر آتے دیکھ کر،، منال علی کو جھنجھوڑتے اس کے سینے پہ سر رکھتی رو پڑی۔

نہیں دیکھ سکتی میں تمہیں اس طرح سکون چاہتی ہوں اپنی زندگی میں نہیں چاہیے مجھے ایسی دولت جو تمہارا سکون برباد کر دے،، علی حیرت سے منال کو خود سے لپٹے روتا دیکھ رہا تھا جو آج بالکل نیچی بن گئی تھی -

ہشششش منال کیا ہو گیا ہے اتنی سی بات پہ کیوں۔۔۔۔ آپ کیوں نہیں سمجھتے نہیں ہے میرے لیے اتنی سی بات یہ جو آپ کو نوکری نہیں مل رہی یہ صرف اور صرف ماما اور وقاص کی سوز سز کا نتیجہ ہیں سب جاننے کے بعد بھی کیوں خود کو تھکا رہے ہیں،، منال کی علی کے ساتھ شادی کا پتہ چلتے ہی آمنہ بیگم منال کو لینے علی کے گھر آئیں پر منال کے انکار نہیں ان کی ساری امیدوں پہ پانی پھیر دیے جاتے ہوئے وہ علی کو باور کروا گئیں کہ وہ اسے برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گئی۔ واقعی فرغام تو نے صحیح کیا جو مجھے

منع کر دیا منال سے آمنہ بیگم کے متعلق کوئی بھی بات کرنے سے اگر اسے معلوم ہو جائے تو یہ حورین تو دور کی بات کبھی خود سے بھی نا نظر ملا سکے،،،،، علی نے اپنے سامنے کھڑی خود سے لڑتی اس پاگل سی لڑکی کو دیکھا جو واقعی اُسے بہت چاہتی تھی -

تم نے ہی تو کہا تھا کہ کسی کے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا یہ سن تمہارے نصیب میں لکھا ہے،،،،، علی نے منال کو اسی کی کچھ دن پہلے کی کی ہوئی بات یاد دلائی۔ لیکن کچھ انسان میری ماں جیسے بھی ہوتے ہیں جو ایک بار کسی سے بیر باندھ لیں تو مر کر بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے،،، منال نے علی کی آنکھوں میں دیکھ کر اتنی بڑی بات بغیر ہچکچائے بول دی۔ پر وہ یہ نہیں جانتیں کہ میں بھی ان کی ہی بیٹی ہوں میں مر تو سکتی ہوں پر کبھی تم سے الگ نہیں ہو سکتی۔ چاہے ہمارے درمیان کتنے ہی فاصلے کیوں نا آجائیں پر میرے نام کے ساتھ جڑا آپ کا نام کبھی الگ نہیں کر پائیں گی وہ،،، منال نے علی کا راستہ چھوڑا پر اس سے دور نا ہو سکی وجہ علی کا اس کے ہاتھ کو کھینچ کر خود سے اسے اپنے قریب کرنا تھا۔ تھینکس۔۔۔ مجھے سپوٹ کے لیے فرغام کے بعد تم دوسری ہو جو مجھے سمجھ سکی ہو،،،،، علی جزبات میں بہہ کر اسے خود کے قریب کر تو چکا تھا پر ایک دم سے ہوش میں آتے اس کا گال تھپ تھپاتے سائیڈ سے گزرتا واشر روم میں بند ہو گیا۔ شکر ہے علی آج

تم نے مجھے اپنا دوست تو سمجھا وہ دن بھی دور نہیں جب تم مجھے اپنی بیوی کا درجہ دو گے،،، منال اپنے گال پہ ہاتھ رکھتی علی کے سحر میں کھونے لگی جہاں ابھی بھی علی کے ہاتھوں کا لمس جگمگ کر رہا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

دانیال پلیز دروازہ کھولیں،،، ایان اور امان کے جاتے ہی دانیال شاہ خود کو اپنے کمرے میں بند کیے جب شام میں بھی نکلے تو مہر کو گھبراٹہ ہونے لگی،،، تم چلی جاؤ یہاں سے مہر میں کسی سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا،،، دانیال شاہ کے دروازہ کھولنے پر مہر ان کے پاس آتی کچھ بولنے لگی مگر دانیال شاہ نے اسے ٹوک دیا۔

نہیں دانیال میں اس ٹائم آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی پلیز مجھ سے بات کریں میں ان دونوں کو ساری بات بتاؤ گی دیکھیے گا وہ آپ سے ناراض نہیں ہوں گے،،، مہر نے دکھ سے اپنے محبوب شوہر کو دیکھا جس نے ہر مشکل گھڑی میں اس کا ساتھ دیا تھا اور اپنی باری پہ اسے خود سے دور کیے اپنا درد چھپانے کی کوشش میں تھا - چلی جاؤ مہر اس وقت مجھے خود سے بھی نفرت ہو رہی ہے میں نے اپنے بھائی اپنے ایان پر ہاتھ اٹھایا،،، دانیال شاہ نے خود پر ضبط کرتے مہر کا ہاتھ جھٹکا -

کیسے۔۔۔ کیسے کر سکتا ہوں میں ایسا جانتی ہو وہ مجھے کیسی نظروں سے دیکھ رہا تھا اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ میں اسے مار بھی سکتا ہوں کیوں کیا میں نے ایسا،،،،، دانیال نے اپنے ہاتھ کی بند مٹھی کو کھڑکی پر مارتے اپنا غصہ نکالنا چاہا جس میں دبا گلاس کا ٹوٹا پیس پہلے ہی اس کے ہاتھ کو کافی زخمی کر چکا تھا۔

پلیز خود کو سمجھا لیں دانیال،،،،، مہر نے دانیال کا زخمی ہاتھ روکنے کی کوشش کی جو وہ بار بار کھڑکی پر مار رہا تھا۔

میں بتاؤ گی اسے کہ وہ آپ کو غلط سمجھ رہا۔۔۔ میں ہوں غلط۔۔۔ غلطی ہی تو تھی یہ میری کہ میں نے اس جائز رشتے کو سب پر ظاہر کیوں نہیں کیا کیوں نہیں بتایا میں نے کسی کو،،،،، دانیال کو افسوس تھا کہ کاش وہ شاہ میر کو ہی اپنے نکاح میں بلا لیتا تو آج یہ دن اس کی زندگی میں نا آتا۔

آپ بیٹھیں سکون۔۔۔ مجھے سکون نہیں آئے گا اب۔۔۔ تم ایان کو نہیں جانتی وہ امان کی طرح نہیں ہے جو بُرا لگا بول دیا جو چیز چاہیے ہوئی منہ سے مانگ لی یا چھین لی وہ اپنی فیلیگز کسی سے شیر ہی نہیں کرتا چھیننا تو دور کی بات وہ تو کسی سے لڑ بھی نہیں سکتا۔ میں جانتا ہوں وہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا،،،،، دانیال جب خود پر ضبط کھونے لگا تو

مہر سے ہاتھ چھڑاتا گھر سے باہر نکل گیا -

\*\*\*\*\*

یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہوں پری میں تمہیں سارے میں ڈھونڈ رہا تھا،،،، پریشے اپنے خیالوں میں کھوئی شاہ میر کی آواز سے چونکی۔ کچھ نہیں بس اپنے کل کے بارے میں سوچ رہی تھی کیسا ہو گا اور کتنے غم رہ گئے ہیں میری زندگی میں جو مجھے اپنے کل میں سہنے پڑیں گے،،، پری چاند اور ستاروں سے سب آسمان کو دیکھنے لگی جیسے کچھ تلاش کرنا چاہ رہی ہو۔ اب کسی غم کی جگہ نہیں ہے تمہاری زندگی میں صرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی آئی پرومیں،،، شاہ میر پری کے ساتھ بیٹھتے اس کا ہاتھ تھامے بولا شاہ میر اپنے اور پری کے نکاح کو لیے کر کافی سیریس ہو گیا تھا پری کے سامنے آتے ہی وہ اسے منانے کی کوشش کرتا رہتا جس کی وجہ سے پری کم کم ہی اس کے سامنے آتی۔

تم مجھ سے محبت کرتے ہو شاہ؟،،، پری اپنے سے کچھ فاصلے پہ بیٹھے شخص کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی جو اس کی رسوائی کا ذمہ دار تھا شاید اس دنیا میں وہ واحد انسان ہو گا جسے پری سب سے زیادہ نفرت کرتی ہو۔

پریمی۔۔۔ تم مجھ سے۔۔۔،،، فرحت جزبات میں شاہ میر سے بات پوری ہی نہیں

ہو پائی وہ تو اس امید میں تھا کہ پری ابھی اس کے ہاتھوں میں دبا اپنا ہاتھ کھینچے گی اور غصے میں اندر چلی جائے گی۔ ک

تنی محبت کرتے ہو،،، پری کی بات پہ شاہ میر خود کو یقین دلانے لگا کہ یہ سب پری اس سے بول رہی ہے۔ بہت محبت کرتا ہوں تم سے میں تم سوچ بھی نہیں سکتیں،،، شاہ میر پری کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں تھامتا اپنے لب اس کی پیشانی پہ رکھتا اپنے پیار کا اظہار کرنے لگا۔

ارمان شاہ سے بھی زیادہ،،، اس سے پہلے کہ شاہ میر کی پیش رفت بڑھتی پری نے اس کے گھیرے سے خود کو چھڑاتے اس سے ایسا سوال پوچھا جو اس کے گرد گھومتے فسوں خیز لمحے کو ختم کرنے کے لیے کافی تھا۔

یہ کیسا سوال ہو پری۔ تم اور چاچو الگ تھوڑی ہو میرے لیے،،، شاہ میر مسکراتا پری کو کندھوں سے پکڑ کر اٹھاتے بولا جو بغیر کسی گرم شال کے لان میں بیٹھی اپنے ساتھ ساتھ شاہ میر کو بھی تکلیف سے دوچار کر رہی تھی۔

زندگی کے کسی موڑ پہ تمہیں اپنے بچے کی ماں یا ارمان شاہ کی بیٹی میں سے کسی ایک کو چننا پڑے تو تم کسے چنوں گے،،، پری شاہ میر کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتی اس کی بات کو

انگور کرتے بولی -

ہممم ویسے ہے تو یہ بہت مشکل سوال پر میرے خیال سے میں ناتواپنے بچے کی ماما کی سائڈ لوں گا اور ناہی اپنی کزن کی میں صرف تمہاری سائڈ لوں گا،،، شاہ میر پری کی بات پر غور کیے بغیر نانسیریس لہجے میں بولا ٹی وی لانج کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہو گیا جبکہ پری اس کی بات سنتی اپنی جگہ پہ سن ہو گئی -

تم چاہتے ہونا کہ میں ہمیشہ اس گھر میں تمہاری آنکھوں کے سامنے رہوں تو آج میں تم سے وعدہ کرتی ہو میں اپنی آخری سانس تک یہاں رہوں گی،،، پری کے لہجے سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی جیسے وہ بہت لمبی مسافت طے کر کے آئی ہو۔

پریتی۔۔۔ تم مجھے سے نکاح کے لیے تیار ہو میں کل ہی۔۔۔ میری یہاں رہنے کی ایک شرط ہے،،، اس سے پہلے کہ شاہ میر موبائل سے کسی کو کال ملاتے کوئی پیغام دیتا پری نے موبائل اس کے ہاتھوں سے لیتے صوفے پہ اچھالا -

کیسی شرط؟،،، شاہ میر کو پہلی بار پری کے سرد لہجے کا اندازہ ہوا جس کی آنکھیں شاہ میر کی آنکھوں کی طرح جگ مگ نہیں کر رہی تھیں بلکہ سرد تھیں۔ میں اس گھر میں ہمیشہ رہوں گی پر بنا شادی۔۔۔ دماغ ٹھیک ہے تمہارا،،، شاہ میر جو ریلکس انداز میں صوفے

پہ بیٹھا تھا ایک دم سے کھڑا ہو گیا۔

تم مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو شادی کی کیا ضرورت اس طرح بھی تو رہ سکتے ہو یا  
پھر تم نفس کے کمزور۔۔۔۔۔

چٹاخ،،، پری کی آواز کو بربیک شاہ میر کے تھپڑنے لگائی جو سرخ چہرہ لیے اپنے آپ کو  
قابو کرنے کی کوشش میں تھا۔

میں نے کہیں پڑھا تھا کہ عورت کا خمیر صبر کی مٹی سے بنا ہے وہ چاہے تو بڑی سے بڑی  
بات بھی صبر سے سہہ جاتی ہے اس لیے یہ امید دل میں لیے تمہاری طرف بڑھا تھا کہ  
شاید تم مجھے ایک موقع دو معاف کر کے اس غلطی کے لیے جو بے شک کی تو میں نے

ہے پر غصے اور جنون میں،،،، کافی دیر بعد جب شاہ میر کا دماغ ٹھنڈا ہوا تو وہ پری کو  
صوفے پر بیٹھاتا خود اس کے قدموں میں بیٹھتا بولا۔ میں نے عورت کو ہمیشہ ایک کھلونا  
سمجھا کبھی اس کی عزت کا سوچا ہی نہیں لیکن جب سے تم سے ملا ہوں تو جانا کہ عورت  
اپنی ضد پہ آئے تو مجھ جیسے بندے کو بھی گٹھنے ٹیکنے پہ مجبور کر دیتی ہے،،،، شاہ میر اپنی انا  
کو سائیڈ پہ رکھتا پری سے بولا جس نے کچھ دیر پہلے شاہ میر کی ذات پہ بہت بُری چوٹ کی  
تھی۔ یہ سوچ مجھے ہر وقت مجھے کھائے جاتی ہے کہ میں نے اپنی کزن کے ساتھ۔۔۔۔۔

کزن کزن کزن تنگ آگئی ہوں میں اس کزن نامے سے کیا میری ذات کوئی معنی نہیں  
 رکھتی تمہاری نظروں میں،،، شاہ میر کا محبت بھر انداز جو پری کے دل پہ نرم پھوار کی  
 طرح برس رہا تھا شاہ میر کے منہ سے نکلی اگلی بات نے پری کو حقیقت میں لاکھڑا کیا -  
 اگر میں تمہاری کزن ناہوتی کوئی غریب سی لڑکی ہوتی تو کیا تم چھوڑ دیتے مجھے منع  
 کر دیتے اس بچے کو اپنا نام دینے سے،،، پری کے دماغ میں کلبلاتا سوال آج اس کی نوک  
 زبان پہ آہی گیا -

تم یہاں پہ اس لیے ہو کیوں کہ تم کزن ہو میری اگر ایسا ناہوتا تو میں مرٹ کہ تمہیں کبھی  
 دیکھتا بھی نہیں،،، شاہ میر پری کو اپنی کزن اور کسی راہ چلتی لڑکی میں فرق بتاتا اس کی بے  
 تکی باتوں پہ غصے سے کھولتا اپنے کمرے میں چلا گیا پر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اصل میں وہ  
 اپنی نظروں میں پری پر اس کا مقام واضح کر گیا ہے

\*\*\*\*

امویہ خیر و بابا کیوں آئے تھے،،، خیر دین الاحمر ولا کے پرانے ملازم تھے جسے سب  
 خیر و بابا کہتے تھے -

نہیں بس ویسے ہی خیریت پوچھنے،،،، حورین کو دیکھ کر اموا یک دم سے مڑیں اور اپنی

الماری میں کچھ رکھنے لگیں -

یہ آپ پیچھے کیا چھپا رہی ہیں،،، حورین کا موڈ خیر و بابا کے باغیر ملے چلے جانے کی وجہ سے موڈ خراب تھا امو کے سر پر کھڑی ان کو الماری میں کچھ چھپاتے دیکھ کر بولے بغیر نارہ سکی۔ نہیں کچھ نہیں۔۔۔ امو مجھے دیکھائیں کیا ہے آپ کے ہاتھ میں،،،، حورین نے اموجان کے ہاتھ سے ایک خاکی لفافہ چھینا -

یہ پیسے۔۔۔ کس نے بھیجوائیں ہیں؟،،، خیر و بابا کو اپنے گھر دیکھ کر حورین کو اندازہ تو ہو گیا تھا کہ ضرور ہارون انکل نے بھیجا ہے انھیں پر اسے کے گمان میں نہیں تھا کہ امو ان سے پیسے بھی لے سکتیں ہیں وہ بھی اس کو بتائے بغیر -

کیوں لیں آپ نے ان سے پیسے واپس کروائیں ابھی،،، حورین نے امو کی ہتھیلی پر پیسے رکھتے انھیں واپس کرنے کو بولا۔ ان سے پیسے نالیتی تو کیا کرتی تمہیں معلوم بھی ہے کہ میں کس مشکل سے گزارہ کر رہی ہوں پر نہیں تمہیں تو اپنے غم اور پاگل پن سے ہی فرصت نہیں جو ادھر ادھر نظر بھی دوڑاؤ،،، اموجان حورین کو چار باتیں سناتے پیسے الماری میں رکھنے لگیں۔

آپ یہ پیسے واپس کریں ابھی اور اسی وقت۔۔۔ پر حورین۔۔۔ آپ کو پیسے چاہیں نا تو آپ

اکاؤنٹ میں سے نکلو الیس،،، حورین نے اپنی طرف سے اسان حل پیش کیا یہ جانے بغیر کے وہ پیسہ بھی تو ہارون ملک کا ہی ہے -

اور جب وہاں ختم ہو جائیں گے تب کہاں سے لاؤ گئی،،، اموجان نے اپنی بددماغ بھانجی کی عقل پہ افسوس کیا جس کے بھیجے میں اپنے علاوہ کسی اور کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی - اس کی آپ فکرنا کریں میں سوچ رہی ہوں کہ میں یونی کہ بعد کوئی جاب کر لو ویسی بھی میری چھٹیاں ختم۔۔۔

ہا ہا ہا تم اور نو کری،،، حورین نے جو اتنے دنوں سے اپنے دماغ میں پلیننگ کی ہوئی تھی اموجان نے سنتے ساتھ ہی اس کا تمسخرہ اڑایا -

اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے میں کوئی پہلی لڑکی تو نہیں ہوں جو پڑھائی کے ساتھ جاب کرنے کی بات کر رہی ہوں پری نے بھی تو کی تھی،،، اموجان کا اس کی بات پہ اس طرح ریکٹ کرنا سے تپا گیا ویسے بھی آج کل اموجان یہ تو زیادہ تر اس سے ناراض رہتیں یا پھر اس کی ہر بات پر اسی طرح کاریکٹ کرتیں -

وہ پری تھی جو بچپن سے مشکلوں میں گھیری پریشانیوں کی انگلی پکڑ کر جوان ہوئی اور اب بھی ناجانے کس مشکل میں پھنس گئی ہے جو اب تک نہیں ملی جبکہ تم جسے کبھی باہر کی

گرم ہوانے بھی نہیں چھوا۔۔۔

رہنے دو بی بی تم سے نہیں ہوگی کوئی جا ب تم بیٹھ کر بس خیالی پلاؤ ہی بنا سکتی  
ہو،،، اموجان پریشے اور اس کے درمیان فرق بتاتے در پردہ اس کی سوچ کا مزاق  
اڑاتے پکن میں چلیں گئیں تاکہ ختم ہوئی چیزوں کی لسٹ بنا کر خیر و بابا کو دیں سکیں جو  
بلز بھرانے گئے ہوئے تھے -

\*\*\*\*\*

کب تک ایسے ناکام عاشقوں کی طرح اداس پھرتا رہے گا اب تو ہو سٹل میں بھی ہر کوئی  
میرے کان کے پاس آ کے سرگوشی کرتا ہے کہ کیا ایان کا بیک اپ ہو گیا  
ہے،،،، ایان جو اپنے سامنے کتاب کھولے صرف اسے گھور رہا تھا امان کی آواز سے  
چونکہ - تو کبھی اپنا منہ بند بھی رکھ سکتا ہے جب دیکھو بک بک،،، ایان نے امان کو دیکھ  
کر جل کے کہا جو دروازے میں کھڑا مزے سے ہنس رہا تھا۔

تیرا منہ بند ہے کافی نہیں اور پلیز بھیو کی کال رسیو کر لے دو بار مجھے کال کر کے تیری  
طبعیت کا پوچھ چکے ہیں،،،،، دانیال کا نام سنتے ایان کے حرکت کرتے ہاتھ دو منٹ کو  
روکے پھر وہ اپنے کام میں لگ گیا۔

اگر میں فون نہیں اٹھا رہا تو کیا وہ یہاں پر آ نہیں سکتے۔ یہاں کا رستہ بھول گیا ہے یا انہیں اپنی بیگم سے فرصت نہیں،،،، ایان جب سے دانیال مینشن سے آیا تھا تب سے جلی کٹی ہی سنار ہا تھا۔

توبہ ہے ایان تو تو پوری کٹنی ساسوں کی طرح بات کر رہا ہے،،،،، امان نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے توبہ توبہ شروع کر دی۔ پہلی بات تو یہ میرے بھائی کہ غلطی تیری تھی تو نے عائشہ کا غصہ بھیو پر نکالا ان کو تو کہا سو کہا بے چاری ان کی مسز کو بھی نہیں چھوڑا اور اب بھی منہ بنا کر بیٹھا ہے کہ بھیو آ کر تجھے منائیں،،،، امان ساتھ ساتھ ایان کی کتابیں اور روم میں بکھری چیزیں سمیٹنے لگا۔ چل اب پہلے دوائی لیں گے اس کے بعد بھیو کی۔۔۔۔

مجھے وہاں نہیں جانا تو چاہتا ہے کہ میں جلدی سے ٹھیک ہوں تو صرف ڈاکٹر کے پاس چل،،،، ایان اپنا کوٹ پہنتا دروازے سے باہر نکل گیا۔

اوففف اچھا میرے باپ تو چل تو صحیح،،،، امان تیزی سے اس کے پیچھے لپکا کہیں وہ اکیلے ہی ناچلا جائے۔ اچھا ہوا تم دونوں مل گئے تم دونوں سے ملنے کوئی عورت آئی ہے میں نے انہیں گراؤنڈ والی سائیڈ پہ بھیج دیا ہے،،، ان کا کلاس فلیو کوریڈور میں بھاگتا ہوا

ان تک پہنچا اور پیغام دیتا اپنے روم میں چلا گیا -

آپ۔۔۔۔ آپ کیا کر رہی ہے یہاں،،،، وہ دونوں جو اسی کشمکش میں تھے کہ ان سے ملنے کون عورت آسکتی ہے مہر کو اپنے سامنے دیکھ کر حیران پریشان رہ گئے۔ مجھے تم لوگوں سے کچھ بات کرنی تھی پلیز ایک دفعہ میری بات پوری سن لو،،،، مہر کو دانیال شاہ کے نام کی وجہ سے ہو سٹل کے اندر آنے کی اجازت تو مل گئی تھی مگر اسے ان دونوں سے بات کرنا مشکل لگ رہا تھا۔ جانتی ہیں نایہ بوائیز ہو سٹل ہے گلز کو آنے کی اجازت نہیں پھر بھی آپ یہاں پر چلیں آئیں اپنا نہیں تو کم سے کم ہماری عزت کا ہی خیال کر لیں،،،، ایان ارد گرد کھڑے لڑکوں کو مہر کو گھورتا دیکھ کر مٹھیاں بھینچنے لگا مہر جو ایان اور اس کے بھيو کے درمیان آنے کی مجرم ٹھہری تھی اپنے زمے ایک اور جرم لکھوا بیٹھی -

ایان تو بھابھی کی بات بھی سنے گا یا خود ہی بک بک کیے جائے گا۔۔۔ آئیں بھابھی ہم ادھر بیٹھ کر بات کرتے ہیں،،،، امان کی بات سن کر مہر نے اسے تشکر بھری نگاہوں سے دیکھا۔ تم دونوں اپنے بھائی کو غلط سمجھ رہے ہو انہوں نے میرے سے شادی مجبوری میں۔۔۔۔ ایسی کونسی مجبوری کہ گھر والوں کو نہیں بتا سکتے تھے یا پھر آپ لوگوں کو



دانیال آگے ایک قدم چلا تھا کہ پیچھے سے ملازمہ کی آواز آئی -

مہر گھر نہیں تو پھر کہاں گئی صبح عائشہ۔۔۔۔،،، دانیال عائشہ کو آوازیں دیتا سوچنے لگا کہ اگر مہر نے باہر جانا ہی تھا تو مجھے بتا دیتی میں جا تو رہا تھا اسے ڈراپ کر دیتا -

جی بھائی آپ نے بلا یا مجھے،،،، عائشہ جو یونی کے لیے تیار ہو رہی تھی جلدی سے آئی۔  
ہاں وہ مجھے پوچھنا تھا کہ مہر کہیں باہر گئی ہے،،،، دانیال کے پوچھتے ہی عائشہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا باقول مہر کے دانیال سو رہا تھا اور وہ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی گھر آنے والی تھی -

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
بھائی آپ پی ایان اور امان کہ ہو سٹل۔۔۔۔

کیا اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے جو اکیلی چلی گئی وہاں،،،، کوشش کے باوجود بھی دانیال عائشہ کے سامنے خود کو چبھنے سے روک نہیں پایا اور عائشہ کو پریشان چھوڑ مہر کو لینے نکل گیا۔

صحیح کہتے ہیں لوگ یہ عورت نا اچھے بھلے بندے کا دماغ گھوما کر رکھ دیتی ہے،،،، دانیال شاہ غصے میں کھولتا 180 کی سپیڈ سے گاڑی بھگا رہا تھا۔ جب میں نے کہا تھا کہ میں خود



کیا مطلب ہے تمہاری اس بے تکی بات کا صبح صبح دماغ ناخراب کرو،، پہلے ہی علی خود پہ غصہ تھا کہ کیوں اس نے رات منال کو اپنے قریب آنے اور حق جتانے کا موقع دیا سونے پہ سہاگا منال اب اس کے سر پہ سوار اس کا ضبط ازما رہی تھی۔ مطلب یہ کہ امی بہت غصے میں ہیں کوئی باہانہ سوچ کر باہر آئیے گا،، منال کمرے کے دروازے تک پہنچتی مڑ کر علی کو دیکھنے لگی کہ شاید وہ اس سے کچھ پوچھے پر وہ تیزی سے اپنے کرلی بالوں میں کنگا چلاتا شرٹ لینے کے لیے بیڈ کی طرف بڑھا جس کے بٹن منال نے شرارت میں سارے بند کر دیے تھے تاکہ علی چاہے غصے میں ہی پر اس سے بات تو کرے پر علی صرف منال کو ایک نظر دیکھ کر جلدی سے بٹن کھولنے لگا اور منال کچھ سننے کی آس لیے کمرے سے باہر نکل گئی۔

اسلام علیکم امی کیسی طبیعت ہے آپ۔۔۔

رہنے دو میاں تمہیں بھلا کیا فکر میری بس ساری ذمہ داری اس معصوم پہ چھوڑ کر بے بھول ہو گئے ہو،، منال جو ٹیبل سیٹ کر رہی تھی علی کی کھنچائی ہوتی دیکھ کر ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا اٹھی۔

اس معصوم کی تو میں چٹنی ہی بنا دوں جب سے آئی ہے میری تو ساری ویلیو ہی ختم ہو گئی

ہے،،، منال کا مسکرانہ علی کی نگاہوں سے پوشیدہ نارہ سکا علی ماں کے سامنے اپنے منہ کو بند رکھنے کے لیے گرم گرم چائے منہ سے لگا بیٹھا یہ ناہو کہ اس کے منہ سے منال کے لیے کچھ نکلے اور اس کی اماں کے غصے کا گراف مزید بڑھ جائے -

نہیں امی ایسی بات نہیں ہے وہ دراصل کل رات۔۔۔،،، علی نے ماں کو فرغام کی طبیعت کی فرضی کہانی بتا کر انھیں منایا کیونکہ سچ وہ ناتوا انھیں بتا سکتا تھا اور ناہی منال کو اس لیے گول مول بات کرنا ہی اس نے بہتر سمجھا -

اوہو وواللہ اس کو صحت دے پر بیٹا ایسی کوئی ایمر جنسی ہو جاتی ہو تو تم ایک فون کر کے تو بتا دیا کرو کیا اس میں پانی آرہا ہے،،، زکیہ بیگم نے علی کے موبائل کی طرف اشارہ کیا۔ ہم امی آئندہ خیال رکھوں گا،،، علی نے ماں کو نرم پڑتا دیکھ کر فوراً بات سمیٹھی یہ ناہو کہ وہ پھر شروع ہو جائیں۔

پاپا میں آپ سے ناراض ہوں،،، رافع جو علی کی ساتھ والی کرسی پر منہ نیچے کیے بیٹھا تھا علی کو اپنی ناراضگی کا بتانا منال کی سائیڈ پہ موڑ کر بیٹھا گیا۔ چلو جی اللہ اللہ کر کے امی کو رام کیا ہے اب یہ نواب زادے بھی منہ بنانے لگے،،، علی ہاتھ میں پکڑے پراٹھے کو واپس رکھتا اپنے لاڈلے بھائی کی طرف مڑا جو اسے پاپا بلا تے خود بیٹا بن کر اس سے اچھا

خاصہ لاڈ اٹھواتا بلکہ بعض اوقات منال کے ساتھ مل کر اسے نچا کر رکھ دیتا -

کیوں جگر میرے سے کوئی غلطی ہو گئی کیا،،، علی نے رافع کو پیار سے ہنڈل کرنا اس وقت بہتر سمجھا کیونکہ رافع کے دو سپوٹراس کے سائیڈ پر ہی بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ جی ہاں۔۔۔۔۔ آپ کو پتا ہے میں نے کل آپ کا اتنا ویٹ کیا پر آپ آئے ہی نہیں،،، رافع علی کے ہاتھ سے ناشتہ کرتا اپنے ننھے منے ہاتھوں کو بڑا کر کے اپنے ویٹ کرنے کی تعداد کا بتانے لگا -

اوہو ووجھے پتا ہوتا کہ میرا شہزادہ میرا ویٹ کر رہا ہے تو میں سپر مین کی طرح اڑ کر آجاتا،،، علی کی بات نے رافع سمید سب کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

آپ کو پتا ہے وہ جو احد ہے نامیرا فرینڈ اس کے گھر ایک چھوٹا سا بے بی آیا ہے،،، علی کے پوچھنے پر کہ وہ اس کا کیوں ویٹ کر رہا تھا رافع نے اسے اپنے دوست کا بتایا جو انھی کے محلے میں رہتا تھا -

واؤ یہ تو بہت اچھی بات ہے آپ اسے کو نگر لیں کرنا،،،، علی رافع کو پیار سے کہتا میز سے اٹھا۔ پاپا بات تو سنے نامیری،،،، علی کا اٹھتا دیکھ کر رافع نے اس کا ہاتھ کھنچا تا کہ وہ بیٹھ کر اس کی پوری بات سن لے۔

جی بیٹا جی آپ بولو بھی آگے،،، علی گھڑی پہ ٹائم دیکھتا بیٹھنے کی بائے رافع کو اپنی گود میں اٹھاتا اس کے بال سیٹ کرنے لگا۔ میں نے جب اس سے پوچھا کہ یہ بے بی کہا سے آیا ہے تو کہنے لگا کہ اس کی ماما اور بابا ہو پٹل سے لائیں ہیں آپ اور ماما بھی لیں آئیں نا میرے لیے،،،، آخر کار رافع نے اپنے دماغ کی پٹاری میں سے اصل مواد باہر نکال ہی لیا جو اسے چاہیے تھا۔

آؤؤؤ۔۔۔ بیٹا ایسی باتیں نہیں کرتے بُری بات ہے فٹافٹ فینش کریں آپ کو سکول کے لیے لیٹ ہو رہا ہے،،، علی گڑ بڑاتا رافع کو کرسی پہ بیٹھاتے کچن کی طرف دیکھنے لگا جہاں منال تیزی سے غیب ہوئی تھی اسے بھی امید نہیں تھی کہ رافع کوئی ایسی بات بھی کر سکتا ہے۔

پر اس میں بری بات کیا ہے سب بچوں کے پاس بے بی ہوتے ہیں میرے پاس تو نہیں ہیں۔ امی آپ کہیں نا ان کو آپ ہنس کیوں رہیں ہیں،،،، رافع ضد کرتا آخر میں زکیہ بیگم کو گھسیٹ لایا جو اپنے بیٹے بہو کی ہوائی اٹی شکلوں کو دیکھ کر ہنس رہیں تھیں۔

میرے پاس تیرے ان اونٹ پٹانگ باتوں کا جواب نہیں ہے اپنی ماما اور پاپا سے پوچھ،،، اماں جان کہتیں ٹیبل سے اٹھ گئیں۔

میں آج شام آپ کو سپر ہیر وزلے کے دوں گا پھر آپ اپنے سب فرینڈ کو دیکھانا  
او کے،،،، منال اپنی جگہ چورسی بنی سر جھکائے علی کی نگاہوں کو خود پہ پڑتا محسوس  
کرتے کھڑی رہی -

نووووو۔۔۔ آپ مجھے بے بی لا کے دیں میں وہ سب کو اترا اترا کے دیکھاؤ گا جیسے احد  
دیکھا رہا تھا،،،، رافع نے احد کی نقل اتاری کہ وہ سب کو کس طرح بے بی دیکھا رہا تھا اور  
رافع کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دے رہا تھا۔

ہا ہا ہا او مانے گوڈ آپ کو اس لیے بے بی چاہیے کہ آپ احد کی طرح اترا سکو،،،، علی نے  
رافع کو گد گد اتے اسے اس ٹوپک سے ہٹانا چاہا -

نہیں مجھے کھینے کے لیے چاہیے اور جب تک آپ مجھے لا کر نہیں دیں گے میں آپ  
دونوں سے بات نہیں کروں گا،،،، رافع علی اور منال کو ایک ساتھ کہتا ناراضگی کے  
طور پر کمرے میں بند ہو گیا تاکہ علی نہیں تو منال ہی اس کی بات مان لے جو منال کے  
لیے ناممکن بات تھی -

ماں کہلوانا اسان نہیں بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے اسے سمجھاؤ کسی کے سامنے کوئی  
الٹی سیدھی بات کر دی تو سب تمہیں ہی قصور وار ٹھہرائیں گے،،،، علی رافع کی بات کا

غصہ منال پر نکالنے لگا -

آپ اور میرے لیے اتنے فکر مند خیریت ہے مناسب،،، علی کا کل رات سے منال کے لیے پریشان ہونا سے خوش فہم بنا رہا تھا۔ میرا بھی دماغ خراب تھا جو منال سے ایسا بول گیا اب اور ہواؤں میں اڑنے لگے گی ویسے ہی امی اور رافع کی وجہ سے زمین پہ نہیں نکلتیں میڈم،،،، علی بغیر جواب دیے گھر سے نکلتے خود پہ غصہ کرنے لگا پر آنکھوں میں منال کا شرمندہ چہرہ گھوم گیا جو رافع کی بات سنتے ہی لال ہو گیا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

یہ اتنا سارا سامان کس لیے زینت بی،،،، پری جولان میں بیٹھی صبح کی چائے سے لطف اندوز ہو رہی تھی ملازموں کو سامان اٹھائے اندر باہر آتا جاتا دیکھ کر زینت بی سے بولی جو اس کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھیں -

بٹیا آج شاہ میر سائیں کی اماں کی برسی ہے یہ سارا سامان غریبوں کی بستی میں

جار ہے،،،، زینت بی شاہ میر کی والدہ کی وفات کا بتانے لگیں -

او تو اس کا مطلب شاہ کی والدہ۔۔۔۔۔ ہاں بٹیا سردار سائیں کے بچپن میں ہی ان کی

وفات ہو گئی تھی ورنہ آج وہ ایسے ناہوتے،،، شاہ میر زینت بی کے ہاتھوں میں پلنے والا شاہ حویلی کا سب سے پہلا بچہ تھا جسے اس طرح دیکھ دیکھ کر زینت بی کڑتی تھیں پر کیا کہہ سکتیں تھیں آخر تھیں تو ایک ملازمہ ہی نا۔

ہممم۔۔۔۔۔ زینت بی شاہ کی یہ خود سری اس کے خون میں گھلی اس کو وراثت میں ملی ہے اس میں اس کی والدہ کے حیات ہونے ناہونے سے کچھ فرق نہیں پڑنے والا تھا،،، پری نے زینت بی سے کہتی شاہ میر کے کمرے کی طرف بڑھی آخر وہ بھی تو دیکھے کہ دوسروں کو رولانے والا خود اپنا غم کیسے جھیل رہا ہے -

مردوں سے شرط لگا کہ سو رہا تھا کیا جو ہمارے اتنا شور مچانے پہ بھی نہیں اٹھا،، فرغام کی آنکھ جناتی قہقہوں کی آواز پہ کھولی تو آنکھ ملتا اپنے ارد گرد بیٹھے تین شگوفوں کو دیکھا جو آج کل اس کا سایہ بنے ہوئے تھے۔

تم لوگ اتنی صبح یہاں تم لوگوں کو تو یونی میں ہونا چاہیے تھا،،، فرغام اتنی صبح اٹھائے جانے پہ خراب موڈ سے اپنے دوستوں کو کہتا اٹھ بیٹھا جن کی اس ٹائم آمد اس کے اعصاب پہ گراں گزر رہی تھی -

تجھے سب کا پتا ہے کہ کسے کہاں ہونا چاہیے بس اپنا نہیں پتا،،،،، فاخر ٹیبل سے جو س کا

گلاس اٹھاتے بولا جو کچھ دیر پہلے فرغام کی ممانے ملازم کے ہاتھ بھیجوایا تھا -

یار تنگ نا کرو سونے دو پہلے ہی سر درد سے پھٹا جا رہا ہے،،،،، فرغام ہمائوں سے کہتا

کمبل کھنچتے لیٹنے لگا جس کا ایک سر ہمائوں کے ہاتھ میں تھا۔ مجھے معلوم ہے تیرے سر

درد کی وجہ اب شرافت سے اٹھ ہم تجھے لینے آئیں ہیں،،،،، ہمائوں کہتا ایک ہی جھٹکے

سے سارا کمبل اپنے ساتھ لیے صوفے پہ بیٹھ کر ناشتے سے انصاف کرنے گا -

میں جب تم لوگوں کو بتا چکا ہوں کہ میں نے آگے نہیں پڑنا تو پھر کیوں پیچھے پڑ گئے ہو

میرے جاؤ یہاں سے،،،،، فرغام غصے میں چیختا کمبل سے کھینچم کھیچائی کرنے لگا جو

ہمائوں کے ٹانگوں اور فاخر کے نیچے دبا ہوا تھا۔

ٹھیک ہے جب تو اپنا ایم بی اے کلیئر نہیں کرنا چاہتا تو پھر میں کلیئر کر کے کیا کروں

گا،،،،، علی جو چائے پینے میں خود کو مصروف ظاہر کر رہا تھا فرغام کی بات پہ کہتے جانے کے

لیے کھڑا ہو گیا -

پاگل مت بن علی تیرے کندھوں پہ اپنے گھر والوں کی بہت ساری ذمہ داری ہے

بھول گیا اپنی سٹر گل جو تو نے ایم بی اے کرنے کے لیے اٹھائیں تھیں،،،،، وہی ہوا جس

کا ان سب کو اندازہ تھا اب علی کو فرغام سے اپنی بات منانا زیادہ آسان لگ رہا تھا علی ترچھا ہو کر فاخر اور ہمایوں کو دیکھنے لگا جنھوں نے آنکھ کے اشارے سے اسے بات بڑھانے کا بولا اور خود ناشتے میں اس طرح مگن ہوئے کہ جیسے وہ ناشتے کے لیے ہی یہاں آئے ہوں -

کچھ نہیں بھولانا اپنی سٹر گل ناہی تیرا سیکر یفائز جو تو نے میرے لیے کیا تھا باہر نا جا کے،،، فرغام شروع سے ہی باہر جا کر پڑھنا چاہتا تھا پر علی کی وجہ سے فرغام نے اپنی اس خواہش کو قربان کرتے اپنے ساتھ ساتھ علی کا بھی ایڈمیشن اسے بتائے بغیر خود کروا آیتا کہ اسے کوئی فائینشلی پرو بلم ناہو -

میری بات سن۔۔۔ تو میری بات سن فرغام،،، علی اس وقت کو سوچتا اپنی نم آنکھوں کو صاف کرنے لگا۔ جس طرح سے جینا چاہتا ہے جی ہم تجھے نہیں روکیں گے پر تو ہم سب کے لیے اپنا ایم بی اے کلیئر کرے گا اس کے بعد تیری مرضی تو جو چاہے کر ہم تجھے نہیں روکیں گے،،، علی کا اشارہ اس کے شراب نوشی پر تھا جو جو نک کی طرح اس کے ساتھ چمٹ گیا تھا -

مجھ سے نہیں ہو گا یار تو جانتا ہے میں وہاں۔۔۔ تو کیا ہم لوگوں کے لیے اتنا بھی نہیں

کر سکتا،،، علی کو ایمو شنل ہوتا دیکھ کر ہائیوں فوراً قام میں آتے فرغام کی بات سچ میں ہی کاٹتا سے ایمو شنل بلیک میل کرنے لگا اس کے دماغ میں صرف ایک ہی بات گردش کر رہی تھی کہ چاہے کسی بھی طرح اسے فرغام کو یونی کے لیے ہر حال میں منانا ہی ہے۔

تم تینوں ایک نمبر کے حرامی ہوں پتا ہے تم لوگوں کو یہ بات،،، تینوں کو اپنے سامنے دیوار بنا دیکھ کر فرغام ہار مان گیا۔

ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ جیو میرے شیر،،،،، فاخر فرغام کو جھپسی مارتا واشر و م کی طرف دھکیلتا جلدی جلدی کا شور مچانے لگا وجہ کلاس کا نکل جانا نہیں اس کی منگلیتر کا وہاں اس کا ویٹ کرنا تھا۔

تھینکیو بچو۔۔۔۔۔ می،،،،، فاخرہ بیگم جو دروازے سے کان لگا سب سن رہیں تھیں فرغام کی غیر موجودگی میں اندر آتی ان تینوں کا شکریہ ادا کرتیں رو پڑیں۔

آئی اپ اس طرح مت روئیں بس اُس گھامڑ کے لیے ہدایت کی دعا کریں اللہ نے چاہا تو ہم سب مل کر اسے پرانا والا فرغام بنا دیں گے جو ہم سب کی زندگیوں میں حل چل مچائے رکھتا تھا،،،،، علی نے فاخرہ بیگم کو گلے سے لگاتے تسلی دیتے کہا۔

انشاء اللہ،،، علی کی بات کے جواب میں سب نے یک زبان کہا اور مسکرا دیے اس امید پہ کہ اب یہ کالے بادل جلد چھٹ جائیں گے -

\*\*\*\*\*

کھٹ کھٹ۔۔۔ تمہیں میرے کمرے میں آنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں ہے پری،،،، پریشہ شاہ میر کے کمرے کے باہر روکتی اندر جانے نا جانے کے بارے میں سوچتی شاہ میر کی آواز پہ چونکی جو روکنگ چیر پہ بیٹھاماں کی تصویر کو خود سے لگائے اپنے بچپن میں کھویا ہوا تھا۔

تمہیں کیسے پتہ۔۔۔ تمہاری ہیل کی ٹک سے،،، پری نے اپنے زہن میں گھومتا سوال شاہ میر سے پوچھنا چاہا پر شاہ میر نے اسکی بات کاٹتے اپنا اندازہ بتایا -

اس گھر میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں پہنتا جو شور پیدا کرے،،،، پری نا سمجھی سے اپنے سینڈل کو دیکھنے لگی۔

یہ سچ تھا کہ شاہ حویلی میں سب ملازم اپنے سردار کی خاموشی میں خلل نا ڈالنے کی وجہ سے اس بات کا بہت خیال رکھتے -

تو پھر تم میرے لیے یہ کیوں لائے جب تمہیں پسند نہیں،،، پری کی تمام چیزیں شاہ میر  
اپنی پسند سے لایا تھا جن میں زیادہ تر ایسی چیزیں تھیں جو آواز پیدا کریں جیسے  
چوڑیاں، پازیب، کوٹ شوز، جن کو پری بہت کم استعمال کرتی تھی۔ شاید شاہ میر اپنے  
اس سونے گھر میں ہلچل کا خواہش مند تھا۔

مالکن اور نوکر میں کچھ تو فرق ہونا چاہیے نا،،، پردوں کو سائڈ پہ کرتے شاہ میر نے  
سورج کی چمکتی ہوئی کرنوں کو اندر آنے کا راستہ دیا۔

کچھ کہنا تھا کیا؟،،، پری کے روبرو کھڑے ہوتے شاہ میر نے اس کے چہرے پہ کچھ  
تلاش نہ چاہا شاید وہ دکھ جو آج شاہ میر کے چہرے پہ چھلک رہا تھا۔

نہیں میں بس وہ یہ کتاب لینے آآ۔۔۔

یہ ڈیکنگ اینڈ میٹیریل پہ بنی انفور میٹو بک ہے تم نہیں پڑھ پاؤ گی،،، شاہ میر کو سیکنڈ لگا  
پری کے جھوٹ کو پکڑنے میں۔

تم سے زیادہ پتا ہے مجھے کون سی بک پڑھنے والی ہے کون سی نہیں،،، پری جو ٹیبیل سے  
کتاب اٹھا رہی تھی زور سے پٹختی سیدھی ہو گئی۔

تھنکس پری میرے درد میں میرا ساتھ دینے کے لیے،،، پری کو مڑتا دیکھ کر شاہ میر

بولا -

تمہیں اتنی غلط فہمی کیوں ہے کہ میں یہاں تمہارا ساتھ دینے آئیں ہوں،،، پری شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتی اس کے سامنے کھڑی ہو گئی جو اس کی بات پہ اسے دیکھتا سوچ میں پڑ گیا -

میں یہاں یہ دیکھنے آئی ہوں کہ دوسروں کو تکلیف دینے والا ان کی زندگیوں کو تباہ کرنے والا خود تکلیف میں کیسا دیکھتا ہے،،، پری بناخونی سے کہتی سر دلہے میں بولی -  
تو بتاؤ کیسا دیکھ رہا ہوں میں ٹوٹا ہوا یا کمزور،،، شاہ میر پری کی نادانی پہ مسکرانے لگا جس درد کو وہ بچپن سے سہتا آ رہا ہے کیا وہ اسے سب کے سامنے اپنے پہ ہاوی ہونے دے سکتا ہے -

میں اپنا درد صرف اس انسان کے سامنے ہلکا کرتا ہوں جو میرے اس درد کا بار اٹھا سکے تم ابھی اس لائیک نہیں،،، پری کے سر سے ڈھلکتا چادر کا کونہ صحیح کرتے شاہ میر بولا -  
تمہیں افسوس ہے ان کے چلے جانے کا،،، پری شاہ میر کی ماما کی تصویروں کو دیکھتی

بولی جو ایک خوبصورت سے کولاج میں سیٹ ہوئی فرنٹ سائیڈ میں لگی ہوئی تھیں -  
 ہممم۔۔۔،، شاہ میر اپنی اور ماما کی تصویر پر ہاتھ پھیرنے لگا جس میں وہ صرف ایک  
 سال کا بچہ تھا -

پر مجھے خوشی ہے اس بات کی کہ وہ اس دنیا میں نہیں اگر وہ زندہ ہوتیں تو تمہارے  
 کر توت دیکھ شرم سے مرجاتیں،،، پری اپنے دل میں شاہ میر کے لیے سرا بھانے  
 والے درد کو دباتی زہرا گلنے لگی جس کے لیے وہ شاہ میر کے کمرے تک آئی تھی -  
 تم اگر آج ماں کے درجے پہ فائز نا ہوتیں تو میں تمہیں اسی جگہ زندہ گاڑ دیتا،،، شاہ میر  
 اپنے چہرے پہ سکون کا تاثر دیے پری کو کندھے سے پکڑ کر اپنے سامنے کرتا بولا اس کے  
 ہاتھوں کا دباؤ اتنا شدید تھا کہ پری با مشکل دو منٹ اس کے سامنے کھڑی ہو پائی تیسرے  
 منٹ شاہ میر کے بازوؤں پہ وزن دیتی جھٹکے سے بیڈ پہ گرتی چلی گئی اگر بیڈ نا ہوتا تو باقول  
 شاہ میر کے واقعی وہ اس ٹائم زمین میں دھنس چکی ہوتی -

وہ بات نا کیا کرو جو میرے ساتھ ساتھ تمہیں بھی مشکل میں ڈال دے،،،، پری کو  
 سفید پڑتا دیکھ کر شاہ میر اپنے ہاتھوں کو اس کے کندھے سے ہٹاتا باہر نکل گیا -

\*\*\*\*\*

میں تم دونوں کو لینے آئیں ہوں چلو میرے ساتھ،،،، مہر نے ماحول کو سازگار دیکھ کر  
دونوں سے کہا -

نہیں بھا بھی ابھی رہنے دیں ابھی ایان کی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔۔ اسی لیے تو بول رہی  
ہوں کہ گھر چلو بھلا ایان کی یہاں کون دیکھ بھال کرے گا اور گھر جا کے ایان کی طبیعت  
بھی فریش ہو جائے گی ہے نا ایان،،، مہر نے مسکرا کر کہتے آخر میں ایان کی بھی تائید  
چاہی جو ایک لفظ بھی منہ سے نکالے بغیر سر جھکائے کھڑا تھا -  
ارے بھا بھی آپ نے ایک دم سے کیسے پہچان لیا کہ یہ ایان ہے یا امان،،، امان نے اپنے  
بھائی کا حوصلہ بڑھانے کے لیے اس کے کندھے تھپکاتے اسے اپنی بات میں شامل  
کرنے کی کوشش کی -

مجھے عائشہ نے بتایا تھا کہ جو بہت سنجیدہ ہو سمجھ جائیے گا کہ وہ ایان ہے،،، مہر کی بات پر  
ایان نے حیرت سے مہر کو دیکھا جو کھڑی مسکرا رہی تھی۔ تیری معصومہ تو بڑی تیز نکلی  
یار،،، امان اس کے کان میں گھستے بولا -

انسان بن بھابھی سن لیں گی،،،، ایان کے منہ سے بھابھی سن کر امان خوشدلی سے مسکراتے اس کے گلے لگ گیا -

ارے بھابھی آپ کہاں گم ہیں ہم ابھی آئے اپنا سامان لے کر آپ یہاں ہی ویٹ کریں،،،، امان مہر کو کہتا خوشی سے ایان کا ہاتھ پکڑے اندر کی طرف بھاگایہ جانے بغیر کہ مہر سانس روکے کھڑی آنے والے کو دیکھ رہی تھی جو غصے میں اس کی طرف بڑھ رہا تھا -

مہر گاڑی میں چل کے بیٹھو،،،،، دانیال دور سے ہی مہر کو اکیلا کھڑے دیکھ چکا تھا اس لیے آتے ساتھ ہی اس سے کہتا پاس کھڑے لڑکوں کو غصے سے گھورنے لگا -

دانیال وہ میں نے۔۔۔۔ کہا نا آپ کو ایک بار کی بات سمجھ نہیں آتی جا کہ گاڑی میں بیٹھیں،،،،، دانیال غصے سے مہر کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھنے لگا پر وہ اپنی جگہ سے ٹھس سے مس نا ہوئی -

وہہہ۔۔ میں یہاں سے جا نہیں سکتی کہیں کسی نے ویٹ کرنے کو بولا ہے،،،، دانیال کو غصے میں دیکھ کر مہر سے بات ہی نہیں ہو رہی تھی کہاں دیکھا تھا اس نے دانیال کا غصہ اس نے تو صرف اسے پیار لٹاتے ہی دیکھا تھا -

تو آپ کی نظروں میں اب میری بات کی کوئی اہمیت نہیں رہی جو آپ میری بات پر کسی اور کی بات کو فوقیت دے رہیں ہیں کس نے بولا ہے آپ کو،،، مہر کی بات دانیال کو آگ ہی لگا گئی -

ہم نے بولا ہے بھئیو،،، امان جو قریب آتے دانیال شاہ کی بات سن چکا تھا اس کی پٹی پر چڑتا زور سے چیخا -

آپ سے تو ہم مانے نہیں بھا بھی نے ایک منٹ میں منالیا ہمیں،،،، امان کی بات پر دانیال شاہ نے امان کی طرف دیکھا جو منہ موڑے کھڑا اس پر ظاہر کر رہا تھا کہ وہ اس سے ابھی بھی ناراض ہے -

چلیں ناب سب کھڑے کیوں ہیں مجھے گھر جا کے بھا بھی کے ہاتھ کا زبردست ساناستہ کرنا ہے،،، سدا کا کھانے کا شوقین بھوک کی دوھائی دیتا دانیال کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی کی طرف کھینچنے لگا -

\*\*\*\*\*

مانی تمہیں دس دفعہ کہا ہے کہ گاڑی یہاں مت کھڑی کیا کرو یہ سر لوگوں کا پارکنگ

ڈیپاٹمنٹ ہے پر اپنی ہی کرنی ہوتی ہے،،، پارکنگ ایریہ میں گاڑی موڑتے فرغام کے  
 زہن کے پردوں پر ایک بھولی بسری یاد تازہ ہوئی -

یہاں پہ کہیں لکھا ہے کہ اونلی فور سررز اور ویسے بھی میں سب کالائیک فائیک  
 اسٹوڈنٹ ہوں میرا اتنا تو حق بنتا ہے نایار،،، فرغام اپنے جواب کو سوچتا مسکرا اٹھا۔

تو آگے کہاں جا رہا ہے اپنی جگہ پہ لگانا گاڑی،،، علی جو فرغام کے پیچھے اپنی بائیک پہ تھا  
 اسے آگے بڑھتا دیکھ کر اس کا شیشہ بجاتا بولا پر فرغام انسنی کیے آگے گاڑی پارک کرنے

لگا -  
 کتنا عجیب سا لگ رہا ہے نہ یونیورسٹی آکر،،، فرغام چاروں اور دیکھنے لگا جہاں اس دشمن  
 جان کی بہت سی یادیں بکھریں ہوئیں تھیں -

تو بہت دنوں بعد آیا ہے نہ آج اس وجہ سے تجھے ایسا لگ رہا ہے،،، علی اس کی دل  
 کیفیت سمجھتا اسے نظر انداز کرتا بیگ میں سے کچھ نکالنے لگا -

ہیلو فرغام کیسے ہو کہاں تھے تم ایک ہفتے سے مجھے تو لگ رہا تھا پری کے ساتھ ساتھ تم  
 سب بھی غائب ہو گئے ہو،،،،، مشال جو فرغام کو اندر آتا دیکھ چکی تھی حورین کو اس کے

ساتھ نادیکھ کر اپنی ماما کی زبانی حورین کے الاحمر و لاسے شفٹ والی بات کو سچ مانتے خوشی سے چہکی -

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بس میری کچھ طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس وجہ سے،،، فرغام سے ٹالتا اپنی کلاس کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے کلاس فیلو اس کا ویٹ کر رہے تھے -

اسے کیا ہوا یہ کیوں ایک دم سے چلا گیا،،، مثال دل مسوس کر رہ گئی اسے تو ابھی حورین کا اس سے پوچھنا تھا اس کی نقلی کمی محسوس ہونا فرغام پر ظاہر کرنی تھی اور پھر فرغام کی آنکھوں میں اس دکھ کو دیکھنا تھا جو وہ اتنے سالوں سے سہتی آرہی تھی ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر -

ہو سکتا ہے مثال اسے کوئی کام ہو ویسے بھی کلاس کا ٹائم ہو رہا ہے پھر ملتے ہیں بائے،،، علی مثال کو کچھ سخت سنانے کے ارادے کو توڑتا فرغام کے پیچھے بھاگا - تم جتنا بھی چھپالوں پر مجھے پتا ہے تم کیوں نہیں آئے تمہاری وہ حور پری تمہیں چھوڑ کر جو چلی گئی ہے اب دیکھنا میں اس کی جگہ لے کر تمہیں کیسے دکھاتی ہوں یہی کہا تھا نہ تم نے مجھ سے کہ میں جو مرضی کر لو تمہاری زندگی میں حورین کی جگہ کبھی نہیں



بھووو۔۔۔۔،،،، حورین جو خود سے بولنے میں مگن تھی بھوکی آواز پہ ڈرتی چیخ پڑی۔ علی تمہم کیسے۔۔۔،،، حورین جو علی کو اتنے دنوں بعد اپنے سامنے دیکھ کہ خوشی سے پھولے نہیں سماں رہی تھی کچھ دور کھڑے خود کو تکتے فرغام کو دیکھتی واپس اپنے خول میں بند ہو گئی۔

تم سناؤ تم کیسی ہو اموجان کیسی ہیں،،، علی حورین سے ملتا اس کا حال چال پوچھنے لگا جو اس وقت بھاگنے کے لیے پر تول رہی تھی -

یار تم نے بتایا ہی نہیں کہ گھر شفٹ کر لیا تم نے کم از کم اپنے اس بھائی ہی کو بتا دیتیں،،، علی اس طرح ظاہر کر رہا تھا کہ جیسے وہ ساری بات سے لاعلم ہو -

بس وہ سب کچھ جلدی میں ہوا مجھے خیال ہی نہیں رہا،،، حورین گو مگو کی کیفیت میں بولی۔ ابھی چلتی ہوں میں پھر بات کروں گی،،، فرغام کو اپنے اور قدم بڑھاتا دیکھ کر حورین بات سمیٹتی تیز تیز قدموں سے چلنے لگی کہیں فرغام اسے بات کرنے کے لیے روک ہی نالے -

بھائی بہن کی محبت ختم ہو گئی تو کلاس لینے چلیں جس کے لیے تو مجھے لایا ہے،،، فرغام نے حورین کا فوراً سے بھاگ جانا محسوس کیا اور کلس کر علی سے بولا جو دانت نکالے

اسے دیکھ رہا تھا -

ہاں ہاں ضرور،،، اس سے پہلے کہ فرغام غصے میں واپس گھر کی راہ لیتا علی نے اسے کندھے سے پکڑتے اپنے ڈیپاٹمنٹ کی اور کھینچا جو حورین کو جاتا دیکھ رہا تھا -

\*\*\*\*\*

یہ کیا کھسر پسر ہو رہی تھی،،، اپنے بھائی بہنوں کو ایک دم سے خاموش دیکھ کر وہ اپنا بیگ رکھتی ان کے سامنے کھڑی ہوتی پوچھنے لگی -

کچھ نہیں بجو یہ تو بس ایسی ہی فضول کی کہانی سن رہا تھا،،، بہن نے اپنے بھائی کو کچھ کہنے سے روکتے جواب دیا -

چلو آج میں بھی سنو یہ روز روز کی فضول کی کہانیاں،،، اپنے بھائی کو گود میں بیٹھاتی مسکرانے لگی -

نہیں بجو و و و و۔۔۔ ہششش میں صرف چھوٹو سے سنو گی تم دونوں اپنا کام کرو،،،، دونوں بہنوں کو کچن میں بھیجتی آخر میں بھائی کی طرف مڑی جو خوشی سے اچھل پڑا تھا۔ بجو آپ کو نہیں پتا آج کون سی ڈیٹ ہے،،، بھائی نے بڑے پیار سے بہن

کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے اس سے لاڈ کیا -

ہممم آج تو 8 جنور رررر۔۔۔

اووو ہوو آج تو ہمارے چھوٹو کا برتھ ڈے ہے،،،، بہن زور آواز سے بھائی کو خوش کرنے

لگی -

دیکھا میں نے کہا تھا ناشی آپا بچو کو کبھی نہیں بھولتا میرا برتھ ڈے آپ کیا لائی ہیں

میرے لیے،،،، بھائی بہن کے گلے لگتا خوشی سے اپنا گفٹ مانگنے لگا -

ہممم آپ کو کیا چاہیے،،، بہن اپنے پیارے سے بھائی کا چہرہ دیکھتے سوچ میں پڑ گئی کہ وہ

اس کی فرمائش کیسے پوری کرے گی پرس تو اس کا شروع کی تاریخوں میں ہی خالی ہو جاتا

تھا -

بڑا سا کیک اور ڈھیر ساری کینڈلز زرزرز،،،، بھائی نے جوش سے کہاں جیسے اس کی بہن

اپنی چھڑی گھوما کرا بھی اس کی خواہش پوری کر دے گی۔

تمہاری یہ بہن اس دن بھی خالی تھی اور آج بھی خالی ہے چھوٹو،،،، پریشے دیوار پہ ٹنگے

کلنڈر پہ ہاتھ پھیرتی اپنے عبدالساکی پچھلی سا لگرہ والا دن یاد کر رہی تھی جس پہ وہ اس

کی اتنی سی خواہش بھی پوری نا کر پائی تھی جس پہ وہ کافی دنوں تک اس سے ناراض رہا تھا۔ کلنڈر پہ سچی آج کی تاریخ اسے اس دن کی یاد دلا گئی -

\*\*\*\*\*

بہت خاطر داری ہو رہی ہیں اپنی دیواروں کی جب سے وہ آئے ہیں آپ تو مجھے بھول ہی گئی ہیں،،، دانیال آئینے کے سامنے تیار ہوتا مہر کو دیکھ کر بولا جو جلدی جلدی کمرہ سمیٹ رہی تھی۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے بس میں تو انھیں خوش رکھنا چاہ رہی تھی جس طرح آپ میرے گھر والوں کو خوش رکھتے ہیں،،، ڈریسنگ روم سے دانیال کے کپڑے لاتی مہر اس کی بات پہ مسکراتے ہوئے بولی -

یعنی کہ یہاں پر بھی تم بدلہ اتار رہی ہو دل سے نہیں کر رہیں یہ سب کچھ،،، دانیال ایک ہاتھ سے مہر کے ہاتھ سے ہینگر لے کر سائیڈ پہ رکھتا دوسرا ہاتھ مہر کی کمر کے گرد ڈالتا اسے خود سے قریب کرتے بولا -

ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ تو بات پکڑنے بیٹھ جاتے ہیں،،، مہر جلدی سے بات کلیر

کرنے لگی کہ کہیں وہ ناراض ہی ناہو جائے -

ہاہا ہا مسز آئی ایم جسٹ کیڈینگ،،، دانیال مہر کے چہرے پہ ہوائیاں اڑتی دیکھ کر قہقہہ لگاتا پکڑے چنچ کرنے لگا -

ایک بات پوچھوں آپ سے،،،، سوچ میں آتا سوال مہر کی زبان پہ آکر ٹھہر گیا -  
خیریت ہے اجازت لینا پڑ رہی ہے تمہیں مجھ سے بات کرنے کے لیے کہاں تو اکیلے چل پڑتی ہو ہو سٹل اپنے دیوروں کو منانے،،، نک سسک سے تیار دانیال مہر کی بات پہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا -

اس بات کو لے کر آپ اب تک مجھ سے ناراض ہیں کیا،،، دانیال کی بات پر مہر اس کا چہرہ دیکھنے لگی جہاں اس ٹائم صرف مسکرائٹ سچی ہوئی تھی -

ہممم مسز آپ نے تو ہمیں اس لائیک بھی نہیں چھوڑا کہ ہم ناراض رہ سکیں آپ تو غلطی کر کے خود خاموش ہو جاتی ہیں الٹا مجھے خود ہی آپ سے بات کرنی پڑتی ہے،،، مہر دانیال شاہ کی ناراضگی کی وجہ سے اس سے بات نہیں کر رہی تھی دو دن گزرنے کے بعد دانیال نے آج خود ہی اسے مخاطب کیا -

جب شوہر غصے میں ہو تو بیوی کو منہ نہیں لگنا چاہیے نہیں تو شوہر کو اور غصہ چڑھاتا ہے،،،،، دانیال کی شرٹ کے بٹنز کو لگاتی مہر اسے اپنی خاموشی کی وجہ بتانے لگی۔

اوففف۔۔۔۔۔ میری معصوم حسینہ تمہیں ایسی باتیں کون بتاتا ہے نام بتاؤ زرا اچھے بھلے رو مینس کے موقع کو خاموشی کی نظر کروادیا،،، دانیال مہر کے گالوں پہ بوسہ دیتا کچکچاتے ہوئے بولا -

ارے نہیں آپ غلط سمجھ رہے ہیں ایسی باتیں تو محلے میں عورتیں کرتی رہتی تھیں تو بس میرے زہن میں آگئی،،، دانیال کو پرے کرتے مہر دروازے کو دیکھنے لگی جو کھولا ہوا تھا پر دانیال کو اس کا بات کا کہاں ہوش -

اگلی بار جب میں ناراض ہو جاؤنا تو مجھے ضرور منانا آخر میں بھی تو دیکھو کہ میری مسز کو اپنے ہی کو منانا آتا بھی ہے یا یہ بھی سیکھنا پڑے گا،،، دانیال نے مہر کے گرد اپنی محبت کا گھیرا تنگ کیا۔

میں آپکو ناراض ہونے کا موقع ہی کیوں۔۔۔۔۔ ہششش میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے مناؤ۔۔۔۔۔ استغفار استغفار،،،،، مہر کو بولنے کا موقع دیے بغیر دانیال شوخ سی جسارت کرتا آواز پہ ایک دم سے پیچھے ہٹا تھا -

بھیویہ کام دن دھاڑے تھوڑی اچھے لگتے ہیں تھوڑی پرائیویسی میں کیا  
 کریں،،،، دروازے میں امان کھڑا دونوں میاں بیوی کو آنکھیں سکیرٹے دیکھ رہا تھا -  
 نہیں نہیں امان میں تو بس وہ۔۔۔۔

ہاں یہ بالی ٹھیک کر رہا تھا،،،، دانیال کو بروقت ایک یہ ہی بہانا سو جا اس لیے اپنے ہاتھ  
 میں پکڑی بالی کو دیکھتا بولا جو اس کی مستیوں میں کھل گئی تھی -

میں تو بھا بھی کو بتانے آیا تھا کہ ناشتے پہ ان کا ویٹ ہو رہا ہے بس اور کچھ نہیں بھیویو  
 کیری آن۔۔۔۔

ویسے میں نے آپ کو بھا بھی کو کس کرتے ہوئے بالکل بھی نہیں دیکھا،،،، امان مزے  
 سے کہتا جھپاک سے باہر بھاگ گیا۔

اوف یہ لڑکا بھی نا۔۔۔۔ اپنی روم میں اپنی ہی بیوی کے ساتھ اب رومینس کرنے کے  
 لیے ایک بار سوچنا پڑے گا،،،، دانیال جھنجھلاتے ہوئے اپنی ٹائی کی نٹ لگانے لگا جب  
 کہ مہر سائیڈ ہی کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

اب تم کہاں چلیں،،،، دانیال نے باہر جاتی مہر کو دیکھتے آواز سے روکنا چاہا۔ آپ کے

بھائیوں کی خاطر داری کرنے،، مہر جل کے کہتی دانیال کی بات سنے بغیر نیچے بھاگی  
تاکہ امان کو کسی کو بھی کچھ بتانے سے روک سکے -

\*\*\*\*\*

خیریت ہے تو ابھی تک گیا نہیں گھر کہاں تو یونی آنے کے لیے مان ہی نہیں  
رہا تھا،، ہمائیوں نے فرغام کو گراؤنڈ کے سامنے ٹھلتے دیکھا تو روک گیا۔

وہ مجھے سر کبیر سے کچھ ڈسکس کرنا تھا تم لوگ جاؤ میں آ جاؤ گا،، فرغام نے ان تینوں کو

ٹالنا چاہا - NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہو فرغام یہاں کیوں کھڑا ہے،، علی جوان دونوں کے جانے کا ویٹ کر رہا تھا ان  
کے نکلتے ہی فرغام سے پوچھنے لگا -

اس کی لاسٹ کلاس ابھی چل رہی ہے اکیلا کیسے چھوڑ کے چلا جاؤ اسے،، فرغام نے  
سامنے بنے بی بی اے کے ڈپارٹمنٹ کی طرف دیکھا جہاں حورین کی کلاس ہو رہی تھی -

تو چل پھر کینیٹین میں چل کے بیٹھتے ہیں یہاں اتنی سردی میں تو ہم دونوں کلفی بن  
جائیں گے،، علی نے بات کو مزاح کا رخ دیتے فرغام کا موڈ صحیح کرنا چاہا۔ مجھے ایک نظر

اسے دیکھنا ہے پھر تو کل ہی دیکھ پاؤ گا۔۔۔ تو جا کے بیٹھ جا نہیں تو تیری واقعی کلنی بن جائے گی پھر مجھے تیری مسز کی گالیاں سننی پڑیں گیں،،، فرغام کے لہجے میں حسرت پنپ رہی تھی۔

تو جب اس سے اتنی محبت کرتا ہے تو اسے یقین کیوں نہیں دلاتا،،، فرغام کو خود سے حورین کے بارے میں بات کرتا دیکھ کر علی نے اسے اس سے بات کرے کے لیے اکسایا۔

یقین تو اسے دلایا جاتا ہے جو انجان ہو جان بوجھ کر انجان کو کیسے یقین دلاؤں،،، فرغام کی نظریں ابھی تک سامنے ہی ٹکیں ہوئیں تھیں جہاں سے حورین باقی کلاس کے ساتھ تھکی تھکی باہر آرہی تھی۔

تو یہ گاڑی کی چابی لے اور اسے گھر چھوڑ آ۔۔۔ نہیں نہیں وہ میری گاڑی تو بیچھاں لے گی تو ایسا کر اسے اپنی بانٹیک پہ چھوڑ آ اور اسے بول دیں کہ اسے کل سے تو ہی پیک اینڈ ڈروپ دے گا،،، حورین کو گیٹ کی طرف بڑھتا دیکھ کر فرغام تیزے سے کہتا سائیڈ پہ ہو گیا کہ کہیں حورین اسے دیکھ نالے۔

پر فرغام وہ بانٹیک پہ نہیں۔۔۔ بس کے سفر میں اس کا دم گھٹتا ہے وہ تیرے ساتھ

جانے پہ فوراً راضی ہو جائے گی اگر راضی نا ہوئی تو تو فوراً س کریں آخر تو بھائی ہے اس کا،،، لاسٹ ٹائم جب حورین غصے میں بس سے یونی آئی تھی تو اس نے فرغام کو اپنے سفر کا حال سناتے توبہ کی تھی کہ وہ کبھی دوبارہ اس میں سفر نہیں کرے گی فرغام علی کو بتاتا اس وقت کو سوچنے لگا -

جااب جلدی اس کے پیچھے یہ نا ہو کہ وہ بس میں سوار ہو جائے،،، فرغام علی کو اس کے پیچھے دھکیلنے لگا جو اپنے دوست کا کیرنگ انداز دیکھ کر حورین کی قسمت پہ رشک کرنے

گا -

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Book\*\*\*\*\*

تھنکس علی مجھے تو سوچ کر ہی حول اٹھ رہے تھے کہ میں کیسے جاؤ گی،،، علی کے ساتھ بائیک پہ بیٹھی حورین بار بار ایک ہی بات دہرا رہی تھی -

سمپل جیسے آئیں تمہیں ویسے ہی جاتیں،،، علی نے اپنا انداز سرسری سار کھا -

اوف توبہ۔۔۔ نا پو چھو کتنی مشکل سے پہنچی میں مجھے لگ رہا تھا کہ میرا دم ہی گھٹ جائے گا،،، حورین بس کے سفر کو سوچتی جھر جھری لینے لگی -

چلو آج کامسلہ تو حل ہو گیا اب کل کا سوچو کہ کیسے آؤ گی،،،، علی اسے کے گھر کے سامنے بانیک روکتا اس سے پوچھنے لگا -

ہممم بس سے ہی اور تو کوئی اوپشن ہی نہیں ہے،،، حورین نے مجبوری بتائی - میرے پاس ایک آئیڈیا ہے میرا روٹ یہ ہی ہے اگر تم ایگری ہوتی ہو تو میں تمہیں لانے لیجانے کی یہ ذمہ داری اٹھا سکتا ہوں،،،، علی نے بڑے اسٹائل سے سر کو جھکاتے اپنا آئیڈیا بتایا۔ اسے ڈر تھا کہ اگر وہ ڈائریکٹ اسے کہتا تو وہ منع کر دیتی -

سچیسی۔۔۔ تمہیں کوئی مسلہ تو نہیں ہوگا،،، خوشی سے جھمکتی آخر میں حورین اس کی پریشانی کے خیال سے خاموش ہو گئی -

بہنوں کے کام کرتے بھائیوں کو کبھی کوئی پریشانی ہوئی ہے جو مجھے ہوگی،،، علی حورین کے سر پہ ہاتھ پھیرتا واپسی کے لے نکل کھڑا ہوا کیوں کہ اسے واقعی دیر ہو رہی تھی - کاش فرغام علی کی جگہ تم میری اتنی پروا کرتے تم نے سچ میں مجھے اپنے دل سے نکال دیا ہے،،، حورین فرغام کو سوچتی اندر کی طرف بڑھی جہاں اموجان اس کا انتظار کر رہی تھیں -

\*\*\*\*\*

اوقفف۔۔۔ یہاں تو ایک سے بڑھ کر ایک ناز نہیں بھریں پڑیں ہیں تیری دال نہیں  
گلنے والی حورین بی بی،،، حورین نے اپنے سامنے لمبی سی لائیں میں بیٹھیں لڑکیوں کو  
دیکھ کر دل میں سوچا جو ایسے بن ٹھن کے آئی تھیں جیسے یہاں کسی فلم کی آڈیشن ہو رہی  
ہو -

مس حورین۔۔۔،،، حورین کو یہاں ویٹ کرتے نانا کرتے بھی دو گھنٹے ہو گئے تھے اس  
سے پہلے کہ وہ بیٹھے بیٹھے سو جاتی اپنے نام کی پکار پر ہڑ بڑا گئی۔  
سر میرا نام حورین ہے،،، آفس کے دروازے کے باہر کھڑے آدمی کے پاس جاتے  
حورین نے اپنے نام کی تصدیق کروائی جو ہاتھ میں سب لڑکیوں کے نام کی لسٹ لیے  
کھڑا تھا۔

آپ یہاں سیکٹری کی جاب کے لیے آئی ہیں،،، اس آدمی نے حورین کو اوپر سے نیچے  
تک دیکھا چونکہ حورین یونی سے سیدھا ادھر ہی آئی تھی اس لیے اس کے کپڑوں کی  
حالت کافی خراب تھی سونے پہ سہاگا اس نے باقی لڑکیوں کی طرح میک اپ بھی نہیں  
کیا ہوا تھا صرف ایک نام کا کاجل تھا جو ادھارونے سے بہہ گیا تھا۔

ظاہر سی بات ہے سر جو آپ لوگوں نے ایڈ دیا ہے اسی کے لیے آئی ہوں نا،، ایک تو صبح یونی میں اٹھائی جانے والی کھیچل دوسرا یہاں نوکری لگنے کے زیر و چانسز دیکھ کر حورین جو اندر ہی اندر اُبل رہی تھی آدمی کی بات پہ تنک کر بولی۔ سامنے روم میں چلی جائیں،، حورین کی بات پر سامنے والے کے متھے پہ انگینت بل پڑ گئے۔

آج کل کی لڑکیاں بھی ناپتا نہیں کیا سوچ کر انٹرویو دینے چلی آتی ہیں،، آدمی بڑ بڑاتا دوسری سائیڈ میں بنے کمرے میں گم ہو گیا۔

\*\*\*\*\*

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interview

چھوٹی بی بی آپ یہاں کیا کر رہی ہیں،، زینبیہ ہاتھ میں چھوٹی سی ٹوکری اٹھائے کیاری کے پاس بیٹھی تھی کہ ملازمہ کی آواز پہ مڑتے انھیں دیکھنے لگی۔

کچھ نہیں بس ویسے ہی دل کر رہا تھا پھول جمع کرنے کا،، امان کو پھول بہت پسند تھے اسی لیے زینبیہ اس کے آنے سے پہلے پھولوں کا گلدستہ بنا کر اس کے کمرے میں رکھنے کا سوچ رہی تھی۔

کوئی کام تھا کیا،، پھولوں کی کٹائی پہ ہاتھ روکتی ملازمہ سے پوچھنے لگی۔ چھوٹی بی بی آپ

کو سردار بی بی اندر بولا رہے ہیں،، ملازمہ اپنے آنے کی وجہ بتانے لگی۔

دادو آپ نے مجھے بولا یا،، دادو کے بولاوے کا سن کر زینہ فوراً سے اندر آئی۔ ارے ہاں زینہ تجھ سے کہنا تھا کہ تو زرا کھانے پینے کا انتظام دیکھ لیں مجھ سے تو اب زیادہ دیر کھڑا نہیں ہو جا رہا تیری ماں گئی ہوئی ہے نہیں تو وہ دیکھ لیتی،، رابعہ شاہ کو خاندان میں کسی عزیز کے گھر ضروری جانا پڑ گیا تھا اس لیے ان کی جگہ دادو اپنے پوتوں کے کھانے کا بندوبست دیکھ رہی تھیں۔

آپ اپنے کمرے میں چلیں اور کھانے کی فکر مت کیجیے گا میں سب سمجھا لوں گی،، دادو کو جوڑوں کی تکلیف تھی جس کی وجہ سے وہ زیادہ دیر کھڑی نہیں ہو سکتی تھیں ان کے درد کے پیش نظر زینہ نے انے آرام کرنے کی تلقین کی اور خود کام میں لگ گئی۔

\*\*\*\*\*

آج کل آپ کچھ زیادہ ہی لیٹ گھر نہیں آنے لگے،، علی تھکن سے چور بستر پر آڑا تر چھا لیٹا ہوا تھا منال کو کمرے میں آتا دیکھ سیدھا ہوا۔

تم شکر نہیں کرتی کہ میں آجاتا ہوں گھر،،، علی منال سے کہتا واثر و م کی طرف بڑھ گیا -

کیوں میں نے پابندی لگائی ہے کیا آپ کے گھر آنے پر،،، منال علی کا راستہ روکتی اس سے جراع کرنے لگی -

میڈم جو ادائیں آپ آج کل مجھے دیکھا رہی ہیں بندہ مجبور ہے گھر سے باہر رہنے پر،،، علی نے سچھی سنوری اپنی نئی نوپلی دلہن کو دیکھا جو باقول علی کی امی کے علی کے دل میں جگہ بنانے کے جتن کر رہی تھی -

NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

کیا کہا آپ نے زرا زور سے بولے گا،،، علی کی آواز بہت دھیمی ہونے کی وجہ سے منال کے کانوں تک نہ پہنچ سکی -

میری توبہ جو آپ کے سامنے کچھ بولو آپ کے دو محافظ کھڑے ہو جائیں گے مجھ سے جنگ لڑنے،،، علی کا اشارہ امی اور رافع کی طرف تھا جن سے منال کا زرا سا اداس ہونا بھی دیکھا نہیں جاتا تھا -

آپ کو جیسی فیمل ہوتی ہے امی اور رافع کو میری سائیڈ لیتے دیکھ کر،،، منال نے علی کو

چڑاتے بڑی جرات سے اس کے گلے میں بندھی ٹائی کو کھولا جو علی نے میٹنگ میں جانے کی وجہ سے باندھی تھی آہستہ آہستہ منال کی یہ جراتیں بڑھتی جا رہی تھیں جس کی بڑی وجہ علی کی خاموش رضامندی تھی۔

نہیں بالکل بھی نہیں،،، منال کے ہاتھ سے اپنی ٹائی لیتے علی نے اس کی حرکت کو انگور کیا۔

میں جانتا ہوں یہ جو فیور آپ کو مل رہی ہے وہ صرف تب تک ہے جب تک آپ یہاں موجود ہیں جس دن آپ یہاں سے گئیں سمجھیں یہ فیور بھی ختم،،، منال اگر اپنے کسی عمل سے علی اور اپنے درمیان فاصلہ کم کرتی تو علی اسی وقت کسی بات سے اس فاصلے کو اور بڑھا دیتا۔

آپ کو بہت ارمان ہے مجھے یہاں سے نکالنے کا تو سن لیں میری بھی ایک بات اتنی آسانی سے تو میں آپ کا پیچھا نہیں چھوڑنے والی،،، منال علی کی بات پہ ہرٹ ہوئے بنا اس کے ہاتھ کو تھامے اس کی گھڑی اتارنے لگی۔

آسانسیبی۔۔۔ یہ جو تم نے میرے پورے گھر پہ قبضہ جما کر رکھا ہوا ہے یہ کم ہے کیا یا اور بھی کچھ کرنا باقی رہ گیا ہے،،، علی کا اشارہ اپنے ہاتھ کی طرف تھا جو منال کے ہاتھ

میں ابھی تک قید تھا۔

ابھی تو صرف گھر پہ قبضہ کیا ہے ابھی تم باقی ہو،،، منال علی کے ہاتھ کو چومتی فوراً سے کمرے سے بھاگ گئی۔ یہ لڑکی بھی نا مجھے اپنی ماں کے ہاتھوں مروا کے رہی گی،،، منال کا علی کو لے کر پروفیسر ہونا علی کو ایک انجانی سی خوشی سے دوچار کرتا تھا جسے وہ کوئی نام نہیں دے پارہا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

تیرا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تھا اس نے کہا اور تو شرافت کا مظاہرہ کرتا اسے اکیلا انٹرویو کے لیے چھوڑ آیا،،، علی رات کے 11 بجے سر جھکائے فرغام کی لعن تعن سن رہا تھا جو اس کی سنے بنا بس اپنی کہے جا رہا تھا۔ یار تو میں اس وقت کیا کرتا بول تو۔۔۔ اس کے سامنے تجھے بھی تو کال نہیں کر سکتا تھا میں،،، علی نے اپنی بات کو پھر دوہرایا جسے فرغام ماننے کو تیار نہیں تھا۔

یہہ حورین بی بی کا دماغ کچھ زیادہ ہی خراب ہو گیا ہے نوکری کرے گی اب یہ۔۔۔ اسے میں بار بار بکو اس کر رہا تھا کہ مت رہ وہاں پہ کوئی فیسلیٹی نہیں ہے وہاں مگر نہیں اس اڑیل گھوڑی نے میری بات ماننی تو تھی نہیں،،، فرغام نے غصے میں بک ریک میں

سہجی اپنی ٹرائیز کو ہاتھ مارتے زمین پہ الٹ دیا۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ حور اس کے سامنے ہو اور وہ اس کا دماغ ٹھکانے لگا دے۔ تو آرام سے بیٹھ۔۔۔۔۔ کیسے آرام سے بیٹھوں تو جانتا ہے نا آج کل کے آفس کے ماحول کو اور سیکٹری کی جاب اور کوئی جاب نہیں ملی اسے،،، فرغام کا سوچ سوچ کر خون کھول رہا تھا۔

جو لڑکی اکیلے بس کا سفر نہیں کر سکتی کبھی اکیلے کہیں گئی نہیں ہر جگہ چاہے وہ یونیورسٹی ہو، بازار ہو یا کوئی فنکشن اسے کسی کے ساتھ کی ضرورت رہی ہے وہ کیسے آفس کے ماحول میں ایڈجسٹ کرے گی۔

یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے نا آپ اس کی ماما کو مار رہے۔۔۔۔۔ فرغام تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا لٹی سیدھی بکو اس کر رہا ہے آنٹی سے،،، فاخرہ بیگم جو کسی چیز کے گرنے کی آواز سن کر فرغام کے کمرے میں داخل ہوئی تھیں اس کی بات پر دروازے میں جم گئیں۔

ہاں ہو گیا ہوں میں پاگل مجھے تب تک سکون نہیں آئے گا جب تک مجھے پتانا چل جائے کہ وہ خیریت سے اپنے گھر پہنچ گئی ہے کہ نہیں،،، پل کی پل میں فرغام اپنے اچھے بھلے

کمرے کا حشر بگاڑتا گھر سے باہر نکل گیا۔

آنٹی آپ د لگرفتمت ہوا کریں اس پاگل سنکھی کی بات پر یہ تو بس ایسے ہی کچھ نا کچھ  
بکواس کرتا رہتا ہے،،، علی فاخرہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اپنی جگہ شرمندہ ہوتا  
انہیں سمجھانے لگا جنھوں نے علی کا کبھی بھی فرغام سے کم نہیں سمجھا تھا۔

نہیں بیٹا یہ میرے اس ظلم کی سزا ہے جو میں نے سارا پہ کیے تھے نا جانے کیوں ہم جیسے  
لوگ طاقت اور دولت کے نشے میں چور اپنے سے چھوٹوں پہ ظلم کرتے وقت اپنے  
پیدا کرنے والے کو کیوں نہیں سوچتے کیوں نہیں سمجھتے کہ ہماری طاقت سے بڑی ایک  
اور بھی طاقت ہے جو پیل میں ہمیں بے بس کر سکتی ہے،،، فاخرہ بیگم اپنی نم آنکھوں کو  
صاف کرتی دل میں ملال لیے کمرے سے نکل گئیں۔

واقعی کچھ لوگ آپ جیسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی غلطیوں کی معافی کے اس دنیا میں ہی  
درخواستگار بن جاتے ہیں اور کچھ لوگ آمنہ بیگ کی طرح بھی ہوتے ہیں جو گر کر بھی  
سمجھنے کے بجائے سرکش گھوڑے کی طرح بھاگے چلے جاتے ہیں،،، علی نے کمرے  
سے جاتی ہوئی اپنی ویل سیٹ رہنے والی آنٹی کو دیکھا جن کا اب زیادہ تر وقت اللہ سے  
اپنی گزشتہ کی گئیں غلطیوں کی معافی مانگتے ہوئے گزرتا تھا جبکہ آمنہ بیگ اب بھی اپنے

کیے پہ نادم نہیں تھیں۔

السا ایسے ہی لوگوں کی رسی لمبی کیے ہوئے ہے پر ایک مقررہ وقت تک ایک نایک دن  
ایسے لوگوں کو بھی اپنے پروردگار کی طرف ہی لوٹنا ہے۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

اسلام و علیکم دادو کیسی ہیں آپ،،، امان اور ایان کے گھر میں قدم رکھتے ہی حویلی میں  
ہلچل مچ گئی۔

ارے میرے بچے آگے دادی صدقے جانے،،، بڑی سردارنی جو ابھی نماز سے  
فارغ ہوئی تھیں اپنے پوتوں کی آواز پہ مڑتی ان کو گلے لگانے آگے بڑیں۔

خیریت ہے دادو کوئی نظر نہیں آ رہا کہاں ہیں سب،،، ایان نے سب سے پہلے حویلی کی  
خاموشی کو محسوس کیا۔

تمہارا اتایا اور چاچا جرگے میں گئے ہیں اور تمہاری پھوپھی فریدی قبیلے کے سردار کی بیٹی  
کی شادی میں رہی میں تو اس جوڑوں کے درد نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا اس لیے اپنے  
کمرے میں پڑی اپنے بچوں کا انتظار کر رہی تھی،،، دادی نے ساری تفصیل بتاتے آخر

میں اپنے جوڑوں کے درد کی دوہائی دی -

دادو وو۔۔۔ آئی مسسس یو،،، ایان نے اپنی دادی کی بات پہ انھیں زور سے گلے لگایا آخر ان کے لیے دادو ہی تو ان کی ماں تھیں۔

زینی کہاں ہے دادو،،، جب کافی دیر امان کو زینہ کہیں نظر نہیں آئی تو اسے پوچھنا ہی پڑا۔ اس بیچاری نے کہاں جانا کھانا پکانے میں لگی ہوئی ہے صبح سے،،، دادو امان کی بات کا جواب دیتی ایان سے دانیال اور شاہ میر کی خیر خیریت معلوم کرنے لگیں۔

اسے کیا ضرورت ہے ان سب کاموں میں پڑنے کی ملازمتیں کہاں ہیں ساری،،، امان نے کہتے ہوئے ساتھ کھڑی ملازمہ کو گھورا جیسے اس بیچاری نے زینہ کو کام میں لگایا ہو۔

ارے میرے لال تو اسے کیوں گھور رہا ہے بھلا اس کا کیا قصور اس بچی کو تو میں نے ہی کہا تھا کہ کھانے کا بندوبست دیکھ لے اگر تیری پھوپھی یہاں ہوتی تو وہ خود ہی سارا سمجھا لیتی،،، دادو نے اپنے پوتے کو لاڈ سے کہا جو غصے میں لال پیلا ہو رہا تھا۔

اب چلو تم دونوں منہ ہاتھ دھولو کھانا بس تیار ہی ہوگا،،، دادو نے انھیں اٹھاتے ساتھ ہی ملازمہ کو کھانا لگوانے کا کہا۔

شنو تم برتن وغیرہ نکالو اندر سے میں بس بریانی کو دم دیں دوں،،، زینہ اپنے چہرے پہ  
آئی لٹ کو بار بار ہاتھ کی پشت سے پیچھے کرتی ساتھ ساتھ ملازمہ کو آڈر بھی کرتی جا رہی  
تھی۔

آہمممم۔۔۔،،، امان نے کچن میں انٹر ہوتے بے تاب نظروں سے زینہ کو دیکھا جو اپنے  
لبے بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کیے کام میں بُری طرح مصروف تھی۔ مجھے لگا تھا  
کہ میری مسز میراویلم دروازے پہ کھڑے ہو کر کرے گی پرہائے رے  
نصیب،،، امان زینہ کو اپنے ہاتھوں کے گھیرے میں قید کرتا اس سے گلا کرنے لگا۔  
امممان۔۔۔ چھوڑیں کوئی آجائے گا،،، زینہ امان کے حصار کو توڑنے کی کوشش کرتی  
دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

ہاہا ہا گھر میں نوکروں کے علاوہ کوئی ہو گا تو آئے گا نا،،، امان نے اس کی بات کو ہنسی میں  
اڑاتے اس کی آنکھوں پر اپنے پیار کی مہر لگائی جن میں خوف ہلکورے لے رہا تھا۔  
تم نے مجھے مس کیا،،، امان کی انگلیوں کے پورے زینہ کے چہرے کے ایک ایک  
نقوش کو چھو رہے تھے۔

ہممم۔۔۔ آپ فففر لیشش ہو جااااے مممین کھانننا،،، زینیہ میں بولنے کی سکت ختم ہو چکی تھی امان کا پاگل پن اور کسی کے آجانے کا خوف اس کی جان نکال رہا تھا۔ تم جانتی ہو میں نے اس پل کا کتنا انتظار کیا ہے اور اب ایسے ہی گزر جانے دوں،،، امان نے زینیہ کے گال چومتے اسے خود کے قریب کیا۔

امان دادو ووبولار ہی میں ابھی آئی،،، اس سے پہلے کے امان اور کوئی حرکت کرتا زینیہ تیزی سے اپنا آپ چھڑاتی کچن سے بھاگی۔

اے اے۔۔۔ یہ لڑکی بھی نا۔۔۔ بیٹا امان کیا بنے گا تیرا،،، امان اپنے سر پہ ہاتھ پھیرتا زینیہ کے پیچھے بھاگا۔

\*\*\*\*\*

ایکسیوزمی سر آپ نے جو سیکٹری کی جاب کے لیے ایڈویا تھا پینیل نے انہیں سلیکٹ کیا ہے اگر آپ نے ان سے کچھ پوچھنا ہے تو میں انہیں اندر بھیجو،،، شاہ میر آفس میں بیٹھا فائل چیک کر رہا تھا تبھی اس کا ایمپلای آندرا آیا اور اسے آج کے شیڈول کے ساتھ نئی سیکٹری کا بھی بتانے لگا۔

آپ نے میری ڈمانڈ کے مطابق ہی اگر انھیں سلیکٹ کیا ہے تو اس کی ضرورت نہیں،،، شاہ میر کے مطابق سکیٹری ضرورت مند اور ڈیسنڈ ہو کوئی ماڈل نہیں۔۔۔ شاہ میر میں جہاں بہت سی برائیاں تھیں وہاں ایک خوبی بھی تھی وہ اپنے آفس میں ایمپلائیز رشوت یا کسی کے کہنے پہ نہیں بلکہ میریٹ اور کافی حد تک ضرورت مند لوگوں کو بھرتی کرتا تھا اس کا ماننا تھا کہ ایسے لوگ بہت وفادار ہوتے ہیں۔ جی سر وہ آپ کی ریکوارمنڈ پہ پوری اترتی ہیں پر مجھے لگتا ہے کہ انھیں اپنا ڈریسنگ سنس تھوڑا سا بدلنا ہو گا انھیں دیکھ کر کہیں سے نہیں لگتا کہ وہ اتنی بڑی کمپنی کے آنر کی سکیٹری ہیں،،، عاصم جو سلیکشن پینل کا ایک اہم ممبر تھا اس نے آفس کی تمام فیمیلز ایمپلائیز کو دماغ میں رکھ کر اپنا پوائنٹ آف ویور کھا۔ مسٹر عاصم یہ کمپنی یہاں پہ کام کرنے والے ہر ایمپلائیز کی قابلیت کے بل پر پروگرس کر رہی ہے ناکہ ان کے ڈریسنگ سنس پر،،، شاہ میر جو اپنی ساری توجہ فائیل پر صرف کر رہا تھا اپنے ہاتھ روکتا عاصم کی طرف مڑا۔

پر سر وہ سب فیمیلز ایمپلائیز سے الگ۔۔۔۔ آپ اپنی توجہ کام پر رکھا کریں ناکہ گریز پہ یہ بات آپ کے لیے زیادہ فائدے مند رہے گی،،، شاہ میر کا انداز وارنگ دینے والا تھا کہ اگر اب اس نے کچھ اور بولا تو اس کے لیے اچھا نہیں ہو گا۔ سوری سر،،، عاصم

اپنے باس کے لہجے سے ان کے خراب موڈ کا اندازہ لگاتا فائیلز سمیٹتے دروازے کی طرف بڑھا۔

وٹس ہر نیم عاصم کے مڑتے قدموں کو شاہ میر کی آواز نے رکنے پر مجبور کیا۔ مس حورین شاہ،،، اب کی بار عاصم بہت محتاط ہو کر بولا یہ ناہو کہ اس کے منہ سے نکلا ایک غلط لفظ اس پر ہی بھاری پڑ جائے۔

کل میرے آنے سے پہلے ان کو سارا شیڈول بتا دینا تاکہ انھیں کوئی پروبلم ناہو میں کل ہی ان سے مل لوگا،،، شاہ میر عاصم سے کہتا اپنی کی چیز اور موبائل لیے گھر جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا

\*\*\*\*\*

امان یہ سارے کھیت ہمارے ہیں،،، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد امان اور دادو اپنے کمرے میں کچھ دیر کے لیے قیلولہ کے ارادے سے گئی تو امان نے حویلی میں کسی بڑے کے ناہونے کا فائدہ اٹھاتے زینیہ کو گاؤں دیکھانے کا پلین بنایا۔ ہمہم۔۔۔ میری جان یہ ساری جگہ ہماری ہے،،، زینیہ جو شاید پہلی بار ان کھیتوں کو نزدیک سے دیکھ رہی تھی بچوں کی طرح خوش ہونے لگی۔

امان پلینز جیب یہاں پہ روک دو میں چل کر جاؤں گی کھیتوں کی دوسری طرف،،، زینبیہ نے امان سے فرمائش کی۔

یار تھک جاؤ گی اتنا چل کے ابھی ہمیں نہر کے کنارے پر بھی تو جانا ہے،،، امان نے زینبیہ کا احساس کرتے اسے روکنا چاہا۔

امان پلینز۔۔۔ اوکے مائے پر نسز جیسا آپ کا حکم،،، ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ زینبیہ کوئی فرمائش کرے اور امان اسے پورا کرے۔

امان تم سب سے اچھے ہو،،، زینبیہ کے لہجے سے خوشی جھلک رہی تھی۔

سلام چھوٹے سائیں،،، ابھی وہ تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ ایک کسان امان کو دیکھا اس کے نزدیک آ کر سر جھکا کر بولا۔

کا کامزے دار سی ٹھنڈی ٹھنڈی لسی تو پلائیں،،، امان زینبیہ کے چہرے پہ ہلکہ ہلکہ پسینہ دیکھتے ہوئے کسان سے بوا۔

ابھی لایا سائیں،،، کسان تابعداری کا مظاہرہ کرتے فوراً سے بھاگا۔ میرا تو پیٹ بھر گیا میں اب رات کو کچھ نہیں کھا سکتی تم نے بھی مجھے پورا گلاس پلایا مجھے کہاں عادت

ہے،،، زینبیہ کے نانا کرنے کے باوجود بھی امان نے اسے سارا گلاس زبردستی پیلایا -  
 اب آپ عادت ڈالیں کیوں کہ اب آپ زینبیہ فضل شاہ نہیں زینبیہ امان شاہ ہیں اور مجھے  
 ہیلدی سی بیوی چاہیے جو میرے پاس آنے پہ خوف سے سفید نا پڑے،،، امان ان کے  
 درمیان گزرنے والے فسوں خیز لمحات کا ذکر کرتے شرارت سے بولا -  
 چلو تمہیں یہاں کی سب سے خوبصورت جگہ دیکھائیں،،، زینبیہ کو اپنے ہاتھ مسلتے دیکھ  
 کر امان نے بات کو پلٹی اور اسے لیے آگے بڑھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE \*\*\*\*\*

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اموووو میں سلیکٹ ہو گئی انھوں نے کل سے مجھے سٹاٹ کرنے کو بولا،،،،، حورین نے  
 گھر میں آتے ساتھ ہی خوشی سے چیخنا شروع کر دیا۔

اوقف میں بتا نہیں سکتی کہہ میں کتنی خوش ہوں،،، حورین امو کے گول گول گھوماتی  
 اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگی۔

اتنی جلدی۔۔۔ آج تو تم انٹرویو دینے گئیں تھیں،،، اموجو سوچے بیٹھی تھیں کہ کہاں  
 کوئی انٹرویو پاس کو نو کری دے گا حورین جوش میں نو کری کا بول رہی ہے ایک آدھ ہفتے

خوار ہو گئی تو خود ہی نوکری کرنے کا بھوت سر سے اتر جائے گا پر یہاں تو معاملہ الٹا نکلا۔  
 وہ تو اپنا کنفر میشن لیٹر ساتھ لے کر آئی تھی۔ امو آج کل ایسا ہی ہوتا ہے انٹرویو کے بعد  
 انھیں لگا کہ میں ان کی ریکوار منٹ پہ پوری اترتی ہوں اس لیے مجھے سیلکٹ کر لیا انھوں  
 نے،،، حورین پانی کا گلاس غٹا غٹ پیتے کچن سے باہر نکلتے ہوئے بولی۔

آپ کو پتا ہے کہ وہاں اتنی ساری فیشنیبیل لڑکیاں آئیں ہوئی تھیں جیسے وہ انٹرویو نہیں  
 کوئی پارٹی اٹینڈ کرنے آئیں ہوں،،، حورین مزے سے اموجان کو آفس میں انٹرویو کے  
 لیے آئیں لڑکیوں کے سٹائل بتانے لگی۔

حور تھے جا ب کرنی ہی ہے تو تو پہلے علی یا فرغام سے پوچھ لے پری کی جا ب بھی تو ان  
 دونوں نے ہی بتائی تھی نا،،، اموجان کی سوچ کسی اور ہی سمت چل رہی تھی انھیں کسی  
 اونچ نیچ ہو جانے کا ڈر تھا اور جب سے پریشہ غائب ہوئی تھی اس کے بعد سے تو وہ اور  
 بھی محتاط ہو گئی تھیں۔

وہ دیکھ بھال کر۔۔۔۔

امو واپس موڈ نا خراب کریں میرا ہر جگہ اچھے اور بُرے دونوں طرح کے لوگ ہوتے

ہیں انسان کو خود صحیح ہونا چاہیے،،، حورین نے امو کو ٹوکتے ہوئے کہا -

پر بیٹا۔۔ امو آپ مان کیوں نہیں لیتی کہ اب ہمیں ان کے سہارے کے بغیر ہی زندگی کا سفر گزارنا ہے اور رہی بات علی کی تو میں آپ کی تسلی کے لیے اس سے کل پوچھ لوں گی،،، حورین امو جان سے کہتی کمرے سے باہر نکلی۔

اب کہاں چل دی کچھ کھا تو لے صبح سے بھو کی خوار پھر رہی ہے،،، حورین کا اس طرح سے بات سنیچ میں چھوڑ کے اٹھنا امو جان کو افسوس میں گھیر گیا۔

یور کا سنڈلینفور میشن میں صبح سے بھو کی نہیں ہوں میں نے یونی میں بہت کچھ کھا لیا تھا علی کے پیسوں کا اور اب میں اسے ہی کال کرنے جا رہی ہوں تاکہ وہ میری وجہ سے پریشان نا ہو،،، حورین نے خراب موڈ میں ہی امو جان کو باہر سے ہی جواب دیا اور نمبر ملانے لگی۔

\*\*\*\*\*

اوف فف۔۔۔ کتنا ٹھنڈا پانی تھا نہر کا مجھے ت۔۔۔ کہاں تھے تم دونوں،،، زینبیہ کی زبان کو اکبر شاہ کی آواز نے بریک لگائی۔ بڑے پاپا میں زینبیہ کو گاؤں دیکھانے لے گیا

تھا،،، زینبیہ کو اپنے پیچھے چھپاتا امان آگے آکر بولا -

کس کی اجازت سے،،، افضل شاہ (زینبیہ کے بابا) نے تلخی سے کہا- وہ بیوی ہے میری مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں،،، امان سے اتنی انسیت ہونے کے باوجود نا جانے کیوں وہ نکاح کے بعد سے اس کے ساتھ اتنے روڈ ہوتے جا رہے تھے-

بکو اس بند کر واپنی جانتے بھی ہو کے تم کس کے سامنے کھڑے ہو کر یہ سب بکو اس کر رہے ہو،،، امان کا جواب دینے افضل شاہ کے ساتھ ساتھ وہاں موجود سب کو بہت

برالگا-  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
جی ہاں اپنے سر کے۔۔۔

امان بن بکو اس بند کر پاگل ہو گیا ہے تو،،، اس سے پہلے امان کوئی اور الٹی سیدھی بات کرتا ایان نے اسے دھکا دیا جو افضل شاہ کے سامنے کھڑا ان کی آنکھوں میں آنکھیں گڑوھے سوال جواب کر رہا تھا۔

ایسا تو کبھی شاہ میر نے بھی نہیں کیا تھا وہ بھی صرف سردار ہونے کے ناتے اپنا فیصلہ سناتا تھا کبھی بھی بڑوں سے تکرار کرنے کی کوشش نہیں کی تھی-

سوری بڑے پاپا میں امان کی طرف سے آپ سب سے معافی مانگتا ہوں وہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا،،، ایان نے سب کی طرف دیکھا جہاں کچھ کے چہروں پہ غم و غصہ تھا تو کچھ کے خوف و حراس۔

شاہ میر کو تمہاری پرورش کرتا دیکھ کر میں مطمئن تھا لیکن آج احساس ہو رہا ہے اپنی غلط فہمی کا اس نے تم دونوں کو بھی اپنے جیسا بد لحاظ بنا دیا ہے،،، اکبر شاہ جو شاید ہی کبھی کسی کے سامنے شرمندہ ہوئے ہوں امان کی زبان درازی دیکھ کر اپنے بہنوئی کے سامنے نظریں جھکانے پر مجبور ہو گئے۔

آپ نے جو بھی کہنا ہے مجھے کہیں میر کو کوچ میں مت لائیں بڑے پاپا،،، بات شاہ میر کے خلاف ہو اور امان شاہ خاموش رہے ایسا ہو نہیں سکتا۔

امانن۔۔۔ چپ ہو جا خدا کے واسطے،،، رابعہ شاہ نے دکھ سے اپنے چہیتے بھیتے کو دیکھا جو آج اپنی عزت اپنے ہاتھوں رونے پر تلا ہوا تھا۔

میر کو کوئی کچھ کہے میں برداشت نہیں کر سکتا پھوپھو،،، امان رابعہ شاہ کو اپنے اور اکبر شاہ کے درمیان سے ہٹاتا ہوا بولا۔

ہممم۔۔۔ اس نے تمہیں کیا سکھایا ہے بر خردار وہ تمہیں دیکھ کر صاف ظاہر ہو رہا ہے،،،،، افضل شاہ نے طنزیہ ہنکار بھری -

میں تو پچھتا رہا ہوں اس وقت کو کہ کیوں میں نے اپنی بیٹی کا ہاتھ ایسے خود سر اور لالہ ابالی شخص کے ہاتھ میں دے دیا جسے اپنے بڑوں کا زرا جو لحاظ ہو،،،،، رابعہ شاہ کے روکنے کے باوجود بھی افضل شاہ امان سے کہتے اپنے پورشن کی طرف چل دیے۔

جبکہ زینبہ کا وہ حال تھا کہ کاٹو تو خون ناملے۔ رابعہ شاہ اپنی بیٹی کو نکیل ڈالو مجھے آج کے بعد یہ گھر سے باہر نہیں دیکھے وہ بھی اس حلیے میں،،،،، اکبر شاہ بھی غصے سے دونوں پر نظر ڈالتے افضل شاہ کے پیچھے چل دیے۔

\*\*\*\*\*

اوو تو تم ہو ایونگ کی نئی سیکٹری،،،،، حورین جو آفس میں کھڑی کچھ پریشان سی چاروں اور دیکھ رہی تھی ایک نسوانی آواز پہ ڈر گئی۔

یس میم میرا آج فسٹ ڈے ہے،،،،، حورین نے اپنے سامنے کھڑی ایک ماڈرن سی لڑکی کو دیکھا اور اگلے ہی بل اپنی نگاہیں پھیر لیں وجہ اس لڑکی کا واہیات ڈریس تھا جو

حد سے زیادہ چست اس کے خدو خال کو نمایاں کر رہا تھا -

پتا نہیں پینل نے کیا دیکھ کر تمہیں سلیکٹ کیا ہے اتنی دبو سی تو ہو تم سیکٹری کو تو سب سے اچھا دیکھنا چاہیے کیوں شینہ،،، سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھوں میں حورین کے لیے تضحیک تھی جو آباؤ میں اپنے آپ کو ڈھانپنے اس کی بات پہ اپنے ہاتھوں کو مسل رہی تھی۔

میم آپ کی تو بات ہی سب سے الگ ہے بھلا کوئی آپ کی برابر ہی کہاں کر سکتا

ہے،،، ساتھ کھڑی شینہ نامی لڑکی نے چا پلو سی کی -

یار انٹ۔۔۔۔ سنو تم سر کے لیول کی نہیں ہو میری مانو تو یہاں سے چلتی بنو نہیں تو

تمہیں باہر کاراستہ دیکھانے میں مجھے چند دن ہی لگیں گے،،، وہ اپنی بات کہتی داخلی

دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ حورین حیرت سے اس لڑکی کی پیٹھ کو دیکھتی اس کی

بات کے مطلب پر غور کرنے لگی -

یہ انابہ تھی سر کی بہت پرانی سیکٹری تم پہ اس لیے بگھڑ رہی تھی کیوں کہ تم ایونگ میں

اس کی جگہ پہ آئی ہونا،،، اپنے کیبن سے نکلتی مس مدیحہ نے حورین کے کندھے پہ ہاتھ

رکتے اسے مسکرا کر خوش آمدید کہا -

پر میں نے تو اسے کچھ کہا بھی نہیں،،، حورین مس مدیحہ کے کئین میں داخل ہوتی ابھی تک اُس انابیہ نامی لڑکی کی باتوں کے اثر میں تھی -

اسی کوئی کچھ کہہ بھی نہیں سکتا اور سنو سر سے بھی تھوڑا فاصلے پہ رہنا وہ تھوڑے دوسری نیچر کے ہیں،،، مس مدیحہ حورین کو آگاہ کرتی آفس کی طرف بڑھ گئیں۔

کتنے عجیب لوگ ہیں یہاں کے ایک سے بڑھ کر ایک،،، حورین کو اپنی زندگی میں پہلی بار ایسی عجیب و غریب باتیں سننے کو ملیں تھیں اس لیے صرف حیران ہی ہو پائی -

سر می آئی کم ان،،، آئے مس دستک کی آواز پر عاصم نے سر اٹھا کر حورین کو اندر آنے کی اجازت دی۔ سر یہ نئی سکیٹری میں نے کل آپ کو بتایا تھا جن کے بارے میں،،، شاہ میر کی جیسے ہی نگاہ سامنے اٹھی تو کچھ پل آنے والے کے چہرے پر ٹھہر گئی۔

ہیو آسیٹ مس شاہ،،، شاہ میر کو اس طرح اپنے آپ کو گھورتا ہوا دیکھ کر حورین کشمکش کا شکار ہوئی کہ آگے بڑھے یا واپس چلی جائے -

حورین شاہ۔۔۔۔۔ سی وی میں پورا نام ہے سر،،، حورین نے شاہ میر کی آنکھوں میں دیکھتے تھوڑا طنزیہ انداز میں کہا جو ابھی بھی اسے ہی گھور رہا تھا -

او کے مس حورین آپ اپنی سیٹ پہ چلیں جائیں عاصم آپ کو سارا شیڈول سمجھا دے گا،،، حورین کے انداز کو سمجھتا شاہ میر فوراً سے اپنی نگاہیں پھیر گیا -

چلے سر۔۔۔۔ کہاں مس حورین،،، حورین کو تیزی سے اٹھتا دیکھ کر عاصم نا سمجھی سے پوچھنے لگا -

میرے کین میں،،، حورین شاہ میر کو دیکھتی بولی جواب اپنی فائیلز میں بزی ہو گیا تھا -

یہ سامنے والی سیٹ آپ کی ہی ہے مس حورین یہاں صبح میں مس انابہ بیٹھتی ہیں اور شام میں آپ بیٹھیں گی،،، عاصم مسکرا کر اسے کلیر لی بتانے لگا -

میں سارا ٹائم اس ایکسرے مشین کے سامنے بیٹھ کر کام کروں گی،،، حورین سامنے ٹیبل کو دیکھتی سارے آفس کا جائزہ لینے لگی -

دیکھنے میں تو آفس بہت بڑا تھا پر پھر بھی ایک ہی آفس میں کسی مرد کے ساتھ کام کرنا کیا اس کے لیے صحیح بھی ہے یا نہیں -

اپنی پرو بلم مس شاہ،،، شاہ میر بظاہر فائیلز میں مصروف تھا پر اس کی ساری حسیات حورین کی طرف تھی -

اگر آپ یہاں کفر ٹیبل فیل نہیں کر رہیں تو آپ دوسرے کیبن میں جا کر کام کر سکتی ہیں،،، شاہ میر نے حورین کی کشمکش کو الفاظ میں ڈھالا -

تھینکس سر آپ پلیز دوسرا کیبن بتادیں مجھے میں یہاں پر رہ کر کام نہیں کر سکتی،،، عاصم کو حورین سے اس بات کی امید نہیں تھی دیکھنے میں تو وہ اتنی ڈرپوک سی لگ رہی تھی اور کیسے باس کے آفس میں کام کرنے سے انکار کر بیٹھی۔

عاصم ساتھ والا کیبن مس حورین کے لیے فری کر دیں،،، شاہ میر حورین کی بات پہ اپنی مسکرائٹ کو روکتا عاصم سے بولا۔

یہ لڑکیاں بھی ناکتنی بے وقوف ہوتی ہیں مگر ساری نہیں میری والی تو کچھ زیادہ ہی ٹیری معلوم ہوتی ہے،،، حورین اور عاصم کے باہر نکلتے شاہ میر حورین اور پریشے کا موازنہ کرنے لگا جب داد الہی پریشے کو اس کے آفس سے کڈنیپ کر کے شاہ ولایا تھا تو اس نے بھی اسی طرح کالے کپڑوں میں خود کو چھپایا ہوا تھا -

\*\*\*\*\*

ٹھک ٹھک ٹھک۔۔۔ شاہ تو اپنے کمرے میں نہیں ہے میرے سامنے تو اوپر ہی آیا

تھا،، پریشے جو شاہ میر کو کھانے کی ٹیبل سے اٹھتا دیکھ کر اس کے پیچھے اوپر آئی تھی  
کمرے میں شاہ میر کو موجود ناپا کر سوچ میں پڑ گئی -

ہو سکتا ہے ٹیرس پر ہو،،، جیسے ہی پریشے نے ٹیرس کا دروازہ کھولا ہوا کا جھونکا اس کے  
وجود سے ٹکرایا -

ٹک۔۔۔ تم اور یہاں،،، کھٹ کی آواز کے ساتھ شاہ میر کی حیرت بھری آواز بھی  
کمرے میں گونجی -

اوقف تو بہ۔۔۔ یہ انسان بھی ناپتا نہیں دن میں کتنی بار نہاتا ہے،،، پریشے جو شاہ میر کی  
آواز سنتے پلٹی تھی اسے بنا شرٹ کے اپنے سامنے کھڑا دیکھ شرم سے چہرا موڑ گئی -

انسانیت نام کی تو اس بندے میں چیز ہی نہیں دیکھ رہا ہے کہ کمرے میں موجود  
ہوں تو جلدی سے شرٹ ہی پہن لے سپرے کرنے کی لگ گئی قمیض کا ہوش  
نہیں،،، اپنے پیچھے سے چیزوں کے اٹھانے رکھنے اور پھر سپرے کی آواز سن کر پریشے  
غصے سے بڑبڑانے لگی -

خیریت ہے کہاں آپ کمرے میں قید ہوئی دنوں اپنے دیدار سے محروم رکھتی ہیں اور

کہاں آج ایک ہی دن میں دو دو دفعہ ہمیں یہ شرف بخشا،، دو پہر کے ٹکراؤ کا حوالہ دیتے شاہ میر نے ہر روز آفس سے آنے کے بعد پریشے کے کمرے میں بند رہنے پر ہلکا سا شکوہ کیا۔

مجھے کچھ بات کرنی تھی تم سے لیکن پہلے کپڑے پہنو،، پریشے جو اب تک شاہ میر سے منہ موڑ کر کھڑی تھی اس کی بات کو نظر انداز کرتے اپنی کہنے لگی۔ مجھے جتنے کپڑے پہننے کی ضرورت ہے وہ میں نے پہنے ہوئے ہیں تم وہ کہو جو کہنے آئی ہو،، شاہ میر کو اپنی بات اگنور کیے جانا بہت کھلا۔

تمہم ایک نمبر کے۔۔۔،، شاہ میر کی بات پر پریشے غصے سے مڑی پر شاہ میر کو شرٹ پہنے دیکھ کر ایک دم سے رک گئی۔

میرے خیال سے تم میری تعریف کر رہی تھیں رک کیوں گئیں،، پریشے کی فطرت کے پیش نظر شاہ میر نے اس کے مڑتے ہی سب سے پہلے شرٹ پہنی تھی مگر پریشے کو انجان بنا دیکھ کر اسے تنگ کیے بنا نہیں رہ پایا۔

میں تم سے بس اتنا کہنے آئی ہوں کہ میں تمہارے کمرے میں کچھ چرانے نہیں آئی تھی بلکہ مالی بابا کی مدد کے خیال سے آئی تھی اور تم زینت بی کو پیسے دے کر جایا کرو تا کہ

تمہارے پیچھے کسی ایمر جنسی کی صورت میں انھیں مسئلہ ناہو،،، پریشے کا گلٹ اسے سکون سے سونے نہیں دی رہا تھا اس لیے وقت کی پروا کیے بنا شاہ میر کو ساری بات کلیئر کرنے اس کے کمرے میں اس کے پیچھے آگئی۔ بس یا کچھ اور،،، شاہ میر کو اس سے اس بات کی امید نہیں تھی اس لیے سینے پہ ہاتھ باندھتے اس سے پوچھنے لگا۔ اتنی پروا ملازموں کی۔۔۔ کبھی میری تو اتنی پروا نہیں کی تم نے،،، پریشے جو شاہ میر کی بات کا جواب دیے بنا مڑ رہی تھی شاہ میر کے اپنی طرف کھینچنے سے اس کے سینے سے جا لگی۔

شاہ چھوڑو مجھے میں پہلے ہی تمہیں بتاااا۔۔۔ ہشششش،،، شاہ میر کے قریب اتے ہی پری بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتی اپنا آپ چھڑوانے لگی۔

بولو نا میرے لیے کیوں اتنا کنسرن نہیں دیکھاتیں،،، پریشے کا چہرہ اپنے ہاتھوں کی پیالوں میں تھا مے شاہ میر باضد تھا۔

تم اس لائک جو نہیں،،، پریشے اپنا ہاتھ چھڑاتی شاہ میر کے سینے پر اپنے نازک ہاتھ کے مکے برسائے لگی جس کا شاہ میر کے کشادہ سینے کو زرا برابر فرق نا پڑا۔

سب سے زیادہ لائک تو میں ہی ہوں،،، شاہ میر اس کے ہاتھ کو اپنے قابو میں کرتا اس پر

اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑ گیا -

شاہ میر چھوڑ مجھے ورنہ می۔۔۔،،، پریشے میں بس اتنی ہی سکت تھی اس سے زیادہ وہ شاہ میر کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی ہانپتے ہوئے لمبی لمبی سانسے لینے لگی۔

اوکے ریلیکس ہائپر مت ہو ڈاکٹر نے تمہیں منع کیا ہے آئی ایم جسٹ کیڈنگ،،، شاہ میر نے پریشے کی حالت کو دیکھتے خود پر قابو پایا -

ادھر آؤ۔۔۔ مجھے نہیں آنا اپنے کمرے میں جانا ہے مجھے اس ٹائم آنا ہی نہیں چاہیے تھا یہاں،،، پریشے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتی اپنے آپ کو کوسنے لگی۔

ریلیکس پری میں صرف تمہیں تنگ کر رہا تھا اپنی وڈبی وائف کو اتنا سا تنگ کرنے کا تو مجھے حق ہونا چاہیے نا،،، شاہ میر کی نکاح کے حوالے سے خاموشی پر پریشے جو سمجھ رہی تھی کہ شاہ میر نکاح کا دوبارہ تکازہ نہیں کرے گا اس کی بات پر پریشان نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

بیٹھو یہاں اور اسے پیو،،، پریشے کو اپنے بیڈ پر بیٹھاتے شاہ نے اسے جو س کا گلاس تھمایا۔

تمہیں میرے کمرے میں آنے پر کوئی پابندی نہیں جب چاہے آسکتی ہو تم کوئی تم سے نہیں پوچھے گا،،، پری کے ساتھ بیٹھتا شاہ میرا سے سمجھانے لگا۔

اور رہی بات پیسوں کی تو تم اس گھر کی مالکن ہو یہ رہی چابی جس طرح چاہے اس گھر کو چلاؤ،،، شاہ میر نے دراز میں رکھی چابیوں کا گچھا پری کی ہتھیلی پر رکھا جسے پری سائید ٹیبل پر رکھتی باہر نکل گئی۔

پاگل لڑکی کیوں مجھے آزاد کرنے پر تلی ہو زندگی میں پہلی بار میں خود سے کسی کی قید میں رہنا چاہتا ہوں اپنی محبت کے حصار میں مقید کر لو پری اگر کسی اور نے قید کر لیا تو بہت پھچتاؤ گی تم،،، چابیوں کا گچھا اٹھاتے شاہ میر نے اسے اپنے لبوں سے لگایا جس پر پری اپنے ہاتھ کا لمس چھوڑ گئی تھی -

\*\*\*\*\*

ہیلو بھئیو۔۔۔۔ خیریت ایان تو نے اس ٹائم فون کیا حویلی میں تو سب ٹھیک ہیں،،، افضل شاہ کی زینہ اور امان کے نکاح پر ناپسندیدگی اور امان کا زینہ کے لیے حد سے زیادہ پوزیسو ہونا دانیال شاہ سے کچھ پوشیدہ نہیں تھا۔

مہر کی طرح دانیال بھی انھیں اپنے بنا حویلی بھیجنے کے حق میں نہیں تھا پر جانتا تھا کہ کہنے کے باوجود بھی امان نہیں رو کے گا اور دانیال خود کام میں اتنا بڑی تھا کہ ان کے ساتھ تو کیا اگلے ہفتے بھی گاؤں جانے کی کوئی امید نظر نہیں آرہی تھی مگر اب ایان کی بے وقت کال دانیال شاہ کو کسی گڑ بڑ کا پتہ دے گئی -

نہیں بھيو کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے یہاں،،، ایان نے کہتے ساتھ ہی اسے آج کے واقعے سے مطلع کیا۔

تم نے اس کے موبائل پہ کال کی،،، دانیال جو ایان کی کال کی وجہ سے کوریڈور میں ہی رک گیا تھا مہر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر اندر کی طرف بڑھا۔

ھیو کب سے ٹرائی کر رہا ہوں بل جا رہی ہیں پر وہ کال نہیں پک کر رہا،،، امان کو گئے تین گھنٹے ہو گئے تھے پر اس کا کہیں نام و نشان ہی نہیں تھا ایان جو کافی دیر سے پریشان ہوتا اسے ڈھونڈ رہا تھا دانیال سے بات کرتا رہا نہ ہو گیا۔

تو پریشان مت ہو میں شاہ سے بات کرتا ہوں کچھ نہیں ہو اہو گا اسے میں ابھی تجھ کال بیک کرتا ہوں بائے،،، دانیال اسے تسلی دیتا خود پریشان ہو گیا تھا اس ٹائم وہ گاؤں جا نہیں سکتا تھا پہنچتے پہنچتے اسے آدھی رات ہو جانی تھی اور اس کا وہاں کوئی ایسا بھروسے

لائق بندہ نہیں تھا جو امان کے لاپتہ ہونے کی خبر کو راز رکھتا۔ کیا بات ہے دانیال کیا ہوا ہے امان کو،،، دانیال کے قریب آتے مہرنے زرا سی بات سنی تو حراس میں گھیری دانیال سے پوچھنے لگی -

نہیں کچھ نہیں۔۔۔ کچھ تو ہوا ہے امان کو آپ مجھے بتا نہیں رہے،،، دانیال کو اپنے موبائل میں مصروف بات پلٹتا دیکھ کر مہر تیزی سے بولی -

یار مہر آپ ایک منٹ چپ ہو جائیں۔۔۔ ایک تو شاہ کا نمبر بڑی جا رہا ہے سونے پہ سہاگا آپ کی زبان نہیں رک رہی،،، دانیال مہر کو ڈانٹتا شاہ میر کا پھر سے نمبر ملانے لگا دوسری طرف مہر دانیال کی پوزیشن سمجھتے خاموش بیٹھی امان اور ایان کی حفاظت کی دعائیں مانگنے لگی۔۔۔

\*\*\*\*\*

مس حورین۔۔۔ آپ ابھی تک گئی نہیں،،، جیسے ہی شاہ میر اپنے روم سے باہر نکلا حورین کو اپنے روم میں کام کرتا دیکھ کر اس کے کمرے میں آتے ہوئے پوچھنے لگا ناجانے کیوں یہ لڑکی شاہ میر کو اپنی اپنی سی لگتی تھی -

سر یہ حمدانی گروپ آف کی فائل ریڈی کر رہی تھی آلموسٹ ہو ہی گئی ہے،،، حورین شاہ میر کو اس ٹائم اپنے سامنے دیکھ کر ہکلاتے ہوئے بولی وجہ شاہ میر کا اپنے امپلائز کے ساتھ روڈلی بات کرنا تھا مگر وہ حورین سے بہت پولا نیٹلی بات کرتا تھا شاہ میر کا اس کے ساتھ یہ انداز آفس میں بہت سے لوگوں کو کھٹکتا تھا۔ پر آپ اتنی ارجنٹ ریڈی کیوں کر رہی ہیں یہ کام کل بھی تو ہو سکتا ہے،،، شاہ میر نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھتے حورین کی آنکھوں سے نظریں ہٹائیں شاہ میر حورین سے جب بھی بات کرتا اس کا زیادہ تر وقت اس کی آنکھوں میں گھورتے ہوئے گزرتا یہ آنکھیں اسے کہیں دیکھی ہوئی لگتی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میم شینہ نے کہا تھا کہ کل انھیں صبح ہر حال میں یہ چاہیے،،، حورین شاہ میر کو طمکی باندھا دیکھ کر تھوڑی سی گڑ بڑا گئی۔

ابھی کے ابھی یہ بند کریں آپ کا آفس ٹائم ختم ہو گیا ہے باقی کا کام جو رہ گیا ہے وہ کل ہو گا،،، شاہ میر اپنی سکیٹری کے بے تکیے اوڈر پر جھنجھاتا حورین کو سختی سے کام بند کرنے کا کہتا باہر نکل گیا۔

مجھے تو اب تک اس بندے میں ایسی کوئی بُرائی نظر نہیں آئی پھر کیوں پورے آفس میں

یہ بندہ پلے بوائے مشہور ہیں،،، مانا کہ شاہ میر کا حورین کو گھورنا سے ڈسٹرب کرتا تھا پر  
حورین نے اب تک شاہ میر میں کوئی ایسی بُرائی نہیں دیکھی جس کے آفس میں سب  
نے اشتہار لگائے ہوئے تھے

\*\*\*\*\*

زینت بی پری کہاں ہے نظر نہیں آرہی،،، لیونگ ایریا میں بنے ایک خوبصورت تخت نما  
جھولے کو خالی دیکھ کر شاہ میر نے زینت بی سے استفسار کیا۔

یہ پریشے کی پسندیدہ جگہ تھی شاہ میر جب بھی آفس سے واپس آتا اسے اس پہ بیٹھا اپنے  
خیالوں میں گم پاتا۔ پتا نہیں وہ ایسا کیا سوچتی تھی جو اسے اپنے ارد گرد سے بھی بے بھول  
کر دیتا تھا۔

سردار سائیں وہ تو اپنے کمرے میں ہیں،،، زینت بی جو اس کے کمرے سے آرہی تھیں  
شاہ میر کو دیکھتے روک گئیں۔

اتنی جلدی۔۔۔ کہیں طبیعت تو خراب نہیں،،، پریشے اور شاہ میر کے درمیان سب  
کچھ ٹھیک ہو رہا تھا یہ شاہ میر کی سوچ تھی جبکہ پریشے ابھی بھی اسی مقام پہ کھڑی ہوئی

تھی ہاں اتنا بدلاؤ ضرور آیا تھا کہ وہ اب شاہ کو دیکھ کر اپنے کمرے میں قید نہیں ہوتی تھی یہ کپڑے مائز تھا یا اس کی کنڈیشن اس کا اندازہ تو اسے خود بھی نہیں تھا۔

سائیں وہ مجھے آپ سے کچھ کہنا تھا جی،،، شاہ میر کو فکر مند دیکھ کر زینت بی نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔ چھوٹا منہ بڑی بات صاحب مجھے یہ بات کہنی تو نہیں چاہیے پر پری بٹیا کی حالت کی وجہ سے کہنا پڑ رہی ہے،،، شاہ میر کی خاموشی نے زینت بی کو بات بڑھانے کا حوصلہ دیا۔

زینت بی آپ کہنا کیا چاہتی ہیں کھل کے کہیں،،، شاہ میر نے نا سمجھی سے زینت بی کو دیکھ جو شاید اس کی پیدائش سے پہلے کی اس حویلی اور اس کے لوگوں کی خدمت پہ معمور تھیں۔

سردار سائیں آپ پری بٹیا کو اگران کی ماں سسسس۔۔۔ زینت بی،،، دن بادن پریشے کا ڈپریشن بڑھتا جا رہا تھا پریشے کو اپنے گھر والوں کے لیے سسکتے ہوئے دیکھنا اب زینت بی کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا آج ہمت سے کام لیتے وہ شاہ میر سے بات کرنے لگیں مگر ان کی بات کو شاہ میر کی تیز آواز نے روک دیا۔

آپ کے علاوہ اگر کسی اور نے اس گھر میں اُس عورت کا ذکر کیا ہوتا تو اس کا وہ یہاں

آخری دن ہوتا،، ایسا کیسے ہو کے بات سارا ارمان کی ہو اور شاہ کو غصہ نا آئے۔  
 آپ نے مجھے پالا ہے زینت بی بچپن سے لے کر آج تک میری ہر ضرورت کا خیال رکھا  
 ہے اسی لحاظ سے آپ کا مقام یہاں پہ سب سے اونچا ہے پر یہ مت بھولیں کہ آپ ایک  
 ملازمہ ہیں اور ملازم جتنا بھی وفادار ہو مالک کے معاملات میں بولنے کا اسے کوئی حق  
 نہیں،، شاہ میر نے دو منٹ کے اندر اندر زینت بی کی حیثیت کا ادراک کرتے ان کی  
 ساری ریاضت پر پانی پھینک دیا۔

جاسکتی ہیں آپ یہاں سے اور میری اس بات کو اپنی یادداشت میں محفوظ کر لیں،، اپنے  
 کرچی کرچی دل کو سمیٹتی زینت بی نم آنکھوں سے شاہ میر کو دیکھتی پلٹ گئیں۔

\*\*\*\*\*

یا اللہ! امان کو صحیح سلامت گھر بھیج دے اس کی حفاظت کر میرے رب،، امان کو گھر  
 سے گئے کافی وقت گزر چکا تھا پیچھے زینت کا پریشانی میں بُرا حال ہو گیا تھا۔  
 زینت۔۔۔۔۔ ایان کچھ پتا چلا امان کا،، ابھی ایان کی بات اس کے منہ میں ہی تھی کہ  
 زینت نے بات کاٹتے اس سے امان کا پوچھا جس نے زینت کے پیچھے اکیلے رہ جانے کا بھی  
 خیال نہیں کیا تھا۔

نہیں۔۔۔ میں نے بھینو کو بتا دیا ہے تم پریشان مت ہو،،،،، ایان خود کب سے پریشان تھا  
 بے بسی سے بولا آخر وہ کر بھی کیا سکتا تھا اپنے ماں باپ سے بھائی کے پیچھے لڑ سکتا تھا کسی  
 اور کے ماں باپ سے کیسے لڑتا -

کیسے پریشان نا ہو ایان اس کو گئے پانچ گھنٹے ہو گئے ہیں اس کی واپسی کا کوئی نام و نشان ہی  
 نہیں اور۔۔۔،،،،، زینہ ایان کو جھنجھوڑتی زور زور سے رونے لگی اس کا بس نہیں چل رہا  
 تھا حویلی میں آرام سے سوئے اپنوں کو اس وقت چیخ چیخ کر اٹھادے جنھیں امان کی کوئی  
 فکر ہی نہیں تھی۔

ریکس کچھ نہیں ہو گا اسے ابھی تھوڑا غصے میں ہے کچھ دیر تک واپس آ جائے گا،،،،، ایان  
 زینہ کو سمجھاتا دھر دھر دیکھنے لگا -

ساری غلطی میری ہے مجھے اسے یہاں بولانا ہی نہیں چاہیے تھا جب پتا تھا کہ بابا  
 اسے۔۔۔،،،،، زینہ اپنے آپ کو کوستی ایک دم سے کچھ کہتے کہتے روک گئی -

تم رک کیوں گئیں بابا کیا۔۔۔،،،،، ایان جو دانیال شاہ کو فون کرنے کی نیت سے پلٹا تھا  
 اس کی بات پہ روکتے ہوئے پوچھنے لگا۔

بابا شاید پریشان تھے اس وجہ سے،،، زینب نے گول مول سا جواب دیا۔

تم نابتانا چاہو تو وہ اور بات ہے پر مجھے پھوپھا جان کا رویہ کچھ ٹھیک نہیں لگا،،، ایان بھی سمجھ گیا کہ زینب اسے بتانا نہیں چاہتی اس لیے اسے ٹوکتے ہوئے بولا۔

پھوپھا جان کو ہوا کیا تھا وہ کیوں اتنا روڈ ہو گئے تھے اور بڑے پاپان کی بات تو میری سمجھ سے باہر تھی،،، ایان آج کے واقعے کا تذکرہ کرنے لگا۔

میں مانتا ہوں کہ امان کو تمہیں باہر نہیں لے کر جانا چاہیے تھا سو دشمن ہیں ہمارے تم دونوں کو کوئی بھی نقصان پہنچا سکتا تھا بڑے پاپا سکون سے بھی تو یہ بات امان کو سمجھا سکتے تھے تو پھر اتنے طنز کرنا میر بھائی کو الزام دینا یہ سب کیا تھا،،، ایان جو کب سے اپنی بڑھاس نکالنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا زینب کت سامنے پھٹ پڑا۔

یہ سب شاہ میر بھائی کی وجہ سے ہوا ہے نا وہ اپنی منمنائی کرتے نا امان سب کی نظروں سے گرتا،،، زینب جو کافی دیر سے تڑبڑکا شکار تھی کے ایان کو بتائے کہ نابتائے آہستہ سے بولی۔

منمنائی۔۔۔ تم کہنا کیا چاہتی ہو زینب کھل کر بتاؤ،،، ایان کو اندازہ تو تھا کہ کچھ نا کچھ تو

گڑ بڑ ہے نہیں تو پھوپھا جان ایسے نہیں تھے کہ امان کی زرا سی بات پہ اسے اس طرح بے عزت کر دیں بلکہ وہ تو شروع سے خود ہر معاملے میں امان کی طرف داری کرتے تھے۔

امان کی نکاح کی ضد میں شاہ میر بھائی نے اپنی منمنائی کی تھی جس کی وجہ سے بابا بہت غصہ ہو گئے تھے انھوں نے اس بات کو اپنی انا کا مسلہ بنا لیا ہے بابا ماموں کے سامنے امان کی چھوٹی سی بات کو بھی بہت بڑا کر کے بتاتے ہیں جس کا الزام شاہ میر بھائی کے سر جاتا ہے کہ انھوں نے تم دونوں کو بے جا آزادی سے بگاڑ دیا ہے،، نکاح کے اگلے روز کی اور اس کے علم میں آئی ہوئیں باتوں سے زینہ ایک ایک کر کے پردہ چاک کرتی رہی۔ پر پھوپھا جان کو اس سب سے کیا ملے گا تمہارا اس کے ساتھ نکاح ہو چکا ہے تو پھر اس سب کا کیا فائدہ،، افضل شاہ کی حرکتیں ابھی بھی ایان کی سمجھ سے باہر تھیں -

ایان کیا تم انجان ہو اس اونچی حویلی کے رسم و رواجوں سے ان حویلیوں میں پیدا ہونے والی بیٹیوں کی قسمت میں یا تو بیٹوں پہ قربان ہونا لکھا ہے یا ان چار دیواریوں میں تاعمر قید ہونا شادی تو چند ایک خوش نصیب کے حصے میں لکھی ہوتی ہے،، بچپن میں زینہ نے جو کچھ دیکھا اسی سوچ کے مطابق ایان کو جواب دیا۔

تم پاگل پن کی باتیں مت کرو ہم تمہارے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دیں گے تم اب  
 صرف اس گھر کی بیٹی نہیں بلکہ امان شاہ کی بیوی بھی ہو اور میرا بھائی تمہیں اتنی آسانی  
 سے نہیں چھوڑے گا،،، زینبیہ کی بات نے ایک پل کو تو ایان کو بھی ہلا کر رکھ دیا تھا مگر  
 اگلے ہی پل اس کی سوچ کی نفی کرتا اپنے کمرے میں چل دیا -

\*\*\*\*\*

ٹھا۔۔ فضول میں میرا دماغ خراب کرتے ہیں یہ لوگ کیا ضرورت تھی زینت بی کو مجھ  
 سے یہ سب کہنے کی،،، طیش میں دروازے کا کمرابند کرتے شاہ میر نے بے جان  
 چیزوں پہ اپنا غصہ نکالا -

اور تو نے جو کہا ان سے کیا وہ تجھے کہنا چاہیے تھا،،، بچپن سے آج تک زینت بی سے ایسی  
 کوئی زبان درازی نہیں کی تھی اسی لیے دل میں ملال سراٹھا رہا تھا۔

دادا الہی کو تو کھو چکا ہے اب کیا زینت بی کو خود سے دور کرنا چاہتا ہے،،، سوچ کا روخ  
 دادا الہی کے اور مڑ گیا جو آج تک واپس نہیں آیا تھا -

نہیں وہ داد کی طرح نہیں جو چلی جائیں اور پلٹ کر خبر بھی نالیں،،، شاہ میر نے خود کو

تسلی دی -

تو نے بھی توداد کو نہیں بولا یا نایہ معلوم کیا کہ وہ کہاں گئے،، جس انسان نے ہر مشکل میں ساتھ دیا اس کی کمی ان سات آٹھ ماہ میں شاہ میر کو ہر ہر پل محسوس ہوئی مگر انا کے ہاتھوں مجبور اس انسان کو آواز دینا گوارا نہیں کیا -

چلے گئے ہوں گے اپنے گاؤں اپنوں کے پاس مجھ سے آزادی جو مل گئی ان کو،، شاہ نے اپنے دماغ کو سوچوں سے جھٹکا -

داد اپنی زبان کا کتنا پکا ہے تو اپنے دل سے۔۔ ٹون ٹون۔۔ ہیلو،، فون کی گھنٹی نے شاہ کو سوچوں کے گھیرے سے آزاد کروایا -

شاہ تو کہاں ہے کب سے تیرا فون ٹرائی کر رہا ہوں کم از کم کال رسیو تو کیا کر،، فون کی دوسری سائیڈ سے دانیال شاہ کی گبھرائی ہوئی آواز آئی -

تو نے یہ سب بکو اس سنانے کے لیے کال کی ہے،، شاہ میر نے غصے میں کہا۔ امان از مسنگ،، دانیال نے ایک ہی سیکنڈ میں اپنی پریشانی شاہ میر کے کندھے پر ڈال دی -

وٹ۔۔۔ یہ تو کیا بکو اس کر رہا ہے ایسا کیسے ہو سکتا ہے تو نے تو کہا تھا کہ وہ دونوں تیرے

ساتھ رہ رہے ہیں تو پھر،،، شاہ میر ایسے چیخا ایسے سے چار سو چالیس واٹ کا جھٹکا لگا ہو -  
 یار وہ آج گاؤں۔۔۔۔،،،،، دانیال جیسے جیسے شاہ میر کو بتاتا گیا شامی میر کی رگیں تنہی  
 گئیں -

تیرا دماغ خراب ہو گیا تھا جو ان دونوں کو اکیلا بھیج دیا جب میں نے بکو اس کی تھی کہ  
 اپنے ساتھ لے کر جائیں تو پھر،،، شاہ میر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ دانیال کی اس کوتاہی  
 پہ اس کو دو چار لگا دے -

یہاں کام کا اتنا بڑا ڈن تھا کہ میں ان کے ساتھ جا ہی نہیں سکا،،، دانیال نے شرمندہ لہجے  
 میں کہا -  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو کچھ کر مجھے ابھی ایان کی کال آئی تھی وہ بہت پریشان ہے،،، اب لکیر پیٹنے کا کیا فائدہ  
 ہونا تھا جو ہو چکا اس کو در گزر کرتے امان کی طرف دونوں نے توجہ فرمائی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

کیا بات ہے علی میں کافی دیر سے نوٹ کر رہی ہوں کہ آپ کو کوئی بات ڈسٹرب  
 کر رہی ہے،،، منال جو علی کو کی سوچ میں بُری طرح گم دیکھ رہی تھی اس کا کندھا

ہلاتے اسے حال میں لانے لگی -

نہیں کوئی خاص بات نہیں،،، علی نے چونکتے ہوئے منال کے ہاتھ ہواپنے کندھے سے ہٹایا اور بستر سے اٹھ گیا -

بیوی کی حیثیت سے نا صحیح ایک دوست کی حیثیت سے ہی بتادیں شاید میں آپ کی مدد کر سکوں،،، شروع دن سے اس رشتے کو نبھانے کی زمہداری منال نے اپنے سرلی ہوئی تھی وہ ہرپل علی کو اپنے درمیان قائم رشتے کا احساس دلاتی رہتی -

تم میری مدد کے بجائے مجھے کمزور زور کر دو گی ابھی مجھے حورین اور فرغام کو ہی سمجھانے دو تم اپنے ماں باپ کے کیے گئے ظلم سے ناواقف ہی رہو تو تمہارے لیے بہتر ہے،،، علی نے منال کے چہرے ہو دیکھ کر سوچا جہاں خوبصورت سی مسکرائٹ کھلی ہوئی تھی -

علی اور منال کا ساتھ بہت سالوں پہ محیط تھا مگر علی نے کبھی منال کو اتنا مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا جتنا وہ اس سے شادی ہونے کے بعد سے دیکھ رہا تھا اب تو مانو مسکرائٹ ایسی ہو گئی تھی کہ ہر وقت اس کے چہرے پر سچی رہتی تھی - نہیں کوئی خاص ٹینشن نہیں بس تمہارے دیے گئے مشورے کے متعلق سوچ رہا ہوں،،، علی نے سوچ کو

جھٹکتے ہوئے ہلکی پہلکی بات کی۔

میرے مشورے۔۔۔۔۔ ہاں وہی سٹور سمجھانے والا،،، علی منال کو اس کی بات یاد دلاتے ہوئے بولا۔

سچی۔۔۔ آپ واقعی ابا کے سٹور چلائیں گے،،، منال خوشی سے چیخ پڑی۔ ظاہر سی بات ہے اب تم ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئی ہو تو مجھ شریف کو تو اپنی جان عزیز ہے نا،،، علی نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

ہا ہا ہا۔۔۔ علی آپ بھی نا ایسے منہ بنا رہے ہیں کہ جیسے سٹور چلانے کا نہیں بلکہ ریڑھی چلانے کا میں نے بول دیا ہو،،، علی کے اس طرح منہ بنانے پر منال کی ہنسی چھوٹ گئی۔

تمہارا کوئی پتا بھی نہیں سٹور نا چلا تو ریڑھی ہی صحیح۔۔۔ اب تم ہی بتاؤ کہ بندہ سوٹ بوٹ میں آفس جاتا ہوا اچھا لگتا ہے یا سٹور ررر،،، علی منال کے چہرے سے نگاہ چرانا اس ٹائم بہت مشکل لگا اسی لیے منال کی اور پیٹھ کرتا فضول میں الماری سے کپڑے الٹ پلٹ کرنے لگا۔

آپ مجھے ہر حال میں اچھے لگتے ہیں،،، اپنے پیچھے سے کہے جانے والے جملے نے علی کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

واقع منال پاگل تھی علی کے پیار میں جب ہی تو اپنی ماں کے ساتھ اعلیٰ شان زندگی گزارنے کے بجائے علی کے اس چھوٹے سے گھر میں بسنے کی کوشش میں ہلکان تھی۔ اور مہماہیں ننن،،، اپنی سکول کی کاپی سے سراٹھاتے رافع نے اپنی طرف دونوں کو متوجہ کیا۔

آپ تو میرے شہزادے ہو،،، علی نے ماں بیٹے کے پیار بھرے مظاہرے کو دیکھتے دل میں نظر نا لگنے کی دعا کی۔

نادان یہ نہیں جانتا تھا کہ نظر ہی نہیں لگتی بعض اوقات انسان کو پیار بھری نظر بھی لگ جاتی ہے۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

آپ دونوں کیوں چلے گئے اتنی جلدی مہماپا میں آپ دونوں کو بہت مس کرتا ہوں،،، باڑے کی سائیڈ پہ بنے اناج کے گودام میں بیٹھے امان نے اپنے ماں باپ کی

تصور سے گلہ کیا۔

بچپن میں امان کو اگر کہیں چھپنا ہوتا تو وہ اس گودام میں آجاتا تھا وجہ اس کا حویلی سے دور ہونا جہاں کوئی بھی اسے کبھی ڈھونڈ نہیں پایا تھا آج بھی وہ سب سے ناراض اس جگہ پہ بیٹھا اپنا دل ہلکا کر رہا تھا۔

لوگ سچ کہتے ہیں جن کے ماں باپ نہیں ہوتے ان کی ذات بھی بے معنی سی ہوتی ہے،،، آج پہلی بار امان اپنوں نے خفا ہوا تھا امیدیں جو اتنی باندھ رکھی تھیں اس نے سب سے۔

میر و بالکل ٹھیک کرتے ہیں سب کو ان کی اوقات میں رکھتے ہیں مجھے کیا ملا سب کی عزت کر کے آج پہلی بار بڑوں کے آگے آواز اٹھائی اور یہ سب کچھ۔۔۔،،، امان کو رہ کر اپنی بے عزتی یاد آرہی تھی۔ کاش آپ دونوں زندہ ہوتے تو میں۔۔۔

ٹرن ٹرن،،، فون کی آواز سے امان چونکہ اور اپنے ہاتھ میں بندھی گھڑی کی طرف نظر ڈالی۔

ہیلو میرو۔۔۔ اگر تمہاری نظروں میں اپنے میرو کی زرا سی بھی ویلیو ہے تو ابھی کے ابھی

ایمان کے پاس جاؤ،،، اس سے پہلے کے امان کچھ کہتا شاہ میر نے اسے بولنے کا موقع دیے بغیر اسے حویلی جانے کا حکم دیا۔

آپ بھی مجھ سے خفا ہیں،،، شاہ میر کے رویے نے امان کی جان نکال دی۔ اس کا میر نے تو کبھی اتنی روڈلی بات اس سے کی ہی نہیں تھی۔

آپ بالکل ٹھیک کہتے تھے کبھی کسی سے ایکسپیکٹیشن نہیں رکھنی چاہیے لوگ پل پل اپنا روپ بدلتے ہیں کاش آپ نے یہ بتایا ہوتا کہ وہ لوگ غیر نہیں اپنے ہی ہوتے ہیں،،، امان کا مایوس لہجہ شاہ میر کو اپنا غصہ کنٹرول کرنے پر مجبور کر گیا۔

ایک بات اپنے دماغ میں بیٹھا لو تم دونوں میں میری جان بستی ہے پوری دنیا بھی تم لوگوں سے خفا ہو جائے تب بھی ایک انسان اس دنیا میں موجود ہو گا جو تمہارے لیے کھڑا ہو گا اور اس انسان کو تم بہت اچھی طرح سے جانتے ہو،،، اب کی بار شاہ میر کی آواز میں ٹھراؤ اور نرمی دونوں موجود تھی جو صرف ان دونوں بھائیوں کے لیے مخصوص تھی۔

شاہ میر نے سارا دن کی تھکاوٹ کے باوجود بھی امان سے اس کی ساری رواداد سنی جو وہ پہلے سے ہی جانتا تھا اور جب اس کا موڈ ٹھیک ہو گیا تو اسے حویلی جانے کا کہتا فون بند کرتا

دانیال کو کال بیک کرنے لگا -

\*\*\*\*\*

کچھ پتا چلا امان کا،،، نہیں۔۔۔ میں نے شاہ کو کال کی تو ہے تم پریشان مت ہو،،، دانیال  
کافی دیر سے شاہ میر کی کال کا ویٹ کر رہا تھا مہر کے پوچھنے پہ اسے جواب دیتا فون ملانے  
لگا -

کیسے نا پریشان ہوا اتنا ٹائم ہو گیا ہے اسے گتے ہوئے آپ بھی بس شاہ میر بھائی کو کال  
کر کے سکون سے بیٹھ گئے ہیں کچھ کرے نا،،، مہر کو پریشانی میں جب کچھ سمجھنا آیا تو وہ  
دانیال سے ہی الجھ بیٹھی -

مسز دانیال شاہ آپ کو میں سکون میں نظر آ رہا ہوں،،، مہر کی بات پہ دانیال نے غصے  
سے دانتوں کو پیسہ -

میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا دانیال آپ غلط سمجھ رہے ہیں،،، مہر کو فوراً ہی اپنی  
غلطی کا احساس ہوا -

پلیز مہر میرے سامنے یہ گھریلو پولیٹکس مت کیا کریں۔ آئی نوویری ویل آپ کو

میرے اپنوں کی فکر اپنے اپنوں سے زیادہ ہے،،، دانیال کے الفاظ مہر کو بر چھٹی کی طرح لگے۔ مانا کہ اس نے غلط لفظ استعمال کیے تھے پر دانیال نے تو اسے اپنی ہی نظروں میں گرا دیا تھا۔

آئم سوری۔۔۔ اپ صحیح بول رہے ہیں مجھے آپ کے گھر والوں کے حوالے سے فکر مندی کا اتنا ڈرامہ نہیں کرنا چاہیے آگین سوری،،، مہر دکھ سے کہتی دانیال کے کمرے سے باہر چلی گئی۔

اوقف دانیال تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے انسان ہے وہ بھی غلطی سے ایک بات منہ سے نکل گئی پر تو بھی۔۔۔

ٹرنن۔۔۔ ہاں شاہ بول امان۔۔۔ تھینگ گاڈ کہاں تھا یہ بد تمیز انسان تو نے اس سے پوچھا نہیں کوئی ایسے ناراضگی میں گھر سے نکل جاتا ہے،،، مہر کے پیچھے دانیال کے بڑھتے قدم کو شاہ میر کی کال نے روکا جسے وہ کافی دیر سے کال مل رہا تھا جو بڑی مل رہا تھا۔

نہیں ابھی تو میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی واپس آجائے پھر بات کرو گا تو بھی کوئی بات نا کریں،،، شاہ میر نے دانیال کو ٹالتے فون بند کر دیا۔

شکر ہے ایک تو مسلہ حل ہو گیا دوسرے مسلے کو بھی دیکھو کہیں صبح تک دانیال منشن  
میں باڑنا آجائے وہ بھی آنسوؤں کی،،، دانیال شاہ ٹینشن فری ہوتا مہر کو منانے نکل کھڑا  
ہوا -

\*\*\*\*\*

امویہ سب کیا۔۔۔ آپ کہیں جا رہی ہیں،،، حورین تھکی ہاری گھر پہنچی تو سفیہ بیگم کو  
سامان باندھے اپنا منتظر پایا۔

صرف میں نہیں ہم دونوں،،، اموجان آہستہ سے کہتی باقی کی چیزیں رکھنے لگیں۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
پر کہاں۔۔۔ جہاں سے آئے تھے،،، جتنی تیزی میں حورین نے پوچھا تھا اسے جواب  
بھی اتنی ہی جلدی ملا۔

اموجان میں آپ کو پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ آپ واپسی کی آس لگانا چھوڑ دیں،،، ایک  
تو سارا دن کی تھکن اوپر سے اموجان کا یہ نیا شوشہ حورین جھنجھلا گئی۔  
تم چھوڑ سکتی ہو وہ آس پر ہم لوگ نہیں،،، اموجان کے بجائے کسی اور کی آواز نے  
حورین کو اپنی جگہ فریز کر دیا -

مائی۔۔۔،،، اپنے سامنے فرغام کا کھڑا ہونا حورین کو اپنا گمان گزرا اس لیے کچھ پل  
اسے اپنی اور مسکراتا دیکھتی رہی۔

تمہیں یہاں آنے کی اجازت کس نے دی،،، فرغام کا حورین کے پاس آکر اسے چھونا  
حورین کو فوراً ہوش کی دنیا میں لے آیا۔

ہا ہا حورین ارمان شاہ یہ بات تم کہہ رہی ہو جو صبح شام میری راہ تکتی ہے،،، فرغام نے  
اس کی آنکھوں میں جھانکتے اپنا عکس دیکھا۔

یہ تمہاری غلط فہمی ہے فرغام ہارون ملک وہ حورین تو جب ہی مر گئی تھی جب تم نے  
اسے نیچے راستے میں تنہا چھوڑ دیا تھا،،، فرغام کا اس طرح دیکھنا اسے ہکلانے پر مجبور کر گیا  
پر جلد ہی اس نے اپنے کمزور پن پر قابو پاتے اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ بڑھایا۔  
بڑے بڑے داوے کر کے راستہ بدل گئے تھے تم،،، اموجان کے روکنے کے باوجود  
حورین نے فرغام پر الزاموں کی بارش کر دی۔

راستہ تو تم نے بدلا ہے حورین میں تو آج بھی اسی جگہ کھڑا تمہارے لوٹ آنے کا انتظار  
کر رہا ہوں،،، فرغام نے دکھی لہجے میں کہتے اپنے پیار کو دیکھا جو آج بھی اسے اس کے

ناکردہ قصور کی سزا دے رہی تھی۔

امو آپ اگر جانا چاہتی ہیں تو میں آپ کو نہیں روکو گی پر میں اپنے اندر اتنا ظرف پیدا نہیں کر سکتی کہ اپنی ماں کے قاتلوں کے ساتھ رہوں،،، حورین کی بات تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی۔

حورین بنن۔۔۔ بکواس بند کرو اپنی،،، فرغام اپنی ماں کو قاتل کہے جانے پر خون کے گھونٹ پیتا بے بسی سے اپنی مٹھیاں بھینچنے لگا۔

بُرا لگا سوچو تمہیں اپنی ماں کے لیے اتنی سی بھی بات برداشت نہیں تو پھر میں اپنی ماں کے مجرم کو کیسے معاف کر دوں،،، حورین کو فرغام کی سب سے زیادہ جو چیز تکلیف دیتی تھی وہ اس کا اپنی ماں کا سائیڈ لینا تھا اتنا کچھ ہو جانے کے بعد بھی اس نے ایک بار بھی اپنی ماں کو غلط نہیں سمجھا تھا۔

میں یہاں تمہاری فضول بحث سننے نہیں آیا تمہیں لینے آیا ہوں چلو و و،،، فرغام بحث سے بچتا امو جان وے بیگز لیتا باہر کو مڑا۔

نہیں جانا مجھے تمہارے اعلیٰ شان محل میں میرے لیے اپنے باپ کا یہ گھر کافی ہے کم از

کم میں یہاں سکون سے تو ہوں،،، حورین کی ضد اس کی انا سے بھی بڑھ کر ثابت ہو رہی تھی جو کسی بھی طرح ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی -

ہاں بہت سکون سے ہو تم یہاں تبھی تو ٹکے ماری نوکری کر رہی ہو،،، فرغام نے مسکراتے حورین کی جاب پہ طنز کیا۔ تمہیں اس سے کیا میں جو مرضی کروں تم ہوتے کون ہو کچھ کہنے والے،،، فرغام کی بات نے حورین کو آگ ہی لگادی چیل کی طرح اس پہ چھپٹی اسے مارنے کو بڑھی۔

حورین یہ کیا بات کرنے کا طریقہ ہوا تمیز کے دائرے میں رہو،،، اموجان نے حورین کو کھینچتے اسے جھاڑا -

اموجان پلینز اس سے کہہ دیں کہ چلا جائے اور رہی بات نوکری کی تو میں اس کے کہنے پہ تو کبھی نہیں چھوڑوں گی میں سیٹسفائیڈ ہوں اپنی جاب سے،،، جب سے حورین نے جاب کی تھی فرغام کی یہی کوشش رہی تھی کہ وہ یہ جاب چھوڑ دے یہاں تک کے علی نے بھی حورین کو اپنے طور سمجھایا کہ وہ اگر نوکری ہی کرنا چاہتی ہے تو ان کے نیو آفس کو جوائن کر سکتی ہے پر حورین نے اسے صاف لفظوں میں یہ کہہ کر منکر دیا کہ وہ

الاحمر ولا کے لوگوں کا احسان نہیں لینا چاہتی۔ میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا نا کہ نوکری

مت کروپر لگتا ہے تمہاری اس چھوڑی عقل میں میری بات نہیں سمائی میں بھی دیکھتا ہوں کہ تم کیسے کرتی ہونو کری تمہارے ساتھ تو میں۔۔۔

زبردستی کرو گے میرے ساتھ،،، فرغام کی غصے سے بھری آواز کو حورین کے جملے نے بریک لگائی -

حورین پاگل ہو گئی ہے تو،،، اموجان کو حورین سے ایسی امید نہیں تھی حیرت سے اسے دیکھے گئیں۔

تم اس کے علاوہ اور کبھی کیا سکتے ہو پہلے بھی تم میرے ساتھ یہ ہی۔۔۔ چٹا خنخ،،، اس سے زیادہ فرغام میں سننے کی برداشت نہیں تھی ہنسی مزاق میں حورین کے ساتھ کی جانے والی شرارت کو وہ زبردستی کا نام دے گی یہ اس کے وہم و گمان میں نا تھا۔

تم نے میری محبت کو زبردستی کا نام دیا لعنت ہے مجھ پر کہ میں نے ایک ایسی لڑکی سے محبت کی جسے محبت اور زبردستی میں کوئی فرق ہی نہیں لگتا،،، فرغام کو اس سے حورین سے زیادہ خود سے نفرت ہو رہی تھی کیوں وہ پاگلوں کی طرح اس کے پیچھے گھومتا تھا اسے تنگ کرنے کے لیے اسے چھیڑتا کاش وہ اپنی حد میں رہتا تو آج اس کی محبت کو وہ

اس طرح گالی نادیتی۔

حورین ارمان شاہ۔۔۔ اگر میں تمہارے ساتھ کوئی زبردستی کرتا تو تم آج اپنی اموجان کے سامنے فخر سے سراٹھا کر ناکھڑی ہوتی،،، فرغام غصے سے بولتا حورین کو گھسیٹتے خود کے قریب لے آیا۔

مانی چھوڑو آ آ آ،،، اپنے ہاتھوں پہ فرغام کے ہاتھوں کا بڑھتا دباؤ حورین کو تکلیف سے دوچار کر گیا۔

چھوڑ دیا۔۔۔ حورین ارمان شاہ آج فرغام ہارون ملک نے تمہیں اپنی زندگی سے ہمیشہ کے لیے نکال دیا،،، فرغام نے ایک جھٹکے سے حورین کو پیچھے کی طرف دھکا دیا اگر بروقت سفیہ بیگم اسے ناپکڑتیں تو اس کا سر بیٹ کے پائے سے جا لگتا۔ تم نے تو مجھ پر اس گھر کا دروازہ بند کیا تھا ناپر میں تمہارا ہر وہ راستہ بند کرتا ہوں جو مجھ تک پہنچتا ہے،،، فرغام حوریں پر ایک نفرت بھری نظر ڈالتا باہر نکل گیا۔ فرغام بیٹا میری بات سنو رو کو،،، سفیہ بیگم اسے روکنے اس کے پیچھے بھاگیں مگر تب تک وہ گھر کا دروازہ پار کر چکا تھا۔

\*\*\*\*\*

زینی۔۔۔ امانن تم آگے،، امان کی آواز پہ زینیہ بستر سے اٹھتی بے تابی سے اس کی طرف بڑھی۔

کہاں چلے گئے تھے مجھے چھوڑ کے جان نکال کر رکھ دی تھی تم نے میری کوئی اس طرح ناراض ہوتا ہے بھلا،، زینیہ اس کو جھنجھوڑتی اس سے جانے کی وجہ پوچھنے لگی۔

تم سے ناراض تھوڑی تھا میں بس خود پہ خفا تھا کہ میری ضد کی وجہ سے تمہیں سننی پڑی،، امان نے بہت مشکل سے اپنے چہرے پہ مسکرائٹ لاتے زینیہ کی آنکھوں پہ اپنے لب رکھے جو مسلسل رونے کی وجہ سے سرخ اور سوج گئی تھیں۔ امان میں بابا کی طرف سے سوری کرتی ہوں وہ دل کے بُرے نہیں ہیں بس اب کل گاؤں میں معاملات کچھ ایسے چل رہے ہیں کہ وہ ڈسٹررر،، زینیہ نے اپنے والد کی پوزیشن کلیئر کرنی چاہی۔

آخر بیٹی تھی نا۔۔۔ پھوپھا جان ہمارے نکاح سے ناخوش ہیں،، امان نے زینیہ کو دیکھا جو ایسے صفائیاں پیش کر رہی تھی جیسے امان سب سے انجان ہو -

نہیں امان وہ تو بہت۔۔۔ میں پوچھ نہیں رہا تمہیں بتا رہا ہوں میں نے خود ان کے منہ سے سنا ہے،، امان نے بستر پہ لیٹتے اپنے تئے ہوئے عصاب کو پرسکون کرنی کی کوشش کی۔

امانن۔۔۔۔ ہاں زینی میں اس وقت یہاں ہی تھا جب پھوپھا جان دانیال بھائی سے بات کر رہے تھے،،، جس بات کی کبھی ناکھلنے کی زینیہ نے دعا کی تھی اس بات کا امان کے سامنے آجانا زینیہ کی آنکھوں میں آنسو لے آیا۔

میں نے جو کیا میں شرمندہ تھا اس پہ اس لیے ان سے معافی مانگنے آیا تھا پر کیا پتا تھا کہ دکھ اور بے بسی میں گھیرا واپس پلٹوں گا،،، امان نے زینیہ کے آنسو کو اپنے پوروں سے چنا۔

امان آئی ایم سوری میری وجہ سے تمہارے اور بابا کے درمیان اتنے کلکیش آگئے،،، زینیہ امان سے لگی بار بار اس سے معافی مانگتی رہی۔ نہیں زینی انھوں کبھی مجھ سے انسیت تھی ہی نہیں وہ سب دیکھا و اتھا،،، امان کی سوچ میں بچپن سے بتائے جانے والے ان کے ساتھ پل کسی فلم کی طرح گھومنے لگے۔

امان تم یہاں بیٹھو میری باتت۔۔۔ میں یہاں بیٹھنے نہیں آیا تمہارا فیصلہ سننے آیا ہوں،،، زینیہ نے امان کو اپنے باپ سے اتنا بدظن دیکھا تو اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی میں اس کی اگلی بات سے اسے پریشان کر دیا۔

کیسا فیصلہ۔۔۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میرے ساتھ جانے کا فیصلہ،،، امان کا ایسی بات کرنا

زینیہ کے وہم و گمان میں ناتھا -

نہیں آمان ہم ایسا نہیں کر سکتے ساری برادری والے کیا کیا باتے بنائیں گے کچھ اندازہ بھی ہے نکاح میں کم بے عزتی ہوئی ہے ہماری جواب میں زر اسی بات پہ اپنے ماں باپ کو سب کے سامنے رسوا کر کے چلے جاؤ،،، زینیہ حویلی میں قید ایک سادہ سی لڑکی ضرور تھی پر اتنی بے وقوف نہیں تھی کہ کوئی ایسا قدم اٹھالے۔ مجھے لوگوں کی پروا نہیں فکر ہے تو ہمارے رشتے کی۔ تم کیا اپنے باپ کی فطرت سے انجان ہو جس بات کی وہ ضد باندھ لیں پھر اسے پورا کر کے چھوڑتے ہیں اور میں اتنا بے وقوف نہیں کہ اپنے رشتے کو ان کے ضد کی بھیٹ چڑھا دوں،،، زینیہ سے صفحہ چٹ انکار کی آمان کو امید نا تھی وہ تو یہ سوچ کہ آیا تھا کہ زینیہ اس سے اتنی محبت کرتی ہے کہ جیسا وہ کہے گا وہ فوراً مان لے گی۔

پلیز آمان بابا کے بارے میں اس طرح بات نا کرو تم نے تو ہمیشہ انھیں عزت دی ہے تو پھر کیوں اتنا بد ظن ہو گئے ہو ان سے،،، آمان کا اپنے والد کے لیے ہتک آمیز لہجہ سن کر رو پڑی۔

آتم سوری میرے کہنے کا مطلب وہ نہیں تھا تم رومت،،، آمان نے فوراً سے اپنے غصے کو

قابو کیا۔

امان میں تمہاری منکوحہ ہوں مانا کہ مجھ پر سب سے زیادہ حق تمہارا ہے پر کچھ حق تو میرے ماں باپ کا بھی ہے میں ان پر یہ ظلم نہیں کر سکتی ہمارا نصیب ایک ہو تو ہمیں دنیا کی کوئی بھی طاقت الگ نہیں کر سکتی اور اگر تم میرا نصیب نہیں تو جہاں بھی چلے جائیں ایک نا ایک دن الگ۔۔۔ پاگل ہو گئی ہو کیا جو ایسی الٹی سیدھی باتیں کر رہی ہو،،، امان نے زینبیہ کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے اسے بات پوری کرنے سے پہلے ہی روک دیا۔

ہمارا نکاح ہو چکا ہے زینبی ہمیں کوئی الگ نہیں کر سکتا تمہیں مجھ پہ یقین نہیں ہے نا پر میرا اور بھوپہ تو ہے نا ان کی خاطر ہی چلو میرے ساتھ،،، زینبیہ کو نا ماننا دیکھ امان نے شاہ میر اور دانیال کے نام کا سہارا لیا۔

کیا مطلب اس بات سے بھائی کا کیا لینا دینا کہیں تم نے انھیں تو نہیں کچھ کہا،،، زینبیہ کو سیکنڈ لگا امان کی بات سمجھنے میں۔

ہاں زینبی وہہ۔۔۔ ہمارے ساتھ ہی ہیں بلکہ میرے ہونے ہی یہ سب کہا ہے انھیں ڈر ہے کہ کہیں پھوپھا جان زبردستی ہمارے نکاح کو ختم نہ کر وادیں۔۔۔ تم چلو تو صحیح میرے

ساتھ میں تمہیں سب سمجھاؤ گا،،، امان زینہ سے نظریں ملائے بغیر جھوٹ پہ جھوٹ  
بولتا گیا فلحال اسے زینہ کو ہر حال میں یہاں سے لے کر جانا تھا۔

امان پر اس سب کا کیا فائدہ بابا بھیا کے گھر سے مجھے لے ہی آئیں گے،،، زینہ کا دماغ  
بالکل ماؤف ہو چکا تھا اس کی کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کرے رو کیا کرے۔

تم ان سب باتوں کو چھوڑو یہ سب بیگ میں ڈالو اور ٹھیک ایک گھنٹے بعد مجھے گوداموں  
والی سائیڈ پر ملو میں تمہارا وہاں انتظار کروں گا،،، امان الماری سے زینہ کے کچھ کپڑے  
نکالتا بستر پر ڈھیر کرتا اسے نیا حکم دینے لگا۔

ایان بھی جائے۔۔۔ ہم اکیلے جائیں گے تم اس سے ابھی کچھ مت کہنا میں خود بتاؤ گا اور  
ہاں ایک بات یاد رکھنا کہ اگر تم نا آئیں تو زندگی بھر مجھے دیکھ نہیں پاؤ گی،،، امان یہ سب  
نا کرتا گر اس نے حویلی میں آتے افضل شاہ کو کسی رابعہ شاہ سے کہتے ناسنا ہوتا کہ وہ ہر  
حال میں اس نکاح کو ختم کروا کر رہیں گے۔۔۔

امان تمہم۔۔۔ ہشش ٹھیک ایک گھنٹے بعد۔۔۔،،،، امان زینہ کے بولتے لب پہ اپنے  
پیار کی مہر رکھتا اسے خاموش کرواتے باہر نکل گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

آہہمم۔۔ کیا مجھے اپنے کمرے میں آنے کی اجازت ملے گی،،، دانیال نے مہر کو کھڑکی کے سامنے کھڑا دیکھ کر شرارتی لہجے میں بات کا آغاز کیا۔

یہ آپ کا نہیں میرا روم ہے،،، مہر جو دانیال اور اپنی بحث کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی اس کی آواز پہ مڑتی نروٹھے پن سے بولی۔

یہ روم تو کیا آپ سمیت پورا گھر ہی میرا ہے مسز دانیال شاہ،،، دانیال مہر کے بالکل قریب آتے اپنے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا اس کے سرخ چہرے کو دیکھ کر مسکرایا۔

تو پھر پوچھ کیوں رہے ہیں جہاں مرضی آئے،،، دانیال کا انداز اور اس کی مسکرائٹ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ ان دونوں کے بیچ میں ہوئی لڑائی کو درگزر کرنے آیا ہے۔

ناراض ہو۔۔،،، دانیال نے مہر کو رخ موڑتے دیکھ اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنی اور کھینچا۔

مجھے ناراض ہونے کا کیا حق،،، مہر کی آواز دانیال کے سینے میں دم توڑ گئی۔ جانِ دانیال

سارے حق آپ کو ہی تو دے ہیں پھر بھی گلا،،، دانیال نے شوق بھری جسارت کرتے اپنی روٹھی محبوب بیوی کو منانے کی کوشش کی۔

تمہیں پتہ ہے ہمارے گاؤں میں لوگ کہتے ہیں کہ جو مرد اپنی عورت کے سامنے جھک جاتا ہے اس کی قدر زرہ بھر نہیں رہتی اس عورت کی نگاہوں میں کیا یہ سچ ہے،،، مہر کو بالکل خاموش دیکھ کر دانیال نے اسے بولنے پر اکسایا۔

یہ صرف آپ کے گاؤں کے لوگوں کی نہیں تمام مردوں کی سوچ ہوتی ہے مرد چاہے ان پڑھ ہو یا پھر پڑھا لکھا عورت کو اپنے سے اونچا تو کیا برابر کی حیثیت بھی نہیں دیتا اور الزام پھر بھی عورت پر رکھتا ہے کہ اس کی نظروں میں قدر کم ہو جائے گی،،، مہر نے دانیال شاہ کی آنکھوں میں اپنے نین گڑتے طنزیہ انداز میں کہا درحقیقت اس کا پوائینٹ دانیال شاہ ہی تھا۔

میں تو اپنی وائیف کو بہت جاہل سمجھتا تھا آپ تو کافی سمجھدار نکلیں،،، دانیال کو مہر کا تپہ تپہ مزادے رہا تھا اس نے کہاں مہر کو کبھی اس طرح حق سے لڑتے دیکھا تھا۔

چھوڑے نیند آرہی ہے مجھے،،، دانیال کو بات بڑھاتا دیکھ مہر نے اس کے سامنے سے ہٹنا بہتر سمجھا۔

ناراضگی میں تم تو سو سکتی ہو پر مجھے نیند آنا مشکل ہے اور ظاہر سی بات ہے جب میں جاگو گا تو تم کیسے سو سکتی ہو،،، دانیال نے مہر کے جوڑے میں قید گھٹاؤں کو کیچر سے آزاد کیا۔

میں ہی چلی جاتی۔۔۔ دانیال مجھے نہیں کرنی آپ سے بات پلیز جانے دیں مجھے،،، دانیال کو شرارتوں پہ امادہ دیکھ مہر بدحواس ہو گئی۔

اچھا دھر دیکھو امان کا نہیں پوچھو گی حویلی آگیا کہ نہیں،،، مہر کو پریشان دیکھ کر دانیال نے خود پہ قابو پاتے اسے بستر پر اپنے ساتھ بیٹھایا۔  
 ایان نے سب سے پہلے فون مجھے ہی کیا تھا میں نے آپ کو اس لیے نہیں بتایا کیوں کہ میں فکر مندی کا ڈرامہ۔۔۔ ہششش،،، مہر کی بات دانیال شاہ کے منہ زور جزبات کے آگے دم توڑ گئی۔

سوری۔۔۔،،، کچھ دیر بعد دانیال نے مہر کے بال سمیٹتے اس سے اپنے کیے کی معافی مانگی۔

دانیال آپ کھڑے ہوں پلیز یہ کیا پاگل پن ہے،،، مہر اپنے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے

اپنے شوہر کو دیکھ کر تڑپ گئی۔

کیا کروں جاہل بیوی کے ساتھ رہ کر میں تھوڑا بہت جاہل ہو گیا ہوں،،، دانیال شاہ  
 بنا اپنی پوزیشن چیلنج کیے اسی طرح بیٹھا رہا۔ پلیزیہ سب مت کریں،،، مہر اس سب  
 سچو نمیشن پہ روہانسی ہو گئی۔

یار پھر کرو تو کیا کرو پہلے پیار سے منار ہاتھ تبت نہیں منانے دیے اب معافی مانگ  
 رہا ہوں تو اب بھی نہیں مان رہیں،،، دانیال مہر کو روٹا دیکھ فوراً سے اٹھ گیا۔

آپ بہت بُرے ہیں میں بالکل بات نہیں کروں گی آپ سے،،، مہر دانیال کا ہاتھ پرے  
 ہٹاتی سائیڈ پہ ہو گئی۔

ہا ہا ہا اچھا بات نا کرو پر صلہ تو کر لو،،، دانیال شرارت سے کہتا مہر کی طرف بڑھا۔ بالکل  
 بھی نہیں،،، مہر نے فاصلہ بڑھایا۔

اوہوووو۔۔۔ یہ طریقہ بھی فلاپ ہو گیا لگتا ہے رونٹک طریقہ پھر یوز کرنا پڑے  
 گا،،، دانیال مہر کو موقع دیے بغیر اسے اپنی بانہوں میں بھرتا ساری ناراضگی مٹاتا گیا۔

\*\*\*\*\*❤️❤️❤️❤️

بٹیا آپ کچن میں کچھ چاہیے تھا تو مجھے بتا دیا ہوتا،،،، پریشے کا آج شاہ میر کے ساتھ بریک فاسٹ بنا کر نا انھیں اس گمان میں ڈال گیا کہ شاید اس کی طبیعت ٹھیک نا ہو اس لیے اسے کچن کے دروازے میں کھڑا دیکھ کر فوراً آگے بڑھیں۔

نہیں زینت بی بس آج کچھ بنانے کو دل کر رہا ہے ایسا کریں مجھے یہ لسٹ کی ساری چیزیں منگوادیں،،،، پری نے ہاتھ میں پکڑی لسٹ کام کرتی ملازمہ کو پکڑائی۔ ارے بی بی جی یہ ساری چیزیں باہر سے منگوانے کی کیا ضرورت یہ سب تو گھر میں موجود ہیں،،،، ملازمہ نے دیکھتے ساتھ ہی ہنس کر کھا شاید بات بات پہ ہنسنا اس کی عادت تھی۔

یہ ساری چیزیں،،،، پری کو اپنے گھر کا کچن یاد آ گیا جس میں کچھ بنانے کے لیے پہلے سارا راشن منگوانا پڑتا تھا۔

پر بٹیا آپ کیوں خود کو تھکا رہی ہیں ہم سب ملازمین کس لیے ہیں،،،، زینت بی نے پری کو چیزیں الٹ پلٹ کرتا دیکھ کر اسے روکنا چاہا۔

زینت بی خود کو تھکا نہیں رہی اس تھکن سے بچنا چاہ رہی ہوں جو مجھے جکڑے ہوئے ہے،،،، پری کچھ بھی کہے بغیر صرف سوچ کر ہی رہ گئی۔

\*\*\*\*\*

الذہرے یہ دونوں لڑکے صبح کے وقت پورا گھر سرپراٹھا کر رکھتے ہیں بیٹا زرا دیکھو علی کچھ ڈھونڈ رہا ہے سارا کمر اتلیٹ کر دیا پر مجال ہے جو مجھے یا اپنی بیوی کو آواز دے کر پوچھ لے،،، را حیلہ بیگم اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارتی کمرے سے باہر نکلیں۔

اچھامی میں دیکھتی ہوں،،، منال جو ناشتہ لگا رہی تھی ان کی بات سن کر کمرے میں چلی گئی۔ رافع میری ہیپ چاہیے تو مجھے بتا دو،،، آج کل منال اور علی میں بات بالکل بند تھی بات چیت کا ذریعہ صرف رافع تھا ان دونوں میں سے کسی کو بھی اپنی بات کہنی ہوتی تو رافع کا نام لے کر دوسرے کو بات پہنچاتے۔

رافع نو تھنکس ہمیں اپنا کام خود کرنا آتا ہے،،، علی نے منال کو دیکھتے بے رخی برتی۔

رافع یہ جو اتنی چیزیں پھیلا دیں ہیں اسے بھی پھر خود ہی صاف کرنا،،، در حقیقت منال کو اپنی اور علی کی شاپنگ کے لیے جانا تھا مگر علی اپنے وعدے کے مطابق ٹائم پہ پہنچا ہی نہیں جس کی وجہ سے منال اس سے ناراض تھی ابھی بھی علی کی بات پہ کلس کر بولی۔

رافع میری جان یہ لڑکیوں کے کام ہوتے ہیں سارا دن گھر میں رہ رہ کر لوگ موٹے

ہو گئے ہیں تھوڑا سا ویٹ ہی لوز کر لیں،،، منال تپے اور علی اسے اور ناپائے ایسا کیسے ہو سکتا تھا آخر وہ شوہر کے درجے پہ فائز تھا تو پھر اس میں کیسے یہ کوالٹی ناہوتی۔

ا م م م۔۔۔ پاپامیری ماما کو تنگ کرنا چھوڑ دیں نہیں تو میں ناراض ہو جاؤ گا،،، رافع نے اپنی ماں کو ناراض جاتے دیکھا تو منہ پھولاتے باپ سے شکوہ کیا۔

ماما کے چچے نہیں کہتا کچھ،،، رافع کے ایک دم سے پلٹنے پہ علی نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

علی میرے بچے زرا میری بات تو سننا،،، علی کو باہر آتا دیکھ راحیلہ بیگم نے آواز لگائی۔

جی امی۔۔۔۔۔ بیٹا کچھ اس بچی کا بھی خیال کر لیا کر بچاری سارا دن گھر کے کاموں میں لگی رہتی ہے زرا جو فرصت ملے اسے تو اس کا ہاتھ بٹانے کے بجائے لٹا اس کے لیے کام

بڑھا دیتا ہے،،، راحیلہ بیگم نے پیار پیار سے علی کی کلاس لے ڈالی۔ امی آئینہ خیال

رکھو گا،،، علی کو اس ٹائم منال کے بارے میں کچھ کہنا فضول لگا اس لیے بات کو ٹال

گیا۔

جاب جلدی کر اس بچی نے کب سے ناشتہ بنا کر رکھا ہے تیرے انتظار میں بھوکے بیٹھی

ہے،،، راحیلہ بیگم اپنے بیٹے سے کہتی تسبیح کی طرف مشغول ہو گئیں۔ جی۔۔۔،،، علی

صبر کے گھونٹ پی کر رہ گیا یعنی اس میں بھی اس کی غلطی ہے۔ رافع امی کی دوائی ختم ہو گئی ہے آج لازمی آئے گی،،، علی کو خاموشی سے ناشتہ کرتے دیکھ منال نے شرارت کی۔

رافع سن لیا ہے نا،،، اپنی بات کے رپلائی میں علی کی طرف سے خاموشی اسے ہضم نہیں ہوئی۔

پاپا ٹھیک سے سنانا۔۔۔ رافع میں ڈورا نہیں ہوں سن لیا ہے میں نے صبح صبح موڈ خراب ہو گیا پتا نہیں کس کی شکل دیکھی تھی اب سارا دن ہی ایسا گزرے گا،،، ماں کے ہاتھوں میٹھی سی عزت علی کے چودہ تبق روشن کر گئے جب سے منال اس گھر میں آئی تھی تب سے یہ ہی ہو رہا تھا علی کی زراسی بھی غلطی کو کوئی بھی نظر انداز کرنے کو تیار ہی نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ اس کی ماں بھی نہیں۔

رافع اگر اتنا ہی موڈ فریش کرنا تھا تو صبح صبح چھت پر چلے جاتے چہل قدمی کے لیے،،، منال نے علی کے فارغ وقت میں چھت پہ جانے والی عادت پہ چوٹ کی جس پہ علی صحیح سے بلبلا بھی ناسکا وجہ امی کا اندر آ جانا تھا۔

ہممم۔۔۔ امی اپ لوگ کچھ بھول نہیں رہے،،، علی نے منال کی بات کو فوراً چیلنج کیا۔

نہیں بیٹا تو کچھ بھول گیا ہے تو لے لے،، ماں نے علی کو تیار اس کی فائیلز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جسے وہ اکثر بھول جاتا تھا۔

ویسے اگر آپ لوگ چاہے تو مجھے وش کر سکتے ہیں،،، علی سب کو دیکھتا آہستہ سے بولا اسے اس بات کی کسی سے امند نہیں تھی کہہ وہ لوگ اس کا برتھ ڈے بھول جائیں گے۔

اونوو ووپا پا آج تو آپ کا برتھ ڈے ہے سوری،،، رافع سر پہ ہاتھ مارتا افسوس کا اظہار

کرنے لگا۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afzana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
ارے ہمیں تو یاد ہی نہیں تھا منال بچے تو بھی بھول گئی،،، راحیلہ بیگم کرسی سے اٹھتی اپنے لاڈلے کے گلے لگتیں۔

ارے میں بھی نا سے کیسے معلوم ہو گا علی کا برتھ ڈے،،، راحیلہ بیگم اپنی ہی بات کی نفی کرنے لگیں یہ جانے بغیر کہ منال وہ پہلی ہوتی تھی جو علی کو وش کرتی تھی چاہے علی کا رویہ اس کے ساتھ کتنا ہی روڈ کیوں نا ہو۔

اچھا امی میں چلتا ہوں،،، علی منال کی شکل دیکھتا اپنی فائیلز سمیٹنے لگا جس کے چہرے پہ

شرمندگی اور افسوس صاف نظر آرہا تھا -

اوهو وومہوش آپ کافی دنوں بعد نظر آئیں طبعیت وغیرہ تو ٹھیک ہے،، منال جو علی کے پیچھے بھاگتی ہوئی آئی تھی تاکہ اسے وش کر سکے پڑوسن کو دیکھ کر دروازے میں ہی روک گئی -

علی میں نے کہاں جانا میں تو یہی ہوتی ہوں مگر آپ نظر نہیں آتے،، مہوش نے کافی اداؤں سے اپنی بات مکمل کی -

جی جی میں کچھ بڑی تھا بس اس وجہ سے،، علی تو صرف منال کو دیکھانے کے لیے مسکرا کر بات کی تھی مگر سامنے والے کا ایسا سپونس دیکھ کر چھتا یا -

مہوش آپنی آپ کو پتا ہے آج میرے پاپا کا برتھ ڈے ہے،، منال کو دروازے میں کھڑا دیکھ رافع بھی اندر سے نکل آیا -

اچھا!۔۔۔ کنگریجو لیشن علی آپ نے بتایا ہی نہیں،، مہوش سنتے ساتھ ہی علی کے سامنے ہاتھ بڑھاتی اسے وش کرنے لگی جسے علی نے تھنکس کہتے صاف نظر انداز کر دیا - اس ویشنر کا کیا فائدہ جو بتا کر لی جائیں،، علی کا یہ جملہ منال کے لیے تھا جسے وہ باخوبی سمجھ

گئی تھی -

مہوش میرے خیال سے تم کچھ لینے آئی تھیں،، منال کی جب برداشت جواب دے  
گئی تو اسے اپنی موجودگی کا دونوں کو احساس دلانا پڑا۔

ہاں منال میں تو بھول ہی گئی پتی ملے گی تھوڑی سی،، مہوش نے اپنے آنے کی وجہ  
بتائی -

کریا نے یہ ختم ہو گئی ہے کیا،، منال نے میٹھا سا طنز کیا -

بس وہ میرا۔۔۔ اس سے پہلے کے یہ مجھے غصے میں باہر نکال دے مجھے خود ہی چلے جانا  
چاہیے،، علی نے باہر نکلتے منال کی بات سنتے دل میں سوچا اور مسکرا دیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

گوڈ مارنگ مام اینڈ ڈیڈ۔۔۔ جلدی سے کچھ دیں قسم سے بہت بھوک لگی ہے،، فرغام  
بڑے فریش انداز میں گنگنا تا ڈائینگ روم میں داخل ہوا۔

آپ لوگ مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہیں آپ لوگوں کا اکلوتا فرزند ہوں بھول گئے  
ہیں کیا،، ماں باپ کا اسے اس طرح حیرت سے دیکھنا سے اندر ہی اندر ملال سے دوچار

کر گیا -

پیٹا آپ آج اتنا صبح وہ بھیسپی،،، ہاروں ملک فرغام کو بغیر نشے میں دیکھ کر کہتے کہتے  
روک گئے -

کیا ہو گیا ہے ڈیڈ آپ لوگوں کو میں یونی کے لیے تو صبح ہی اٹھتا تھا آج پہلی بار تھوڑی اٹھا  
ہوں،،، فرغام اپنے ڈیڈ کی ادھوری بات کا مطلب سمجھتا شر مندگی سے آنکھیں پھیرتا  
ٹیبیل پہ پڑے خالی برتن سامنے رکھنے لگا جیسے کچھ ڈالنا ہو -

پلیز مم جلدی سے کچھ دی دیں نہیں تو میں آپ کے ہی کا بربیک فاسٹ  
کھا جاؤ گا،،، جب فرغام کو کچھ ڈالنے کے لیے ناملا تو خالی پلیٹ میں چمچا بجانا شور مچانے  
لگا -

میں ابھی لائی میری جان،،، فاخرہ بیگم کی خوشی کی انتہا نہ تھی اتنے دنوں بعد اپنے  
لاڈلے کے منہ سے مم سن کر -

مجھے تم سے کچھ بات کرنی تھی،،، کچھ دیر بعد ڈائینگ ٹیبیل پہ ہاروں ملک کی آواز گونجی -  
بات تو مجھے بھی کرنی ہے اور پہلے آپ کو میری بات سننی ہوگی،،، فرغام بات بے بات

پہ مسکراتا اپنے آپ کو اپنے ماں باپ کے سامنے کمپوز کر رہا تھا۔

بر خردار پہلے آپ ہی بولیں ہم بے چارے ماں باپ خاموشی سے تمہاری سننے کے لیے ہی تو رہ گئے ہیں،،، بیٹے کا خوشگوار موڈ ہارون ملک کو گزری ہوئی باتوں پر آفرین ڈالنے پر مجبور کر گیا۔

بیٹا آپ کو کیا بات کرنی تھی اپنے ڈیڈ سے،،، بیٹے کی خاموشی فاخرہ ملک کو پریشان کر گئی کہیں وہ اپنے ڈیڈ کی بات سے ناراض تو نہیں ہو گیا۔

ڈیڈ مجھے اپنا حصہ چاہیے،،، فرغام نے بڑے سکون سے ان دونوں میاں بیوی کے سر پر ہم پھوڑا۔

تم اس سے زیادہ فضول بات نہیں کر سکتے تھے میرے کون سے دس بچے ہیں جو میں حصے بانٹتا پھروں یہ سب تمہارا ہی تو ہے،،، ہارون ملک کا ایک دم سے بی پی شارٹ ہوا ہاتھ میں پکڑا نیوز پیپر غصے سے ٹیبل پہ پٹخا۔

ہا ہا ڈیڈ آپ نے کوشش ہی نہیں کی کرتے تو شاید میرا بھی کوئی بہن بھائی۔۔۔،،، فرغام شرارت سے کہتا ہارون ملک کو ہنسنے پہ مجبور کر گیا۔

شرارتی۔۔۔ حصہ کیوں چاہیے تمہیں،،، ہارون ملک بیٹے کے سر پر ایک چیپ لگاتے پوچھنے لگے -

آپ جانتے ہیں نے میرے فرینڈز نے مل کر ایک نیا کاروبار سٹاٹ کیا ہے بس میں اس میں اپنا سارا حصہ انویسٹ کرنا چاہتا ہوں،،، فرغام نے اپنا پلین بتایا۔

تم جتنا چاہے انویسٹ کر سکتے ہو میں تمہیں روکو گا نہیں،،، ہارون ملک نے بیٹے کو تسلی دی -

نہیں ڈیڈ اس ساری جائیداد پہ میرے سے زیادہ آپ اور مم کا حق ہے اس لیے میں نہیں چاہتا کہ میں آپ کا پیسہ ڈبوؤں اس لیے اپنا حصہ مانگ رہا ہوں،،، فرغام ہارون ملک اور فاخرہ ہارون کے ہاتھ کو جوڑتا اس پہ بوسہ دیتے ہوئے بولا۔

فرغام کو اپنے ماں باپ سے پیار تو شروع سے تھا پر اپنی چھلی حرکتوں پہ جو وہ نظر ڈالتا تو اسے اپنے ماں باپ کا درجہ اپنے دل میں بہت بلند لگتا -

باپ وہ جو اپنے بیٹے کو نشے کی حالت میں اپنے کمزور کندھوں پہ اٹھاتا گھراتا اور اسے بے عزت کرنے کے بجائے اپنے رب کے سامنے اس کے گناہ پہ

رورو کر معافی مانگتا اور ماں وہ تو اپنے بیٹے کی خاطر اس قصور کی سزا بھگتنے کے لیے بھی تیار ہو گئی تھی جو نامعلوم اس نے کیا بھی تھا یا وہ صرف ایک غلط فہمی تھی۔

جیسا میرا ڈلا چاہتا ہے ویسا ہی ہو گا خوش،،، ہارون ملک کی خوشی کے مارے آنکھیں چھلک پڑی جبکہ فاخرہ ہارون تو مسلسل رورو ہی تھیں -

ہممم اب آپ بتائیں کیا کہنا تھا آپ کو مجھ سے،،، فرغام نے اپنے ماں باپ کا چہرہ صاف کیا بہت رولا چکا تھا وہ اپنے پیچھے ان دونوں کو اب اور نہیں -

اکبر شاہ کا فون آیا تھا مجھے وہ کافی ٹائم سے مجھ سے ملنا چاہ رہے ہیں پر میں ہر بار انہیں ٹال رہا تھا سوچ رہا ہوں ان سے مل لوں تمہارا کیا خیال ہے،،، ہارون ملک نے اپنا لہجہ سرسری رکھا۔

اکبر شاہ۔۔۔ میں کیا انہیں جانتا ہوں؟ آخر یہ کون شخصیت ہیں جو میرے ڈیڈ سے ملنے کو اتنے بے تاب ہیں،،، فرغام نے اپنے زہن پہ زور ڈال کر یاد کرنے کی کوشش کی۔  
حورین کے تایا۔۔۔ اسے اپنے ساتھ گاؤں لے کر جانا چاہتے ہیں،،، فاخرہ ہارون کی آنکھوں کا اشارہ نظر انداز کرتے ہارون ملک نے آہستہ سے کہا

- اس میں کون سی بڑی بات ہے آپ مل لیں ان سے میرے خیال سے آپ کو ان سے بہت پہلے مل لینا چاہیے تھا،، فرغام کے چہرے پر حورین کا نام لیے جانے پر کوئی ریکشن نظر نہ آیا -

پر بیٹا تم تو حورین سے۔۔۔ پیار کرتا تھا نایہ ہی کہنا چاہتی ہیں نا آپ،، فرغام نے اپنی ماں کی بات کاٹتے مسکرا کر کہا۔ مسکرائٹ بھی وہ جو درد سے خالی نا تھی۔ کرتے تھے سے کیا مراد ہے تمہارا،، ہارون ملک نے فرغام کے لفظوں کو پکڑا۔ ہم دم ڈیڈ ہم کبھی ایک دوسرے سے پیار کرتے ہی نہیں تھے وہ صرف ایک اٹریکشن تھا جو اس کے جانے سے ختم ہو گیا،، فاخرہ بیگم کو اپنے بیٹے کی بات سن کر دکھ ہوا جس کی آنکھیں صاف اس کے جھوٹ کی چغلی کھا رہیں تھیں۔

اگر وہ ان کے ساتھ چلی گئی تو تم اس سے کبھی مل نہیں پاؤ گے،، ایک ٹائم تھا جب فاخرہ ہارون سو جتن کرتی تھیں حورین اور فرغام کو الگ کرنے کے مگر آج ہارون ملک کی بات پہ دھلتی اپنے دل میں ان کی بات کے کبھی پورا نا ہونے کی دعا کرنے لگیں۔

میں اس سے کبھی ملنا ہی نہیں چاہتا بہت آگے نکل آیا ہوں میں واپس نہیں پلٹ سکتا،، فرغام جو ہارون ملک کی بات پہ اپنی جگہ جم گیا تھا اپنے اٹل ارادوں کا پتہ دیتا

آفس کے لیے نکل گیا جہاں اس کے دوستوں کو اس کی ضرورت تھی -

\*\*\*\*\*

یہ سب آپ اپنے کواٹر میں لے جاؤ،،، پریشے جو کافی دیر سے کچن میں لگی کھانا بنا رہی تھی فارغ ہوتی ملازمہ سے کہنے لگی۔

پر بی بی جی صاحب نے تو ابھی کچھ کھایا ہی نہیں پہلے وہ۔۔۔ میں نے یہ سب تمہارے صاحب کے لیے نہیں بلکہ تم سب کے لیے بنایا ہے،،، پریشے نے ملازمہ کی بات کاٹتے

غصے سے کہا - NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

معافی بی بی سائیں ہم یہ نہیں کھا سکتے،،، تمام ملازم پریشے اور شاہ میر کے بیچ کی تلخیوں سے آگاہ تھے اس لیے ملازمہ نے دو ٹوک انکار کرتے خود کو ان کے معاملے سے دور کیا۔

ہممم تو تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ پہلے تمہارے صاحب یہ کھائیں گے اور اس کے بعد ان کا بچا تم لوگ،،، پریشے نے انگلی سے ٹیبل کی طرف اشارہ کیا جہاں اس کی بنائی ہوئی ڈیشنر رکھی تھیں۔

ارے بی بی جی یہ کیا کر رہی ہیں آپ اتنا سارا نمک وہ بھی بیٹھے میں صاحب کو تو گا جڑ کا  
 حلوہ بہت پسند ہے،،، پریشے نے غصے میں اپنی ہی محنت پہ پانی پھیرا۔  
 تمہارے صاحب کے اندر کی کڑوائٹ کو یہ کڑوائٹ ہی دور کر سکتی ہے مٹھاس  
 نہیں،،، پریشے غصے میں چمچا پٹختی کچن سے چلی گئی۔

\*\*\*\*\*

کیا بات ہے زینت بی آپ اس طرح۔۔۔ صاحب جی وہ یہ کھانا،،، ملازمہ کی بات سنتی  
 زینت بی جلدی سے ڈرائینگ روم میں آئیں تاکہ شاہ میر کے آنے سے پہلے حلوے کی  
 ڈش کو سائیڈ پہ کر لے مگر اس وقت تک دیر ہو چکی تھی وہ شاہ میر کو دیکھتی دروازے  
 کے بیچ میں رک گئیں۔

میں شاہ کو خود سر و کروں گی زینت بی آپ جائیں،،، شاہ میر کا اپنے ملازموں پہ بھروسہ  
 غلط نہیں تھا واقعی وہ اپنے سردار کے لیے اپنی جان بھی داؤ پہ لگا سکتے تھے۔

یہ آج پری کو کیا ہوا ہے کچھ عجیب نہیں لگ رہی،،، شاہ میر پریشے کے انداز دیکھتا خوشی  
 سے زیادہ حیران تھا کہاں سیدھے منہ بات کرنا گوارہ نا تھا اور اب کھانا سرو کرنا -

کیا کھائیں گے پہلے میٹھا یا کڑوا،، پریشے اپنی شیطانی سوچ پہ خود ہی مسکرائی۔ آپ کے ہاتھ کا بنا ہوا تو زہر بھی شہد سمجھ کر کھالیں،، شاہ میر زینت بی کی ہچکچاہٹ کو نظر انداز کر گیا جو شاہ میر سے کچھ کہنا چاہ رہی تھیں -

بہت کو نفیڈنٹ ہونا خود کو لے کر اب اس زہر کو کھا کر دیکھاؤ،، پریشے نے جان کے پہلے میٹھا سرو کیا حلاں کہ یہ سب سے آخر میں سرو کی جانے والی ڈش ہوتی ہے۔

کیا ہوا اچھا نہیں بنا،، شاہ میر نے ابھی پہلا ہی چمچ منہ میں رکھا تھا کہ اسے ایسا لگا جیسے اس نے نمک سے لتھڑے کر لیے کھالیے ہوں -

نہیں ایسی بات نہیں ہے بہت مزے کا ہے،، شاہ میر کو لوگوں کے نقاب کے پیچھے چھپے چہرے پڑھنے کا فن حاصل تھا پری کے چہرے کی مسکرائٹ کیسے نا جان پاتا -

پر صاحب جی۔۔۔ زینت بی کھانے دیں نا انھیں اگر انھیں اتنا ہی مزے کا لگ رہا ہے تو،، زینت بی شاہ میر کے چہرے کے تاثرات سے اس کی اندرونی کیفیت کو سمجھ گئیں مگر پری نے ان کی بات پوری نا ہونے دی۔

اور لیں نا،، شاہ میر کو بے بس دیکھ کر پریشے کو اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا

اووو۔۔ تو تم مجھے ازما رہی ہو چلو تمہیں دیکھاتے ہیں اپنی برداشت،، اللہ اللہ کر کے  
باؤل میں نکلا حلوا ختم ہوا تھا کہ پریشے کو دوبارہ حلوے کی پیش کش کرتا دیکھ شاہ میر  
سمجھ گیا کہ وہ اس سے اپنے ناروا سلوک کا بدلہ لے رہی ہے۔

آہمممم۔۔ صاحب جی یہ بریانی،،، شاہ میر کو دوبارہ حلوے کی طرف ہاتھ بڑھاتے  
دیکھ زینت بی نے بریانی آگے بڑھائی۔

نہیں زینت بی میں آج حلوے سے ہی پیٹ بھر و گا یہ بریانی آپ لوگ کھالیں،، شاہ  
میر نے انھیں پیار سے ٹالتے حلوے کا باؤل اپنے سامنے رکھ لیا اور تب تک اس سے  
ہاتھ نارو کا جب تک وہ پورا ختم نا ہو گیا جبکہ پری ساکت بیٹھی شاہ میر کی برداشت دیکھتی  
رہی جو بہت مگن سے نا صرف حلواہ کھا رہا تھا بلکہ ساتھ ساتھ اس کی تعریف بھی  
کر رہا تھا۔

تھنکس مجھے اپنا سمجھ کر میرے لیے اتنا تکلف کیا تم نے،، شاہ میر اس چھوٹے سے  
امتحان میں پاس ہونے پہ مسکراتا اپنے روم کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن پری مسکرا بھی نا سکی  
اور ٹیبل سے خالی پیٹ اٹھ گئی۔

آج پہلی بار شاہ میر نے اسے اپنے ساتھ کھانے کی آفر نا کی صرف اس ڈر سے کہ

دوسری ڈیشنر میں بھی کچھ ملا ہوا ناہو ورنہ روز وہ پریشے کی پلیٹ میں کھانے کو کچھ نا کچھ  
ڈالتار ہتا جب تک خود کھانے سے فارغ ناہو جاتا۔۔۔

\*\*\*\*\*

فرصت مل گئی گھر آنے کی اب بھی آنے کی کیا ضرورت تھی آپ کو صبح اجاتے،،، علی  
کی حیرت کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر ختم نہیں ہوئی تھی واشر روم سے نکلتے منال کے ملے  
نے اور بڑھادی -

مجھے کیا پتا تھا کہ جنہوں نے وش کرنا گوارہ نہیں کیا وہ سر پر ائز پلین کر کے بیٹھے  
ہیں،،، علی نے ٹیبل پہ پھولوں کے بیچ سجے ہاٹ شیپ کیک کو دیکھا جس پہ علی کا نام  
بہت پیار سے لکھوایا گیا تھا۔

ویسے اس احسان کی کیا ضرورت تھی،،، علی منال کے سجے نقوش کو آنکھوں میں قید  
کرنے لگا -

بالکل ٹھیک کہا میں نے ناحق احسان کیا ہے کیا ضرورت تھی مجھے یہ سب کرنے کی مجھے  
آپ کے لیے کچھ سپیشل کرنا ہی نہیں چاہیے تھا کیونکہ اس کا مجھے حق ہی کہاں دیا ہے

آپ نے،،، علی کوئی موقع نہیں چھوڑتا تھا منال کو دکھی کرنے کا کیا کرتا سے یقین ہی نہیں آتا تھا اس کی محبت پر -

منال پاگل ہو گئی ہو یہ کیا کر رہی ہو رافع اور امی کو اٹھاؤ گی کیا،،، منال کے چیزیں پھینکنے پر علی اس کے ہاتھ پکڑتا سے روکنے لگا۔ دیکھ نہیں رہے تم تم پہ کیا احسان مٹا رہی ہوں،،، منال علی کے ہاتھ کو چھڑکتی ساری سجاوٹ ضائع کرنے لگی -

چھوڑو اسے تمہارا ہاتھ زخمی ہو گیا ہے،،، علی نے منال کے ہاتھ میں جبے پھولوں کے کانٹوں کو نرمی سے نکالا جہاں نئی سی خون کی بوندیں ابھر رہی تھیں۔

تمہیں میرا زخمی ہاتھ تو نظر آرہا ہے زخمی روح کیوں نہیں دیکھتی،،، منال علی کو دیکھتی بھرائی آواز میں بولی جو اس کا ہاتھ تھا مے اس میں سے کانٹے چن رہا تھا۔ روز اپنے اندر ایک نئی امید جگاتی ہوں تم تک بڑھنے کی پر تم روزا سے توڑ دیتے ہو،،، آج پہلی بار منال نے علی کو اپنے سوالوں کے کٹھرے میں کھڑا کیا تھا۔ پر اب اور نہیں۔۔۔ تمہارا بہت بڑا احسان ہے مجھ پر جب اس پوری دنیا میں مجھ جیسی کو کوئی اپنے گھر پناہ دینے کے لیے راضی نہیں تھا اس وقت تم نے مجھے نام اور عزت دی میں تمہیں اب اور زیر بار نہیں کرنا چاہتی،،، اپنی باتوں کے جواب میں علی کی خاموشی پہ کڑتی منال غصے میں

بولتی الماری کی طرف بڑھی۔

تو تم جارہی ہو،،، علی نے بولا بھی تو کیا اس سے اچھا وہ خاموش ہی رہتا کم از کم منال کے آنسوؤں کی شدت تو نابڑھتی -

تم یہ ہی تو چاہتے تھے نا اس لیے ہر روز پہاڑے کی طرح مجھے یاد کرواتے تھے کہ میں نے ایک دن یہاں سے چلے جانا ہے تو لو اب جارہی ہوں اور تمہارے روکنے سے روکوں گی نہیں،،، منال علی کو اس کے رویوں کو یاد دلانے لگی ساتھ ساتھ جو ہاتھ میں کپڑا آیا اسے بنا دیکھے بیگ میں ڈالے جارہی تھی۔

ارے نہیں یار میں کیوں روکو گا میں تو بس کنفرم کر رہا تھا،،، علی شرارت سے کہتا خود سے بڑھکر اسے کپڑے پکڑانے لگا۔

ارے ارے ظالم۔۔۔ بہت بُرے ہو تم علی آئی ہیٹ یو آئی ہیٹ یو،،، منال کو علی سے ایسی امید نہیں تھی ہاتھ میں پکڑی قمیض سے علی کو مارنے لگی۔

اہا۔۔۔ بس اتنی ہی جان تھی تم میں،،، منال علی کو مارتے مارتے خود ہی اس سے لپٹ کر رونے لگی۔

کیا کچھ نہیں سوچا تھا اس نے آج کے حوالے سے مگر علی نے سب برباد کر دیا۔ لڑکی کچھ تو شرم کرو شوہر ہوں تمہارا ابو ایفرینڈ نہیں جسے ڈیٹ پہ لیٹ آنے پر مار رہی تھیں،، منال کو مسلسل روتا دیکھ علی نے چھڑا۔

چھوڑے مجھے جانے دیں،، کچھ دیر بعد منال خود کو کمپوز کرتی اپنے گرد علی کے بازوؤں کے گھیرے کو توڑنے لگی۔

کہاں جاؤ گی مجھے چھوڑ کے،، علی نے منال کو خود سے اتنا قریب کیا کہ دونوں باسانی ایک دوسرے کی دھڑکنوں کو سن رہے تھے۔

اللہ کی زمین بہت بڑی ہے رہ لوں گی کہیں۔ نہیں تو کسی دار و لاماااا۔۔۔ ہششش جس دن میری سانسیں تھم جائیں گی اس دن ایسی جگہ میں رہنے کا شوق پورا کر لیے،، علی نے منال کے باقی کے لفظ پیار بھری جسارت کرتے اس کے ہونٹوں سے چرا لیے۔

تم نے ایک بار پوچھا تھا نا اس میں کیا ہے اور میں نے کہا تھا میری زندگی بھر کی کمائی،، علی گوگلو سے تکتی منال کو اپنی بانہوں میں بھرتا الماری میں بنے اپنے لا کر کے پاس لایا۔

آؤ میں تمہیں آج وہ کمائی دیکھاؤ،، کہتے ساتھ ہی علی نے بوکس کو کھول دیا۔  
 علی۔۔۔ یہ سب،، اپنی پرانی چیزوں کو دیکھ کر منال کی حیرت کسی طور کم ہی نہیں  
 ہو رہی تھی۔

تمہیں تب سے چاہا ہے جب سے چاہت کا صحیح مطلب بھی نہیں معلوم تھا،، علی نے  
 منال کے آنسوؤں سے بھیسے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس پر اپنی  
 محبت کے ان گنت پھول کھلا دیے۔

یہ تمہاری چوڑی۔۔۔ تم نے پارٹی میں پہنی تھی یاد ہے تمہیں میں نے تم سے ساری  
 چوڑیاں دیکھنے کے لیے اتروائیں تھیں یہ دو ان میں سے میں نے اپنے پاس رکھ لیں  
 تھیں،، علی اپنی پرانی یادوں میں کھوتے منال کو ایک ایک چیز کا بتاتا گیا کہ اس نے یہ  
 کب اور کیسے اس سے لی تھی۔

یہ برسلیٹ یہ تو یونی کا ہے نا،، منال کو یاد آیا کہ کیسے اس نے سب کو خوار کروایا تھا اپنے  
 اس برسلیٹ کے پیچھے کیونکہ یہ اس کے بابا کا دیا گفٹ تھا مگر جب علی کو پتا چلا تو وہ کافی  
 دن تک شرمندہ رہا تھا کہ جب برسلیٹ اسے گھاس پہ گرا نظر آ گیا تھا تو وہ اس نے  
 منال کو کیوں نہیں دیا۔

ہاں میں جب بھی اداس ہوتا تو اسے دیکھ کر اپنے اکیلے پن کو دور کرتا تھا پر جب سے تم  
 ائی ہو تم نے اس بچارے کا حق بھی چھین لیا ہے،،، علی نے منال کے گال پہ چٹکی کاٹتے  
 اسے پیار سے کہا۔

جب تم مجھ سے اتنی محبت کرتے ہو تو کیوں چاہتے ہو کہ میں چلی جاؤ الگ ہو جاؤ تم  
 سے،،، منال علی کے پچھلے دنوں کے رویے سے اب بھی پریشان تھی اس لیے پوچھے  
 بنا نارہ پائی۔ جسے راتوں کو اپنی عبادتوں میں مانگا ہے اسے کیسے چھوڑتا۔۔۔ نہیں منال  
 میں کبھی تمہیں چھوڑ ہی نہیں پاتا،،، علی منال کو خود میں بھیجتا اس سوچ کے آتے ہی  
 لرز گیا۔

تو پھر کیوں مجھے خود سے الگ کیا ہوا ہے،،، منال علی کی نم آنکھوں پہ اپنے لب رکھتی  
 ان آنسوؤں کے درد کو اپنے اندر اتارنے لگی۔

ایک ڈر ہے جو مجھے تم تک بڑھنے ہی نہیں دیتا،،، علی بستر پہ بیٹھتا خود کو پر سکون کرنے  
 لگا۔ کیسا ڈر علی،،، منال کو جستجو تھی کہ آخر ایسی کیا بات ہے جو علی اس سے محبت کرنے  
 کے باوجود اب تک خاموش تھا۔

تمہاری امیدوں پہ پورا نانا ترنے کا ڈر چاچو کی طرح اکیلے رہ جانے کا ڈر۔۔۔۔۔ جانتی ہو

میرے چاچونے بھی محبت کی شادی کی تھی جو اتنی بری طرح ناکام ہوئی کہ چاچونے موت کو گلے لگا لیا،، اپنی اندر کی گھٹن سے گھبراتے علی نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنا شروع کر دے۔ ہر لڑکی ایک جیسی نہیں ہوتی تم امی کو دیکھ لو انہوں نے کیسے گزارہ کیا ہے ابو کے ساتھ فاخرہ آنٹی حورین یہ سب بھی تو محبت کے مسافر ہیں اور میں۔۔۔ کیا تم اتنے ٹائم میں مجھے اتنا بھی سمجھ نہیں پائے،، منال رافع کے فادر کی موت سے بے خبر نہیں تھی مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ محبت کے سفر میں ناکام رہ گئے تھے۔

سمجھ گیا ہو تمہیں مان گیا ہوں تمہاری ذات کو واقعی تم الگ ہو سب میں،، منال کا علی کے مشکل وقت میں اسکا ساتھ دینا علی کو سمجھانے کے لیے کافی تھا کہ وہ حالات سے ڈر کر راستہ بدلنے والوں میں سے نہیں۔

الگ کیا مطلب میں سمجھی نہیں،، منال نا سمجھی سے بولی۔ ہاں بھی الگ ہی تو ہو کہاں ابھی گھر بار چھوڑ کے جا رہی تھیں اور کہاں میرے ساتھ جڑی محبت بگھار رہی ہوں،، علی شرارت سے کہتا ایک دم سے بستر سے بھاگ کھڑا ہوا۔

علیسی۔۔۔ آئی ویل کل یووو تم میری محبت کا مزاق اڑا رہے ہو،، چھوٹا سا کمر اہونے کی وجہ سے علی منال کے ہتھے جلد ہی چڑ گیا۔

ہاہا نہیں میں تمہاری محبت کو سمجھ رہا ہوں،،، علی نے فوراً سے بات پلٹی۔ اتنی دیر میں کیوں آئے جانتے ہو امی اور رافع انتظار کر کے سو گئے،،، منال آج فل تفتیش کے موڈ میں تھی -

تمہارے لیے یہ لینے گیا تھا،،، علی نے جیب میں سے ایک لفافہ نکال کے منال کی طرف بڑھایا۔ کیا ہے اس میں،،، منال لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔  
خود دیکھ لو،،، علی نے مسکرا کر انہیں پر اکتفا کیا۔

یہ تو پاپا کے اومائی گوڈ پاپا کی بیل کے سپر ز،،، منال پڑھتے ساتھ ہی خوشی کے مارے چیخ پڑی -

جی ہاں میں اس کی وجہ سے تو اتنا لیٹ ہو جاتا تھا مگر تم ان بیویوں میں سے کہاں ہو جو شوہر کی پریشانی کو سمجھ جائے آتے ساتھ ہی شروع ہو گئیں،،، علی نے منال کو احساس دلانے کی کوشش کی کہ کیسے وہ راحیلہ بیگم سے علی کی شکایت لگا دیتی تھی یا پھر ناراضگی میں بھوکے سو جاتی تو علی بھی تھوڑا سا ہی کھا پاتا۔ اوو علی تھینک یوو تم بہت اچھے ہو،،، منال علی سے لپٹتی خوشی سے باولی ہو رہی تھی۔

اچھا یہ بتاؤ مجھے صبح ویش کیوں نہیں کیا میں باہر ویٹ کرتا رہا کہ تم آؤ گی پر تمہم،،، صبح کا حوالہ دیتے علی نے منہ بنایا -

وہ کیا ہے نامیں سب کے سامنے وش نہیں کر سکتی تھی،،، منال مزے سے مسکراتے ہوئے بولی۔

تھوڑی دیر پہلے تو اسے لگ رہا تھا کہ سب ختم ہو گیا ہے مگر اب سب کچھ ٹھیک ہوتا دیکھ پر سکون ہو گئی تھی -

کیوں ہار پہناتے تھے کیا تم نے جو اہم -،،، اس سے پہلے کہ علی کچھ بولتا منال نے اسے کس کرتے وش کیا۔

اب یہ سب تو میں اپنے روم میں ہی کر سکتی ہونا،،، منال کہتے ساتھ ہی علی سے دور ہونے کے پر تو لنے لگی مگر علی اس پہ امداد نہ ہوا۔

میں اتنی آسانی سے تو تمہاری وش ایکسیپٹ نہیں کروں گا،،، علی مدہوش سرگوشی میں بولتا اپنے اور منال کے درمیان کی دوریاں مٹاتا گیا۔

\*\*\*\*\*

کیا مصیبت ہے مجھے نیند کیوں نہیں آرہی،،، رات کی بارہ کاٹا تم ہو رہا تھا پر نیند پرری کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

شاہ نے کیسے کھا لیا سارا حلواہ اس میں تو اتنا نمک تھا،،، پریشے جب سے اپنے کمرے میں آئی تھی بار بار ایک ہی بات سوچے ارہی تھی -

نمک ہی کھایا ہے زہر تھوڑی کھایا ہے جو مجھے اتنی بے چینی ہو رہی ہے،،، پریشے کبیل ایک سائیڈ پر کرتی اٹھ کر ٹھلنے لگی تاکہ اس کی بے چینی کچھ کم ہو -

مجھے ضرورت کیا تھی ایسی الٹی سیدھی حرکت کرنے کی اگر اسے کچھ ہو گیا تو،،، حالات نے اسے تلخ ضرور بنا دیا تھا پر ابھی بھی تھی وہ ایک نرم دل لڑکی ہی اب اپنے کیے پر پچھتا رہی تھی۔

بہت ڈھیٹ ہے مرے گا نہیں ویسے بھی میں نے اسے تھوڑی کہا تھا کہ سارا حلواہ کھا جائے اپنی مرضی سے کھا رہا تھا وہ،،، پریشے کا خیال تھا کہ شاہ میرا ایک دونو والے کھا کر اسے چھوڑ دے گا اسی سوچ میں اس نے یہ شرارت کی تھی۔ کتنی سنگدل ہو گئی ہونا میں ایسی تو نہیں۔۔۔

بی بی جی دروازہ کھولیں،،، دروازے کی دستک نے اسے ڈرا دیا۔ کیا بات ہے اس طرح دروازہ کیوں پیٹ رہی ہو کوئی آفت آگئی ہے کیا،،، پری دروازہ کھولتی غصے سے ملازمہ پہ چیخی۔

آئی نہیں بی بی جی آجائے گی اگر صاحب جی کو کچھ ہوا تو،،، ملازمہ بنا ڈرے اپنی ہی کہے گئی۔

کیا مطلب کیا ہوا ہے شاہ کو،،، پریشے کا دماغ ایک دم سے شاہ میر کی طرف گیا۔ بی بی جی آپ نے جو نمک والا حلوہ کھلایا تھا نا اس کی وجہ سے صاحب جی کی طبیعت بوت خراب ہو گئی ہے زینت بی انھیں دودھ دینے گئیں تو وہ ہاتھ روم میں بے حوش پڑے تھے گاڈ اور ڈرائیور انھیں ہسپتال لے کر گئیں ہیں،،، ملازمہ پریشے کو اس کا کارنامہ یاد دلاتی اسے شاہ میر کی طبیعت کا بتانے لگی۔

دعا کریں بی بی جی کہ ان کو کچھ نا ہو نہیں تو حویلی والے آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے آپ نہیں جانتی حویلی والوں کو یہ اپنی بیٹیوں کو تو بغیر قصور کے مار دیتے ہیں پر اپنے بیٹوں کے خون کا بدلا سات نسلوں سے لیتے ہیں،،، ملازمہ جیسے آندھی طوفان کی طرح آئی تھی اسی طرح اچانک چلی بھی گئی مگر جاتے جاتے پریشے کی روح فنا کر گئی۔

یا اللہ! میں نے کیا کر دیا اگر شاہ کو کچھ ہو گیا تو۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

صبح کا سورج علی اور منال کے لیے خوشیوں کی روشنی لے کر طلوع ہوا تھا سورج کی پاکیزہ کرنیں ان پر پڑتی انھیں زندگی کا احساس دلار ہی تھیں۔۔۔۔۔

گوڈ مورنگ،، منال کی آنکھ فجر کی اذان سے کھل گئی تھی منال نماز اور قرآن کی تلاوت سے فارغ ہوتی علی کو اٹھانے لگی جو خوابِ خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا شادی کے بعد منال میں ایک واضح تبدیلی آئی تھی اور وہ تھی نماز کی پابندی۔ جس کی سب سے بڑی وجہ علی کے گھر کا ماحول تھا یہاں علی اور زکیہ بیگم کے علاوہ رافع بھی آزان سنتے ساتھ ہی نماز کا شروع مچانے لگ جاتا۔

ہممم مورنگ،، علی نے بنا آنکھیں کھولے جواب دیا۔ علی اٹھ جائیں اور کتنا سوئیں گے،، ایک دو منٹ بعد بھی جب علی نا اٹھا تو مجبوراً منال کو اسے جھنجھوڑنا پڑا۔ ہممم سونے دو نایار عرصہ ہوا چھی نیند لیے،، علی کا اٹھنے کا کوئی پروگرام نہیں تھا اس لیے کبیل خود پر لپٹنے لگا جو منال نے اس کے اوپر سے کھینچ دیا تھا۔ اچھا جی آپ سوئیں میں تو

چلی،،، علی کے پروگرام کو دیکھتے منال خود ہی اٹھ گئی تاکہ ناشتے کا بندوبست کر سکے۔

کہاں ننن۔۔۔ تم کہاں چل دی ادھر ہی بیٹھو آرام سے جب تک میں اٹھ نہیں جاتا،،، منال کو اپنے پاس سے اٹھتا دیکھ علی نے منال کا ہاتھ کھینچتے اسے اپنے پہلو میں گرایا۔ اوففف۔۔۔ علی آپ اٹھے ہوئے تو ہیں اور کتنا سوئے گے بس اب اٹھ جائیں،،، علی کے بازؤں کے گھیرے میں دبی منال اس کے بالوں میں اپنی انگلیوں سے سر سرانٹ کرنے لگی۔

پہلے پریشانی سے نیند نہیں آتی تھی اب خوشی کے مارے نیند نہیں آتی جو تھوڑی بہت آتی ہے وہ تم باتیں کر کے اڑا دیتی ہو،،، منال کی گردن میں روشنی کی چمک کی وجہ سے اپنا منہ چھپاتے علی نے منال کو خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔

آپ رات کو جلدی سویا کریں نانا کہ جلدی اٹھ سکیں انسان کے لیے بھرپور نیند بہت ضروری ہوتی ہے،،، کچھ سیکنڈ ہی گزرے ہوں گے کہ منال نے فاصلہ کرتے ہوئے دوبارہ سے علی کو اٹھایا کیونکہ باہر سے زکیہ بیگم کی آواز ان کے اٹھ جانے کا پتادے رہی تھی۔

آہہ رات کا تو پوچھو ہی مت بہت چھوٹی نہیں ہوتی جا رہیں،،، علی کا اب لیٹنا فضول لگا

وجہ منال کا اس سے فاصلے پہ ہو جانا تھا۔

علیسی۔۔۔ بہت بے شرم ہیں آپ،،، علی اپنی بات کہتا منال پہ جھکا جسے منال نے ایک دم سے پیچھے کیا نہیں تو منال نے بستر سے نیچے ہونا تھا۔

ہاہا ہا ہا میں نے کیا کہا ہے میں تو بس پوچھ رہا ہوں کہ راتیں بہت چھوٹی ہو گئی ہیں،،، منال کی تیزی دیکھ کر علی ہنستا ہوا اسے رات کے حوالے سے چھیڑنے لگا۔ مجھے آپ کی کوئی فضول بات نہیں سننی میں باہر جا رہی ہوں امی اٹھ گئی ہوں گی آپ اپنی نیندیں پوری کریں،،، منال اپنے سامنے کھڑے علی کو بستر پہ دھکا دیتی ہوئی بولی مگر علی کا لمبا چوڑا جسم اس کے دھکے سے ٹھس سے مس نا ہوا۔ ہاہا ہا ہا یہ نیند بھی بے وفا ہے تمہارے بغیر پوری نہیں ہو رہی،،، علی نے جاتی ہوئی منال کا ہاتھ پکڑا ہوا اس لیے بستر پر دھم سے گرا۔

امم چھوڑے علی۔۔۔ رافع ہے۔۔،،، علی کی بڑھتی ہو گستاخیوں پہ منال کو رافع کا نام لینا پڑا جسے سنتے ہی علی نے منال کو فوراً چھوڑ دیا۔

منال شرافت سے ادھر آ جاؤ،،، منال کی شرارت سمجھتے علی نے منال کو دھمکایا جو دروازے کے پاس کھڑی علی کی ہڑ بھڑی کو سوچتی ہنس رہی تھی۔

آپ شرافت سے اٹھیں میں تو چلی،، منال علی کو منہ چڑاتی باہر کو بھاگی کہیں علی پھر سے اسے پکڑنا لے۔

بچو ایک بار ہاتھ لگو تمہیں تو پھر پوچھوں گا،، علی دروازے سے باہر جاتی منال سے کہتا سر پہ ہاتھ پھیرتے واشر روم میں گھنسن گیا۔

\*\*\*\*\*

صبح کا سورج شاہ و لا والوں کے لیے درد کا پیغام لے کر طلوع ہوا حویلی میں ایک کہرام برپا مچا ہوا تھا کون آرہا ہے کون جا رہا ہے کسی کو کچھ خبر نا تھی تمام ملازم اپنی خیر مچاتے ادھر ادھر بھاگ دوڑ رہے تھے جبکہ شہر سے دانیال شاہ سردار شاہ میر کو لیے کچھ دیر میں حویلی پہنچنے والا تھا جہاں سب بڑے چھوٹے اسی کی راہ تک رہے تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*

شاہ میرے بچے یہ سب کیا ہو گیا،، جیسے ہی شاہ میر نے حویلی میں قدم رکھا دادی اماں اس سے لیپٹ کر رونے لگیں۔

دادو پلینز شاہ میر کی طبیعت ٹھیک نہیں آپ ادھر آئیں،، دانیال جو شاہ میر کو ہو اسپتال

سے سیدھا گاؤں لایا تھا اس کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر سردار بیگم کو اس سے الگ کرنے لگا۔ جبکہ شاہ میر کا چہرہ طبعیت کی خرابی سے نہیں حویلی میں خاندان کے ہجوم کو دیکھ کر سفید پڑا تھا -

دیکھ لی تم نے اپنی منمائی کر کے اور بڑھا وادو اسے ہمارے خاندان کا شملہ بہت بلند کر کے گیا ہے تمہارا لاڈلا،،، افضل شاہ تیر کی طرح شاہ میر کے پاس پہنچتے اس پر برسنے لگے۔ زندگی میں پہلی بار انہیں ایسا موقع ملا تھا جس میں وہ شاہ میر کو زلیل کر سکتے تھے اس موقع کو وہ ہاتھ سے کیسے جانے دیتے۔

باباجان ہم بیٹھ کر بھی مسلہ سلجھا سکتے ہیں نا،،، دانیال شاہ بھی لوگوں کو دیکھ کر گھبرا گیا تھا اس لیے اپنی آواز نیچی رکھتا باپ کو سمجھانے لگا۔

تم اب بھی مجھے خاموش کروا رہے ہو اب بھی،،، بیٹے کی بات نے افضل شاہ کو جلتے توے پہ بیٹھا دانیال شاہ کو دھکا دیتے اتنی زور سے چیخے کہ خاندان کے کچھ لوگ اٹھتے ان کے ساتھ آ کر کھڑے ہو گئے کہیں غصے میں ان کی ہاتھ پائی نا ہو جائے -

چلو بھر پانی میں ڈوب مرو تم دانیال شاہ وہ بد ذات تمہاری بہن کو لے کر بھاگ گیا اور رررر۔۔۔ بسسس،،، اس سے پہلے کے افضل شاہ امان کے بارے میں اور بد فعال

منہ سے نکالتے شاہ میر کی چنگھاڑ نے انھیں بیچ میں ہی روک دیا جسے سننا شاید شاہ میر کی برداشت سے باہر ہوتا -

آگے ایک لفظ نہیں افضل شاہہ،، شاہ میر کے منہ سے نکلے لفظ دانیال شاہ اور اکبر شاہ کے ساتھ رابعہ شاہ کی بھی سانس روک رہا تھا۔ آج شاہ میر اور افضل شاہ کے درمیان ایک بے نام سا احترام کا تعلق بھی ٹوٹ گیا تھا جو شاہ میر نے صرف اور صرف دانیال اور رابعہ شاہ کی وجہ سے بنایا ہوا تھا۔ ناجانے آنے والا وقت ان کے درمیان اور کتنی تلخیاں لانے والا تھا -

بھائی ہے وہ میر اسرار شاہ میر زمان کا۔۔۔ اس کو گالی دینا مطلب سردار شاہ میر کو گالی دینے کے برابر ہے اور تم ہماری روایت کو بہت اچھے سے جانتے ہو سردار کے سامنے سراٹھانا مطلب اپنا سر قلم کرانے کے مترادف ہے،، شاہ میر اپنے سردار کے روپ میں آتا سب کی بولتی سیکنڈ میں بند کر گیا کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اب اس کی خاموشی امان کے لیے خطرہ بن سکتی ہے -

مانا کے تم سردار ہو ہم سب کے پر افضل شاہ بھی کوئی معمولی بندہ نہیں اس گاؤں کا چھوٹا سردار اور تمہارا پھوپھا ہے کیا اس لحاظ سے اس کا پلڑہ زیادہ بھاری نہیں،، افضل شاہ کا

خالہ زاد کزن آگے بڑھتے اس کی حمایت کو بولا آخر اسی لیے تو افضل شاہ نے ان سب کو اکھٹا کیا تھا -

جس کے لیے آپ لوگوں نے یہ عدالت لگائی ہے وہ جانتے ہیں کون ہے زمان شاہ کا پوتا، بلاول شاہ کا بیٹا اور سردار شاہ میر کے بعد بننے والا اس گاؤں کا سردار۔۔۔ سردار امان شاہ ہے،،، ایان جو آنسو بہائے شاہ میر کو امان کے لیے سب سے لڑتا دیکھ رہا تھا شاہ میر کے اعلان کو سنتا ساکت ہو گیا۔ ساکت تو اور بہت سے لوگ ہوئے تھے مگر لوگوں میں بڑھتی کھلبلی ان کو حوش میں لے آئی۔

اور جس کو وہ اپنے ساتھ لے کر گیا ہے نا وہ اس کی منکوچہ، شرعی محرم ہے،،، لوگوں کے دماغ کے جالے صاف کرتا آخر میں افضل شاہ کی آنکھوں میں براہ راست دیکھ کر بولا۔

آج کے بعد اگر کسی نے بھی میرے بھائیوں پہ انگلی اٹھائی تو خدا کی قسم سردار شاہ میر وہ ہاتھ ہی جڑ سے توڑ دے گا،،، ایان کو اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتا شاہ میر سب پر ایک طاہرانہ نگاہ ڈالتا اپنے کمرے میں چل دیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

ارے ڈیڈ آپ آئیں ناروک کیوں گئے،،، فرغام جو آفس کے کام میں بُری طرح  
مصروف تھا اپنے ڈیڈ کو کمرے کے دروازے میں کھڑے خود کو دیکھتا پا کر مسکراتے  
ہوئے بولا۔

میں نے سوچا میں اپنے بیٹے سے خود ہی مل لوں وہ آج کل کچھ زیادہ ہی بڑی رہنے لگ گیا  
ہے،،، یہ سچ تھا کہ فرغام نے اپنے آپ کو حد سے زیادہ مصروف کر لیا تھا یہ جلد سے جلد  
ترقی کی منازل تھے کرنے کا جنون تھا یا کسی کی یاد سے خود فراموشی کا ذریعہ یہ تو صرف  
وہ ہی جانتا تھا۔

یاااا ڈیڈ بزنس کرنا کوئی آسان کام نہیں اپنا پورا وقت سرو کرنا پڑتا ہے،،، اپنے باپ کی  
آنکھوں میں چھپے شکوے کو نظر انداز کرتا فرغام بات کو ہنسی میں اٹھانے لگا۔ خود کو اتنا  
بھی بڑی مت کرو فرغام کہ ہمیں ڈھونڈنا پڑے اپنے بیٹے کو،،، ہارون ملک نے شفقت  
سے کہتے اپنے بیٹے کا کندھا تھپتھپایا۔

آپ کو مجھے کبھی بھی ڈھونڈنا نہیں پڑے گا ڈیڈ بس ایک بار آواز دے دیجیے گا میں  
جہاں کہیں بھی ہوں فوراً آپ کے پاس آ جاؤ گا،،، فرغام نے پیار سے اپنے باپ کے ہاتھ  
پر بوسہ دیا۔

تو واپس آ جاؤ بیٹا کب سے اپنے بیٹے کو تلاش کر رہا ہوں مجھے وہ تم میں دیکھتا ہی نہیں،،، ہارون ملک کے لہجے میں دکھ واضح جھلک رہا تھا جو لگتا تھا کہ ہنسنا ہلا گلا مچانا ہی بھول گیا تھا بہت ہوتا تو صرف مسکرا دیتا وہ بھی کھوکھلی مسکرائٹ جسے دیکھ کر ہارون ملک کا دل غم زدہ ہو جاتا۔

اپنے اس بیٹے کو بھول جائیں ڈیڈ وہ صرف آپ کا بیٹا نہیں اپنی حورے کا مانی بھی تو تھا جب حورے بدل گئی تو مانی کیسے نابدلتا،،، باپ کی نم آنکھیں دیکھتا فرغام صرف سوچ ہی سکا کہہ کر انھیں اور دکھ سے دوچار نہیں ہونے دیا۔

مجھے لگتا ہے ڈیڈ آج کل آپ کو اپنے آفس میں کچھ کام وام نہیں ہے جو سارا وقت گھر میں نظر آتے ہیں،،، فرغام نے فائل کھولتے بات کو پلٹا اور ہارون ملک کے آفس نا جانے پر چوٹ کی۔

ہممم۔۔۔ ارمان اور سارہ کی شادی کے میں بہت خلاف تھا۔ وجہ صرف ارمان شاہ کا فیوڈل سسٹم خاندان تھا اور کوئی وجہ نہیں تھی۔

سارہ میری دوست تھی صرف دوست جسے لوگوں نے تمہاری ماں کی نظروں میں کچھ اور ہی بنا دیا تھا،،، کچھ دیر بعد ہارون ملک کی دھیمی بوجھ لدھی سی آواز ابھری جس کا وہ

بار اٹھا اٹھا کر تھک چکے تھے۔

بہت پیاری تھی مجھے سارہ لیکن وہ میری محبت نہیں تھی،،، نا جانے کیوں آج ہارون ملک کا دل کیا کے وہ اپنے بیٹے کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ دیں جن پر انھوں نے آج تک پھرے بیٹھائے ہوئے تھے۔

تو پھر وہ کون تھی ڈیڈ جسے آپ نے اپنے دل کے ساتھ اپنے کا بڈ میں قید کیا ہوا ہے،،، ہارون ملک کی لائبریری کی ایک ڈرا ہمیشہ بند ہوتی تھی جسے نا تو وہ کسی کے سامنے کھولتے اور نا ہی کسی کو اس میں اپنا کوئی سامان رکھنے دیتے تھے ان سے جب بھی پوچھا جاتا تو وہ یہ ہی کہتے کہ اس میں ہارون ملک کا دل قید ہے جبکہ فاخرہ ملک سے پوچھنے پہ فرغام کو ایک ہی جواب ملتا تمہارے باپ کی محبت کی راکھ دفن ہے اس میں -

جاننا چاہتے ہو اس کے بارے میں یقین کر لو گے میرا،،، ہارون ملک نے سرد آہ بھرتے بیٹے سے سوال کیا۔

ڈیڈ یہ آپ کیسی بات کر رہے ہیں بھلا میں آپ کی بات کا کیوں یقین نہیں کروں گا،،، فرغام باپ کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا انھیں یقین دلانے لگا۔

بچپن سے اب تک جو میرے دل میں قید ہے وہ کوئی اور نہیں فاخرہ ہارون ملک ہے،،، کوئی بم تھا جو فرغام ملک کے سر پہ آن گرا تھا اس نام کی توقع تو اسے خواب میں بھی نا تھی۔

وٹٹ۔۔ نوڈیڈ ایسا کیسے ہو سکتا آپ مم سے ہی محبت کرتے تھے تو پھر سارہ آنٹی کے ساتھ جو ہو اوہ سب کیا تھا آپ نے مم کو یقین کیوں نہیں دلا یا اپنی محبت کا،، فرغام بوکھلائٹ کا شکار ہوا ایک کے بعد ایک سوال کرتا گیا۔

آہہ۔۔۔ کاش کہ ہم لوگ پہلے ہی سب کچھ کلیئر کر دیتے تو شاید آج ہمارے بچے اس چیز کا خمیازہ نا بھگت رہے ہوتے،، ہارون ملک اپنا سر ہاتھوں میں گراتے بستر پر بیٹھ گئے۔

آمنہ بیگ نے اپنی ناکام محبت کا بدلہ صرف سارہ اور ارمان سے ہی نہیں بلکہ میرے اور فاخرہ سے بھی لیا تھا جانتے ہو میری سب سے بڑی غلطی کیا تھی،، ہارون ملک گزرے ہوئے پنوں سے گرد اٹھاتا گیا۔

جب میں نے سب کے سامنے تمہاری ماما سے شادی سے انکار کیا تھا،، فرغام باپ کے قدموں میں بیٹھتا ان کے ہاتھ تھام گیا جو کپکپائٹ کا شکار ہو رہے تھے۔

پر کیوں ڈیڈ آپ تو ماما سے۔۔۔ ہاں میں اس سے پیار کرتا تھا پر مجھے لگا کہ وہ مجھ سے نہیں بلکہ خرم سے ہے،،، ہارون ملک کے ناچاہتے ہوئے بھی آنسو نکل گئے غم ہی اتنا بڑا تھا اپنے سب دوستوں کو کھونے کا غم جو آج اتنے سالوں بعد بیٹے کے دکھ پر آنسو بن کر بہ رہا تھا۔

ڈیڈ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ماما تو آپ کے لیے کس حد تک پزیرا ہیں وہ خرم انکل سے نو و نو اور آپ کو ان کی محبت دیکھائی نہیں دی،،، اپنی ماں کے لیے ایسی بات سننا فرام کی بس سے باہر تھی اس نے تو بچپن سے اپنی ماں کو اپنے باپ کے آگے پیچھے اپنی محبت لٹاتے ہی پایا تھا تو پھر آج اس کا باپ کس طرح سے اس کی ماں پہ اتنی بڑی تہمت لگا سکتا تھا اور وہ بھی اس انسان کو لے کر جس کو الاحمر و لائیں قدم رکھے صدیاں بیت گئیں۔

دل نے تو اس کی محبت دیکھائی مگر دماغ ہر بار ان لیٹرز کوئی سامنے لا رکھتا جو آمنہ نے مجھے دیے تھے،،، خرم بیگ کی الماری سے چرائے کسی گننام لڑکی کے

لیے لکھے جانے والے لیٹرز جن میں آمنہ بیگ نے فاخرہ کا نام لکھ کر ہارون ملک کو دیکھائے تھے آج بھی ہارون ملک کے پاس خرم بیگ کی امانت کے طور پر پڑے تھے۔ ایک عورت آپ سب کو بے وقوف بناتی گئی اور آپ لوگ بنتے گئے کیسی محبت تھی

آپ دونوں کی جو ایک دوسرے پہ یقین ہی ناکر پائے،، اپنے باپ کی حالت، ماں کی غلط فہمی اور سارہ آنٹی کی بے بسی کا سوچ کر فرغام کا دل غم سے چور ہو گیا کیا ملا آخر ان لوگوں کو اپنی محبت سے یہ محبت کسی کو کچھ نہیں دیتی جن کے نصیب میں ناہو آمنہ بیگ کی طرح، جن کو مل جائے وہ بھی تہہ دامن ہی رہتے ہیں ہارون ملک، فاخرہ ملک، سارہ اور ارمان شاہ کی طرح۔

جہاں محبت ہو وہاں بدگمانیاں بھی ہوتی ہیں بس ہماری غلطی یہ تھی کہ ہم نے بدگمانیوں کو محبت سے زیادہ جگہ دے دی،، ہارون ملک آہستہ سے بولے۔

تو آپ کی اور ماما کی شادی۔۔۔ سارہ نے کروائی تھی یہ کہہ کر کے اسے میرے ساتھ اگر کوئی اچھی لگتی ہے تو وہ صرف اور صرف اس کی دوست ہے اور اپنے دل کے ہاتھوں مجبور سارہ کے نام کا سہارا لیتے میں نے فاخرہ سے شادی کر لی پر اس پھانس کو کبھی نکال نہیں پایا جو آمنہ نے میرے دل میں بہت گہری کھبوائی تھی،، فرغام کی بات کو بیچ میں کاٹتے ہارون ملک خود پہ ہنسے۔

اس سے پہلے میں فاخرہ کی طرف پلٹتا سارہ کا ایک سیڈینٹ میں مرگئی میری اور فاخرہ کی زندگی میں ناختم ہونے والی تلخی رہ گئی،، سارہ شاہ واقعی ہارون ملک کی زندگی میں ایک

سچی دوست کی اہمیت رکھتی تھیں جن کی موت کا غم فرغام آج بھی اپنے باپ کی آنکھوں میں صاف دیکھ سکتا تھا۔

ڈیڈ کیا آپ کو لگتا ہے کہ مم نے سارہ آنٹی کو۔۔۔ نہیں فرغام میں نے جو کانوں سے سنا وہ جھوٹ نہیں تھا مگر میرا دل کہتا ہے کہ فاخرہ اس حد تک نہیں جاسکتی کہ کسی کی جان ہی لے لے لے،،، فاخرہ ملک کی خدا سے کی جانے والی التجائیں ہارون ملک سے مخفی نارہ سکی جن میں ایک التجا جو وہ بہت شدت سے مانگتی تھی وہ اپنی بے گناہی کی التجا تھی جس پہ ناچاہتے بھی ہارون ملک کا دل صداقت کی ہامی بھرتا تھا۔

تھنکس ڈیڈ مم کی بات کا یقین کرنے کے لیے،،، فرغام خوشی سے باپ کے گلے لگ گیا۔

نوئیڈ مائے سن،،، ہارون ملک بھی خوشدلی سے مسکرائے۔

آپ کچھ کہنے آئے تھے مجھ سے،،، فرغام کو ایک دم یاد آیا کہ ہارون ملک کس وجہ سے کمرے میں آئے تھے تو پوچھنے لگا۔

ہاں وہ کل میں سوچ رہا ہوں کہ گاؤں جاؤا کبر شاہ سے ملنے وہ فون نہیں رسیو کر رہے

میر اور میں حورین کو خوار ہوتا اور نہیں دیکھ سکتا انھیں جلد سے جلد حورین سے ملنا ہوگا  
نہیں تو وہ پاگل خود کو تھکا ڈالے گی،،، ہارون ملک نے اپنا پروگرام بتایا -

وہ اس کو ایکسیپٹ کر لیں گے جنہوں نے سارہ انٹی کو قبول نہیں کیا،،، فرغام نے اپنا  
خداشہ ظاہر کیا -

خون خون ہوتا ہے بیٹا شاہ حویلی والے اپنا خون نہیں چھوڑتے اب تک انھیں حورین کا  
پتا ہوتا تو وہ اسے لے جا چکے ہوتے،،، ہارون ملک نے بیٹے کی معلومات میں اضافہ کیا -

کاش کہ آپ پہلے حورین کو اس کے اپنوں کو دے دیتے تو آج میں یوں زخمی نا  
ہوتا۔۔۔،،، فرغام ملک کے دل سے ایک کراہ نکلی جسے اس نے نوک زبان پہ آنے سے  
روک دیا -

\*\*\*\*\*

حور رر کیسی ہو،،، منال جو سب کے لیے ناشتے کا اتمام کر رہی تھی بل کی آواز پر  
دروازہ کھولتے سامنے کھڑی حورین کو دیکھ کر خوشی سے چیخی جو اس کی شادی کی بعد  
آج پہلی بار علی کے گھر آئی تھی -

مجھے علی سے ملنا ہے ہٹوسا منے سے،،، منال جتنی گرم جوشی سے ملی تھی حورین کا رویہ اتنا ہی سرد تھا۔

کیا ہوا حور ناراض ہو مجھ سے ناراض تو مجھے ہونا چاہیے بے وفا لڑکی مڑ کر خبر بھی نہیں لی،،، حورین کا لہجہ نظر انداز کرتی منال حورین کے گلے لگی۔

تمہیں میری بکو اس سمجھ نہیں آئی علی سے بات کرنی ہے مجھے ہٹو پرے،،، حورین نے منال کو غصے میں پرے دھکا دیا جو منال کے لیے حیران کن تھا۔

یار منال!۔۔۔ حورین تم یہاں خیریت ہے،،، علی جو منال کو آوازین دیتا باہر کی طرف آیا تھا حورین کو دیکھ کر اپنی جگہ جم گیا۔

کیوں کیا میرے یہاں آنے پر پابندی ہے،،، حورین نے جواب تو علی کو دیا پر دیکھا منال کی طرف تھا جو سکتے میں کھڑی اپنی بچپن کی دوست کے انداز دیکھ رہی تھی۔

نہیں نہیں آؤ اندر چلتے ہیں،،، اس سے پہلے کہ حورین لوگوں کا خیال کیے بنا محلے میں ہی لڑنے لگ جاتی علی نے اسے فوراً اندر آنے کے لیے جگہ دی۔

بیٹھو نا کھڑی کیوں ہو،،، جس بات کو فرغام اور علی منال سے چھپا رہے تھے حورین کی

یہاں موجودگی سے لگ رہا تھا کہ وہ آج کھل جائے گی۔

میں یہاں بیٹھنے نہیں آئی تم سے کچھ مانگنے آئی ہوں،،، حورین کا رویہ کچھ غلط ہونے کا اعلان کر رہا تھا۔

کیا ااا،،، علی کو بات کرنا دشوار لگا۔

تم نے کہا تھا نا کہ تم میرے بھائی ہو تو کیا تم میرے آنسوؤں کا بدلا نہیں لوگے،،، حورین کے آنسو دیکھ منال نے اپنے قدم واپس موڑے جو حورین کی بے رونی کو دیکھ کر اس سے ناراض ہوتی کمرے میں جا رہی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرے خیال سے حورین تمہیں تھوڑے ٹھنڈے دماغ سے۔۔۔

نہیں علی مجھے ہاں یا نا میں جواب دو،،، فرغام اور حورین کے درمیان جو کچھ ہوا علی اس سے واقف تھا اس لیے علی حورین کو سمجھاتا کچھ بھی کہنے سے روکنے لگا مگر حورین اپنی بات پر اڑی اس سے جواب مانگے لگی۔

تم مجھ سے کیا چاہتی ہو حورین،،، علی جان گیا تھا کہ حورین بات سننے بنا اسے یہاں سے جانے دینا اس کے لیے صحیح نہیں ہوگا جس کرا سز سے آج کل وہ گزر رہی تھی اس کا کچھ

بھروسہ نہیں تھا کہ وہ خود اپنے ساتھ ہی غلط ناکر بیٹھے۔

اسے اپنے گھر سے نکال دو،،، حورین نے ہاتھ کے اشارے سے علی کے پیچھے کھڑے  
وجود کی طرف اشارہ کیا جو اس کی بات سنتا پتھر کا ہو گیا تھا۔

\*\*\*\*\*

تو پاگل ہو گیا ہے شاہ میر یہ کیا بکواس کر رہا تھا تو اندر امان اور اگلا سردار؟؟؟،، شاہ میر کے  
اعلان نے دانیال کا دماغ گھوما کر رکھ دیا تھا۔

ہاں تو کیا غلط کہا اس میں پھوپھایہ ہی تو چاہتے تھے اسی سب کے خاطر تو انھوں نے زینبہ  
کو۔۔۔، شاہ میر جو پہلے ہی امان کے حویلی سے بھاگنے پر پریشان تھا دانیال کی بات سنتا  
اس پر ہی برسنے لگا۔

دانیال شاہ یادر کھنا اگر میرے بھائی کو کچھ ہو اس کا بدلہ افضل شاہ کی سات نسلیں  
بھگتے گئیں،، شاہ میر دانیال شاہ کو غصے میں خود سے پرے کرتا کچھ غلط بات کہتے خود کو  
روک گیا۔

خدا گواہ ہے شاہ میر اس میں میرا کوئی ہاتھ نہیں میں تو اپنے باپ کی نیت سے خود انجان

تھا اگر معلوم ہوتا تو امان اور زینبہ کی زندگی برباد نہ ہونے دیتا،،، اپنے باپ کی نیت کا فتور  
دانیال شاہ کو شاہ میر کے سامنے نظر جھکانے پر مجبور کر گیا۔

بر باد تو میں اب بھی نہیں ہونے دوں گا ڈھونڈ نکالوں گا میں امان کو کچھ نہیں ہونے  
دوں گا سے میں،،، شاہ میر کہتا اپنے موبائل سے اپنے واقفیت کاروں کو فون ملانے لگا۔

میر اس سرداری سے کوئی لینا دینا نہیں شاہ کیا تو مجھے اتنا بھی نہیں جان پایا،،، کچھ پل  
گزرے کہ دانیال شاہ نے شاہ میر کے کندھے پہ اپنا ہاتھ رکھتے اسے اپنی طرف متوجہ  
کیا جو اس سے منہ موڑے کھڑا غصے میں خود کو قابو کر رہا تھا۔

کاش پھوپھا جان ایک بار مجھ سے کہتے میں مسکراتے ہوئے تجھے اپنی جگہ دیتا مگر جو  
انہوں نے امان کے دماغ کے ساتھ کھیلا ہے نا میں اس کے لیے انہیں کبھی معاف نہیں  
کروں گا،،، لاسٹ ٹائم امان سے بات کر کے شاہ میر کو اتنا تو معلوم ہوئی گیا تھا کہ افضل  
شاہ امان کو دماغی طور پر پریشان کر رہے ہیں درحقیقت افضل شاہ چاہتا ہی یہ تھا کہ امان  
جلد بازی میں کوئی قدم اٹھائے تاکہ وہ خاندان والوں کے ساتھ مل کر زینبہ کو اس سے  
آزاد کروا سکیں۔

لعنت بھیجتا ہوں میں ایسے سرداری پر جو مجھے میرے اپنوں کی نظروں میں

گر کر ملے،،، دانیال شاہ تو اوروں کی خوشیوں خاطر اپنا آپ لوٹانے والا انسان تھا مگر آج خود اس موڑ پر آ کر کھڑا ہو گیا تھا جہاں اسے اپنی ذات کی صفائی اپنوں کے سامنے ہی پیش کرنی پڑ رہی تھی۔

واقعی ماں باپ کا کیا اولاد بھگتی ہے میں بھی بھگت رہا ہوں اپنوں کو کھو کر،،، شاہ میر کی آنکھوں میں اپنے لیے بے رونی دانیال شاہ سے برداشت ہو رہی تھی آنکھوں میں آئی نمی کو روکتا وہاں سے جانے لگا۔

دانی آئم سوری یار میں نا جانے غصے میں کیا کچھ بول گیا میں جانتا ہوں تو ایسا کچھ سوچ بھی نہیں سکتا،،، دانیال کی بھرائی آواز شاہ میر کو ہلا کر رکھ گئی خود سے دور جاتے اپنے اس پیارے سے دوست کو گلے لگاتا شرمندگی سے بولا -

تو ہماری رواج کو نہیں جانتا سردار کبھی معافی نہیں مانگتے،،، دانیال شاہ میر کے ایکسکیوز پر حیرت میں گھیرا مسکرا کر بولا جس نے آج تک غلط ہونے کے باوجود اپنے باپ سے معافی نہیں مانگی تھی آج غلطی نا ہونے پر اس سے معافی مانگ رہا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا بدلاؤ تھا جو دانیال شاہ کو اپنے ضدی کزن میں سالوں بعد دیکھنے کو ملا تھا۔

سردار معافی نہیں مانگ سکتا پر بھائی تو مانگ سکتا ہے نا،،، دانیال کی شرارت سمجھتا شاہ

میر فوراً سے اپنے خول میں بند ہوتا اپنے مخصوص انداز میں بولتا امان کی تلاش میں نکل گیا -

\*\*\*\*\*

زینت بی پلیر میرے لیے دعا کریں،،، اپنی سوچوں سے پریشان پریشے زینت بی کے کمرے میں آگئی جہاں وہ تسبیحات میں مشغول تھیں۔

بٹیا میں تو سب کے لیے کرتی ہوں دعا میرا سوہنار ب تمہاری مشکل آسان کرے،،، زینت بی کو اپنی بیگم صاحبہ پر بیت ترس آتا جو بنا قصور کے پس رہی تھی جو درحقیقت ناادھر کی رہی تھی ناادھر کی۔

زینت بی میرا دل بہت گھبرا رہا ہے جیسے کچھ ہونے والا ہے،،، نا جانے کیوں آج پریشے کو اپنی ماں کی کمی بہت ستار ہی تھی زینت بی کی گود میں سر رکھے روپڑی -

نانچے ایسی باتیں نہیں سوچتے ڈرائیور نے بتایا ہے نا کہ شاہ میر سائیں اپنے گاؤں گئے ہیں ان کی طبیعت ٹھیک ہے تبھی تو گئے ہیں نا،،، سادھ لو زینت بی سمجھی کہ پریشے کو شاہ میر کی فکر ستار ہی ہے اس لیے اس کے آنسو پوچھتے اسے تسلی دینے لگیں۔

وہ کیا جانے کہ پریشے کی فکروں میں اول تو شاہ کہیں بھی تھا ہی نہیں اور بالفرض آتا بھی تو سب سے آخر میں۔

زینت بی اس دفعہ شاہ کو گئے کچھ زیادہ دن نہیں ہو گئے آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ جا کر یہاں کی خبر نالیں،،، شاہ کے نام پر پریشے کو خیال آیا کہ آخر شاہ میرا اب تک حویلی میں کر کیا رہا ہے کہاں تو وہ گھر سے باہر جانے کا نام ہی نہیں لیتا پتا نہیں آفس میں کیسے ٹائم گزارتا ہے۔

بچے وہ سردار ہیں جانتی ہو کتنی زندگیوں کی ذمہ داری ہوتی ہے ایک سردار کے کندھوں پر۔۔ آجائیں گے پریشان ناہو،،، پریشے سے کہتیں زینت بی اسے گاؤں کے مسائل اور شاہ میر کی ذمہ داریوں کا بتانے لگیں۔

ایک بات پوچھو زینت بی۔۔ ہاں پتر پوچھ،،، زینت بی پریشے کے سر میں اپنی نرم انگلیوں سے مالش کرنے لگیں۔

شاہ مجھے سے شادی کرنا چاہتا ہے اس کے گھر والے مجھے قبول کر لیں گے،،، پریشے شاہ میر کے گھر والوں سے انجان تھی اس لیے اپنی دماغ میں آئے خیال کو زینت بی کے سامنے زبان دے بیٹھی۔

بٹیا سردار کسی کے آگے جواب دے نہیں ہوتا اس کا فیصلہ اٹل مانا جاتا ہے ناکہ اس کے کیے فیصلوں کی اس سے وجہ پوچھی جائے،،، زینت بی اس کی کم عقلی پر ہنسیں۔

کیوں زینت بی سردار کی بات کو ہی کیوں آپ لوگ پتھر پر لکیر مانتے ہو کیوں اس کے غلط فیصلے پہ اس سے باز پرس نہیں کی جاتی۔۔۔ کیا اتنی سستی ہے آپ لوگوں کی زندگی جسے آپ کا سردار جیسے چاہے اپنی مرضی کے مطابق موڑ دے

،،، زینت بی کا جواب پریشے کے دماغ کو منتشر کر گیا ان کے ہاتھ کو روکتی اٹھی کر بیٹھ گئی۔

کیوں نہیں ہے کوئی اسے روکنے والا اس سے اس کے گناہوں کا بدلہ لینے والا،،، پری بے بسی سے رو پڑی۔

ہے نامیری بچی ہے جو ہر کسی کا بدلہ لیتا ہے میرا رب سوہنا۔۔۔،،، زینت بی نے اس کی حالت کے پیش نظر اسے آرام سے سمجھایا۔

زینت بی ہم مسلمان ہے ہمارا اسلام ہمیں جبر کرنا نہیں ظلم کے خلاف حق کی آواز اٹھانے کا حکم دیتا ہے تو آپ لوگ کیوں نہیں اپنے حق کے لیے آواز اٹھاتے،،، پریشے

نے انھیں احساس دلانے کی کوشش کی کہ وہ لوگ جو سہ رپے ہیں گناہ ہے انھیں شاہ  
میر کی نا انصافیوں کا اس کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے -

تم نے کیوں نہیں اٹھائی وہ آواز،،، زینت بی کی بات نے پریشے کی زبان تالو سے  
چپکادی -

ہر انسان بزدل نہیں ہوتا کبھی کبھار مجبور ضرور ہو جاتا ہے اپنی عزت کے لیے یا پھر  
اپنوں کے لیے جیسے تم مجبور ہو گئی اپنی بہنوں جیسی دوست حورین ارمان کے لیے شاہ  
میر سائیں کے ہر ظلم کو سہ گنیں،،، زینت بی پریشے کے حالت دل سے آگاہ تھیں اسی  
لیے اس کی خاموشی کا اپنی مجبور یوں کے ساتھ تعلق جوڑتے اسے واضحی الفاظ میں  
اپنے حق کے لیے کبھی نا اٹھائے جانے والی آوازوں کو دبانے کی وجہ بتانے لگیں۔

ہاں زینت بی آپ نے ٹھیک کہا واقع انسان اپنوں کے ہاتھوں مجبور ہو جاتا  
ہے،،، کمرے سے جاتی زینت بی کو دیکھتی پریشے صرف سوچ کر رہ گئی۔۔۔

\*\*\*\*\*

ہاں علی منال کو گھر سے نکال دو جس طرح میں گھر بدر ہو گئی ہوں،،، حورین نے وہ

بات کی جس کی علی کو بالکل توقع نہ تھی۔

توڑ دو اس سے اپنا ہر تعلق اسی طرح سے جس طرح مانی نے مجھ سے توڑ دیا،،، حورین علی کو گربان سے پکڑتی ایک ہی بات کی تکرار کر رہی تھی کہ علی منال کو چھوڑ دے۔

حور پاگل ہو گئی ہو تم جو منہ میں آرہا ہے بکو اس کیے جا رہی ہو میں خاموش ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کے تم جو چاہے مرضی بول دو،،، منال چیل کی طرح حورین پر جھپٹی اور اسے علی سے پرے کرتے غصے سے بولی۔

منال پلیز تم اندر جاؤ،،، علی گرتی ہوئی حورین کا ہاتھ پکڑتا منال کو اندر جانے کا بول رہا تھا۔ نہیں میں نہیں جاؤ گی اندر مجھے اس سے اس سب کی وجہ جانتی ہے،،، منال علی کی بات کو نظر انداز کرتی حورین کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور اس سے اس سب کی وجہ پوچھنے لگی۔

منال میں نے کہا ااا۔۔۔ تمہیں وجہ جانی ہے نا اس سب کی تو سنو۔۔۔ نفرت کرتی ہوں میں تم سے شدید نفرت نہیں دیکھ سکتی میں تمہیں خوش میرا دل کرتا ہے کہ میں تم سے ہر وہ خوشی چھین لوں جو آمنہ بیگ نے میری ماں اور مجھ سے چھین لی،،، ابھی علی کی بات منہ میں تھی کہ حورین کا صبر جواب دے گیا اس وقت اس کے دل و دماغ میں

جھکڑ چل رہے تھے جس میں وہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی تباہ کرنے پر تلی ہوئی تھی۔  
چٹاخ۔۔ منال لعل۔۔ یہ کیا بد تمیزی ہے،،، حورین کی چلتی زبان کو منال کے تھپڑ  
نے بریک لگائی اس سے پہلے کہ منال ایک اور ہاتھ حورین کو لگاتی علی نے اسے ہاتھ  
سے پکڑ کر حورین سے فاصلے پر کیا۔

اور یہ جو بکواس کر رہی ہے اسے آپ کیا کہیں گے،، منال کو حورین کی باتیں ایک برا  
خواب لگ رہی تھیں جس پہ اسے چاہ کر بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔

تمہیں اور فرغام کو اپنی ماں کے بارے میں کہا میرا سچ اتنا بُرا لگتا ہے تو سوچو میں نے تو  
اپنی ماں کی اتنی بُری حالت دیکھی ہے لوگوں کی طنزیہ نظروں اور باتوں کو سہہ ہے مجھے  
کتنا بُرا لگ رہا ہوگا،، حورین کو منال سے جس رویے کی امید تھی اس نے بالکل ویسا ہی  
کیا۔ فرغام بھی تو اپنی ماں کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں سن پایا تھا تو پھر منال کیسے  
سن لیتی۔

حورین تم بیٹھو آرام سے میری بات۔۔۔ نہیں علی تم نمم۔۔۔ تم مجھے بتاؤ کیوں کیا  
فرغام نے میرا ساتھ ایسا کیوں چھوڑ دیا مجھے بولو نا۔۔۔ اس نے اپنی ماں کو کچھ بھی  
نہیں کہا اور ررر مجھے۔۔۔ وہ ایک بار کہتا تو صحیح کہ میں سچ بول رہی ہوں مگر اس نے تو

اپنی ماں پہ آنچ بھی نہیں آنے دی،، حورین پاگلوں کی طرح علی کو جھنجھوڑ رہی تھی اس کا غم اتنا بھر گیا تھا کہ وہ علی کے ساتھ ساتھ اس کی امی کے بھی سمجھالے میں نہیں آرہی تھی جو حورین کی روتی ہوئی آواز کو سنتی اپنے کمرے سے نکلنے پر مجبور ہو گئی تھیں۔

اس سے پوچھنا علی کہہ کیسے بھول جاؤ میں سب۔۔۔ ماں صرف اسی کی تو نہیں ہے میری بھی تو ماں تھی جسے ان دونوں کی ماؤں نے بے موت مار دیا،، حورین کو اس طرح سیسکتے دیکھ علی بھی اس کو سمجھالتے رو پڑا۔

علی نے تو صرف اپنے باپ کا غم سہہ تھا ابھی ماں جیسے سرد و گرم سے بچانے والی ہستی اس کے پاس موجود تھی پر حورین تو ان دونوں نعمتوں سے محروم اس پہاڑ جیسے غم کو سہتی آئی تھی۔

حور رریہ تمم کیا۔۔۔ نہیں ایسا کیسے علی یہ کیا میری ممانہیں نہیں علی اس کو کوئی غلط فہم۔۔۔،، حورین کو تڑپتے دیکھ منال کو لگا کہ کوئی اس کا دل مٹھی میں مسل رہا ہے۔

نہیں ہے مجھے کوئی غلط فہمی۔۔ میں کبھی معاف نہیں کروں گی تم دونوں کو کبھی بھی نہیں،، حورین نے فرغام کی محبت کی طرح آج منال کی دوستی پر بھی آفرین پڑی اور جس آندھی طوفان کی طرح آئی تھی اسی طرح چلی گئی۔

علی رو کو اسے وہ یہ سب کیا کہہ کر گئی ہے علی تم بول کیوں نہیں رہے بولو نا وہ جھوٹ بول رہی تھی نہیں میری ماما ایسا نہیں کر سکتیں،،، حورین کوئی عام سی دوست نہیں تھی منال کی جس کی ناراضگی پہ منال سکون سے بیٹھی رہتی وہ تو اس کے لیے وہ مرہم تھی جسے تکلیف میں پکارتے ہوئے آرام اور غم میں سوچتے ہوئے مسکرائٹ آجاتی تھی۔

حورین نے جو بھی کہا وہ سچ ہے منال،،، علی کا کہا منال کی برداشت سے باہر تھا اپنے دل کو پکڑتی علی کے ہاتھوں سے پھسلتی چلی گئی - آمنہ بیگ کے ناچاہنے پر بھی منال حورین اور پری کا ساتھ نہیں چھوٹا تھا مگر زندگی ان سب کو اس موڑ پر لے آئی تھی جو ایک ایک پل کی ایک دوسرے کو خبر دیتے تھے آج وہی بکھر کر رہ گئے تھے پری زمانے کے رحم و کرم سے ایسی الگ ہوئی کہ اس کا نام و نشان ہی ان لوگوں کو نہ مل کر دیا، منال اور علی کو حالات نے ایک تو کر دیا پر ان کے بہت سے خواب چھین کر انہیں اپنوں سے لا تعلق کر دیا، فرغام جو ہر دل عزیز دوستوں کا دوستِ محبت کی بے روخی سے ایسا خاموش ترقی کی منازل تہہ کرنے نکلا کہ پیچھے مڑنا ہی بھول گیا رہی حورین جس میں ان چاروں کا دل دھڑکتا تھا اس سرکش گھوڑے کی طرح بھاگ رہی تھی جسے ناتواپی

منزل کا پتا تھا نا ہی اپنے کل کا جسے صرف ایک ہی استاد سمجھا سکتا تھا جس کا نام

تھا۔۔۔۔ وقت۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

پری بی بی وہ شاہ میر سائیں کے مہمان آئے ہیں جی۔۔۔

میں انھیں ڈرائینگ روم میں بٹھا دوں،، پریشے عشاء کی نماز سے فارغ ہوتی کمرے سے باہر چہل قدمی کی غرض سے نکلی تھی کہ ملازمہ کی آواز پر اس کی اور متوجہ ہوئی۔

شاہ کے مہمان۔۔۔ ہاں تم بیٹھاؤ میں دیکھتی ہوں،، پریشے جب سے یہاں آئی تھی اس نے شاہ میر کے کسی مہمان کی آمد کا نہیں سنا تھا تبھی حیران ہوتی شاہ کی غیر

موجودگی میں اس کے مہمان کی مہمان نوازی کرنے چل پڑی جو اس کی ایک سنگین غلطی تھی۔

اسلام و علیکم۔۔۔ جی فرمائیں،، ٹانگ پہ ٹانگ چڑائے ہاتھ میں سگار تھامے کرو فر سے صوفے پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر ناچاہتے ہوئے بھی پریشے کا لہجہ تھوڑا تلخ ہو گیا۔

مسٹر پہلی دفعہ دیکھ رہے ہو کسی لڑکی کو،، پریشے کو ایسے مرد شروع سے بہت زہر لگتے

تھے -

آہننن۔۔۔ پہلی دفعہ تو نہیں دیکھ رہا مگر شاہ کے گھر میں ایسی قیامت خیز چیز پہلی بار دیکھی ہے،،، آنے والے کی انداز اور ملازموں کا اس کے سامنے ادب سے کھڑے ہونا پری کو سمجھنے میں لمحہ لگا کہ وہ شاہ میر کا کوئی قریبی دوست ہے۔ مائینڈیور لینگو تاج مسٹر،،، اس کی بے باک نظروں کے ساتھ ساتھ ایسی فضول گفتگو نے پری کا مٹر شاٹ کر دیا۔

اوقفف یہ حسن اور بے روخی۔۔۔ ویسے ماننا پڑے گا شاہ کی چوائیز ہے بڑی لاجواب مگر اس بار لگتا ہے شاہ تھوڑا سا چوک گیا،،، سامنے کھڑے شخص کی نظر پری کے بے ڈول سراپے میں الجھ کر رہ گئی۔

ابھی اور اسی وقت یہاں سے دفعہ ہو جاؤ غلطی کی میں نے تمہیں باہر سے ہی دفان کر دینا چاہیے تھا،،، پریشہ کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہو ا طریقے سے اوڑے ہوئے ڈو پٹے کو اپنے اوپر اور کستے اسے باہر کا راستہ دیکھایا۔

ہا ہا ہا کیا زمانہ آگیا تم پر جمال چودھری تم منہ بھی لگ رہے ہو تو کس کے ایک بد چللی۔۔۔۔ چٹا خنخ،،، سامنے کھڑے مرد کو اس چھوٹی سی لڑکی سے ایسے وار کی

امید نہیں تھی اپنے دائیں گال پہ ہاتھ رکھے ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا تھا -  
 اس تھپڑ نے تمہاری اور میری حیثیت واضح کر دی ہے اور اگر نہیں کی تو سن لو تم جس  
 کے سامنے یہ ساری بکو اس کر رہے ہو وہ سردار شاہ میر کی بیوی ہے،،، اس سے پہلے  
 زینت بی اور دو ایک ملازم آگے بڑھتے پریشے کے جملے نے انھیں حیرت سے خود کو  
 دیکھنے پر مجبور کر دیا جس کی زبان میں جھوٹ بولتے ہلکی سی لڑکھرائٹ تھی۔

دوبارہ اس گھر میں آنے کی زحمت مت کرنا نہیں تو اپنے پاؤں پہ زندہ سلامت نہیں  
 جا پاؤ گے،،، اپنی بات کو مضبوطی سے کہتے ڈرائیونگر روم سے نکل آئی۔

آج پہلی بار پریشے کو لگا کہ شاہ میر کے نام کا سہارا اس کے لیے کتنا ضروری ہے۔

تمہیں میں یاد رکھوں گا اپنی یادداشت میں اور تمہاری یادداشت سے اپنا نقش مٹنے نہیں  
 دوں گا،،، آنے والا خاموشی سے واپس پلٹ گیا مگر اس کا دماغ اور اسکی سرخ آنکھیں  
 اسکی خاموشی کا ساتھ نہیں دی رہیں تھیں -

\*\*\*\*\*

ایان کچھ کھا لو صبح بھی تم نے تھوڑا سا کھایا تھا،،، عائشہ ایان کو ٹیبل سے اٹھتا دیکھ کر ایک

دم سے بولی جو مہر کے بلانے پر آتو گیا تھا پر اس کے کمرے میں جاتے ہی فوراً اٹھ گیا۔  
 کیا کرو عادت نہیں ہے نا اس بے وفا کے بغیر کچھ بھی کھانے کی نوالا حلق سے اترتا ہی  
 نہیں،،، ایان کو اندازہ نہیں تھا کہ عائشہ اسے اس طرح ٹوک دے گی کرسی پر بیٹھتا اس  
 سے کہنے لگا۔

ایک بات کہوں تم براتو نہیں مانو گے،،، تھوڑی دیر تو عائشہ اسے خاموشی سے دیکھتی  
 رہی جو اس کے کہنے پر بیٹھ تو گیا تھا پر کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔  
 نہیں بولو۔۔۔ تم سب بھائی جتنی امان سے محبت کرتے ہو اتنی امان نہیں کرتا اگر  
 اسے تم سب کی زرا سی فکر ہوتی تو وہ تم سب کو اتنا خوار بنا کر وارہا ہوتا ایٹ لیسٹ کسی کو تو  
 فون کر کے اپنی خیریت کا بتاتا،،، عائشہ نے خود کو کھانے میں مصروف کرتے بغیر دیکھے  
 اپنے لہجے کو سرسری سار کھا۔

میرے خیال میں اس کی محبت زینیہ سے شروع ہو کر اسی پہ ختم ہو جاتی ہے،،، عائشہ کو  
 امان سے کوئی خاصی پر خاش نہیں تھی بس وہ اس کی حرکتوں سے اریٹھ ہوتی تھی جیسے  
 اب گھر سے بھاگ جانے والی حرکت۔ بھلا ایسی بھی کیا آخری آئی ہوئی تھی اسے جو یہ  
 قدم اٹھا بیٹھا نکاح میں چیز ہوتی ہے وہ تو ہو ہی چکا تھا پھر ضرورت کیا تھی خود باپ بن

کر خود ہی رخصتی کروا بیٹھا۔ چھچھورا کہیں کا (یہ عائشہ کی ذاتی رائے تھی امان کے لیے) بالکل صحیح کہا تم نے اس کی محبت بس زینبہ سے شروع ہو کر اسی پہ ختم ہو جاتی ہے۔۔۔ جانتی ہو وہ کیوں،،، ایان کو عائشہ کی بات ناگوار تو گزری پر تحمل کا مظاہرہ کرتا اس سے وجہ بتانے لگا۔

کیوں کہ اس نے کبھی زینبہ کے آگے سوچا ہی نہیں یا پھر یہ کہوں کہ اسے آگے سوچنے ہی نہیں دیا گیا،،،

بہت چھوٹی سی عمر میں امان کے دماغ میں یہ بات بیٹھادی گئی تھی کہ زینبہ اس کی منگ ہے اور یہ بات کرنے والا کوئی اور نہیں انکے پھوپھا افضل شاہ تھے جنہوں نے بنا کسی کی

مرضی جانے اس بات کا اعلان کر دیا تھا مگر شاہ میر نے یہ کہہ کر انکی اس بات کو رد کر دیا کہ امان ابھی بچہ ہے جب بڑا ہو گا تو اسے اپنے لائیف پارٹنر کے لیے اسی طرح آزادی دی جائے گی جیسے ایان اور دانیال کو حاصل ہو گی وہ اسے بچپن کی منگ میں باندھ کر نہیں رکھنا چاہتا۔ یہ وہ وقت تھا جب زمان شاہ بھی زندہ تھے اس لیے افضل شاہ زیادہ بحث میں نہیں پڑا اور خاموش ہو گیا مگر شاہ میر کے ایبرو ڈجانے کے بعد افضل شاہ امان اور ایان کا سایہ بن گئے تاکہ جب چاہے ان کو اپنی مرضی کے مطابق موڑ سکیں۔

سوری تمہیں بُرا لگا تو،،، ایان کا سرخ چہرہ دیکھ کر عائشہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔  
 نہیں عائشہ مجھے تمہاری بات بُری نہیں لگی کیونکہ تم امان کو جانتی ہی نہیں اگر جانتی تو یہ  
 بات نہ کرتی،،، ایان نے عائشہ کو شرمندگی سے نکالنا چاہا۔ آخر وہ اس سے کہتا بھی تو کیا  
 ایان کو تو خود ابھی افضل شاہ کی کچھ باتیں سمجھ آئی تھیں اور کچھ میں وہ کشمکش کا  
 شکار تھا۔ اگر واقعی پھوپھا جان امان کو زریعہ بنا کر شاہ میر بھائی سے سرداری چاہتے تھے  
 تو پھر امان کو سب کے سامنے گندا کرنے پر کیوں تلے ہوئے تھے یہ سب کر کے تو ان  
 کے ہاتھ خالی رہ جاتے۔

بہت ضدی ہے وہ ہر معاملے میں صرف زینبیہ کے لیے نہیں ہم سب کے لیے بھی پتا  
 نہیں اس کے دماغ میں کیا سمائی کہ اس نے بھاگنے سے پہلے مجھے اپنے جڑواں کو بھی نہیں  
 بتایا،،، ایان کو اسی بات کا دکھ تھا کاش وہ اسے اس رات اکیلا ناچھوڑتا۔

دادو کہتی ہیں امان بالکل ارمان چاچو جیسا ہے انھیں کی طرح اڑ جانے والا جو اس نے  
 سوچ رکھا ہے وہ وہی کرے گا،،، اپنے بھائی کی یاد ایان کے سنجیدہ چہرے پر ایک پیاری  
 سی مسکان بکھیر گئی۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو ایان میں امان کو جانتی ہی کتنا ہوں جو اس کے بارے میں

مفروضے لگا رہیں ہوں،،، ایان کی مسکرائٹ کو تکتی عائشہ آہستہ سے بولی واقعی بہن  
 بھائیوں کی محبت چیز ہی ایسی ہے غم میں راحت اور دکھ میں مسکرائٹ دیتی ہے عائشہ  
 بھی پریشے کو سوچتی دل میں اس کی سلامتی کی دعا کرنے لگی ان کے پاس صرف ایک یہ  
 ہی ذریعہ تو تھا -

\*\*\*\*\*

ہیلو فرغام،،، جیسے ہی فرغام نے کال رسیو کی علی بغیر سلام دعا کے تیزی سے بولا -  
 ہاں بول اتنی اجلت میں کیوں ہے،،، فرغام کا لہجہ پر سکون تھا -  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 یار وہ کچھ دیر پہلے حورین آئی تھی اس نے۔۔۔،،، علی الف سے لے کرے تک اسے  
 بتاتا گیا -

وہ بہت ڈسٹرب تھی یار مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں کچھ کرنا بیٹھے،،، علی کو رہ رہ کے اپنی  
 غلطی کا احساس ہو رہا تھا اس نے اسے جانے ہی کیوں دیا کیلے -

ہممم۔۔۔ وہ جو چاہتی تھی وہ اس پہ عمل پیرا ہو چکی ہے،،، فرغام نے اب بھی سکون سے  
 علی کو جواب دیا -

کیا مطلب تو صاف صاف بات کرنا بات کو گول گول کیوں گھما رہا ہے،،، علی کو اس سے اس رویے کی امید نہیں تھی وہ تو سوچے بیٹھٹھا تھا کہ فرغام سنتے ساتھ ہی اس پر چیخنے کھڑا ہو جائے گا۔

اس کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے،،، فرغام جو کسی کام سے علی کی طرف ہی جا رہا تھا راستے میں ہجوم کو دیکھتا روک گیا جہاں ٹیکسی ڈرائیور سے ایک لڑکی کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا مگر لوگ سڑک پہ پڑی لڑکی کو اٹھانے کے بجائے آپس میں بحث کر رہے تھے کوئی کہہ رہا تھا کہ ڈرائیور نے جان کر مارا ہے تو کوئی لڑکی کی غلطی نکال رہا تھا۔ فرغام جو دیکھ کر سائیڈ سے نکل جانا چاہتا تھا جانے کس احساس نے اسے اس لڑکی کی مدد کا خیال دل میں ابھارا جیسے ہی اس نے لڑکی کی مدد کرنے کے لیے اسے سیدھا کیا ایک پل کو تو اس کی اپنی سانس ہی رک گئی تیزی سے حورین کو اٹھاتے اپنی گاڑی میں ڈالا اور فل سپیڈ سے گاڑی بھگائی۔ وٹ۔۔۔ اب کیسی ہے وہ،،، علی فرغام کے جس لہجے کو سکون میں سمجھ رہا تھا وہ درحقیقت سنجیدہ تھا۔

میرے سامنے بے حوش پڑی ہے،،، فرغام نے سامنے لیٹی حورین کو دیکھا جو دو ایسوں کے زیر اثر بے حوش تھی۔

کیا مطلب ہے بے حوش پڑی ہے تو اسے ہو اسپتال لے کے نہیں گیا،،، علی کے دماغ نے اس کی بات کو کسی اور سنسن میں لیا اور چیخ پڑا -

محبت میں بے وفا کا ٹیگ پایا ہے بے حس کا نہیں۔۔۔ ہو اسپتال میں اسکے ساتھ ہوں،،، فرغام علی سے کہتا فون کاٹ گیا اور خود کو بہت روکنے کے باوجود بھی جھک کر اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھ دیے جس پر پٹی بندی ہوئی تھی۔ فرغام آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھتا اس بات کو سوچنے پر مجبور تھا کیا واقعی وہ اسے اپنے دل سے نکال چکا ہے۔۔۔۔۔

شاہ تم کہاں تھے اتنے دن تمہیں یہاں کی کوئی پروا نہیں،،،، ایک ہفتے بعد شاہ میر کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر پری اس کی طرف بڑھی جو شکل سے کافی بیمار لگ رہا تھا۔ کہیں یہ میری حلوے والی حرکت کی وجہ سے تو۔۔۔ نہیں نہیں گاؤں جانے سے پہلے شاہ کی طبیعت تو ٹھیک تھی ڈرائیور نے مجھے خود بتایا تھا پر یہ اتنا کمزور اور اس حد تک خاموش کیوں ہے کچھ بولتا کیوں نہیں،،، پریشہ شاہ میر کو لب سے اپنے اور دیکھتی سوچ میں پڑ گئی ڈر بھی تو تھا کہیں وہ اس سے ایسے بھونڈھے مزاق کی وضاحت ہی نا

مانگ لے۔

پری۔۔۔ پلیز میرے لیے دعا کرو ٹوٹ رہا ہوں میں،،، پریشے کو خود میں بھیجے شاہ کی آواز میں آنسوؤں کی نمی تھی۔

کیا ہوا ہے شاہ تم ایسے کیوں بول رہے ہو،،، جس انسان کو تکلیف میں دیکھنے کی پری کو آرزو تھی آج اسے بکھرا دیکھنا جانے کیوں اسے بُرا لگ رہا تھا۔

تم مجھے تکلیف میں دیکھنا چاہتی تھیں نا تو دیکھو،،، شاہ میری پری کو خود سے الگ کرتا اسے دیکھ کر بولا جس کی اپنی آنکھیں گیلی ہو رہی تھیں۔

آج میں بہت درد میں ہوں میں اپنی ماں کا غم جھیل گیا پر امان کو کچھ ہوا تو مر جاؤ گا پلیز اس کے لیے دعا کرو وہ جہاں بھی ہو ٹھیک ہو،،، شاہ میرا ایک ہفتے سے اس کی تلاش میں خوار ہو رہا تھا پر اس کا نام و نشان مل کے نہیں دے رہا تھا جس سے شاہ میرا دماغ مفلوج ہو کر رہ گیا تھا ملازموں کی پروا کیے بغیر پریشے کے سامنے دعا کے لیے گڑ گڑا رہا تھا۔

میری دعا میں اگر اتنا اثر ہوتا تو میں اب تک اس حال میں نا ہوتی،،، پریشے شاہ میرے اپنے ہاتھ چھڑواتی اس سے فاصلے پر ہوتی جب کہ ملاز میں اپنے سردار کا یہ روپ دیکھ کر

حیریت زدہ تھے۔

مظلوم کی فریاد عرش تک پہنچتی ہے اور میں نے اس دنیا میں اگر کسی پہ سب سے زیادہ ظلم کیے ہیں تو وہ تم ہو،، شاہ میر کے لفظ پریشے کی سانس روکنے کے لیے کافی تھے شاہ میر کا اپنی غلطی تسلیم کرنا اس پہ پیشماں ہونا اور معافی کے بعد اب اس کو مظلوم ماننا یہ سب باتیں رب کے حضور اس کے گناہ کو دھو ڈالتی جبکہ پریشے کو تو اس کے لیے صرف سزا چاہیے تھی اپنے رب سے۔

میں کروں گی امان کے لیے دعا۔۔۔ پر ایک شرط پر،، شاہ میر کے لیے جو اس کے دل میں نفرت تھی وہ ختم تو نہیں ہو سکتی تھی لیکن کسی دوسرے کی زندگی اجیرن ہونے سے بچ جاتی تو اس میں کیا بُرائی تھی۔

تمہیں مجھ سے اور اس زندان سے آزادی چاہیے نا،، شاہ جانتا تھا پری اس سے پیچھا چھڑوانے کا یہ موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے گئی اس لیے اسکے بولنے سے پہلے خود بولتا اس پر سے نظریں ہٹا گیا جو اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئی تھی۔

نہیں مجھے اب آزادی نہیں چاہیے جانتی ہوں کہ میں خود چاہ کر بھی اب آزاد نہیں ہو سکتی،، پریشے خود ہی اپنی حالت پہ ترس کھاتی طنزیہ مسکرائی۔

تو پھر،،، شاہ میر کی اپنی حالت کشمکش کا شکار تھی کہ آخر پری کو اس سے کیا چاہیے۔  
میں نے سنا ہے تمہاری حویلی میں بیٹوں کا کیا بیٹیاں بھگتی ہیں،،، شاہ میر کو سیکنڈ لگا پری  
کی بات سمجھنے میں دل تو کیا کہ وہ اس وقت پری کی نظروں سے اوجھل ہو جائے جو اسے  
بڑی تحقیر سے دیکھ رہی تھی۔

ایسا تو کچھ۔۔۔۔۔ امان کے ساتھ زینبیہ بھی تو ہے تم نے ایک بار بھی اس کے لیے فکر  
نہیں دیکھائی،،، زینبیہ سے چاہے اس کا کوئی رشتہ نہیں تھا مگر ایک احساس تھا جو اس  
بنادیکھی لڑکی کے لیے پری کے دل میں ابھرا تھا جس کی ذات کی کسی کو پرواہی نہیں  
تھی پرواہ تھی تو صرف حویلی کے بیٹے کی۔۔۔ انسان کی سوچ کا تعلق پڑھائی سے نہیں  
ہوتا جتنا مرضی پڑھ لے اس کی سوچ وہی رہتی ہے جہاں اس نے پرورش پائی ہو شاہ میر  
کی سوچ اس کی ترجیحات بھی وہ ہی تھی جو ایک گاؤں کے سردار کی ہوتی ہے بیٹی اور بیٹے  
میں سے بیٹے کو بچا کر بیٹی کو سولی پر چڑھانے والی۔۔۔

جو کچھ امان نے کیا تم اس کی سزا زینبیہ کو نہیں ملنے دو گے وعدہ۔۔۔،،، شاہ میر اپنے  
سامنے پھیلی پریشے کی ہتھیلی کو دیکھتا بچتے ہوئے فون کو کان سے لگائے بنا کچھ کہے باہر  
نکال گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

امان۔۔۔ کہاں چلے گئے تھے تم اور یہ۔۔۔،،، جیسے ہی دانیال اور ایان کے ساتھ امان کو پوربج سے اندر آتے دیکھا عاشرہ تیزی سے ان کی اور بڑھی مگر امان کے پیچھے چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ کر بچ میں ہی روک گئی۔

پوچھو اپنے لاڈلے سے کہ اس نے اتنا بڑا قدم کیوں اٹھایا اسے کیا لگا کہ یہ کائروں کی طرح کہیں چھپ جائے گا اور ہم اسے ڈھونڈ نہیں پائیں گے،،، مہر جو اپنی ماں کو دووائی کھیلا رہی تھی عبدالسلا کے بتانے پر فوراً نیچے آئی۔

پلیز دانیال آپ آرام سے بیٹھ کر بات کریں اس سے پوچھیں تو اس سب کی وجہ،،، مہر سر جھکائے امان اور پریشانی سے ہر ایک کو دیکھتی زینبہ کو دیکھ کر دانیال کو سمجھانے لگی۔

میں تو آرام سے بیٹھ کر بات کر لو گا مگر شاہ بابا اور ماموں اسے چھوڑیں گے،،، دانیال ملازمہ کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے کو دوسری اور پھنکتا غصے سے چیخا۔

بھائی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ نے خود ہی تو کہا تھا امان کو،،، زینبہ امان کی خاموش

اور دانیال شاہ کا غصہ دیکھتی خوف سے سفید پڑتی جا رہی تھی -

میں نے۔۔۔ آفرین ہے تم پر امان،،، زینبہ کی بات سمجھتے دانیال امان کو کچھ سخت سناتا گاڑی کے ٹائیر کی چڑچڑاٹ سنٹا گیت کی اور مڑا -

شاہ وہ ابھی ابھی آیا ہے ہمیں آرام سے بات کرنی چاہیے،،، دانیال شاہ کو خود امان پہ بہت غصہ تھا لیکن اسے اپنے ٹمپر کا پتا تھا وہ خود کو کور کر لے گا مگر شاہ میر کو غصے میں قابو کرنا ناممکن بات تھی اسی لیے اسے آرام سے بات کرنے کی تلقین کرنے لگا۔

چٹاخ۔۔۔ شاہ۔۔۔ میر بھائی پلیز اسے کچھ مت کہیں،،، شاہ میر کا زناٹے دار تھپڑ

امان کے ساتھ دانیال منشن کے ہر ایک فرد کو کپکانے پر مجبور کر گیا زینبہ اور عائشہ

خوف سے لرز لگیں، مہرنے روتے ہوئے عبداللہ کو خود میں بھیجا، دانیال بے بسی سے

لب بھیجے جبکہ ایان روتا ہوا شاہ میر کے قدموں میں بھینٹا امان کے کیے کی معافی مانگنے

لگا اور جس کو تھپڑ پڑا تھا وہ اب بھی سر جھکائے کھڑا تھا جیسے اس کو اس سب کی امید ہو۔

یہ تھی تمہاری محبت جس کے لیے تم مرے جا رہے تھے ایک ہی لمحے میں اسے سب کی

نظروں میں زلیل کروا دیا ایک بار بھی نہیں سوچا کہ وہ سب کا سامنا کیسے کرے

گی،،، شاہ میر زینبہ کو ہاتھ سے کھینچ کر اس کے سامنے کھڑا کرتا چیختے ہوئے بولا جس میں

کھڑے ہونے کی سکت نہیں تھی۔

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کرو گا اس سب کے لیے،،، زینبیہ کی بے یقینی نگاہیں شاہ میر کے ساتھ امان کو بھی تکلیف سے دوچار کر رہی تھیں۔

میر و آئم سوری پر میرے پاس کوئی راستہ ہی نہیں تھا میں کیا کرتا،،، امان کہہ تو شاہ میر سے رہا تھا پر اس کی نگاہیں زینبیہ پر ٹپکیں ہوئی تھیں جن میں بے یقینی، حیرت دکھ کیا کچھ نا تھا۔

میں نے تجھ سے کہا تھا نا کہ جب تک میں ہوں تجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تو پھر کیوں۔۔۔ کیوں اتنا بڑا قدم اٹھایا تو نے،،، شاہ میر اپنی مٹھیاں بھیجے اپنے غصے کو کنٹرول کر رہا تھا ورنہ اس کا دل تو کر رہا تھا کہ امان کی اچھی خاصی ٹھکانی کر دے۔

اگر یہ سب نا کرتا تو پھوپھا اس نکاح کو ختم کروادیتے،،، امان شاہ میر کا فون سن کر حویلی واپس آیا تو افضل شاہ کو کسی سے بات کرتا سن کر دم بخدر رہ گیا جس میں وہ ڈائیسورس پیپر تیار کرنے کی بات کر رہے تھے۔

وٹ پاگل ہو گیا ہے تو پھوپھا جان ایسا نہیں کر سکتے،،، امان کی بات سنتے ساتھ ہی ایان

نے اس کی بات کو رد کیا۔

وہ ایسا کر سکتے ہیں ایان،،، ڈری سہمی بہن کو خود سے لگائے دانیال شاہ نے شکستہ آواز میں کہا۔

دانیال۔۔۔ نہیں شاہ ہم امان کو پہلے ہی سب بتا دیتے تو آج حالات کچھ اور ہوتے،،، شاہ میر جو دانیال کو بات پوری کرنے سے روک رہا تھا خاموش ہو گیا۔

بابا کو شروع سے سرداری چاہیے تھی ماموں کے انکار کے بعد انھیں لگا کہ اب گدی پہ ان کا حق ہے مگر شاہ کی ہامی نے ان کا خواب توڑ دیا۔ شاہ کی تمہارے ساتھ حد سے زیادہ محبت نے انھیں اپنی بیٹی کے ذریعے اپنا ٹوٹا ہوا خواب پورا کرنے کی امید دلائی تمہیں وہ ہر چھوٹ دی جو شاید کسی کو نہیں ملی تمہارا زینبی کی چھوٹی چھوٹی خواہشوں کے لیے سب سے لڑنا یہاں تک کہ شاہ میر سے بھی ضد لگانا سب ان کی کامیاب پلیننگ تھی ان کا

خیال تھا کہ وہ تمہارے ذریعے بہت آسانی سے شاہ میر سے سرداری لے سکتے ہیں لیکن

مسئلہ تب ہو جب ارمان ماموں کا بیٹا منظر عام پہ آیا شاہ میر کا اسے پاگلوں کی طرح

ڈھونڈنا اس سے انسیت کا اظہار بابا کو لگا کہ تمہارے اور ارمان شاہ کے بیٹے کے مقابلے

میں شاہ میر اسی کا ساتھ دے گا۔ اپنی سرداری کو بچانے کے لیے انھوں نے اپنی بیٹی کا

دل ٹوڑنا چاہا مگر اس وقت تک دیر ہو گئی تھی تم نے ضد کر کے زینہ کو نکاح کے بندھن میں باندھ لیا تھا اس لیے اب وہ یہ سب۔۔۔۔

زینہ۔۔۔۔،،،، دانیال کا ایک ایک لفظ زینہ کو کسی بھاری ہتھوڑے کی طرح سر پر لگ رہا تھا اپنے گھومتے سر کو تھا متی زینہ دانیال شاہ کے بازوؤں میں جھول گئی۔۔۔

\*\*\*\*\*

رافع چلو شاہباش اپنی ماما کو جلدی سے پہ کھلاؤ جیسے یہ آپ کو کھلاتی ہیں نا،،، منال مسلسل ذہنی ٹینشن اور سوچوں کی یلغار سے آخر کار بستر سے لگ گئی پرانی سوچیں کسی سائے کی طرح اس کا پیچھا چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں ابھی بھی رافع کے ننھے منے ہاتھوں کے لمس نے اسے حال میں واپس لا کھڑا کیا۔ پلیز علی نا کریں۔۔۔ مجھے کچھ دیر کے لیے اکیلا چھوڑ دیں،،، منال رافع اور علی کو اپنے سر ہانے بیٹھے خود کے لیے پریشان دیکھ کر شرمندہ ہوتی منہ پھیر گئی۔

ماما میں بھی چلا جاؤ کیا،،، منال کی بات سنتے رافع بھرائی آواز سے پوچھنے لگا جو کافی دن سے منال کو بیمار اور افسردہ دیکھ کر گھبرائٹ کا شکار ہو رہا تھا۔

رافع میری جان۔۔۔ مجھے کبھی چھوڑ کے ناجانا،،، رافع کو اپنے لیے روتا دیکھ منال نے اسے خود میں بھینجا اور والخانہ چومنے لگی -

تو پھر آپ کیوں مجھے اور علی پاپا کو باہر بھیج رہی ہیں اپنے پاس ہی رہنے دیں نا،،، رافع منال کے سینے سے لگا پیار سے بولا۔

آپ یہ کھائیں اور پھر دائی بھی پیسئیں تھوڑی سی کڑوی لگے گی مگر آپ اس سے ٹھیک بھی تو ہو جائیں گی نا،،، رافع سوپ کا چھچھ منال کے منہ کے پاس لے کر جاتا کسی بڑے بوڑھے کی طرح اسے سمجھانے لگا علی جانتا تھا کہ ایک رافع ہی ہے جس کی بات منال کبھی ٹال نہیں سکتی اسی لیے اُسے منال کو سوپ پلانے کا اشارا کرتا اپنی آفس کی فائل میں بزی ہو گیا تھا جو وہ منال کی خراب طبیعت کی وجہ سے گھر لے آیا تھا -

رافع جاؤ آپ یہ باؤل امی کو دے کر آؤ فائو منسٹر بعد آنا ماما کی دوائی لے کر مجھے آپ کی ماما سے کچھ بات کرنی ہے،،، تھوڑی دیر بعد علی رافع سے بولا جو منال کو نا جانے کون سے قصے کہانیاں سنارہا تھا۔

اوکے پر پرومس کریں ماما کو پریشان نہیں کریں گے ماما آپ مجھے آواز دے دینا گریہ آپ کو تنگ کریں تو،،، رافع کا منال کے پاس سے جانے کا بالکل موڈ نہیں تھا مگر علی

کے کہنے پر منہ بناتا بولا۔

بھاگو بد ماش،،، رافع کی بات پہ علی کے ساتھ ساتھ منال بھی ہنس پڑی واقعی بچے اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ماں باپ کے غمزدہ چہروں پر اپنی معصوم حرکتوں سے مسکرائٹ کھلانے والے۔۔۔

منال۔۔۔ یار کم از کم مجھ سے بات تو کرو اس طرح رونے یا خاموش ہو جانے سے سب ٹھیک ہو جائے گا،،، رافع کمرے سے جاتے اپنے ساتھ منال کی مسکان بھی لے گیا منال پھر سے اپنے زون میں واپس جاتی علی کی طرف سے رخ پھیر گئی۔

کیوں علی آخر آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا تناسب ہو گیا فرغام اور حور کے درمیان اور آپ جان کر بھی انجان بنے رہے مجھے سے زکرت تک نہیں کیا کیا یہی وہ پریشانی تھی جو میرے بار بار پوچھنے کے باوجود بھی آپ مجھ سے شیر نہیں کرتے تھے،،، منال جو ناراجگی کے طور پر علی سے بالکل بات چیت نہیں کر رہی تھی اس کے اکسانے پر آج غصے سے بول پڑی۔

کیا اتنی سی بھی معنی نہیں رکھتی تھی میں آپ کی زندگی میں،،، منال کو دکھ ہی اس بات کا تھا کہ علی نے اسے اس سب سے بے خبر رکھا اگر اسے وقت پہ معلوم ہو جاتا تو شاید وہ

حورین کو خود سے اتنا بدظن ناہونے دیتی -

بہت معنی رکھتی ہو تم میری زندگی میں جب ہی تو نہیں بتایا کچھ بھی تمہیں،،، منال کی یہ حالت علی کی برداشت سے باہر تھی جسے اس نے ہمیشہ مسکراتے دیکھا تھا آج دنوں میں کملا کر رہ گئی تھی۔

کیا ملا آپ کو چھپا کر حقیقت تو اب بھی کھل ہی گئی نامیرے سامنے۔۔۔ میری بیسٹ فرینڈ، میری حور مجھے بددعا دے گئی اس غلطی کی جو میں نے کی بھی نہیں،،، حورین کے الفاظ منال کے دماغ سے نکل ہی نہیں رہے تھے اسے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب حورین اس کے لیے سوچ سکتی ہے۔

منال پلیز ایسی باتیں مت سوچو کچھ حاصل نہیں ہوگا اس سے،،، علی منال کے آنسو صاف کرتا اسے بھلانے لگا۔ تو کیا کرو کیسے نکالو وہ ساری باتیں جو حور رر۔۔۔ ایک بار اس کے بارے میں بھی تو سوچو منال اس کی زندگی تو میرے سے زیادہ تمہارے سامنے گزری ہے،،، علی جانتا تھا وہ جتنا بھی کہہ لے حورین کے الفاظوں کا نقش منال کے دماغ سے نہیں مٹا سکتا اسی لیے اس کی سوچ کا رخ موڑنے لگا تاکہ وہ اس ذہنی کشمکش سے نکلے۔

تم آج بھی اپنی ماما کو یاد کرتی ہو روتی ہو ان کے لیے تو حورین کا سوچو اس نے تو اپنے ماں باپ کھوئے ہیں،،، علی منال کی اپنی ماں سے محبت کا موازنہ حورین کی محبت سے کرنے لگا -

ایک انسان جن لوگوں کو اپنا بنانے کے لیے دن رات محنت کرتا ہے ان کی ہر کڑوی کسلی بات اچھے دنوں کی امید میں سوچتے ہوئے سہہ جاتا ہے اور جب وہ اپنی منزل سے دو قدم کی دوری پہ ہوتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ساری محنت رائیگاں گئی جن لوگوں کو وہ اپنا سمجھتا تھا وہ تو اس کے اپنوں کے اس کی خوشیوں کے قاتل ٹھہریں ہیں تو وہ انسان کیسے اس بات کو برداشت کر پائے گا وہی حال حورین کا بھی ہے،،، حورین اور فاخرہ بیگم کے مابین ناگوار تعلق ان سب سے کوئی ڈھکا چھپا نہیں تھا بعض اوقات منال اور پری حورین کو اس کی غلطی ناہونے کی باوجود اسے سمجھاتی بھی تھیں تاکہ حالات اور پیچیدہ ناہوں -

اس کے لیے یہ صدمہ کم تھا کہ فرغام نے اس سے الگ ہو کر اس بو جھتی ہوئی راکھ میں چنگاری لگا کر اسے پھر سے سلگا دیا ہے،،، علی جو جب معلوم ہوا تھا کہ فرغام حورین سے ہر رشتہ توڑ آیا ہے تو وہ اس سے بہت لڑا تھا اپنی طرف سے اسے سمجھانے کی

کوشش بھی کی تھی مگر کچھ حاصل نہ ہوا لگتا تھا فرغام نے اپنے دل کی طرح حورین کے حوالے سے اپنا منہ بھی بند کر لیا ہے۔

فرغام پاگل ہو گیا ہے کیا اس کو منانے کے بجائے الٹا اس سے ناراض ہو گیا ہے،،، منال فرغام کی بے وقوفی پر غصہ ہوئی۔

یہ تو وہی بہتر جان سکتا ہے مگر میں تم سے پوچھتا ہوں کیا تم بھی اسے اکیلا چھوڑ دو گی مانو نا مانو غلطی تو تم دونوں کی والدہ صاحبائوں کی تھی،،، علی فرغام کو تو یہ بات نہیں کہہ سکتا تھا پر اس نے منال پر ظاہر کر دیا تھا کہ وہ حورین کی بات سے متفق ہے۔

منال اولاد کو ماں باپ کے کیے کا بھگتنا پڑتا ہے کیا تم یہ سزا نہیں کاٹو گی نہیں مناؤ گی حورین کو۔ ایک دوست کو تو وقت اور حالات نے گم نام کر دیا ہے کیا اپنی اس بچپن کی دوست کو تم خود اپنے ہاتھوں وقت اور حالات کے درپہ چھوڑ دو گی،،، علی دل سے چاہتا تھا کہ حورین جو در بدر بھٹک رہی ہے کسی ایک کنارے ٹھہرائے اگر منال کی کوشش سے حورین اور منال میں سب کچھ پہلے جیسا ہو جاتا تو وہ حورین اور اموجان کو اپنے گھر لانے کا سوچے بیٹھا تھا کیوں کہ علی ناتو حورین کے بوسیدہ گھر سے سیٹسفائیڈ تھا نا ہی اس کی جاب سے اسی لیے منال کو پیار سے سمجھانے لگا۔

نہیں۔۔۔ نہیں علی میں منالوگی اسے اپنی آخری سانس تک کوشش کروگی کہ وہ پلٹ آئے اپنی اس زندگی میں جو صرف اس سے آباد تھی،،، حورین کو منانے کے لیے اسے کوشش تو کرنی تھی نا صرف اپنے لیے بالکل فرغام کے لیے بھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

شاہ میرے خیال سے تجھے آج یہی پررک جانا چاہیے،،، رات کے ایک بجے شاہ میر کو واپسی کے لیے کھڑا دیکھ دانیال نے اسے روکنا چاہا۔

نہیں میں چلتا ہوں دیکھو کل آفس سے جلدی فری ہو اتو چکر لگاؤ گا،،، شاہ میر انکار کرتا اپنے کل کا پروگرام بتانے لگا۔

میں تو تمہاری طبیعت کے خیال سے کہہ رہا تھا وہاں کون ہے جو تمہارا خیال کرے گا یہاں ہم سب ہیں اور یقین کرو میری بیوی اپنے سسرالیوں کی بہت خاطر مدارت کرتی ہے،،، شاہ میر کو بخارا ترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا جس کا اثر اس کی صحت پر پڑ رہا تھا دانیال اس کے موڈ کو تھوڑا بہتر کرنے کے لیے بات کو مزاق میں لے گیا۔

باہا ہا تو اپنی بیوی کی خدمتیں صرف اپنے لیے رکھ میری خدمت کے لیے میرے وفادار

ملازم موجود ہیں،،، شاہ میر کوپری سے تو خدمت کی کوئی امید نہیں تھی یہ ناہو کہ اس بار نمک کی جگہ غصے میں زہر ہی کھلا دے -

تو کہہ تو بالکل ٹھیک رہا ہے واقعی تیرے ملازم بہت وفادار ہیں،،، دانیال کچھ سوچتا ہوا بولا -

ہممم۔۔۔ پوچھے گا نہیں کہ امان کا پتہ کس نے بتایا،،، پری کی وعدے والی شرط کو اپنے سر پر سوار کرے شاہ میر دانیال کے ایک فون کال سے ہی بھاگا چلا آیا تھا اپنے غصے میں امان سے باز پرس کرتے اور زینبیہ کے بے حوش ہو جانے کے دوران بھی اس کا دماغ اس طرف نہیں گیا کہ آخر دانیال کو وہ کہاں ملا -

مجھے لگا کہ وہ خود آیا ہے یہاں،،، اپنی کوتاہی کو دانیال پہ ظاہر کیے بغیر شاہ میر نے بات کا رخ موڑا -

مجھے داد الہی کا فون آیا تھا انھی نے بتایا امان کا پتہ،،، شاہ میر کے ساتھ کوریڈر تک چلتے دانیال نے اچانک کہا -

میں نہیں جانتا کہ تو نے ان کو نکالنے کا اتنا بڑا فیصلہ کیوں کیا مگر ایک دوست کی حیثیت

سے اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر وہ ہوتے تو آج یہ سب کچھ نہ ہوتا،،، دانیال کے بہت پوچھنے پر بھی داد الہی نے اسے کچھ نہیں بتایا کہ آخر وہ کیا بات تھی جو داد اور شاہ کو دور کر گئی -

اب منہ بند کر کے کیوں کھڑا ہے کچھ تو بول کم از کم یہ ہی بتادے کہ اتنے وفادار ملازم آخر کیسے مل جاتے ہیں تجھے،،، شاہ میر کے چہرے کے اتار چڑھاؤ اس بات کی علامت تھی کہ اسے دانیال کی باتیں بُری لگ رہی ہیں جنہیں وہ مشکل سے برداشت کر رہا ہے اس لیے دانیال جان کر داد الہی کے لیے ملازم کا لفظ استعمال کر رہا تھا جانتا جو تھا شاہ کے دل میں ان کی حیثیت ملازم کی کبھی نہیں تھی وہ تو وہ شخص تھے جنہوں نے ناصر شاہ کو پالا تھا بالکل وہ شاہ کی زہنی حالت کو سمجھتے کبھی اس کے بہترین دوست بن جاتے تو کبھی اس کے بڑے بن کر اسے کسی مسئلے کا حل سمجھانے بیٹھ جاتے -

تم جتنی بھی کوشش کر لو ایسے ملازم کبھی بنا نہیں پاؤ گے کیونکہ تم سردار نہیں ہونا اور یہ تو تم جانتے ہو کہ سردار سے غداری مطلب اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھنا اس لیے مجھ سے وفاداری ان کی ایک طرح سے مجبوری ہے،،، داد الہی کے جانے کے بعد سے اب تک جانے کتنے ایسے لمحے آئے جہاں شاہ میر کو ان کی کمی بہت فیل ہوئی خاص طور پر

امان کے حوالے سے اگر آج دانیال کو امان کا پتا ناملتا تو شاہ خود سے داد الہی کو بلا لیتا مگر اب جب سب خود ہی ٹھیک ہو گیا تھا تو شاہ میر نے اپنی انا کو بلند ہی رہنے دیا۔

غداری تو میرے باپ نے بھی کی ہے تو کیا ان کے لیے بھی یہ ہی قانون رہے گا،،، دانیال جانتا تھا شاہ اندر سے بہت پکا ہے نابتانے والی بات کبھی نہیں کہے گا۔ میں نے جو کچھ بھی کہا وہ سب انھیں اپنی لیمنٹس کر اس کرنے سے روکنے کے لیے تھا میں ان کے بارے میں ایسا کرنا تو دور کی بات سوچ بھی نہیں سکتا،،، دانیال کی بات کو سمجھتے ہوئے شاہ میر اسے کہتا لاڈ سے اس کے بال بگاڑ گیا۔

ایسے کیا دیکھ رہا ہے سچ کہہ رہا ہوں،،، دانیال کو خود کو تکتا پا کر شاہ میر نے پوچھا۔

تجھے پتا ہے تجھ میں کافی چینیج آ گیا ہے،،، دانیال نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے لہجے کو سرسری رکھا۔

اچھا مثلاً کیسا چینیج،،، شاہ میر جو گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا رک کر اس سے بولا۔ جانتا ہے آج مجھے تیرا غصہ دیکھ کر لگ رہا تھا کہ زینہ کو تجھ سے بچانا بہت مشکل ہے پر تو نے تو مجھے حیران کر دیا،،، واقعی دانیال کو امان سے زیادہ اپنی بہن کی ٹینشن تھی اس کو معلوم تھا

کہ شاہ میر امان کو کسی ناکسی طرح سب کت سوالوں جواب سے بچالے گا مگر زینی اس کی تو کوئی بات تک نہیں سنے گا۔

ہا ہا ہا دانیال تو پاگل ہو گیا ہے میں اسے کچھ کیوں کہتا اس کا اس سب میں بھلا کیا تصور،، شاہ میر کا امان کو لے کر آج کابی ہیویر دانیال، امان اور ایان کے علاوہ خود کے لیے بھی حیران کن تھا نا جانے شاہ میر کو امان پر اتنا غصہ کیوں آ گیا تھا اب رہ رہ کر افسوس ہو رہا تھا۔

پہلی بھی تو وہ بے تصور ہوتی تھی۔،، دانیال شاہ نے اسے گھیرنا چاہا۔ گزرا ہوا وقت بھول جادانی اسی میں سب کی بھلائی ہے،، شاہ میر کو اپنے کل سے بچھتاؤ تھا۔ مجھے سب سے غرض نہیں صرف تیری بھلائی سے مطلب ہے آخر میں بھی تو دیکھو اس بھلائی کو،، دانیال کے لہجے میں شرارت تھی اور ایک ہلکی سی کوشش کہ شاید شاہ میر اس پر کھلتا سے اس کے بارے میں بتادے جو ایک دو بار پہلے بھی ان کے درمیان موزوں بن چکی تھی۔

ہا ہا ہا ملو او گا سب سے پہلے تو ہی دیکھے گا سے اور حیران رہ جائے گا،، شاہ میر نے ہنس کر بات ٹال دی نکاح سے پہلے تو وہ دانیال کو پریشے سے کسی بھی صورت نہیں ملوا سکتا تھا۔

اب میں چلتا ہو کافی ٹائم ہو گیا ہے اور ہاں بات سن ابھی زینہ کو حویلی بھیجنے کی ضرورت نہیں میں خود لے کر جاؤ گا،،، شاہ میر گاڑی میں بیٹھتا سے ہدایت کرنا نہیں بھولا تھا -

\*\*\*\*\*

واہ۔۔ کیا غضب کی پر سنیلٹی ہے تمہارے بھائی کی واقعی سرداری ان پہ سوٹ کرتی ہے،،، رات جو کچھ دانیال منشن میں ہوا عائشہ اسی بات کو لے کر ایان سے شاہ میر کی تعریف کر رہی تھی۔

ہممم شاہ میر بھائی ہم سب میں الگ لگتے ہیں،،، ایان اپنے بھائی کی تعریف پر ایسے خوش ہوا جیسے عائشہ اس کی تعریف کر رہی ہو۔

ہیں تو ویسے دانیال بھائی بھی پیارے مگر مسٹر شاہ میر کی ٹور ہی الگ ہے،،، عائشہ سامنے پڑی مسمی سے مکمل انصاف کرتی کہتے ساتھ ہی سر جھکا گئی۔

کیا مطلب ٹور۔۔۔ ہاں اچھی پر سینلیٹی کے مالک ہیں اور کچھ جلال ان کا ایسا ہے کہ تھوڑے منفرد لگتے ہیں وہ بس،،، ایان کو عائشہ کا لہجہ کچھ مختلف لگا مسمی سے ہاتھ روکے اسے گھورنے لگا ویسے بھی ایان عائشہ کو لے کر کچھ پوزیسو ہوتا جا رہا تھا یونی میں

بھی زیادہ تر اس کے آس پاس رہتا کہیں کوئی لڑکا اس سے دوستی لڑانے ناکھڑا ہو جائے وہ کچھ تھی بھی ہنس مکھ مزاج کی جس کی وجہ سے ایان زیادہ کو نشتر رہتا تھا۔

بسبس۔۔۔ میں نے آج تک ایسا بندہ نہیں دیکھا جانتے ہوا انھوں نے جب اینٹری دی میری ہاٹ بیٹ مس ہوئی تھی،،، عائشہ ایان کو دیکھتی مستی سے بولی جس کا چہرہ اپنے بھائی کی اتنی تعریفوں سے طرح طرح کے رنگ بدل رہا تھا آج تک تو اس نے امان کے منہ سے شاہ میر کی اتنی تعریف نہیں سنی تھی جتنی وہ کر رہی تھی۔

اوو میڈم حقیقت کی دنیا میں لوٹ آؤ وہ دوسری طرح کے مرد ہیں میں نے آج تک انھیں کسی لڑکی سے سیدھے منہ بات کرتے نہیں دیکھا اور انکا غصہ تو مت ہی پوچھو اچھے اچھوں کی بولتی بند ہو جاتی ہے میری مانو تو تم بھی زرا پرے رہنا،،، ایان نے شاہ میر کی ایکسٹرا خوبی بتاتے اسے دور رہنے کی تلقین کی۔

کب سے مسٹر شاہ میر کیے جا رہی ہے بھائی کہتے ہوئے منہ دکھتا ہے اس کا،،، ایان شاہ میر کی تعریف سے پریشان نہیں تھا اسے پریشانی تھی تو عائشہ کے شاہ میر کو دانیال کی طرح بھائی ناکہنے پر اسے ٹوکنے کے بجائے اپنے منہ میں بڑبڑاتا مسمی کو چھیلنے لگا۔

اہممم کہیں سے جلنے کی بو آرہی ہے،،، ایان کو مسمی سے چھینا جھپٹی کرتے دیکھ عائشہ

اسے تپانے کی غرض سے بولی۔

مجھے تو نہیں آرہی ایک منٹ کہیں آگ نہ۔۔۔ عائشہ یووو،،، ایان جو عائشہ کی بات کا مطلب سمجھے بغیر اندر کی اور دیکھنے جا رہا تھا ایک دم سے پلٹتا اس کی شرارت پر چیخا۔

ہاہا ہا شکل دیکھو اپنی کالے ہو گئے ہو،،، ایان امان کے مقابلے میں تھوڑا سا گندمی رنگت کا حامل تھا اور وہ اپنے رنگ کو لے کر ایک دم سے کونشیس بھی ہو جاتا تھا اس لیے عائشہ ایک اور چوٹ کرتی اسے کو اپنی طرف آتا دیکھ ایک دم سے کرسی سے اٹھ کر بھاگی۔

بھلا میں کیوں جلنے لگا اپنے بھائی سے،،، ایان نے فوراً اسے اس کی بات کی نفی کی۔

ہاہا اپنے بھائی کی خامیاں ایسے بتا رہے تھے جیسے میں نے ان کے ساتھ افیر چلانا

ہو،،، عائشہ اس کا مزاق اڑا رہی تھی جو اسکی بات سن کر اپنا سر کھجانے لگا۔

ہاہا۔۔۔ تم بھی ایان بدھو ہی ہووو،،، ایان اسے کسی کو بھی یہ بات بتانے سے

منا کر رہا تھا جس پر عائشہ ہنستے ہوئے اسے چھیڑ رہی تھی۔

ان دونوں کے ہنسی مزاق کو دو آنکھوں نے بڑی حسرت سے دیکھا تھا جو اپنے آپ کو کل رات سے کمرے میں قید کیے اپنے ہوئے نقصان کا سوچ رہی تھی جو اس نے اپنے

ہی شوہر کے ہاتھوں اٹھایا تھا۔

\*\*\*\*\*

حور کچھ کھالے میرے بچے پھر دوائی بھی تو کھانی ہے ناتونے،،، حورین ہو سپٹل سے کچھ دیر بعد ہی ڈسچارج ہو گئی تھی مگر افسوس کی بات کہ وہ اس ٹائم اکیلی تھی کیونکہ فرغام اس کے ہوش میں آتے ہی سائیڈ پہ ہو گیا تھا اور وہ نرس سے اپنے مددگار کا نام سنتی اسے ارد گرد تلاش کرتی مایوسی سے اکیلی ہی گھر آگئی وہ الگ بات ہے کہ دو نگاہوں نے اس وقت تک اس کا پیچھا کیے رکھا جب تک وہ اپنے گھر کے اندر داخل نہ ہوئی۔

اموجان ایک بات پوچھو سچ بتائیں گی،،، دو دن سے کسی چھوٹے بچے کی طرح اس کا خیال رکھتی اپنی اموجان کو دیکھ کر حورین کو پہلی بار اپنا یہاں آنے کا فیصلہ غلط لگا احمرولا میں تو وہ زیادہ تر ان کا کام نوکروں کو ہدایت دینا تھا مگر یہاں آ کر تو ان کا حشر ہی بگڑ گیا تھا۔

ہاں پوچھ،،، حورین نے ان کی تھکی تھکی سی آواز سنی آج کل وہ زیادہ تھکنے لگی تھیں سارے کام کا برڈن جوان پر آن پڑا تھا۔

میرے بابا کا کیا کوئی عزیز نہیں ہے اس دنیا میں،،، اموجان کو اپنے پاس بیٹھاتی ان سے اپنے رشتے داروں کا پوچھنے لگی۔

اتنے سالوں بعد تجھے اپنوں کا کیسے خیال آگیا،،، اموسر دآہ بھرتی اس سے بولیں۔ کیا واقعی میرے اپنے ہیں،،، حورین کو ایک انجانی سی خوشی ہوئی سن کر۔

ہاں میری بچی تیرے سگے ہیں اس دنیا میں پر تیرے سب سے بڑے دشمن بھی وہ ہی ہیں،،، اموجان گوگو کی کیفیت میں تھیں کہ اسے بتائے کہ نابتائے۔

امو میں سمجھی نہیں،،، حورین نا سمجھی سے انھیں دیکھنے لگی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تیرے ددھیال کا شمار بہت تنگ نظر لوگوں میں ہوتا ہے تیری ماں کو ان لوگوں نے صرف اس وجہ سے قبول نہیں کیا تھا کیوں کہ وہ ناتوان کے خاندان کی تھی اور نا ہی ان کے ہم پلہ بہت غلط تصور تھا ان کے دماغ میں تیری ماں کا صرف ایک بارگی تھی وہ ارمان کے ساتھ تمہاری دادی سے ملنے ظالموں نے اندر قدم بھی نہیں رکھنے دیا تھا سارہ کو،،، اموجان اسے اسکے خاندان کی حقیقت بتانے لگی۔

سارہ کی خاطر ارمان نے بھی اپنوں سے منہ موڑ لیا تھا دوبارہ باپ کی میت کو کندھا دینے

گیا تھا خود چار کندھوں پہ سوار آیا،، اس وقت کو سوچتی اموجان غمزدہ ہو گئیں کتنا روکا تھا سارہ نے پر وہ رکا ہی نہیں وہ رک بھی کیسے سکتا تھا اسے تو اس کی موت پکار رہی تھی۔ سچ ہے جب موت پکارتی ہے تو انسان جہاں کہیں بھی ہو اپنی موت کے پاس دوڑا چلا آتا ہے -

کیا اتنے عرصے میں کوئی میرے یا ماما کے بارے میں پوچھنے نہیں آیا،، وہ لمحہ بھلے حورین کو یاد نہیں رہا تھا پر اس کی تکلیف تو آج بھی تازہ تھی۔

بہت بار آئے مگر ہارون اور میں نے تم تک انھیں پہنچنے نہ دیا،، اموجان نے اس موڑ پر اسے گمرائی میں رکھنا ٹھیک نہیں سمجھا اسی لیے صاف صاف لفظوں میں جو سچ تھا وہ کہہ دیا۔

پر کیوں امو آپ نے ایسا کیوں کیا،، حورین کو اپنی اموجان سے اس سب کی امید نہیں تھی۔

ڈرتے تھے ہم کہ سارہ کے بعد تمہیں نا کھو دیں،، اموجان حورین کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں پکڑے اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولی آخر ایک وہ ہی تو ان کے پاس اپنی کہلانے کو رہ گئی تھی۔

آپ نے غلط کیا امواج اگر ہم وہاں ہوتے تو حالات مختلف ہوتے،،، حورین کو اس بات کا بہت غم تھا۔

ہممم۔۔۔ ارمان نے صحیح کہا تھا،،، اموجان حورین کی بات پر طنزیہ ہنسی -

کیا کہا تھا بابا نے بتائے نامو،،، حورین جو اپنوں سے کبھی ناملنے کا غم مناتی کمرے میں چکرار ہی تھی اموجان کے منہ سے اپنے باپ کا سنتی فوراً سے ان کے پاس آ کر بیٹھی۔

خون جوش مارتا ہے۔۔۔۔ تم اپنے ماں کے قاتلوں کو معاف نہیں کر رہیں جنہوں نے تمہیں پالا سہارا دیا ہر گرم سرد سے بچایا اور ماں باپ کو در بدر کرنے والوں ان کی زندگی بدتر کرنے والوں کا ساتھ ناملنے پر افسوس کر رہی ہو،،، کہتے ہیں بچے کی تربیت میں ماں باپ کا بہت اہم کردار ہوتا ہے بچہ اپنی جوانی میں اسی طرح ڈھلتا ہے جیسی اس کی تربیت ہو پر حورین کے معاملے میں تو ان کی تربیت بھی کام نہیں آئی تھی اسے صرف اپنے خون کی کشش کھینچ رہی تھی۔

تم فکر مت کرو تمہارے بابا کا میرو تمہیں ڈھونڈ ہی لے گا،،، حورین کا رویہ اموجان کو غم زدہ کر گیا انھیں اپنے فیصلے پر افسوس ہوا جو انھوں نے حورین کو اس کے اپنوں سے دور کر کے کیا تھا کوشش وہ بچپن میں ہی اسے حویلی والوں کے حوالے کر دیتیں -

پر کیا کریں نصیب کا لکھا تو بھگتنا ہی پڑتا ہے تو وہ کیسے اس سب سے بچ جاتی کسی کے  
آنسوؤں اور التجاؤں کی سزا بھی تو کاٹنی تھی۔

میر و کون اور وہ مجھے کیوں ڈھونڈے گا۔۔۔؟،،، حورین نے پہلی بار یہ نام سنا تھا اسی  
لحاظ سے وہ اس شخص سے انجان تھی۔

ارمان شاہ کا بھتیجا جس کی تم امانت ہو،،، اموجان نے دو ٹوک بات کی -

امانتت۔۔۔ ہاں حور ارمان نے ہارون ملک کو زبان دی تھی اگر اس کا میر و تمہیں  
ڈھونڈتا ہوا آئے تو وہ تمہارا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے،،، حورین کی چہرے کی  
ہوائیاں اموسے چھپی نہیں تھیں پر انھیں حورین کو سب سچ بتانا تھا آگے اس کی مرضی  
کہ وہ کون سی راہ چنتی ہے -

امو مجھے اپنی حویلی کا پتہ چاہیے،،، کچھ دیر بعد کمرے میں اس کی آواز گونجی۔ پر کیوں تم  
کیا کرو گی اس پتے کا اب ان لوگوں سے بھی جھگڑا مول لو گی،،، امو کمرے سے جاتے  
ہوئے موڑ کر بولیں۔

بی بی وہ لوگ کوئی معمولی نہیں ہیں جو تم سے ڈر جائے یا تمہیں مناتے رہیں،،، اموجان

نے الاحمر ولا والوں کا حوالے دیا جو جن میں سے کچھ تو اب تک اسے منانے کی کوشش کر رہے تھے جن میں سرِ فہرست فاخرہ ملک تھیں جو روز اس امید سے اسے فون کرتی کہ شاید آج حورین ان کی بات سن لے پر حورین اپنی انا کو بلند کرتی ان کا نمبر دیکھتی فون کاٹ دیتی۔

وہ بھلا کیوں جھکتی آخر کزن کس کی تھی۔

امو امانت امانتدار کو جلد واپس لوٹا دینی چاہیے یہ آپ کا ہی پڑھا یا سبق ہے نامیں بس اس پہ عمل کرنا چاہتی ہوں،،، فرغام کا اسے ہو سپٹل میں اکیلے چھوڑ جانا اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ واقعی اسے چھوڑ چکا ہے اب اسے بھی آگے بڑھ جانا چاہیے تھا جس کے لیے اسے کسی کے سہارے کی ضرورت تھی اور وہ سہارا اگر اسے کے بابا کا منتخب کیا ان کا میرا تھا تو اس میں اسے کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔

\*\*\*\*\*

شام اداسی میں گھیرا میرا وجود اس طرح

کہ تیری یادوں کے چراغ بھی نور امید نا جاگ پائی

NH

زینیہ میری بات تو سنویا،،،،، امان کمرے میں اتی ہوئی زینیہ کا راستہ روکے اسے اپنی پوزیشن کلیئر کرنے میں لگا ہوا تھا -

مجھے تمہاری کوئی بکواس نہیں سننی اب پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو،،،،، زینیہ نے اپنا ہاتھ امان کے ہاتھ سے چھڑاتے دروازہ بند کرنا چاہا جو امان نے مضبوطی سے تھامہ ہوا تھا -

زینیہ.... پلیز ایک بار صرف ایک بار۔۔۔ چلے جاؤ وؤ یہاں سے چھوڑ دو مجھے میرے حال پہ،،،،، زینیہ دروازے پہ کھڑے امان کو دھکادی دروازہ بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی پر امان اس کی کوشش کو ناکام بنانا بکھری ہوئی زینیہ کو سمجھاتا اندر آ گیا -

مجھے نفرت ہو رہی ہے اپنے آپ سے اور یہ صرف تمہاری وجہ سے ہے مسٹر امان شاہ،،،،، اپنے بھائی کا جھکا سر زینیہ کے اندر ایک اندیکھی چنگاری لگا رہا تھا جس سے زینیہ کو اپنا آپ جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا -

زینیہ مجھے سمجھنے کی کوشش تو....،،،،، زینیہ کا رویہ امان کو رنج میں مبتلا کر رہا تھا پہ وہ اسے حویلی جانے سے پہلے منالینا چاہتا تھا -

کیا سمجھو تمہیں ہاں... بولو کیا سمجھو یہی کہ تم مجھ سے اتنی شدید محبت کرتے ہو کہ اس کی خاطر تم نے میری ہی عزت داؤ پہ لگادی مجھے ہی دنیا کے سامنے رسوا کر دیا،،، زینہ امان کو جھنجھوڑتی اس سے سوال کرنے لگی۔

تم نے تو مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا ہے امان،،، زینہ کی آنکھوں میں اپنے لیے بے اعتباری امان کا دل چیر گئی۔

نہیں زینی ایسا کچھ بھی نہیں ہے جیسا تم سوچ رہی ہو اگر میں تمہیں جھوٹ بول کر نالاتا تو تم کبھی میرے ساتھ نا آتیں میرے پاس دوسرا کوئی اوپشن نہیں...،،،، امان کو اپنی بات سمجھانا اس وقت دنیا کا سب سے مشکل کام لگا جس کے پاس ہر بات کا جواز ہوتا تھا آج اسی کے پاس لفظ ہی نہیں تھے -

تمہارے پاس اوپشن نہیں تھا... نہیں امان حقیقت تو یہ ہے کہ تم مجھے میری محبت میں نہیں لائے بلکہ تم نے تو اپنی انا کی خاطر میری اور میرے ماں باپ کی عزت داؤ پہ لگا دی،،، زینہ امان کو کالر سے پکڑتی نفرت سے دیکھتے ہوئے بولی۔ تمہیں صرف جیتنا تھا بابا سے یہ ثابت کرنا تھا ان پر کہ مجھ پر صرف تمہارا حق ہے،،، امان اپنی جگہ ساکت کھڑا زینہ کو دیکھے گیا۔

ساکت ہونے کی وجہ زینہ کا کالر پکڑنا نہیں بلکہ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت کا ہونا تھا۔

نہیں زینہ.... تم نے آج ثابت کر دیا کہ تم بھی حویلی والوں کے باقی بیٹوں جیسے ہو خود غرض اپنی منمائی کرنے والے عورت کے وجود کی نفی کرنے والے اسے اپنی رعایا اپنے سے کمتر سمجھنے والے ہو،،، امان نے زینہ کا مان توڑا تھا جس کی ازیت زینہ کے ساتھ ساتھ امان کو بھی ہو رہی تھی۔

یاد رکھنا امان شاہ حویلی جانے کے بعد میرے ساتھ جو مرضی ہو سزا میں اکیلے نہیں بھگتوں گی کچھ تو تمہیں بھی برداشت کر رہے.....

امان دونوں ٹائم مل رہے ہیں اس طرح پتھر راستے میں کیوں بیٹھے ہو،،، مہر کی آواز امان کو اس کی سوچوں سے باہر لے آئی وہ سوچیں جو پندرہ دنوں سے امان کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں۔

بس ویسے ہی بھا بھی،،،، امان مہر کو دیکھ کر بولا جس کے چہرے پہ اسے اپنے لیے فکر نظر آرہی تھی۔ ایک وہی تو تھیں جو امان کا ہر ممکن خیال رکھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

ایسے نہیں بیٹھتے عصرِ مغرب کے درمیان،،، مہرمان کا ہاتھ پکڑتی اسے کوریڈر کی سیڑھیوں سے اٹھاتی اندر لے گئی۔ جب سے زینہ حویلی گئی تھی امان ہر روز اسی ٹائم کوریڈر کی سیڑھی پہ بیٹھتا اس وقت کو سوچتا رہتا کاش وہ کسی طرح زینہ کو روک لیتا اسے خود سے بد ظن ہوئے جانے نادیتا۔

میرے ابو بتاتے تھے کہ اس ٹائم تو بہتا ہوا پانی بھی خالق کائنات کے حکم سے رک جاتا ہے پر دیکھو نا ہم انسان اتنے نافرمان ہیں کہ بس دنیاوی دوڑ میں سرکش گھوڑے کی طرح بھاگے چلے جاتے ہیں،،، مہرمان کو چائے کے ساتھ لے کر آئی لوازمات کھلانے لگی جانتی تھی کہ وہ دوپہر کا کھانا برائے نام ہی کھاتا تھا۔

بھابھی آپ بھی سب کی طرح مجھے غلط سمجھتی ہیں،،، امان کو اس ٹائم اپنی بھابھی پہ بہت پیار آیا جو صرف اس کوشش میں تھیں کہ کسی طرح سب پہلے جیسا ہو جائے اسی لیے زیادہ سے زیادہ ان بھائیوں کو ساتھ بیٹھنے اور آپس میں بات کرنے کا ماحول بناتی رہتی۔ اپنے دل کی تسلی چاہتے ہو یا سچ سننا؟؟؟،،، مہرمان کو دیکھتے پیار سے اس کے بال بکھیرے۔

ہممم.... سچ،،، امان کی آواز بہت دھیمی تھی۔ تم نے جو سوچا وہ غلط نہیں تھا امان،،، امان

ایک دم سے چونکا کیونکہ مہر کی بات امان کی سوچ سے برعکس تھی۔ اپنی خوشی کے لیے لڑنا کوئی غلط نہیں پر کیا ہے ناکہ تمہارا طریقہ غلط تھا،،، مہر نے امان کی آنکھوں میں حیرت اور نا سمجھی کا تصور دیکھ کر اپنی بات مکمل کی۔

تم نے اپنی محبت پہ اعتبار نہیں کیا ایک بار اپنے اندر کی کشمکش کسی کے سامنے ظاہر تو کرتے،،، مہر کو جس بات کا ملال تھا وہ امان پر ظاہر کر گئی۔

تم نے سوچ کیسے لیے کہ تم زین کو لے کر چھپ جاؤ گے اور سب لوگ تمہیں ڈھونڈے گے نہیں،،، امان سر جھکائے مہر کی بات سنتا رہا یہ سب تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا کہ وہ بعد میں سب کو کیسے فیس کرے گا۔

کب تک چھپ کر رہتے تم ایک نا ایک دن تو واپس اپنوں میں آنا ہی تھا نا امان ایسے راستے پہ چلے ہی کیوں جس کی کوئی منزل ہی نہیں تھی،،، امان کو اب اس سب باتوں کا احساس ہو رہا تھا پر اب تو وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

دانیال کے بابا کیا کر لیتے زیادہ سے زیادہ ہاں بولو،،، مہر چاہتی تھی کہ وہ اپنی اس خاموشی کو ختم کرے جو زینہ کے جانے کے بعد سے اسے لگ گئی تھی۔

وہ کہہ رہے تھے کہ نکاح ---

نہیں امان وہ کچھ بھی نا کر پاتے،، مہر کو دانیال کے والد کی سوچ سن کر بہت افسوس ہوا  
اسے تو ان سب باتوں کا یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ دانیال کے بابا ایسا بھی کچھ کر سکتے ہیں۔

اتنی آسانی سے ٹوٹنے والا رشتہ نہیں ہے یہ جو کسی کے کہنے سے فوراً ٹوٹ جائے یہ جوڑتا

بھی نصیب سے ہے اور ٹوٹتا بھی نصیب سے ہی ہے تم نے اس پاک ذات پہ بھی

بھروسہ نہیں کیا جس نے تمہارے دل میں زینہ کی محبت پیدا کی تم دونوں کو اس پاک

بندھن میں باندھا،، مہر کو زینہ کا ناراض جانا بہت بُرا لگا پر وہ کیا کر سکتی تھی اس کی تو

زینہ سے اتنی فرینکنس بھی نہیں تھی کہ وہ اس کے دل کو امان کے لیے صاف کرنے

کی کوشش کرتی یا اسے کچھ سمجھا ہی دیتی اس لیے خاموش ہی رہی پر اب اس کی دل سے

یہ ہی دعا تھی کہ امان کسی طرح زینہ کو منالے -

آتم سوری بھا بھیبی مجھے پتا نہیں اس ٹائم کچھ بھی،، اتنے دن سے رو کے آنسو مہر کے

سامنے آج نکل ہی گئے امان اپنا چہرہ موڑتا اپنے آنسو صاف کرنے لگا۔

اس لیے کہا گیا ہے کہ کوئی بھی فیصلہ جلد بازی میں نہیں لینا چاہیے اگر تم تحمل کا مظاہرہ

کرتے تو آج تم افسوس نا کر رہے ہوتے،، مہر نے اپنے پلو سے اس کا چہرہ صاف کیا جس

کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے -

پر اب میں سب کیسے ٹھیک کروں بھا بھی میرے سے تو سب ہی ناراض ہیں،،، اتنے دن سے کسی نے بھی امان سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی شاہ میر بھی آیا تھا پر اس سے بات کیے بنا زینہ کو لے کر حویلی چلا گیا ایاں زیادہ تر اپنی سٹیڈی میں بیزی رہتا اور دانیال تو سمجھوں آفس کا ہی ہو کر رہ گیا تھا صبح جلدی چلا جاتا اور دیر رات تک لوٹتا۔

ٹائم دو سب کو اتنی جلدی سب کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو گا بھی،،، مہر جانتی تھی کہ امان کو سب سے اتنی جلدی معافی نہیں مل سکتی اس کے لیے اسے انتظار کرنا تھا اچھے وقت کا -

آپ کو پتا ہے بھا بھی آپ دنیا کی سب سے بیسٹ بھا بھی ہو تھنکیو بھا بھی تھنکیو سو بچ،،، امان مہر کو ہگ کرتا خوشی سے بولا۔

اور اگر جو میں کہہ دیتی کہ ساری غلطی ہی تمہاری ہے تو،،، مہر اس کے چہرے پہ کافی دن بعد مسکرائٹ دیکھ کر شرارت سے بولی۔

تو اب آپ نے کون سا میری سائیڈ لی ہے،،، امان مہر کا چہرہ دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ

شرارت کر رہی ہیں اس لیے مصنوعی ناراضگی سے بولا۔

تھنکس تو میں اس لیے کہہ رہا تھا کہ آپ نے مجھے اتنے اچھے سے اپنی غلطی کا احساس دلا یا،،، امان واقعی مہر کا ممنون تھا۔

مجھے پریکٹس ہے میری پری آپنی بھی تمہاری طرح۔۔۔ بلکہ تم سے بھی زیادہ غصے کی تیز اور جلد باز تھیں میں ان کو بھی ایسے ہی سمجھاتی تھی،،، مہر کہتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی بہن کا دکھ نئے سرے سے اجاگر ہو گیا تھا اپنے آنسوؤں کو بھی تو سب سے چھپانا تھا جبکہ امان مہر کو دکھی دیکھ افسردہ سا اس کے پیچھے اسے چپ کر والے چل دیا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

ٹھک ٹھک۔۔۔ پری تمہیں میرے کمرے میں آنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں،،، دستک کی انداز سے ہی شاہ پہچان گیا کہ آنے والا کون ہے -

مجھے تم سے بات کرنی ہے،،، شاہ میر کو اپنے دروازے پہ کھڑا دیکھ پری بنا اندر آئے آنے کا مقصد بتانے لگی۔

اندر آؤ اور آرام سے بیٹھ کر بات کرو میں کھا نہیں جاؤ گا تمہیں،،، شاہ میر کو پری کا یہ

انداز بہت ہی بُرا لگتا تھا شاہ میر کی موجودگی میں وہ اسکے کمرے میں آنے سے گریز کرتی  
اگر بالفرض اسے کوئی بات کرنی بھی ہوتی تھی تو وہ زینت بی کے ہاتھ پیغام بھیجوادیتی۔

میں بے بی روم میں تمہارا ویٹ کر رہی ہوں فری ہو جاؤ تو آجانا،، پری کہتے ساتھ ہی  
دروازے سے پلٹ گئی۔ یہ لڑکی بھی نا کبھی جو کسی دوسرے کی بھی مان لے میری بات  
کی نفی کرنا تو اس نے اپنے اوپر فرض سمجھ لیا ہے،، شاہ میر غصے میں جھنجلاتا ہاتھ میں  
تھامے کافی کے کپ کو ٹیبل پہ پٹختے اس کے پیچھے باہر نکل گیا۔

جی میڈم بتائیں کیا بات تھی جو میرے روم میں نہیں ہو سکتی تھی،، شاہ میر ماتھے پہ بل  
ڈالے پری سے بولا جو اپنے ہاتھوں کو آپس میں مسلتی کچھ کہنا چاہ رہی تھی۔ تم مجھے سے  
نکاح کرنا چاہتے تھے نا،، پری چاہنے کے باوجود بھی شاہ کو اس کے دوست کی آمد اور  
اس سے کی جانے والی تکرار نہیں بتا سکی پری یہ سچ تھا کہ وہ اس کے بعد سے کچھ خوفزدہ  
سی رہنے لگی تھی۔

چاہتا تھا نہیں میڈم ابھی بھی چاہتا ہوں،، شاہ میر جو امان کی طرف سے کچھ سکون  
محسوس کرتے اپنے اور پری کے بارے میں سوچ رہا تھا پری کے سوال کا جواب دیتے  
اسے دوبارہ سے نکاح پر دلی طور پر رضامند کرنے بیٹھ گیا۔

کب کرنا ہے نکاح۔۔۔،، شاہ میر جو پری کو منانے کے لیے تاویلیں گڑھا تھا حیرت سے اس کی بات پر سراٹھائے اس کو تنکے لگا آیا اسکو سننے میں کوئی غلطی تو نہیں ہوئی۔  
کیا مطلب تم مجھ سے مطلب راضی ہو تم،، پری کی بات شاہ میر کو خوشگوار حیرت میں گھیر گئی شاہ میر خوشی سے پاگل ہو پری کے ہاتھوں کو چومتا بار بار اس سے اس کی رضا پوچھے جا رہا تھا۔

ہممم،، پری اپنے آنسوؤں کو روکتی سر جھکائے صرف ہممم ہی کر پائی کتنا مشکل تھا اس کے لیے یہ سب کہنا جس انسان نے اس سے سب کچھ چھینا، جس نے اسے بے آبرو کر دیا اور جس کو معاف نا کرنے کی اس نے قسم کھائی تھی آج اسے ہی اپنا محرم بنانے کے لیے راضی ہو گئی تھی۔

پریشے ے ے ے۔۔۔ آئم سو پیپی تم جان نہیں سکتی کہ تم نے ہاں کر کے میرے دل سے کتنا بڑا بوجھ اتار دیا ہے،، شاہ میر پرہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھامے بولا پری کوشش کے باوجود بھی اس کی طرف نا دیکھ پائی جس کا آج لہجہ ہی نہیں آنکھیں بھی نم تھیں۔

یہ سوچ کہ میں نے اپنی ہی کزن کے ساتھ۔۔۔۔



مجھے تھوڑا ٹائم دو میں دانیال کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں اسے سب کچھ بتانے میں مجھے کچھ ٹائم لگے گا تم بس اب اپنی ساری فکریں مجھے دے کر رلیکس کرو،،، شاہ میر پری کے پریشان چہرے کو دیکھ کر اسے پیار سے سمجھاتا اس کی گود میں سر رکھے بے بی بیڈ پہ ہی لیٹ گیا پھر شاہ تھا اکیٹھ لمبی رات تھی اور اس کی ناختم ہونے والی پری سے باتیں تھیں جن باتوں پر پری کبھی مسکراتی تو کبھی اسے شاہ کی غلط بات پہ افسوس بھی ہوتا مگر وہ اسے ٹوکے بنا اس کی باتیں خاموشی سے سنتی رہی اس امید کو سوچتے کہ آنے والا کل اس کے لیے خوشیوں سے بھرا ہو گا مگر اس بات سے دونوں انجان کے قسمت کا وار بہت ہی ظالم ہوتا ہے کیا پتا یہ رات ان کے درمیان دوبارہ آئے گی بھی یا نہیں۔۔۔

\*\*\*\*\*

ہائے حورین کیسی ہو؟؟؟ ارے اس سے کیا پوچھ رہی ہو میں بتاتی ہوں نا کہ یہ کیسی ہے،،، فرح جو حورین کو اکیلے بیٹھا دیکھ گزرتے ہوئے اس سے حال چال پوچھنے رک گئی تھی مشال کی بات پر مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

فابریکیشنل کنڈیشن تو ہم سب کو اسے دیکھ کر ہی اندازہ ہو رہا ہے یہ مینٹل کنڈیشن تو وہ بھی اس کے حلیے جیسی بہت خراب بنا اپنی جوڑی دار کے ہا ہا ہا،،، حورین نے دکھ سے

مشال کو دیکھا جو کسی ٹائم میں اس کی بیسٹ فرینڈ ہونا کا دعوا کرتی نہیں تھکتی تھی آج اس کی ہی آنکھوں میں اس کے لیے صرف تمسخرہ تھا -

ویسے جوڑی دار سے یاد آیا حورین وہ تمہاری دو جسم ایک جان والی سہیلیاں کہاں گئیں،،، مشال کی بہت کوشش کے بعد بھی حورین پریشے اور منال کی دوستی میں دراڑ نہیں آسکی تھی مگر جو کچھ اب حالات کی وجہ سے ان کے بیچ ہو رہا تھا مشال کو وہ سب بہت سکون دے رہا تھا آخر منال اور پری نے مشال کو کم بے عزت کیا تھا جب فرغام غلط فہمی میں حورین کو یونی چھوڑ کر چلا گیا تھا اور حورین مشکل میں پڑھ گئی تھی -

چھی چھی بہت افسوس ہوتا ہے مجھے ان کے بارے میں سوچ کر ان کی قسمت تو تم سے بھی گئی گزری ہے ایک وہ جو کسی انجان کے ساتھ بھاگ گئی یا ہو سکتا ہے بے چاری کسی کی حوس کا نشانہ بن گئی رہی وہ دوسری مہارانی اوپسس منال۔۔۔۔۔ اسے کوئی اور نہیں ملا تو اس بے وقوف علی سے ہی شادی رچالی،،، مشال کی بات سے ارد گرد کے گروپس میں چہ میگیاں شروع ہو گئیں۔

اپنی بکو اس بند کرو نہیں تو میں۔۔۔،،، حورین کو بات سمجھانا مشکل لگی وہ مشال کے پورے گروپ کو دیکھتی خوف سے سہم گئی جس میں کھڑی لڑکیاں اور لڑکے اس سے

الٹی سیدھی باتیں پوچھنا شروع ہو گئے تھے۔

نہیں تو کیا ہاں۔۔۔۔ ہا ہا ہا تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی تمہاری شیریں صرف ان دونوں کے دم سے تھی اب تو تم صرف پھسس ہا ہا ہا،، حورین نے دل سے اپنی دوستوں کی اس ٹائم کمی محسوس کی واقعی اگر وہ دونوں ہوتیں تو مشال کی ہمت نا ہوتی اس کے منہ لگنے کی -

چٹا خنخ،، اپنی دوستوں کے لیے سب کی الٹی سیدھی باتیں سننا حورین کی بس سے باہر تھی مگر وہ ان سب کے بیچ سے نکل بھی نہیں سکتی تھی وجہ سب کا اسے گھیر کر کھڑا ہونا تھا اس لیے سر کو جھکائے کسی ملزم کی طرح کھڑی رہی لیکن تھپڑ کی آواز نے سب کو منہ بند کرنے اور اسے سراٹھانے کے لیے مجبور کر دیا۔

ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری حور کے ساتھ ایسا بے ہودہ مزاق کرنے کی،، منال جو کافی دیر سے مشال اور سب کی بکواس سن رہی تھی مشال کو حورین پہ اینک پھینکتا دیکھ اپنے اوپر کنٹرول نا کر پائی -

ڈونٹ کر اس یورلمنٹس وٹ از یور رررر بیگرو نڈ آئی نیو ویری ول،، منال کو دیکھ مشال کی سیٹی گھوم ہو گئی تھی اسے امید نہیں تھی کہ منال یہاں آسکتی ہے اس کی

معلومات کے مطابق وہ تو پڑھائی چھوڑ چکی تھی پھر یہاں کیسے آگئی -

چھوڑو میرا ہاتھ کہاں لے جا رہی ہو مجھے،،، منال اپنے سوئیٹر سے حورین کے اینک سے گندے ہوئے کپڑوں کو چھپاتی سب پر ایک قہر کی نظر ڈالتی اسے لیے وہاں سے نکل آئی جس کا جسم ہلکے ہلکے کپکپا رہا تھا -

جہاں ان جیسے بتمیز لوگ ناہوں،،، منال حورین کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے پیار سے بولی -

تمہیں کوئی ضرورت نہیں تھی میرے معاملات میں دخل دینے کی میں ان سے خود نمٹ لیتی،،، حورین چاہ کر بھی منال کے ہاتھ کو جھٹکنا سکی بس منہ ہی موڑ پائی جسے منال نے پھر سے اپنے سامنے کر لیا تھا -

مجھے اچھے سے معلوم ہے کہ میری شیرنی منٹ میں ان کو لاجواب کر سکتی ہے میں تو بس تمہارا ساتھ دینے آئی تھی،،، منال کو وہ بہت کمزور لگی آنکھوں کے نیچے سیاہ دھبے پیلی پڑتی رنگت وہ تو کہیں سے بھی پہلے جیسی حورین نہیں لگ رہی تھی -

تاکہ دوبار مجھے بے سہارا کر کے میری بے بسی کا مزالے سکوں۔۔۔ ٹھیک کہاں

نا،، حورین خود کے آنسوؤں کو روکتی بھاگتی ہوئی لیڈریز و اشروم میں بند ہو گئی اس سے زیادہ وہ منال کو بُرا بھلا نہیں کہنا چاہتی تھی۔

تم کچھ بھی سوچ لو حور پر ایک دن تمہیں اپنے رویے کا احساس ضرور ہو جائے گا اور دیکھنا وہ دن بہت دور نہیں جب ہم پھر سے ایک ہوں گے،، منال اپنے دل کو مضبوط کرتی حورین کے پیچھے گئی کیونکہ اب چاہے کچھ بھی ہو جائے اسے حورین کو اس کے حال پر نہیں چھوڑنا تھا آخر حورین کب تک اس سے ناراض ہوتی یا اسے بُرا بھلا کہہ کر دوستی ختم کرتی۔۔۔ پاگل لڑکی اس بات سے انجان۔۔۔ بھلا دوستی بھی کبھی ٹوٹی ہے وہ بھی سچی دوستی۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

میر و آپ اب تک مجھ سے ناراض ہیں،، شاہ میر جو درحقیقت امان کو ہی دیکھنے آیا تھا اس کے سوال کرنے پر اسے ناراضگی سے دیکھنے لگا۔

میر و آئی ایم سوری پلیز آپ تو مجھ سے منہ موڑ کر ناجائیں،، امان شاہ میر کو منانے کا ہر گرجانتا تھا تبھی اس کے قدموں میں بیٹھتا سر جھکا گیا۔

تمہیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور آج آخری بار کہہ رہا ہوں پوری دنیا بھی مل کر مجھے تجھ سے بد ظن نہیں کر سکتی،،، امان کچھ مانگے اور شاہ اپنے لاڈلے کو خالی ہاتھ لوٹا دے ایسا کیسے ہو سکتا تھا اس کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچتا گلے سے لگا کر بولا -

ناراض نہیں ہوں تجھ سے بس خود پہ غصہ ہوں کہ تیری نظر میں وہ مقام ہی نہیں بنا پایا جس پہ تو بھروسہ کر کے مجھے اپنے دل کی بات بتا سکے،،، شامیر دل ہی دل میں اس پر ہاتھ اٹھانے پر پیشماں تھا۔

ایسا نہیں ہے میری میں چاہتا تھا کہ آپ کو بتا دوں پھر مجھے لگا کہ آپ مجھے روک دو گے یا شاید ہمارا ساتھ نادو،،، امان شاہ میرے گلے لگا دیا اور انیال کو ٹوٹل اگنور کر گیا جو شاہ کے ساتھ بیٹھا امان کو گھور رہا تھا اتنا تو اس کا حق بنتا تھا آخر امان کی وجہ سے اس کی بہن خاندان والوں کے تانے برداشت کر رہی تھی۔

اگر مجھے تمہارا ساتھ نادینا ہوتا تو میں یہ نکاح ہی ناہونے دیتا،،، شاہ میرا اس کے بال بگاڑتا اس کے سر پر ہلکی سی چپ لگاتے بولا۔

وہ سب تو آپ نے میرے لیے کیا تھا نا مگر اب تو بات زینی کی تھی اور جہاں تک میں جانتا ہوں آپ اسے پسند نہیں کرتے،،، امان خود بہت حیران تھا کہ ناصر ف شاہ نے

زمینیہ کو گھر آنے پر کچھ کہا اور ناہی کسی کو اس سے کچھ پوچھنے دیا۔ ایک بڑے بھائی کی طرح اس پر ہلکی سی بھی آنچ بھی نہیں آنے دی۔

تم کس بنیاد پر یہ بات کر رہے ہو مجھے اس کی بھی پرواہ ہے بہن ہے وہ میری،،، شاہ میر امان کو مصنوعی گھوری سے نوازتا دانیال کی طرف موڑا جو ایمان کو آوازیں دے رہا تھا درحقیقت وہ ابھی بھی امان سے ناراض تھا۔

میرا آج سے پہلے آپ کو یہ خیال نہیں آیا کہ وہ آپ کی بہن ہے مجھے تو لگتا تھا کہ آپ سب تو اسے انسان بھی نہیں مانتے،،، اب کی بار امان کا سیدھا نشانہ دانیال کی طرف تھا جس نے عائشہ کے حق کے لیے کبھی اپنی آواز نہیں اٹھائی۔

بعض اوقات انسان سے ایسی غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں جنہیں وہ چاہ کر بھی بدل نہیں سکتا تو کیا ساری زندگی اس لمحے کو یاد کرتا خود کو کو ستار ہے،،، شاہ میر کو حویلی والوں کا زمینیہ کے ساتھ رویہ دیکھ اس بات کا احساس بہت شدت سے ہوا تھا کہ ان سب نے زمینیہ کے ساتھ غلط کیا ہے وہ اتنی ڈرپوک ہے کہ کسی کو اپنی صفائی بھی نہیں دے سکتی اسی لیے خاموشی سے سب کی لان تان سن رہی تھی۔ میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا میں تو بہت خوش ہوں کہ آپ کو زمینیہ کی پرواہ ہے جانتے ہیں میں آپ کو دیکھ کر بہت

ڈر گیا تھا مجھے لگا آپ اس بار بھی میرے کیے کی سزا زینی کو دیں گے،،، امان اس سب سے انجان تھا اسے تو لگ رہا تھا کہ شاہ میر کے کہنے کے مطابق کوئی بھی زینی کو کچھ نہیں کہے گا اگر اسے معلوم ہوتا کہ حویلی میں زینی پہ بُرا سلوک ہو رہا ہے تو وہ شاہ میر سے حویلی ناجانے کے وعدے کو کب کا توڑتا زینی کو لینے پہنچ جاتا۔

کسی نے وعدہ لیا تھا حویلی کے بیٹوں کے کیے کی سزا بیٹیوں سے نالینے کا،،، دانیال شاہ میر کے الفاظ سے چونکا آخر وہ بار بار کس کی بات کرتا تھا اس کے پوچھنے پر بھی بات کو ٹال دیتا۔ بعض اوقات دانیال کو ایسا لگتا کہ شاہ میر اس سے کچھ کہنا چاہتا ہے پر کسی وجہ سے خاموش ہو جاتا ہے۔

کیا میں اس عظیم انسان سے مل سکتا ہوں جو میرے بھائی کی سوچ تک موڑنے میں کمال رکھتا ہے،،، امان مسکراتے ہوئے بولا۔

ضرور ملو اوں گا اتنی جلدی کس بات کی ہے،،، موزوں گفتگو پری کی طرف مڑتا دیکھ شاہ نے اٹھنے کی کی۔

میر و ایک اور بات پوچھ سکتا ہو،،، شاہ میر کو دوبار آفس سے کال آچکی تھی پر امان تھا کہ اسے جانے ہی نہیں دے رہا تھا بھی بھی شاہ میر کو کھڑا ہوتا دیکھ اس سے بولا۔

وٹس رونگ و دیوان مجھے ار جنٹ۔۔۔، ہم نم پو چھو،، شاہ میر جو امان کی نا ختم ہونے والی باتوں پہ اسے کچھ کہنے والا تھا ایان اور عائشہ کو ان کے پاس آتا دیکھ تھل سے بولا۔  
اگر امان چاچو کا بیٹا ہوتا تو کیا آپ اسے میری جگہ دے دیتے،، ایک یہ ہی پھانس تھی جو امان کے دل میں باقی تھی اس نے اسے بھی نکالنا ضروری سمجھا۔

پاگل لہلہ۔۔۔ تیری جگہ میری اپنی اولاد بھی نہیں لے سکتی،، بچپن کی طرح آج بھی ایان شاہ میر کو امان کے اوپر اپنا پیار لٹاتا دیکھ ایک قدم پیچھے ہی رک گیا۔

لو یو میرو،، امان شاہ میر کے گلے لگا خوشی سے چیخا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

لگتا ہے آج ہماری مسز بہت تھک گئی ہیں،، منال کو بستر پہ بے وقت لیٹا دیکھ علی اسکے بالوں کو پیچھا کرتا اس کی پیشانی پہ اپنے لب رکھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگا -

نہیں تو ایسی تو کوئی بات نہیں بس ویسے ہی لیٹی ہوئی تھی بہت ٹائم بعد گئی ہوں نا یونی تو اس لیے تھوڑی تھکن ہو رہی ہے،، آج واقعی منال بہت تھک گئی تھی اس لیے شام میں جیسے ہی بستر پر لیٹی اس کی آنکھ لگ گئی۔

سوری سوئیٹ ہاٹ اس ٹائم سچو نمیشن ایسی بن گئی تھی کہ مجھے حورین کو آفر کرنی پڑی،،، یونی سے واپس پر اتفاق سے منال اور حورین ایک ساتھ ہی پارکنگ والے حصے میں داخل ہوئی تھی دونوں کو دیکھتا علی پریشانی سے حورین کو آفر کر بیٹھا جو منال کو دیکھتی خود ہی واپس مڑ رہی تھی۔

کوئی بات نہیں آخر وہ آپ کی بہن ہے میرے سے تو زیادہ اہمیت کی حق دار ہے وہ،،، منال کو اس چیز کا بالکل بھی بُرا نہیں لگا اس لیے علی کو اس شرمندگی سے نکالنے کے لیے بات کو مزاق میں گھوماتی علی کے کوٹ کو پینگ کرنے لگی۔ ادھر دیکھنا میری طرف میں بھی تو دیکھو کہ ایسی الٹی سیدھی باتیں میری نادان سی بیوی کے منہ سے ہی نکل رہی ہیں نا،،، منال کے مسکراتے چہرے پر علی کی نظر نہیں پڑی اس لیے حیرت سے اسے کہتا اس کا روخ اپنی اور کرنے لگا۔

اوہو و علی آپ کو تو بس مواقع ملنا چاہیے،،، منال جو علی کے ہاتھوں کے گھیرے میں کھڑی اسے کھول رہی تھی علی کی جسارت پہ جھنجلاتی آواز میں بولی۔

اب کہو،،، علی منال کو دیوار سے لگاتا اس کی دائیں بائیں اپنے ہاتھ رکھتے اسے قابو کرنے لگا۔

ہاں تو کچھ غلط تھوڑی کہہ رہی ہوں بہن کو لے گئے اور بیوی بے چاری منہ دیکھتی رہ گئی،،، علی کو پتہ دیکھ منال مزے سے بولی۔

بس بہن کی ہی پرواہ تھی کہ وہ اکیلی کیسے جائے گی بیوی کا ایک بار بھی نہیں سوچا،،، منال علی کا حیران چہرہ دیکھتی اس کے ہاتھوں سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔

اچھا جی اور وہ کون تھا جو بول رہا تھا کہ میں واپس آکر لے کر جاؤ گا ابھی کینیٹین چلی جاؤ پھر بھی اس بیوی کو سکون نہیں تھا فوراً سے منائیوں کیا؟؟؟،،، علی بھی لڑا کا عورتوں کی طرح ہاتھ کمر پہ رکھتا لڑنے کے لیے تیار ہو گیا۔

ہاں تو میرا شوہر پیک اینڈ ڈروپ کے لیے تو نہیں رہ گیا جو بار بار چکر لگا کر خود کو تھکائے اسے بھی سو کام ہوتے ہیں،،، علی کا سرخ چہرہ دیکھ منال کو لگا کہ اسے اپنے مزاق کو یہی روک دینا چاہیے اس لیے اس کی گردن میں اپنے بازو پھنساتی اپنے پیشانی اس کی پیشانی سے رگڑتی ہوئی بولی -

اوففف ظالم لڑکی میرے جذبات سے کھیلا مت کرو کسی دن پچھتاااا۔۔۔ علی بی بی دس دفعہ کہا ہے نا آپ کو مت نکالا کریں ایسی باتیں منہ سے کوئی گھڑی قبولیت کی بھی ہوتی ہے،،، منال جو علی کے ساتھ پیار بھری شرارت کرتی بھاگنے کے پر تول رہی تھی اس

کے منہ پر ہاتھ رکھتی اسے کچھ غلط بولنے سے روکنے لگی -

جائیں یہاں سے مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی چاہیے تھی،، منال کی آنکھیں برسنے کے لیے تیار تھیں۔

اوکے اوکے سوری یار میں تو بس۔۔۔

کیا بس ہاں کیا بس آپ مجھے دکھی دیکھنا چاہتے ہیں نا اس لیے کوئی نا کوئی ایسی بات ضرور کرتے ہیں،،، علی جو منال کو اپنی اور کھینچتا سے منانے کی کوشش میں تھا منال کے ردے عمل سے اپنا سر کھجاتا ہنسنے لگا۔

پاگل دکھی نہیں کرنا چاہتا اپنے لیے تمہاری یہ پرواہ بہت اچھی لگتی ہے،،، علی نے اپنی ٹھوڈی منال کے کندھے پر ٹیکاتے اس کے سر کو بوسہ دیا -

تمہاری آنکھوں میں اپنے پیار کہ یہ آنسو میرے دل کو ایک انہو کہ سا قرار بخشنے ہیں،،، علی اپنے لبوں کی حدت باری باری منال کی آنکھوں میں ڈالتا سے خود میں بھیجے کھڑا تھا -

تم صرف میری ہو یہ احساس مجھے ہر پل سرشار سا کیے رکھتا ہے،،، منال کی زبان جو

تھوڑی دیر پہلے فراٹے سے چل رہی تھی اس ٹائم کہیں گم ہو گئی تھی۔

علیسی پلیز زرافع۔۔۔ ہششش تم ہر بار مجھے زرافع کے نام سے ڈرا نہیں سکتی جان

من،، منال کی بات پہ ہنستا علی اس کے چہرے پہ جھکتا جلا گیا۔

علیسی۔۔۔ پاپا آپ کیا کر رہے ہیں،،، علی جس کی دروازے کی طرف پیٹھ تھی منال

کے چیخنے اور زرافع کی آواز سنتے ایک دم سے منال سے الگ ہوا۔

رافع۔۔۔ نہیں بیٹا میں تو کچھ نہیں،،، علی بھوکلائٹ کا شکار زرافع کو دیکھتا فوراً سے اس

کے پاس آیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں وہ آپ کی ماما کہ آئیز میں کچھ چلا گیا تھا بس وہ ہی نکال رہا تھا،،، علی صفائیاں پیش

کرنے لگا جبکہ منال کو علی کی حالت دیکھ اپنی ہنسی روکنا مشکل لگی۔

ماما دیکھائیں میں نکال دوں،،، علی کا کہنا تھا کہ زرافع فوراً سے منال کے پاس آتا اس سے

بولا۔

نہیں میری جان آپ کے پاپا نے اچھے سے نکال دیا ہے،،، منال اس کو پیار کرتی علی کو

گھورنے لگی۔

رافع آپ تو گیم کھیل رہے تھے ناتو پھر یہاں کیا اااا،،، علی سارے تحفظاتی اقدامات کر کے منال کے پاس آیا تھا مگر رافع کی آئیڈیومونٹ پہ انٹری علی کی سمجھ سے باہر تھی۔

پاپا بیٹری لوہے میں امی کے ساتھ ڈرامہ دیکھ رہا ہو آپ یہ لے لیں،،، رافع کا کوئی فیورٹ ڈرامہ آرہا تھا جس کی وجہ سے اسے باہر جانے کی کچھ زیادہ ہی جلدی تھی اس لیے علی کو موبائل پکڑتا باہر بھاگا۔

وہسہ کہاں تھے ہم،،، رافع کو جاتا دیکھ علی منال کی اور بڑھا جس کے ایکسپریشن خطرناک حد تک بگڑے ہوئے لگ رہے تھے۔

علی سی خبردار جو مجھے اب تنگ کیا شرافت سے جائیں اور امی کے پاس جا کر بیٹھیں مجھے کل کے لیے سب کے کپڑے آئرن کرنے،،، منال علی کو دروازے کی اور کرتی الماری سے پکڑے نکالنے لگی۔

پر منال۔۔۔ ایک منٹ کے اندر اندر نکلیں یہاں سے،،، منال نے ہاتھ میں پکڑی استری اپنے پاس آتے علی کے آگے کی جس سے بچتے وہ بیچ میں ہی رک گیا۔

اہممم جارہا ہو۔۔۔ منال چھسکی،،، علی کی شرارت کونا سمجھتی منال جیسے ہی چیتے ہوئے

مڑی علی ایک پیار بھری جسارت کرتا کمرے سے نود و گیارہ ہو گیا۔

\*\*\*\*\*

سمجھتی کیا ہے وہ اپنے آپ کو ہمت کیسے ہوئی اس کی میرے۔۔۔ میرے اوپر ہاتھ اٹھانے کی،،، کمرے کے تمام ڈیکوریشن پیس کو کرچی کرچی کرتے وہ اب ڈریسنگ سے اپنا کو سٹیٹک پھینک رہی تھی۔

کیا ہوا مشال کیوں اس طرح چکر کاٹے جا رہی۔۔۔ یہ تم نے اپنے کمرے کا کیا حال کیا ہے،،، مشال کی ماما اپنی بیٹی کے کمرے کی حالت دیکھ پریشان ہوتی اس کے پاس آئیں۔

یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا ہے ماما اور ناما نے میری بات،،، مشال نے بد تمیزی سے اپنی ماں کا ہاتھ جھٹکا۔ پر ہوا کیا ہے کیوں آتے ساتھ ہی گھر سر پہ اٹھالیا ہے تم نے،،، مشال کی ماما بھی اس پر برسیں۔

اس منال کی بچی نے مجھے یعنی کہ مشال آفندی پہ ہاتھ اٹھایا،،، مشال نے سائیڈ لیمپ کو اٹھاتے ڈریسنگ کے شیشے پہ دے مارا۔ میں نے تمہیں دس مرتبہ کہاں ہے کہ اس کے

منہ کم کم ہی لگا کر ویہ مت سمجھو کہ اس کا باپ جیل میں ہے تو کوئی بھی اسے کچھ کہہ یا کر سکتا ہے ابھی اس کی ماں زندہ ہے،،، آمنہ بیگ سے وہ اچھے سے واقف تھیں آخر ان کے ساتھ دوستی جو تھی مشال کی ماما کی -

ماں مائے فٹ اسے منہ لگانا بھی کون چاہتا ہے میں تو اس حورین کی بے عزتی کر رہی تھی مگر وہ ناجانے دوست کی سگی کہاں سے بیچ میں آگئی،،، مشال نے اپنی ماں سے آج یونی میں ہونے والے واقعے کا ذکر کیا -

یہ حورین وہی ہے نامم جس کی وجہ سے فاخرہ آنٹی پریشان رہتی تھیں،،، مشال کی بڑی بہن روماجورقیہ آفندی کے ساتھ ہی مشال کے کمرے میں داخل ہوئیں تھیں حورین کے مطابق استغفار کرنے لگی -

اور کیا نام تھا ان کے بیٹے کا۔۔۔ ہاں۔۔۔ فرغام مشال زکروش،،، رومانے پیار سے اپنی بہن کے بال بگاڑے جو اس ٹائم واقعی بہت غصے میں تھی -

آپی پلیز مجھے ڈسٹرب مت کریں جائیں یہاں سے آپ دونوں،،، مشال نے اپنی بہن کا ہاتھ جھٹکا -

او کم اون ہنی اس طرح کسی لڑکے کے پیچھے خود کو خوار نہیں کرتے بلکہ لڑکوں کو اپنے پیچھے خوار کرواتے ہیں،،، روم ایک ادا سے کہتی ڈریسنگ پہ پڑی اکلوتی پرفیوم کی بوٹل کو خوشبو کو اپنی کلائی پہ لگاتی چیک کرنے لگی۔ ایک فرغام چھوڑ تمہیں دس فرغام ملیں گے چھوڑو اس کا پیچھا،،، روم مزاج اور عادات میں مشال کے بالکل الٹ تھی اس کا ماننا تھا کہ جو آپ کو لفٹ نہیں کروا رہا اس کے پیچھے اپنی انرجی ویسٹ کرنا وقت کا ضیاع ہے۔

آپی میں آپ جیسی نہیں ہوں جو اپنے کرش کو چھوڑ دے مجھے ہر حال میں فرغام چاہیے اگر وہ میرا نہیں ہو تو کسی کا میں اسے ہونے نہیں دوں گی،،، مشال بہن سے کہتی غصے میں باہر نکل گئی۔

یہ کیا کہہ کر گئی ہے رومی تمہارا کرش تم نے مجھے پہلے تو کبھی اس کا نہیں بتایا،،، رقیہ آفندی حیرت سے اپنی بیٹی کی شکل دیکھنے لگیں۔

مما آپ تو جانتی ہیں مجھے فضول ٹوپک ڈسکس کرنے کی عادت نہیں ہے اگر آپ پھر بھی سننا چاہتی ہیں تو۔۔۔ ہاں میرا ایک کرش تھا جو کہ مجھے لگا کہ میرے ساتھ سوٹ کرے گا مگر کیا ہے نا اس نے مجھے لے کر اپنے دماغ میں بہت سی امیدیں باندھ لیں تھیں میں بھلا گاؤں میں رہ سکتی تھی اور ویسے بھی یہ سردار ٹائپ کے لوگ مجھے سوٹ

نہیں کرتے اس لیے اسے ایک جال میں پھنسا کر اپنی جان چھڑوائی سمپل،،، رومال اپنی ماں کو بتاتی کندھے اچکا گئی جیسے کسی اور کی کہانی سنار ہی ہو -

چلو جو ہو اچھا ہو امیں نے تو تمہارے لیے جسے چنا ہونا پوچھو آمنہ کی پارٹی میں ملی تھی میں اس سے پر وہ کچھ زیادہ ہی پراؤڈی ہے تمہیں بہت محنت کرنی پڑے گی،،، رقیہ آفندی اپنے کمرے میں جاتی روما کو مینٹلی پریپر کرنے لگیں -

\*\*\*\*\*

ڈاکٹر ہما سب ٹھیک ہے نا کوئی پریشانی والی بات تو نہیں،،، شاہ میر آفس میں تھا جب اسے زینت بی کی کال آئی جس کو سنتا وہ فوراً سے گھر آیا۔

یہی تو میں آپ سے پوچھنا چاہ رہی ہوں مسٹر شاہ،،، ڈاکٹر ہما جو پریشے کی روٹین چیک اپ کرنے کے لیے آئی تھیں پری کے کمرے سے باہر نکلتے اس شاہ میر سے پوچھنے لگیں۔

آپ کیا کہنا چاہتی ہیں ڈاکٹر میں سمجھا نہیں آپ کی بات،،، شاہ میر کا ماتھا ایک دم سے شکنوں سے بھر گیا -

دیکھیے مسٹر شاہ میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا کہ آپ کی وائیف بہت ویک ہیں آپ کو زیادہ سے زیادہ ان کا خیال رکھنا ہیں کسی بھی بات کی انھیں کوئی ٹینشن نہیں ہونی چاہیے لگتا ہے آپ نے میری بات کو سیریس نہیں لیا،، ڈاکٹر ہما پروفیشنل انداز میں بات کا آغاز کرتے ہوئے پریشے کے کیس کی ہسٹری ڈسکس کرنے لگیں۔ اس ٹائم ان کا بی پی اتنا زیادہ شوٹ ہونا ان کے لیے خطرناک ہے کوشش کریں ان کو زیادہ سے زیادہ ٹائم دیں۔۔۔ میں کچھ میڈیسن سچیٹ کر رہی ہوں انھیں باقاعدگی سے کھلائیے گا،، شاہ میر ڈاکٹر ہما کی تھمائی ہوئی پرچی کو دیکھتا پری کے بند دروازے کی اور دیکھے گیا۔ شاہ۔۔۔ ڈاکٹر ہما کو گئے دو گھنٹے سے اوپر ہو چکے تھے پر شاہ میر تب سے پری کے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا سوچوں میں گم تھا پری یا اس کے بچے کو زرا سی بھی تکلیف کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا مگر پری کی ٹینشنوں کو ختم کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ کیسی طبیعت ہے اب تمہاری،، پری کو اٹھتا دیکھ شاہ میر اس کے پاس بیٹھتا سے اٹھنے میں مدد دینے لگا۔

مجھے کیا ہونا ہے تمہارے سامنے زندہ ہوں،،، پری اپنا ڈوپٹہ صحیح کرتی شاہ میر اور اپنے درمیان فاصلہ بڑھانے لگی۔

ہششش۔۔۔ تمہیں ٹھیک رہنے ہے میرے لیے ہمارے بچے کے لیے،،، شاہ میر اپنا ہاتھ اس کے منہ پہ رکھتا اسے کچھ غلط کہنے سے ٹوکنے لگا۔

تمہاری سوچ میں ایسا کیا چل رہا ہے پری مجھ سے سنیر نہیں کرو گی،،، پری کو منہ موڑتا دیکھ شاہ میر اس کو اپنے ساتھ لگائے اس سے پوچھنے لگا۔

شاہہ۔۔۔ بولو پری جو بھی بات ہے کہہ دو،،، پری کونا جانے کس بات کا گم تھا جو صبح سے آنسو خشک ہونے میں ہی نہیں آرہے تھے جس کی وجہ سے اس کا بی پی بھی شوٹ کر گیا تھا۔

تم نے اپنے بھائی سے بات نہیں کی،،، پری کے یہ آنسو نکاح کو لے کر شاہ میر کی خاموشی کے تھے، اپنے بھائی سے بات نا کرنے کہ یا شاہ میر کی خود سے محبت کے پری اس سے خود انجان تھی۔

نہیں پری چاہ کر بھی میں دانی کو کچھ بتا نہیں پایا،،، شاہ میر پری کے آنسو کو اپنی انگلیوں سے صاف کرتا آہستہ سے بولا۔

کیوں۔۔۔۔ کیوں نہیں بتا پائے،،، پری کے دل میں کچھ ٹوٹنے کی چبن ہوئی۔ میں اپنے

بھائیوں کے لیے آئیڈیل ہوں پری اپنی بھائیوں کی نظر میں خود کو گرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا،،، شاہ میر پری کے ہاتھوں کو چومتا سر جھکا گیا -

اور جو تم نے مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا ہے اس کا کیا شاہ،،، تھوڑی دیر پہلے پری جو خود کو خوش قسمت سمجھ رہی تھی اپنے آپ کو اسی مقام پہ کھڑا سوچتی ڈھے گئی -

پری پلیز میں اس بات کے لیے تم سے جتنی بھی معافی مانگوں کم ہے پر میں اپنے بھائیوں کا خود سے جڑا مان نہیں توڑ سکتا،،، شاہ میر پری سے نظر نہیں ملا پارہا تھا۔ جس سب کو وہ بہت آسان سمجھ رہا تھا وہ سب دانیال سے کہنے کی ہی ہمت خود میں جھٹا نہیں پارہا تھا تو امان اور ایان کو کیسے سمجھا پاتا وہ تو جیتے جی ہی مر جاتے اپنے میر و کا یہ بھیانک روپ دیکھ کر۔

تم پریشان ناہوں میں نکاح کے بعد تمہیں سیدھا گاؤں لے جاؤ گا وہاں سب تمہارے اپنے ہیں تمہارے ساتھ جو کچھ بھی میں نے کیا اس کا کسی کو علم نہیں ہوگا،،، شاہ میر بے شک پری کو چاہنے لگ گیا تھا پر اتنا بھی پاگل نہیں ہوا تھا کہ اس کے کہنے پر سب کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کر لیتا اسی لیے اسے بھلانے لگا۔

شاہہ۔۔۔ میں ساری زندگی تمہیں اس سب کے لیے کبھی معاف نہیں کروں

گی،،، پری شاہ میر کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ کو کھینچتی روخ موڑ گئی اب اور وہ کر بھی کیا  
سکتی تھی اپنی عزت کی خاطر اسے شاہ میر کی ہر وہ بات ماننی تھی جو عام حالات میں اس  
سے کوئی بھی منوا نہیں سکتا تھا -

جانتی ہوں اس سب کے لیے میں کبھی خود کو بھی معاف نہیں کر پاؤں گا،،، شاہ میر روتی  
ہوئی پری کی پیشانی چومتا صرف اس کے کمرے سے بالکہ گھر سے ہی باہر نکل گیا -

\*\*\*\*\*

حورین شاہ آپ بتانا پسند کریں گی کہ آپ دو دن سے کہاں تھیں،،، جیسے ہی حورین  
آفس میں داخل ہوئی اس کی مٹ بھیر شاہ میر کی سیکریٹری مس شینہ سے ہوئی -

کیوں تم میری ماں لگی ہو جو تمہیں بتاؤ چلو نکلو یہاں سے۔۔۔ بہری ہو گئی ہو کیا سنانی  
نہیں دیا تمہیں،،، حورین کبھی خواب میں بھی شینہ کے متھے لگنے کا سوچ نہیں سکتی تھی  
اس لیے اپنی بڑھاس صرف دل میں ہی نکال پائی -

سوری میم وہ میری کچھ طبیعت ٹھیک نہیں تھی،،، حورین نے مختصر سا جواب دیا  
اور اپنے کیبن میں جانے لگی اسے معلوم تھا کہ وہ جتنی بھی دیر وہاں کھڑی رہے گئی شینہ

اس پر اپنی طنز چلاتی رہے گی۔

تم جیسی لڑکیوں کہ یہ ایسے تھر ڈکلاس ڈرامے میں بہت اچھے سے جانتی ہوں سچ سچ بتاؤ کہاں آوارہ گردی کرتی رہی ہوں اپنے گھر والوں سے جھوٹ بول کر،،، حورین کا اس طرح اسے انکور کر کے اپنے کین کی طرف مٹنا شینہ کو تو آگ ہی لگا گیا اس کو ہاتھ سے روکتی اتنی تیز آواز میں بولی کہ ارد گرد کے کین سے آفس اسٹاف نکل کر اسے دیکھنے کھڑا ہو گیا۔

نو نو میم ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو آپ بول رہی ہیں،،، حورین حیرت سے شینہ کی شکل دیکھتی ہکلاتے ہوئے بولی۔ او میڈم زیادہ معصوم بننے کی ضرورت نہیں ہے جیسے کہ میں تمہیں جانتی نہیں سارا ٹائم سر کے ساتھ چپکی رہتی ہو اور ان کی غیر موجودگی میں عاصم سے دل بہلا رہی ہوں،،، شینہ حورین کے چہرے کی ہوائیاں اڑتے دیکھ مسکراتے ہوئے بولی۔

آپ جھوٹ بول رہی ہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے میں تو سر سے بات بھی نہیں کرتی اور سر عاصم خود آئے تھے میرے پاس،،، اسٹاف میں کھسر پھسر ہوتا دیکھ حورین نے اپنی پوزیشن ٹھیک کرنی چاہی۔

میں نے تم سے کہا تھا نا کہ چھوڑ دو یہ جا ب نہیں تو زلیل ہو کہ نکنا پڑے گا،،، روتی ہوئی حورین کو اپنے کان کے قریب شینہ کی سرگوشی سنائی دی۔

کس کس کو صفائی دو گی یہاں سب کے زہنوں میں تمہارا امیج کچھ ایسا ہی بن چکا ہے حور جہاں ابھی تو شروعات ہے آگے آگے دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں،،، حورین کو اس وقت شینہ کے چہرے پہ ایک شیطانی مسکرائٹ نظر آئی جس سے خوف زدہ ہوتی حورین فوراً اپنے کین میں بھاگی -

\*\*\*\*\*

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

اوہیلو مسٹر تم نے کلاس کیوں نہیں لی سر وہاب کی،،، امان جو جو درخت کے سائے میں بیٹھا اپنی ہی سوچوں میں گم تھا عائشہ کی آواز پر چونکا۔

بس دل نہیں کر رہا تھا،،، ان کچھ دنوں میں عائشہ اور امان کی بونڈنگ پہلے سے کافی بہتر ہو گئی تھی اب وہ دونوں بات بات پہ ایک دوسرے پر لفظوں کی گولا باری نہیں کرتے تھے اور اس سب کا کریڈٹ صرف عائشہ کو جاتا تھا -

ایک منٹ زرا دیکھو تو صحیح تمہارا دل جگہ پہ ہے بھی یازینہ کے ساتھ حویلی

چلا گیا ہے،،، عائشہ نے کہتے ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑا ستیتھو سکوپ امان کے سینے پہ رکھا۔

تم نے مجھ سے کچھ سننا ہے کیا،،، امان جو ریلکس انداز میں لیٹا ہوا تھا ایک دم سے سیدھا ہوا۔

سچ بتاؤ تو ہاں۔۔۔ مجھے مزہ ہی نہیں آرہا تم سے بات کرنے میں لگ ہی نہیں رہا کہ امان صاحب سے ہی بات کر رہی ہوں،،، عائشہ شرارت سے مسکرائی۔

ویسے ایک بات بتاؤ مجھے تم اس ٹائم کیسے لگ رہے ہو،،، عائشہ امان کے تپے تپے چہرہ کو دیکھتی سوچنے لگی۔

جانتا ہوں دیو داس نا،،، عائشہ کاریلکس انداز دیکھ امان کو اندازہ ہوا کہ اب وہ اس کا اچھا خاصہ دماغ کھائے گی۔

نہیں تم ناپتا ہے کیسے لگ رہے ہو جیسے وہ عورتیں نہیں ہوتی جن کو ان کے سسرال والے مار کر نکال دیتے ہیں اور وہ بے چاریاں اپنے ماں باپ کی دہلیس پہ بیٹھی اپنے شوہر کو سوچ رہی ہوتی ہیں،،، عائشہ نے اتنے سیریس انداز میں بات شروع کرتے آخر

میں زور سے قہقہہ لگایا۔

لاہول ولاقوت۔۔۔ تم سے تو مجھے اپنے متعلق کسی اچھی بات کی امید ہی نہیں رکھنی چاہیے،،، امان عائشہ کو پانگلوں کی طرح ہنستہ دیکھ جل کر بولا۔

ہاہاہا۔۔۔ تم اتنی توجہ سے میری بات سن رہے تھے جیسے میں تمہاری تعریفوں کے پل باندھنے لگی ہوں،،، عائشہ ڈوپٹے کے پلو سے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرنے لگی۔

تم میری نفرتوں کے پل باندھتی رہو گی اور وہاں کوئی ایان کی تعریفیں کر کے اسے لے اڑے گا پھر تم بیٹھی مکیاں اڑانا،،، امان عائشہ کے لال ٹماٹر چہرے کو دیکھ کر اس کی توجہ کیمسٹری بلاک کے کوریڈور کی طرف کراتے ہوئے بولا جہاں ایان کسی لڑکی کے ساتھ باتوں میں مشغول تھا۔

اس سفید مکھی کو تو میں ابھی بتاتی ہوں زرا،،، عائشہ دونوں کو بات کرتا دیکھ تیزی سے اٹھی۔

لے ایان اب تو نہیں بچتا،،، امان عائشہ کو اپنے پاس سے اٹھانے میں کامیاب ہوتا حویلی کا نمبر ملانے لگا اس امید پر کہ کسی طرح زینی سے بات ہو جائے۔۔۔

\*\*\*\*\*

یار مہر چھوڑ دو ان سب کاموں کو پہلے میری ٹائی باندھ دو،،، دانیال مہر کو کمرے کی چیزیں سمیٹھتا دیکھ جھنجھلاتے ہوئے بولا۔

موڈ کس وجہ سے خراب ہے،،، مہر کو اپنے پیارے سے یہی کی بات پر ہنسی آئی جو ابھی کچھ دیر پہلے خود ہی اسے بول رہا تھا کہ وہ خود تیار ہو جائے گا اور اب اسے دوسرے کام میں بڑی دیکھ غصے میں آ گیا تھا۔

جب حالات خراب ہوں تو موڈ کیسے صحیح ہو سکتا ہے،،، دانیال نے ہاتھ میں تھامی ٹائی مہر کو پکڑتے جواب پہلے والے انداز میں ہی دیا۔

کوئی بات ہوئی ہے کیا،،، مہر کو پریشانی نے گھیرا کل صبح تک تو اس کا موڈ بہت اچھا تھا رات میں اسے گھر آتے کافی لیٹ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس کی اور مہر کی اتنی بات چیت بھی ناہو سکی اور اب صبح صبح اس کے انداز مہر کو کسی گڑ بڑ کا پتہ دے رہے تھے۔

میں نے اپنی شادی کا حویلی میں بتا دیا ہے،،، مہر جو ٹائی باندھنے میں مگن ہو گئی تھی

دانیال کی بات سنتے اس کو تکتے لگی۔

کیا اپر آپ کو شاہ میر بھائی نے منا کیا تھا نا کہ وہاں جا کر وہ خود بات کریں گے تو پھر آپ نے کیوں بتایا،، مہر کے چہرے پہ پریشانی کے آثار صاف دیکھائی دے رہے تھے۔

مہر بیگم وہ پُرانی بات تھی جب شاہ کے بابا کے ساتھ حالات سازگار تھے وہ آرام سے بات کر سکتا تھا مگر اب ناممکن،،، دانیال نے سرسری انداز اپنایا۔

وہ مجھے چھوڑنے کو بول رہے ہیں نا،،، دانیال کوٹ پہنٹا مہر کے سوال پر مڑ کر اسے دیکھنے لگا جس کی آنکھوں میں خوابوں کے ادھورے پن کی کرچیاں تھیں۔

نہیں۔۔۔ مجھے دوسری شادی کا حکم آیا ہے حویلی سے،،، دانیال کل کسی کو بھی بتائے

بغیر زینہ سے ملنے حویلی گیا تھا پر وہاں کے تو حالات ہی اس کی سوچ سے پرے تھے

افضل شاہ اپنے ماموں زاد کزن کی بیٹی سے اس کا رشتہ طے کیے بیٹھے تھے دانیال کو آتا

دیکھ سب کے سامنے اس سے مرضی پوچھتے رشتہ پکا کر ناچاہا مگر وہاں دانیال کے

دو ٹوک انکار نے ان سمیت مہمانوں کو بھی برہم کر دیا کبر شاہ نے معاملے کو رفاہی

کر وایا مگر دانیال نے سب کے سامنے اپنے شادی شدہ ہونے کا اعلان کرتے افضل شاہ

کو ہاتھ اٹھانے پر مجبور کر دیا کبر شاہ حیرت کی زیادتی سے دانیال شاہ کو دیکھے گئے وہ تو

انھیں اپنا پر تول لگتا تھا اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کرتے اسے ایک بار بھی اپنے بڑوں کا خیال نہیں آیا -

کیا ااا۔۔۔ آپ ان کی بات مان لیں گے کیا،،، مہر کی آواز سے سوچوں سے باہر لائی۔  
تم بتاؤ کیا کروں،،، دانیال شاہ چاہ کر بھی مہر کو بتا نہیں پایا کہ اس کے باپ نے اسے یا  
جائیداد میں سے کسی ایک کو چنے کا بولا تھا اور دانیال ان کی دولت پہ پاؤں رکھتا ہمیشہ کے  
لیے حویلی والوں کو خیر باد کہہ آیا ہے -

میں کیا کہہ سکتی ہوں آپ کی مرضی،،، مہر کو اپنے قدموں پہ کھڑے ہونا دشوار لگا۔ تم  
ہی تو کہتی ہو بیوی ہر بات کی راز دار ہوتی ہے ہر گھڑی کی ساتھی تو کیا اب میری ساتھی  
مجھے مشورہ نہیں دے گی،،، دانیال نے سفید پڑتی اپنی شریکِ حیات کو کندھے سے  
تھامتے بیڈ پر بیٹھایا۔

آپ مان لیں ان کی بات،،، مہر اپنے ہاتھوں کو مستلتی خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے  
بولی۔

ماننے سے سب ٹھیک ہو جائے گا کیا؟؟،،، دانیال نے مہر کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے

میں لیتے اس کی نم آنکھوں میں جھانکا -

آپ کے بابا کو سکون مل جائے گا اپنی خاندانی بہولا کر،،، بہت کوشش کے بعد بھی مہر کے آنسو اپنی حدود سے باہر نکل آئے۔

اور تمہم۔۔۔ تمہیں سکون مل جائے گا کیا،،، دانیال اس کے پیار پہ مسکراتا اپنی بات کہتے ان قیمتی آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چومنے لگا۔

میرا تو سب کچھ ختم ہو جائے گا دانیال،،، مہر دانیال کے سینے سے لگی ہچکیوں سے رونے لگی صرف یہ سوچ ہی کہ دانیال اس کے علاوہ کسی دوسرے کا بھی ہو سکتا ہے مہر کی روح کو چھلنی کر رہی تھی اللہنا کرے اگر واقعی دانیال کسی اور کا ہو گیا تو مہر کی تو سانسیں ہی رک جائیں گی -

جانتی ہو میں اسی لیے تم سے کوئی بات سنئیر نہیں کرتا کیونکہ تمہارے ایسے شاندار اور کامیاب ترین مشوروں کا مجھے اچھے سے اندازہ ہوتا ہے،،، بہت سارا رونے کے بعد جب مہر خاموش ہوئی تو دانیال نے اسے خود سے الگ کرتے اس کے سر پر پیار کرتے ہلکی سی ایک چپ بھی لگائی۔

پاگل لڑکی تم تو اپنے ساتھ مجھے بھی مرواؤ گی،،، دانیال نے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا پانی مہر کے ہونٹوں سے لگایا۔

بیویاں تو ایسی باتوں پہ لڑنے مرنے لگ جاتی ہیں اور ایک تم ہو،،، مہر کا دوبارہ سے رونے کا سیشن شروع ہوتا دیکھ دانیال نے اسے گلے سے لگایا۔

تمہارے لیے میں سب سے لڑ رہا ہوں اور تم ہو کہ اتنی آسانی سے مجھے کسی دوسری کے حوالے کر رہی ہو۔۔۔ نہیں مہر میری زندگی میں کسی لڑکی کی اہمیت ہے تو وہ صرف تم ہو تمہارے علاوہ میری زندگی میں کوئی اور نہیں آسکتی،،، دانیال کے منہ سے نکلے الفاظ مہر کو نئی زندگی بخش رہے تھے۔

آپ بھائی سے بات کریں ہو سکتا ہے وہ کچھ۔۔۔ نہیں مہر مجھے وہ خود کچھ الجھا الجھا سا لگتا ہے آج کل میں کیسے اسے اپنی بھی ٹینشن دے دوں میں خود ہی حل کر لوں گا،،، مہر کا شاہ میر کے حوالے سے مشورہ دانیال کو شاہ میر کا انداز یاد دلا گیا جو آج آفس بھی آیا تھا پر کوئی خاص بات کہہ بنائی چلا گیا جبکہ دانیال اس کے الجھے رویے کو ہی سوچتا رہ گیا کہ آخر ایسی کون سی بات ہے جو شاہ اس سے کہتے ہوئے اتنا کتر رہا ہے -

\*\*\*\*\*

سر می آئی کم ان،،، حورین دروازے کو نوک کرتی اندر آگئی۔

ہممم۔۔ بیسیس،،، اتنے دنوں میں آج تک شاہ میر کو اپنی اس نئی سیکیٹری کی یہ عادت سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ جب اس نے اجازت ہی آفس کے اندر آ کر لینا ہوتی ہے تو وہ نوک کرنے کی بھی فور میلیٹی کیوں نبھاتی ہے۔

سر یہ فائل سر کبیر نے بھیجی ہے ہمدانی گروپ سے آپ کی کل میٹنگ کے حوالے سے اس میں سارا ڈیٹا کمپلیٹ ہے،،، حورین نے بنا سیٹ پہ بیٹھے سائیڈ پہ کھڑے کھڑے شاہ میر کے آگے فائل کھسکھائی۔

ایوری تھنگ اس اوکے مس حورین؟؟؟،،، شاہ میر کو حورین کا انداز کچھ ٹھیک نہیں لگے بے شک وہ اس سے کام کے علاوہ کوئی دوسری بات نہیں کرتی تھی اور نا ہی شاہ میر مگر کبھی بھی اس کا انداز اتنا روکھا نہیں ہوا تھا جتنا آج اسے لگا۔

یس سر،،، حورین نے مختصر جواب پر ہی اکتفا کیا۔

آپ دو دن آئی نہیں آفس خیریت تھی سب،،، شاہ میر جاتی ہوئی حورین کو روکنے کے لیے بات برائے نام کی غرض سے بولا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے بہت مشکل

سے خود کو کنٹرول کرتی حورین کا پھر ایک بار دماغ گھما دیا تھا۔

سر صرف دو دن ہی نہیں آئی میں آفس وہ بھی کچھ مجبوری تھی اس لیے لیکن مجھے اب لگ رہا ہے کہ جیسے میں نے کوئی بہت بڑا گناہ کر لیا ہونا آ کر جسے دیکھو منہ اٹھا کر آ رہا ہے پوچھنے کہاں تھی، کیوں نہیں آئی وغیرہ وغیرہ،،، شاہ میر کی بات کرنے کی دیر تھی حورین تو غصے سے پھٹ پڑی یہ بھی یاد نہ رہا کہ وہ اپنے باس کے سامنے کھڑی ہے اس وقت حورین کو صرف شاہ میر کا پولوائیٹ انداز دیکھائی دیا بالکل فرغام کی طرح جس کے سامنے وہ اپنی بڑھاس آرام سے نکال لیتی تھی۔

مس حورین آپ کا دماغ اپنی جگہ پہ ہی ہے نا،،، شاہ میر چاہ کر بھی اپنے لہجے کو سخت بنا کر پایا جانے کیوں اس بات سے تو وہ بھی لاعلم تھا اگر حورین کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاہ میر اس کی آدھی بکو اس پہ ہی اسے اٹھا کر باہر پھینک دیتا۔ یہاں جا ب کرنے سے پہلے برابر اپنی جگہ پہ تھا مگر جب سے یہاں آئی ہوں ہل کر رہ گیا ہے میرا دماغ صرف اور صرف آپ کی پرسنل سیکٹری کی وجہ سے،،، حورین اپنے پرانے انداز میں ہاتھ چلا چلا کر لڑتی شاہ میر کے سامنے رکھی فائیل کو ٹیبل پہ پٹختی آندھی طوفان کی طرح آفس سے نکل گئی۔

ہاؤ کین شی آنسرمی ڈیمڈ،، شاہ میر کو حورین کی اتنی بد تمیزی کے بعد بھی غصے کے بجائے اسکے غصے بھرے چہرے کے ایکسپریشن دیکھ کر زور سے ہنسی آئی اور وہ اس سر پھری لڑکی کو سوچتا کافی دیر تک ہنستا رہا -

\*\*\*\*\*

یار عائشہ کچھ بتاؤ گی بھی یا غصے میں منہ ہی پھولا کر رکھو گی سارا دن،، ایان صبح سے دو تین مرتبہ عائشہ سے اس کے خراب موڈ کی وہ پوچھ چکا تھا جو یونی سے آنے کے بعد سے اسے لفت ہی نہیں کروا رہی تھی۔

تمہیں جیسے میرے موڈ کی پروا ہے نا،، عائشہ نے ہاتھ میں تھامہ کپ بک ریک پر

پٹھا -

پروا ہے تبھی تو صبح سے پوچھ پوچھ کر تھک گیا ہوں پر تم ہو کہ سیدھے منہ جواب ہی نہیں دے رہی ہوں،، ایان کو بھی اب غصہ آنے لگ گیا تھا جو بنا وجہ کے اسے اپنے پیچھے خوار کروا رہی تھی۔

جب تھک گئے ہو تو رسٹ کرونا میرا دماغ کیوں کھا رہے ہو۔۔۔ بلکہ ایسا کرو کہ اسی کی

پرواہ کرو جس سے بڑی محبت سے باتیں کر رہے تھے،،، عائشہ اپنے سیدھے ہاتھ کی انگلی اپنے ہونٹوں پہ بجاتے اسے مشورے سے نوازنے لگی پر آنکھوں میں بھری خفگی کو چھپانا پائی۔

اوففف لڑکی میں تمہیں اسی ٹائم کلیئر کر چکا تھا کہ ہم بس ہیلوہائے کر رہے تھے،،، ایان کو اس کے انداز پہ ہنسی آئی۔

ایسی کون سی ہیلوہائے تھی جو بیس منٹ تک بھی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی،،، عائشہ اپنی بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں میں نخرہ سجاتے رُک موڑ کر چائے کا کپ اٹھاتی آگے بڑھتے ہوئے بولی -

اتنی جیلیسی صحت کے لیے اچھی نہیں ہوتی ڈاکٹر عائشہ،،، ایان اسے اس کے پیشے کے حوالے سے پکارتا چھڑنے لگا -

میں کوئی جیلیس نہیں ہوں میں تو بس ویسے ہی۔۔۔،،، عائشہ کو بات بنانا مشکل لگی جیلیسی تو اس کے ہر ہر انداز سے جھلک رہی تھی۔

کب تک جھٹلاؤ گی مان کیوں نہیں لیتی کہ مجھ سے پیار کرتی ہو،،، ایان نے بھاگنے کے

لیے پر تولتی عائشہ کا ہاتھ تھامتے اسے رکنے پر مجبور کیا۔

ایان تم پھر وہی بات لے کر بیٹھ گئے میں ناب دانیال بھائی سے۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں شاہ میر بھائی سے شکایت لگا دوں گی تمہاری آئی سمجھ،،، عائشہ کو اچھے سے معلوم تھا کہ ایان شاہ میر سے بہت ڈرتا ہے اسے لیے اسے شاہ میر کے نام سے دھمکانے لگی۔

ہا ہا ہا یار پھر تو میری ساری ٹینشن ہی دور ہو جائے گی ان کا پتا ہے نا وہ کیسے ہیں ہم بھائیوں کے معاملے میں،،، ایان اسے دیوار کے ساتھ لگاتا ہنسا اور دائیں بائیں اپنے بازوؤں سے اسے قید کرتے ہوئے بولا۔

انہیں زرا اسی بھنک بھی پڑ گئی نا پکڑ کر نکاح ہی پڑوا دیں گے،،، ایان عائشہ کی معلومات میں اضافہ کرتا مسکراتے ہوئے اس کے تھوڑا اور قریب ہوا جو خوف سے پیلی پڑھ رہی تھی۔

اتنا آسان بھی نہیں ہے،،، اس ساری سچو ٹینشن پر عائشہ کے پسینے چھوٹ گئی ایان تو کبھی اتنا بے باک نہیں تھا کہ اسے رات کے پہر زبردستی روکے وہ تو صرف زبانی یا اشار و کناروں میں ہی اپنے دل کا پیغام اس تک پہنچاتا تھا۔ اسے دھکا دیتی تیزی سے فاصلے پر ہوئی۔

ہا ہا ہا تم ابھی بھائی کو جانتی نہیں جس چیز کے پیچھے پڑ جائیں اسے کر کے ہی دم لیتے ہیں،،، ایان عائشہ کے چہرے کو دیکھنے لگا جو اپنے چہرے پر آئے پسینے کو خشک کر رہی تھی۔

ایان کے دل نے پہلی بار دیکھ کر جو نام اسے دیا تھا وہ بالکل اس پورا اترتی تھی وہ واقعی تھی ہی معصومہ ایان کی معصومہ ---

ویسے میں اکثر سوچتی ہوں کہ اگر شاہ میر بھائی کسی لڑکی کے پیچھے پڑ گئے تو اس بے چاری کا کیا بنے وہ تو ان کے خوف سے ہی مر جائے گی،،، عائشہ ایان کو دیکھ کر تشکر سے مسکرائی جو اس کے چہرے پہ ڈر اور جھجک دیکھ کر خود ہی فاصلے پہ رکھی کر سیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔

امپوسٹیل بھائی اور لڑکی نووے،،، ایان اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا عائشہ کی بات کی نفی کرنے لگا جو حیرت سے اس کی شور مچاتا ہوا انکار سن رہی تھی۔

کیوں کیا ان میں مردوں والی کوالٹی نہیں ہے،،، ایان کی ننانے عائشہ کو غصہ دلایا اسے لیے بنا سوچے پٹاخ سے بولی۔

او و انسان بناو۔۔۔ تم نا امان کے منہ لگ لگ کے کچھ زیادہ ہی بگڑ گئی ہو،،، ایان نے ایک دم سے عائشہ کو جھاڑ پلائی جو اپنی بات کہنے کہ بعد اب خود بھی زبان دانتوں میں دبائے بیٹھی تھی -

منہ تو میں تمہارے بھی بہت لگتی ہوں تو کون سا سدھر گئی ہوں،،، عائشہ شرارت سے بولی -

ابھی لگی کہاں ہو ٹھیک سے منہ میڈم۔۔۔ کیا کہا زور سے کہنا،،، ایان منہ میں ہی بڑبڑاسکا ایسی بات اس کے منہ پہ کہنے کی ہمت نہیں تھی اس میں -

نہیں رہنے دو ایسی بات امان ہی بول سکتا ہے،،، ایان نے اپنی اور دیکھتی عائشہ کو بہت تیزی میں جواب دیا جو اس کے سر پہ سے گزر گیا -

تم اپنے سے ہی باتیں کرو میں چلی،،، ایان کی بڑبڑاٹ سننے عائشہ اٹھتی ہوئی بولی - سنو جواب تو دیتی جاؤ کم از کم یا تسلی ہی کوئی دے جاؤ،،، ایان کے سوال نے عائشہ کے بڑھتے ہوئے قدم روک دیے -

تم مجھ سے پیار ویسے ہی کرتے ہو یا پھر شادی پی۔۔۔،،، جب سے ایان نے اسے اپنے

دل کا حال بیان کیا تھا یہ سوال عائشہ کے دماغ میں چپک کر رہ گیا تھا جو اسے اکثر پریشان کرتا -

جی ہاں میں تم سے پیار صرف ویسے ہی کرتا ہوں سب کو دیکھانے کے لیے تمہیں گریفرینڈ بنا رہا ہوں تاکہ سب میں شو دیا مار سکوں،،، ایان جو عائشہ کے مڑتے قدم سے کسی اچھی بات کی توقع رکھتا کھڑا ہو گیا تھا جل کر بولا -

سٹوپڈ شادی کرنا چاہتا ہوں تم سے،،، خاموشی سے اپنی اور دیکھتی عائشہ کو کہتے ایان نے اپنے اندر ایک سکون سا اثر تاپایا وہی سکون جو اسے عائشہ کے چہرے پر نظر آ رہا تھا - ہاتھ لاؤ اپنا،،، عائشہ ایان کی آنکھوں میں جھانکتی آہستہ سے بولی -

مارو گی تو نہیں،،، عائشہ کی خاموشی ایان کو ڈرا رہی تھی اس پر اس کا مطالبہ۔۔۔ ایان تو پریشان ہی ہو گیا اپنی معصومہ کا اسے کوئی بھروسہ نہیں تھا کہیں اس کی درگت ہی نابادے -

ہممم۔۔۔ نہیں،،، عائشہ کو ایان کی بات پہ ہنسی آئی -

جس دن تم میری پری بجو کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے اسی دن عائشہ جمال تمہاری

امانت بن جائے گی،،، عائشہ اس بات سے لاعلم نہیں تھی کہ امان اور ایان کسی کو بتائے بغیر پریشے کی تلاش میں سرگرم تھے یہی چیز عائشہ کے دل میں امان کی عزت اور ایان کی محبت بڑھا گئی -

جب چاہو اپنی امانت لے جانا،،، ایان عائشہ کی بات سنتے خود حیران تھا آخر اسے کیسے پتا چل گیا وہ دونوں اس کی بڑی سسٹر کو ڈھونڈ رہے ہیں اس بات کا تذکرہ تو اس نے مہر کے سامنے بھی نہیں کیا تھا جس کے بنا اب وہ دونوں بھائی کوئی قدم نہیں اٹھاتے تھے -

تو پھر دن گنا شروع کر دو عائشہ میڈم تمہاری بجو کو اب تک تو میں صرف بھا بھی کی خوشی کے لیے ڈھونڈ رہا تھا مگر اب میری زندگی ان کی تلاش سے جڑی ہے ان کو ڈھونڈ کر ہی رہو گا،،، عائشہ کی طرف سے گرین سگنل ایان کو سرشار کر گئے اسے اب اپنی محبت کو پانا بہت آسان لگا مگر نادان انسان اس بات سے انجان تھا کہ قسمت ان کے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے جس کی تلاش میں اسے چاروں سو محبت بکھرتی نظر آرہی ہے اس کی واپسی ان کی تباہی اور رشتوں میں دراڑ کا سبب بننے والی تھی -

\*\*\*\*\*

اوقف یہ یہاں کہاں،،، حورین نے دور سے آتی اپنے آپ کو کسی ماڈل کی طرح شو آف

کرتی مشال کی بہن کو دیکھ کر ناک منہ بنایا -

ایک وہ اندر بیٹھی کوڑم تھی جو یہ کھجلی بھی میرے پاس خود چل کر آرہی ہے،،، مشال کی کل والی حرکت سے حورین کو پہلے ہی بہت غصہ تھا اس پہ اس کی بہن کا یہاں آنا حورین کو عجیب سی پریشانی سے دوچار کر گیا -

کاش یہاں منال یا پری میں سے کوئی ہوتی تو ان دو بندویوں کی بینڈ تو آرام سے بجا دیتیں،،، روما سے پریشی کی تو بہت کم ہی ملاقات ہوئی تھی مگر اکثر پارٹیز میں منال اور روما کی چونچیں ضرور لڑتی وہ بھی مشال کی طنزیہ باتوں کی وجہ سے جو وہ حورین کو بہت میٹھے لہجے میں کہہ جاتی تھی۔ حورین اپنی لاپرواہ عادت کی وجہ سے زیادہ غور نہیں کرتی تھی مگر منال جب تک بدلہ نالے لیتی سکون سے نہیں بیٹھتی تھی -

ہائے حورین تم اور یہاں،،، روما حورین کو آفس کے باہر چھوٹے سے کین میں بیٹھا دیتی اندر چلی آئی۔

حورین نے شاہ میر کے ساتھ ایک ہی روم میں بیٹھ کر کام کرنے پر اعتراض کیا تھا جس کا احترام کرتے شاہ میر نے یہ کین بنوایا تھا جس کا ایک دروازہ شاہ میر کے روم میں کھلتا تھا تو دوسرا باہر کی سائیڈ پر مگر حورین ہمیشہ باہر والا ہی دروازہ استعمال کرتی تھی شاہ میر

کے روم میں جانے کے لیے -

اوو وہائے روما آپنی کیسی ہیں آپ،،، حورین نے اخلاقیات نبھائی جس سے روما کا دور دور  
تک کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔

اوو نو نو آپنی میں تمہیں آپنی ٹائیپ لگتی ہوں،،، روما کو سنتے ساتھ ہی شاک لگا۔ نہیں آپ  
تو ملکہ شراوت ٹائیپ لگتی ہیں،،، حورین صرف سوچ ہی سکی کہنے کی تو اس میں ہمت  
نہیں تھی -

کیا ہو اس طرح خاموش کیوں ہو گئی ہو کچھ پوچھ رہی ہوں میں تم سے،،، حورین اپنی  
ہی سوچوں میں گم روما کی بات سن ہی ناپائی -

جی کیا پوچھا آپ نے میں نے سنا نہیں،،، حورین ایک دم سے الرٹ ہوئی۔ تمہارے  
باس کا پوچھ رہی ہوں اندر ہیں بھی یا نہیں،،، روما نے اسٹائل سے بالوں کو پیچھے کرتے  
منہ بناتے ہوئے کہا -

جی سر تو اندر ہی ہیں اووو۔۔۔ آپ کی آپوٹیمینٹ تھی،،، حورین فوراً سے کمپیوٹر پر چک  
کرنے لگی -

مجھے اس کی ضرورت نہیں میری جان میں جہاں جاتی ہوں اپنی مرضی سے کسی سے پوچھ کر یا پر میشن لے کر نہیں،،،،، اور ماحورین کے ماؤس چلاتے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی ہنستے ہوئے دروازے کی اور مڑی -

پر آپ روکے آپ کس طرح ایسے۔۔۔ کیا بات ہے مس حورین آپ۔۔۔ اوہیلو مسٹر،،،،، ابھی حورین اور رومہ میں تکرار ہی ہو رہی تھی کہ آفس نے نکلتے عاصم نے حورین سے پوچھا مگر اسکے ساتھ کھڑی ہوش رو بہ لڑکی کو دیکھتے روک گیا۔ ہائے میم آپ۔۔۔ مجھے آپ کے پاس سے کچھ پر سنل کام ہے کیا میسیبی۔۔۔،،،،، رومہ بولڈ انداز میں کہتی عاصم کے قریب ہوئی۔

یس یس آپ جاسکتی ہیں اندر اینڈ مس حورین کچھ ایٹیکٹس لائی اپنے اندر،،،،، حورین جو منہ کھولے عاصم اور رومہ کے انداز دیکھ رہی تھی عاصم کی بات پر سٹپٹائی -

اوففف۔۔۔ میرا بھی دماغ خراب تھا جو اس چلتی پھرتی ایٹم کوروکا سرنے ہی بولا یا ہو گیا،،،،، حورین سر عاصم کو گھورتی سوچنے لگی جو رومہ سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہا تھا -

میرے سامنے تو اتنے شریف بنتے ہیں اور اندر سے کیسے ہیں تو بہ،،،،، حورین کو ناجانے کس بات کا غصہ تھا جو کم ہی نہیں ہو رہا تھا عاصم کے دوبار ٹوکنے کے باوجود وہ اپنے کیمین

میں ناگئی بالکہ ان کے سر پہ ہی کھڑی دونوں کو گھورتی رہی۔

پر میں کیسے اس ایٹم کو اندر اکیلے جانے دے سکتی ہوں ہو سکتا ہے کہ سر کو اس کی آمد کا معلوم ہی ناہو اور بعد میں بات میرے اوپر آجائے ویسے بھی مس کوڑ مجھے یہاں سے نکالنے کا موقع ڈھونڈ رہی ہیں،،، روما کو اندر جاتا دیکھ حورین کا دماغ تیزی سے توڑ جوڑ کرنے لگا اور وہ بھی سر عاصم سے نظر بچاتی اس کے پیچھے بھاگی۔

می آئی کم نم۔۔۔،، آفس میں بڑے کروفر سے بیٹھے شخص کو دیکھ کر روما کے آدھے

الفاظ اندر ہی رہ گئے جبکہ شاہ میر بھی بت بنا اس کو دیکھتا اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

رو کو رو کو ایسے نہیں جاسکتی آپ بنا اجازت کے،،، دروازے کی دھاڑ کی آواز اور حورین کا شور دونوں کو ہی ہوش میں لایا۔

شٹ آپ حورین۔۔۔ ہائے شاہ میروٹ آپلیزن سر پر ایز فور می،،، روما ہوش میں آتے بہت ریلکس انداز میں شاہ میر سے ملی جیسے ان کے بیچ کبھی کچھ ہوا ہی نہیں۔ مجھے نہیں پتا تھا میں جس سے ملنے آئی ہوں وہ تم ہو۔۔۔ بھول تو نہیں گئے مجھے،،، روما شاہ میر کو ہگ کرتے پیار لوٹاتی نگاہوں سے دیکھ کر بولی -

نہیں تمہیں کیسے بھول سکتا ہوں روما،، شاہ میر کا لہجہ آنچ دیتا ہوا تھا جسے ناتور و ما سمجھ پائی اور ناہی شاہ میر کو غصے سے دیکھتی حورین۔

تمہاری اس سیکٹری میں مینرز نام کی چیز نہیں ہے کیا،، روما کو اس ٹائم حورین کی آفس میں موجودگی ایک آنکھ نابھائی۔

حورین آپ جاہیں،، حورین کے غصے بھرے چہرے کو دیکھ کر شاہ میر نے اسے جانے کا بولا جو جاتے ہوئے اپنے غصے کا اظہار آفس کے دروازے پہ نکال کر گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں آئی ہے وہ دوبارہ میری زندگی میں،، شاہ میر جب سے روما سے ملا تھا اپنے آپ سے ہزار دفعہ پوچھ چکا تھا مگر کوئی سراہا تھا نہیں لگ رہا تھا۔

چاہتی کیا ہے وہ مجھ سے اب۔۔۔ اتنے عرصے بعد تو سب ٹھیک ہوا ہے میری زندگی میں تو پھر اس کی واپسی۔۔۔ میں اسے اب اپنی زندگی برباد نہیں کرنے دوں گا،، ایک دم سے شاہ میر کا دم گٹھنے لگا وہ اپنی شرٹ کو اتارتا غصے میں ڈریسنگ کی چیزیں بکھیر گیا۔ بہت مشکل سے تو مجھے ایک خوبصورت کنارہ ملا ہے میں اسے کھو نہیں سکتا،، اپنے اندر

کی گھٹن سے گھبراتے شاہ میر نے کمرے کی کھڑکی کھولی تو نظر لان کے ایک سنسان گوشے میں بیٹھی پری سے ٹکرائی جو پھولوں کی نازک کلیوں پہ ہاتھ پھیرتے ان کی نرمی اپنے اندر جذب کر رہی تھی -

کیوں اتنی بے پرواہ ہو تم مجھ سے پری خود کو سمیٹنے کا حق میں نے صرف تمہیں دیا ہے سمیٹ لو مجھے بکھر رہا ہوں میں،،، اپنے ارد گرد سے بے نیاز بیٹھی اس وقت شاہ میر کی ساری توجہ سامر کز بنی ہوئی تھی۔ اپنے دماغ سے ساری تلخ سوچیں بھولائے شاہ میر صرف اسے دیکھے گیا -

صاحب کھانا لگ گیا ہے آجائیں،،، ملازمہ نے شاہ کے ارٹیکاز کو توڑا۔ اپنی بیگم صاحبہ کو بھی بولا لاؤ،،، شاہ میر ملازمہ سے کہتا الماری سے شرٹ نکال کر پہننے لگا۔

صاحب جی انھوں نے تو منع کر دیا ہے کھانا کھانے سے،،، ملازمہ اپنی معلومات کے مطابق شاہ میر کو بتاتی واپس مڑ گئی۔

یہ پری بھی ناز راجو اس کو خیال ہو۔۔۔ میرا صحیح اپنا تو کم از کم خیال رکھا کرے،،، شاہ میر پری کی لاپرواہی پہ کڑتالان کی طرف بڑھا۔

اس طرح اکیلے کیوں کھڑی ہو پری،، پری جو درختوں کے پتوں کو دیکھتی نا جانے کیا سوچ رہی تھی شاہ میر کی آواز پہ ڈر گئی۔

آج کی رات خود کے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں کل سے تو میر اپنی ذات پہ بھی حق ختم ہو جائے گا،، پری اپنے کندھوں سے شاہ میر کے ہاتھ ہٹاتی اس کو دیکھ کر بولی جو مسکراتا ہو اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

میری ذات ہے نا پری جس طرح چاہے حق جتنا،، شاہ میر کو آج کی یہ رات بہت لمبی لگ رہی تھی کل کا دن اس کے لیے بہت اہم ہونے والا تھا کل اس کی پری کو ہمیشہ کے لیے اس کا بننا جو تھا۔

اس طرح کیا دیکھ رہی ہو سچ کہہ رہا ہوں از مالو بے شک،، شاہ میر پری کے ڈپے کو ٹھیک کرتے ہوئے بولا جو ہما وقت پری کے سر پر رہتا تھا جس سے شاہ کو ایک انجانی سی چڑ تھی۔

مجھے کھانا نہیں کھانا،، پری شاہ کے ہاتھ کو اپنے ڈٹے سے ہٹاتی بات کو ٹال گئی۔ جسٹ  
آسکینڈ۔۔۔ ایسا کوئی حق میں تمہیں نہیں دے سکتا جس میں تم اپنے آپ سے  
لا پرواہی برتو۔۔۔ یار کچھ تو خیال رکھا کرو۔۔۔ اپنے لیے نا صحیح میرے لیے ہی

صحیح،،، شاہ پری کے چہرے پہ جھکتا اس کے کان کے پاس ایک میٹھی سی سرگوشی  
کرنے لگا۔

پلیز شاہ تنگ نا کریں مجھے،،، پری شاہ اور اپنے درمیان فاصلہ بڑھاتی اسے گھورنے لگی  
جس کی آج ٹون ہی چینج لگ رہی تھی۔

ہا ہا ہا اچھا نہیں کرتا پھر یاد رکھو کل کوئی ایکسیوز نہیں سنو گائیں،،، شاہ میر پری کے سرخ  
چہرے کو دیکھتے اسے مزید تنگ کیے بنا اس کا ہاتھ پکڑے اسے کھانے کے لیے اندر  
لے گیا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

کیا ہم اندر آسکتے ہیں،،، دروازے پہ منال اور علی کو کھڑے دیکھ فرغام کو حیران کن  
خوشی ہوئی -

اوہو و آج یہ بڑے بڑے لوگ رستہ بھول کر کہاں ہمارے غریب خانے میں  
تشریف لے آئے،،، فرغام دونوں کے گلے لگتا شہرت سے بولا -

کمینے انسان بن،،، علی فرغام کو پرانی والی جون میں دیکھ کر بہت خوش ہوا -

اہممم بھابھی جی آپ کو آنے میں کوئی مشکل تو نہیں ہوئی،،، فرغام اب اپنا روح سخن منال کی طرف موڑتا اسے تنگ کرنے لگا جو جب سے آئی تھی ایک اندیکھی خاموشی کو اس گھر کے درودیوار سے لپٹا دیکھ رہی تھی۔

کیا میں صرف علی کے حوالے سے یاد ہوں تمہیں میرا کوئی اور حوالا نہیں،،، علی اور فرغام جتنے فریش موڈ میں بات کر رہے تھے منال اتنی ہی اداس لگ رہی تھی۔ پاگل لڑکی بہن ہو تم میری اور ہمیشہ بہن ہی رہو گی،،، فرغام اس کے سر پہ شفقت سے ہاتھ پھیرتا پیار سے بولا۔

تو پھر بھابھی کیوں کہا مجھے میں کوئی بھابھی وا بھی نہیں ہوں تمہاری،،، منال آنسو صاف کرتی فرغام کو مصنوعی گھوری سے نوازنے لگی۔

وہ کیا ہے ناکہ تم علی کے ساتھ پہلی بار آئی ہو اور جتنی مجھے تم عزیز ہو اتنا ہی علی بھی اس حساب سے تو مجھے دونوں سائیڈز پہ برابر کا رشتہ نبھانا پڑے گا نا،،، فرغام بھی اپنی آنکھوں کے کناروں کو صاف کرتا اسے سمجھانے لگا۔

تم دونوں بیٹھو میں رفریشمنٹ کا ااا۔۔۔ رہنے دو آنٹی پہلے ہی ہمیں بہت کچھ کھلا چکی ہیں اب اور کی گنجائش نہیں،،، علی فرغام کو باہر جاتا دیکھ ہاتھ اٹھا کر تیزی سے بولا کیوں کہ

فاخرہ ملک ان دونوں کو انکے منع کرنے کے باوجود بہت کچھ کھلا چکی تھیں۔

تم لوگ کیا کافی دیر کے آئے ہوئے تھے مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں،،، فرغام کو سن کر حیرت ہوئی۔

دیکھ لو تمہیں ہی لگی ہوئی تھی اپنے بھائی سے ملنے کی اسے تو خبر ہی نہیں ہوئی،،، علی جو فرغام سے اکیلے ملنے آنا چاہ رہا تھا منال کے ضد کرنے پر اسے بھی لانے پر مجبور ہو گیا۔

پہلے تو حورین تھی نا۔۔۔ میرے آنے کی خبر اس گھر کے درو دیوار کو پہلے پہ مل جاتی

تھی،،، ایسا کیسے ہو سکتا تھا منال آئے اور حورین کا ذکر نا ہو۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہمم۔۔۔ یار فرغام کل کی میٹنگ۔۔۔ یاد نہیں آتی وہ تمہیں؟؟؟،،، منال فرغام

کے سپاٹ انداز کو دیکھتی دکھ سے بولی یہ تو فرغام اور حورین نہیں تھے یہ دونوں تو کوئی

اور ہی تھے جن کو منال جانتی تھی ان دونوں کا تو ایک دوسرے کے بنا گزارہ ہی نہیں

تھا۔

منال اسٹوپ اٹ۔۔۔ ہم یہ سب باتیں کرنے نہیں آئے یہاں،،، علی کی آنکھیں

دیکھانے کے باوجود بھی جب منال بعض نا آئی تو مجبوراً علی کو اسے ٹوکنا پڑا۔

پر میں یہ ہی سب پوچھنے آئی ہوں فرغام سے کیا سے حورین کے بچپنے کا نہیں پتا۔۔۔ تم تو اسے ہم سب سے زیادہ جانتے ہو کتنی ضدی ہے وہ۔۔۔ وہ اپنے آپ کو تباہ کر رہی ہے اور تم مزے سے کھڑے اسے برباد ہوتا دیکھ رہے ہو،،، منال فرغام کو کالر سے پکڑے جھنجھوڑنے لگی تاکہ وہ کچھ تو بولے اس کے اندر حورین کو لے کر کیا چل رہا تھا اس کا ان لوگوں کو بھی تو علم ہو -

فرغام ادھر کتنا سکون ہے یہ مجھے تمہاری شکل دیکھ کر اچھے سے اندازہ ہو رہا ہے،،، منال فرغام کے دل پر انگلی رکھتی اس کو دیکھے گئی جس نے لگتا تھا حورین کے حوالے سے بات نا کرنے کی قسم کھائی ہوئی تھی -

روک لو اسے اپنے گاؤں جانا چاہتی ہے وہ،،، منال نڈھال لہجے میں کہتی فرغام کے ہاتھ پر اپنے پیشانی ٹیکاتی روپڑی جب کہ علی اپنے دوست کی خاموشی کو سمجھتا فسوس سے رخ موڑے کھڑا رہا۔

جانے والے کو روکا جاتا ہے جو بھاگ رہا ہوں اسے کیسے روکوں،،، فرغام کی آواز سنتے علی اور منال نے ایک دم سے اپنے سروں کو اٹھایا۔

بالکل ٹھیک کہاں تم نے سکون نہیں ہے یہاں پہ بہت درد ہے اس جگہ اور یہ درد ہمیشہ

رہے گا،،، فرغام اپنے دل پہ ہاتھ رکھتا کرب سے مسکرایا۔

فرغام میری بات سن۔۔۔ تو نے مجھ سے پوچھا تھا نا کہ کیوں میں نے اسے چھوڑ دیا،،، فرغام کی تکلیف دے ہنسی علی کو تڑپا گئی اس کو روکنے کے لیے آگے بڑھا۔ نہیں علی۔۔۔ میں نے اسے چھوڑا نہیں وہ تو اب بھی یہی پوری آب و تاب سے قابض ہے،،، فرغام نے اپنے کمرے کے چاروں اور دیکھتے آخر میں کھڑکی کو دیکھا جس میں کھڑے حورین کو دیکھتے فرغام نے اپنی کئی راتیں اس سے باتوں میں گم گزاریں تھیں۔

بس اسے آزاد کر دیا ہے دم گھٹنے لگ گیا تھا اس کا میری محبت سے۔۔۔ تو ہی بتا کیسے اسے تکلیف دے سکتا تھا میں،،، جہاں منال کی محبت علی کے لیے انعام ثابت ہوئی تھی وہی حورین کی محبت فرغام کے لیے صرف اور صرف خسارہ تھی۔ علی کو یہ اندازہ لگانا مشکل ہو رہا تھا کہ زیادہ خسارہ کس کی قسمت میں آیا تھا حورین کی یا فرغام کی۔۔۔ کیا ایک بار کوشش بھی نہیں کرو گے اسے روکنے کی،،، منال نے اب بھی آس و امید کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ ک

وشش میں اور زبردستی میں کتنا فرق ہوتا ہے منال،،، فرغام منال کو دیکھتے ہوئے بولا

جس کے آنسو اپنے دوستوں کی ناکام محبت پہ روک ہی نہیں رہے تھے پری کا غم کم تھا  
جواب حورین اور فرغام بھی بکھر رہے تھے۔

وہ میری کوشش کو زبردستی سمجھتی ہے،،، بہت کوشش کے بعد بھی فرغام کی آنکھ سے  
ایک آوارہ آنسو نکل گیا۔

منال پلیز زرز۔۔،، اس سے زیادہ علی برداشت نہیں کر سکتا تھا منال کو غصے سے  
بولا۔

فرغام تم نے مجھے اور علی کو کوئی تحفہ نہیں دیا ہماری شادی کا،،، کافی دیر بعد کمرے کی  
خاموشی کو منال کی آواز نے کم کیا۔

تم لوگوں نے کون سا مجھے بلا یا بلکہ میری غیر موجودگی میں موقع سے فائدہ اٹھاتے  
نکاح پڑھو الیا،،، اس سارے وقت میں فرغام بھی خود کو کافی حد تک سمجھا  
چکا تھا شکوہ کرتے بولا۔

یار تو تو ساری سچوٹیشن سے واقف تھا نا کیسے ویٹ کرتے تیرا،،، علی فوراً سے اسے  
منانے کھڑا ہو گیا۔

ہممم ایسا کرو جلدی سے مجھے چاچو ماموں بنا دو ایک دفعہ ہی لے لینا سارے  
تختے۔۔۔ ہا ہا ہا،،، فرغام کی بے موقعہ محل بات پر جہاں منال جھینپی وہیں فرغام اور علی  
ایک دوسرے کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنسے۔

فرغام آئی ویل کیل یو۔۔۔،،، منال فرغام کو سائیڈ پڑے پلو سے مارے لگی جو مسلسل  
ہنسے جارہا تھا۔

ہا ہا ہا۔۔۔ اچھا بتاؤ کیا چاہیے میری بہن کو مجھ سے،،، فرغام لڑائی روکتا اس سے پوچھنے

لگا۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Fsanal | Articles | Books | Poetry | Interviews  
ایک وعدہ۔۔۔،،، منال نے کہتے ساتھ ہی اپنا ہاتھ آگے کیا۔

وعدہ۔۔۔ کیسا وعدہ،،، علی اور فرغام نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگے۔

زندگی میں جب بھی حورین پلٹ کر تم تک آئی تم اسے دھتکارو گے نہیں،،، منال کے  
الفاظ علی اور فرغام کو ساکت کر گئے مگر کوئی کچھ نابولا اور منال اسی طرح اپنا ہاتھ فرغام  
کے آگے لیے کھڑی رہی جسے تھوڑی دیر بعد فرغام نے مسکرا کر تھام لیا تھا۔

\*\*\*\*\*

شاہ پلینز میں باہر نہیں نکل رہی آپ یہی لیں آئیں،، شاہ جوپری کے موڈ کے خلاف  
اسے اپنے ساتھ پہلی بار باہر لایا تھا اس کی بات پہ اپنا سر پکڑ کر رہ گیا۔

اوقف لڑکی۔۔۔ قسم سے تم بہت ہی بور ہونا تو کوئی شوپنگ کی اور ناہی ریسٹورینٹ  
گئیں اب اللہ اللہ کر کے آئیسی کریم کے لیے راضی ہوئی ہو تو اس پر بھی اندر نا جانے کی  
ضد۔۔۔ تمہاری جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو خود کو اس وقت خوش قسمت تصور کر رہی  
ہوتی کہ سردار شاہ میرا سے بذات خود آفر کر رہا ہے،، شاہ میر کے بے حد اسرار پر  
پریشے شاپنگ کرنے پر راضی نا ہوئی لیکن شاہ بھی اپنے نام کا پکا اسے آئیسی کریم کے لیے  
منا کر ہی دم لیا۔

آپ کو بہت تجربہ ہے نا لڑکیوں کے ساتھ جانے کا ویسے بتائیں کتنی لڑکیوں کو ایسی آفر  
کر چکیں ہیں آپ،، شاہ میر کی بات سنتے پری کو نا جانے کیوں غصہ آ گیا پٹاخ سے بولی۔  
ہا ہا ہا تم جیلس بھی ہوتی ہو مجھے تمہاری اس کو الٹی کا تو علم ہی نہیں تھا،، شاہ میر پری کو  
اس کے لیے پوزیسو ہوتا دیکھ بہت خوش ہوا۔

جی نہیں۔۔۔،، پری کھڑکی کی طرف موڑتے باہر کے نظارے دیکھنے لگی مگر وہ شاہ میر  
سے انجان نہیں تھی جانتی تھی وہ اب بھی اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔ اندر بیٹھے

لوگوں کا ڈر ہے تمہیں یا میرے ساتھ ہونے کا،،، شاہ میر نے پری کا ہاتھ تھامے اسے اپنی ذات کا تحفظ بخشا۔

ایسی بات نہیں ہے بس مجھے یہ سب پسند نہیں رہا کبھی۔۔۔ میں ان لڑکیوں جیسی نہیں ہوں جو باہر آوارہ گردی کرتی رہتی ہیں میں الگ ہوں،،، پری کو اس کی اور دیکھ کر بات کرنا اس وقت بہت مشکل لگا۔

میں جانتا ہوں میری پری کیسی ہے اور مجھے وہ ایسی ہی پسند ہے،،، شاہ میر اس کے بالوں کو سہلاتا آنیس کریم پالر کی طرف مڑ گیا۔

ففر رر رر غامم۔۔۔ یہ یہاں۔۔۔ فر غامم علیسی۔۔،،، پری کھڑکی سے باہر بھاگتے دوڑتے لوگوں کے ہجوم کو دیکھ رہی تھی کہ اس کی نظر سڑک کی دوسری سائیڈ پہ مال میں جاتے فر غام اور علی پر پڑی۔

پری پاگل ہو گئی ہو کیا کہاں بھاگے جارہی ہوں،،، شاہ میر جو اپنا والٹ گاڑی سے اٹھانا بھول گیا تھا پری کو سڑک کی اور اندھا دھند بھاگتا دیکھ اس کو پکڑتے ہوئے چیخا پری اس وقت اپنے ہوش میں نہیں تھی اگر شاہ میر وقت پہ نا سے کھینچتا تو وہ سڑک کے دوسرے سائیڈ سے آتی ہوئی گاڑیوں میں سے کسی ایک نا ایک کے ساتھ

ضرور ٹکرا جاتی -

شاہہ۔۔۔ وہ فرغانہ۔۔۔ پلہز شاہ مجھے جانے دو فر غغغ۔۔۔،،، اس سے پہلے کے  
پری دوبارہ آواز دے کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی شاہ میر نے اس کے منہ پہ  
ہاتھ جماتے اسے اپنی طرف کھینچا اور کچھ ہی دور کھڑی گاڑی کی طرف لے آیا۔ چھوڑو  
مجھے شاہ جانے دو مجھے۔۔۔ مجھے پر رحم کرو مجھے فرغانہ۔۔۔ چٹاخ۔۔۔،،، ایک بار پھر  
شاہ حویلی نے پری کے گڑ گڑانے اور شاہ میر کے جلال کی آوازیں سنی تھیں سارے  
ملازم اپنے مالک کو دیکھ کر حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جو گئے تو بہت  
خوشگوار موڈ میں تھے مگر آئے اس طرح تھے۔ اگر دوبارہ اس کا نام تمہاری زبان پہ آیا  
تو اس کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی زمین میں زندہ گاڑ دوں گا،،، شاہ میر نے صوفے پہ  
گری پری کو وارنگ دی۔

خدا کے واسطے شاہ مجھے صرف ایک بار اس سے ملنے دو پلہز شاہ،،، پری شاہ میر کے پاؤں  
کو پکڑتی اس کی منتے کرنے لگیں۔

تمہیں میری بکو اس سمجھ کیوں نہیں آرہی اس کا نام تمہارے لبوں پہ آتے میری دماغ  
کی رگیں پھٹنے لگتی ہیں،،،، شاہ میر پری کا منہ اپنے ہاتھ میں جکڑتا اسے خاموش کروانے

لگا۔

دل چاہتا ہے اسے جان سے مار رر۔۔۔ نہیں سن شاہ پلینز اسے کچھ مت کہنا،،، پری  
شاہ میر کے آگے ہاتھ جوڑتی روپڑی جبکہ شاہ میر ٹیبل کی چیزیں اٹھا کر دیوار پہ  
مارنے لگا۔

نہیں برداشت کر سکتا میں یہ سوچ ہی مجھے چین سے جینے نہیں دیتی کہ تم پر یہی۔۔۔ تم  
میری ہو کہ اُسس۔۔۔ نہیں تم غلط۔۔۔،،، شاہ میر جو سمجھ رہا تھا پری اسے  
روکنا چاہتی تھی پر اس وقت شاہ میر اس کی کوئی بھی بات سمجھنے کو تیار نہیں تھا۔  
نہیں ہوں میں غلط تم میری کزن ہو کر۔۔۔ نہیں ہوں میں تمہاری کزن نہیں  
ہو،،، پری کی برداشت جواب دے گئی شاہ میر کا گربان پکڑتی زور سے چیخی۔

کچھ نہیں لگتی میں تمہاری۔۔۔ میں صرف پریشے ہوں صرف پریشے اپنے امی بابا کی  
بیٹی،،، پریشے زور زور سے شاہ میر کے مضبوط کندھوں پہ تھپڑوں کی بارش کرتی اپنا  
غصہ نکال رہی تھی جبکہ شاہ اس کے الفاظ پہ ساکت ہو جا رہا تھا۔

نہیں ہوں میں ارمان شاہ کی بیٹی۔۔۔ صرف دوست ہوں میں ان کی بیٹی کی دوست

ہوں میں حورین کی صرف دوست۔۔۔

\*\*\*\*\*

پلیز شاہ مجھے جانے دو خدا کے لیے چھوڑو میرا ہاتھ وہ چلا جائے گا جانے دو مجھے رو کو  
 فرغام رو کو مجھے اکیلا چھوڑ کے مت جاؤ فرغام۔۔۔ فرغام مم،،،، کمرے میں آتی ہوئی  
 زینت بی پری کو ہوش میں آتا دیکھ کر اس کی طرف بھاگی جو بستر سے اترتی دروازے کی  
 اور بھاگ رہی تھی۔ بٹیا سمبھالو خود کو یہ پانی پیو شاہاش،،، زینت بی نے بہت مشکلوں  
 سے پری کو روک کر اس کے گلے میں ڈوپٹا پہنایا۔ زینت بی وہ چلا گیا وہ مجھے چھوڑ  
 کے لے لے لے۔۔۔ شاہسہ۔۔۔ شاہ کہاں ہے زینت بی،،، پری خود کو اپنے کمرے  
 اور کھڑکیوں سے آتی روشن کرنوں کو دیکھ کر اپنے حواسوں میں لوٹی۔ بٹیا وہ اب تک  
 نہیں آئے،،، زینت بی پری کی بے پروا حالت دیکھ کر سر جھکا گئیں۔ کیا مطلب ہے نہیں  
 آئے کہاں ہے وہ،،، پری زینت بی کی بات سن کر اپنا جگر اتا سر تھا مے بستر پر بیٹھتی چلی  
 گئی۔ آپ فون کریں اسے۔۔۔ بتائے نا اسے میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے پری نئے  
 خدشوں میں گھیری بد حوس ہو گئی۔ وہ ایسے مجھے چھوڑ کے نہیں جاسکتا،،، پری کو سب  
 کچھ ختم ہوتا محسوس ہوا اپنے ماؤف ہوتے سر کو پکڑے زینت بی کے ہاتھ میں ڈھیر

ہو گئی -

\*\*\*\*\*

اوہیلو فرغام کیسے ہو تم،،، مشال نے اپنے پاؤں کے قریب کار روکتے دیکھی تو خوشگوار حیرت میں گھیر گئی۔ تم اس ٹائم یہاں لگتا ہے تمہاری کار نے ساتھ چھوڑ دیا،،، مشال کو کار کے باہر کھڑا دیکھ کر فرغام کو ٹھیک نہیں لگا کہ وہ بنا روکے ہی گزر جائے۔ ہممم کچھ یہی سمجھ لو،،، مشال جو کچھ دیر پہلے جھنجھار ہی تھی اب مانو تو خوشی سے ناچ پڑے۔ آؤ میں ڈروپ کر دوں تمہیں،،، جو بھی ہو فرغام اس کو بھولا کر اسے آفر کرنے لگا۔ نیکی اور پوچھ پوچھ،،، مشال کی تو مراد بر آئی تھی۔ اور کیسی جا رہی ہے پڑھائی،،، فرغام کو گاڑی میں بے نام سی خاموشی کو توڑنا تھا اسی لیے بات برائے نام پوچھنے لگا۔ اوففف نا پوچھو۔۔۔ اتنی ٹف روٹین اور اوپر سے اکیلے سچ بتاؤ بہت بوریت ہوتی ہے،،، مشال اپنے لہجے میں دنیا بھر کی بوریت کو سموتے بولی۔ اکیلے کیوں اب تو منال نے بھی کھٹینوں کر لیا ہے،،، فرغام کو اگر سچ میں مشال کی بوریت کا معلوم ہوتا تو وہ اس وقت اس کا گلا دبا رہا ہوتا۔ ہممم.... فرغام سچ بتاؤ پہلی والی تو بات نہیں رہی اب پہلے ہم سب اکٹھے ہوتے تھے اب میں منال اور حورین کے بیچ میں پس کر رہ گئی ہوں،،، مشال کو

منال اور حورین کے ہاتھوں اٹھائی گئی بے عزتی کا اچھا موقعہ ملا تھا جس سے وہ پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں،،، فرغام حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا کل ہی تو وہ منال سے ملا تھا اس نے تو کوئی ایسی بات نہیں بتائی اسے جس سے اندازہ ہو کہ حورین اور اس کے درمیان کوئی مسئلہ چل رہا ہے۔ تمہیں میری بات بُری ضرور لگے گی مگر یہ سچ ہے کہ حورین بہت غلط کرتی ہے منال کے ساتھ اور کل تو اس نے حد ہی کر دی،،،، مشال نے فرضی سی کہانی بناتے بات کو غلط رُخ دیا۔ کیا کیا ہے اس نے،،، گاڑی کی بڑھتی ہوئی سپیڈ سے مشال کو فرغام کے غصے کا احساس ہو گیا تھا۔

چھوڑو رہنے دو تمہیں سن کر بُرا لگے گا اور ویسے بھی منال نے مجھے منع کیا ہے تمہیں اور علی کو بتانے سے،،،، مشال بات کو گھوما گئی تاکہ فرغام اسے فورس کرے۔ میں منال سے کچھ نہیں کہوں گا،،، مشال یہ ہی تو چاہتی تھی اور اس اچھے سے معلوم تھا کہ فرغام دوستوں کی بات کا پردہ بہت اچھے سے رکھتا ہے۔ کل حورین نے منال کی بہت بد تمیزی کی میں تو دوست ہوں نامیرے سامنے اتنا کچھ کہتی ہے اس کی خیر ہے پر سب کے سامنے تماشہ بنانے کی کیا ضرورت ہے،،، مشال دل ہی دل میں اپنی من گھڑت کہانی پر خود کو داد دے رہی تھی۔ میں مانتی ہوں کہ جو ہو اس کی ماما کے ساتھ غلط تھا پر سب کے سامنے منال اور تمہاری ماما کی بے عزتی کرنا ان کے بارے میں غلط باتیں

کرنا۔۔۔ میں تو ایسی باتیں سوچ بھی نہیں سکتی،،، مشال نے اپنی ماں کی بتائی ہوئی باتوں کا بھرپور فائدہ اٹھاتے فرغام کو انگاروں پہ بیٹھا دیا۔ چرر۔۔۔ لو یونی بھی آگئی پھر ملیں گے،،، فرغام جلد سے جلد تنہائی چاہتا تھا اپنا غصہ بریک پر نکالتے مشال کو گاڑی سے نکالنا چاہا۔ تھینکس فرغام مجھے لگ رہا تھا کہ میں آج۔۔۔ اونوو۔۔۔ شٹ میرا بیگ تو کار میں ہی رہ گیا،،، فرغام کے موڈ کے پیش نظر مشال تیزی سے گاڑی سے نکلی۔ مشال اب میں تمہارا بیگ لینے نہیں جاسکتا تم اب خود بیچ کر لو،،، فرغام اب مشال سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا اس لیے تھوڑا روڈ لی بولا۔ بیگ کی تو خیر ہے میری کار لاک ہے پرر۔۔۔ تم ایسا کرو مجھے یہ اپنا پین دے دو میں،،، مشال کو آخر اپنا پلین توڑ تک پہنچانا تھا جس کے لیے یہ پین بہت ضروری تھا۔ دراصل مجھے یہ فام آج ہی فل کر کے دینا ہے میں آگے ہی لیٹ ہو گئی ہوں اور اب تو سب کلاس میں ہوں گے،،، فرغام کو خاموش دیکھ کر اسے وضاحت دینی پڑی۔ کیا ہوا فرغام میں لیے کر بھاگ تو نہیں جاؤ گی واپس کر دوں گی،،، مشال فرغام کے آگے ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی جبکہ فرغام گاڑی میں بیٹھا کسی سوچ میں گم تھا مشال کو اپنی یہ پوزیشن بہت اوکوڈ لگی مگر وہ کہتے ہیں نا محبت میں بہت خواری برداشت کرنی پڑتی ہے۔ نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں تم رکھ سکتی ہو اپنے پاس اسے مجھے اب اس کی ضرورت نہیں،،، فرغام کسی سوچ پر مسکراتے

اس کو پین دیتا وہاں سے چل دیا جبکہ مشال اپنے پلین کے کامیاب ہونے پر خوش ہوتی  
فرغام کی مسکرائٹ پر غور کیے بنا آگے بڑھ گئی -

\*\*\*\*\*

آپیا کیا بات ہے آپ کچھ پریشان لگ رہی ہیں،، مہر دماغی کشمکش میں گھیری چیزیں  
اٹھا کر ادھر سے ادھر کر رہی تھی اسے لگ رہا تھا کہ وہ چیزوں کو ترتیب دے رہی ہے پر  
دروازے میں گھڑی عائشہ جو کافی دیر سے مہر کو سمٹا ہوا پکچن پھیلاتے دیکھ رہی تھی اپنی  
موجودگی کا احساس دلاتی آگے بڑھی۔ بس کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا یہ زندگی ہم سے اور کیا  
چاہتی ہے،، مہر سے ب کچھ بن نا پڑا تو تھک ہار کر ہاتھ میں پکڑی پلیٹ کو کچن ٹیبل پر  
پٹختے کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی۔ بھائی سے ناراضگی چل رہی ہے کیا،، مہر نے  
اپنی نرم دل بہن کو بازوؤں میں گھیرے لاڈ کیا۔ تم جانتی ہونا میں دانیال سے ناراض  
نہیں ہو سکتی ایسا لگتا ہے کہ دوسری سانس ہی نہیں لے پاؤں گی،، دانیال کا ذکر ہی مہر  
کے اداس چہرے پہ مسکرائٹ لانے کے لیے کافی تھا۔ اتنی محبت کرنے لگ گئی ہیں آپ  
بھائی سے،، عائشہ نے اپنی بہن کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر اس کی خوشیوں بھری  
زندگی کی دعا کی۔ دانیال جیسے شوہر سے محبت نا ہونے محبت کی توہین ہوگی عائشہ۔۔۔

مجھے اپنی وہ نیکی یاد نہیں آتی جس کا پھل مجھے دانیال کے شکل میں ملا ہے،،، عائشہ کو اس وقت مہر کے چہرے پر ایک انوکھی چمک دیکھی جو دانیال کی محبت کا اعزاز تھی۔ میری بھولی سی آپیایہ آپ کی کوئی نیکی نہیں بلکہ میری صبح شام کی جانے والی دعاؤں کا نتیجہ ہے،،، عائشہ نے بات کے ساتھ اپنی نظروں کا رخ بھی موڑا کہیں مہر کو اسی کی ہی نا نظر لگ جائے۔ یاد ہے نا آپ کو میں کہا کرتی تھی کہ ہم بہنوں کے لیے شہزادے آئے گے،،، حمیدہ جمال کے پاس جب بھی رشتے کروانے والی رشتی لے کر آتی تو عائشہ ہر بار یہی کہہ کر رشتہ ریجکٹ کر دیتی جس پر اسے اپنی اماں ست سخت سستی سنی پڑتی۔ پاگل۔۔۔ مہر عائشہ کے بال بکھیرتے دوبارہ سے پکن کے کام کی طرف مڑی جو اپنی غائب دماغی کی وجہ سے وہ اچھا خاصہ بگاڑ چکی تھی۔ اب بتائیں مجھے وہ کیا بات ہے جو آپ کو پریشان کر رہی ہے اتنا تو مجھے پتا ہے کہ دانیال بھائی سے ناراضگی نہیں ہے مگر پریشانی کا سرا بھائی کی ہی ذات سے جوڑا ہے،،، مہر اچھے سے جانتی تھی اب جب تک عائشہ کو بات معلوم نہیں ہو جاتی وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ ہمم۔۔۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو عائشہ۔۔۔ دانیال حویلی چھوڑ آئے ہیں،،، مہر نے عائشہ کو کل اپنے اور دانیال کے درمیان ہونے والی بات بتائی۔ کیا۔۔۔ پر آپیا ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہاں بھائی کی فیملی ہے یہ سب اتنا،،، دانیال اپنی فیملی سے کتنی محبت کرتا تھا اس کا عائشہ کو

اچھے سے اندازہ تھا اس لیے اسے یقین کرنے میں تھوڑی مشکل ہوئی۔ صرف میری خاطر۔۔۔،،، مہر کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اس وقت خوشی کے نگاڑے بجاتی پر وہ مہر تھی جس نے ہمیشہ اپنی ماں سے جوڑنا سیکھا تھا لڑنا جھگڑنا سے آتا ہی نا تھا اسی لیے توکل سے پریشان پھر رہی تھی۔ یہ اچھا نہیں ہوا آپیا بھی تو زینہ کا مسلہ ہی نہیں سلجھا اور اب یہ،،، عائشہ جو بے پروا اور کچھ حد تک خیالوں میں رہنے والی من موجی لڑکی تھی پے در پے مسائل سے اکتا گئی تھی۔ مجھے بھی اسی بات کی ٹینشن ہے۔۔۔ دانیال کہہ نہیں رہے پر وہ زینہ کے حوالے سے بہت پریشان ہیں،،، مہر کل سے دانیال کی حرکات نوٹ کر رہی تھی پہلے جیسی بات نہیں تھی اس کے انداز میں فکریں اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہی تھیں۔ دانیال بھائی کی شاہ میر بھائی سے۔۔۔ نہیں عائشہ بھائی فون نہیں اٹھا رہے نا ہی آفس میں ہیں،،، دانیال کو بنا بتائے مہر خود بھی شاہ میر کو کال کر چکی تھی پر ایک ہی جواب آتا پاور ڈ آف۔۔۔ آپیا دانیال بھائی کو چاہیے تھا کہ زینہ کو اپنے ساتھ لے آئیں وہ جانتے تو ہیں کہ وہاں اس بے چاری کے ساتھ کیسا سلو کلک۔۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا کیا ہو رہا ہے زینہ کے ساتھ،،، امان جو دانیال کے حویلی چھوڑ آنے والی بات سے ہی نہیں سمجھلا تھا عائشہ کی ادھوری بات کو سمجھتے اس کی بات کاٹ گیا۔ امان۔۔۔،،، مہر امان کا سرخ چہرہ دیکھ کر اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ ان

کی باتیں سن چکا ہے۔ ایک منٹ بھابھی میں عائشہ سے پوچھ رہا ہوں تم نے یہ کیوں کہااا۔۔۔ بتاؤ مجھے میری زینی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے وہاں،،، عائشہ کو کچن سے نکلتا دیکھ امان نے اس کا ہاتھ کھینچتے مہر کو ٹوکا جو اسے روکنے کی کوشش میں تھی۔ امان یہ کیا بد تمیزی ہے چھوڑو اسے،،، ایان جو مہر کو باہر جانے کا بتانے آیا تھا امان کو عائشہ کا ہاتھ مڑوڑتے دیکھ اس پر چیخا۔ پہلے اس سے پوچھ اس نے کیوں یہ سب بکو اس کی ہے،،، امان عائشہ کو ٹیبل پر دھکا دیتا غصے سے بولا۔ امانن۔۔۔ میری بات سنو،،، امان اور ایان کو غصے میں چیختا اور عائشہ کو آنسو بہاتا دیکھ مہر کو سمجھ ہی نا آئی کے وہ کیسے ان کو روکے۔ نہیں بھابھی آپ مجھے بتائیں میری طرف دیکھیں بتائیں مجھے،،، ایان غصے سے بھرے امان کو گھسیٹتا باہر لے جانے کی کوشش کر رہا تھا پر وہ اسے جھٹکے سے دور کرتا مہر کے پاس آیا۔ وہہ امانن۔۔۔ بھابھی آپ کو میری قسم ہے سچ بولے گا مجھ سے نہیں تو میرا مرا منہ دیکھیں گئیں،،، امان کی بات مہر کو ساکن کر گئی۔ امانن۔۔۔ نہیں پلیز ایسا مت بولو۔،،، مہر جو ان سب حالات کا ذمہ دار خود کو ٹھہرا رہی تھی زور زور سے روپڑی۔ زینہ ٹھیک نہیں ہے اس کے ساتھ وہاں نوکروں جیسا سلوک ہو رہا ہے،،، عائشہ جو امان کے سلوک کی وجہ سے دل برداشتہ ہو گئی تھی امان کو زینہ کے متعلق گھر والوں کا رویہ اور ان کی زیادتیاں بتانے لگی۔ بکو اس ہے یہ جھوٹ سراسر غلط بیانی کر رہے ہیں

آپ لوگ،،، عائشہ کا بتانا تھا کہ امان انگاروں پہ لوٹ گیا غصے میں بھرا برتنوں سے  
 بھرا ٹیبل الٹا گیا۔ میرو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ زینی کے ساتھ کچھ بُرا نہیں ہونے دیں  
 گے،،، اگر امان ناپکڑتا تو وہ ہو سکتا ہے خود کو بھی زخمی کر بیٹھتا۔ انھوں نے تمہیں ٹالا تھا  
 امان سچ اس کے برعکس ہے،،، امان نہیں چاہتا تھا کہ شاہ میر اور امان کے درمیان کوئی  
 کلیش آئے مگر سچ بتانا بھی ضروری تھا۔ نہیں میرے میر و مجھ سے۔۔۔ اپنے امان نے  
 جھوٹ نہیں بول سکتے تو وو۔۔۔ نہیں ایسا کیسے میں ابھی میر و سے باتت۔۔۔،،، امان  
 امان کو دھکا دیتے اپنے کمرے میں بھاگا۔ امان میری بات سنو،،، مہر کو ڈر تھا کہ کہیں وہ  
 خود کو کوئی نقصان ناپہنچالے اس لیے اس کے پیچھے بھاگی مگر امان نے اسے دروازے  
 میں ہی روک لیا۔ رہنے دیں بھا بھی آج نہیں توکل اسے یہ سب پتا چلنا ہی تھا میرے  
 خیال سے جو ہوا اچھا ہوا کم از کم زینی کی جان تو حویلی سے چھوٹے گی،،، امان مہر سے کہتا  
 این نظر عائشہ پر ڈال کر باہر نکل گیا جہاں صرف امان کے لیے غصہ تھا نفرت  
 نہیں۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ایسا کیسے ہو سکتا ہے میں اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتا ہوں،،، شاہ میر کو دودن ہو گئے تھے

وہ اپنے فلیٹ میں بند پڑا اپنے آپ کو کوس رہا تھا یا پھر اپنی قسمت کو جس نے اس کے ساتھ اچھا مزاق کیا تھا۔ پری ارمان چاچو کی بیٹی نہیں تھی تو اس نے یہ سب مجھ سے چھپایا کیوں کبھی بتایا کیوں نہیں،،، شاہ میر غصے سے اپنے بال کھینچتا ہر بار اسی سوچ پر آ کر رک جاتا تھا۔ میری ہر زیادتی ہر ظلم خاموشی سے کیوں سہتی رہی جو صرف سارہ شاہ کی بیٹی کے لیے تھا،،، شاہ میر کی نظروں کے سامنے وہ لاتعداد ظلم گھومے جو اس نے پری پر ڈھائے تھے۔ پریشے کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں اپنی اور میری زندگی عذاب میں ڈال دی،،، شاہ میر والٹ میں سچی پری کی تصویر کو چومتا اس سے شکوہ کرنے لگا جو گھر میں اس کی راہ تک رہی تھی تاکہ اسے ساری حقیقت بتا سکے۔

\*\*\*\*\*

روٹھے ہو تم تم کو کیسے مناؤ پیاااا

بولونا بولونا۔۔۔۔۔

اوففف۔۔۔۔۔ ماما اب بھی جائیں اب تو میری شر میں بھی دد ہو گیا ہے،،، رافع جو علی کے ساتھ کافی دیر سے گنگنارہا تھا تھک ہار کر منال کو بازو سے کھینچتا اسے منانے لگا۔ اوےےےےے ماں کے چچے کبھی میری بھی سائیڈ لے لیا کر،،، علی جو رافع کو اپنا پائٹر

بنا کر لایا تھا تاکہ منال کو منانے میں اسانی ہو رافع کی بات پر تپ ہی گیا۔ پاپا میں اتنی دیر  
 شے آپ کی شائید پہ ہی تھا پر کیا کرے اتنا بے شورا گائیں گے تو ماما کیسے مانے گی اس  
 لیے میں خود ہی ماما کو منانے کی کوشش کر رہا تھا،،، رافع بھی آخر رافع تھا فوراً سے  
 حساب برابر کیا۔ آآآ ہم۔۔۔ اتنی سُرلی آواز ہے میری اکثر چھت پہ کچھ گنگناؤ تو  
 ارد گرد کی لڑکیاں۔۔۔ مطلب کے لوگ آجاتے ہیں چھت پہ،،، علی جو کچھ کہہ رہا تھا  
 منال کے گھورنے اور رافع کے ہاتھ کھینچنے پر بات کو تیزی سے گھوما گیا۔ تو آپ ادھر بیٹھ  
 کر اپنا وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں چھت پہ ہی چلے جائیں نا۔۔۔ کیوں کہ چھت پہ  
 جانے کے لیے تو آپ کے پاس ٹائم ہی ٹائم ہے،،، منال جو علی کے ساتھ خاموش لڑائی  
 کر رہی تھی بول ہی پڑی۔ اوھو یار تم بھی نا۔۔۔ جو سکون اپنی فیملی کے ساتھ  
 ہے وہہ۔۔۔ آآآ۔۔۔ لگی ہے یار،،، علی منال کو بولتا دیکھ بڑی جوش سے اسے منانے  
 آیا پر چھوری کی نوک سے چیخ پڑا۔ بہت اچھا ہوا،،، منال جو کسی کام سے مڑ رہی تھی علی  
 کو ہاتھ سہلاتا دیکھ مسکرا کر بولی۔ ماما پلینز اس سے مت مارنا میرے پاپا کو خون خون نکل  
 آتا ہے،،، علی کو چھوری بائیں چانس لگی تھی پر رافع سمجھا کہ منال نے غصے میں علی کو  
 چھوری ماری ہے اس لیے ماں کو روکنے لگا۔ تھینکیو میری جان آ ماما۔۔۔،،، علی نے  
 رافع کی فکر کو دیکھتے اسے چوم ڈالا۔ ماما آپ چمٹے سے مار سکتی ہیں اس سے خون خون

نہیں نکلتا،،، رافع علی کو کس ریٹن کرتا ساتھ ہی ماں کو بھی مشورہ دینے لگا۔  
 ہا ہا ہا۔۔۔ آئیڈیا تو بہت اچھا دیا ہے میرے بیٹے نے،،، رافع کی بات پر منال زور سے  
 قہقہہ لگا کر ہنسی۔ دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا کمنم مجھے مارو گی،،، علی منال کو گھورتا  
 رافع کو ایک لگانے لگا جو اپنے مشورے پر عمل کرتا منال کو چمٹا پکڑا رہا تھا۔ ویسے  
 حرکتیں تو آپ کی بیٹنے والی ہیں علی،،، منال ناراضگی کے اظہار کے طور پر موڑ گئی۔ اچھا  
 نایا آج کے بعد نہیں ہو گا ایسا،،، درحقیقت علی نے منال اور رافع کو عید کی شوپنگ  
 کروانے کا وعدہ کیا تھا جو وہ پورا کر سکا اب ناراضگی کے طور پر سب کو مناتا پھر رہا تھا امی  
 اور رافع کو تو اس نے چوٹکیوں میں منال کا ہاتھ منال کا تھا جو کل سے مان کے ہی نہیں  
 دے رہی تھی۔ ماما پاپا جھوٹ بول رہے ہیں اس ویک کا یہ شیکنڈ پڑو مش ہے جو انھوں  
 نے توڑا ہے،،، رافع اپنا ہی حساب کتاب کھول کر بیٹھ گیا۔ اس چمچے کو تو میں ابھی بتاتا  
 ہوں،،، علی رافع کی پٹر پٹر سے تنگ آتا پہلے اس کی اور بڑھاتا کہ اسے بھیج کر بعد میں  
 اس کی ماں کو منع سکے۔ ماما۔۔۔ علی کیا کر رہے ہیں چھوڑیں اسے،،، علی جو رافع کو  
 ٹانگ سے الٹا اٹھائے ہوئے تھا منال کے چیخنے پر اسے گھورنے لگا جو رافع کو اس سے لیتی  
 اسے پیار کر رہی تھی۔ صحیح تو وہ کہا رہا ہے اس معصوم کے سامنے پرومس کر کے توڑتے  
 ہیں کیا ایپریشن پڑتا ہے اس پہ آپ کا،،، رافع کا ڈر کی وجہ سے لال چہرا منال کو آگ ہی

لگا گیا ناراضگی گئی بھاڑ میں وہ علی سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے تیار ہو گئی۔ یہ ہی کہ پاپا بہت دندے بچے ہیں،،، رافع ماں کی فیور پاتا علی کو منہ چڑانے لگا۔ بُری بات ہے رافع پاپا ہیں آپ کے ایسے نہیں کہتے،،، منال نے فوراً سے رافع کو ڈانٹا جو علی سے سوری کرتا باہر بھاگا کہیں منال کی اور ڈانٹ نا پڑ جائے۔ رافع سے پیار اپنی جگہ پر وہ یہ نہیں دیکھ سکتی تھی کہ رافع کوئی بُری عادت اپنائے اسی لیے جب دیکھتی کہ رافع کوئی غلط بات کر رہا ہے تو فوراً ٹوک دیتی۔ یا میں کام میں اتنا بڑی تھا کہ میرے ذہن سے ہی نکل گیا کہ تمہیں اور رافع کو باہر لے جانے کا پرومس کیا تھا،،، علی شرمندگی سے کہتے منال کے کندھے پر اپنا سر ٹکا گیا۔ علی اتنا خود کو مت تھکائیں۔۔۔ کام ہی سب کچھ نہیں ہے آپ کے لیے سب سے پہلی پر یوریٹی آپ کی فیملی ہونی چاہیے،،، منال کہاں دیکھ سکتی تھی کہ علی اس کے سامنے سر جھکائے اپنے ہاتھوں سے اس کا سراونچا کیا۔ میں آپ کے ساتھ ہر لمحہ خوشی کا گزارنا چاہتی ہوں علی جو میں نے آج تک کبھی نہیں جیا،،، منال اس کی پیشانی چومتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔ ہممم۔۔۔ میں چاہتا ہوں جلد سے جلد تمہیں وہ ساری آسائشیں دوں جو تمہیں اپنے ماں باپ کے گھر میں حاصل تھیں،،، علی منال کو خود سے لگاتا اپنی خواہش بتانے لگا۔ مجھے اپنے ماں باپ کے گھر میں کبھی پیار نہیں ملا کبھی ایک فیملی کی مکمل خوشی نہیں ملی کبھی اپنے ماں باپ کے ساتھ

خوشی کا ایک پل گزارنے کا موقع نہیں ملا مجھے تم سے یہ سب خوشیاں چاہیں وہ  
 آسائشیں نہیں۔۔۔، منال علی کو خود سے دور کرتی افسردگی سے کہتی کمرے میں چلی  
 گئی پیچھے علی خود کو لانتان کرتا رہا۔۔۔

\*\*\*\*\*

شاہ تم کہا تھے دو دن سے بولو۔۔۔ تمہیں کچھ پروا بھی ہے کتنی ٹینشن ہو رہی تھی مجھے  
 تمہاری،،، پری جو شاہ میر کی گاڑی کا ہارن سنتے نیچے بھاگی تھی اس کے سامنے روکتے  
 ہوئے بولی۔ جب سے شاہ میر گیا تھا اس کی نظریں گیٹ پر ہی ٹکی رہتی تھیں۔ بڑی  
 حیرت کی بات ہے میری فکر ہو رہی تھی وہ بھی پریشہ شاہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ پریشہ ایکس  
 وائے زیڈ۔۔۔ کو۔۔۔ جنہیں اپنے علاوہ کسی اور کی پروا ہی نہیں ہوتی،،، پریشہ کی سچائی  
 نے اسے جی بھر کر جلایا تھا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ شاہ میر اکیلا جلے اس لیے وہ اپنے ساتھ  
 ساتھ پری کو بھی جلا کر خاک کرنے پر تلا ہوا تھا۔ شاہ تم ایسا کیوں کر رہے ہو،،، شاہ میر  
 کا انداز اور اس کے الفاظ پری کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا۔ یہی میں تم سے پوچھتا ہو کیوں  
 پری۔۔۔ ایسا کیوں کیا میرے ساتھ،،، شاہ میر پری کے دونوں ہاتھوں کو دبوچتا غصے  
 سے دھاڑا۔ شاہہ۔۔۔ تم تو مجھ سے پیار کرتے تھے ہمارا نکاح ہونے والا تھا نانا تو اب تم

ایسا کیوں۔۔۔،، پریشے شاہ میر کے چہرے پر اپنے کپکپاتے ہاتھ پھیرتے اس کا غصہ کم کرنے لگی۔ میں جو بکواس کر رہا ہوں وہ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہی۔۔ کیوں چھپائی مجھ سے اتنی بڑی بات بولو،، شاہ میر پریشے کے ہاتھ جھڑکتا اسے دھکا دے کر خود سے دور کرتے غصے سے چلایا۔ سردار سائیں۔۔۔ اس کی حالت پر رحم کریں ڈاکٹر نی نے پریشان کرنے سے منع کیا ہے،، اگر زینت بی پیچھے سے پری کونا تھا متی تو پری زمین پہ جا گرتی اور یقیناً شاہ میر کا بہت بڑا نقصان ہو جاتا جس کو وہ غصے میں بھولا بیٹھا تھا۔ اور اس نے جو مجھے اتنی بڑی پریشانی میں۔۔۔۔ زینت بی لے جائیں اسے میرے سامنے سے میں اس وقت اس کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا،، شاہ میر پریشے کو دیکھ کر خود پر ضبط کرتا زینت بی سے بولا جو زینت بی کے کمزور بانہوں میں گری ٹکٹی باندھے شاہ میر کو پہچاننے کی کوشش میں تھی۔ یہ تو وہ شاہ نہیں تھا جو اس سے محبت کا دعوا کرتا تھا یہ تو کوئی اور ہی تھا۔

\*\*\*\*\*

فرغام کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے،،، حورین کے قدم کے ساتھ اس کی آواز بھی لڑکھڑارہی تھی۔ اغواہ کر کے لے جا رہا ہوں تمہیں،،، حورین کو اپنے کان کے بہت

نزدیک فرغام کی سرگوشی سنائی دی۔ پلیز فرغام کھولو میرے آنکھوں سے یہ پٹی مجھے ڈر لگ رہا ہے،،، حورین نے روکتے ہوئے ہاتھوں کی مدد سے پٹی کو اتارنا چاہا جسے فرغام نے ناکام بنا دیا اور اسے اپنے ساتھ لیے آگے کو بڑھا۔ ہممم ڈرنا تو تمہیں چاہیے وہ بھی میرے سے،،، فرغام کے ہونٹ مسکراتے تھے پر حورین کی حالت کو انجوائے کرتا اپنے لہجے کو پرسرا بنا گیا۔ فرغام پلیزز۔۔۔ ہششش اپنے مانی پہ اتنا بھی بھروسہ نہیں ہے،،، فرغام نے حورین کے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر اسے خاموش کرایا جو فرغام کے لمس سے عجیب سی الجھن میں پڑگی۔ پر یہ پٹی۔۔۔ ایک منٹ روکوا بھی کھولتا ہوں۔۔۔ سر پر ایگزیز،،، فرغام نے کہتے ساتھ ہی اس کی پٹی کھولی۔ مانی۔۔۔ یہ سب،،، حورین چاروں اور پھولوں کی سجاوٹ کو حیرت سے دیکھنے لگی۔ پیپی برتھ ڈے ٹویو، پیپی برتھ ڈے ٹویو، پیپی برتھ ڈے، پیپی برتھ ڈے، پیپی برتھ ڈے ٹویوووو،،، ابھی حورین نے ایک قدم آگے بڑھایا تھا کہ برتھ ڈے سونگ کے ساتھ اس کے اوپر پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ مانی مجھے لگا کہ تم بھول گئے،،، حورین خوشی سے کھلکھلاتی گول گول گرتے ہوئے پھولوں کے بیچ گھومنے لگی۔ میں بھلا اپنی جان کا برتھ ڈے بھول سکتا ہوں،،، فرغام حورین کے پاس آتے اس کے گلے میں خوبصورت سائیکلس پہنانے لگا۔ مانی۔۔۔ باقی سارے کہاں ہیں وہ نہیں

آئے،،، حورین اس فسوں خیز لمحے سے نکلنے کے لیے سب کا پوچھنے لگی اُسے لگا تھا کہ ابھی باقی سب بھی آکر اسے وش کریں گے۔ نہیں۔۔۔ یہ پل صرف ہمارا ہے میں اس میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے کسی کو اس جگہ کا پتا نہیں بتایا،،، فرغام حورین کے ہاتھوں پہ مہر ثبت کرتا مدحوشی میں بولا۔ پرمانی ہم یہاں پر اکیلے اس طرح اچھا نہیں لگتا،،، حورین سب کی غیر موجودگی کا سن کر انکفر ٹیبل ہوئی۔ اوففف لڑکی ڈیٹ پہ لڑکا لڑکی اکیلے ہی جاتے ہیں اپنے خاندان کے ساتھ نہیں جاتے۔۔۔ ٹھاااا،،، کھڑکی کے پٹ کا ہوا کے زور سے بجنا فرغام کو گزری یادوں سے باہر لایا۔ میں کتنا بے وقوف تھا نا تمہاری گھبراٹ کو شرم سمجھتا تھا پر سچ تو یہ ہے کہ تمہیں کبھی مجھ پہ اعتبار ہی نہیں تھا،،، فرغام کھڑکی کے پٹ کو تھامتا نیکسی کی طرف دیکھ کر اپنی سوچ پر طنزیہ ہنسا جیسے خود کی محبت کا مزاق اڑا رہا ہو۔ تم اس وقت بھی میری محبت کو زبردستی، حوس اور ناجانے کیا کیا سمجھتی ہوں گی اور میں پاگلوں کی طرح اپنا پیار تمہارے قدموں میں پیش کرتا رہا،،، فرغام کے اندر ایک آگ لگ جاتی تھی جب وہ یہ سوچتا تھا کہ حورین اس کی محبت کو کس نظر سے دیکھتی ہے۔ لگتا ہے آج میرے بیٹے کو کوئی بہت شدت سے یاد آرہا ہے،،، فاخرہ کا اشارہ فرغام کے ہاتھ میں تھامی حورین کی تصویر کی طرف تھا۔ نہیں مم میں تو بس ویسے ہی،،، فرغام تصویر کو ایک طرف رکھتا

خود کو کولڈ اوٹن کرنے لگا۔ نہیں۔۔۔ وہ ہستی تو میرے بیٹے کو صرف آج ہی نہیں بلکہ ہر پل پہلے سے زیادہ شدت سے یاد آتی ہے،،، فرغام کو انکھیں چراتا دیکھ فاخرہ نے اس کے بالوں کو بگاڑتے ہوئے اسے تنگ کیا۔ مم آپ کیا باتیں۔۔۔ تم بھی اپنے باپ کے نقش قدم پہ چلو گے انھیں کی طرح اپنی محبت سے بلند اپنی انا کو رکھو گے،،، فاخرہ کافی دنوں سے فرغام کے پیچھے پڑی ہوئی تھی کہ وہ اس کے ساتھ حورین اور اموسے ملنے چلے پر وہ ہر بار کوی نا کوئی بہانا بنا دیتا جسے فاخرہ خوب سمجھتی تھیں۔ کیا اپنی خوشی کی خاطر جھک نہیں سکتے اس کے آگے،،، جو کچھ فاخرہ سے سرزد ہو چکا تھا وہ اسے بدل تو نہیں سکتی تھیں پر سب صحیح کرنے کی کوشش میں تھیں۔ جھکا ہی تو تھا مم تبھی تو اسے لینے گیا بار بار گیا پر وہ ساتھ چلنے پہ راضی ہی نہیں ہوئی،،، فرغام ماں کے اس الزام پر تڑپ ہی گیا۔ تو مان لو نا اس کی بات ایک بار ہی صحیح کہہ دو اس سے کہ وہ صحیح۔۔۔ نہیں مم وہ غلط ہے صرف ایک چھوٹی سی غلط فہمی کی بنا پر وہ اپنی محبت کو چھوڑ سکتی ہے مگر میں اپنی ماں کی محبت کو نہیں بھول سکتا،،، فرغام نے فاخرہ بیگم کی بات کی شدید نفی کی۔ تم اگر حورین کے ساتھ اس گھر سے مجھ سے الگ ہو کر اپنی زندگی کی شروعات کرو گے تو مجھے دکھ نہیں ہو گا بلکہ خوشی ہو گی کہ میرا بیٹا مجھ سے دور ہے پر خوش ہے۔۔۔ میں تجھے ایسے نہیں دیکھ سکتی فرغام،،، فرغام کی بے ترتیب زندگی انھیں تکلیف سے دوچار کرتی

تھی جو اپنے آپ کو گھولارہا تھا۔ اتنی آسانی سے الگ کر رہی ہیں مجھے خود سے۔۔۔ وہ ساری تکلیفیں وہ راتوں کو جاگنا وہ ساری ریاضتیں میں بھول کر اپنی نئی زندگی شروع کر لو مم کیسے اور کس کی خوشی کے لیے۔۔۔ اس کے لیے جو میری محبت کو زبردستی کا نام دیتی ہے مجھے ہوس کا مارا انسان سمجھتی ہے،، فرغام اپنی ماں کے آنسو پوچھتا انھیں حورین کی رائے سے آگا کرنے لگا جو وہ اس کے بارے میں رکھتی ہے۔ وہ اپنی جگہ غلط نہیں ہے فرغام اگر اس کی جگہ کوئی اور حتیٰ کہ میں بھی ہوتی تو یہ ہی سمجھتی،، فاخرہ ملک کی بات فرغام کو حیرت میں ڈالنے کے لیے کافی تھی۔ لڑکیاں بہت نازک ہوتی ہیں بہت سینت سینت کر رکھتی ہیں اپنی عزت کو۔۔۔ تم جو اس پر اپنی محبت نچھارو کرتے تھے وہ غلط تھی فرغام،، فاخرہ ملک نے فرغام کو ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پاس بیٹھاتے ہوئے پیار سے سمجھانا چاہا جو ماں کی بات سے غصے میں لگ رہا تھا۔ بغیر شرعی رشتے کے کسی لڑکی کے ساتھ محبت بھرارویہ اپنا ناگناہ ہے،، انھیں افسوس ہوا کاش وہ یہ سب باتیں فرغام کو کچی عمر میں سمجھاتی تو آج وہ خود سے الجھنا رہا ہوتا۔ پر تم لڑکے ہونا ان پیچیدہ باتوں کو سمجھنے سے قاصر ہو اس کے برعکس حورین نے وہی کیا اور وہی سمجھا جو ایک لڑکی کو سمجھنا چاہیے،، فاخرہ ملک حورین کی طرف سے فرغام کا دل صاف کرنا چاہتی تھی جو دن بادن غلط فہمی کی جڑیں مضبوط کرتا جا رہا تھا۔ مم میں اتنا

بھی نفس کا مارا نہیں تھا جو حورین کے ساتھ۔۔۔۔۔ آپ ایسا کیسے بول سکتی ہیں اپنے ہی بیٹے کے بارے میں،،، فرغام کی برداشت جو اب دے گی اسے اپنی مم سے ایسی بات کی امید نہیں تھی۔ ہاں میں حورین کو تنگ کرتا تھا پر میرا نیشنیشن کچھ غلط کرنے کا نہیں ہوتا تھا صرف مستی مزاق تھا ڈیٹس ایٹ،،، ناچاہتے ہوئے بھی فرغام کو صفائی دینی پڑی۔ تم جانتے ہو فرغام ایک لڑکا اور لڑکی کبھی اکیلے نہیں ہوتے ان میں ایک تیسرا وجود بھی ہوتا ہے جانتے ہو وہ کون ہوتا ہے۔۔۔ شیطان۔۔۔،،، فاخرہ نے غصے سے لال ہوئے اپنے بیٹے کو دیکھا جو کچھ سنن سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کر رہا تھا۔ ہمارا اسلام لڑکی کو پردے کا حکم کیوں دیتا ہے کبھی جاننے کی کوشش کی۔۔۔ تمہاری لیبرل سوچ کے مطابق پردے کا حکم صرف لڑکی کو چھپا کر رکھنا ہے۔۔۔ ہے نایہ ہی سوچ ہے نا تمہاری،،، فرغام نے صرف ناراض نظروں سے ماں کو دیکھ کر خاموشی کا مظاہرہ کیا۔ لڑکی کو پردے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے تاکہ کسی نامحرم کی سوچ میں اس کا تصور نابن پائے مرد کی سوچ پاک رہتی ہے تبھی عورت محفوظ رہتی ہے۔۔۔ تم کبھی حد سے نہیں بڑھے کیونکہ حورین نے تمہیں کبھی بڑھنے ہی نہیں دیا اگر وہ تمہیں زرا سا آسرا دیتی تو تم آج اپنی ذات کے غرور میں اکڑ کر نا کھڑے ہوتے یا تو شرمندگی سے سر جھکا دیتے یا پھر حورین کی ذات کی دھجیاں بکھیر رہے ہوتے،،، اپنی ماں کی اتنی صاف

گوئی فرغام کے چودہ تیک روشن کر گئی۔ مم۔۔۔ آپ یہ سب۔۔۔ یہ سب میں اپنے بیٹے کے لیے نہیں بول رہی بلکہ ایک مرد کو آئینہ دیکھا رہی ہوں وہ آئینہ جسے وہ کبھی دیکھنا نہیں چاہتا،،، فرغام کو تو سانپ سنگ گیا ہو جیسے نم آنکھوں سے ماں کو دیکھتا رہا کہتا بھی تو کیا انھوں نے کہنے کو کچھ چھوڑا ہی نہیں تھا۔ جس کی آپ فیور کر رہی ہیں جانتی بھی ہیں کہ وہ لوگوں کے سامنے آپ کا امیج کیسے خراب کر رہی ہے،،، جب کچھ بن ناپڑا تو فرغام حورین کی شکایت لگانے لگا۔ حیرت کی بات ہے جس کے ساتھ پورا بچپن گزارا جس سے محبت کا دعوا کرتے ہو اس پہ بھروسہ نہیں کر رہے بلکہ کسی تیسرے کی بات کا یقین کر رہے ہو جو تمہارے ساتھ مخلص بھی ہے یا نہیں اس کا تمہیں خود کو ہی اندازہ نہیں،،، فاخرہ نے فرغام کے منہ سے مشال کی بتائی گی ایک بات بہت غور سے سنی پر آخر میں مسکراتے ہوئے فرغام پر ایک طنز کیا۔ حورین میرے بارے میں یہ سب نہیں کہہ سکتی کیوں کہ اسے اگر مجھے کچھ غلط کہنا ہی ہوتا تو وہ اُس وقت کہتی جب میں اسے منانے اس کے گھر گئی تھی،،، فاخرہ کو مشال کی کسی بات پر یقین نہیں آیا اس لیے مضبوط لہجے میں بولیں۔ مم آپ اس کے گھر۔۔۔ ایک بار نہیں کئیں بار گئی ہوں اور بار بار جاؤ گی کیوں کہ وہ میرے بیٹے کی خوشی اور میرے گھر کی رونق ہے،،، فاخرہ ملک چاہتی تو نہیں تھیں کہ وہ فرغام کو اس بارے میں بتائیں مگر

حورین پر لگے الزام کو جھٹلاتے اپنا فیصلہ سناتیں کچھ سوچتی ہوئے باہر نکل گئیں -

\*\*\*\*\*

آہم۔۔۔ میں تو آپ کے سامنے بیٹھا ہوں آپ کس کے خیالوں میں کھوئی ہوئی ہیں،،، دانیال جو بظاہر تو لپ ٹوپ میں بزی تھا مگر گائے بگائے مہر پر بھی نظر ڈال دیتا تھا جو کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ میں ایک بات سوچ رہی تھی،،، مہر اپنی پوزیشن چیلنج کرتی دانیال کے قریب آئی۔ یا اللہ! ہم کرنا اپنے اس بے ضرر سے بندے پہ ناجانے اب مہر دانیال نے کیا سوچا ہے،،، دانیال اپنے کانوں پہ ہاتھ لگاتا دعا کی صورت پہ ہاتھ پھیلائے مسکرا رہا تھا۔ اوہوو۔۔۔ دانیال آپ ابھی تک اسی بات کو لے کر بیٹھے ہیں۔۔۔ میں نے صرف بات برائے نام کہا تھا میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا،،، جب سے مہر نے دوسری شادی والی بات کی تھی دانیال اسے تنگ کرنے کا کوئی موقع نہیں چھوڑتا تھا۔ ہا ہا ہا سچ بتاؤ مسز مجھے بعض اوقات آپ سے ڈر لگتا ہے،،، دانیال مہر کے ناراضگی سے بھرے چہرے کو تھامتے اپنا پیار لٹانے لگا۔ مجھ سے اور ڈر۔۔۔ پر کیوں۔۔۔ میں اتنی ڈرونی لگتی ہوں کیا آپ کو،،، مہر کو لگا کہ دانیال اب بھی اسے تنگ کر رہا ہے اس سے دور ہوتے ناراضگی کے طور پر کروٹ لے کر لیٹ گئی۔ نہیں۔۔۔ تم



سوچ رہی تھی کیوں ناہم شاہ میر بھائی سے بات کریں اور زینہ کی رخصتی لے لیں،، مہر اپنی بات یاد آتے ہی جوش سے اٹھی۔ آئیڈیا تو اچھا ہے پر اس پر عمل کون کرے گا،، دانیال نے مہر کو گہری نظر سے دیکھا جو خود سے بے پرواہ کھلے بالوں میں دانیال کا ضبط ازما رہی تھی۔ شاہ میر بھائی اور کون،، مہر کی ساری توجہ اس وقت اپنی بات اور اس کے حل کی طرف تھی۔ کاش اللہ تمہیں خوبصورتی کے ساتھ تھوڑی سی عقل بھی دے دیتا،، دانیال مہر کے بالوں کی لٹ زور سے کھینچتا سرد آہ بھر کر رہ گیا۔ کیا مطلب ہے آپ کی بات کا،، مہر کو صدمہ ہوا۔ میری جان اگر میرے والد محترم کو اپنی بیٹی کی رخصتی ہی دینی ہوتی تو وہ اتنا سارا ہنگامہ کیوں کریٹ کرتے امان کے انتہائی قدم اٹھانے پر آرام سے رخصتی دے دیتے تاکہ زینہ کو حویلی میں قید کرتے،، دانیال اٹھ کر بیٹھ گیا جانتا تھا مہر اب اسے سونے نہیں دے گئی ب تک اسے کوئی تفصیلی جواب نہیں مل جاتا۔ وہ بہت اچھے سے جانتے ہیں زینہ امان کی کمزوری ہے اور امان سردار شاہ میر کی۔۔ اتنی جلدی وہ ہار نہیں مانے گے،، دانیال کے لیے بہت مشکل تھا کسی دوسرے کے سامنے اپنے باپ کا ایسا چہرہ لانا جس میں ان کے لیے سوائے ذلت کے کچھ نہیں تھا۔ میں بس اس لیے کہہ رہی تھی کہ امان بہت غصے میں ہے اُس پر شاہ میر بھائی کا فون بھی سوٹیج آف جا رہا ہے اللہنا کرے اگر وہ اس بار بھی خود ہی حویلی چلا گیا تو کیا

ہوگا،،، امان کو جب سے پتا چلا تھا کہ شاہ میر اس سے جھوٹ بول کر زینہ کو اپنے ساتھ لے کر گیا ہے (کہ وہاں اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا) تب سے وہ جلے پاؤں کی بلی بنا ہوا تھا جسے دیکھ کر مہر کی جان خشک ہوئی جا رہی تھی۔ نہیں مہر ایسا کچھ نہیں ہوگا جیسا تم سوچ رہی ہو،،، ایان کے زریعے دانیال کو بھی امان کے سچ جاننے کا علم ہو گیا تھا تب سے وہ اس انتظار میں تھا کہ شاہ میر کیا فیصلہ کرتا ہے مگر اس کی طرف سے خاموشی اسے الجھا رہی تھی۔ اول تو وہ یہاں سے نکل نہیں سکتا دوسرا بالفرض اگر چلا بھی جاتا ہے تو حویلی نہیں پہنچے گا شاہ کے بندے اسے پکڑ لیں گے،،، مہر کو اس کے اپنوں کی فکر کرتا دیکھ دانیال کو اپنے انتخاب پر فخر ہو جسے اللہ نے ایک حادثے میں اس کی زندگی میں شامل کیا تھا۔ شاہ میر میر ابھائی ہے میں اچھے سے جانتا ہوں اسے وہ ایک ہی غلطی بار بار نہیں دوہراتا،،، دانیال نے مہر کو خود سے لگاتے تسلی دی۔ پر آپ کو بھائی کا پتا تو کرنا چاہیے تھا کہ وہ کہاں ہیں آپ کہہ رہے تھے وہ آفس میں بھی نہیں ہیں،،، مہر خود بھی کافی دفعہ شاہ میر کا نمبر ٹرائی کر چکی تھی جو آف جا رہا تھا۔ ہاں میں گیا تھا آفس ایک دو دن سے وہ آفس نہیں آیا،،، دانیال جو دو دنوں سے لگاتار اس کے آفس جا رہا تھا یہ بات مہر کے سامنے گول کر گیا کیونکہ وہاں اسے ایک ہی جواب مل رہا تھا کہ معلوم نہیں وہ کہاں ہے جس کو سن کر دانیال آج واقعی پریشان ہو گیا تھا۔ ہاں یاد آیا وہ جو تم

سے ملنے آئے تھے لڑکے کیانام تھا ان کا ا۔۔۔ ہم نم۔۔۔ علی اور دوسرا۔۔۔ ہاں  
فرغام،،، مہر جو سونے کا پروگرام بنا رہی تھی علی اور فرغام کے ذکر پر اپنا تکیہ چھوڑ  
دانیال کی بات سننے لگی۔ ہاں آپنی کے یونی فیلوز تھے وہ کیوں کیا ہوا ان کو خیریت ہے  
نا،،، علی اور ان کا ساتھ تو ایک ہی محلے میں رہنے کی وجہ سے بہت پُرانا تھا جبکہ فرغام  
اپنے کیرنگ انداز کی وجہ سے مہر کو بہت عزیز تھا وہ اور عائشہ ان دونوں کو ہمیشہ اپنے  
بڑے بھائیوں کا مان دیتی تھیں جنہوں نے پریشے کے لاپتہ ہونے کے باوجود بھی  
ناصر ف ان کی خبر گیری کی بلکہ پریشے کو ڈھونڈنے میں اب تک ہر ممکن کوشش میں  
تھے۔ ہاں خیریت تو ہے۔۔۔ شاہ میر کے آفس میں فرغام کی کزن جاب کر رہی ہے  
مجھے اسے وہاں دیکھ کر حیرت ہوئی اُسے کیا ضرورت ہے جاب کی،،، حورین کے  
بارے میں دانیال اچھے سے جانتا تھا کہ وہ ناصر ف فرغام کی کزن ہے بلکہ وہ اسے  
پاگلوں کی طرح چاہتا بھی ہے جس کی دیوانگی کا ایک چھوٹا سا ٹریلر تو وہ اسی دن ہی دیکھ  
چکا تھا جب فرغام حورین کو بچانے کے لیے اکیلا چار غنڈوں سے لڑ پڑا تھا گر وہاں  
دانیال ان کی مدد نہ کرتا تو یقیناً فرغام اپنی جان سے جاتا۔ آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی  
حورین آپنی اور جاب نیورر۔۔۔ فرغام بھائی تو آپنی کی جاب کے سخت خلاف تھے تو  
حورین آپنی کو کہاں کرنے دیں گے جاب۔۔۔ بابا کی بیماری کے بعد سے ہمارے گھر کا

سارا خرچہ پہلے فرغام بھائی ہی اٹھاتے تھے بہت مشکلوں سے اجازت دی تھی آپنی کو  
 جب کی بھائی نے،،، مہر دانیال کو اپنے گزرے وقت کا حال بتاتی افسردہ ہو گئی۔ اُسے وہ  
 دن اب ایسے لگتے تھے جیسے کبھی اس کی زندگی میں آئے ہی ناہوں۔ اور حورین آپنی وہ تو  
 اتنی نازک مزاج ہیں کہ نا پوچھیں ہمارے محلے میں بڑی گاڑی نہیں آتی تھی تو فرغام  
 بھائی علی بھائی کا بائیک لے کر انھیں سڑک سے ہمارے گھر لاتے تھے،،، مہر ہنستے  
 ہوئے حورین کے کارنامے بتانے لگی حورین بھی تو فرغام کو بہت تنگ کرتی تھی اسے  
 پری سے ملنے آنا بھی ضرور ہوتا اور پیدل بھی نہیں چلنا سونے پہ سہاگا جب فرغام علی کی  
 بائیک پہ اسے بیٹھا کر گلیوں میں لاتا تو نا صرف اسے حورین کے شور کو برداشت کرنا پڑتا  
 بلکہ گلی کے کھڑوں نالیوں کا گندا پانی اور بعض اوقات محلے میں گھومتے کتے بلیوں سے  
 بھی وہ ہی اسے بچاتا تھا۔ اب آپ ہی بتائیں وہ جب کر سکتی ہیں،،، مہر حورین کی حرکتوں  
 کو بتاتی ہنستے ہوئے دانیال سے بولی جو کسی سوچ میں گم اس کے بولانے پر مسکراتا ہولیت  
 گیا۔

\*\*\*\*\*

پری بیٹیا کر وہ سب مت دو خود کو اتنی اذیت،،، پری کو اس طرح دیکھنا زینت بی کی

برداشت سے باہر ہو گیا تھا جو اپنا پور پور اس انسان کے لیے سجاتی خود اذیت کا شکار ہو رہی تھی جسے اب اسے اپنا ناہی نہیں تھا۔ اذیت کیسی زینت بی یہ سب تو سنگھار ہوتا ہے ایک دلہن کا آپ مجھے کیسے روک سکتی ہیں،،، زینت بی کی بات پر پری کے لمحہ بھر ہاتھ ساکت ہوئے اور وہ بے بسی کی انتہا پر کھڑی زینت بی کو دیکھے گئی جن کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ اس کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے بیٹیا سب ختم ہو گیا،،، زینت بی نے اس کے ہاتھ سے ماتھے کا ٹیٹکا پکڑتے اسے روکنا چاہا جو ایک ہفتے سے روز شاہ میر کے لیے دلہن بنتی اور گھنٹوں اس امید پہ دہلیز پہ بیٹھی رہتی کہ وہ آج ضرور آئے گا پر اُسے نہیں آنا تھا۔

نہیں زینت بی کچھ ختم نہیں ہوا یہ دیکھیں یہ میرا لہنگا شاہ اپنی پسند سے لایا تھا،،، پریشے گول گھومتے پاگلوں کی طرح ایک ایک چیز کو چھوتی اپنے پاس کھڑی ساری ملازماؤں کو دیکھانے لگی جن سب کی آنکھیں اس کے نیم پاگل پنے کو دیکھ کر بھینگئی ہوئی تھیں۔

آپ کو یاد ہے ناکیا کہا تھا اس نے اس کو شدت سے انتظار ہے اُس دن کا جب میں اس پہنوں گی۔۔۔ وہ بہت خوش ہو گا زینت بی،،، پریشے دوبارہ سے آئینے میں کھڑی تیار ہونے لگی۔ نہیں بیٹیا آپ نا کریں یہ سب،،، زینت بی اس کو کندھے سے پکڑے بیڈ پر لے آئیں جس سے کھڑا بھی نہیں ہو جا رہا تھا وجہ اس کا خود سے بے پرواہ ہونا تھا کھانے کے نام پر وہ صرف دودھ یا ایک آدھ نوالا کھاتی جو کہ زینت بی بڑی منتیں کر کے کھلاتی

تھی ہر بار وہ یہ ہی کہتی کہ شاہ آئے گا تو اس کے ساتھ کھاؤ گی جس پر زینت بی خون کے آنسو پی کر رہ جاتی تھیں۔ زینت بی آپ مجھے تنگ مت کریں جائیں اور جا کر انتظام دیکھیں۔۔۔ آج شادی ہے میری زینت بی،،، پری زینت بی کا ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹاتی دوبارہ سے کھڑی ہو گئی۔ صبح سے شام ہونے والی تھی پری ہر ایک گھنٹے بعد نئے سرے سے شاہ کے لیے دلہن بننے کھڑی ہو جاتی تھی کیونکہ اس کے دل اور زبان شاہ میرے آنے کی گواہی دیتے تھے پر ناجانے یہ آنکھیں کیونکہ برسنے لگ جاتی تھیں۔ آپ کے شاہ کی اور میری شادی ہے آپ نے منت مانی تھی نا ہماری شادی کی آج وہ منت پوری ہو جائے گی زینت بی،،، پری زینت بی کے گلے لگتی خوشی سے قہقہہ لگا کر ہنسی۔ نہیں آئے گا شاہ۔۔۔ نہیں۔۔۔،،، پری کی ایک ہفتے سے ایسی حالت دیکھتے ہوئے زینت بی کو لگا کہ آج ان کا دل پھٹ جائے گا اگر پری آج بھی شاہ میر کی آس پر ساری رات دہلیس پر بیٹھی رہی۔ پری اب پہلے جیسا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ سردار شاہ میر اب تمہیں نہیں اپنائیں گے،،، زینت بی پریشے کو جھنجھوڑنے لگی جو اس کو انہوں نے دل سے اپنی بیٹی ہی مانا تھا۔ جھوٹ بکو اس ہے یہ سب۔۔۔ شاہ آئے گا زینت بی اس نے مجھ سے کہا تھا وہ صرف مجھ سے پیار کرتا ہے اس کے لیے صرف میں اہم ہوں حورین نہیں،،، زینت بی کا کہنا تھا کہ پریشے اتنی زور سے چیخی کہ اس کے چہرے کی

رگیں ابھر کر واضح ہونے لگیں۔ آپ دیکھنا زینت بی آج میری اور شاہ کی شادی ہوگی  
میں اس کی دلہن سن۔۔۔ پری بٹیااااا،،، کچھ کمزوری اور کچھ ذہنی ٹینشن پریشے لمحے میں  
ملازماؤں کے ہاتھوں میں جھول گئی -

\*\*\*\*\*

کیا ہوا منال تم رو کیوں رہی ہو،،، علی جو خوشی خوشی منال کو اپنی ڈیل فائنل ہونے کی  
خوش خبری بتانے آیا تھا منال کو آنکھوں پر ہاتھ رکھے آنسو بہاتا دیکھ حیرت زدہ رہ گیا۔  
کچھ نہیں بس سر میں درد ہو رہا تھا،،، منال نے علی کی آواز پر سر موڑتے اپنا آنسوؤں  
سے تر چہرہ صاف کیا۔ چلو میں ڈاکٹر کے پاس لے چلو،،، علی اپنا کوٹ اور بریف کیس  
بیڈ پر اچھالتا ڈاکٹر کے پاس جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ نہیں اس کی ضرورت نہیں میں  
بس کچھ دیر آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤ گی،،، منال کہتے ساتھ ہی راش روم میں بھاگی  
تاکہ اپنا چہرہ اپنی سے دھو کر علی کو مستمعین کر سکے اگر اس نے باہر امی یارافع سے جا کر  
میرے طبیعت کا بتا دیا تو ایک ناختم ہونے والی تیمارداری کا سلسلا شروع ہو جائے گا۔ اچھا  
ٹھیک ہے تم لیٹی رہو کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں اور میرا پائٹر دیکھ لیں  
گے سب،،، منال کا رخ باہر کی طرف دیکھ کر علی نے اس کا ہاتھ تھامے اسے بیڈ پر

لیٹایا۔ آپ امی کے پاس جائیں وہ آپ کا انتظار کر رہی تھیں،، منال اس وقت تنہائی چاہتی تھی علی کو اپنے پاس بیٹھا دیکھ کر اسے اٹھانے کے لیے بولی۔ میں ان سے مل کر ہی آیا ہوں اور اس وقت تمہیں میری ضرورت ہے میں کہیں نہیں جا رہا،، علی منال کی بات کو ٹالتا اس کے سر کو دبانے لگا۔ پلیز علی ضدنا کریں میں اکیلا رہنا چاہتی ہوں،، منال نے علی کے ہاتھ پرے کیے اور سائیڈ کی کروٹ کر لی تاکہ علی خود ہی وہاں سے چلا جائے۔ ادھر دیکھو اور اب بولو کیا مسئلہ ہے،، علی نے نا صرف اسکاڑک موڑا بلکہ اس کا سر اپنی ران پہ رکھتے اس کے ہاتھوں کو قید کر لیا تاکہ وہ دوبارہ مڑنا سکے۔ نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے،، اس وقت منال کو علی کو ٹالنا مشکل لگا کیونکہ علی بضد تھا جاننے کے لیے اور اس کے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ تو پھر ان آنسوؤں کی وجہ،، علی نے اپنے لب منال کی آنسوؤں سے بھری آنکھوں پر رکھے جن کی سرخی گواہی دے رہی تھی کہ وہ بہت دیر سے برس رہی ہیں۔ علی پلپلز ز۔۔۔ منال فوگوٹ سیک مجھے بتاؤ اس طرح کیوں رو رہی ہو،، علی کا لمس پاتے ہی منال جو کب سے گھٹ گھٹ کر رو رہی تھی زور سے رونے لگی جسے فوراً ہی علی نے اپنی بانہوں میں قید کر لیا۔ تمہارے بیٹے نے دیکھ لیا تو مجھے چھوڑے گا نہیں،، علی جانتا تھا کہ ضرور کوئی بات ہے جو منال کو پریشان کر رہی ہے ورنہ وہ اتنی کمزور نہیں کے کسی کے کچھ کہہ

دینے سے روپڑے اسی لیے اسے رافع کی دھمکی دیتے اسے خاموش کروانے لگا جو کافی دیر سے علی کے سینے سے لگی اس کے سینے کو اپنے آنسوؤں کے بھیگھور ہی تھی۔ علی مجھے پتا نہیں کیا۔۔۔ کچھ سمجھ نہیں۔۔۔ میں کیا کروں،،، منال جانتی تھی کہ اگر وہ خاموش ناہوئی تو علی واقعی رافع کو آواز دے کر بولالے گا پھر رافع ہو گا اور اس کا رونا جو منال سے دیکھا نہیں جائے گا۔ اس لیے فوراً سے اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔ منال میری طرف دیکھو کیا ہوا مجھے بھی نہیں بتاؤ گی،،، منال خاموش تو ہو گئی تھی پر اتنا رونے کی وجہ سے ہچکیاں تھی جو روکنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ علی میں نے بہت بُرا خواب۔۔۔ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے،،، علی ہاتھ میں تھامہ پانی کا گلاس منال کے ہونٹوں سے لگاتا سے پلانے لگا جسے منال پی نہیں رہی تھی مگر علی نے اسے سارا پلا کر ہی دم لیا۔ اچھا مجھے بتاؤ خواب میں ڈائینا سورا دیکھا یا کرو کو ڈائیل۔۔۔،،، رافع جب کبھی خواب سے ڈر کر رونے لگ جاتا تو منال اسی طرح اسے بھلاتی تھی جو بعض اوقات علی کو غصہ دلا جاتا کیونکہ وہ رافع سے خواب کا پوچھنے کے بجائے اس کے ساتھ مستیاں کرنے لگ جاتی تھی اور کسی نا کسی طرح اسے بھلا پھسلا کر سلا دیتی مگر خواب کا نا پوچھتی یہاں تک کہ اگر وہ صبح بھی اسے بتانے کی کوشش کرتا تو وہ اسے ڈانٹ کر خاموش کروادیتی تھی۔ آج علی بھی اسے اسی طرح بھلا رہا تھا وہ اس کے آنسو تھے جو پھر سے

بہنا شروع ہو گئے تھے اور علی کو تکلیف سے دوچار کر رہے تھے۔ نہیں۔۔۔ خواب  
 نہیں بتاتے سچ۔۔۔ نہیں علی میں نہیں بتاؤں گی،،، منال جو علی کو خواب بتانے لگی  
 تھی ایک دم سے منع کرتی اپنے منہ پر سختی سے ہاتھ جمع گئی کہیں کوئی زرہ بھر آواز نکل  
 آئے۔ منال یہ کیا پاگلوں والی بات ہے تم پڑھی لکھی ہو کر ان فضول سی باتوں پر یقین  
 رکھتی ہو،،، علی حیرت سے منال کو دیکھتا اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹانے کی لگا جواتی  
 سختی سے جمع ہوا تھا کہ منال کو با مشکل سانس آرہی تھی جس سے اس کا چہرہ اسار اسرخ  
 ہو گیا تھا۔ ہم سب کو اپنے نصیب کی خوشی اور غم ملتے ہیں اور جو دکھ ہمارے نصیب میں  
 ناہو وہ کوئی ہمیں پہنچا نہیں سکتا،،، کافی دیر بعد جب منال تھوڑی ریلکس ہوئی تو علی اس  
 سے کہتا ناراضگی سے بستر چھوڑ کھڑا ہو گیا۔ اسے منال سے ایسی سوچ کی امید نہیں  
 تھی۔ علی میں نے پریشانی۔۔۔ پری کو دیکھا وہ ایک کھنڈر سی جگہ تھی پری کو باہر نکلنے کی  
 جگہ نہیں مل رہی تھی میں نے اس کو اتنی آوازیں دیں پر وہ میری بات سن ہی نہیں رہی  
 تھی پھر پتا نہیں کیا ہوا وہاں ایک دم سے حورین پری کے رستے میں آگئی اور اس  
 کھنڈر کی عمارت پری کے اوپر۔۔۔،،، علی کا ناراض چہرہ منال کو بے چین کر گیا اس  
 کا ہاتھ تھامے اسے خواب بتانے لگی جو کچھ دیر پہلے اس نے دیکھا تھا مگر وہ ابھی بھی  
 خواب کے زیر اثر خوف سے علی کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے رو رہی تھی۔

ہاہاہا۔۔۔ اوففف۔۔۔ منال تم بھی نابالکل بچوں والے خواب دیکھتی ہو،،، علی کی ہنسی منال کی آواز کو بریک لگا گئی۔ آپ کو میری بات مزاق لگ رہی ہے یہ خواب جھوٹ۔۔۔،،، منال غصے میں علی کو تکیاں مارتے اس سے لڑنے لگی جو اسے زبردستی خود سے قریب کیے ہنسے جارہا تھا اور ساتھ ساتھ منال کے غصے کا گراف بھی بڑھا رہا تھا۔ ایک منٹ۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ سوری یار پر کیا کروں میری ہنسی ہی کنٹرول نہیں ہو رہی،،، علی منال کا لال بھبھو کا چہرہ دیکھے ایک بار پھر سے قہقہہ لگا کر ہنسا۔ اوکے۔۔۔ اب تم میری بات سنو۔۔۔ تم نے اپنے خواب پہ کچھ غور و فکر بھی کی ہے یا بس پاگلوں کی طرح خواب دیکھ کر اُس سے سوچنے لگ گئیں،،، علی نے منال کے سر پر چپ لگاتے اسے بیڈ پر بٹھایا۔ جی ہاں کیا ہے غور اور مجھے پتا ہے کہ اس وقت پری کسی مشکل میں ہے،،، منال نے تڑاخ سے جواب دیا۔ آہ مم۔۔۔ تم لڑکیاں بھی نا۔۔۔ اب میری بات کا جواب دو،،، علی کا دل کیا کے وہ منال کو ایک لگا دے جو نا جانے کب سے خود کو ہلکان کیے اب علی کا صبر آزما رہی تھی۔ تمہارے خواب کے مطابق جس کھنڈر میں پری تھی تم اور حورین بھی وہی تھیں تو تم دونوں کے اوپر وہ عمارت کیوں نہیں گری،،، علی منال سے پوچھتا بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کر گیا دل تو کر رہا تھا کہ وہ اپنی بیوی کی عقل پہ زور زور سے قہقہے لگائے جو باقول امی کہ بہت عقل مند ہے۔

علی پتہ نہیسی۔۔۔ میں سچ کہہ رہی ہوں مجھے لگتا ہے کہ پری۔۔۔ ہششش،،، منال سے کچھ بن نا پڑا کہ وہ علی کو کیا جواب دے اس لیے بھوکھلا کر بولی مگر علی نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھتے اسے خاموش کر وادیا۔ یار پری کو ہم سے دور ہوئے کافی ٹائم ہو گیا ہے تمہیں کیا لگتا ہے کے اسے اس سارے عرصے میں کوئی مشکل نہیں پڑی ہوگی،،، پریشے کا ذکر علی کو افسردہ کر گیا وہ منال کے سامنے کہہ تو گیا تھا پر اس کا دل ہر پل یہی دعا کرتا تھا کہ پری کسی مشکل میں پڑے بنا ان تک واپس آجائے۔ اور اگر خواب آنے والا خطرہ بتاتے تو جب پری کڈنیپ ہوئی تو وہ وقت تو اس کی مشکلوں کی شروعات کا تھا اس ٹائم تمہیں کوئی کیوں خواب نہیں آیا،،، علی نے منال کے دماغ سے خواب کے خوف کو زائل کرنا چاہا۔ یہ صرف تمہارا وہم ہے ہم رات کو پری کو یاد کر رہے تھے اس لیے تمہاری سوچوں میں جو تھا وہ ہی خواب آیا ہے تمہیں،،، علی اور منال کا معمول تھا کہ وہ رات سونے سے پہلے ناصر ف اپنے اپنے روٹین کی بات ایک دوسرے سے سنیر کرتے بلکہ اپنے گزرے اچھے وقت کی یادوں کو بھی تازہ رکھتے تھے۔ پر علی خواب ہمیں آگائی دیتے ہیں،،، منال ابھی بھی اپنی بات پہ قائم تھی جو اس نے کتابوں میں پڑھا تھا مگر اس بار لہجے میں ٹھراؤ اور سکون تھا بوکھلاٹ اور خوف کا شوبہ تک نا تھا۔ میں نے یہ کب کہاں کہ خواب نہیں ہوتے لیکن ہر خواب کی تعبیر ہو یہ ضروری نہیں،،، علی

منال کا گال تھپتھپاتا کپڑے چینچ کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا جو منال کے رولے میں اسے اتارنے کا ہوش نہیں رہا تھا۔ علی میرے ذہن سے یہ خواب ہی نہیں نکل رہا میں کیا کروا گر پری کو کچھ۔۔۔ دعا کرو اس کے لیے اسے ہماری دعاؤں کی بہت ضرورت ہے کیا پتا وہ کس حال میں ہو۔۔۔ ہوگی بھی یا انہیں من۔۔۔،،، علی منال سے کہتا تیزی سے واشروم میں چلا گیا اس کے لیے اپنے آنسو روکنا مشکل ہو گیا تھا اب تو اس نے بھی پریشے کے واپس آنے کی امید چھوڑ دی تھی کیونکہ اس کا کوئی سراغ ہی نہیں تھا تو شروع کہاں سے کرتا۔۔۔ پر ایک شخص تھا جو اب تک پریشے کے واپسی کی امید لگائے ہوئے تھا اور وہ کوئی اور نہیں اس کا دوست، اس کا بھائی۔۔۔ فرغام ملک تھا۔

\*\*\*\*\*

شاہہ۔۔۔ دیکھا زینت بی میں نے کہا تھا نا شاہ ضرور آئے گا،،، شاہ میر کی گاڑی کا ہارن سنتے پری تیزی سے باہر کی اور بھاگی جسے بڑے مشکل سے زینت بی نے سونے کے لیے بستر پر لیٹا یا تھا۔ یہ سب۔۔۔ کل ہماری شادی تھی نا شاہ تم نے ہی تو کہا تھا نا تیار رہنا،،، شاہ میر جو پندرہ دن سے خود کو فراموش کیے اپنے فلیٹ میں پڑا خود کو اذیت میں

ڈالے ہوئے تھا پری کو اپنے راستے میں آتا دیکھ ٹھٹھک گیا جو دلہن بنی اس کی راہ کو روکے اسے اندر تک ہلا گئی تھی۔ میں نے تمہارا اتنا انتظار کیا تم کیوں نہیں آئے شاہ،،، پری سٹل کھڑے شاہ میر کا چہرہ اپنے مہندی اور چوڑیوں سے بھرے ہاتھوں میں تھا مے فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ کتنی چاہ تھی شاہ میر کو اسے اپنے لیے فکر کرتا ہوا دیکھنے کی۔۔۔ کاش یہ سچ ان کے بیچ میں کبھی آیا ہی نا ہوتا۔ پری بٹیا آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ اندر چلیں،،، زینت بی تاسف سے اپنے سردار کو دیکھتی پریشے کو کندھے سے تھامے سائیڈ پر ہوئی تاکہ شاہ میر اپنے کمرے میں جاسکے اور وہاں لکھی ایک اور کہانی کو اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ یہ سب۔۔۔،،، جیسے ہی شاہ میر نے کمرے میں قدم رکھا اپنے کمرے کو پھولوں سے سجادیکھ کر سانس روکے اپنی بے بسی ضبط کرنے لگا۔ اُسے یاد آیا اسی نے تو ڈیکوریٹرز کو اپنا روم سجانے کا آرڈر دیا تھا پر پندرہ دن بعد پھول اپنی اصل حالت کھوتے مر جھا گئے تھے۔ کیسا لگا تمہیں شاہ ہمارا روم۔۔۔ یہ دیکھو میں نے کسی کو انھیں ہاتھ لگانے نہیں دیا،،، پریشے کی آواز شاہ میر کو حقیقت میں کھینچ لائی جو کے بہت دردناک تھی۔ زینت بی کسی سے کہہ کر یہ سب یہاں سے صاف کروائیں،،، پریشے شاہ میر کا ہاتھ پکڑے اسے کمرے کے بیچ و بیچ لے آئی شاہ کو لگا کہ اگر وہ تھوڑی دیر اور پری کے ساتھ یہاں کھڑا رہا تو اس کا سانس بند ہو جائے گا۔ دل تو مر

ہی گیا تھا جسم کے مردہ ہونے میں پل نہیں لگے گا۔ شاہ ادھر میری طرف دیکھو،، شاہ میر کو مرتاد دیکھ پری اسے روکتی اسے خود کو دیکھنے پر مجبور کرنے لگی۔ تم نے وعدہ کیا تھا نا تم مجھے بچا راستے میں تنہا نہیں چھوڑو گے،، پری شاہ میر کے بہت قریب کھڑی اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی جسے پریشے نے ہر وقت خوشی سے چمکتے دیکھا تھا آج ان کی روشنی مدہم تھی۔ تم نے تو میرے لیے بہت ساری خوشیاں اکٹھی کرنی تھی نا مجھ سے کیے

سارے وعدوں کو پورا کرنا تھا تو اب پلٹ کیوں رہے ہو،، پریشے شاہ میر کے سینے پر سر رکھے اسے منانے کی آخری کوشش کرنے لگی۔ پری مجھے ذہنی سکون چاہیے جاؤ یہاں سے،، شاہ میر کو ایسا لگا کہ جہاں پری نے سر رکھا تھا اس حصے میں آگ بڑھک گئی ہوئی اسی لیے تیزی سے اسے خود سے الگ کرنے لگا۔ پری بٹیا۔۔۔ مجھ پہ رحم کھاؤ شاہ میں اور

برباد نہیں ہونا چاہتی مجھ سے نکاح کر لو شاہ پلینز۔۔۔ میں مر جاؤ گی شاہ تمہاری پری مر جائے گی،، پری کو یقین ہو گیا تھا کہ اگر آج وہ شاہ میر کو منع نہیں پائی تو پھر اسے کبھی موقع نہیں ملے گا اس لیے زینت بی کی آواز کو نظر انداز کرتے شاہ میر کے سامنے جھکتے اپنا سر اس کے قدموں میں رکھتی اس کی منت کرنے لگی۔ تم نے کہا تھا نا تم مجھ سے پیار کرتے ہو مجھے اب بے آسرا مت چھوڑو،، شاہ ساکت کھڑا پری کو دیکھے گیا یہ تو اس نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ اس کی پری یوں اس طرح اس کی منت کرے۔ شاہ میری

باتت --- پریمی ---،،، اس سے پہلے شاہ میر اسے اتھاتا پری اس کے قدموں میں سر رکھے ڈھیر ہو گئی۔ زینت بی اس کا خیال رکھیں،،، شاہ میر پری کو اپنی بانہوں میں اٹھائے پھولوں سے ڈھکے بیڈ پہ لیٹاتا باہر نکل گیا۔

\*\*\*\*\*

تمہیں تو بڑا یقین تھا اپنے مانی پر۔۔۔ کیا کہاں تھا تم نے مجھے مانی صرف میرا ہے،،، مشال اور حورین پر طنز کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دے یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ نہیں حورین تم فرغام کو کھو چکی ہو یہ دیکھو۔۔۔ یہ اہمیت رہ گئی ہے اس کی زندگی میں تمہاری،،، اس نے ہاتھ میں تھامہ پین اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ یہ تو میں نے۔۔۔ تم نے یہ پین اُس کو گفٹ کیا تھا نا پر اس نے مجھے دے دیا صرف ایک بار میرے مانگنے پر یہ کہہ کر کے اُس کو اب اس کی ضرورت نہیں،،، مشال نے بھرپور آگ لگانی چاہی۔ بکو اس کر رہی ہو تم،،، حورین غصے سے چیختی بیچ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ رکو کہاں جا رہی ہو تم۔۔۔ اس بات میں کتنی سچائی ہے ابھی ثابت کر دیتے ہیں،،، مشال نے کہتے ساتھ ہی اپنا فون نکالا۔ ہیلو فرغام کہاں ہو تم مجھے تمہارا وہ پین واپس۔۔۔،،، مشال نے جان کے آخری فکرے کو کھینچا۔ مشال میں نے تمہیں

کہاں تھا مجھے اس کی اب ضرورت نہیں تمہارے کام کا نہیں تو پھینک۔۔۔ نہیں مانی تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے اتنی جلدی تم نے مجھے بھولا دیا،،، حورین ٹیبل پر ٹیکے سر کو رو رو سے مارتی ان سوچوں سے پیچھا چھڑانے لگی جو پرسوں سے اس کے ذہن میں چپک گئی تھیں۔ میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے کیوں میرے ساتھ ہی یہ سب کچھ ہوتا ہے،،، حورین اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے زور و شور سے رو رہی تھی اس بات کا بھی احساس نہیں تھا کہ وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی ہے اگر کسی نے دیکھ لیا تو سوا باتیں بن جائیں گی۔ میں جس سے محبت کرتی ہو وہ ہی کیوں مجھے چھوڑ دیتا ہے،،، مشال کی باتیں اور فرغام کو فون پہ اس کے دیے تحفے کی ناقدری حورین کو یقین دلا گئے کہ فرغام اب آگے بڑھ گیا ہے اس کی زندگی میں حورین کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہی۔ مس حورین آپ بہری ہو گئی ہیں میں کب سے کال کر رہا ہوں،،، شاہ میر کب سے حورین کو کال کر رہا تھا پر ناتو وہ اس کا فون اٹھا رہی تھی اور نا ہی آفس میں آرہی تھی مجبوراً شاہ میر حورین کے کیمین میں آفس کے اندرونی راستے سے آتے غصے سے بولا۔ آفندی گروپ کی فائل لے کر آئیں آفس۔۔۔ مس حورین میں آپ سے کچھ کہہ رہا ہوں،،، شاہ میر جو اپنی بات کہہ کر مڑ رہا تھا حورین کو اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے اسی طرح بیٹھا دیکھ کر جل گیا۔ حورین ننسن۔۔۔ پلیز سر مجھے کچھ دیر کے لیے اکیلا چھوڑ دیں

میں اس پوزیشن میں نہیں کہ آپ کے کوئی کام آسکوں،،، شاہ میر کا چیخنا تھا کہ حورین  
 بنا ڈرے آنسوؤں سے بھرا چہرہ لیے شاہ میر کو جواب دے کر دوبارہ منہ چھپا گئی۔ یہ  
 آنکھیں تو۔۔۔ پلینز شاہو مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔۔ پلینز سر مجھے کچھ دیر کے لیے اکیلا  
 چھوڑ دیں۔۔۔ چاچو وو۔۔۔ نہیں یہ کیسے۔۔۔ یہ وہ نہیں ہو سکتی پر اس کی  
 آنکھیں۔۔۔،،، شاہ میر جیسے جیسے سوچ رہا تھا اس کا چہرہ احد سے زیادہ سفید پڑتا  
 جا رہا تھا ایک دم سے شاہ میر کرسی پر گراتے ہوئے بیٹھا حورین کی بہت سی باتیں اس کی  
 حرکتیں اور پھر ارمان شاہ سے ملتی اس کی یہ آنکھیں ایک ایک کر کے تمام پردے ہٹتے  
 جا رہے تھے سب کچھ توشیشے کی طرح صاف تھا تو پھر کیوں اسے ہی نظر نہیں  
 آیا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

مجھے میرو کے گھر جانا ہے آپ بابر سے کہیں مجھے چھوڑ آئے،،، سارے خوشگوار موڈ  
 میں شام کی چائے پی رہے تھے کہ امان دندنا تھا ہوا آیا اور آتے ساتھ دانیال سے  
 کھر درے لہجے میں بولا۔ امان میں نے ڈاکٹر جارج سے بات کر لی ہے وہ تمہاری ہیلپ  
 کر دیں گے تاکہ تمہیں پیپر میں پرو بلم نا ہو،،، دانیال شاہ کو امان کی بد تمیزی پہ غصہ تو

بہت آیا پر وہ امان کے لہجے کے ساتھ اسے بھی اگنور کرتا ایان سے ہم کلام ہوا جو اپنے جڑواں کو گھوری سے نوازا رہا تھا۔ میں آپ سے بات کر رہا ہوں بھیسو،،، امان نے دانیال کے ہاتھ سے پرچ پیالی لے کر زمین پہ پٹنی جو امان کے کھینچنے سے کچھ دانیال پر اور اور اس کے ساتھ بیٹھی عائشہ کے کپڑوں کو داغ دار کر گئی۔ امان یہ کیا بد تمیزی ہے تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کرو بھیسو سے نہیں تو اندر دفعہ ہو جاؤ،،، ایان کی برداشت جواب دے گئی تھی امان کے ہاتھ کو پکڑ کر دھکے سے دور کرتے اس پر چیخا۔ تمہیں میری بد تمیزی نظر آرہی ہے اور جو انہوں نے مجھے یہاں قید کر لیا ہے وہ تمہیں نظر نہیں آرہا،،، امان کون سا کم تھا ایان سے دگنا چیخا۔ جو بھی کر رہا ہوں تمہارے بھلے کے لیے کر رہا ہوں،،، امان اور ایان کو اپنی وجہ سے الجھتے دیکھ آخردانیال بول پڑا۔ اگر اتنا ہی بھلا کرنے کا شوق ہے ناتو پہلے اپنی بہن کے لیے کچھ کرتے کایروں کی طرح بھاگ نا آتے،،، امان کے الفاظ دانیال کے دماغ کو بھک سے اڑا گئے۔ امانن۔۔۔ اب ایک اور لفظ بھی بولے ناتو۔،،، ایان امان کا گربان پکڑتے اس پر چڑدوڑا۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ ایان نے امان کو مارا ہو وہ تو آج تک اسے بچاتا آیا تھا پر آج اس نے بھی توحہ ہی کر دی تھی دانیال شاہ سے بد تمیزی جس سے شاہ میر تک بہت تمیز اور طریقے سے بات کرتا تھا وجہ دانیال شاہ کا انداز گفتگو تھا جو سخت سے سخت جلال میں بھی شاہ کو رام کرنے کا

گر جانتا تھا۔ چھوڑا یاں اسے کیا ہو گیا ہے تمہیں ایسے جاہلوں کی طرح لڑ رہے ہو،،، عائشہ دانیال اور مہر کو خاموش تماشائی بنا دیکھ کر آگے بڑھی اور ایان اور امان کے بیچ میں کھڑی ہو گئی تاکہ دونوں دور رہیں۔ دانیال آپ اس کی حالت دیکھیں کیوں پریشان کر رہے ہیں آپ اسے جانے دیں نا بھائی کے۔۔۔ آپ بے شک خود ہی لے جائیں اسے،،، امان کی بے چینی مہر سے چھپی ہوئی نہیں تھی اور اب اُس کو اس طرح لڑتے دیکھ کر رو پڑی کیا کرتی وہ عائشہ اور پریشہ جیسی نہیں تھی بہت چھوٹے دل کی تھی جس کی آواز بعد میں آنسو پہلے نکل آتے تھے۔ شاہ میر کی اجازت کے بغیر ہم وہاں نہیں جاسکتے،،، امان اور ایان کو لڑتے دیکھ دانیال بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ پر کیوں دانیال لعل۔۔۔ کیا پتا اس نے بھی کوئی کر توت چھپا کر رکھا ہو ہم سے،،، مہر کی بات بیچ میں ہی رہ گئی اکبر شاہ جو اپنے بچوں سے ملنے اتنی دور کا سفر کر کے آئے تھے امان اور ایان کو کتوں کی طرح لڑتے دیکھ اپنی تھکان دو چند کر بیٹھے۔ بڑے پاپا۔۔۔ آپ یہاں،،، سب سے پہلے ایان ان کی اور بڑھا۔ ہمارے ہونہاں بیٹوں نے تو کوئی کسی نہیں چھوڑی شاہ حویلی کی عزت کو مٹی میں ملانے کی مگر میرے ہوتے ہوئے میں اپنے گھر کو خاک نہیں ہونے دوں گا،،، اکبر شاہ ایان کے بال سنوارتے امان اور دانیال کو دیکھ کر طنزیہ بولے۔ آپ مہر ہیں مہر دانیال۔۔۔؟؟،،، دانیال کے بازؤں کے

پیچھے خود کو چھپائے کھڑی مہران کے پوچھنے پر ڈرتے ہوئے آگے ہوئی اور ان کے سامنے سرچھکالیا۔ شکر ہے دانیال تم نے ہمیں بالکل مایوس نہیں کیا،،، اکبر شاہ جو سوچ کر آئے تھے کہ کوئی شہر کی بگڑی لڑکی ہوگی پر مہر کو پہلی نظر میں پسند کی سند دیتے دانیال کو سہرانے لگے۔ بڑے پاپا آپ گاؤں سے کب آئے آپ مجھے بتا دیتے میں لینے آجاتا،،، دانیال اکبر شاہ کو ہاتھ سے تھامے امان کو غصے سے گھورتا کرسی پر بیٹھانے لگا جو اکبر شاہ کو دیکھ کر بھی اکھڑا اکھڑا سا تھا۔ تاکہ تم ہماری بہو کو کہیں چھپا دیتے،،، اکبر شاہ نے ہنستے ہوئے ماحول میں پھیلی کثافت کو دور کرنا چاہا۔ بڑے پاپا سوری۔۔۔

میں۔۔۔،،، دانیال اکبر شاہ کے سامنے دوزانوں بیٹھتا ان کے آگے ہاتھ جوڑ گیا۔  
 مجبوری جو بھی رہی ہو میں اس پر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا میں یہاں اپنے بکھیرے بچوں کو سمیٹنے آیا ہوں چلو میرے ساتھ،،، اکبر شاہ مہر کے ہاتھوں کا مسلنا اور کچھ کہنے کے لیے بار بار اپنے ہونٹ کو حرکت دینے سے اتنا تو سمجھ گئے تھے کہ وہ انھیں کچھ بتانا چاہ رہی ہے شاید ان کی شادی کی مجبوری پر اکبر شاہ اسے اس مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتے تھے اسی لیے دانیال کو ٹھوکتے بات کو دفعہ دفعہ کر دیا۔ بڑے پاپا آئی

لو یوو۔۔۔،،، امان تو تھا ہی موقعے کے انتظار میں کہ اکبر شاہ اسے ساتھ چلنے کی آفر کریں اور وہ اڑ کر اپنی زینی کے پاس چلا جائے اور اسے افضل شاہ کی قید سے ہمیشہ کے

لیے رہا کروالے اسی لیے اکبر شاہ کے گلے لگتا ساری ناراضگی دور کرتا جانے کے لیے کھڑا ہو گیا یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ ابھی تو آئے ہیں واپس کیسے سفر کریں گے۔ بھاگتے ہوئے بڑے پاپا یاد نہیں آئے تھے،،، اکبر شاہ تو شاہ میر کو بات مارنے سے نہیں چوکتے تھے تو پھر امان کو کیسے چھوڑ دیتے۔ پر یہ بھی سچ تھا کہ وہ انہیں سب سے چھوٹا ہونے یا پھر اپنی منوانے والی عادت کی وجہ سے بہت عزیز تھا۔ پر میں حویلی نہیں جاسکتا بڑے پاپا،،، مہر کا دل جو کچھ ہی پل کے لیے خوشی سے جھوم رہا تھا دانیال کی بات سے سکڑ گیا۔ تمہیں کس نے کہا کہ ہم حویلی جا رہے ہیں،،، اکبر شاہ نے سب کے خوشی سے چمکتے چہرے کو پل میں اداس ہوتے دیکھا۔ آج صبح ہارون ملک کی کال آئی تھی وہ بے چارہ کب سے ہمیں فون کر رہا تھا پر اپنے ہی جھمیلوں میں الجھے ہوئے تھے آج جا کر بات ہوئی ہے اس سے وہ ہمیں اپنے بھائی کی نشانی لوٹانا چاہتا ہے،،، اکبر شاہ دانیال کو کندھے سے تھامے خوشی خوشی ارمان شاہ کی نشانی کا پتا بتا رہے تھے۔ کیا سچ۔۔۔ بڑے پاپا انہوں نے پتا بتا دیا ہے چاچو کی بیٹی کا،،، امان اور ایان اکبر شاہ کے گلے لگتے خوشی سے ایسے چیخے کہ عائشہ جو دونوں کا حیرت سے دوستانہ انداز دیکھ رہی تھی کانوں پہ ہاتھ رکھ گئی۔ ہاں اسی لیے تو آیا ہوں چلو اب اپنے اس سڑی دوست کو بھی فون کر دو نہیں تو بعد میں سردار صاحب غصہ ہو جائیں گے،،، اکبر شاہ آج واقعی بہت خوش تھے اسی لیے

بات بے بات پہ قہقہہ لگا رہے تھے۔ پر شاہ میر بھائی کا تو فون ہی آف جا رہا ہے،،، مہر کو شاہ میر کی فکر لگ گئی جو پتا نہیں کہا تھا کہ کسی سے بات ہی نہیں کر رہا تھا۔ کیوں ناہم میر کی طرف چلتے ہیں وہاں سے ان کو لے کر کرن صاحبہ سے ملنے چلیں گے،،، کوئی مسئلہ ہو اور امان کے پاس اس کا حل موجود نا ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے فٹ سے بولتے اکبر شاہ کے سامنے تالی مارنے کے انداز میں ہاتھ سامنے کیا۔ ہم چلو پھر دیری کس بات کی ہے،،، اکبر شاہ نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتے جوش سے کہا۔ پر بڑے پاپا۔۔۔ چل نایار اب مجھ سے اپنے بھائی کی نشانی کو دیکھنے کا اور انتظار نہیں ہوتا،،، دانیال شاہ کو جانے کیوں ٹینشن ہوئی کہیں شاہ میر کو بُرا ہی نا لگ جائے۔۔۔ پر اکبر شاہ نے بات کی ختم کر دی جس کے بعد ہی خوشی خوشی ان چاروں کا قافلہ میرولا کے لیے روانہ ہوا۔۔۔ کاش انھیں پتا ہوتا کہ یہ ہنسی جوان کے چہروں پہ چمک رہی ہے ہمیشہ کے لیے ان کے چہروں سے چھیننے والی ہے۔۔۔

\*\*\*\*\*

مسٹر عاصم آپ مجھے بتا نہیں سکتے کہ آپ کے سر آخر کہاں گم ہو گئے ہیں،،، رومانے تیز لہجے میں دوسری طرف والے کو مخاطب کیا۔ اوکے فائین وہ آئیں تو انہیں میری

کال کا بتا دینا،،، نا جانے فون کے اس پار سے کیا جواب آیا کہ رومانے آف موڈ سے موبائل ہی زمین پر بیچ دیا جو اپنے نازک پنپے کی وجہ سے دو ٹکڑے ہو گیا۔ لگتا ہے میری سسٹرنے اپنا فلسفہ بدل ڈالا ہے کسی کے پیچھے خوار ہونے کا،،، مشال جو کافی دیر سے روما کے حرکات و سکنات نوٹ کر رہی تھی آخر بول ہی پڑی۔ شٹ اپ مشال منہ بند رکھو اپنا،،، روما کو مشال کی بات ایک آنکھ نا بہائی۔ کیا ہوا ہنی تم اسپیت لگ رہی ہو کچھ دنوں سے،،، رقیہ آفندی نے اپنی لاڈلی بیٹی کے غصے سے بھرے چہرے کو تھپتھپایا۔ ماما وہ شاہ مجھے۔۔۔ اپنی ایکس گرل فرینڈ کو اگنور کر رہا ہے پہلے تو وہ ایسا نہیں تھا بہت چلیج آ گیا ہے اس میں،،، روما جب سے شاہ میر سے ملی تھی ایرٹی چوٹی کا زور لگا رہی تھی کہ وہ کسی طرح پہلے والا شاہ میر بن جائے جو اس کے آگے پیچھے گھومتا تھا اس کے ساتھ کے بہانے ڈھونڈتا اس پر کسی کو ترجیح نا دیتا تھا پر اب وہ تو اتنا بدل گیا تھا کہ اسے نظر اٹھا کر ہی نہیں دیکھتا تھا۔ سونے پہ سہاگا وہ اس کی سکیٹری حورین ارمان اس نے میرا ناک میں دم کیا ہوا ہے،،، روما جب بھی شاہ میر کو زیر کرنے کے ارادے سے آتی حورین بیچ میں ضرور اپنی اینٹری مار دیتی کبھی اسے شاہ میر سے کچھ سیکھنا یاد آ جاتا تو کبھی اسے فائل میں موجود پریزنٹیشن کی سمجھ نہیں آرہی ہوتی تھی اور وہ شاہ میر کی جان تب تک نہیں چھوڑتی تھی جب تک روما غصے میں بھری وہاں سے نکل نا جاتی۔ اس کی آپ ٹینشن مت

لیں کیوں کے اب اس کے بُرے دن شروع ہو چکے ہیں،،، مشال ہاتھ میں پکڑے پن کو زور زور سے بیڈ کی سائڈ پر مارتی اس کی خوبصورتی کو خراب کر رہی تھی جیسے وہ پن نہیں حورین کا سر ہو۔ ایسا کیا کر دیا تم نے اب،،، رقیہ آفندی کو اپنی اس کم عقل بیٹی سے کسی صحیح کام کی امید نہیں تھی۔ وہی جو میں ہمیشہ سے کرنا چاہتی تھی،،، مشال فرغام اور حورین کے درمیان اپنے ہاتھوں پیدا کی ہوئی دوری اور فرغام کاری ایکشن بتاتی پن کو زور سے زمین پر پھینکتے اس پر اپنا پاؤں مار کر اسے ناکار بنا گئی۔ ویل ڈن میری جان بس اب فرغام کو اس سے اتنا تنفر کر دو کہ وہ اس کی شکل بھی نادیکھے پھر تم الاحمر ولا میں راج کرو گی،،، رقیہ آفندی خوشی سے مشال کو گلے لگا گئیں۔ واہ کیا خوب پلینگ کی ہے تم ماں بیٹیوں نے،،، دروازے سے کسی کی تالی اور آواز نے ان تینوں کو ساکت کر دیا۔

\*\*\*\*\*

سر آپ کا فیورٹ ڈرنک،،، ویٹر نے سوٹ بوٹ میں بیٹھے اس شخص کو کافی ٹائم بعد بار میں دیکھ کر خوش آمدی بھر الہجہ اپنایا۔ اسے اٹھاؤ یہاں سے اور دفعہ ہو جاؤ،،، وہ شخص ویٹر پر دھاڑتا بہت سے لوگوں کی توجہ اپنے اور ممبرول کروا گیا۔ بڑے بھیا آپ اور یہاں،،، اپنے پیچے سے کسی کی جانی پہچانی آواز شاہ میر کو ٹھٹکا گئی۔ تمم۔۔۔ یہاں کیا

کر رہے ہو،،، فرغام ملک کو دیکھتے شاہ میر نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھیج لیں یہی تو وہ  
 شخص تھا جو آج اسے اس حال میں پٹج گیا تھا۔ میں۔۔۔ کچھ حساب کتاب رہ گیا تھا وہ ہی  
 کلیر کرنا چاہتا تھا،،، فرغام نے کچھ سوچتے ہوئے اپنا ذہن جھٹکا۔ ویسے آپ کو یہاں  
 نہیں آنا چاہیے،،، فرغام شاہ میر کے سامنے والی کرسی پہ بیٹھتا خوشگوار لہجے میں اسے  
 ٹوک گیا۔ کیوں میرے اوپر پابندی لگی ہے کیا،،، شاہ میر یہاں کوئی تماشہ نہیں چاہتا تھا  
 اس لیے خود پر ضبط کرتا تیز لہجے میں بولا نہیں تو دل کر رہا تھا کہ سامنے بیٹھے شخص کے  
 مسکراتے چہرے پر ایک تیج مار کر کم از کم اس کے دو دانت تو توڑ ہی دے جو کسی کو بہت  
 عزیز تھا جس کا نام شاہ میر کے غصے کو پاگل پن کی حد تک لے گیا تھا اور وہ کسی اور کے  
 ساتھ ساتھ اپنا سب کچھ بھی ہار گیا تھا۔ پابندی تو سب پر ہے پر مانتا کوئی کوئی ہے،،، شاہ  
 میر کے انداز کو دیکھتا فرغام تھوڑا سا جھجکا۔ آپ کو میرا منع کرنا برا لگا تو سوری،،، کافی  
 دیر جب شاہ میر نے کچھ نہیں کہا تو فرغام کو اپنا بیٹھنا فضول لگا اسی لیے اٹھنے لگا۔  
 ویسے بھی وہ ایسی جگہ سے بھاگ جانا چاہتا تھا بس شاہ میر کو دیکھ کر روک گیا تھا۔ تم مجھے  
 کسی سے ملوانا چاہتے تھے ناشاید تمہاری کزن۔۔۔،،، شاہ میر کچھ سوچ کر فرغام سے  
 بولا کیا پتا جو وہ سوچ یا سمجھ رہا ہو ویسا نا ہو۔ اس کے لیے اب بہت دیر ہو گئی ہے،،، فرغام  
 اداسی سے مسکرایا۔ کیوں کیا ہوا لڑائی ہو گئی اس سے کیا،،، اس کی یہ اداس آنکھیں شاہ

میر سے مخفی نارہ سکی اسے کریدنے لگا۔ نہیں آنکھیں کھل گئی ہیں۔۔۔ سراب کے پیچھے بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں ساری زندگی بھی بھاگوں گا رہنا پھر بھی خالی ہاتھ ہے،،، فرغام کی نگہم باتیں شاہ میر کے کسی کام نا آسکیں۔ ایک منٹ رکو،،، فرغام کو کھڑا دیکھ شاہ میر اس کا ہاتھ پکڑے اسے روکنے لگا۔ وہ تمہاری دوست تھی جو گھم گئی تھی ملی کیا۔۔۔،، شاہ میر کو اچھے سے یاد تھا کہ اس نے فرغام اور ہارون ملک کی بے بسی کا مزہ لینے کے لیے پریشے کے اغواہ کے اگلے دن فرغام کو فون کیا تھا تو اس نے اسے مدد کی درخواست کی تھی اپنی دوست کو ڈھونڈنے کے لیے۔ نہیں بڑے بھیا وہ اب تک لاپتا ہے،،، فرغام اپنے ہاتھ میں تھا مامو بائیل شاہ میر کے سامنے کرتا اسے اس کی تصویر دیکھانے لگا شاید اس سوچ میں کہ وہ اسکی مدد کرنے کے لیے اس سے پوچھ رہا ہے مگر وہ تو پتھرائی آنکھوں سے سکرین کو دیکھ رہا تھا جہاں پریشے کے گلے میں ہاتھ ڈالے دو لڑکیوں میں سے ایک لڑکی حورین شاہ تھی۔۔۔۔ وہی حورین جو اس کے آفس میں یونی سے تھکی ہاری پیسے کمانے آتی۔ جسے اس کی سیکیٹری شینہ اور سینیر زرا سی غلطی پہ جھاڑ کر رکھ دیتے۔ جس کی برستی آنکھوں پہ شاہ میر تو اپنے چاچو کا گمان ہوا تھا جو شاید نہیں یقیناً ارمان شاہ کا خون اس کی کزن تھی۔ پر میں ہمت نہیں ہاروں گا جب تک میری زندگی ہے میں اس کی تلاش جارہی رکھو گا،،، فرغام ملک کی عزم سے بھری آواز شاہ میر

کو سوچ سے باہر لائی۔ آخر اس کی اتنی پروا کیوں ہے تمہیں،،، شاہ میر کی آنکھوں میں بے بسی فرغام سمجھنے سے قاصر تھا۔ بہن ہے وہ میری بہت عزیز ہے وہ مجھے،،، فرغام ملک کا جملہ شاہ میر کو اپنی ہی نظروں میں گرا گیا کیا کچھ نہیں کہا تھا اس نے پریشے کو فرغام کے حوالے سے پروہ بے چاری دوستی کی خاطر خود کو اذیت سے دوچار کرتی رہی۔ آپ جانتے ہیں وہ اپنا درد کسی سے نہیں کہتی تھی یہاں تک کے اپنی بہن اور مدرسے بھی نہیں صرف ایک میں تھا جس سے وہ ہر بات شئیر کر لیتی تھی،،، پریشے کا آنیس کریم پارلر کے باہر فرغام کو دیکھ کر گڑ گڑانا شاہ میر کو اب سمجھ میں آیا وہ بھی تو یہی کہہ رہی تھی کہ صرف ایک بار ملنے دو پوری زندگی کبھی اس سے ملے گی نہیں۔۔۔ تو کیا وہ اپنا درد ہلکا کرنا چاہتی تھی اسے اپنی مجبوری اپنا غم بتانا چاہتی تھی،،، شاہ میر کو لگا کہ کوئی تیز آری سے اسے اندر سے کاٹ رہا ہو تیزی سے اٹھا اور فرغام کی سنے بغیر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

\*\*\*\*\*

فاخرہ آنٹی آپ،،، سب سے پہلے روما کو ہوش آیا۔ کیا ہوا حیرت کا جھٹکا لگا جب کہ یہ جھٹکا تو مجھے لگنا چاہیے،،، فاخرہ نے غصے سے بھری آنکھیں رقیہ آفندی پر گڑوئیں۔ تم

نے اور آمنہ بیگ نے تو میرا دوستی پر سے بھروسہ ہی اٹھا دیا ہے ایسے خود غرض دوست سے دشمن بھلے،،،، فاخرہ ملک کو شدت سے سارہ کی کمی محسوس ہوئی وہ کتنی منت کرتی تھی اسکی ان دونوں سے دوستی ختم کرنے کی پراس ٹائم تو فاخرہ کی آنکھوں پہ پٹی بندھی ہوئی تھی وہ دیکھتی بھی تو کیسے۔ آنٹی آپ میری بات سنیں،،،، مشال کو اپنی محنت ضائع ہوتی محسوس ہوئی۔ تم سنو میری بات میری بیٹی اور اس کی حور سے دور رہو،،،، فاخرہ ملک مشال کا ہاتھ جھڑکتے اس سے دور ہوئیں۔ آپ ہوتی کون ہیں۔۔۔ آواز نیچی رکھو وو۔۔۔،،،، مشال جو غصے میں آواز اونچی کر بیٹھی تھی فاخرہ ملک کے چیخنے اور اپنی ماں کے بازو بچنے پر خاموش ہو گئی۔ تم مجھے نہیں جانتی ہو گئی پر تمہاری یہ ماں بہت اچھے سے جانتی ہے۔۔۔ فاخرہ ملک ہوں میں جو اپنی محبت کے لیے دوست کی دشمن بن سکتی ہے تو سوچو اپنے بیٹے کی محبت کے لیے کس حد تک چلی جائے گی،،،، فاخرہ ملک مشال کو وارنگ دیتی رقیہ آفندی کی دوستی پر آفرین پڑتی واپسی کے لیے مڑ گئیں۔ جانتی تو آپ مجھے بھی نہیں ہیں۔۔۔ اپنی محبت کے لیے آپ نے اپنی دوست کو مارا ہوا نہیں پر میں میں ضرور مار دوں گی۔ ہر اس بندے کو جو میرے راستے میں آئے گا جیسا کہ آپ۔۔۔ آآآ۔۔۔،،،،،، مشال اپنے چہرے پہ شیطانی مسکرائٹ سجائے سیڑھیوں سے اترتی فاخرہ ملک کو زور کا دھکا دیتی قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی جو خون میں لت پت زمین پہ

پڑیں اپنوں کو یاد کرتی سب سے غافل ہوگی تھیں -

\*\*\*\*\*

بہن ہے وہ میری۔۔۔

سوچ سے ابھرتی آواز شاہ میر کے کانوں کے پردے پھاڑنے لگی -

بس ایک بار مجھے اس سے ملنے دو۔۔۔

کسی کا بے بسی سے گڑ گڑاتا چہرہ سامنے آیا -

بہت عزیز ہے وہ مجھے۔۔۔  
NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

کانوں میں صرف فرغام کی آواز گونج رہی تھی ٹریفک کا آزدہام، ہارون کا شور کہیں

بہت پیچھے محسوس ہو رہا تھا -

شاہ میں مر جاؤ گی مت منہ موڑو مجھ سے۔۔۔

دلہن بنی پریشے کی التجا کی آواز سامنے سے آتی گاڑی کے ہارن سے زیادہ اونچی تھی -

پلیز سر مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔۔۔

شاہو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔ آ آ آ آ،،،، حورین اور ارمان شاہ کی آوازیں سب کچھ گڑ بڑ  
 ہوتا گیا۔ سامنے سے آتی تیز روشنی سے بچتے شاہ میر نے درخت میں گاڑی دے ماری۔  
 آخر یہ سب کیوں ہوا کیوں میں نے اس معصوم کی کوئی بات ناسنی اپنے غصے و جلال کا  
 نشانہ بنا ڈالا۔۔۔ اس کی زندگی ہی برباد کر دی،،، ماتھے سے نکلتے خون اور تکلیف کو  
 نظر انداز کرتا شاہ میر بے بسی سے اپنا سر سٹیرنگ پہ زور زور سے مارنے لگ گیا۔ مجھے  
 معاف کر دو پری۔۔۔ میں کس منہ سے تمہارا سا منا کرو۔۔۔ سب کچھ تو چھین لیا میں  
 نے تم سے،،، پیشانی سے نکلتا خون اب بہہ کر شاہ میر کے چہرے اور گربان کو داگ دار  
 کر گیا پروہ اپنی تکلیف سے بے پروا بنا ہوا تھا۔ شاہ مجھ سے منہ مت موڑو مر جاؤ گی  
 میں۔۔۔،،، شاہ میر کے ذہن کہ پردے پر پریشے کا چہرہ ابھرا جس سے وہ کہیں دنوں  
 سے بے خبر اپنے فلیٹ میں رہ رہا تھا۔ نہیں پری میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا تم  
 مجھ میں بستی ہو شاہ اپنی پری سے الگ نہیں ہو سکتا،،، شاہ میر اپنی بند ہوتی آنکھوں کو  
 با مشکل کھولتا ایگنیشن میں چابی گھومنے لگا۔ میں سب سے معافی مانگ لوں گا سب کچھ  
 ٹھیک کر دوں گا صرف اپنی پری کی خاطر۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔۔ تمہارا شاہ آ رہا ہے  
 پر اپنی پری کے دکھ مٹانے کی۔۔۔،،، اس سے پہلے کہ وہ اپنی منزل تک پہنچتا تیزی سے  
 بہتا خون اپنا کام کر گیا شاہ میر گاڑی کی سائیڈ سیٹ پر گرتا بے ہوش ہو گیا۔

\*\*\*\*\*

کتنا لا پرواہ ہے یہ لڑکا دیکھو زرا کم از کم ایک گارڈ ہی رکھ لے،، اکبر شاہ جو آج پہلی بار میر ولایت میں قدم رکھ رہے تھے بنا گاڈ کے آدھا کھولا دروازہ دیکھ کر سلگ گئے۔ ان کے اور شاہ میر کے درمیان ایسے حالات ہی نہیں تھے کہ وہ یہاں آتے یا کبھی شاہ میر انھیں اپنی پسند سے بنایا ہوا گھر دیکھانے لاتا۔ پر آج وہ اپنے بیٹے کو منانے کے ارادے سے حویلی سے چلے تھے بہت رہ لیا انھوں نے اکیلا پر اب اور نہیں۔ چلو بچو تم میں سے کوئی اترے اور گیٹ کو پورا کھولے،، اکبر شاہ نے سرد آہ بھرتے امان اور ایان کو کہا۔ جب لاسٹ ٹائم میں یہاں آیا تھا تو یہاں اچھی خاصی فوج تھی نو کروں کی،، دانیال کے تیز دماغ نے کسی گڑ بڑ کا سگنل دیا۔ مجھے لگتا ہے تمہارا دوست پیسے بچا رہا ہے،، اکبر شاہ نے امان کو چھڑنے کی خاطر زور آواز میں کہا جو اپنے میر و سے اس سے چھوٹ بولنے پر ناراض تھا اور اس سے لڑنے کے ارادے سے آیا تھا۔ جی نہیں میر و کنجوس نہیں ہیں،، امان جو ایک نمبر کا کام چور دیک کر گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا شاہ میر کی فیور میں بولا۔ چل بیٹا اب تو بھی اتر اور گیٹ بند کر۔۔ آیا بڑا میر و کا چمچا،، اکبر شاہ جو فرنٹ سیٹ پر بیٹھے تھے مڑ کر اسے بولے۔ بڑے پاپا میر و آگئے،، ایان جو گیٹ بند کر رہا تھا شاہ میر کی

گاڑی کو آندھی طوفان کی طرح آتا دیکھ خوشی سے چیخا۔ آپ لوگ  
یہاں۔۔۔،،، دانیال کی گاڑی میں اگر صرف وہی ہوتا تو شاہ میرا اتنی فکرنا کرتا اس کی  
اصل فکر کی وجہ امان اور ایان کے ساتھ اکبر شاہ کا موجود ہونا تھا جو اس کے سر پر بندھی  
پڑی دیکھ کر گاڑی سے نکل آئے تھے۔ شاہ میر یہ کیا ہوا ہے تمہیں،،، اکبر شاہ کا اپنے  
لختِ جگر کو خون میں دیکھے دل کانپ گیا اسے تھامتے پوچھنے لگے۔ چھوٹا سا ایک سیڈنت  
ہے اور یہ گارڈ کہاں مر گیا ہے جو تم دونوں گیٹ بند کر رہے ہو،،، شاہ میر اپنے باپ کو  
جواب دیتا امان ایان کو گیٹ تھامے دیکھ کر غصے سے بولا۔ پر شاہ میر یہاں تو کوئی نہیں  
تھا،،، دانیال جو خود حیرت میں تھا شاہ میر کو گارڈ کی نالائقی کا بنانا ضروری سمجھا۔ کیا  
مطلب گارڈ ڈڈوز نہیں۔۔۔ سااااں۔۔۔ اس سے پہلے کہ شاہ میر کچھ سمجھتا سا سیڈ  
کی جھاڑیوں سے ایک سرسراتی ہوئی آواز کے ساتھ خون میں لت پت گارڈ نے اپنی  
موجودگی کو سب پر ظاہر کیا۔ یہ تمہیں کیا۔۔۔ شٹ پری۔۔،،، شاہ میر گارڈ کو چھوڑتا  
پاگلوں کی طرح پری کو پکارتا اندر کو بھاگا۔

\*\*\*\*\*

شاہ پلیمیر کے ساتھ ایسا مت کرو۔۔۔ سوئیٹ ہارٹ کیا کیا ہے شاہ نے،،، بیڈ پہ بیٹھے

وجود نے اپنے انگلیاں پریشے کے کپکپاتے ہونٹوں پہ پھیری جس نے پری کے سوائے  
 ہوئے دماغ کو ایک ہی جھٹکے میں جگایا۔ تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو،،، اپنے بہت  
 نزدیک جمال چودھری کو بیٹھا دیکھ پریشے کا سانس ایک لمحے کے لیے تو روک گیا۔ میں  
 نے تو ابھی کچھ کیا ہی نہیں اب تک تو شاہ میر ہی سارے مزے لوٹ رہا ہے،،، جمال  
 چودھری کی نظریں پریشے کے دلہن بنے سراپے میں الجھ گئی جو زینت بی کی منتوں سے  
 بعض نہیں آئی تھی اور اوّل روز کی طرح آج بھی شاہ میر کی دلہن بنی ہوئی تھی۔

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی اس روم میں آنے کی،،، یہ کچھ ناکھانے کا نتیجہ تھا کہ زرا سا  
 بولنے پر ہی پری کی سانس بڑی طرح سے پھولنے لگی۔ ہا ہا ہا ہمت۔۔۔ اس روم میں میں  
 نے بہت سی یادگار شامیں گزاریں ہیں،،، جمال چودھری پری کی بات کو اپنے ہی رنگ  
 میں لے گیا۔ حد میں رہو اپنی۔۔۔ زینت بی کا کہاں ہو سب،،، پری جمال چودھری کی  
 بے باک نظروں سے خود کو بچاتی سب کو آوازیں دینے لگی۔ کوئی ہو گا تو آئے گا مناسب  
 چلے گئے تمہیں میرے لیے چھوڑ کر،،، جمال چودھری بستر سے اترتا پریشے کے پاس  
 آنے لگا۔ نہیں بکو اس کر رہے ہو تم۔۔۔ شاہ،،، پریشے اس کی بات کی نفی کرتی شاہ کو چیخ  
 چیخ کر بولانے لگی۔ مان لو خو بصورت پری مجھے اور شاہ میر کو مل بانٹ کر کھانے کی  
 عادت ہے،،، جمال چودھری کے چہرے پر پراسرار مسکرائٹ تھی جسے دیکھ کر پری کو

اس سے خوف آنے لگا۔ نہیں۔۔۔ میرے پاس مت آنا میں جان سے مار دوں گی تمہیں۔۔۔ ٹھا۔۔۔،،، پری نے اپنے بچاؤ کے لیے گلہ ان زور سے اس کو مارا جس سے وہ خود کا بچا تا پریشے کو قابو میں کر گیا۔ بھاگتی کہاں ہے سالی چٹاخ۔۔۔ بہت شوق ہے نا تجھے ہاتھ چلانے کا یہ ہاتھ ہی نار ہے تو،،، جمال چودھری نے لگاتا کہیں تھپڑ پریشے کے منہ پر مارتے اس کے دونوں ہاتھوں کو ایسے مڑوڑا کہ میرولا کے درو دیوار اس کی چیخ و پکار سے جھنجھناٹھے پر کوئی بھی اس کی مدد کو نا آیا آتا بھی کیسے اس وقت شاہ میر کے سارے وفادار جمال چودھری کے جوتے تلے قید اپنی جان بچانے کے چکر میں تھے۔ خدا کے لیے چھوڑ دو مجھے رحم کرو میری حالت پر،،، پری سو بے منہ سے بامشکل بول پائی۔ چھوڑ دو۔۔۔ بول،،، جمال چودھری جو پری کو ہاتھوں سے گھسیٹا نیچے لار ہاتھا شیطانی قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ ہاں ننن۔۔۔ چھھوڑ دو،،، پری منت کرنے لگی۔ جا چھوڑ دیا تجھے۔۔۔ آآ،،، جمال چودھری کا زور دار دھکے پر پری خود کو سمبھال نا پائی اور سیڑھیوں سے لڑکتی چلی گئی۔

\*\*\*\*\*

پری، زینت بی، رجو کہاں مر رر۔۔۔،،، شاہ میر پاگلوں کی طرح سب کو پکارتا بھاگا

چلا آ رہا تھا اُسے اس وقت اپنے بھائیوں اور باپ کا بھی ہوش نہیں تھا جو اسے پریشانی سے دیکھتے اس کے پیچھے بھاگے تھے۔ پری۔۔۔ آنکھیں کھولو پری میری طرف دیکھو بتاؤ مجھے کس نے کیا ہی سب،،، لیونگ روم کے چچماتے ماربر کے فرش پر پڑے پریشے کے وجود کو دیکھتا شاہ میرا سے خود میں بھیجے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا جو اپنے وجود سے نکلے خون سے شاہ کو رنگتی اسے پاگل کرنے کے در پر تھی۔ پری خدا کے لیے ہوش میں آؤ،،، دانیال شاہ بیچ دروازے میں کھڑے اپنی سوچ کے غلط ہونے کی شدت سے دعا کر رہا تھا۔ کہیں شاہ کی پری مہر کی پری ہوئی تو۔۔۔ اس سے آگے اس کی سوچنے کی ہمت نہیں تھی۔ زینت بی داد۔۔۔ پری کو دیکھو اسے کیا ہوا ہے،،، شاہ میر پری کا چہرہ اٹھتھپاتا ان لوگوں کو آوازیں دینے لگا جو یہاں تھے ہی نہیں اور جو لوگ موجود تھے ان کو گویا سانپ سونگ گیا تھا۔ سب اپنی اپنی سوچوں میں گھیرے کھڑے تھے ناتو کوئی شاہ میر کو تسلی کے دو بول بول رہا تھا اور نا ہی کسی کو خون میں نہائی پری کو شاہ میر سے چھڑوا کر ہو سپیٹل لے جانے کا ہوش تھا۔ کیا پتا اس نے بھی کوئی کر توت چھپا رکھا ہو۔۔۔،،، اکبر شاہ کو کیا معلوم کہ ان کا کہا سچ ہی ہو جائے گا نہیں تو کبھی ایسی بات منہ سے نازکالتے۔ اب تو آپ کی پری بجو کو ڈھونڈنا اور بھی ضروری ہو گیا ہے آخر ان کی تلاش میرے منزل پہ آ کر ختم ہوگی،،، عائشہ کا شرماتہ چہرہ اس سے

کیا وعدہ کیا کچھ نایا آیا تھا اس ایک پل میں ایان کو آنکھوں میں آنسو بھرے شاہ میر کی طرف بڑھاتا کہ پری کوچیک کر سکے کہ وہ زندہ بھی ہے یا۔۔۔ جبکہ امان نفرت سے اپنے میر و کا یہ روپ دیکھتا گاڑی کی طرف بھاگا۔ ہیلو وو۔۔۔ دانیال آپ پہنچ گئے بھائی کے۔۔۔،، شاہ میر کی پریشانی میں آج پہلی بار دانیال اس کے ساتھ نہیں کھڑا ہوا تھا اس کی ٹانگوں میں اتنی سکت ہی نہیں بچی تھی کہ وہ شاہ میر کے ساتھ دو قدم بھی چل سکتا لیونگ روم میں تنہا بیٹھا دانیال شاہ اپنی بے بسی پہ رو رہا تھا۔ دانیال آپ کو آواز آرہی ہے میری۔۔۔ ہیلو دانیال،،، کافی دیر تک جب مہر کو کوئی آواز نہیں آئی تو وہ پریشانی سے دانیال کو پکارنے لگی۔ سب۔۔۔ سب ختم۔۔۔،، دانیال کی لڑکھڑاتی آواز مہر کو سنائی دی۔ کیا ہوا ہے دانیال آپ رو کیوں رہے ہیں،،، مہر کی بات سنتی عائشہ بھی پریشان ہو گئی وہ سب تو اتنی خوشی خوشی گئے تھے۔ مہر مجھے معاف کر دو سب برباد ہو گیا سب ختم ہو گیا،،، دانیال فون رکھتا پھوٹ پھوٹ کر رہ دیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

یہ جھوٹ ہے مہر میری بات کا یقین کرو سچ مجھے پریشے کے بارے میں نہیں پتا تھا،،، دانیال مہر کا ہاتھ تھامے اسے اپنی بات کا یقین دلانے کی کوشش میں تھا۔ کیسے

مان لو آپ کی بات دانیال شاہ،،، مہر اپنے گرد بے روخی کی چٹان بلند کیے ہوئے تھی وجہ اس کی بہن کا سرد وجود تھا جس کے بارے میں ڈاکٹر زپر امید نہیں تھے۔ آپ کے بھائی سردار شاہ میر ہر بات آپ سے شنیر کرتے ہیں یہی کہا تھا نا آپ نے تو پھر اتنی بڑی بات نابتائیں یہ کیسے ہو سکتا ہے،،، مہر نے دانیال کو اس کی ہی کہی بات اسے لوٹائی جو کسی اچھے وقت پہ اس نے بڑے مان سے شاہ میر کے لیے کہی تھی۔ تو تم مانتی ہو کہ میں بھی برابر کا گناہ گار۔۔۔ سرگھر چلیں کافی رات ہو چکی ہے،،، بابر کی آواز دانیال شاہ کو تلخ حقیقت میں واپس لے آئی۔ بابر کچھ دیر اور بیٹھے رہنے دو وہاں کون ہے میرا انتظار کرنے والا،،، آج پورے چار ماہ کا عرصہ گرچکا تھا اس بات کو جب وہ کالی رات ان سے ان کی تمام خوشیاں چھین گئی تھی دانیال چاہ کر بھی مہر کو اپنی بے گنائی کا یقین نہیں دلا پایا تھا اور وہ خود پہ دانیال مینشن کے دروازے بند کرتی اسے سیسکنے کے لیے چھوڑ گئی تھی۔

آخر کب تک ایسے ہی سڑکوں پہ رات گزارتے رہے گئیں آپ،،، بابر جو سارے حالات سے واقف تھا اسے دانیال کی حالت پہ افسوس ہوتا تھا جو سارا دن آفس میں اپنے آپ کو مصروف رکھتا اور رات سڑکوں پہ خوار ہوتے ہوئے گزارتا تھا۔ جب تک اس دل کو سکون نا آجائے،،، دانیال نے ٹھنڈی سانس بھری اور بونٹ سے اترتے گاڑی میں جا بیٹھا۔

\*\*\*\*\*

یہ لیس بی اور جلدی سے اسے ختم کریں،،، حورین نے کھانے کی ٹرے زینت بی کے سامنے رکھتی جوش سے بولی۔ حورین کو شاہِ ولا آئے ہوئے چار ماہ سے زیادہ ہو گئے تھے جب سے وہ یہاں آئی تھی ایک زمرہ دار بیٹی کی طرح سب کو سمجھا رہی تھی۔ نہیں بچے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔۔۔ تم بتاؤ بات ہوئی پری بیٹیا سے،،، زینت بی نے روز کا پوچھے جانے والا سوال دھرایا۔ نہیں بی شاہِ فیملی کے لیے الاحمر ولا کے دروازے بند ہو چکے ہیں پر آپ فکرنا کریں میں نے منال اور علی سے بات کی ہے وہ بات کریں گے پری سے،،، حورین زینت بی کو تسلی دیتی انھیں کھانا کھلانے لگی۔ بچے تمہیں ٹھیک لگے تو میں جاؤ بات کرنے پری سے وہ میری بات نہیں ٹالے گئی۔۔۔ آخر قصور بھی تو میرا ہی ہے نا اُس وقت یہ کسبخت درد کرتا تو ناوہ رذیل انسان پری کا اتنا بڑا نقصان کرتا،،، زینت بی جب سے ہو اسپتال سے واپس آئی تھیں خود کو ہی کو سے جا رہی تھی در حقیقت جس دن پری کے ساتھ یہ واقعہ ہوا سارے ملازم زینت بی کی طبیعت کی خرابی کے پیش نظر ہو اسپتال میں موجود تھے جس کا جمال چودھری نے پورا پورا فائدہ اٹھایا تھا۔ بی آپ یہ سب کیوں سوچ رہی ہیں آپ کو ڈاکٹر نے منا کیا ہے نا پریشان

ہونے سے،،، زینت بی دو دن پہلے ہی گھر واپس آئی تھیں مگر تب سے ناتوان کی آنکھیں خشک ہو رہی تھیں اور ناہی زبان رک رہی تھی ہر وقت ان کی زبان پہ اپنے سردار کی سلامتی کی دعا ہوتی تھی۔ کیا کرو بیٹا سردار شاہ میر کو دیکھ کر دل کڑھتا ہے میرا ہر طرف سے اپنا ہی قصور ہی نظر آتا ہے نا میں پری کو سردار سے تمہاری سچائی چھپانے کا بولتی نا سردار حقیقت معلوم ہونے پر اس سے بے روخی برتنا آج یہ دن دیکھنا پڑتا،،، زینت بی کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں۔ بی کسی نے مجھ سے کہا تھا ہماری زندگی میں دکھ پہلے سے ہی لکھے ہوتے ہیں بس ہم نے ان دکھوں کو سہنا اور برداشت کرنا ہوتا ہے ناتو ہم انہیں خود سے الگ کر سکتے ہیں اور ناہی بھول سکتے ہیں،،، حورین کسی کو سوچتی زینت بی کو تسلی دینے لگی۔ آپ فکر مت کریں میں صرف پری کی طبیعت کی وجہ سے کوئی بات نہیں کر رہی تھی آج کل میں جاؤ گی الاحمر ولا،،، حورین جو سمجھ رہی تھی کہ علی اور منال کے ذریعے معاملات سلجھ جائیں گے وہ اتنا آسان نہیں تھا اسے خود بھی پری سے بات کرنی ہو گئی۔ بچے آپ کو وہ لوگ آنے دیں گے اپنے گھر،،، زینت بی حورین کے لیے پریشان ہو گئی۔ زینت اسے وہاں جانے سے کوئی روک بھی نہیں سکتا،،، اموجان جو زینت بی کو پوچھنے آئی تھیں ان کی گفتگو سنتی حورین کو چھڑنے لگی جس نے وہاں سے کھسکنے میں پل نہیں لگایا تھا

\*\*\*\*\*

دفعہ ہو جاؤ میری نظروں سے دور۔۔۔ تم نے تو مجھے میری ہی نظروں میں  
 گرا دیا۔۔۔۔۔ چلے جاؤ یہاں سے چھوڑ دو ہمیں ہمارے حال پہ میں سمجھو گا میرا بیٹا مردہ  
 پیدا ہوا تھا۔۔۔ کاش میں غصے میں تمہیں اُس وقت بدعانا دیتا تو آج تم اس حال میں نا  
 ہوتے،،، اکبر شاہ آنسوؤں سے ترچہرا لیے اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے جو بستر پہ پڑا ایک  
 ہی جگہ کو گھورے جا رہا تھا۔ میں محسوس کر سکتا ہوں تم اس وقت بہت تکلیف میں ہو پر  
 یقین کرو تمہیں دیکھ کر تمہارے بابا تم سے زیادہ تکلیف میں ہیں،،، اکبر شاہ شاہ میر کے  
 ہاتھوں کو چومتے اپنے اس پیار کا اظہار کرنے لگے جو بچپن سے ان کے دل میں اس کے  
 لیے تھا پر وہ شاہ میر پر ظاہر نا کر پائے صرف اور صرف اپنی انا اور غفلت کی وجہ سے۔  
 انکل حوصلہ کریں۔۔۔ میں نے کہا تھا نا وہ ہماری سب باتیں سن رہا ہے۔ آپ کا رونا  
 اسے تکلیف دے گا،،، ڈاکٹر ارحم (جو نا صرف شاہ میر اور دانیال کا بہت پرانا دوست  
 تھا بلکہ پریشے کے ساتھ جو کچھ ہو اس کا گواہ بھی تھا) نے اکبر شاہ کو حوصلہ دیا۔ نہیں  
 ارحم وہ نہیں سن رہا اگر سن سکتا تو اپنے باپ کو کبھی اس طرح گڑ گڑانے پر مجبور  
 نا کرتا،،، اپنا سب کچھ ہارتے حویلی سے واپسی کے دوران شاہ میر گاؤں میں پلنے والی

روایتی دشمنی کی بھیٹ چڑتا اس حال کو پہنچ گیا تھا جس میں اس کا پورا جسم بے جان ہو گیا تھا ڈاکٹرز کے مطابق اس کا دماغ کچھ حصہ ابھی بھی کام کر رہا تھا اگر وہ اپنی ول پارا استعمال کرتا تو اس زون سے نکل سکتا تھا۔ انکل۔۔۔ کیسا بے بس باپ ہوں میں ارحم کہ اپنے بچے کے لیے کچھ نہیں کر پارہا،، شاہ میر نے جب سے ہسپتال کا بستر سمجھا لیا تھا اکبر شاہ نے اپنے گھر اور حویلی کی طرف منہ نہیں کیا تھا وہ ہر وت شاہ میر کے ساتھ رہتے اس سے بچپن کی باتیں کرتے کہ شاید وہ کچھ رسپونس دے۔ میرے بیٹے کی ڈور جن لوگوں سے جڑی ہوئی ہے وہ ایسے لا تعلق ہو گئے اس سے کہ جیسے کوئی رشتہ ہی نا ہو محبت کا، احساس کا نا ہی خون کا،، اکبر شاہ کے بار بار روکنے پر بھی امان اپنے ماموں کے پاس کینیڈا چلا گیا تھا اور دانیال صرف ایک بار شاہ میر کو دیکھنے ہو سکا آیا اور پھر مڑ کر خبر نا لی۔ سچ ہے مشکل میں ہی انسان کی اصل پہچان سامنے آتی ہے

\*\*\*\*\*

رات کی تاریکی میں ہر شے سے بے نیاز ایک وجود خود کو اذیت میں گھیرے وقت کو پلٹنے کی جستجو میں تھا پر اس بات سے انجان کبھی گزرا وقت بھی پلٹا ہے۔ زینہ اتنی سردی میں کیوں بیٹھی ہو ٹھنڈ لگ جائے گی اٹھو،، حورین جو کافی دیر سے اپنے کمرے کی

کھڑی سے زینہ کو لان میں بیٹھا دیکھ رہی تھی تھک ہار کر خود ہی اس کے پاس آتی اسے ہوش میں لانے لگی۔ جو آگ میرے دل میں لگی ہے حورین آپنی یہ ٹھنڈا اس کے لیے نا کافی ہے،،، زینہ اپنے گرد حورین کے مہربان بازؤں کے گھیرے کو دیکھتی سرد آہ بھر کے بولی۔ آخر کب تک خود کو سزا دیتی رہوں گی بھول جاؤ سب،،، حورین جب بھی زینہ کا خود سے موازنہ کرتی تو اسے تاسف ہوتا بھی عمر ہی اس کی کیا تھی اس عمر میں تو حورین نے صرف موج و مستی ہی کی تھی۔ تم نے وہی کیا جو تمہیں اس وقت ٹھیک لگا،،، جب امان نے حویلی کو خیر باد کہا تو وہ زینہ کو اپنے ساتھ ہی لے کر جانا چاہتا تھا پر زینہ کا اس پر سے اعتبار ختم ہو گیا تھا اس لیے اس نے اپنے ماں باپ کو اس پر ترجیحی دی جس سے امان اور بدظن ہوتا اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ آپ کو لگتا ہے کہ میں اس کے جانے سے دکھی ہوں تو آپ غط سوچ رہی ہیں،،، حورین کو کچھ باتیں داد و اور ایان سے معلوم ہوئی باقی زینہ کے آنے پر حورین کی بڑی بہنوں والی شفقت کی وجہ سے اس پر زینہ کھولتی چلی گئی جسے اکبر شاہ شاہ ولایہ کہہ کر لے آئے کہ وہ ان کے امان کی بیوی اور اس کے پیچھے ان کی ذمہ داری ہے۔ تو پھر رر۔۔۔ اپنے استعمال کیے جانے کا غم ہے یہ۔۔۔ کیسے وہ مجھے نظریہ ضرورت کے تحت استعمال کرتا رہا اور میں نے اسے روکنے تک کی کوشش نہیں کی،،، زینہ حورین کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رودی یہی غم تو

اسے اندر ہی اندر گھلائے جا رہا تھا۔ زینبہ تم اس کے نکاح میں تمہیں اس میں اس معصوم کا کوئی قصور نہیں تمہیں شکر کرنا چاہیے کہ یہ تم دونوں کی جائز اولاد ہے،،، اماں اس وقت زینبہ کو چھوڑ کر گیا جب اسے اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی زینبہ جو پریشانی کے معاملے سے سراسر انجان تھی صرف اور صرف اپنے غصے کی وجہ سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا پر اماں نے مڑ کے کبھی خبر نالے کر ثابت کر دیا کہ وہ مرد ہے عورت کے مقابلے میں خود کو صحیح اور مضبوط سمجھنے والا مرد۔۔۔ آپ کو پتا ہے آپی مجھے اس سب میں اماں قصور وار نہیں لگتا جانتی ہیں کیوں؟؟،،، زینبہ اپنی نم آنکھوں کو صاف کرتی خود کو مضبوط ظاہر کرنے لگی۔ غلطی اس کی نہیں سراسر میری بلکہ مجھ جیسی تمام بے وقوف لڑکیوں کی ہوتی ہے جو کسی لڑکے کے اظہار کے بعد اس سے باتیں کرنا، منگنی کے بعد اس سے ملنا اور نکاح کے بعد اسے اپنے قریب آنے کو حق پر سمجھتی ہیں۔۔۔۔ ان لڑکیوں کا انجام بھی وہی ہوتا ہے جو آج میرا ہو رہا ہے،،، اپنے ماں باپ کے رویے اور خوندان والوں کی باتوں نے زینبہ کو وقت سے پہلے بہت بڑا کر دیا تھا بعض اوقات اس کی باتیں حورین کو حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی سے دوچار کرتی کہ اس میں ابھی اتنی ہمت باقی تھی کہ وہ اپنے اور اپنے بچے کے لیے لڑ سکتی تھی۔ بہت اچھا ہوا جو پریشانی آپی کا بچہ مر گیا نہیں تو لوگ انہیں تیز دھار آری جیسی نظروں اور پتھر

جیسے لفظوں سے مار دیتے،،، ایان جوان دونوں کو بلانے آیا تھا مگر ان کی باتیں کو سنتا اپنے بھائی پر صرف افسوس ہی کر سکا -

\*\*\*\*\*

علی اٹھے یہاں سے بیڈ پہ جا کر لیٹے یہاں کہاں لیٹ گئے ہو،،، علی نے منال کو جائے نماز پہ بیٹھے دعا مانگتے دیکھا تو اس کی گود میں سر رکھے وہی ہی لیٹ گیا۔ پتا نہیں اور کتنا کچھ رہ گیا ہے مانگنے کے لیے جو آپ کی دعا 10 منٹ سے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی،،، علی بغیر اٹھے سر اسر غلط بیانی کرتا منال کے ٹھنڈے ہاتھوں کو اپنے آنکھوں پہ رکھتا سکون سے مسکرایا - بری بات ہے علی ایسے نہیں کہتے،،، منال ایک ہاتھ سے اس کے بالوں کو سہلاتی اس کے تھکے تھکے چہرے کو دیکھنے لگی۔ یار تو تم مانگنا دعا میں تمہیں کیا بول رہا ہوں میں بس سکون سے لیٹا ہوں،،، فلحال علی کا اٹھنے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔ میں نے مانگ لیا جو مانگنا تھا اٹھے اب،،، منال علی کو گد گد اتی فوراً سے جائے نماز لپیٹ گئی۔ تم نے دعا میں بیٹا مانگا یا بیٹی،،، علی منال کے گرد گھیرا تنگ کرتا مزے سے بولا - علیسی... انسان بن جائیں... ایسی کوئی دعا نہیں کی میں نے،،، منال ایک دم سے جھپک گئی۔ یار مجھے بیٹی چاہیے چلو فوراً سے دعا کرو،،، علی منال کے کمر سے

ہاتھ ہٹاتا دعا کی شکل میں اس کے ہاتھوں کی کوئی بنانا آواز سے دعا مانگنے لگا۔ آپ جو چوبیس گھنٹے دعا مانگتے ہیں اور ساتھ رافع کو بھی لگاتے ہیں وہ کم ہے کیا،، منال علی کی آج کل کی حرکتوں کا ذکر کرتی ساتھ ساتھ چیزیں بھی سمیٹ رہی تھی جو علی ساتھ ساتھ بگاڑے جارہا تھا۔ یار اللہ تعالیٰ ہماری سن نہیں رہا تا تم کو شش کرو ہو سکتا ہے سن لے،، علی منال کے ہاتھ سے بیڈ شیٹ چھینتا اپنی بات پہ بضد تھا۔ اوقف علی آپ کا بھی کوئی حال نہیں،، جب تک منال نے علی کے سامنے اس کی مطلب کی دعا نہیں مانگی علی اس کے سر سے ٹلا نہیں۔ آپ گئے تھے فرغام کی طرف بات ہوئی پری سے،، منال کافی دیر سے اسی انتظار میں تھی کہ علی اسے خود ہی کچھ بتائے گا پھر جب اس نے کوئی بات ناکی تو منال کو خود ہی پوچھنا پڑا۔ پری سے کیا بات کرتا فرغام ہی راضی نہیں ہوا،، علی کو فرغام پہ بہت غصہ تھا جو پری سے شاہ میر کے متعلق بات کرنے پر آفس میں ہی علی پہ شروع ہو گیا تھا تا تو اس نے آفس ورکر کا احساس کیا اور نا ہی اپنے دوستوں کا۔ پریہ سب علی منال کو نہیں بتانا چاہتا تھا اس لیے بات کو گول کر گیا۔ علی چار مہینے ہو گئے ہیں شاہ میر بھائی کو اس اذیت میں چار ماہ سے حور مننتے کر رہی ہے اپنے بھائی کی معافی کی... فرغام کیوں پاگل ہو رہا ہے کم از کم پری سے بات تو کرنے دے ہو سکتا ہے کچھ حل نکل آئے،، منال تو فرغام کی حرکتیں سن سن کر ہی پریشان ہوتی رہتی

تھی جس نے اپنے گھر شاہِ ولا کے افراد کو آنے پر پابندی لگادی تھی بلکہ دوستوں کو بھی ان سے میل جول سے سختی سے منع کر دیا تھا۔ مجھے تو خود سمجھ نہیں آتی ابھی اور کتنا کچھ سہنا پڑے گا ہم سب کو،،، علی فرغام کا غصہ کھانے پہ نکالتا پڑے سائیڈ پہ کرتا گھر سے ہی باہر چلا گیا۔

\*\*\*\*\*

سرایان صاحب آئیں ہیں آپ سے ملنے،،، جیسے ہی دانیال میٹنگ روم سے باہر نکلا بابر نے سب سے پہلے اسے ایان کی آمد سے مطلع کیا۔ بھو۔۔۔ ایان کیا ہوا ہے تو اتنا پریشان کیوں لگ رہا ہے،،، دانیال جو ایان کا سنتے ساتھ ہی خوشی سے باہر کی طرف مڑا تھا ایان کو پریشانی سے اپنی طرف آتا دیکھ کر فکر مند ہوا۔ بھو چلیں میرے ساتھ،،، ایان دانیال کا ہاتھ پکڑے باہر کی طرف کھینچنے لگا۔ پر کہاں،،، بابر جو ایان کے جواب سے پہلے ہی باخبر تھا دانیال کے دیکھنے پر نظریں چرا گیا۔ ہو اسپتال شاہ میر بھائی سے ملنے،،، ایان کا جواب دانیال کے لیے غیر متوقع تھا شاہ میر کے ایکسیڈنٹ کے بعد سے دانیال اور ایان کے بیچ شاہ میر کا کبھی ذکر نہیں ہوا دانیال کے ایک بار منع کرنے کے بعد سے ایان نے کبھی اس کے سامنے شاہ میر کا نام تک نہیں لیا تھا تو پھر آج وہ کس

امید پہ اسے لینے آیا تھا۔ میں اس نام کے کسی شخص کو نہیں جانتا واپس چلے جاؤ  
ایان،،، دانیال کو خود پہ ضبط کرنا مشکل لگا۔ بھیوبھائی کی حالت ٹھیک نہیں ہے پلیز آپ  
چلیں ہو سکتا ہے وہ آپ کی آواز سن کر کچھ ریسپونس دیں،،، شاہ میر کی حالت دن بدن  
بگڑ رہی تھی کچھ ڈاکٹرز نے تو اسے ڈیڈ ڈیکلیر کر دیا تھا جو صرف وہ نیشنلیٹی کے ذریعے  
زندہ تھا انکی رائے تھی کہ وہ اپنا وقت اور پیسہ ضائع کر رہے ہیں۔ اس جیسا انسان یہی  
ڈیزر و کرتا ہے مرنے دو اسے،،، دانیال کے الفاظ ایان کے ساتھ ساتھ بابر کو بھی ہلا کر  
رکھ گئے کافی دیر تک تو ایان کچھ بول ہی ناپایا۔ مسٹر دانیال شاہ میں بھول گیا تھا آپ کی  
رگوں میں کس انسان کا خون دوڑتا ہے،،، ایان کے منہ سے الفاظ نہیں شعلے نکل رہے  
تھے جن کی تپش نے دانیال کے وجود کو منٹوں میں خاک کر دیا تھا۔ ایان سنن۔۔۔ نکلے تو  
آپ بھی اپنے باپ کی طرح مطلبی، موقع پرست ہی نا،،، ایان جو کبھی اپنے بھائیوں کے  
سامنے تیز لہجے میں نہیں بولا تھا آج لوگوں کی موجودگی اور دانیال شاہ کی کمائی ہوئی  
عزت کو مٹی میں ملانے کے در پر تھا۔ چٹا خنچ۔۔۔ بکو اس بند کرو اپنی،،، دانیال پہ در پہ  
ایان کو تھپڑ لگاتا گیا اگر بابر اسے ناپکڑتا تو وہ ایان کا حشر بگاڑ کر رکھ دیتا۔ میرے بھائی کی  
سانسیں جتنی ہوں گی وہ اتنا ہی جیے گا پر یہ بات یاد رکھیے گا مسٹر دانیال شاہ آج کے بعد  
میرا اور شاہ میر بھائی کا آپ دونوں سے کوئی تعلق نہیں،،، ایان کو دانیال کی مار سے

زیادہ شاہ میر کے لیے بولے جانے والے جملے نے تکلیف پہنچائی تھی۔ ایان صاحب  
 باتت۔۔۔ شاہ میر بھائی تو آپ کے لیے مرچکے تھے سوچ لیجیے گا میں بھی ان کے ساتھ  
 مر گیا،،، بابر جو اسٹاف کوچہ میگیں کرتا دیکھ ایان اور دانیال کو کین میں لے جانے کی  
 کوشش میں تھا ایان کو غصے میں بھرا دیکھ اسے روکنے لگا جو سب کچھ ختم کرنے کے درپر  
 تھا۔ ایان۔۔۔،،، دانیال ایان کی باتوں کو سمجھتا اس کے پیچھے بھاگا پر مسلسل ٹینشن اور  
 کمزوری نے اسے اپنے قدموں پہ کھڑا ہونے دیا اور وہ ایان کی نظروں کے ساتھ  
 ساتھ زمین پہ بھی گرتا چلا گیا۔



سر آغا گروپ سے ڈیلر آیا ہے مال کی ڈیلیوری کے لیے،،، مینجر نے اندر آتے ساتھ ہی  
 فرغام کو پیغام دیا جو علی اور ہمایوں کے ساتھ پریزنٹیشن کے متعلق ڈسکس کر رہا تھا۔  
 ایسا کروتم ہمایوں سر کے ساتھ ایک بار جا کے فیکٹری مال پھر سے ریچیک کر لو کوئی  
 گڑ بڑ نا ہو پہلی بار ہمیں اتنا بڑا کنٹریکٹ ملا ہے سب پر فیکٹ ہونا چاہیے،،، فرغام کے کہتے  
 ہی ہمایوں اور مینجر آفس سے چلے گئے۔ کیا مسلہ ہے علی کوئی بات ہے تو کراس طرح  
 کیوں گھورے جا رہا ہے،،، علی کا بنا کچھ بولے مسلسل خود کو دیکھے جانا فرغام کو

جھنجھلانے پر مجبور کر گیا۔ تو نے یہ ڈیل کیوں کی فرغام،،، جو بات علی کے دماغ میں کافی دن سے گھوم رہی تھی بلاخر اسکی زبان پہ آئی گئی۔ کیا مطلب ہے تیرا اس بات سے کیوں کی۔۔۔ آفر اچھی لگی تو کر لی،،، فرغام تھوڑا سا گڑ بڑایا مگر جلد ہی خود پہ قابو پاتے نارمل ہو گیا۔ آغا شاہ گروپ آف انڈرسٹری کا ڈیلر ہے اور وہ بھی بہت پرانا۔۔۔ تو جانتا تھا نا اس کے باوجود تو نے اسے توڑا،،، علی نے تیز لہجے میں کہتے فرغام کی آنکھوں میں دیکھا جو اس سے نظریں چرا رہا تھا۔ علی شاہ فیکٹریاں بند پڑی ہیں آغا کو مال چاہیے تھا وہ میں نے دے دیا تو اس میں کون سی توڑنے والی بات ہوئی،،، فرغام کو اپنی پوزیشن کلیئر کرنا مشکل لگا۔ ساری نہیں کچھ فیکٹریاں ابھی بھی کام کر رہی ہیں دیر سویر مال آغا ان سے لے ہی لیتا اگر تو جلدی کی آفر نا کرتا،،، علی کو یہ ساری معلومات حورین سے ملیں تھیں کیوں کہ شاہ میر کے بعد وہ اور داد الہی شاہ گروپ کو آسمان سے زمین پہ آنے سے بچانے کی اپنی سی ناکان کوششوں میں تھے۔ علی تو غلط سمجھ رہا ہے اچھا دھر بیٹھ میری بات سن،،، فرغام کو حیرت کا جھٹکا لگا آخر علی کے کانوں تک یہ بات کیسے پہنچی اس نے تو آغا گروپ کے مینیجر کو سختی سے منع کیا تھا۔ فرغام میرے آفس کی ڈیوٹی آف ہو گئی ہے اگر ایکسٹر اکام ہے تو بتا دو میں رک جاتا ہوں،،، علی کو حقیقی دکھ ہو ان چاروں دوستوں نے اپنے کاروبار کی بنیاد تو ترقی کی سوچ پر رکھی تھی پر اب لگ رہا تھا کہ فرغام

صرف شاہ گروپ کو برباد کرنے کی جستجو میں تھا۔ تو پاگل ہو گیا ہے جو یہ بکو اس کر رہا ہے،،، علی کو آفس سے جاتا دیکھ فرغام اسے روکتا غصے سے برس پڑا۔ بات تو سن جا کہاں رہا ہے،،، علی کچھ بھی بولے بنا اس کا ہاتھ جھٹک گیا۔ ہو سپٹل جا رہا ہوں شاہ میر بھائی سے ملنے،،، علی فرغام کی آنکھوں میں دیکھتا اپنے لفظوں کو چبا کر بولا۔ ہممم شاہ میر بھائی۔۔۔ کہہ دینے سے کوئی بھائی نہیں بن جاتا علی،،، علی کا شاہ میر کو بھائی بولانا فرغام کو تپا گیا۔ تو صحیح کہہ رہا ہے کہنے سے کوئی بھائی نہیں بن جاتا،،، علی اسی کے لفظ لوٹاتا اس پر بہت کچھ جتلا گیا -



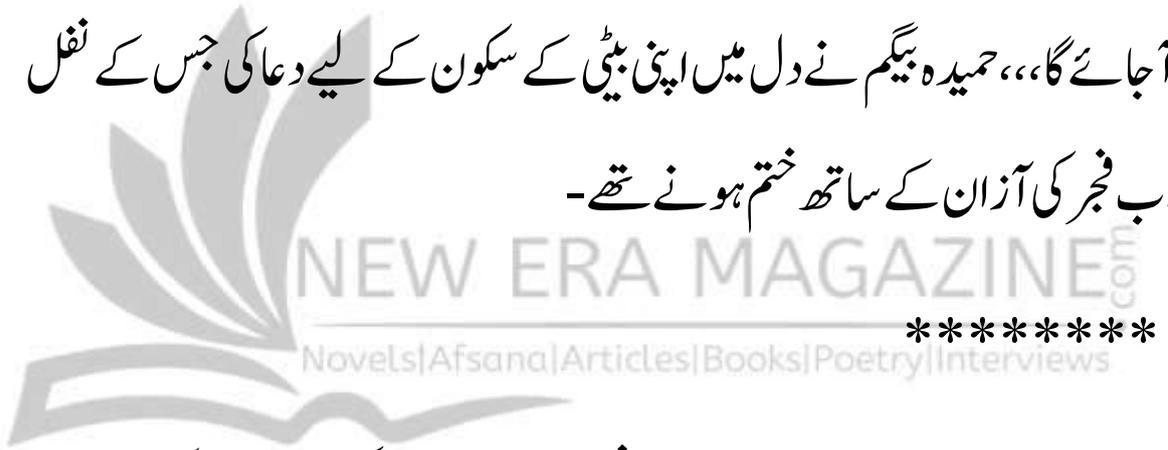
یہ اس حویلی سے کہیں نہیں جائیں گے،،، بہت دور سے کسی کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ اسی حویلی میں رہے گے یہی سڑے گے،،، آہستہ آہستہ آواز کے ساتھ چہرا بھی ذہن کے پردوں پہ واضح ہوتا گیا۔ نہیں امان ایسا نہیں کہہ وہ تیرا میرو ہے،،، دادو کی کپکپاتی ہوئی آواز اور لرزتے ہوئے جڑے ہاتھ اس کے بے جان ہاتھوں میں حرکت پیدا کرنے لگے۔ لعنت بھیجتا ہوں میں ایسے بھائی پر اس حویلی اور اس سرداری پر،،، بہت سے قیمتی آنسو آنکھوں کے ذریعے اس کی کنپٹی میں جذب ہو گئے۔ میں آج

اور ابھی یہ حویلی چھوڑ کر جا رہا ہوں،،، کسی کے قدموں کی چاپ اسے اپنے دل پر بھاری  
 سل کی طرح محسوس ہوئی جس کے درد کو برداشت کرتا وہ اپنی لڑکھڑاتی زبان کو  
 حرکت دینے کی کوشش کرنے لگا۔ نہیں۔۔۔ نہیں امان مت جا  
 نہیں من۔۔۔،،، اتنے ٹائم سے بستر سے پہ پڑے اپنے ناکارا جسم کو حرکت دینے کی  
 کوشش میں وہ بستر سے لڑکتا سر جیکل ٹولز پر گرتا خود کو زخمی کر گیا۔

\*\*\*\*\*

شاہسہ۔۔۔ کیا ہوا پری خواب میں ڈر گئی ہو کیا،،، پریشے کی چیخ نے ساتھ لیٹی حمیدہ بیگم  
 کو بھی ڈرا دیا۔ ہاں امی بہت ڈرنا خواب تھا،،، شاہ میر کو ہو اسپتال پہنچنے میں بہت دیر  
 ہو گئی تھی نا صرف پریشے سے اس کا بچہ دور ہو بلکہ پریشے کی اپنی جان بھی خطرے میں  
 پڑ گئی ڈاکٹرز کی جان توڑ کوششوں اور سب سے بڑا کردعاؤں کے حصار نے پریشے کی  
 مشکل آسان کی اور وہ اللہ کے حکم سے زندگی کی طرف لوٹی۔ اللہ تمہارے حق میں بہتر  
 کرے،،، حمیدہ بیگم جب بھی اپنی اس بیٹی کو دیکھتی تو ان کا دل غم سے پھٹنے کو ہو جاتا  
 جسے انھوں نے موت کے منہ میں جاتے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اسی بیٹی کا غم انھیں  
 نیم پاگل کر گیا تھا اور اسی بیٹی کی بے رونق آنکھیں اور سیسکتا وجود انھیں اپنی حواسوں

میں لے آیا تھا۔ ہممم۔۔ کہاں جا رہی ہو اب،،، پریشے جب سے واپس آئی تھی حمیدہ بیگم اس کا سایہ بن گئی تھی وجہ اس کا پھر سے کھوجانا نہیں بلکہ اس کا راتوں کو ڈر جانا اور پھر ساری رات روتے اللہ سے معافی و شکوہ کرتے گزارنا تھا۔ امی میں نماز پڑھ لو آپ سو جائیں،،، پریشے ماں سے نظریں چراتی بستر سے اتر گئی۔ اس وقت کون سی نماز۔۔۔،،، حمیدہ بیگم جان کر انجان بنتی پوچھنے لگیں۔ امی نفل پڑھ لوں دل کو سکون آجائے گا،،، حمیدہ بیگم نے دل میں اپنی بیٹی کے سکون کے لیے دعا کی جس کے نفل اب فجر کی آذان کے ساتھ ختم ہونے تھے۔



آپ سوئی نہیں میں نے کہا تو تھا کہ میں نفل پڑھ کر سو جاؤ گی،،، صبح کی پاکیزہ کرنوں کی روشنی کے ساتھ ہی پریشے اپنے کمرے میں داخل ہوئی مگر اپنی ماں کو اپنے لیے جاگتا دیکھ کر دل میں خود کو کو سے بنانا ہی جس کی وجہ سے اس کی ماں نے بہت سے دکھ برداشت کیے یہاں تک کہ اپنا شوہر اپنا گھر بار اور عزت تک گنوا بیٹھی صرف اور صرف اس کی خاطر جس نے انھیں ہر سکون دینے کا وعدہ کیا تھا پر ہمیشہ دکھوں کا سبب بنی۔ پتا نہیں کیا بات ہے بیٹا اب نیند مانو آنکھوں سے کوسوں دور چلی گئی ہو آنے کا نام ہی نہیں

لیتی،،، حمیدہ بیگم نے پری سے نظرین چرائیں جس کی آنکھیں بے تھاشہ رونے سے سرخی مائل ہو رہی تھیں۔ پر آپ سونے کی کوشش کریں آپ ابھی اتنی بھی ٹھیک نہیں ہوئی کہ راتوں کو جاگیں،،، پریشہ ماں کے اوپر کنبل ڈالتی انھیں سونے کی تلقین کرنے لگی۔ جب میری ساری اولاد راتیں جاگ کر روتے سکتے گزارتی ہے تو یہ ماں کیسے سکون سے سو سکتی ہے بیٹا،،، حمیدہ بیگم کو اپنی اولاد کا دکھ بے چین کیے رکھتا ان کی ایک بھی بیٹی خوش نہیں تھی اپنی زندگی میں۔ امی آپ۔۔۔ نماز سکون دیتی ہے تجھے سکون ملتا ہے ان نمازوں سے پری،،، اور دنوں کی برعکس پریشہ آج کچھ بہتر موڈ میں تھی اس لیے حمیدہ بانو نے اسے سمجھانے کی اپنی سی کوشش کی آخر وہ ماں تھیں نا تو وہ پری کے ساتھ نا انصافی ہونے دے سکتی تھیں اور نا ہی مہر کا گھر برباد کر سکتی تھیں اس لیے انھیں جلد یادیر کوئی نا کوئی تو فیصلہ کرنا ہی تھا نا بھلا کسی کے در پر ساری زندگی کوئی گزار سکتا ہے۔ تیری خاموشی ظاہر کر رہی ہے کہ تو کتنی بے چین ہے،،، شروع شروع میں پری شاہ میر یا اس کے حوالے سے کسی بھی ذکر پر بہت شدید ریکشن دیتی تھی جس کی وجہ سے کسی کی ہمت ہی نا ہوتی اسے سمجھانے کی مگر وقت کے ساتھ اور اپنوں کے رویے اسے بہت کچھ سوچنے پہ مجبور کر گئے۔ جب ہمارے ہاتھوں اللہ کی مخلوق بے چین رہتی ہے نا تو وہ خدا نماز سے بھی سکون نہیں لینے دیتا،،، حمیدہ بانو کے لہجے میں

صاف معافی کی درخواست تھی جسے چاہ کر بھی پری نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔ معاف کر دے پری اسے۔۔۔ بہت تکلیف میں ہے وہ سب سے بڑا درد اپنوں کی بے روخی کا ہے اسے،،، حمیدہ بانو کی آنکھیں ان جانے درد سے بھر گئیں۔ صبح ہی کی بات ہے جب حورین نے ان سے اپنے بھائی کی طرف سے معافی مانگتے اس کے لیے دعا کرنے کو بولا تھا۔ حورین کا رونا اور بار بار معافی مانگنا حمیدہ بانو کا دل دہلا گیا تھا۔ امی میں نے اسے کب کا معاف کر دیا پراگر آپ لوگوں چاہتے ہیں کہ میں اس کے پاس جاؤ تو یہ مجھ سے نہیں ہوگا،،، شاہ میر کی طبیعت کے پیش نظر ڈاکٹر کی رائے تھی کہ جو لوگ ان کے دل کے قریب ہیں وہ زیادہ سے زیادہ وقت ان کے پاس رہ کر انہیں اپنی اور متوجہ کرنے کی کوشش کریں۔ شاہ میر کی زندگی کی خاطر تقریباً سب نے ہی پری کو منانے کی کوشش کی یہاں تک کہ اکبر شاہ خود پریشے سے معافی مانگنے اور اسے منانے آئے پر پری کی ناہاں میں نابدلی۔ ساری تکلیف وہ اذیت جو اس کے ہاتھوں اٹھائی یہاں تک کہ اپنا بچہ میں نے سب معاف کیا اس سے زیادہ میں سہہ نہیں پاؤ گی امی مجھ پہ اتنا بوجھنا ڈالیں،،، پری حمیدہ بانو کی امیدوں پہ پانی پھیرتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

\*\*\*\*\*

امان روک جااا۔۔۔ مجھے چھوڑ کے ناجائز میں نے کچھ نہیں کیا  
 امانن۔۔۔،،، سر جیکلز ٹولز کی بدولت ہاتھ سے بہتے ہوئے خون اور تکلیف کو بھولائے  
 شاہ میر ایک آواز کے پیچھے بھاگ رہا تھا جو درحقیقت اس کے دماغ کا خلل تھا ورنہ  
 ہو سہیل کا کوریڈور تو سارا خالی پڑا تھا۔ داد رو کو وہ جارہا ہے  
 رو کو اسے،،، اندھا دھند بھاگنے کی وجہ سے شاہ میر کا پاؤں سائیڈ پر رکھی سٹیچر کے  
 پائے میں پھنسا اور شاہ میر منہ کے بل چکنے فرش پہ جاگرا۔ داد وہ دیکھو وہ ناراض  
 جارہا ہے روکتے کیوں نہیں،،، شاہ میر میں جب اٹھنے کی سکت نارہی تو وہ اپنے پاس  
 بیٹھنے والے شخص کو بنا دیکھے داد پکارتا سامنے کی طرف اشارہ کرنے لگا جہاں بھاگ  
 کر آتے ڈاکٹرز کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ سردار آپ ٹھیک ہو گئے۔۔۔ آپ یہاں تک  
 کیسے آئے اندر چلیں میں ڈاکٹر کو۔۔۔،،، داد جو میڈیسن لینے باہر گیا تھا شاہ میر کو کمرے  
 میں نادیکھ کر ڈھونڈتا ہوا کوریڈور کی طرف آیا جہاں اکبر شاہ زمین پہ گرے شخص کے  
 پاس بیٹھے رو رہے تھے۔ نہیں ہونا مجھے ٹھیک داد نہیں چاہیے مجھے یہ زندگی،،، داد  
 معاملے کو سمجھتا بھاگ کر ان باپ بیٹے کے پاس آیا اور شاہ میر کو میل نرس کی مدد کے  
 آٹھتا ویلیچر پر بیٹھانے لگا۔ تم نے بھی تو مجھے چھوڑ دیا تھا ناداد۔۔۔ کیوں چلے گئے تھے  
 تم،،، داد الٹی کو اپنے سامنے دیکھ شاہ میر اس کے گلے لگتا چیخ کر رو پڑا کیا کچھ نہیں یاد

آیا تھا اسے۔ تم نے صحیح کہا تھا ناحق ظلم کی سزا بہت بھیانک ہوتی ہے میں بچ نہیں پاؤں گا۔۔ دیکھو ناداد آج میں وہ سزا کاٹ رہا ہوں،،، شاہ میر بے بسی میں اپنے آپ کو پیٹتا خود کو سزا دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے پری کی عزت چھینی تھی میری اپنی ذات مٹی ہو گئی، مجھ سے میرے اپنے دور ہو گئے دانی امان پری سب چلے گئے مجھے چھوڑ کر۔ میرا بچہ اس کے لیے تو میں نے کیا کچھ نہیں سوچا ہوا تھا۔۔ میں خالی دامن رہ گیا داد۔۔ میسی۔۔ سردار۔۔ ڈاکٹر رررر،،، داد جو شاہ میر کے ہاتھ قابو کرنے میں لگا ہوا تھا شاہ میر کو بولتے ہوئے ایک سائیڈ پہ لڑکتا دیکھ کر زور سے چیخا جبکہ اکبر شاہ تو اپنے بیٹے کی پاگلوں والی حالت دیکھ سکتے میں چلے گئے۔

\*\*\*\*\*

عائشہ کیسی ہے اب مہر بخارا تر اس کا،،، مہر کو تین چار دن سے مسلسل ہلکا ہلکا بخار ہو رہا تھا مگر کل سے اس کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی زہنی ٹینشن اور کمزوری نے اسے بالکل ادموا کر دیا تھا۔ ہم نمم زندہ ہیں ابھی تک،،، عائشہ جو پریشے کا شاہ میر سے قطع تعلق کر کے فرغام ہارون کے گھر رہائش اختیار کرنے اور دانیال اور مہر کے رشتے کو سرے سے نظر انداز کرنے پر ناراض تھی مہر کو بیماری کی حالت میں دیکھ

کر تلخ ہو گئی۔ یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا،، پری کو عائشہ کی ناراضگی محسوس تو ہوتی  
 تھی پر کبھی نوبت بد تمیزی تک نہیں آئی تھی۔ آج پہلی بار عائشہ کا انداز دیکھ کر پری کو  
 غصہ آ گیا۔ اور جو آپ اور فرغام بھائی کر رہے ہیں وہ کیا ہے پھر،، عائشہ نے دو ٹوک  
 بات کرنا ضروری سمجھا۔ عائشہ خاموش رہو تم،، پری کو غصے میں عائشہ کی طرف  
 بڑھتا دیکھ حمیدہ بانو عائشہ کو ٹوکنے لگئیں۔ امی آپ اور مہراپیا خاموش ہیں کافی نہیں جو  
 مجھے بھی خاموش کروانا چاہ رہی ہیں،، عائشہ کو ماں سے بھی بہت غلغ تھا جو سب کچھ  
 ہوتا ہوا صرف دیکھ رہی تھیں۔ تمہاری اس سب بکو اس کو کیا سمجھو۔۔۔ زرا احساس  
 نہیں تمہیں میرے دکھ کا،، پریشے کو اپنی اس چھوٹی بہن سے اس رویے کی امید نہیں  
 تھی تبھی روہانسی ہو گئی۔ مجھے لگا تھا کہ غیر لوگوں کا سامنا میرے لیے عذاب سے کم  
 نا ہو گا مگر میری تو اپنی ہی بہن مجھ پہ زندگی تنگ کر رہی ہے تم ایسی تو نہیں تھیں  
 عائشہ،، عائشہ نے تو ہمیشہ ہر اچھے بُرے میں اس کا ساتھ دیا تھا تو پھر آج ایسا  
 کیا ہو گیا جو وہ اس کے ہی خلاف کھڑی تھی۔ جو آپ کے ساتھ ہو اوہ کسی سانحے سے کم  
 نہیں مگر جو اب آپ کر رہی ہیں وہ ہم سب کے لیے کتنا بڑا عذاب لائے گا وہ آپ کو  
 نظر کیوں نہیں آتا،، پری کا رونا سیکنا عائشہ کو بھی رولاتا تھا پر وہ حد سے زیادہ پر یکٹیکل  
 سوچ رکھنے والی لڑکی تھی شاید یہ اس کی فیلڈ کا حصہ تھا جو کسی بھی غم پہ ہر وقت

کے رونے کو وقت کا ضیاع یا انسان کی بے وقوفی گردانتا تھا۔ کبھی اپنے غم سے فرصت ملے تو اپنی بہن پہ بھی نظر ڈال لیجیے گا جس کی زندگی صرف آپ کی وجہ سے بیچ منجھ ہار میں لٹک رہی ہے،، ایک طرف پری تھی جس کے ساتھ وقت و حالات نے بہت بُرا کیا تھا تو دوسری طرف مہر تھی عائشہ کی وہ بہن جو اپنے بہن بھائی تک کو اپنے دل کی بات بتاتے ہچکچاتی تھی بھلا وہ کیسے اپنی محبت کے لیے لڑ سکتی تھی وہ بھی اپنی ہی بہن

۔۔۔

\*\*\*\*\*

شاہ آپ سو تو نہیں رہے،، شاہ میر کو ہو اسپتال سے گھر شفٹ ہوئے ایک ماہ ہو گیا تھا پر اس کی روٹین اول روز سے ایک ہی تھی نا تو وہ اپنے کمرے سے نکلتا اور نا ہی زیادہ کسی سے بات کرنا یا کسی کا اپنے کمرے میں آنا پسند کرتا بس سارا دن کمرے میں پڑا سوچوں میں گم رہتا۔ آؤ حورین،، شاہ میر نے بنا مڑے اسے جواب دیا اتنا تو جان گیا تھا وہ اسے کہ وہ بنا اپنی کہے ٹلنے والی نہیں۔ شاہ میر کی خفگی کے باوجود صرف ایک حورین ہی تھی جو نا صرف وقت بے وقت اس کے کمرے میں آ جاتی بلکہ اسے اپنے ساتھ باتوں میں لگانے کی کوشش کرتی۔ امونے یہ سوپ بھیجا ہے آپ کو بہت پسند آئے گا مو بہت

مزے کا بناتی ہیں آپ پی کر بتائیں،،، شاہ میر اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا لان کے اُس حصے کو دیکھ رہا تھا جہاں پریشے اور شاہ میر نے بیٹھ کر خوشگوار زندگی کی بہت سی قسمیں کھائیں تھیں کبھی ناسا تھ چھوڑنے کا وعدہ ایک دوسرے کو ہمیشہ خوش رکھنے کے وعدے کیے تھے۔ پریشے کی پسندیدگی کو دیکھتے شاہ میر نے وہاں تخت نما جھولا لگوا یا تھا جہاں اب زینہ بیٹھی شاہ میر کا ضبط آزما رہی تھی۔ میرادل نہیں کر رہا،،، شاہ میر سے جب برداشت ناہوا تو کھڑکی کا پردہ برابر کرتا حورین کو بنا دیکھے انکار کرنے لگا۔ شاہ آپ دل کو ایک سائید پر رکھ لیں کچھ دیر کے لیے اور اسے ٹیسٹ کریں،،، حورین شاہ میر کو لائبریری میں جاتا دیکھ فوراً اُس کے سامنے آتی اسے روکنے پر مجبور کر گئی۔ یہ چھوٹی سی لائبریری بھی شاہ میر نے بعد میں بنوائی تھی اکثر رات میں پریشے اپنی سوچوں سے پیچھا چھڑانے کی غرض سے کتابوں کا مطالعہ کرنے لائبریری میں رات بھر بیٹھی رہتی جو کہ سکون کی وجہ سے گھر کے پچھلی اور بنی ہوئی تھی اس کے اکیلے پن کی وجہ سے شاہ میر نے اپنے کمرے کے برابر میں لائبریری بنوا کر پرانی کو بند کروا دیا تھا جس کا ایک دروازہ اس کے کمرے میں کھلتا تھا۔ شروع میں پری خفگی کی طور پہ یا تو کتابیں اپنے کمرے میں لے جاتی یا پھر شاہ میر کے بیڈ روم کے دروازے کو بند کر کے پڑھتی جس پہ اکثر شاہ میر اسے تنگ کرنے کی غرض سے اسے بار بار ڈسٹرب

کرتا اور ان کی خوب زبانی کلامی جنگ چھڑی رہتی۔ داد حورین بی بی کو شوپنگ پر لے جاؤ  
 انھیں نئے پکڑوں کی بہت ضرورت ہے میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں،،، حورین  
 نے جان کر پری کے کمرے سے اس کے کپڑے نکال کر پہنے تاکہ شاہ میر کی خاموشی  
 کو توڑ سکے پر شاہ میر کے اتنے تحمل سے کہنے پر اسے اپنا پلین ناکام ہوتا ہوا لگا جبکہ داد  
 جو ابھی ابھی کمرے میں آیا تھا اور حورین کے پلین سے واقف تھا حورین کو باہر آنے کا  
 اشارہ کرتا نکل گیا۔ پر شاہ میر۔۔۔ حورین آج کے بعد مجھے شاہ میر مت پکارنا،،، جب حورین  
 بعض نا آئی تو شاہ میر کو اسے ٹوکنا پڑا بچہ نہیں تھا وہ جوان سب کی باتوں اور حرکتوں کو  
 سمجھنا پاتا۔ سوری آپ کو بُرا لگا،،، شاہ میر کے تیز لہجے نے حورین کو تھوڑی سی دیر کے  
 لیے خوفزدہ کیا پر وہ فوراً سے نارمل ہو گئی۔ میں میرا کہنا چاہتی تھی پر۔۔۔،،، اب کی  
 بار حورین ڈاریکٹ امان کی ذات کا حوالا دیتے جان کر خاموش ہو گئی شاید وہ اپنی بڑھاس  
 نکالے اس پر۔ میرا کہنے والے کے علاوہ بھی دو لوگ مجھے بیچرستے میں چھوڑ چکے ہیں  
 ان کی یاد میرے لیے زیادہ تکلیف دہ ہے جو تمہارے شاہ بلانے سے آتی ہے،،، امان کا  
 ہلکہ سا تزکرہ بھی شاہ میر کی آنکھیں نم کر دیتا تھا ابھی بھی وہ حورین کی بات سنتا اپنا رخ  
 موڑ گیا اپنی ذات کا اتنا سا بھرم رہ جانا سے ضروری لگا۔

مہر۔۔۔ یار کہاں ہو تم،،، دانیال کی جھنجھلاتی آواز نے مہر کے لبوں پہ مسکرائٹ بکھیر دی۔ تو بے ہے دانیال آپ ایک منٹ میں شور مچا کر رکھ دیتے ہیں۔ ابھی تو بتا کے آئی تھی آپ کو،،، مہر کو دانیال کی اس عادت سے بہت چڑ تھی دانیال کے گھر آنے کے بعد وہ زرا جو اس کی نظروں سے ادھر ادھر ہوئی اور اس نے آوازیں لگانا شروع کر دیں۔ مسز آپ مجھے آدھے گھنٹے پہلے بول کر آئی تھیں کہ امان اور ایان کو اٹھانے جا رہی ہوں غالباً آپ ابھی بھی وہی کر رہی ہیں،،، دانیال مہر کو کچن میں کام میں مصروف دیکھ کر جتلاتے ہوئے بولا۔ وہہ۔۔۔ امان کا دل کر رہا تھا بل والے پراٹھے کھانے کو تو۔۔۔،،، مہر کو کچھ سمجھ ہی نا آئی کہ کیسے دانیال کا بگڑتا موڈ ٹھیک کرے۔ کبھی ہماری بھی فرمائش پوری کر دیا کریں،،، مہر کو گڑ بڑاتا دیکھ دانیال اسے بازوؤں میں قید کرتا اس کے نم بالوں میں منہ دیے کھڑا ہو گیا جس میں سے تازہ شیمپو کی بھیننی بھیننی خوشبو اس کے حواسوں پہ چھا رہی تھی۔ دانیال ہٹے پراٹھا خراب ہو جائے گا،،، مہر ایک ہاتھ سے دانیال کو پیچھے کرتی دوسرے سے توے پہ ڈلے پراٹھے کو سمجھانے لگی۔ پراٹھے کی اتنی پرواہ ہے اسے تو میں۔۔۔ آآ۔۔۔ دانیال،،، مہر کے اتنا کہنے کی دیر تھی دانیال نے مہر کا دوسرا ہاتھ پکڑنے کے لیے جیسے ہی تیزی سے مہر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہا اسی وقت مہر نے اپنا ہاتھ بنا دانیال کے ہاتھ کو دیکھے پیچھے کیے جس کے نتیجے میں دانیال کا

ہاتھ گرم توے سے جا ٹکرایا اور دانیال کے ساتھ مہر کی بھی چیخ نکل پڑی۔ آپیا کیا ہوا،،، عائشہ جو مہر کو اس کی دوائی دینے آئی تھی ایک دم سے اس کی چیخ پہ ڈر گئی۔ وہ دانیلی۔۔۔ کچھ نہیں بس ویسے ہی،،، مہر جو اپنی یادوں کے زیرِ اثر تھیکچھ کہتے کہتے رک گئی۔ مان کیوں نہیں لیتی آپ کہ دانیال بھائی کے بارے میں سوچ رہی تھیں،،، عائشہ جو ابھی تھوڑی دیر پہلے پری سے لڑنے کی وجہ سے غمگین تھی مہر کو دیکھ کر نئے سرے سے پریشے سے ناراض ہو گئی۔ آپیا کم از کم آپ بجو سے بات تو کریں اتنی آسانی سے اپنی زندگی برباد ہونے دیں گئی،،، عائشہ نے ہر روز کا کہا جانے والا اپنا جملہ دوہرا یا۔ تم ہی بتاؤ عائشہ میں آپی سے کیسے کہوں ان کے ساتھ جو ہوا وہ۔۔۔ اس میں دانیال بھائی کا کوئی قصور نہیں تھا،،، مہر ہر بار کی طرح آج خاموش نارہی بلکہ اپنے ہاتھوں کو مسلٹی کشمکش کا شکار نظر آئی۔ آپ تو دانیال بھائی سے بہت پیار کرتی تھیں نا پھر ایسا کیسے کر سکتی ہیں آپ،،، مہر کو بات کرنے پر آمادہ دیکھ عائشہ اسے دانیال کا پیار یاد دلاتی اس کی ہمت بڑھانے لگی۔ وہ بھی تو مجھے بھول گئے ہیں اتنے مہینے ہو گئے انھوں نے ایک بار بھی پلٹ کر خبر لی وہ تو مجھے مجھ سے بہتر جانتے تھے نا عائشہ کہ میں کتنی بے وقوف ہو پھر بھی مجھے دوسروں کے در پہ پڑے رہنے دیا،،، ہر وقت مہر کے دماغ میں ایک یہی سوچ رہتی تھی کہ اس نے دانیال سے لڑائی کر کے غلط کیا پھر بھی وہ خود سے اس کے پاس جانے کے

بجائے دانیال کا ہی انتظار کرتی روزرات کو اس کی تصویر سے غلغ کرتے ہوئے سو جاتی۔  
 ایسا آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں انھیں آپ کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا آپ  
 جائیں اور ان سے خوب لڑیں،،، عائشہ بات کو مزاق میں لیتی مہر کو آئیڈیے دینے لگی۔  
 پر میں کیسے۔۔۔ آپیا بعض اوقات خود کے لیے لڑنا پڑتا ہے آپکا ان سے نکاح ہوا ہے  
 کوئی مزاق نہیں جسے آسانی سے نظر انداز کر دیا جائے،،، عائشہ مہر کو سمجھاتی آخری کا  
 جملہ اندر آتی پریشے کو دیکھ کر زور آواز سے بولی۔ آپی آئیں نا اندر آپ رک کیوں  
 گئیں،،، دانیال کو موزوں بحث دیکھ پریشے اپنی جگہ پہ ہی روک گئی عائشہ کی بات اسے  
 بہت کچھ جتلا گئی۔ کیسی طبعیت ہے تمہاری،،، عائشہ کو نظر انداز کرتی پری مہر کے سر کو  
 چھوٹی اس کا بخار چیک کرنے لگی۔ بہتر ہوں آپ کو کوئی۔۔۔ آپیا میں چلتی  
 ہوں،،، عائشہ مہر کی بات کا ٹٹی اپنی چادر اور پرس اٹھاتی باہر نکلنے لگی۔ تم کہیں باہر جا رہی  
 ہوں،،، پری جو انجان بن رہی تھی اس کو شام کے ٹائم باہر جانے کے لیے تیار دیکھ اس  
 سے پوچھے بنا نارہ سکی۔ ہممم،،، عائشہ نے صرف ہممم پر ہی اکتفا کیا۔ آج تو سنڈے ہے تم  
 جا کہاں رہی ہوں وہ بھی اکیلی،،، جب پری کی تسلی نا ہوئی تو وہ اس سے سیدھی طرح  
 پوچھنے کھڑی ہو گئی۔ آپیا میں شاہ ولا جا رہی ہوں،،، عائشہ دیکھ پریشے کو رہی تھی پر  
 جواب اس نے مہر کو دیا اور مڑ گئی۔ آپ فکر مت کریں ایان کے ساتھ جاؤ گئی کافی دن

ہو گئے شاہ میر بھائی سے ملی نہیں،،، عائشہ جو کہتے ساتھ ہی تیزی سے مڑی تھی کچھ یاد آنے پر دروازے پہ روکتی خصوصاً پریشے کو آگاہ کرتی شاہ میر بھائی پہ زور دے کر بولی۔ بھائی ٹھیک ہیں؟؟؟،،، مہر نے پریشے سے نظریں چراتے آہستہ آواز میں عائشہ سے پوچھتا کہ پریشے کو آواز ناجائز ہے پر یہ ناممکن تھا ایک ہی کمرے میں نزدیک کھڑے ہوئے شخص سے کیسے کوئی بات چھپ سکتی تھی۔ لوگوں کی تو پوری پوری کوشش تھی کہ وہ مر جائیں پر پھر بھی بچ گئے،،، عائشہ پریشے پر ہر طرح کی چوٹ مارتی باہر نکل گئی جانتی تھی کہ وہ اس ٹائم ایک پتھر سے زیادہ سخت بنی ہوئی ہے جس کو چوٹ مار کر ہی اس کی اصل شکل میں ڈھالا جاسکتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

ایسا کب تک چلے گا شاہ میر،،، ڈاکٹر ارحم جو حورین سے ساری معلومات لے کر شاہ میر سے لڑنے اس کے کمرے میں آیا تھا پر اس کو مایوسی میں گھیرا اندھیرے میں بیٹھا دیکھ غصہ بھولائے افسوس میں گھیر گیا۔ میں روز آتا ہوں اس امید پہ کہ تو پہلے سے بہتر ہوگا اور ہر بار تجھے تاریکیوں میں ڈوبادیکھ کر افسردہ ہو جاتا ہوں۔ ایسا کب تک چلے گا میرے دوست،،، ارحم را کینگ چیر کو تھامے اس کی گود میں رکھی اُن چاروں بھائیوں کی





سے روک نہیں پائے تھے ان کے مطابق ان کو ہوش میں آنے کے لیے کتنا وقت درکار تھا یہ کنفرم کوئی نہیں بتا سکتا تھا۔ ابھی تو آپ بہت کچھ دیکھیں۔۔۔ اوو میرا مطلب ہے سنے گئی جیسے کہ میری اور فرغام کی شادی، ہمارے پیارے پیارے بچوں کی آوازیں اور۔۔۔ مشال تم یہاں،،، پریشے جو ملازمہ سے مشال کے آنے کی خبر سن کر اس کو ڈھونڈتی آنٹی کے کمرے میں آئی تھی اس کے آخری جملے ہی صرف سن پائی۔ تم کب آئیں پتا ہی نہیں چلا،،، درحقیقت پری کو مشال کا آئے دن الاحمرولا آنا بہت بُرا لگتا تھا اس پہ اس کی حرکتیں بے دھڑک فرغام کے کمرے میں گھس جانا گھر کے بہت سے معاملات میں اپنی چلانا یہاں تک کہ اس نے ہارون ملک سے دو ملازموں کی سفارش کر کے انھیں الاحمرولا میں نوکری بھی دلوادی تھی جو اصل میں اس کے خبری تھے۔ پر پریشے اس معاملے میں بے بس تھی سب کچھ دیکھ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ میں تو جہاں بھی جاتی ہوں سب کو پتا ہوتا ہے تم اپنی کہو،،، پری اب پہلے والی پری نہیں تھی بہت سی چینجنگ آگئی تھیں اس میں اب وہ ہر ایک کو جواب دینے سے ڈرتی تھی تبھی تو مشال اس کے منہ کو آرہی تھی۔ ویسے کب تک یہاں ڈھیرا ڈالنے کا ارادہ ہے تمہارا کسی کے احسان کا اتنا بھی فائدہ نہیں اٹھاتے کہ وہ دوبارہ احسان کرتے ہوئے سو بار سوچے،،، مشال اپنے اندر کی ساری کرواہٹ نکالنے لگی اب تو اس کو موقع ملا تھا

پری کو دبانے کا اُسے وہ کیسے ہاتھ سے جانے دیتی۔ تمہیں کیا تکلیف ہے میں یہاں رہوں یا جاؤ اور تم کون ہوتی ہو یہ سب کہنے والی،،، پری میں اس سے زیادہ سننے کی برداشت نہیں تھی تڑاخ کر بولی پر اس لہجے میں طنطنہ مفقود تھا بلکہ ہلکی سی کپکپائٹ موجود تھی۔ میں کون ہوں اس کا تو تمہیں جلد ہی پتا لگ جائے گا رہی بات تکلیف کی تو یقیناً جانو تم تینوں دوستیں میرے علاوہ فاخرہ آنٹی کو بھی بالکل پسند نہیں

ہوں،،، مشال نے فاخرہ کی ناپسندیدگی کا حوالہ دیا جو کسی ٹائم میں فاخرہ ملک کو منال کے

علاوہ ان دونوں سے تھی۔ کچھ ان بے چاری کا ہی خیال کر لو ہو سکتا ہے تمہاری

موجودگی انھی اندر ہی اندر کھا رہی ہو،،، مشال کی باتیں پری کو وحشت زدہ کرنے

لگتیں اگر واقعی کسی روز فاخرہ آنٹی حوش میں آتی فرغام کو ان سب کو نکالنے کا کہ دیں تو

وہ اپنی بہنوں، بھائی اور ماں کو لے کر کہاں جائے گی۔ آخر ان کا جوان بیٹا ہے اور تم

بھیبی۔۔۔ چٹا خنخن،،، اس سے پہلے مشال اور کوئی بکو اس کر کے پری کو مزید حراس

کرتی کس کے پڑنے والے تھپڑ نے مشال کے ساتھ ساتھ پری کو بھی ہلا کر رکھ

دیا۔ مشال کو مارنے کی ہمت کسی اور نے نہیں حورین نے کی تھی جو آج پری کو اپنے

بھائی کے حق میں کرنے کے ارادے سے آئی تھی پر مشال کی بکو اس سن کر طیش میں

آگئی۔ تمہاری ہمت بھیبی۔۔۔ چٹا خنخن تمہاری ہمت کیسے ہوئی پری سے ایسی بکو اس

کرنے کی،،، حورین کے ساتھ ساتھ منال نے بھی مشال کے چہرے پر اپنے ہاتھ صاف کیے۔ حورین تو شدتِ جذبات سے کچھ بول ہی ناپائی تھی اس لیے منال کو اس کی ڈھال بننا پڑا جس طرح وہ شروع سے بنتی آئی تھی۔ ہو کون تم اپنی اوقات میں ہی رہو تو بہتر ہے تمہارے لیے،،، منال مشال سے اسی کی زبان میں جواب دیتے بولی اور دھکے سے اسے پری سے دور کیا۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں تم تینوں کو اتنی آسانی سے چھوڑ دوں گی،،، مشال کو اس وقت اُن تینوں سے اپنی جان چھڑانا مشکل لگ رہی تھی جو لگتا تھا آج اس کی جان لینے کی درپر ہیں۔ تم اور تمہاری بہن صرف بکو اس ہی کر سکتی ہوں اس کے علاوہ کچھ نہیں،،، مشال نے فرغام کو حورین سے بدظن کرنے کے لیے فاخرہ کی حالت کا ذمہ دار اسے ٹھہرایا تھا پراسے اپنے اس مقصد میں ناکامی دیکھنی پڑی کیونکہ فرغام اور ہارون ملک نے اس کی اس بات کو سیریس ہی نہیں لیا تھا۔ یووو۔۔۔ کان کھول کے سن لو اس گھر میں بسنے کے جو خواب تم آنکھوں میں بسائے بیٹھی ہو میں ان کو کبھی پورا نہیں ہونے دوں گئی،،، کمرے کے باہر کھڑے شخص کے قدموں نے زمین کو جکڑ لیا۔ مانی میرا تھا میرا ہے اور میرا ہی رہے گا،،، اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی حورین کا ایسا دعوہ پری منال کے ساتھ ساتھ مشال اور کمرے کے باہر کھڑے شخص کو ہلا کر رکھ گیا۔ رہی تمہاری بہن تو اس سے کہنا شاہ میر بھائی سے کو سو دور رہے نہیں تو اس کے

لیے اچھا نہیں ہوگا،،، روماکاشاہ میر کے ساتھ حوالہ پری کو بے نام بے چینی سے دوچار کر گیا جسے وہ نظر انداز کرتی تن فن جاتی مشال کو دیکھتی رہ گئی

\*\*\*\*\*

حور تمتم۔۔۔ پریمی میری پری کیسی ہے،،، مشال کے جاتے ہی حورین خوشگوار موڈ میں آتی پریشے سے لپٹ گئی۔ بہت جلد یاد نہیں آگئی پری کی،،، فرغام کا انداز طنزیہ تھا جسے حورین نے حیرت سے دیکھا تھا جو مشال کے باہر نکلنے پہ سائیڈ والے کمرے میں داخل ہو گیا تھا اور اب حورین کو جلی کٹی سنانے کے موڈ میں تھا۔ یہ میرا اور پری کا معاملہ ہے کسی اور کو بولنے کی ضرورت نہیں،،، حورین اس بات سے انجان کہ اس کا کہا ہر ایک لفظ وہ خود اپنے کانوں سے سن چکا ہے اس کے طنزیہ چڑ گئی۔ یہ کیوں نہیں کہتی تم کہ تمہیں اپنے کزن کی خدمت کرنے سے ہی فرصت نہیں مل رہی تھی،،، حورین کا اتنا سا جملہ کی کافی تھا فرغام کے لیے حورین کا ہاتھ مڑوڑتے اسے اپنی طرف کھینچتا طنزیہ بولا۔

حورین کا شاہِ ولا میں شفٹ ہو جانا ہی سارے فساد کی جڑ تھی جو فرغام کو ہر وقت کھولائے رکھتی فرغام کے مطابق حورین کو شاہ میر کے بجائے اپنی دوست کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے تھا۔ مصروف تو تم بھی بہت تھے شاہ اندر سٹری کو تباہ کرنے

میں،،، اچانک مڑنے کی وجہ سے ہاتھ میں ہونے والی شدید تکلیف کو سہتی جواب دینے سے بعض نا آئی۔ حورین پہلی والی باولی لڑکی نہیں تھی جو غصے میں یا تورو نے بیٹھ جاتی یا پھر بد تمیزی سے چیختی اس کے برعکس اب وہ بنا ڈرے اپنی بات نا صرف دوسروں تک پہنچاتی بلکہ بعض اوقات طنز و طعنوں سے بھی کام چلا لیتی تھی۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا،،، منال اور پریشے تیزی سے ان دونوں کی اور بڑھیں تاکہ فرغام کو روک سکے۔ تم نے کیا کیا اور کیا نہیں اب مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں شاہ میر بھائی ٹھیک ہو گئے ہیں وہ ہر ایک سے اپنا حساب کتاب خود ہی کلیئر کر لیں گے،،، شاہ میر کی صحت یابی پریشے کو خوف زدہ کر گئی شاہ کے جلال سے وہ اچھے سے واقف تھی اسے اس بات کا باخوبی اندازہ تھا کہ وہ اپنا ڈیج کیے جانا کبھی نہیں بھولتا پریشے کے دماغ میں کچھ منظر گھومنے لگے جس میں شاہ میر کی ایک کال سے لوگوں کے جمے جمائے کار و بار ٹھپ ہو گئے تھے جس کا تذکرہ شاہ میر پری کے سامنے بڑے فخر سے کرتا تاکہ اس کے دماغ میں یہ بات بیٹھ جائے کہ اس نے شاہ میر کو کبھی ڈبل کر اس کرنے کا سوچا بھی تو انجان اسے بھگتنا پڑے گا۔ تم مجھے دھمکی دے رہی ہو،،، دونوں اپنی ہی بحث میں لگے پری کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ ہی نا پائے۔ فرغام یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا چھوڑو حور کا ہاتھ،،، حورین کا ہاتھ جو فرغام کے ہاتھ میں دبا نا صرف سرخ ہو گیا تھا بلکہ تکلیف کی شدت اس کے

آنکھوں میں آنسو بھی لے آئی تھی جسے منال نے آگے بڑھ کر فرغام سے چھڑوایا تھا۔ مانی تم بہت بد تمیز ہو آئی ہیٹ یو۔۔۔ حورین رو کو میری بات تو سنو،،، حورین کو فرغام سے اتنے جارہا نہ رویے کی امید نہیں تھی دوستوں کے سامنے شرمندگی سے نظریں جھکائے اپنے یہاں آنے کے مقصد کو فراموش کرتی الاحمر ولا سے نکل گئی۔ فرغام یہ۔۔۔۔۔ سوری پریشے میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا پر شاہ میر کا حوالہ مجھے پاگل کر دیتا ہے،،، پریشے کا آنسو بھرا چہرہ فرغام کو شرمندہ کر گیا حورین کو اتنے عرصے بعد دیکھ کر وہ کتنا خوش تھی اور اب ایک ہی دم سے افسردہ ہو گئی تھی خوشی تو فرغام کو بھی بہت تھی حورین کے الاحمر ولا آنے کی مگر اس کی باتیں اسے پیش دلا گئیں۔ میرے خیال سے اگر ہم شاہ میر بھائی کی صرف یہ غلطی معاف کر دیں تو سب پہلے جیسا تو نہیں مگر کافی حد تک ٹھیک ہو سکتا ہے آگے تم دونوں کی مرضی،،، منال کو نا صرف فرغام کا رویہ بلکہ شاہ میر کے لیے نفرت بُری لگی وہی پریشے کا فرغام کو کچھ نا کہنا بھی غصہ دلا گیا تھا اسی لیے اپنی طرف سے شاہ میر کے حق میں بولتی ان دونوں کو بہت کچھ باور کرواتا حورین کے پیچھے چل دی۔ ان دونوں میاں بیوی کو کچھ زیادہ ہی اپنے شاہ میر بھائی سے ہمدردی ہے،،، فرغام تو علی کو ہی ہو اسپتال کے چکر لگاتا دیکھ کر حیران تھا منال کو بھی شاہ میر کی فیور کرتا دیکھ جھنجلا گیا جبکہ پری کو موازنہ کرنا مشکل

لگا کہ آخر کون کون اس کے ساتھ کھڑا ہے کیا شاہ نے جو کیا وہ اس کے اپنوں کو نظر نہیں آیا کیا کیا ناچھینا شاہ نے اس سے اس کی عزت، اس کا باپ، گھر کا مان یہاں تک کہ اس کے قدموں سے جنت تک چھین لی پر پھر بھی وہ اس کے اپنوں کی نظر میں اچھا ہو گیا۔ اس کی اپنی ہی دوست نے کتنی آرام سے کہہ دیا کہ صرف ایک غلطی معاف کر دوں میں شاہ کی۔۔۔ کیا یہ غلطی اتنی سی تھی جسے صرف کہہ کر بھولا دیا جائے۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

یامیرے مالک میں تیرا بہت گناہ گار بندہ ہوں جو سالوں تجھے اور تیرے لازوال وجود کو نظر انداز کرتا اپنے غرور میں ہر شے کو حقیر جانتا اپنی زندگی میں مست رہا۔۔۔ آج جب منہ کے بل پڑا ہوں تو مجھ میں خود سے اٹھنے تک کی سکت نہیں۔۔۔ عظمت و بڑائی والے میرے رب مجھے اس مشکل سے نکال۔۔۔ اپنی عمر کے اتنے قیمتی سال گناہوں کی دلدل میں گزارنے کے بعد تیرا یہ ناخلف بندہ تیرے آگے سجدے میں گرے اپنی گناہوں کی معافی مانگتا ہے۔ یارب مجھے معاف کر دے مجھ پر رحم کر،،، شاہ میرے سجدے میں گرا اشک بار اپنے رب کو راضی کرنے میں لگا ہوا تھا۔ ایان تنگ نہیں کرو

مجھے،،، شاہ میر جو سجدے میں جھکا دنیا سے غافل ہو گیا تھا زینہ کی غصے سے بھری آواز پہ آنکھوں کو کھولتا سجدے سے اٹھ گیا۔ کیا بات ہے ایان کیوں پریشان کر رہے ہو اسے،،، ایان کے قہقہے کے ساتھ ہی حورین کی آواز بھی کمرے میں باآسانی پہنچی۔ ہو اسپتال سے گھر آنے پر شاہ میر کی ہمت ہی نہیں ہوئی کہ وہ اپنے کمرے میں جائے جہاں کے درودیوار میں پریشے کی چیخ و پکار اسی کی سسکیاں اور شاہ میر کی زیادتیاں دہی ہوئی تھیں شاہ میر نے رہنے کے لیے اس کمرے کا انتخاب کیا جو زیادہ تر بند رہتا یا پھر کسی نوکر کے استعمال میں آتا اس کی وجہ یہ کہ کمرے کا ایک دروازہ اور کھڑکی لان کی پچھلی سائیڈ پہ کھلتی تھی کھڑکی میں سے پریشے کا جھولا صاف نظر آتا جہاں اب بھی زینہ بیٹھی ایان سے لڑ رہی تھی۔ اوفوف تو بہ ہے حورین آپ تو فوراً ہی کلاس لینے پہنچ جاتی ہیں یہاں اس کو چھیڑا اور وہاں آپ کی آواز آئی،،، ایان کا قہقہہ اور اس کا انداز۔۔۔ یہ ایان نہیں لگا تھا شاہ میر کو اس میں کافی جھلک امان کی لگی تھی وہی ہر ایک کو تنگ کرتا زور زور سے قہقہے لگاتا اور بس اپنی منواتا تھا۔ تو مت تنگ کیا کر ونا سے،،، شاہ میر کھڑکی میں کھڑا حورین کا ذمے دار نہ انداز دیکھے گیا شاہ میر نے حورین کو جب بھی دیکھا کسی ناکسی کا خیال ہی رکھتے یا پھر کسی بات پہ پریشان ہی دیکھا تھا اب کی حورین اور آفس میں کام کرتی زر اسی بات پہ شاہ میر سے لڑنے والی حورین میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

یہ لوزینیہ اسے ختم کرو ہمیں ڈاکٹر کے پاس بھی جانا ہے،، شاہ میر جب جب حورین کو دیکھتا تو اسے اپنے آپ سے نفرت ہوتی یہ سوچ کہ پری کی جگہ اگر حورین شاہ میر کو مل جاتی تو آج تو وہ شرم سے مر ہی چکا ہوتا۔ وہ پری کو حورین کی کیے کی سزا دیتا آیا تھا اور حورین اسے بُرا بھلا بولنے یا شرمندہ کرنے کے بجائے اس کو زندگی کی طرف لانے کی تگ و دو میں تھی۔ پلیز آپنی مجھے نہیں جانا کہیں بھی،، زینیہ کاناک چرا کر حورین کو منع کرنا شاہ میر کو بچپن کی یاد دلا گیا جب وہ چھوٹی سی تھی تو کھانے کی ٹیبل پہ ایسی ہی ہر چیز پر ناک چڑاتی تھی شاہ میر اس کی چھوٹی کی ناک کو دبا کر زور سے ہنستا اور ساتھ ساتھ اسے بھی کھلکھلانے پر مجبور کر دیتا تھا۔ حورین آپ مجھے ہی کہتی ہیں اسے بھی کچھ سمجھایا کریں یہ بھی نانتگ کیا کرے ہمیں،، ایان زبردستی زینیہ کے منہ میں نوالا ڈالتا اسے گھورتے ہوئے بولا۔ میں نے تمہیں کیا کہا ہے تم ہی تگ کرتے رہتے ہو مجھے جب کہہ دیا ایک دفعہ کہ دل نہیں کر رہا بات کرنے کو تمہیں دیکھنے کو تو پھر کیوں میرے سر پہ سوار ہو گئے ہو،، ایان کاناک صرف چہرہ بلکہ اس کا انداز بھی اسے امان کی یاد دلاتا تھا زینیہ اس کے پھیکے پڑتے چہرے پہ غور کیے بنا بولے گئی جبکہ حورین نے افسوس سے ایان کی طرف دیکھا جو اتنی کوششوں پر بھی شاہ میر اور زینیہ کو نارمل کرنے میں ناکام رہا تھا۔ تم اور شاہ میر بھائی ایک جیسے ہی ہو صرف اپنا غم نظر آتا ہے ہم

لوگوں کی تو کوئی پرواہی نہیں نا تم دونوں کو،،، ایان خود پہ ضبط کرتے دکھ سے کہتا اپنے ہاتھ میں دبا نوالہ ٹرے میں رکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔ ایان۔۔۔ کوئی فائدہ نہیں ہے حورین آپ یا میں جتنا بھی کر لیں اسے اور بھائی کو صرف اُن ہی کا غم اور فکر ہے جو مشکل میں رستہ بدل گئے ہم سب کا کوئی حق نہیں نا ان پہ اور نا ہی ان کے پیار پہ،،، ایان کا بھرا یا لہجہ زینبیہ اور حورین کے ساتھ اندر کھڑے شاہ میر کو بھی ہلا گیا ایان کی زندگی میں پڑا خلا آج شاہ میر کو شدت سے محسوس ہوا تھا اس نے ایان کے بارے میں تو کبھی سوچا ہی نہیں تھا جب بھی کچھ کیا امان کے لیے ہی کیا اس کی پسند نا پسند کو ہی اہمیت دی ایان کا گلہ شاہ میر کو اپنے دل میں چبتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ کچھ غلط نہیں بول رہا سردار،،، اس سے پہلے کہ شاہ میر اس کے پاس جاتا اپنے پیچھے سے آئی آواز پہ مڑا جہاں داد ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لیے کھڑا اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ ڈیر ماہ ہو گیا ہے آپ کو ہو اسپتال سے آئے ہوئے سب لوگ اپنی سی کوشش کر کے دیکھ چکے ہیں پر آپ کی خاموشی اور اس تنہائی کو توڑ نہیں پائے،،، داد شاہ میر کو کندھے سے تھامے صوفے پہ لے آیا۔ خدار اپنے لیے نا صحیح اپنوں کے لیے ہی زندگی کی اور لوٹ آئیں سردار،،، شاہ میر کی ایسی حالت گھروالے کے علاوہ ملازموں کو بھی دکھی رکھتی تھی سب کی یہ ہی دعا تھی کہ ان کا سردار جلد از جلد ٹھیک ہو جائے۔ بہت مشکل

ہو گیا ہے اب آپ کی محنت سے قائم کیے گئے شاہ آیمپائر کو سمجھالنا اس سے پہلے کہ سب ختم ہو جائے سمجھال لیں سب کچھ،،، داد شاہ میر کو کھانا کھلانے کے ساتھ ایک ایک کر کے آفس اور فیکٹریز میں ہوئے لو س کا بتاتا گیا ساتھ ہی ان لوگوں کے نام بھی جنہوں نے شاہ آیمپائر کو نقصان پہنچایا جن میں سرفہرست فرغام ملک کا نام تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

کیا بات ہوئی مسز آپ سفارشی بن کر گئی تھیں بڑی جلدی لوٹ آئیں،،، منال کو تیزی سے کمرے میں داخل ہوتا دیکھ علی نے آفس فائلز سے سراٹھایا۔ دماغ خراب ہو گیا ہے فرغام کا سمجھتا کیا ہے خود کو،،، غصے میں اپنا بیگ صوفے پر پٹختی منال خود کو کمپوز کرنے لگی۔ میرے خیال سے تو مرد،،، علی کو اندازہ تھا کہ منال کی واپسی خراب موڈ کے ساتھ ہی ہو گئی اسی لیے مسکرا کر کہتا اسے چیرا پ کرنے لگا۔ بھاڑ میں گیا ایسا مرد جو عورت پہ ہاتھ اٹھائے،،، علی کی بات منال کو آگ کی لگا گئی۔ کیا ہوا ہے منال کیا کیا ہے فرغام نے،،، علی آفس کا کام کرنے کے ساتھ منال کا غصہ بھی انجوائے کر رہا تھا ایک دم سے چونکہ۔ میں نے بکو اس کی تھی نا تم دونوں کو کہ وہاں جانے کا کوئی بھی فائدہ نہیں پر پھر بھی چل دی منہ اٹھا کر،،، منال نے مشال کی وہاں موجودگی اور حورین کے ساتھ

فرغام کارویہ علی کے گوش گزار کیا جس پہ علی آپے سے باہر ہوتا منال پر ہی برس پڑا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ فرغام کا حلیہ بگاڑ دے۔ فرغام کو میں ایسا بد تمیز نہیں سمجھتی تھی۔ مجھے تو حیرت ہوتی ہے اُسے ہو کیا گیا ہے ایسا تو نہیں تھا وہ،،، فرغام کا سب کہ سامنے حورین کے ساتھ زبردستی کرنا سب سے بڑکرا سے تکلیف پہنچانا اب تک منال کی نظروں میں گھوم رہا تھا۔ بس دماغ خراب ہو گیا ہے اس کا اور کچھ نہیں،،، علی جل کر بولتا کچھ سوچنے لگا۔۔۔

\*\*\*\*\*

جانِ امان آج ہم بہت خوش ہیں مانگے ہم سے کیا مانگے گئی،،، ذہن کے پردے پہ ایک بھولی بسری یاد اچانک تازہ ہوئی جو خوشی کے برعکس تھی۔ ہا ہا ہا امان قسم سے تم مغل اعظم لگ رہے ہو،،، ساتھ ہی اس کا مسکراتا چہرہ ابھی واضح ہوا جس سے اب وہ انجان ہوتی جا رہی تھی۔ نہیں ہم شہزاد سلیم بنے اپنی انارکلی سے اس کی خواہش پوچھ رہے ہیں،،، امان کا خوشیوں سے بھرالہجہ جس پہ اسے ہمیشہ رشک آتا تھا۔ ہم تم تو پھر یہ لو کا پی اور لکھتے جاؤ،،، اُس کا شرارتی انداز جو صرف امان کے سامنے ہی ہوتا تھا۔ باپ رے باپ۔۔۔ یار مسز میں ابھی غریب ہوں میرا بوجھ میرو کے کندھوں پر ہے تھوڑا ہاتھ

ہولار کھنا زرا،،، معصوم سی التجا۔۔۔،،، ہم۔۔۔ میری صرف ایک ہی خواہش ہے  
تمہارے ساتھ کی۔۔۔ ان سوچوں کے پیچھے خود کو اتنا خوار مت کرو یہ کسی کو کچھ نہیں  
دیتی سوائے اذیت کے،،، زینبہ اپنی سوچوں میں اتنی کھوئی ہوئی تھی کہ اُسے شاہ میر کا  
آنا اور پریشے کے جھولے پر اپنے برابر بیٹھنے کا علم ہی ناہوا۔ میر وو۔۔۔ مطلب  
بھائی۔۔۔ آپ یہاں کیسے آئے،،، زینبہ ابھی بھی خیالوں کے زیر اثر تھی کہ شاہ میر  
کو میر و پکارتی گڑ بڑا گئی۔ اُس دروازے سے اور اپنی ان ٹانگوں پہ خود چل کر،،، شاہ میر  
نے کمرے کے دروازے اور اپنی ٹانگوں کی طرف اشارا کرتے زینبہ سے کہا جو سفید  
پڑی شاہ میر کے سامنے کھڑی تھی۔ میں نے کبھی کسی کے ساتھ مزاق کیا نہیں اس لیے  
امان جیسا ایکسپرٹ نہیں ہوا مگر تمہارے خوف زدہ چہرے کو دیکھ کر بتادوں کہ یہ  
مزاق تھا،،، زینبہ کے خوف کے مارے کپکپاتے ہاتھ اور جھکا سر شاہ میر کو شرمندگی  
سے دوچار کر گیا۔ آپ کو کچھ چاہیے تو بتادیں میں لے۔۔۔،،، زینبہ کی جب کچھ سمجھ  
میں نا آیا تو وہ وہاں سے بھاگنے کے لیے پر تو لنے لگی۔ کیا میں اتنا بُرا ہوں کہ دانی کی گڑیا  
میرے پاس ایک منٹ بھی نہیں بیٹھ سکتی،،، شاہ میر نے زینبہ کے کپکپاتے ہاتھوں کو  
پکڑ کر پیار سے دبایا۔ نہیں بھائی آپ۔۔۔ آپ بہت اچھے لے۔۔۔،،، بھائی کا  
صرف ایک پیار کا بول بہنوں کو پگلانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ابھی بھی یہ ہی ہوا تھا شاہ

میر کے ایک دفعہ پیار سے بولنے کی دیر تھی زینہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ اُسے سوچنے سے بھی یاد نہیں آیا تھا کہ کبھی شاہ میر نے اس سے اتنے پیار سے بات کی ہو۔ ہم نے اتنا وقت اپنے غم کو سینے سے لگائے گزار دیا اب کیا باقی کا وقت رو کر گزار دیں،، شاہ میر روتی ہوئی زینہ کو شفقت بھرے حصار میں لیتے اس سے پوچھنے لگا۔ نہیں دانی کی گڑیا ہم یہ وقت رو کر نہیں اپنوں کی خوشی کے لیے مسکرا کر گزاریں گے،، شاہ میر نے زینہ کے آنسو صاف کرتے اپنے چہرے پر زبردستی مسکرائٹ لانے کی کوشش کی۔ آخر ہمیں یہ ثابت بھی تو کرنا ہے کہ ہمارا ساتھ دینے والوں سے بھی ہمیں بہت محبت ہے،، شاہ میر نے اپنے سے کچھ دور کھڑے حورین اور ایان کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے اپنی بائیں پھیلائیں۔ پھائی۔۔۔ آہیمم ہششش۔۔۔ پاگل لڑکیوں میں رہ رہ کر ان کی طرح ہی بنتا جا رہا ہے روتلو،، ایان شاہ میر کے گلے لگا روتے روتے ہنس پڑا جبکہ حورین جھجھکتی ہوئی شاہ میر کے پاس ہی روک گئی جس کے سر پر ہاتھ رکھتے شاہ میر نے اُسے بڑے بھائی کا مان بخشا۔ بھائی میں ایک شرط پر مسکراؤ گی۔۔۔ اگر آپ مجھے دانی کی گڑیا کہ بجائے شاہ کی گڑیا مانے گے،، زینہ مان بھرے انداز میں کہتی شاہ میر سے لپٹ گئی۔ شاہ میر کی زندگی کا یہ ایک بھرپور منظر تھا شاہ میر ایک ہاتھ سے ایان کے آنسو پوچھ رہا تھا جبکہ دونوں کندھوں پہ اس کی بہنیں

سر ٹکائے ایان کو چڑا رہی تھیں اور ایان ان کو جوابی جملے کستا شاہ میر سے ان کی شکایت میں مصروف تھا۔ اس پل کو ہمیشہ یاد رکھنے کے لیے داد الہی نے خاموشی سے اپنے موبائل میں قید کر لیا تھا۔ ارحم نے ٹھیک کہا تھا شاہ میر کو اپنوں کے آگے جھکنا نہیں پڑے گا ان سب نے شاہ میر کو بغیر جھکائے سچے دل سے معاف کر دیا تھا اب اس پر بھی فرض تھا کہ وہ ان کی خاطر جیے۔۔۔

\*\*\*\*\*

سر آپ تھوڑا سا ریٹ کر لیں میں میٹنگز دیکھ لوں گا،،، دانیال شاہ کو اپنا سر دباتے دیکھ بابر آگے بڑھا۔ ریٹ کرنے سے کیا ہو گا بابر،،، جب سے ایان کے ساتھ دانیال کی لڑائی ہوئی تھی اور وہ اس سے اپنا ہر تعلق توڑ گیا تھا تب سے دانیال کچھ زیادہ بیمار رہنے لگا تھا سر کا درد تو ایک پل کو کم نہ ہوتا بابر کے بار بار کہنے کے باوجود بھی دانیال ڈاکٹر کے پاس نہیں جا رہا تھا۔ ریٹ کرنے سے آپ کی تھکن اتر جائے گی اور آپ بہتر محسوس کریں گے،،، دانیال کی تھکن اب بابر کو بھی تھکانے لگی تھی۔ میری بہتری سے کسی کو فرق نہیں پڑتا میرا کون اپنا بچا ہے جو مجھے بہتر دیکھ کر خوش ہو،،، دانیال کر سی پہ ڈھتے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے دبانے لگا۔ آپ ایک کال کر کے تو دیکھیں ہو سکتا



نہیں کی کہ ایک جابر سفاک اور بے رحم غریبوں کو اپنی حویلی میں برداشت ناکر نے والا انسان انھیں لوگوں کا مسیحا کیسے ہو سکتا ہے،،، شاہ میر کے ہر طرح کے سلوک کے باوجود گاؤں والے اُسے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اُس کا ہر حکم ماننا ان پر فرض ہوتا جس پر بعض اوقات دانیال بہت حیران بھی ہوتا تھا پر اس نے کبھی اس سب پر غور نہیں کیا تھا۔ آپ نے تو کبھی یہ جانے کی کوشش نہیں کی کہ آپ کے ساتھ جو بیس گھنٹے رہنے والا یہ بابر آخر ہے کون،،، بابر نے ہاتھ کا مکا بنا کر اپنے سینے پر مارتے ہوئے بے بسی سے کہا۔ یہ سب تم کیسی۔۔۔ جس انسان سے آپ آج اتنی نفرت کر رہے ہیں نا اگر وہ مجھے ناروکتا تو آپ کب کے میرے ہاتھوں مارے جاتے،،، دانیال کی کمزوری اور بابر کے انکشافات دانیال کی رہی صحیح جان بھی نکال رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا تھا نا کہ میں نے زندگی میں کسی سے نفرت کی ہے جس کے جواب میں میری صرف خاموشی تھی پر آج میں وہ جواب دوں گا آپ کو،،، بابر اُسے کل کی بات کا حوالہ دیتا کچھ یاد دلانے لگا جب دانیال نے اپنا غصہ شاہ میر کی تصویروں پر نکالتے اُس سے پوچھا تھا۔ ہاں میں اپنی زندگی میں کسی سے بہت شدید نفرت کرتا ہوں اور وہ کوئی اور نہیں آپ ہیں دانیال شاہ،،، بابر دانیال کی کرسی پہ جھکتا اپنی شہادت کی انگلی اس کے سینے پر بجاتے ہوئے بولا۔ اس کی وجہ میری ماں۔۔۔ میری ماں کو مارنے والا کوئی اور

نہیں آپ کا باپ افضل شاہ تھا آج بھی میرا باپ آپ کے باپ کی سازشوں کی وجہ سے مجھ سے دور ہے،،، بابر کا لہجہ ہی نہیں اس کی آنکھیں میں آگ برسا رہی تھیں جس سے دانیال کو اپنا وجود جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ میں چاہوں تو آپ کو اس کھڑکی سے دھکا دے کر اپنا بدل لے سکتا ہوں پر لوں گا نہیں جانتے ہیں کیوں۔۔۔؟،،، دانیال میں سانس لینے تک کی سکت نہیں تھی اُسے اپنے کانوں میں صرف اپنے باپ کا جرم ہی سنائی دیا۔ آخر کب تک اُسے اپنے باپ کے کیے کا بھگتنا پڑے گا۔ آپ کے اسی بھائی کی وجہ سے جس سے آپ نفرت کرتے ہیں۔۔۔ مجھے ان کا کہا ایک ایک لفظ یاد ہے،،، آض صرف دانیال ہی نہیں رو رہا تھا بابر کی آنکھیں بھی نم تھی اپنی ماں باپ کی یاد اُسے رولا گئی تھی۔ بابر جو دانیال کو مارے کے ارادے سے شہر آیا تھا پر سردار شاہ میر کی نظروں کی زد میں آگیا تبھی شاہ میر نے اُسے اپنے پاس بات کرنے کے لیے بولا یا تھا۔ تمہاری ماں کو مارنے والا، تمہارے باپ کو قید کرنے والا اور تمہارا بچپن چھیننے والا دانیال شاہ نہیں تو پھر کیسے وہ قصور وار ہوا۔۔۔ اگر تمہارا بدلہ دانیال شاہ کو مار کر ہی پورا ہوتا ہے تو مار دو اسے پر یہ یاد رکھنا سردار شاہ میر تمہاری سات نسلوں سے اس کی قصاص وصول کرے گا۔ کیا یہ اچھا نہیں کہ تم دانیال ساتھ کے ساتھ رہو اس کی اچھائی دیکھو اس کا سایہ بنو ہو سکتا ہے میں انعام کے طور پر تمہارے باپ کو آزادی بخش

دوں،،، جیسے جیسے بابر شاہ میر کے لفظ دوہرا تا گیا ویسے ویسے دانیال کا سر شرمندگی سے جھکتا گیا۔ نہیں بابر نہیں یہ سبب۔۔۔ آپ کے تو اپنے خاندان والے ہی آپ کو مارنے کے در پر تھے اگر آپ کا یہ۔۔۔ بھائی جس کی آج آپ لوگ شکل دیکھنے کے روادار نہیں ہیں وہ ناہوتا تو آپ تینوں میں سے کوئی زندہ ناہوتا،،، دانیال کو اپنا آپ بہت چھوٹا لگا شاہ میر سے کی جانے والی نفرت پہ نہیں بلکہ اس کی محبت پر بھلا وہ کیسے اپنے بھائیوں سے اتنی محبت کر سکتا ہے۔ بابر تم۔۔۔ فکر مت کریں میں آپ کو چھوڑ کے نہیں جا رہا بس کچھ دیر کے لیے کھلی ہو میں سانس لینا چاہتا ہوں،،، دانیال شاہ کی شاہ میر سے نفرت آج بابر کو اپنا وعدہ توڑنے پر مجبور کر گئی جو اس نے شاہ میر سے کیا تھا دانیال شاہ کو کبھی یہ سچ نا بتانے کا وعدہ۔ میں آپ کو چھوڑ بھی نہیں سکتا یہ میرے باپ کی وصیت ہے مجھے۔۔۔ اور جب میرے باپ نے سردار شاہ میر کو اس بڑھاپے میں بھی نہیں چھوڑا تو میں بھلا ان کا خون ہو کر کیسے ان کی نفی کر سکتا ہوں،،، بابر دانیال پر اپنا آپ آشکار کرتا گیا۔ بابر تم کس کی بات کر رہے ہو کون ہے وہ کہیں دااا۔۔۔ سوکھے کھڑنک گلے کی وجہ سے دانیال اپنی بات پوری نا کر پایا۔ ہاں داد الہی وہی داد جس کی جوانی آپ سب کی خد متیں کرتی رل گئی، وہی داد جو سردار کا سب سے وفادار ملازم ہے وہی داد جس نے آپ سب بھائیوں کی حفاظت کی قسم کھائی ہے،،، بابر کہتے ہوئے

ایک ایک قدم پیچھے اٹھاتا گیا اور دروازے پہ روک گیا۔ وہی داد جس کو آپ کے باپ افضل شاہ نے شاہ میر کا حفاظتی صرف اس نیت سے بنایا تھا کہ وہ موقع ملتے شاہ میر کو مار کر ناصر ف اپنی بیوی کا بدلہ لے بلکہ ان کے رستے کا سب سے بڑا پتھر بھی نکال دے،، بابر نے دروازے سے نکلتے نکلتے بھی دانیال شاہ کے دل میں اپنے باپ کی نفرت کی آخری کیل ٹھوک دی۔۔۔

\*\*\*\*\*

آپ کون ہیں بی بی اور اندر کیسے آئیں،، نقاب پوش لڑکی کو ہال کمرے میں چاروں اور نظر دوڑاتا دیکھ ملازمہ آگے بڑھی۔ تمہارے سردار شاہ میر کہاں ہیں،، لڑکی کی آنکھوں کے ساتھ اس کا لہجہ بھی بھگا ہوا تھا۔ وہ توجی کھلونوں والے کمرے میں ہیں پر آپ کیوں پوچھ رہی ہیں،، ملازمہ شاید نئی تھی اس لیے سامنے کھڑی لڑکی کو پہچان ناپائی۔ اوبی بی رو کو۔،، لڑکی کو تیزی سے کمرے کی اور چلتا دیکھ ملازمہ فوراً سے باہر بھاگی تاکہ گارڈ کو بتا سکے۔ تم نے تو کہا تھا پری کہ ساری زندگی اسی گھر میں قید رہو گی کبھی مجھ سے الگ نہیں ہو گی تو پھر کیوں ساتھ چھوڑ دیا تم نے میرا،، کمرے میں داخل ہوتے ہی اُسے سردار شاہ میر ایک تصویر کو چومتا ہوا نظر آیا۔ ہم نے کتنی قسمیں کھائیں

تھیں ایک اچھی زندگی گزارنے کی ہر گھڑی ساتھ نبھانے کی۔۔۔ تم نے تو میرے مرنے کا بھی انتظار نہیں کیا اور راستہ بدل لیا،،، بے بی ٹوائیز سے بھرا کمر اس کے دل میں ایک کسک جگا گیا اور وہ اپنی سسکی کو روکتی واپس پلٹی پر اگلے قدم نے ہی اس کے پاؤں جکڑ لیے۔ تم بدل گئی پر میں نہیں بدلا میں آج بھی تمہیں تمہاری خوشبو سے پہچان لیتا ہوں پریشہ شاہ،،، شاہ میر کا بنا دیکھے اسے پہچان لینا اُسے اذیت میں گھیر گیا۔ کیا اب بھی بغیر کچھ کہے واپس چلی جاؤ گی،،، شاہ میر اس کے چہرے سے نقاب ہٹائے بے خودی میں دیکھتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام گیا۔ شاہسہ۔۔۔،،، پری تو سمجھی تھی کہ وہ اُسے دیکھتے ساتھ کی چننے گا پر اس کا انداز اُسے ساکت کر گیا۔ کسی اور کے منہ سے یہ نام مجھے گالی کی طرح لگتا ہے پر تمہارے ہونٹوں سے اپنے اس نام کی سرسراہٹ مجھے سرشار کر دیتی ہے پریشہ شاہ،،، شاہ میر پری کے چہرے پہ اپنی انگلیوں کے لمس چھوڑتا اس کی آنکھوں پہ ہکا جہاں آج بھی اُسے خوف نظر آیا تھا۔ میں جانتا تھا تم ضرور پلٹوں گی دیکھوں تم آج یہاں ہو،،، اس سے پہلے کہ شاہ میر کوئی گستاخی کرتا پری ایک دم سے دور ہوئی۔ میں یہاں تمہاری یہ سب بکو اس سننے نہیں بلکہ تمہاری آنکھوں میں شرمندگی دیکھنے آئی ہوں،،، شاہ میر کو دھکا دیتے پری خود کو حوصلہ دیتی نفرت سے بولی۔ تو نزدیک سے دیکھو پریشہ شاہ کیا تمہیں ان آنکھوں میں اپنی محبت

کے علاوہ کچھ نظر آتا ہے،، شاہ میر جو سیکینڈ ہی پری سے دور ہوا تھا اسے ہاتھ سے قریب کرتا اس کے کمر کے گرد اپنے ہاتھ باندھ گیا تاکہ ناتو وہ اس سے دور ہو اور ناہی اُسے دور کر پائے۔ دور رہو مجھے سے سردار شاہ میر جس محبت کی تم بات کر رہے ہونا میں اسے کب کی اپنے دل سے کھرچ کر خود سے دور کر چکی ہوں،، پریشے شاہ میر کی قید میں پھڑ پھڑاتی خود کو آزاد کرنے لگی۔ میری محبت کو تو دور کر دیا پر اپنے جسم پہ لگی میری چھاپ کیسے مٹاؤ گی پریشے شاہ،، اپنے پیار کی نفی دیکھ شاہ میر کیسے پری کو آسانی سے معاف کر دیتا پری کی پیشانی پہ اپنی مہر ثبت کرتا اپنے انداز کے ساتھ ساتھ اپنی زبان سے بھی اسے جلا گیا۔ چٹاخ۔۔۔ تم ایک سنگدل انسان ہو شاہ جان کر اسی بات کا ذکر کر رہے ہو جو میرے لیے اذیت کے سوا کچھ نہیں،، پریشے نے صرف ایک تھپڑ پر ہی نہیں اکتفا کیا بلکہ پہ در پہ مارتی اپنا سارا غصہ شاہ میر کے چہرے پر نکالتی گئی خود روئے جا رہی تھی جبکہ شاہ بنا اُسے روکے مسکراتا ہوا اپنے چہرے پہ اُس کا لمس برداشت کر رہا تھا۔ تمہاری یاد بھی تو ایک اذیت ہی ہے میرے لیے پری۔۔۔ کیوں خود سے الگ کیا مجھے بولو،، شدت غم سے نڈھال ہوتی پری کو خود میں سمیٹتا شاہ میر اُس سے گلہ کرنے لگا۔ کیوں کہ تم میرے نہیں حورین کے تھے،، پری اُس کا گربان پکڑتی زور سے چیخی جبکہ باہر کھڑی حورین جو چھپ کر ایان اور زینہ کے ساتھ ان دونوں کی باتیں

سن رہی تھی اپنی جگہ شرمندہ ہوتی کمرے میں بھاگ گئی۔ نہیں پری حورین تو کہیں تھی ہی نہیں صرف تم تھی ہر جگہ ہر پیل صرف تم،،، شاہ میر اپنے پوروں سے اس کے آنسو صاف کرتا اُسے یقین دلانے لگا۔ تمہم نہیں آئے تھے میں نے تمہیں روکا تھا نا اوہ تمہارا دوست تم اس کے ساتھ ملے ہوئے تھے تمہیں مجھ سے جان چھڑانی تھی نا،،، شاہ میر کو پریشے کا ٹوٹا بھروسہ پانا ناممکن لگا اُس کے پاس خود کو سچ ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت ہی نہیں تھا پانگلوں کی طرح ڈھونڈنے کے باوجود بھی اُسے جمال چودھری کا نام و نشان ہی نہیں مل کے دے رہا تھا تو وہ کیسے پریشے کی غلط فہمی دور کرتا۔ پریشے شاہ تم شاہ میر کا وہ جنون ہو جسے ہوا بھی چھوتی ہے تو شاہ میر کو ناگوار گزرتا ہے،،، شاہ میر کے پاس صرف اپنی بے پناہ محبت تھی جس کو یاد دلاتے اُسے ہر حال میں اپنی پری کو منانا تھا۔ تمہیں دیکھنے، پیار کرنے یہاں تک کہ تمہیں مارنے کا بھی حق صرف میرا ہے،،، شاہ میر پری کے اُس ہاتھ کو چومنے لگا جہاں آج بھی استری سے جلے کا نشان واضح تھا جسے پری نے غصے میں خود جلایا تھا۔ میں ایسے کسی حق کو نہیں مانتی،،، پریشے اپنا ہاتھ کھینچتی فاصلہ بڑھانے لگی پر ناکام رہی۔ میں تم میں بستا ہوں پری ماننے نامانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا،،، شاہ میر نے اُسے دوبار قریب کرتے اپنی بانہوں میں قید کر لیا تھا۔ اپنی حد میں رہو سردار شاہ میر،،، پری کو اپنے یہاں آنے کے

فیصلے پر پچھتاؤ اہوا۔ ہا ہا ہا تم میرے پاس ہو اور میں حد میں رہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے پریشے شاہ،،، شاہ میر پریشے کے غصے بھرے چہرے کو دیکھتا انجوائے کرنے لگا لگتا تھا جیسے عرصہ گزر گیا ہو پریشے کا یہ روپ دیکھے۔ شاہہ۔۔۔ آہاں من۔۔۔ میں غلطی بار بار معاف نہیں کیا کرتا یاد ہے یا یہ بھی بھول گئی میرے پیار کی طرح،،، اس سے پہلے کہ پریشے شاہ میر پر دو بارہ ہاتھ اٹھاتی شاہ میر نے اُس کا ہاتھ قابو کرتے اپنا پُرانا روپ دیکھایا۔ میں تمہیں۔۔۔ وہ بات کرو پری جو تمہیں یہاں کھینچ لائی ہے،،، شاہ میر کو اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ پری اپنے لیے یا اُس کے لیے نہیں آئی کوئی اور عجب اُسے یہاں تک لے آئی ہے۔ دانیال۔۔۔ اپنے بھائی سے کہو کہ یا تو انسانوں کی طرح مہر کو بسائے یا پھر اسے چھوڑ دے،،، پریشے نے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔ دانیال مجھ سے ہر رشتہ توڑ چکا ہے میں اس میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا،،، شاہ میر نے حقیقت بیان کی۔ کیا ا مطلب تم کیسے چھوڑ سکتے ہو اسے وہ تو تمہارا بھائی تھا نا،،، شاہ میر کا جواب اس کی سوچ کے برعکس تھا۔ وہ اب بھی میرا بھائی ہی ہے پر افسوس میں اس کا بھائی نہیں رہا،،، شاہ میر نے اُس کی بات کی تو سب سے سبب کی۔ تم۔۔۔ اس سے بات کرو مطلب اسے سمجھاؤ وہ مہر کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے،،، پریشے تو یہ سوچے بیٹھی تھی کہ دانیال شاہ میر کی خاطر مہر سے دوری اختیار کیے ہوئے ہے پر اب تو اُسے سب کچھ الٹا ہی سننے کو مل

رہا تھا۔ میں اُسے سمجھا سکتا ہوں پر ررر۔۔۔ پر کیا،،، شاہ میر کی بات کاٹے پری بے  
 صبری سے بولی وہ اپنی بہن کی خاطر ہی تو شاہ میر کا سامنا کرنے پر راضی ہوئی تھی۔  
 میری ایک شرط ہے اگر تمہیں منظور ہے تو تمہاری بہن کا گھر بس سکتا ہے،،، شاہ میر کی  
 مسکرائٹ بڑی پر سرار سی تھی جو پری کو آنے والے خطرے کا بتا رہی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

اے میرے پروردگار تو بڑا غفور و رحیم ہے مجھ نافرمان بندے پہ اپنا کرم فرما تو ہر راز  
 سے باخبر ہے دلوں کے حال جاننے والے میرے مولا مجھے سکون عطا فرما...  
 آمین،،، ہارون ملک اپنے اللہ کے آگے سجدہ ریز توبہ میں مشغول تھے۔ ارے بیٹا آپ  
 مجھے آپ کے آنے کی خبر ہی نہیں ہوئی،،، دعا سے فارغ ہوتے ہارون ملک اپنے کمرے  
 میں عائشہ کو بیٹھا دیکھ حیرت سے بولے انھیں اس کے آنے کی خبر ہی نہیں ہوئی۔ خبر  
 کیسے ہوتی انکل آپ اتنے خوش و خضوع سے دعا میں مشغول تھے،،، عائشہ مسکراتے  
 ہوئے بولی یہاں آنے کے فیصلے پر سب سے زیادہ کسی نے مخالفت کی تھی تو وہ عائشہ ہی  
 تھی پر اب اُسے پریشے کا فیصلہ اتنا بھی غلط نہیں لگتا تھا علی کے ساتھ جانے کی صورت  
 میں جو بدنامی انھیں سہنی پڑتی اس کا اندازہ اُسے اب ہو رہا تھا۔ انکل ایک بات پوچھو

آپ سے.... پوچھو بیٹا،،، عائشہ اپنی سوچوں کو جھڑکتی ہارون ملک سے پوچھنے لگی -  
 آپ کیسے دعائیں رولیتے ہیں... مجھے تو رونا نہیں آتا،،، عائشہ کے سوال پر ہارون ملک  
 بے ساختہ مسکرائے۔ جب ہمارے کندھے گناہوں کے بوجھ سے جھک جائیں اور یہ دل  
 غم کا بوجھ ناسہار سکے تب بارگاہِ الہی میں یہ آنسو خود باخود نکل آتے ہیں بیٹا،،، ہارون  
 ملک خود کو پریشے کا گناہگار سمجھتے تھے پریشے کی گمشدگی پہ انھیں شاہ میر پر شک ہوا تھا پر  
 جب تک وہ اپنے شک کی تصدیق کرتے بہت دیر ہو چکی تھی پریشے کے پاس ناتو عزت  
 بچی تھی اور نا ہی باپ کا سایہ۔۔۔ یہی ایک وجہ تھی جو ہارون ملک سر توڑ کوششوں میں  
 تھے کہ کسی طرح شاہ میر پریشے کو اپنا نام دے دے تاکہ وہ دنیا والوں کے سامنے سر  
 اٹھا کر چل سکے پر یہ بات ناتو پریشے سمجھ رہی تھی اور نا ہی اُن کا اپنا بیٹا۔ اب کیسی طبعیت  
 ہے ان کی،،، عائشہ فاخرہ کے بیڈ پہ بیٹھتی ان کا بی پی چیک کرتی روٹین کا سوال کرنے  
 لگی۔ بیٹا ویسی ہی ہے کوئی ایمپرومنٹ نہیں،،، ڈاکٹروں کے مطابق فاخرہ ملک اپنی  
 طرف سے رسپونس کرتی تھیں پر ہارون ملک اس سچ کو تسلیم نہیں کرتے تھے ان کو یہ  
 ہی لگتا کہ ڈاکٹرز صرف اور صرف ایک بھاری اماؤنٹ کے لیے ان سے ایسی باتیں  
 کرتے ہیں اور کچھ نہیں۔ انکل آپ امید اچھی رکھیں انشا اللہ جلد ہی سب ٹھیک  
 ہو جائے گا،،، عائشہ انھیں صرف تسلی ہی دے سکی۔ ہممم... اب تو بس اچھے کی امید



کرنے کے لیے اکثر اسکا تکی جس پر حورین کا ایک ہی جواب ہوتا تم بھی امان کو کال کر کے اپنے بارے میں ایک بار بتاؤ ہو سکتا ہے وہ آجائے ہر بار پر زینہ خاموشی اختیار کر لیتی۔ میں تم دونوں کی بڑی ہی ہوں آئی سمجھ۔۔۔۔ اور ویسے بھی فرغام اور شاہ میر بھائی میں بہت فرق ہے۔ اس سے دور رہ کر ہی بات کرنا میرے لیے بہتر ہے،،، حورین ان دونوں پر اپنا رعب جمانے لگی جو اُسے ناکام ہوتا نظر آیا۔ کیوں کیا وہ بھی بہت رومینٹک ہیں،،، ایان نے حورین کی ناک دباتے مستی سے کہا۔

ایانسن۔۔۔ آئی ویل کیل یو،،، حورین اُس کی بات پہ تپتی اسے مارنے کے لیے کوشش اٹھانے لگی جو صوفے کی پیچھے اپنے بچاؤ کے لیے جھک گیا تھا۔ آپنی چھوڑیں اسے اس کی عادت ہے۔ آپ بھائی یا پری آپنی کو کال کریں بھائی انھیں کہاں لے کر گئے ہیں مجھے بہت ٹینشن ہو رہی ہے،،، زینہ کو ان کی فکر ہونے لگی۔ اوپگی۔۔۔ بھائی بھا بھی کو لے کر لونگ ڈرائیو پر گئے ہیں تاکہ بات چیت سکون سے کر سکیں،،، ایان اور زینہ کی کھلھی سے شاہ میر کو ان کی موجودگی کا اندازہ ہو گیا تھا تبھی وہ پریشے کا ہاتھ پکڑے شاہ ولا سے نکل گیا۔ تم ٹینشن نالو تمہاری صحت کے لیے مضر ہے،،، زینہ کا فریبی مائل جسم اکثر ایان کے مزاق کا نشانہ بنتا بھی بھی وہ اس کی صحت کو نشانہ بناتا اپنے اوپر برسے والے کوشش سے بچتا سیڑھیاں چڑ گیا۔

\*\*\*\*\*

آئی ول کیل یو حورین ارمان۔۔۔ بچ نہیں پاؤ گئی تم میرے ہاتھوں سے،،، مشال جب سے الاحمر ولا سے آئی تھی پاگلوں کی طرح چیخ چلا رہی تھی۔ مشال ریلیکس سمبھالو خود کو،،، رقیہ آفندی اسے سمبھالتی اب ہلکان ہو رہی تھیں جو کمرے کی چیزوں کے ساتھ خود کو بھی نقصان پہنچا رہی تھی۔ اب بھی آپ مجھے ہی کہیں گئی۔۔۔ غلطی کی میں نے فاخرہ ملک کو چھوڑ کر اسی وقت اُسے گلا گھونٹ کر ماردیتی تو آج میں وہاں بیٹھی ہوتی ناکہ یہاں اپنا خون جلا رہی ہوتی،،، مشال نے کمرے میں بچا آخر واس بھی اٹھا کر ڈریسنگ مرر پر مارتے چور چور کر دیا۔ اگر فاخرہ کو مار کر تمہارے سارے رستے کلیئر ہو جاتے تو میں کب کی اُسے مار چکی ہوتی پر مسئلہ فاخرہ نہیں ہارون ملک ہے۔۔۔ فرغام ہارون ملک کا بیٹا اُس کا خون ہے جس طرح اُس کے باپ نے اتنا سب ہونے کے باوجود اپنی محبت (فاخرہ) کو نہیں چھوڑا تو وہ بھی حورین کو نہیں چھوڑے گا،،، رقیہ آفندی اس کی تکرار سے تنگ آتی اُسے جھنجھوڑتی حقیقت سے بارو کروانے لگیں۔ میں جان سے ماردوں گی اُسے ماما۔۔۔ اگر وہ میرا نہیں تو اُس حورین کا بھی نہیں ہوئے گا،،، کمرے میں لگی فرغام کی ڈھیر ساری فوٹو فریم کو توڑتے مشال چیختی اپنی بات دہرا رہی تھی۔ اپنی محبت کو

کیوں مارو گی مارنا ہی ہے تو حورین کو مار دو جو تمہارے ساتھ ساتھ میری بھی زندگی  
اجیرن کرنے پر تلی ہے،،، کافی دیر سے خاموش تماشہ دیکھتی روما کے شاطر دماغ میں  
جو پل رہا تھا وہ اُسے مشال کے دماغ میں انڈیلنے لگی -

\*\*\*\*\*

تیری یہ ناراضگی کب تک رہے گی علی،،، علی کی ناراضگی اس بار کچھ زیادہ ہی لمبی ہو گئی  
تھی جو اب فرغام کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی محسوس ہونے لگی تھی۔ تجھے  
پروا ہے،،، علی فرغام کو اگنور کرتا اپنے پروجیکٹ کی طرف متوجہ ہو گیا جس پہ اس نے  
ڈھیر ماہ سے اپنی محنت صرف کی تھی۔ کینے انسان پٹ جائے گا میرے ہاتھوں سے اب  
بول بھی کیا تکلیف ہے کیوں منہ پھولا یا ہوا ہے،،، ایک دو دن سے زیادہ فرغام علی کی  
ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا تھا اب تو پھر اس کی ناراض خاموشی کو ہفتہ ہو گیا تھا۔ یہ  
لے اور پڑھا سے،،، علی نے اپنی ٹیبل کی ڈر اسے ایک اخبار نکالا اور فرغام کے سامنے  
پھینکا۔ تو جانتا ہے میں اخبار نہیں پڑھتا جو بھی خبر ہے تو سنا دے،،، فرغام  
اخبار کو بنا پڑھے موبائل میں لگ گیا۔ آغا گروپ آف انڈسٹری کا دیوالیہ نکل  
آیا ہے،،، علی بنا تصور دیے نار ملی بولا۔ کیا ااا۔۔۔،،، علی کی سنائی خبر اتنی شاکنگ تھی

کہ فرغام اپنے ہاتھ سے سلیپ ہوئے موبائل کو اٹھانا بھی بھول گیا۔ اسی لیے بکو اس کر رہا تھا کہ مت وہ کام کر جو تجھے سوٹ نہیں کرتا اب بھگت،،، علی دانت پستے ہوئے فرغام سے بولا جو اخبار کو کھولے خبر کی تصدیق کر رہا تھا۔ دو ہفتے نہیں ہوئے شاہ میر بھائی کو آفس ریجوئین کرتے ہوئے اور یہ سب۔۔۔،،، علی اپنا ہاتھ بالوں میں پھیرتے کود کو ٹینشن فری کرنے کوشش کرنے لگا۔ تو جانتا بھی ہے کہ آغاز زکے ساتھ ان کے کتنے پرانے تعلقات تھے۔۔۔ اتنی پرانی کمپنی اور انھیں سیکنڈ نہیں لگے اس کو برباد کرنے میں تو پھر تو اپنا سوچ ہم نے تو ابھی صرف بنیاد ہی کھڑی کی تھی جو جلد ہی گرنے والی ہے،،، علی نے ایک فائل فرغام کے قدموں میں پھینکی جو ان کی پرانی پروجیکٹ کی تھی جس کو بہت آسانی سے شاہ میر نے ان سے چھین لیا تھا۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا تو ٹینشن نالے بس مجھے یہ بتا کہ یہ سب کیسے ہوا،،، آغا کمپنی درحقیقت اینسٹنڈ نوڈ سپلائی کی بہت بڑی کمپنی تھی جو ناصرف پاکستان بلکہ بیرونی ملک کو بھی اپنے ساتھ جوڑتی تھی اسی چیز کو سوچتے فرغام نے ان کے ساتھ اپنے پروجیکٹ فائینل کیے تھے پر اب اُسے اپنا پیسہ ڈوبتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اُسے اپنی نہیں دوستوں سب سے زیادہ علی کی فکر تھی اگر ان کی چیزیں مقررہ تاریخ پر کسی کمپنی نے نالیں تو ان کی فیکٹری کا دیوالیہ نکل آنا تھا۔ فاخر اور ہمایوں کو تو پھر بھی بیک سپوٹ حاصل تھی پر علی تو بالکل

کنگال ہو جاتا۔ آغاز کے باہر کے جتنے بھی شنیر ہولڈرز تھے شاہ میر بھائی نے ان سب کو خرید لیا،، اتنا سب ہونے کے بعد بھی علی شاہ میر کو بھائی ہی پکارتا تھا کیونکہ اس سب میں اسے سراسر فرغام کی غلطی لگتی تھی۔ حرام کا اتنا کمایا ہے اس طرح ہی اڑائیں گے نا،، فرغام کھول کر رہ گیا۔ حرام کا نہیں ہے۔۔۔ انسان کی اپنی محنت بھی ہوتی ہے اس میں،، علی کو لگا فرغام اب بھی غلط ٹریک پکڑ رہا ہے اسے لیے اس پر چیخ پڑا۔ جتنی ہماری عمر نہیں اتنا ان کا ایکسپیرینس ہے۔۔۔ تو ان کے بارے میں جانتا ہی کتنا ہے اگر زر اسما بھی جانتا تو کبھی یہ غلطی نہ کرتا،، فرغام کو اپنی غلطی پہ بنا بیٹھتا دیکھ علی اس کو سمجھانے کا ارادہ ترک کرتا فیکڑی کے لیے نکل گیا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

میری ماں کو مارنے والا کوئی اور نہیں افضل شاہ ہے۔۔۔،، بابر کی آواز اُسے اپنے کمرے میں گونجتی محسوس ہوئی۔ قاتل ہے تمہارا باپ۔۔۔،، بابر کی آواز دانیال کے کان کے پردے پھاڑنے کی قریب تھی کہ اُس نے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھتے اُسے روکنا چاہا۔ ایسا نہیں ہو سکتا با کسی کی جان نہیں لے سکتے،، دانیال کی چیخ نما پر کپکپاتی آواز کمرے کی در دیوار نے سنی۔ بابر جھوٹ بول رہا ہے نہیں نہیں میرے بابا اتنے

سنگ دل نہیں ہو سکتے،،، چیخ چیخ کر دانیال کا گلا بیٹھ گیا پر بابر کی آواز بڑھتی چلی گئی۔ آپ کے اُسی بھائی نے روک لیا جس سے آپ نفرت کرتے ہیں،،، ایک اور آواز کا زیریلا تیر دانیال کے کان میں پڑا۔ آپ تینوں میں سے کوئی زندہ ناپچتا اگر سردار شاہ میرنا ہوتا،،، دانیال کمرے سے وحشت زدہ ہوتا باہر کو بھاگتا کہ اس آواز کو روک سکے پر یہ آواز تو اس کے اندر سے آرہی تھی کیسے روکتا۔ نفرت کرتے ہیں نا آپ سردار شاہ میر سے،،، دانیال کو پاگلوں کی طرح اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھتے خود سے لڑتے دیکھ ملازم بھاگے چلے آئے۔ اُسی بھائی سے نفرت جس نے بچایا،،، دانیال خود سے بولتا اپنے ملازم کو دھکے دینے لگا اُسے ان سب میں بابر کی شکل ہی نظر آرہی تھی۔ نفرت ہے نا نفرت۔۔۔۔۔ نفرت۔۔۔۔۔ نہیں نہیں میرا بھائی ہے وہ۔۔۔۔۔ شاہسہ۔۔۔۔۔ دانیال چیختے بابر کی بات کی نفی کرتا سیڑھیوں سے گرتا چلا گیا۔

\*\*\*\*\*

مہر بیٹا اس طرح کیوں ٹہل رہی ہو تھک جاوگی بیٹھ جاؤ،،، حمیدہ بیگم نے مہر کو کوریڈور میں چکر کاٹتے دیکھا تو ٹوٹو کے بنا نارہ سکیں۔ امی آپی کا ویٹ کر رہی ہوں،،، مہر نے اجلت میں جواب دیا۔ کیا پری ابھی تک نہیں آئی۔ اُس نے تو کہا تھا کہ وہ ایک گھنٹے میں آجائے

گی،،، مہر کی بات حمیدہ بانو کو پریشان کر گئی۔ آخر وہ گئی کہاں ہے تمہیں کچھ بتایا تھا اُس نے،،، حمیدہ بانو کے بہت پوچھنے پر بھی اُس نے انہیں کچھ نہیں بتایا بس ایک گھنٹے تک آتی ہوں کسی ضروری کام سے جا رہی ہوں۔۔۔ کہتی نکل گئی تھی۔ نہیں امی،،، مہر انجان بنتی بولی اگر بتا دیتی کہ وہ شاہِ ولا گئی ہے تو ضرور اُن کا بی بی ہائی ہو جانا تھا۔ عائشہ کہاں ہے اُس سے پوچھو اُسے ضرور پتا ہو گا۔۔۔ امی عائشہ فاخرہ آنٹی کی میڈیسن لینے گئی ہے اُسے کچھ نہیں معلوم،،، اس سے پہلے کہ حمیدہ بانو عائشہ کو آوازیں دیتیں مہر انہیں بتاتی اُن کو لے کر کمرے میں چلی گئی۔ یا اللہ میری بچی کی حفاظت کرنا،،، کمرے میں آتے وہ اپنے ذہن سے بُرے خیالوں کو جھڑکتی پریشے کے لیے دعائیں کرنے لگیں۔

\*\*\*\*\*

مما جانی حوری آپ کی کال آرہی ہے،،، رافع منال کا موبائل لیے کچن میں بھاگتا ہوا آیا جہاں منال اس کے لیے ناگٹس بنا رہی تھی۔ بیٹا آپ نہیں خالا،،، منال نے پیار سے اُسے ٹوکا۔ اوپسسس سوری بھول گیا،،، رافع سر پہ ہاتھ مارتا کمرے میں بھاگ گیا۔ ہیلو اسلام و علیکم،،، منال کے سلام کرنے کی دیر تھی کہ اُسے فوراً سے موبائل کو اپنے کان

سے ہٹانا پڑا۔ منال لعل۔۔۔ میری جان میں آج بہت خوش ہوں پوچھ کیوں،،، حورین  
ایسے چیخنی جیسے وہ اُس کے سامنے ہو۔ حور کم از کم بندہ سلام کا جواب ہی دے  
دیتا ہے،،، منال سختی سے بولی اُسے حوریں کی یہ عادت بہت بُری لگتی تھی ہر بات میں  
جلد بازی۔ اوہو اچھا بھی وعلیکم اسلام۔۔۔،،، حورین تھوڑی شرمندہ ہوتی سلام کا  
جواب دینے لگی۔ گیس وٹ۔۔۔ آج شاہِ ولا میں کون آیا تھا رونق بخشے،،، اس سے پہلے  
منال اُس سے سب کی خیریت پوچھتی حورین پھر سے اپنی ہی شروع ہو گئی۔ شاہ میر  
بھائی کا کوئی ہینڈ سم سادو ست آیا ہو گا ان کی طبیعت کا پوچھنے،،، آج کل حورین کا یہ ہی  
کام تھا جب بھی کوئی شاہ میر سے ملنے آتا وہ اور زینہ پہلے تو اُسے تاڑتے اور پھر ایاں کو  
چڑانے کے لیے مزے لے لے کر اُس کی پرسنلیٹی کی تعریف کرتیں۔ نو  
وے وے وے۔۔۔ آج پری آئی تھی،،، حورین نے ایک دم دھماکا ہی کر دیا۔  
کیا ا۔۔۔ کونسی پری مطلب اپنی پری اپنی پریشے،،، منال کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا اُس کی  
بات کا۔ جی ہاں اپنی پری ہماری دوست پری،،، حورین مزے سے لفظوں کو کھینچتے بولی۔  
اومائے گوڈ آئی کانٹ بی لیوو۔۔۔ شاہ میر بھائی کہاں تھے انھوں نے اُس سے بات  
کی،،، منال جو حیرت زدہ تھی شاہ میر کو سوچتے پریشان ہو گئی کہیں اُس نے پری کو کچھ  
بُراتو نہیں کہا۔ اوففف۔۔۔ پری نے بھائی کو مارا اور بھائی کھڑے کھڑے دیکھتے

رہے کچھ کیا نہیں،،، منال کے پوچھنے کی دیر تھی حورین ایک ایک بات ڈیٹیل سے اُسے بتانے لگی۔ نا پوچھ بھائی نے تو بہت کچھ کیا مجھے تو بتاتے ہوئے کچھ کچھ ہو رہا ہے،،، حورین کا جواب منال کو سٹپٹا گیا۔ اوو و پاگل میں روکنے کی۔۔۔ حورین میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں علی آگئے ہیں،،، اس سے پہلے کہ منال اُسے کچھ سخت سست سناتی سامنے سے آتے علی کو دیکھ منال فون کاٹ گئی۔ کیا بات ہے علی اس طرح سر پکڑ کر کیوں بیٹھے ہیں،،، منال پانی کا گلاس لیے جب اندر آئی تو علی کو سر پکڑے صوفے پہ پایا جو بنا کوٹ اور شوز اتارے ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھا تھا۔ منال ادھر آؤ،،، منال کو پریشان ہاتھ میں پانی لیے دروازے میں کھڑا دیکھ علی اُسے بولانے لگا۔ میں آپ کے لیے پانی۔۔۔ چھوڑ دو یار ادھر آ جاؤ پہلے،،، علی نے اس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس سائیڈ پہ رکھا اور اپنی جگہ پہ اُسے بیٹھا کر خود اُس کی گود میں سر رکھے زمین پہ بیٹھ گیا۔ علی آپ یہ کیا۔۔۔ اوپر بیٹھے نا،،، نا جانے کیوں منال کو علی کے رویے سے گھبرائٹ ہونے لگی ایک تو بے ٹائم اس کی آفس سے واپسی اوپر سے ایسی خاموشی اُسے ہولار ہی تھی۔ ہششش پلیز کچھ دیر کے لیے خاموش ہو جاؤ میں سکون چاہتا ہوں بہت تھک گیا ہوں میں،،، اُس کا ایک ہاتھ اپنے بالوں میں پھیرتا اور دوسرے ہاتھ سے اپنے چہرے پہ اس کی انگلیوں کا لمس محسوس کرتا سکون حاصل کرنے لگا۔ کیا بات ہے علی

مجھے نہیں بتائیں گے،،، منال کو تشویش ہوئی آج سے پہلے تو علی نے کبھی نہیں کہا کہ وہ تھک گیا ہیں تو پھر آج کیوں۔ جب انسان ایک راستے پہ اپنی پوری طاقت سے دوڑے اور آدھا سفر کر کے معلوم ہو کے آگے کا راستہ ہی ختم ہو گیا ہے پر اس کی منزل نہیں آئی تو وہ میری طرح ہی تھک جاتا ہے،،، علی کے جسم کے ساتھ اُس کا لہجہ بھی تھکا ہوا سا تھا۔ منال اگر تم سے کیے ہوئے وعدے میں پورے ناکر پایا تو کیا کرو گی تم،،، نا جانے کس امید پہ علی نے منال کی آنکھوں میں جھکتے اس سے یہ سوال کیا تھا جس سے منال انجان تھی۔ سمپل اگر آپ مجھے وہ آسائشیں نہیں دے پائے تو میں آپ کو چھوڑ دوں گی،،، منال اُس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ الگ کرتے ہوئے بولی۔

منال۔۔۔،،، علی کو لگا کہ اُسے دوسری سانس نہیں آئے گی ابھی وہ کچھ کہتا کہ منال بول پڑی۔ علی ہماری شادی کو ایک سال ہونے والا ہے کیا آپ اب تک مجھے نہیں سمجھ پائے،،، منال علی کا چہرہ اپنے پیالوں میں تھامتی اُس سے پوچھنے لگی۔ میرے لیے وہ گھر محل ہے جہاں آپ کا ساتھ ہو،،، منال نے علی کی پیشانی چومی۔ وہ لباس دنیا کا مہنگا ترین لباس ہے جو آپ نے اپنی محنت کی کمائی سے خریدا ہو،،، باری باری اس کی آنکھوں پہ اپنے ہونٹ رکھتے اُس کی تھکان کم کرنے لگی۔ آپ کو لگتا ہے کہ گھر کہ یہ ڈھیر کام مجھے تھکا دیتے ہیں،،، آج اتنے ٹائم بعد نا جانے کیوں علی اُس کی آسائشوں کو لے کر

پریشان ہو رہا تھا جبکہ اب تو حالات بہت اچھے ہو گئے تھے۔ نہیں علی مجھے یہ کام سکون دیتے ہیں صرف پل کی جسمانی تھکن ہوتی ہے اور کچھ نہیں،،، منال اپنے دیوانے شوہر کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چومتی اسی یقین دلاتی گئی۔ اُس کے خیال میں علی کو اس کے یقین کی اس ٹائم سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ آئی لو یو منال،،، علی نم آنکھوں سے مسکراتا منال کو خود میں بھیج گیا۔ میں نہیں جانتا کہ تم میری کس نیکی کا صلہ ہو،،، علی کے آنکھوں کی نمی منال کو بھی تکلیف دے رہی تھی پر وہ اُس سے اس کی وجہ نہیں پوچھ سکتی تھی اتنا تو وہ جانتی تھی کہ جو بھی بات ہو گئی صحیح وقت آنے پہ وہ خود ہی اُس سے شئیر کر لے گا۔ مجھ سے ایمر جنسی نکاح کرنے والی نیکی کا۔۔۔ ہا ہا ہا،،، بھلا منال سے کہاں برداشت ہوتی اُس کی افسردگی جھٹ سے اُس کا موڈ فریش کرتی اُسے ہنسانے پر مجبور کر گئی۔

\*\*\*\*\*

کیا بات ہے گڑیا سب خیریت ہے نا،،، شاہ میر نے نوٹ کیا تھا کہ جب سے وہ آفس سے آیا تھا حورین ایان اور زینبہ کی ساری توجہ کامرکز اُس کی ذات تھی۔ جی جی بھائی سب ٹھیک ہے،،، شاہ میر کا ڈائریکٹ اُس سے سوال اُسے بدحواس کر گیا۔ تو پھر تم

لوگ کھانا کیوں نہیں کھا رہے ہوں جلدی سے ختم کرو اسے،،، شاہ میر سب کو ٹوکتا کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ حورین گیس کریں کیا کہا ہو گا بھائی نے بھا بھی کو،،، ایان حورین کے کان میں گھنسا اُس سے پوچھنے لگا۔ چونکہ ٹیبل چکور تھی اس لیے فرنٹ پہ شاہ میر بیٹھا تھا جب کی اس کے ساتھ زینہ بیچ میں حورین اور آگے ایان تھا۔ ہششش۔۔۔ کیا بھا بھی بھا بھی لگا رکھی ہے سن لیا نا بھائی نے تو خیر مناتے

رہنا اپنی،،، حورین جانتی تھی کہ ایان لاسٹ میں بیٹھنے کا فائدہ اٹھا رہا ہے تاکہ وہ چھیڑے اور حورین اپنے تیز ساؤنڈ کی وجہ سے پکڑی جائے۔ آپنی بھائی کارائیٹ گال لال نہیں لگ رہا،،، پریشے نے تھیڑ شاہ میر کو مارا تھا پر لگتا ہے کہ زینہ ابھی تک اُس شاک سی نکلی نہیں تھی۔ آہمممم۔۔۔ انسان بنو دونوں مرواؤ گے مجھے بھائی ہمیں ہی دیکھ رہے

ہیں،،، حورین دانت چباتی اُن دونوں کو بے عزت کرنے لگی۔ ان کی آنکھیں اپنی پلیٹ پہ جھکی ہوئی ہیں پھر ہمیں کہاں سے دیکھیں گے،،، ایان نے ٹوکا مارتے ہوئے کہا۔ مجھے بھی آفس میں یہ ہی لگتا تھا کہ بھائی فائلز دیکھ رہے ہیں پر ہر بار وہ میرا منہ بنانا پکڑ لیتے تھے،،، حورین نے انھیں اپنا ایکسپیرینس بتایا۔ آپ کی حرکتیں بھی

تو ووو۔۔۔ بتاؤ میں،،، حورین کا گھورنا ایان کو خاموش کروا گیا جبکہ زینہ ہنستے اُسے چڑانے لگی۔ آج مجھ پہ کچھ زیادہ ہی تبصرے نہیں ہو رہے،،، شاہ میر جانتا تو تھا کہ زینہ

امان اور ایان بہت شرارتی تھے پر اب اُسے لگتا تھا کہ حورین کی شیریں نے ایان اور زینہ کو کافی ناڈر بنا دیا تھا اب وہ بنا جھکے شاہ میر کو اپنی طرف سے مشورے بھی دیتے اور بعض اوقات اُس سے اپنی منوا کر رہتے تھے۔ کھوکھو کھو۔۔۔ آپنی میں ٹھنڈا پانی لاتی ہوں آپ کے لیے۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ میرا فون بج رہا ہے ابھی آیا،، شاہ میر کو اپنے اور گھورتا پا کر حورین کھانسنے جبکہ وہ دونوں نود و گیارہ ہونے کے چکر میں تھے۔ رو کو۔۔۔ حورین لو پیو اسے،، شاہ میر نے اپنا گلاس حورین کے آگے رکھا۔ کیا کھسر پھسر ہو رہی تھی بڑی آپااا،، ایان حورین کو چڑانے کے لیے اکثر اُسے بڑی آپا کہہ کر چھیڑتا تھا پر شاہ میر نے آج پہلی بار حورین کو اس نام سے پکارا تھا۔ وہ بھائی یہ دونوں تھے۔۔۔ انھوں نے کچھ پوچھنا تھا آپ سے،، حورین ایان کو گھورتی اُسے بعد میں پوچھنے کی دھمکی دیتے ہوئے بولی۔ ہمممم۔۔۔ نے۔۔۔ نہیں تو حورین آپ نے ہی کہا تھا کہ آپ خود بات کر لیں گی اکیلے میں کیوں زینہ،، ایان نے فوراً زینہ کی تائید چاہی جس نے زبان کے بجائے سر ہلایا۔ بڑی آپا اب آپ کچھ بولیں گئیں،، شاہ میر نے اپنا رخ سخن اس کی طرف موڑا۔ آپ کی اور پری کی کیا بات ہوئی۔۔۔۔۔ یہ ان دونوں کو بتادیں کب سے میرے پیچھے پڑے ہیں،، حورین زیادہ دیر خود پہ کنٹرول ناکر پائی اور شاہ میر سے بولتی آخر میں اُن دونوں کا نام لے گئی۔ ہممم۔۔۔ پانچ منٹ کے

اندر اسے فینش کرو اور اپنے کمرے میں جا کر سورات بہت ہو گئی ہے،، شاہ میر تینوں کو گھورتا کھانے کی میز سے اٹھ گیا جبکہ پیچھے اُن تینوں کی ناختم ہونے والی تکرار شروع ہو گئی -

\*\*\*\*\*

تمہاری بہن کی خوشیاں صرف تم سے جڑی ہوئی ہیں یہ اب تم پر ہے کے تمہیں اپنی بہن کی خوشی عزیز ہے یا اپنی فضول کی ضد،، شاہ میر جب سے اُسے الاحمرولا چھوڑ کر گیا تھا تب سے پری اپنی سوچوں میں گم تھی۔ کیا بات ہے بیٹا کوئی پریشانی ہے کیا،، رات کے اس ٹائم پریشے کو لان میں بیٹھا دیکھ ہارون ملک پریشان ہو گئے وہ تو زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی رہتی تھی ضرورت کے وقت ہی باہر آتی۔ کچھ خاص نہیں انکل آئے بیٹھیں،، ہارون ملک کی حیرت کو پریشے اچھے سے سمجھ گئی تھی۔ آنٹی کی طبیعت کیسی ہے اب امی بتا رہی تھیں کہ آج ڈاکٹر آئے تھے،، پریشے ان سے فاخرہ کا پوچھنے لگی۔ ہاں بیٹا آئے تھے ایک گھنٹے بک بک کی اور پیسے بٹور کر چل دیے،، ہارون ملک نے سرد آہ بھری فاخرہ کی حالت تو اب ان کے لیے ایک کسک بنتی جا رہی تھی۔ انکل آپ دعا کریں سب ٹھیک ہو جائے گا،، پریشے نے اُن کا حوصلہ بڑھایا۔ بیٹا جب ہم

انسان دنیا میں کچھ ٹھیک کرنے کی کوشش نہیں کرتے نا تو ہمارا وہ رب ہماری زندگی کو بھی الجھاتا جاتا ہے،،، ہارون ملک پریشے کا سر تھکتے جانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ کیا مطلب انکل،،، وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھنے لگی۔ بیٹا شاید مجھے پوچھنے کا حق نہیں پر بڑا ہونے کی حیثیت سے پوچھ رہا ہوں۔ آج آپ کہاں گئی تھیں،،، ہارون ملک جو دوپہر سے سوچ رہے تھے کہ کیسے اُس سے پوچھے بول ہی پڑے۔ انکل وہ

یہاں اس۔۔۔،،، پریشے ہچکچائی سچ سننے کے بعد نا جانے وہ کیا سوچیں اُس کے بارے میں۔ بیٹا اگر آپ نہیں بتانا چاہتی تو کوئی بات۔۔۔ انکل میں شاہ ولا گئی تھی،،، ہارون ملک کے مڑتے قدم پریشے کے الفاظ نے جکڑ لیے۔ کیا ااا۔۔۔ پری تم وہاں کیوں گئی تھیں وہ بھی اکیلے،،، فرغام جو اپنی بالکنی سے ہارون ملک اور پریشے کو بات کرتا دیکھ فوراً نیچے آیا تھا پریشے کی بات سنتے چیخ پڑا۔ فرغام مجھے اب شاہ سے کسی چیز کا ڈر نہیں،،، پریشے اُس کے غصہ ہونے کی وجہ اچھے سے جانتی تھی اسی لیے اُس نے بات کو لائیٹلی لیا۔ پر پھر بھیبی۔۔۔ فرغام کین یو پلینز کیپ کو ائیٹ،،، ہارون ملک کو فرغام کا یہ انداز بالکل پسند نہیں آیا۔ ڈیڈ۔۔۔ بیٹا اچکی شاہ سے بات ہوئی کوئی،،، فرغام ابھی کچھ کہتا کہ ہارون ملک پریشے سے پوچھنے لگے۔ انکل میں وہاں دانیال سے بات کرنے کے ارادے سے گئی تھی پر وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ شاہ سے قطع تعلق کر چکا

ہے،،، پریشے انھیں دانیال کی ناراضگی کا بتانے لگی۔ ایسے انسان کا یہ ہی انجام ہونا چاہیے،،، شاہ میر کا حال سن کر فرغام کو ایک کمینی سی خوشی ہوئی۔ بکو اس بند کرو اپنی نہیں تو دفعہ ہو جاؤ یہاں سے،،، اپنے بیٹے کی بات سنتے ہارون ملک دھاڑے۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ آپ سب کو وہ شخص اتنا کیوں عزیز ہے کیا اُس نے جو پری کے ساتھ کیا وہ آپ میں سے کسی کو بھی نظر نہیں آتا،،، فرغام کا اتنے زور سے چیخنا گھر کے سب ممبر کے علاوہ ملازم کو بھی اکھٹا کر گیا۔ اس نے جو کیا ہمیں وہ بھی نظر آتا ہے اور جو دنیا والے اس بچی کے ساتھ کریں گے ہم وہ بھی دیکھ سکتے ہیں پر تمہارے اس ناقص دماغ میں یہ سب نہیں سما سکتا،،، ہارون ملک نے اپنی انگلی فرغام کی کنپٹی پہ مارتے اپنے غصے کو قابو کیا۔ جو کچھ کیا وہ شاہ میر نے کیا اس میں پری کا کیا قصور،،، فرغام ابھی بھی صرف اپنی ہی کہے جا رہا تھا۔ بیٹا یہ مردوں کا معاشرہ ہے یہاں عورت کی کوئی نہیں سنتا،،، حمیدہ بانو بات بڑتے دیکھ فرغام کو سمجھانے لگی وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ان کے محسن ان کی وجہ سے آپس میں جھگڑا کریں۔ آنٹی مسلہ ہی یہ ہے کہ ہم لوگ کچھ کرنے سے پہلے ہی ڈر جاتے ہیں اس لیے ہمیشہ نتیجہ صفر ہی نکلتا ہے،،، فرغام خاموش ہونے سے بعض نا آ یا جبکہ مہر اور عائشہ فرغام کی عقل پہ افسوس ہی کر سکیں۔ تم نے بھی تو بغیر ڈرے شاہ میر کے خلاف کیس دائر کیا تھا اُس کا کیا نتیجہ نکلا؟؟؟؟،،، ہارون

ملک کا اچانک حملہ فرغام کے ساتھ باقی سب کو بھی ہلا گیا۔ فرغام نے یہ بات تو علی سے بھی سنیر نہیں کی تھی تو پھر اُس کے ڈیڈ کو کیسے پتا چل گئی۔ فرغام مم۔۔۔ تم پاگل ہو گئے تھے کیا،،، پریشے کے تو ہاتھ پاؤں ہی ٹھنڈے پڑ گئے پتا نہیں اب شاہ میر اس کا کیا حال کرے۔ میں نے کچھ غلط نہیں کیا بس اپنی طرف سے ایک کوشش کی تھی پر۔۔۔،،، فرغام بنا ڈرے مان گیا۔ پر کیا ہاں۔۔۔ تم نے کیا سوچ کر اس کے خلاف کیس کیا فرغام تمہیں کیا لگا کہ وہ کوئی چھوٹا موٹا غنڈا ہے کہ تم کیس کرو گے تو وہ پکڑا جائے گا،،، ہارون ملک کو آج موقع ملا تھا اپنی بڑھاس نکالنے کا پہلے تو جب بھی وہ گھوما پھرا کر اُس سے بوچھتے تو وہ ٹال جاتا تھا۔ اگر آپ اور خرم انکل اُس وقت میرا ساتھ دیتے تو۔۔۔ میں مر کر بھی اُس کے خلاف ناسا جاتا فرغام،،، ہارون ملک فرغام کے کالر کو پکڑتے غراتے ہوئے بولے۔ ڈیڈ ڈڈ۔۔۔ شاہ میر مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے،،، فرغام تو ہارون ملک کی بات سے ہی فریز ہو گیا اُسے اندازہ نہیں تھا کہ اُس کے ڈیڈ اُس کے مقابلے میں کسی دوسرے کو فوقیت دیں گے جبکہ پریشے کچھ سوچتی شاہ میر کی بات سب کو بتا گئی۔ یہی ایک شرط اس نے رکھی ہے دانیال سے بات کرنے کی،،، مہرا اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتی وہاں سے بھاگ گئی وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ اُس کی بہن اُس کے لیے اپنی زندگی کی قربانی دے۔ اس کو اس پہ تم نے اس کا منہ کیوں نہیں توڑا،،، فرغام کا بس

نہیں چل رہا تھا کہ وہ شاہ میر کا حشر بگاڑ دے۔ فرغام۔۔ انکل میں اس سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں جب وہ رشتہ لائے آپ اور امی میرے بڑے ہونے کی حیثیت سے اُسے ہاں کر دیجیے گا،، ہارون ملک فرغام کو پھر سے بے عزت کرتے پریشے نے اپنا فیصلہ سناتے اُن کو خاموش کروادیا۔ بیٹا بعض فیصلے ہمیں اپنے نہیں بلکہ اپنوں کی خوشی کے لیے لینے پڑتے ہیں میں دل سے چاہتا تھا کہ آپ شاہو کے ساتھ بیائی جاؤ آپ کا یہ فیصلہ کتنا صحیح ہے آپ کو اس کا ایک دن ضرور اندازہ ہو جائے گا،، پریشے کا فیصلہ سنتے سب سے پہلے فرغام غصے میں بھرا ہاں سے چل دیا پھر ایک ایک کر کے سارے ہی اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے باقی رہ جانے والوں میں ہارون ملک اور اس کی ماں ہی رہ گئی جنھیں اُس کا فیصلہ بہتر لگا اور وہ پریشے کو عادی تے اُسے اپنے آنے والی زندگی کے لیے پُر امید کرنے لگے۔

\*\*\*\*\*

سردار ایک بات کہو،، شاہ میر کو آفس کے لیے ریڈی دیکھ داد نے اپنے دماغ میں کلباتا سوال کرنے کی اجازت مانگی۔ داد تمہیں مجھ سے کچھ بھی کہنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں،، شاہ میر نے اُسے مان بخشا۔ آپ فرغام ملک کو کافی سستے میں نہیں

چھوڑ رہے جبکہ انہوں نے ناصر ف اپ کی ساخت کو نقصان پہنچایا بلکہ حور بی بی کو بھی بہت تنگ کیا ان دوران،،، شاہ میر کا صرف فرغام کی کمپنی سے ہر پر وجیکٹ چھین لینا داد کو ہضم نہیں ہو رہا تھا جب آغا گروپ آف کمپنی کو شاہ میر راتوں رات برباد کر سکتا ہے تو پھر فرغام کے لیے اتنا تحمل سے کام کیوں لے رہا تھا۔ داد تم میرے ساتھ بچپن سے ہو میں کبھی کسی کو ستے میں چھوڑ سکتا ہوں بھلا،،، داد کی بات سنتا شاہ میر پر اسرار مسکرایا۔ ابھی وقت نہیں ہے داد اس سے بدل لینے کا ضرور لوں گا اس سے بدلہ پر ایک الگ طرح سے،،، شاہ میر کے دماغ میں جو پیل رہا تھا صرف وہ ہی اُس سے واقف تھا۔ اور حور بی بی۔۔۔ وہ جو اتنا پریشان رہیں اُس کا کیا،،، درحقیقت داد اُس سے اندر کی ساری بات معلوم کرنا چاہ رہا تھا اب جا کر تو حالات کچھ ٹھیک ہوئے تھے داد نہیں چاہتا تھا کہ شاہ میر کی زراسی غلطی کوئی اور مشکلات پیدا کرے۔ اب تمہیں کیا بتاؤ داد اُس نے میری کزن کو تنگ نہیں کیا اپنی حور کو کیا تھا جس کا بدلہ بھی صرف وہ ہی لے سکتی ہے اب اُس پر ہے چاہے معاف کرے یا سزا دے،،، شاہ میر صرف سوچ کر ہی رہ گیا بولا کچھ نہیں۔ چھوڑو ان باتوں کو گاؤں کی سناؤ پر سوں گے تھے کیسے ہیں سب،،، شاہ میر بہت کوشش کرنے کے باوجود بھی گاؤں نہیں جا پایا تھا ایک تو یہاں کام اتنا تھا اور دوسرا وہ جب بھی جانے کی بات کرتا تو داد یا اکبر شاہ اُس کی جگہ چلے جاتے مجبوراً اُسے

روکنا پڑتا۔ سردار وہ۔۔۔ داد یہ شور کیسے ہے،،، داد گڑ بڑا کر رہ گیا۔ منشی اور یہاں سردار میں دیکھ۔۔۔ داد وہ کیا بات ہے جو تم نے مجھے بتائی نہیں ابھی تک،،، داد جو وہاں سے ہٹنے کے لیے پر تول رہا تھا اپنی ہی جگہ پر جم کر رہ گیا۔

\*\*\*\*\*

سرکار مجھ پہ رحم کریں ایک بار صرف سردار سائیں سے ملنے دیں،،، غریب منشی اکبر شاہ کو دیکھتا اس کے پاؤں پکڑ کر زمین پہ ہی بیٹھ گیا۔ منشی میں نے تمہیں گاؤں میں ہی کہا تھا میرے بیٹے کو اس سب سے دور رکھو تمہیں سمجھ نہیں آئی میری بکو اس جو یہاں منہ اٹھائے چلے آئے ہو،،، اکبر شاہ گاؤں کے بندے کو دیکھ کر فوراً اپنی کرسی سے اٹھتے اُسے کھینچ کر باہر کو کرنے لگے ڈر تھا کہ کہیں شاہ میر ہی نا آجائے۔ سرکار قتل میرے بھائی کے بیٹے نے کیا ہے اس میں میری معصوم بیٹی کا کیا قصور اُسے کیوں وہ لوگ اٹھا کر لے گئے،،، منشی اپنی ہی دہائی دیتے گیا۔ تمہارے بھائی کی کوئی بیٹی نہیں۔۔۔ تو کیا مطلب ہے کسی کا کیا منشی کی بیٹی کیوں بھگتے،،، شاہ میر کی آواز منشی کے اندر ایک نئی روح پھونک گئی۔ شاہ میر۔۔۔،،، اکبر شاہ پریشانی سے کبھی اپنے بیٹھے تو کبھی اس کے پیچھے سر جھکائے کھڑے داد کو دیکھے گئے۔ تو یہ وجہ تھی جو آپ مجھے گاؤں جانے نہیں

دے رہے تھے آپ نے مجھے اتنا کمزور سمجھ لیا کہ میں اپنے ہی لوگوں کے حق کے لیے لڑ نہیں پاؤں گا،،، شاہ میر باپ کو کندھوں سے تھامے سوال کرنے لگا۔ شاہ میر سمجھنے کی کوشش کرو بیٹا وہ گاؤں اب ویسا نہیں رہا میں تمہیں کیسے موت کے منہ میں بھیج دوں،،، اکبر شاہ کو بات سمجھانا مشکل لگی۔ بابا آپ بھول گئے میں موت کے منہ سے ہی نکل کر آیا ہوں اگر زندگی ناہوتی تو کب کامر۔۔۔ خبردار جو کوئی الٹی سیدھی بکواس کی،،، شاہ میر کا جملہ اکبر شاہ کا دل چیر گئی وہ وقت تو آج بھی اُن کے حافظے میں محفوظ تھا۔ سردار میری بیٹی کو بچالیں میں ساری زندگی آپ کا غلام رہو گا۔۔۔ پلیز مجھے جانے دو میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں،،، شاہ میر کو اپنے سامنے گڑ گڑاتے منشی میں کسی کا چہرہ یاد آیا وہ بھی تو ایسے ہی اُس کے سامنے گڑ گڑاتی تھی۔ داد منشی کے ساتھ جاؤ اور دو دن بعد کے جرگے کا اعلان کر کے منشی کی بیٹی کو اپنی تحویل میں لو۔۔۔ اور ہاں اعلان میں واضح کرنا جرگے کا فیصلہ سردار شاہ میر خود کرے گا،،، شاہ میر کا فیصلہ اکبر شاہ کے ساتھ ساتھ شاہ ولا کے سب لوگوں کو ہلا گیا سب ہی جانتے تھے شاہ میر کا وہاں جانا کسی خطرے سے خالی نہیں۔ بھائی میں آپ کو اکیلے جانے نہیں دے سکتا آپ مجھے اپنے ساتھ لے کر جائیں گے،،، ایان بدحواسی سے بولتے شاہ میر کسی چھوٹے بچے کی طرح اُس کے گلے لگا کہیں وہ اُسے چھوڑ کر ہی ناچلا جائے۔ تو میرا بھائی ہے ایان تو ہر جگہ

میرے ساتھ ہی جائے گا،، شاہ میر ایان کو تسلی دینے لگا جانتا تھا امان کے مقابلے میں ایان لڑائی جھگڑے سے بہت ڈرتا تھا۔ پر آپ ابھی کہاں جا رہے ہیں بھائی؟؟،، صرف داد کو منشی کے ساتھ نکلتا دیکھ شاہ میر سے پوچھے بنا نارہ پایا۔ کسی اپنے کو منانے جو لگتا ہے کہ بہت ناراض ہو گیا ہے،، دانیال کا ذکر کرتے شاہ میر کے چہرے پہ مسکرائٹ بکھیر گئی۔ کیا ضرورت ہے آپ کو جانے کی جب انہیں کوئی پرواہی نہیں تو،، ایان سنتے ساتھ ہی بگڑا۔ بڑا بھائی آخر بڑا ہوتا ہے اس کی ذمہ داریاں اس کا بوجھ چھوٹوں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے وہ چاہ کر بھی اپنے چھوٹے بھائیوں کو چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔ وہ ناراض ہے تو کیا ہوا میں تو نہیں نا،، شاہ میر نے اُسے سمجھانا چاہا جو منہ پھلائے کھڑا تھا۔ کیوں کرتے ہیں آپ اپنے بھائیوں سے اتنی محبت جب کہ وہ اس لائیک ہی نہیں۔۔۔ ایک وہ جو بیوی کی محبت اس کی ناراضگی کی خاطر اپنے بھائی کے پیار اور دوستی تک کو بھولا بیٹھا اور دوسرا جو اپنی منکوہ کے ساتھ ناروا سلوک کیے جانے پر اپنی ہی انا کی خاطر آپ کے ساتھ ساتھ اُس بیچاری کو بھی بیچ منجہار میں چھوڑتا ایسا گیا کہ مڑ کے خبر بھی نالی کہ پیچھے والے زندہ بھی ہیں کہ مر گئے،، شاہ میر کی صحیت یابی سے اب تک اس موزوں پہ کسی نے بات نہیں کی تھی آج بات نکلی تو ایان کا بھی ضبط جواب دے گیا۔

ایان بس چھوڑو۔۔۔ کیوں بڑے پاپا کیوں چھوڑو بھائی ان کا سوچ رہے ہیں جنہوں نے

بھائی کے ساتھ ساتھ ہم سب کو بھی۔۔۔ کیا بیوی ہی سب کچھ ہے جنھوں نے پالا پوسا جن بہن بھائیوں کے ساتھ ہنستے کھیلتے بڑے ہوئے وہ کچھ بھی نہیں،،، شاہ میر کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ اکبر شاہ آگے بڑھے تھے کہ ایان کو خاموش کرادیں پہ لگتا تھا کہ ایان آج کسی کی سننے کی موڈ میں نہیں تھا۔ یہی فرق ہوتا ہے بڑے اور چھوٹے میں بڑوں کو یاد بھی نہیں رہتا اور چھوٹے گنوا تے رہتے ہیں،،، شاہ نے اپنے پیارے بھائی کو دیکھا جو ہمیشہ بات کو ختم کرتا آیا تھا اور دوسروں کو بھی سمجھاتا تھا پر اب خود ہی نا سمجھ بن بیٹھا تھا۔ تو یہی چاہتا ہے ناکہ میں خود سے ناجاؤ ان دونوں کو ان کے حال پہ چھوڑ دوں۔۔۔ میری یہ بات اپنے دماغ میں بیٹھالے میں ان دونوں کا پیچھا تب تک نہیں چھوڑوں گا جب تک وہ مجھے معاف نہ کر دیں،،، ایان جو اپنی کرنے کے موڈ میں تھا ہار مانتا گیا۔ سردار شاہ میر اپنی سانسیں تو چھوڑ سکتا ہے پر بھائیوں کو نہیں،،، شاہ میر سب پہ ایک نظر ڈالتا باہر نکل گیا جبکہ ایان تھکے قدموں شاہ میر کے پیچھے چل دیا بھلا اس بھائی کو وہ کیسے اکیلا چھوڑ سکتا تھا جس نے اُس دنیا میں چلنا سکھایا تھا۔

\*\*\*\*\*

رافع بیٹا جلدی جلدی کھاؤنا آپ کی وین آنے والی ہے،،، منال کچن کے ہر پھیرے پہ

رافع کو ایک یہی بات کہتی۔ ماما آپ خود کھلاؤ نا،،، رافع نے لاڈ کیا جس کو اس وقت اٹھانے کے منال موڈ میں نہیں تھی۔ آپ تو کل کہہ رہے تھے کہ آپ اب بڑے بچے بن گئے ہو۔۔۔ اور اب کھاتے ہوئے فوراً سے ننے سے بے بی بن گئے،،، منال اُسے کل کی بات یاد دلانے لگی۔ ماما جب میرا کوئی بھائی بہن چھوٹا بے بی بن کر آئے گا تب ہی تو میں بڑا بے بی بنو گا نا،،، رافع تو س کھاتا ساتھ ساتھ جواب بھی دے رہا تھا۔ علی انسان بنو بجائے اسے سمجھانے کے تم ہنس رہے ہو،،، رافع کی بات پہ جہاں منال سٹیٹائی وہی علی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ کیا ہے نامسز کہ آپ کے بیٹے کو صرف آپ کی ہی سمجھ آتی ہے،،، منال اکثر علی کو یہ ہی بول کر تپاتی تھی اس لیے علی نے بھی موقع سے فائدہ اٹھایا۔ رافع منہ بند کر کے کھانا کھاؤ،،، رافع کو کچھ اور بولتا دیکھ منال نے اس کی زبان کو بریک لگائی۔ ماما منہ بند ہو گا تو کھاؤ گا کیسے،،، رافع نے اپنے سر پہ ہاتھ مارتے اس میں منال کی عقل کو پیٹا۔ اوف فف۔۔۔ اچھا بابا منہ کھول کر ہی زرا جلدی کھاؤ۔۔۔ علی دروازہ تو کھولیں لگتا ہے ڈرائیور بیل پر ہاتھ رکھ کر ہٹانا بھول گیا ہے،،، گیٹ کی مسلسل بجتی گھنٹی منال کو جھنجھلا گئی۔ آ رہا ہوں بھائی آرام سے اتنی جلدی کس بات کی ہے،،، جس گیٹ تک پہنچنے پر بھی بیل بند نا ہوئی تو علی کو مجبوراً بولنا پڑا۔ مجھے لگا تو نے ناراضگی میں مجھ پر اپنے گھر کے دروازے بند کر دیے ہیں،،، گیٹ کھلتے ساتھ ہی فرغام

کا چہرا نمودار ہوا۔ ہیلو گائیز وٹساپ،،، علی بنا سلام دعا کہ اپنی ناراضگی ظاہر کرتا اندر  
چل دیا۔ چلو رافع آپ کی وین آگئی ہے،،، منال بھی حورین کے ساتھ فرغام کے  
رویے کو لے کر اُس سے ناراض تھی۔ ہممم بیٹا فرغام لگتا ہے یہ دونوں اس بار تجھے گھاس  
نہیں ڈالنے والے،،، فرغام بڑ بڑایا۔ کچھ زیادہ لمبی ناراضگی نہیں ہو گئی اس بار مجھ  
بیچارے سے،،، منال کو پکن میں جاتا دیکھ فرغام وہی چلا آیا۔ دل تو کر رہا ہے کہ تمہیں  
دو لگاؤ،،، منال نے منہ بنایا۔ یار تم لگا ہی دو ہو سکتا ہے تمہارے شوہر کی بھی ناراضگی  
ختم ہو جائے،،، فرغام شرمندہ سا سر جھکا گیا۔ کیا مطلب علی تم سے ناراض  
ہے؟؟؟ پر کیوں۔۔،،، منال کو حیرت ہوئی۔ بس کچھ کونٹریکس تھے جس کا وہ منع  
کر رہا تھا پر میں مانا نہیں،،، فرغام نے گولمول سا جواب دیا۔ سچ کیوں نہیں بول رہا کہ شاہ  
میر بھائی کی کمپنی کو برباد کرنے پر تلا ہوا تھا تو،،، علی جو رافع کی بس آنے کی وجہ سے اُس  
کو باہر تک چھوڑنے گیا تھا آتے ہوئے فرغام کی بس ہی بات اچکتا منال کی معلومات  
میں اضافہ کرتا گیا۔ یہ۔۔۔ برباد ہوا تو نہیں ناشاہ ایمپائر اور ویسے بھی یہ ایک طرح کا  
بدلہ تھا جو میں نے لیا،،، فرغام جانتا تھا کہ اب اُس کی ان دونوں سے خیر نہیں بس  
منمننا ہی سکا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ انھوں نے پری کے ساتھ غلط کیا مگر پری کے  
بجائے باقی سب کیوں انھیں اپنی طرف سے سزا دینے پر تل گئے ہیں،،، منال جو حیرت

سے منہ کھولے ان دونوں کو سن رہی تھی غصے سے بولی۔ ان کو سزا دینے کا حق صرف  
 پری کا ہے تو مہربانی کر کے اُسی کے پاس یہ حق رہنے دو،،، منال نے اپنا باقی کا غصہ  
 ناشتے پہ نکالا جو وہ فرغام اور علی کے لیے بنا رہی تھی جانتی تھی اب فرغام کھا کر ہی  
 جائے گا۔ وہ حق کیا استعمال کرے گی وہ تو خود اُسی انسان سے شادی کر رہی ہے جو اُس کی  
 بربادی کا ذمہ دار ہے،،، اصل بات تو یہ تھی کہ پریشے کا یہ اسٹیپ فرغام کو ملول  
 کر گیا تھا۔ کیا سچی میں پری اور شاہ میر بھائی کی شادی۔۔۔،،، منال تو سنتے ساتھ ہی چمکنے  
 لگی جبکہ علی کے چہرے پر بھی خوشی نظر آرہی تھی۔ تم دونوں میاں بیوی خوش  
 ہو جاؤ،،، فرغام طنز سے بچنا آیا۔ اُس کا گھر بس رہا ہے تو کیا تو خوش نہیں ہے،،، علی کی  
 پھر سے تیوری چڑ گئی۔ خوش تو تب ہو تا جب کسی اچھے شخص سے وہ بیانی جا رہی  
 ہوتی،،، فرغام کا اب بھی منہ لڑکا ہوا تھا۔ تو نے کتنی دنیا دیکھی ہے  
 فرغام۔۔۔ اپنے دماغ کو حاضر حاضر رکھ اور بتا مجھے کہ کیا پری کو کوئی اچھا شخص بیاہنے  
 آتا،،، علی کی بات فرغام کو سنائے میں لے گئی۔ علیسی۔۔۔،،، منال کو علی سے اتنی  
 صاف گوئی کی امید نہیں تھی پریشے کے ساتھ جو ہو اُس کا کوئی ذکر نہیں کرتا تھا پر سب  
 اس بات سے اچھے سے واقف تھے کہ پریشے چاہ کر بھی پہلے جیسا مقام نہیں پاسکے گئی۔  
 ہم ہم بیوقوف انسان۔۔۔،،، فرغام کا جھکا سر علی سے برداشت ناہوا کھینچ کر اُسے

گلے لگاتا ساری ناراضگی ختم کر گیا -

\*\*\*\*\*

سردار کی گاڑی اور یہاں،،، بابر جو کوریڈور میں پریشانی سے ٹھل رہا تھا سردار شاہ میر کی گاڑی کو دانیال منشن آتے دیکھ اپنی جگہ ٹھٹک گیا۔ مسٹر بابر میں اس طرح سے ان کا علاج نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ خود کو پریٹ نا کریں مجھے تو لگتا ہے کہ وہ خود ہی نہیں چاہتے ٹھیک ہونا،،، بابر جو گاڑی کے پاس جانے کی سوچ رہا تھا ڈاکٹر کی آواز پہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ بابر یہ ڈاکٹر کیا ااا۔۔۔ دیکھیے مسٹر میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ مسٹر دانیال کو ٹینشن فری رکھیں لیکن آپ لوگوں نے میری بات کو سیر یسلی نہیں لیا نا تو ان کی ڈائٹ کا خیال رکھا جا رہا ہے اور نا ہی میڈیسن کا پلینز ان پر توجہ دیں نہیں تو مجھے ان کو ہو سپیٹلائز کرنا پڑے گا،،، شاہ میر کے بولنے سے پہلے ہی ڈاکٹر اپنے پیشہ ورانہ انداز میں دانیال کی کنڈیشن بتاتا گیا۔ بابر ررر۔۔۔،،، شاہ میر حیرت کی زیادتی سے گنگ رہ گیا۔ دانی کیا ہوا ہے تجھے تو نے بتایا کیوں نہیں طبیعت کا،،، کمزور اور اجاڑ سے اپنے بھائی کو دیکھ شاہ میر کے ساتھ ساتھ زبردستی آیا یا ان بھی اپنی ناراضگی بھول بھال اس کی فکر میں لگ گیا۔ شاہہ۔۔۔ دفعہ ہو ووا جااؤ تمم۔۔۔،،، شاہ میر کو اپنے سامنے دیکھ دانیال



آپیا آپ فری ہیں؟،،، جب سے عائشہ نے سنا تھا کہ پریشے صرف مہر کی خاطر شاہ میر سے شادی کے لیے مان گئی ہے وہ پری سے بات کرنے کی ہمت ہی نہیں جھٹا پار ہی تھی۔ میں تو فری ہی ہوتی ہوں پر شاید میری بہن بہت مصروف ہو گئی ہے اب،،، پریشے عائشہ کی جھجک سمجھ رہی تھی۔ آپیااا۔۔۔ آیم سوری ہر اُس بات اور رویے کے لیے جس سے آپ ہرٹ ہوئی ہوں،،، عائشہ نے اپنے دونوں کان پکڑے اور معافی مانگنے لگی یسے بچپن میں مانگتی تھی۔ معافی کی ضرورت نہیں ہے عائشہ بھلا اپنی بہنوں کا بھی کوئی برا مناتا ہے،،، پریشے نے پیار سے اس کے ہاتھ تھامے۔ ضرورت ہے آپیا پر آپ میرا یقین کریں میں نے جو بھی کیا وہ دل سے نہیں کیا تھا بس مجبوری تھی مہر بجو کا گھر بچانے کی مجبوری،،، عائشہ تو یہ سوچ کر آئی تھی کہ پریشے اُس پہ غصہ ہوگی۔ آپ دانیال بھائی سے نہیں ملی نا اس لیے انھیں غلط سمجھ رہی تھیں پر آپ دیکھیے گا وہ بہت اچھے ہیں۔۔۔ بجو کے لیے تو بسٹ ہیں،،، عائشہ دانیال کی خوبیاں بیان کرنے لگی جس سے پریشے پہلے ہی واقف تھی۔ جب میری سمجھدار بہن اتنا کہہ رہی ہے تو کچھ تو بات ہوگی اُس میں،،، پریشے مسکرائی۔ آپیا دانیال بھائی کوئی شہزادے تھوڑی ہیں بس ٹھیک سے ہیں،،، مہر کو دروازے سے اندر آتا دیکھ عائشہ نے پریشے کو آنکھ ماری۔ ہمم۔۔۔ عائشہ مجھے دیکھنے میں تو وہ عجیب سا باولا باولا سا لگتا

ہے۔۔۔ بات چیت تو نارمل کرتا ہے نا۔۔۔، پریشے بھی اُس کی شرارت سمجھ گئی تھی اس لیے اُس کا ساتھ دیتی پوچھنے لگی۔ نہیں آپ ایسی بات نہیں ہیں دانیال بہت اچھے ہیں سب کا بہت خیال رکھتے ہیں۔۔۔ ہاں بولتے زرا کم ہیں پر عجیب نہیں ہیں،،، مہر پریشے کی بات سن کر پریشان ہوتی دانیال کی صفائی دینے لگی۔ ہا ہا ہا۔۔۔ اوففف بجو آپ بھی نا کہاں تو صبح سے خاموش تھیں اور اب جب بات دانیال بھائی کی آئی تو کیسے میدان میں اتر گئی لڑنے کے لیے،،، مہر ہونق بنی اپنی بہنوں کو قہقہے لگاتا دیکھے گئی۔

عائشہ۔۔۔ بہت بد تمیز ہو تم میں لڑ تھوڑی رہی ہوں میں بس آپ کی کو بتا رہی تھی کہ وہ عجیب نہیں ہیں،،، مہر نے کہتے منہ پھلا لیا۔ آپ کی عائشہ ایسی ہی مجھے تنگ کرتی ہے صبح بھی یہ دانیال اور شاہ میر بھائی کا کمپیریزن کر کے مجھے چڑھا رہی تھی،،، عائشہ پہ اثر نا ہوتا دیکھ مہر پریشے کو شکایت لگانے لگی۔ آپیا میں نے صرف کہا کہ دانیال بھائی سویٹ ہیں اب بجو کو بُرا لگا تو اس میں میں کیا کہہ سکتی ہوں،،، عائشہ چپس کھاتی معصومیت سے بولی۔ پوری بات بتاؤ نا تم۔۔۔ آپ کی اس نے کہا دانیال سویٹ اینڈ کیوٹ ہیں جبکہ شاہ میر بھائی۔۔۔،،، عائشہ سے باؤل کھینچتی مہر بولتے بولتے خاموش ہو گئی۔ شاہ میر بھائی ہوٹی ہیں،،، مہر کے ادھورے جملے کو عائشہ نے مکمل کیا۔ عائشہ انسان بنا کرو،،، پریشے کو عائشہ کی بات نا گوار گزری۔ آپیا بجو سے پوچھے نا اس میں چڑنے والی کیا بات

تھی،،، عائشہ بغیر بُرا منائے مہر کو چڑاتی پریشے سے بولی۔ وہ ٹھیک تو کہہ رہی ہے مہر تم نے کیوں منہ پھولا یا ہوا ہے صبح سے،،، پریشے نے نا سمجھی سے بہنوں کو دیکھا۔ میں نے ایک دفعہ دانیال کو کیوٹ بولا تھا تو وہ بہت ہنسے اور کہا کہ سویٹ، کیوٹ جیسے لفظ بے بیز کے لیے بچا کر رکھو۔۔۔ ہا ہا ہا،،، مہر کا بتانا تھا کہ کمرے میں ایک زبردست قہقہہ گونجا۔

آپیا سچ میں بچونا۔۔۔ ٹرن ٹرن۔۔۔ ایک تو آپ دونوں کے دیور کو سکون نہیں،،، عائشہ کی بات کو مابائل کی آواز نے خاموش کروایا۔ ہیلو۔۔۔ کیوں کیا ہوا۔۔۔ او وہہ۔۔۔ کون سے ہو اسپتال میں ابھی پہنچتی ہوں،،، دوسری سائیڈ کی بات نے عائشہ کو بد ہوا اس کیا اور وہ کپڑے اٹھ کھڑی ہوئی۔ کیا ہوا عائشہ ایان کیا کہہ رہا تھا کون ہے ہو اسپتال میں،،، پریشے نے مہر کے دل کی بات کی۔ نہیں آپیا ایسی کوئی بات نہیں بس وہ کچھ تھیس رہ گئے تھے،،، عائشہ بات کو گول کرنے لگی۔ عائشہ مجھے صحیح بات بتاؤ تم نظریں کیوں چرا رہی ہوں،،، پریشے نے جاتی عائشہ کا ہاتھ پکڑ کر اُسے روکا۔ دانیال بھائی کی تھوڑی سی طبیعت خراب ہو گئی ہے تو انھیں ہو اسپتال۔۔۔ کیا ہوا ہے دانیال کو میں بھی جاؤ گی تمہارے ساتھ ہو اسپتال،،، مہر پریشان ہوتی جانے کی ضد کرنے لگی۔ بچو شاہ میر بھائی نے منع کیا ہے کہ کوئی بھی ہو اسپتال نا آئے،،، عائشہ نے مہر کو سمجھانا چاہا جو ساتھ جانے کی رٹ لگائے جا رہی تھی وہ کون ہوتا ہے منع کرنے

والا،،، شاہ میر کا تحکم بھرا آڈر پریشے کو جلا ہی گیا۔ بجو کے جیٹھ، دانیال بھائی کے بڑے بھائی اور گھر کے بڑے بیٹے ہیں وہ۔۔۔،،، اپنی بہن کو ٹکاسا جواب دیتی عائشہ تیزی سے نکل گئی۔

\*\*\*\*\*

علی پریشان ہو۔۔۔،،، جب سے منال کو فرغام کی حرکت معلوم ہوئی تھی وہ ہر وقت انجانی ٹینشن میں گھیری رہتی تھی ابھی بھی علی کو خاموش بیٹھا دیکھ اُس سے پوچھنے لگی۔ نہیں پریشان تو نہیں بس دکھی ہوں اتنی محنت کی اُس کے باوجود بھی کانٹریکٹ نہیں ملا،،، یہ تو اب معمولی بات ہو گئی تھی کہ ان کی کمپنی کو ملنے والا ہر کانٹریکٹ ان تک پہنچتے پہنچتے کسی اور کو مل جاتا اور وہ ہاتھ ملتے رہ جاتے۔ کوئی بات نہیں ایک چھوڑ ہزار بہت،،، منال نے اسے تسلی دی۔ میرا نہیں خیال کہ اب کوئی اور کمپنی ہمیں کوئی کانٹریکٹ دے گی بھی،،، آج علی اور ہمایوں نے فیکٹری کا وزٹ کیا تھا ان کی آغا کمپنی کے لیے بنایا سارا میٹیریل ویسے کا ویسا ہی پڑا تھا ایکسپارٹی ڈیٹ میں صرف بیس دن رہ گئے تھے ان سے کوئی بھی کمپنی ڈیل کرنے کو تیار ہی نہیں تھی جو وہ اپنا نقصان کچھ حد تک کم کر سکتے۔ جانتی ہو یہ میری اتنی محنت کس کو نفع پہنچا گئی۔۔۔ پچھلے دو کانٹریکٹ

کی طرح یہ بھی شاہ میر بھائی کی کمپنی ہی لے اڑی،،، علی نے منال کے جواب کا انتظار کیے بنا خود ہی بتا دیا۔ پر یہ غلط ہے علی کسی ایک کمپنی کو ٹارگٹ بنانا،،، مسلسل ٹینشن منال کو تلخ ہونے پر مجبور کر گئی غصے میں شاہ میر کو سنانے لگی۔ دکھ ہی اس بات کا ہے کہ میں فاخر اور ہمایوں بے گناہ مارے جائے گے۔۔۔ اتنی سٹر گل سرمایہ محنت سب پانی بنتی جا رہی ہے،،، علی سر آہ بھرتا بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا شاید خود کو ریلیکس کرنے کے لیے پروہ اپنی اس کوشش میں ناکام رہا۔ اگر تم کہو تو میں حورین سے بات۔۔۔ تم سے شئیر کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ تم حورین تک بات پہنچا دو بس دعا کرو کہ ہمارا دیوالیہ نانکلے نہیں تو میں خالی ہاتھ رہ جاؤ گا،،، ہر انسان کی طرح علی کو سب سے زیادہ اپنی پریشانی تھی ایک یہ وجہ بھی تھی کہ اس کے باقی دوستوں کو اگرچہ فرق تو پڑتا پر اتنا نہیں جتنا علی کو کیونکہ اس نے اپنے والد کا سٹور اور گھر کے کاغذات کے ساتھ ماں اور منال کے زیور تک بینک میں رکھوا کر بہت بھاری مقدار میں لون لیا ہوا تھا۔

\*\*\*\*\*

شاہہ میں۔۔۔ تو نے اب دوبارہ میرا نام بھی لیا تو تیری یہ بتیسی توڑ دوں گا اپنی شادی میں پھر رومال سے منہ چھپاتا پھریں،،، دانیال کب سے شاہ میر سے بات کرنا چاہ رہا تھا پر

ہر بار وہ اس کو جھڑک دیتا۔ بھيو آئی ہیٹ یو کوئی اس طرح بھی کرتا ہے اپنوں کے ساتھ اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو،، ایان کہاں پیچھے رہتا دانیال کو ڈریپ لگاتے خفگی سے بولا۔ تجھے ڈاکٹر کس لیے بنا رہا ہوں۔۔۔ ہو سکتا ہے میری بیماری اُس روٹھے کو بھی پاکستان کھینچ لاتی،، ایان نے اپنا دوسرا ہاتھ ایان کے سر پر رکھتے اس کے جوڑی دار کو یاد کیا۔ دانی بھائی کو کیسیبیا۔۔۔ زینہ سمبھال کے بیٹا،، وہ سارے جو امان کو سوچ رہے تھے زینہ کی آواز پہ ایک دم چونکہ جو دھاڑ سے دروازہ دھکیلتی اندر آئی۔ کون لایا ہے تم دونوں کو یہاں میں نے منع کیا تھا نا،، زینہ کی کنڈیشن ایسی نہیں تھی کہ وہ ہو اسپتال آسکتی اسی لیے شاہ میر نے منع کیا تھا کہ کوئی عورت ہو اسپتال نا آئے پر زینہ کو اکیلے دیکھ شاہ میر غصے سے بولا۔ سر میں لایا ہوں،، بابر دانیال کو سلام کرتے شاہ میر سے بولا۔ بابر۔۔۔ تم میرے ہاتھ سے یقیناً ضائع ہو جاؤ گے،، شاہ میر کے دانت کچکا کر بولنے پر بابر سر جھکاتا مسکرا دیا جانتا تھا کہ یہ شاہ میر کا وقتی غصہ ہے جو جلد ہی اتر جائے گا۔ دانی بھائی آپ ٹھیک ہیں نا میں اتنی بُری بہن ہوں کہ آپ نے مجھے خبر بھی نا ہونے دی،، زینہ دانیال کا ہاتھ پکڑتی رونے لگی جبکہ دانیال بالکل ساکت تھا۔ دانی کی گڑیا آپ کا بھائی ٹھیک ہے اور پھر اتنی پیاری بہن کے ہوتے اُسے کچھ ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔ آپ گھر جاؤ بیٹا میں اس الو کو گھر لے کر آتا ہوں پھر خوب لڑیں گے اس

سے،، شاہ میر ایان اور بابر کو گھورتا زینہ کا ہاتھ پکڑے اسے ایان کے ساتھ گھر بھیجنے لگا جو شاہ میر کے غصے کی وجہ سے بنا ضد کیے چلی گئی۔ شاہ یہہ۔۔۔ تو نے بالکل ٹھیک کہا تھا ہم دونوں کے نصیب میں چھوٹوں کے بچے پالنا ہی لکھا ہے،،، حیرت زدہ دانیال کا کندھا تھکتے شاہ میر بات کو مزاح کارنگ دے گیا۔ رلیکسس۔۔۔ بہت مشکلوں سے سمجھلی ہے وہ کوئی ایسی بات نا کریں کہ وہ دکھی ہو جائے۔۔۔ اپنا بچہ تو میں کھو چکا ہوں اپنے بھائی کی اولاد کو کچھ نہیں ہونے دوں گا،،، دانیال کی نم آنکھیں شاہ میر کو تکلیف دے رہی تھیں کوئی کر بھی کیا سکتا تھا سوائے تسلی دینے کے شاہ میر نے بھی وہی کیا۔ تو ان سب باتوں کو چھوڑ اور ریسٹ کر ٹھیک ہو گا تبھی تو اپنی بیوی کو لینے جا پائے گا نا،،، شاہ میر کی بات دانیال کے چہرے پہ مسکرائٹ لے آئی۔ سردار شاہ میر کیا مجھ جیسے ناخلف بھائی کو معافی مل سکتی ہے،،، دانیال نے اپنے ایک ہاتھ سے کان پکڑا کیونکہ دوسرے پہ ڈریپ لگی ہوئی تھی۔ تو جانتا ہے نا سردار شاہ میر میں معاف کرنے کا ظرف نہیں،،، پل میں شاہ میر سردار کے روپ میں آیا۔ اور میرے بھائی میرے دوست میں۔۔۔،،، دانیال کا ہاتھ پکڑنا شاہ میر کے چہرے کے تاثرات ایک دم سے نرم ہوئے۔ معافی تو تجھے کسی صورت نہیں ملنی چاہیے ہاں سزا کی نوعیت ضرور بدلی جاسکتی کیوں شاہ میر،،، ارحم جو راونڈ سے واپس آ رہا تھا اس کی بات سننے ایک دم

سے بولا۔ ہم چل کچھ۔۔۔ اوہو لگتا ہے حورین نے مخالفوں کو خبر دے دی ہے  
 الاحمر ولا سے کال ہے،، اس سے پہلے کہ شاہ میردانیال کو سزا دیتا بچتے موبائل پہ  
 نمبر دیکھ کر دانیال سے کہا جو شاہ میر کے مخالف کہنے پر اسے گھور رہا تھا۔ اسلام  
 و علیکم۔۔۔ شاہ میر بھائی دانیال کیسے ہیں،، موبائل کا سپیکر سے مہر کی روہانسی آواز باہر  
 آئی۔ بہت جلدی خیال نہیں آگیا آپ کو،، وہ شاہ میر ہی کیا جو طنز کیے بنا رہ جائے۔ بھائی  
 وہہ۔۔۔ یار شاہ نا کروہ بہت نازک دل ہے رو رو کر خود کو ہلکان کر لے گی،، دانیال  
 کے بولنے سے پہلے ہی شاہ میر نے سپیکر پہ ہاتھ رکھ لیا تاکہ دوسری اور آواز نا جاسکے۔  
 ہیلو شاہ دانیال کس ہو اسپتال میں ہے نام بتاؤ۔۔۔ ہوڑ گنگا کیوں ہو یا سی دس اونانو (اب  
 گونگا کیوں ہو گیا ہے بتا نہیں)،، اب کی بار پریشے کی غصے بھڑی آواز آئی جو یقیناً اپنی  
 بہن کو روتا دیکھ بولی تھی۔ یار انسان بنا کر اب وہ آئے تو اسے کچھ کہیں مت بلکہ تو بات  
 ہی مت کریں،، شاہ میر نے ایڈریس بتا کر موبائل جیسے ہی بند کیا دانیال بول پڑا۔ لو  
 ہو گیا تعین سزا کا۔۔۔ شاہ میر مسکراتے موبائل رکھنے لگا۔ کیا میں ابھی بیمار ہوں  
 شاہ جب ٹھیک ہو جاؤ گا تب۔۔۔ میرے مطلب کی سزا تو ابھی ہی پوری ہوگی نامیرے  
 شیر،، شاہ میر دانیال کی بات سنے بغیر باہر نکل گیا۔ میں تجھے وون کر رہا ہوں شاہ میر کی  
 سہائیل مجھے کسی کمینگی کا پتا بتا رہی ہے،، ارحم کی بات دانیال کو ٹینشن میں لے گئی

ناجانے اب شاہ مہر سے کیا کہنے والا تھا -

\*\*\*\*\*

دانیال لعل۔۔ کیا ہوا ہے انھیں ڈاکٹر کیسی طبیعت ہے انکی،، مہر کو اپنے پاس دیکھ دانیال بند آنکھوں سے مسکرایا۔ میں ٹھیک ہوں مہر اس گدھے کی مت سننا کوئی بھی بات،، دانیال نے دل ہی میں اُسے ججواب دیا۔ پلیز پشٹنٹ سے زیادہ بات نا کریں،، ڈیوٹی پہ موجود ڈاکٹر نے سختی سے کہا جو کوئی اور نہیں بلکہ ارحم ہی تھا۔ ہاں ہاں یہ ٹھہر کی ڈاکٹر جو موجود ہے اس سے ہی کر لو۔۔ بیٹا دیکھ میرا بھی وقت آئے گا تجھ سے اور شاہ سے گن گن کے بدلے لوں گا،، دانیال نے سوچتے ہوئے دانت پیسے جیسے ان میں ارحم اور شاہ میر ہوں۔ پر یہ بول کیوں نہیں رہے،، مہر کو حد سے زیادہ ڈر پوک تھی ڈاکٹر کے وارن کرنے سے آہستہ سے بولی۔ جانِ دانیال شاہ میر نے شرط ہی ایسی رکھی ہے کیا کرو مجبور ہوں،، مہر کی افسردہ آواز دانیال کو بھی افسردہ کر گئی۔ تو مجھے میری سزا تو بتا،، مہر کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے دانیال نے شاہ میر سے پوچھا آیا وہ چاہتا کیا ہے۔ تجھے کچھ خاص نہیں کرنا بس منہ بند رکھنا ہے اپنا سب کے سامنے خاص کر مہر دانیال کے سامنے،، شاہ میر کی بات پہ دانیال کا منہ کھلا رہ گیا۔ کیا اااا۔۔ وہ بھی

شادی تک ناتواں سے بات کرے گا اور ناہی اُس کی طرف دیکھے گا،،، دانیال کا مسلسل  
 نامیں ہلتا سر دیکھتے شاہ میر اپنی بات پوری کی۔ چل بیٹا سزا بھگتنے کا ٹائم شروع  
 ہو گیا تیرا،،، ارحم ہنستا اس کی پیٹھ تھپکتا اس کا حوصلہ بڑھانے لگا جیسے وہ کسی لڑائی پہ  
 جا رہا ہوں۔ پر مجھے منظور نہیں ہے اپنی یہ سزا۔۔۔ پہلی بار تو میری مہر خود سے مجھے  
 منائے گی،،، بستر پہ اچھل کر بیٹھتے دانیال انکاری ہوا آخر وہ اتنا اچھا موقع ہاتھ سے  
 جانے کیسے دیتا۔ سوچ لے یہ ناہو کہ شادی کی رات ہم تجھے کہیں غیب کر دیں،،، شاہ  
 میر نے ایک اور کارڈ کھیلا۔ بہت ہی کمینہ ہے تو،،، دانیال کہتے ساتھ دھپ سے لیٹ  
 گیا۔ لگتا ہے آپ نے انہیں ناراض کر دیا ہے،،، ارحم دانیال کے کیلو لے کو چھیڑتا اسے  
 اٹھانے لگا جو مہر کو دیکھ کر سوتا بن گیا تھا آخر اس سے منہ کیسے پھیرتا اگر وہ اپنے آنکھیں  
 کھول دیتا تو یقیناً اس سے دور نارہ پاتا۔ اب تو اگر بولائیں تیرے دانت توڑ دوں  
 گا ارحم،،، دانیال نے پاس کھڑے ارحم کے سائیڈ پہ چٹکی بھری جو مہر کی نظروں سے  
 پوشیدہ رہی۔ پلیز ڈاکٹر انہیں ہوش میں لائیں میں منالونگی انہیں،،، مہر کا بس نہیں چل  
 رہا تھا کہ وہ رونے بیٹھ جائے ایسے آثار دیکھ کر ارحم نے اسے باہر بھیج دیا۔ میری جان کچھ  
 دیر اور ویٹ پھر ناتویہ آنسو ہوں گے اور ناہی یہ ظالم زمانہ،،، مہر کے جاتے ہی دانیال  
 نے ارحم کا ہاتھ مڑوڑے اس کی کمر پہ دو جڑتے آواز سے کہا -

\*\*\*\*\*

ہیلو شاہ میر سپیکنگ،، شاہ میر تھکا ہارا ابھی گاؤں سے آیا تھا اور بنا فریش ہوئے دانیال کی خیریت لینے کا سوچتا اس کے کمرے میں ہی جا رہا تھا کہ موبائل رسپو کرتا ہی میں ہی روک گیا۔ اسلام و علیکم بھائی میں منال علی بات کر رہی ہوں حورین اور پریشے کی دوست،، منال نے اپنا پورا تعارف کروانا ضروری سمجھا۔ جی منال میں پہچان گیا کیسی ہیں آپ،، شاہ میر نے اخلاقیات نبھائی جو وہ بہت کم لوگوں کے ساتھ نبھاتا تھا۔ اللہ کا کرم ہے دانیال بھائی کیسے ہیں مجھے حورین نے بتایا تھا ان کی طبیعت کا،، منال اور علی دانیال سے ملنے ہو اسپٹل گئے تھے پروہ ڈسچارج ہو گیا تھا۔ پہلے سے کافی بہتر ہے،، شاہ میر نے دانیال کی خیریت بتائی۔ بھائی مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی،، منال کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کس طرح بات شروع کرے۔ مجھے تھوڑا سا تو اندازہ ہے اپنی بات کی نوعیت کا پر تصدیق تب ہی ہوگی جب آپ مجھے بتائیں گی،، شاہ میر نے صاف گوئی سے کام لیا۔ بھائی آپ کے ساتھ جو بھی کیا اس میں صرف فرغام ملوس تھا علی فاخر اور ہمایوں کا اس میں کوئی ہاتھ نہیں تو پھر آپ سزا ان تینوں کو کیوں دے رہے ہیں،، منال نے ڈاریکٹ بات کی۔ ہر کانٹریک ان سے چھین لینا یہ زیادتی۔۔۔

چٹا خنخ۔۔،، منال کی باقی کی بات اس کے منہ میں ہی رہ گئی علی جو اس کے پیچھے کھڑا غصے میں لال ہو رہا تھا منال کو ایک لگاتار فون بند کر گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے تم پہ اپنی کمزوری ظاہر کی،،، علی نے موبائل دیوار پہ مارت اس کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ مجھے ہلپ ہی چاہیے ہوتی تو میں خود حورین سے بات کرتا پر تم نے شاہ میر بھائی کے آگے ہاتھ پھیلا کر صرف مجھے ہی نہیں ہم چاروں کو لاجا چار ثابت کر دیا،،، علی کی تیز آواز سے اس کی ماں اور رافع بھی بھاگے چلے آئے۔ علی میری بات تو سنو،،، منال آنسو سے تر چہرا لیے اس کے پیچھے بھاگی۔



بھائی خیریت ہے آپ اس طرح بیچ سیرٹھیوں میں کیوں کھڑے ہیں،،، ایان اور حورین نے شاہ میر کو کسی سوچ میں گھیرے پایا تو اس کا کندھا ہلائے اسے پوچھنے لگے۔ کچھ خاص نہیں بس ایک کال رسیو کر رہا تھا،،، شاہ میر نے انھیں ٹالا۔ اوہو ایان مجھے یاد ہی نہیں رہا مومنہ کہا تھا کہ دانیال بھائی کو سوئف کا قبوہ دے دوں دو ایوں کی گرمی کے لیے اچھا ہوتا ہے ایسا کرو تم اکیلے چلے جاؤ،،، حورین جو ایان کے ساتھ کہیں باہر جانے کے لیے نکلی تھی کچھ یاد آنے پہ سر پہ ہاتھ مارتی اس سے معذرت کرنے لگی۔

حورین ایک بات پوچھو۔۔۔،،، ایان کے جاتے ہی شاہ میر حورین کے پچھے کچن میں آیا جو ملازمہ کو کچھ ہدایت دے رہی تھی۔ سردار شاہ میر کو کب سے اجازت کی ضرورت پڑ گئی،،، حورین نے شاہ میر کو چھیڑا کثر شاہ میر کو حورین کی بے ساختہ شرارت کو بھگتنا پڑتا بعض اوقات تو وہ ہنس دیتا کبھی کبھار اپنے بڑے پن کا رعب جماتا جس میں ایان اور زینہ تو آرام سے آجاتے پہ حورین اور کسی سے ڈر جائے ناممکن - ہا ہا ہا نہیں بس سوچا کہہ اپنی بہن سے اجازت لے لوں یہ ناہو کہ بڑی آپا منہ پھولا کر بیٹھ جائیں،،، شاہ میر کے چھڑنے پہ حورین کمر پہ ہاتھ رکھتی اسے گھورنے کے ساتھ ایان کو دو تین سلاواتے سنانے لگی جس نے سب کو موقع دے دیا تھا اُسے چڑانے کا۔ کیا تم فرغام کو معاف کر سکتی ہو،،، شاہ میر نے حورین کو اپنی بات پہ ٹھٹھکتے دیکھا جیسے اُسے شاہ میر سے اس بات کی امید ناہو - پر اس نے کیا کیا ہے شاہ میر بھائی؟،،، فرغام کا ذکر حورین کے چہرے پہ بہار بن کر کھلا جسے بہت غور سے شاہ میر نے دیکھا۔ عورت اور مرد کے ظرف میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے عورت کبھی جتلاتی نہیں اور مرد کبھی چھوڑتا نہیں،،، شاہ میر کے حافظے میں کالج میں اپنی تقریر کا جملہ اجاگر ہوا۔ اتنی آسانی سے تو میں تمہیں پھر بھی نہیں چھوڑوں گا فرغام ملک۔۔۔ مجھے صرف ایک موقع مل جائے تمہارے آنسو نکلوا دیے تو میں سردار شاہ میر

نہیں،،، شاہ میر نے حورین کو دیکھے اپنے دل میں تہیہ کیا جو فرغام کا تنگ کرنا سرے سے گول کر گئی تھی پر شاہ میر داد کی بتائی ایک ایک بات کو اپنے دماغ میں رکھے ہوئے تھا -

\*\*\*\*\*

تیرا دماغ خراب ہو گیا تھا کمینے انسان تو نے منال پہ ہاتھ اٹھایا،،، فرغام نے تیسری بار بھی جب اپنی بات دہرائی تو علی کو مجبوراً ٹیبل سے اپنا سر اٹھا کر اُسے گھورنا پڑا۔ اُس وقت کچھ سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیا کرو،،، اُس وقت تو علی غصے میں گھر سے باہر نکل گیا تھا پر جب رات میں آکر دیکھا تو گھر منال سے خالی تھا امی نے تو سیدھے منہ بات بھی ناک کی ہاں رافع نے اس کا اپنے پاپا کے گھر جانے کا ضرور بتادیا تھا اور جس انداز میں بتایا تھا علی کو ایسا لگ رہا تھا کہ وہ نہیں بلکہ رافع اس کا باپ ہو۔ اور تو نے اُس کو چیپ دی،،، فرغام نے پیپر ویٹ ہی اٹھا کر علی کے مارا جو اس نے بروقت کھنچ کر کے خود کو بچایا۔ یہ سب تیری وجہ سے ہوا ہے نا تو شاہ ایمپائر کو نقصان پہنچاتا نہ ہم یہ سب فیس کرتے۔۔۔ اور نا تو غصے میں اپنی بیوی کو بیٹتا،،، علی کی بات کو بیچ سے اچکتے فرغام نے اس کی گردن پکڑے جملہ پورا کیا۔ پیٹا نہیں ہے صرف۔۔۔ ہاں ہاں بول صرف ایک

پھول مارا ہے،،، فرغام اپنی پوری جان سے اس کی گردن دبوچے ہوئے تھا اور ساتھ ساتھ اس کو دوا ایک جڑ بھی دیتا۔ میں نے تجھے یہاں خود کوز لیل کرنے کے لیے نہیں بلوایا کچھ منہ سے پھوڑ کہ میں اُسے کیسے مناؤ،،، علی نے بڑی مشکل سے خود کو چھڑواتے فرغام کو لتاڑا۔ دیکھ میرے بھائی میں ابھی شوہر کے رتبے پر فائز نہیں ہوا اس لیے تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا ہاں بات اگر گریفرینڈ کو وو۔۔۔ دفعہ ہو جا یہاں سے ابھی کے ابھی،،، علی کو معلوم ہو گیا تھا کہ فرغام منال کو ہرٹ کرنے کا اس سے بدلہ لے رہا ہے اور اس کی کوئی خاص مدد نہیں کرے گا اس لیے اس کے اٹے سیدھے مشورے پہ لگام لگانا سے چلتا کیا۔ نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا خود بولا کر اب بے عزت کر رہا ہے۔۔۔ اچھا سن کل مہر اور پریشے کے رشتے کے لیے شاہِ ولا والے آئیے ہیں منال اور خرم انکل بھی انوائیٹڈ ہیں تو آنا چاہے تو موسٹ و۔۔۔،،، فرغام بتاتے ہوئے علی کے آفس سے بھاگ گیا علی وہی سپروویٹ سے فرغام کا سر پھوڑنے اس کے پیچھے بھاگا تھا کیونکہ وہ سب پہلے سے جاننے کے باوجود اس کی درگت بنانے میں لگا ہوا تھا۔

\*\*\*\*\*

عاصم مجھے کل تک یہ فائیل ریڈی چاہیے اور درانی گروپ کے مینیجر کو کل کے بجائے پندرہ دن بعد کی اپائنٹ۔۔۔ ہیلو شاہ کیسے ہو لگتا ہے بہت بڑی ہو گئے ہوتے ہی نہیں نا آفس نا ہی گھر،،، میٹنگ سے فارغ شاہ میر عاصم کو ڈیکٹیٹ کرتا جیسے ہی اپنے آفس کی طرف مڑا راستے میں روما آنکھیں بیچھائے اس کے انتظار میں کھڑی نظر آئی۔ ہائے روما کسی کام سے آنا ہوا،،، شاہ میر کے تاثر پل میں چینج ہوئے۔ کام کام کام پلیز شاہ اس کے علاوہ بھی لائف میں بہت کچھ ہے کرنے کو،،، روما کہتے ساتھ شاہ میر کے کندھے پہ ہاتھ پھیرنے لگی۔ میری لائف میں صرف کام ہی سب کچھ ہے اور مجھے وہی لوگ پسند ہیں جن کی لائف کا کوئی مقصد ہو،،، عاصم کو معافی خیزی سے مسکراتا دیکھ شاہ میر اسے گھورنے لگا جو فوراً سے اپنے کیمین میں چلا گیا۔ سیم ہیر ہنی۔۔۔ پر میرے مقصد کی نوعیت۔۔۔۔۔ سری آئی کم ان۔۔۔،،، روما شاہ میر کے پیچھے آفس میں ہی آگئی پر اچانک حورین کی انٹری اسے غصہ دلا گئی۔ نو نسینس حورین تمہیں کسی کے روم میں آنے کی تمیز نہیں،،، روما تو آج کل ویسے بھی حورین سے سخت نالغ تھی وجہ اس کا روما کو شاہ کی بیماری سے دور رکھنا تھا اسے تو اب آکر پتا چلا تھا کہ شاہ میر کس کراہی سز سے گرا تھا حورین نے سب کو یہ ہی بتایا تھا کہ وہ کسی کام سے لندن گیا ہوا ہے جلد ہی آجائے گا اور آفس ممبر نے بھی داد الہی کی موجودگی وجہ سے اس بات کو سچ مانا کیونکہ شاہ میر جب

بھی کہیں جاتا تو پیچھے داد ہی اس کی کمپنی کو اور ٹیک کرتا تھا۔ ویسے تو آپ مائنڈ کر ہی نہیں سکتی جو چیز ہے ہی نہیں تو اُسے کیا یوز کرنا پھر بھی آپ کو بتادوں کہ یہ روم میرا بھی ہے آخر میں سر کی سیکریٹری ہوں اور مجھے انے جانے کی اجازت سرنے دی ہے،،، حورین نے کرار اساجواب دیا جس پہ روم بلبلا گئی۔ مس حورین آپ کو کوئی کام تھا کیا،،، دونوں لڑکیوں کے تاثر دیکھ کر شاہ میر کو بیچ میں آنا پڑا۔ سر

ہمیں من۔۔۔۔۔ مجھے مار کیٹ جانا ہے آپ چل رہے ہیں نا،،،،، اول تو حورین نے کبھی شاہ میر یا کسی پر بھی حکم نہیں چلایا تھا پر نا جانے کیوں آج اُسے روم کے سامنے شاہ میر کو تحکم سے کہنا مزادے گیا۔ شاہ آفس کا ایم ڈی ہے تمہارا۔۔۔ میرے خیال سے مس روم آپ کو سیلون کا ایک چکر لگا کر آنا چاہیے آپ کی سکن بہت ڈل ہو رہی ہے ہے ناسرر،،، روم کی بات ایسی تھی یا حورین کا اُس کے بارے میں رائے جو حورین ایک دم سے اسے ٹونٹ مار بیٹھی اُس کا اپنے لیے ہر وقت کو نشیز ہونا وہ اچھے سے جانتی جو تھی۔

مس حورین آؤٹ،،، شاہ میر کو حورین کا بلا وجہ روم کے منہ لگنا سخت زہر لگا۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا تھا اُس کے ساتھ کیا فضول بات کر رہی تھیں،،، حورین کا دھاڑ کی آواز سے دروازہ بیٹنا شاہ میر کو اُس کے خراب موڈ کا پتہ دے گیا تھا اس لیے روم کو اس کے حال پہ چھوڑتا شاہ میر حورین کے پیچھے بھاگا۔ آپ جو اُس کے ساتھ چپک کر بیٹھے

ہوئے تھے،،، حورین بھی لڑنے کے لیے تیار ہو گئی۔ خدا کو مانو لڑکی ہماری بیچ ٹیبل تھی،،، شاہ میر ہنستا ہوا پارکنگ سے گاڑی نکالنے لگا۔ جیسے کے میں نہیں جانتی کہ اگر میں نا آتی تو وہ کتنی خوبصورتی سے یہ فاصلہ طے کرتی،،، حورین نے جل کر جواب دیا۔

ہا ہا ہا۔۔۔ اچھا میری ماں بتاؤ گی بھی اب کہ ہم کہاں جا رہے ہیں،،، صرف ایک حورین ہی تھی جس کے سامنے شاہ میر بہت آسانی سے ہار مان لیتا تھا۔ شوپنگ کرنے،،، حورین ایک دم سے بولی۔ پر کیوں۔۔۔،،، شاہ میر کو حیرت ہوئی ابھی کل ہی تو وہ اور ایان پورے چار گھنٹے شوپنگ کر کے آئے تھے۔ اوفھو۔۔۔ کل آپ رشتہ لے کر جا رہے ہیں تو اس کی تیاری نہیں کرنی کیا،،، حورین نے وضاحت دی۔ ہاتھ ہی مانگنے جا رہے ہیں نا کون سا اپنے ساتھ لڑکی لے کر آئی ہے جو تیاریاں ہو رہی ہیں،،، شاہ میر نے اس کا پروگرام رد کرنا چاہا۔ آپ کو معلوم بھی ہے کہ رشتہ کیسے لے کر جایا جاتا ہے،،، شاہ میر کو مارکیٹ کے بجائے گھر کی طرف گاڑی موڑتا دیکھ حورین غصے سے چلائی۔ میں کون سا روز کسی کے گھر رشتہ لے کر جاتا رہتا ہوں جو مجھے خبر ہو گی نو نسینس،،، مجبور شاہ میر کو مارکیٹ کی طرف گاڑی موڑنی پڑی نہیں تو حورین اس کی جان ناچھوڑتی۔ جب کسی بات کا پتانا ہونا تو زبان قابو میں رکھتے ہیں نو نسینس،،، حورین شاہ میر سے کہتی آخر میں روما کے انداز میں نو نسینس کہتی اپنے ساتھ ساتھ شاہ میر کو بھی ہنسنے پر مجبور کر گئی۔

\*\*\*\*\*

پریشے بیٹا میں نے سارا سودا باہر سے منگوالیا ہے ایک بار آپ بھی دیکھ لو اگر کوئی چیز کم ہو تو خیر و سے بول دو،،، ہارون ملک بہت کوششیں ہو رہے تھے وجہ اکبر شاہ تھے جو زندگی میں پہلی بار ہارون ملک سے ملنے ان کے گھر آ رہے تھے۔۔۔ جی انکل۔۔۔ بیٹا کیا بات ہے آپ کس کا ویٹ کر رہی ہو یہاں،،، پریشے کو گیٹ کی طرف دیکھ ہارون ملک سمجھ گئے۔ انکل عبداللہ کے سکول سے کال آئی تھی فیلی میمبر کو بولا یا ہے عائشہ اور فرغام کافی دیر کے گئے ہوئے ہیں ابھی تک نہیں آئے مجھے اب ٹینشن ہو رہی ہے،،، پریشے نے انھیں تفصیل بتائی۔ بچے اس میں پریشانی والی کیا بات ہے آپ جانتی نہیں ان پرائیویٹ سکولز کو ہو سکتا ہے عبداللہ کا سر پرائیز ڈے۔۔۔ لو آگے خود ہی پوچھ لو،،، ہارون ملک جو پریشے کی پریشانی کی وجہ سے فرغام کو کال کر رہے تھے گیٹ سے اندر آتے ان تینوں کو دیکھ کر بولے۔ عبداللہ کیا ہوا تم لوگوں کو اتنی دیر کیوں ہو گئی،،، پریشے نے عبداللہ کا سرخ چہرہ دیکھا تو اُسے اپنے ساتھ لگاتے پیار سے پوچھا۔ آج تو تمہارے بھائی نے میری ناک ہی کٹوا دی۔۔۔ معافی مانگ کے آ رہا ہوں پرنسپل اور اس کے کلاس میڈ کے پیرنٹس سے،،، فرغام دھپ سے صوفے پہ بیٹھتا پریشے کو

آگاہ کرنے لگا۔ کیوں کی تم نے لڑائی،،، عائشہ سے ساری بات جان کر (کہ عبداللہ کی کسی بچے سے لڑائی کی وجہ سے پرنسپل نے انھیں بلوایا تھا اور فرغام کو بات ختم کرنے کے لیے ان سے ایکسکیوز کرنا پڑا) پریشہ نے اُصے ڈانٹا۔ مجھے لیڈ ڈاؤن کر رہے تھے،،، عبداللہ کا چہرہ ابھی بھی نیچے جھکا ہوا تھا۔ تو آپ اپنی ٹیچر کو بتاتے نا،،، مہر جو پریشہ کی غصے بھری آواز سے ادھر آئی تھی اُسے پیار سے کہنے لگی۔ بتایا تھا پر انھوں نے کہا کہ ان کے پرنٹس سکول کو ڈونٹ کرتے ہیں وہ کچھ نہیں کہہ سکتی انھیں۔۔۔ جب تک ہم خود کو کمزور ظاہر کرتے ہیں دوسرے ہمیں دبانے کی کوشش کرتے ہیں،،، بظاہر تو عبداللہ نے آرام سے مہر کو جواب دیا تھا پر اس کے دماغ میں کسی کہ کہے یہ الفاظ گونج رہے تھے۔ آج ایک کو مارا ہے کل دوسرے پنگا لینے سے پہلے سو دفعہ سوچیں گے،،، پریشہ کہ فرغام کو ایکسکیوز کرنے پر عبداللہ نے زور آواز میں اپنے اردووں سے اسے آگاہ کیا۔ عبداللہ۔۔۔ بچے ریلیکس کیا ہو گیا ہے آپ کو،،، اس سے پہلے کہ پریشہ اسے ایک لگاتی ہارون ملک بول پڑے۔ بیٹا آپ جاؤ میں کل خود جاؤنگا آپ کے پرنسپل سے بات کرنے،،، ہارون ملک عبداللہ کو پچکار تے اسے اپنے کمرے میں بھیجنے لگے۔

\*\*\*\*\*

اسلام و علیکم اکبر بھائی۔۔ اندر تشریف لائیں بڑا انتظار کروایا آپ نے تو،، اکبر کو باہر کھڑا دیکھ سب سے پہلے خرم بیگ آگے بڑھے۔ آہہ۔۔ خرم تمہارا دوست کہتے کہتے چلا گیا کہ ایک بار اُس کے دوستوں سے مل لیں پر میں اپنی ہی الجھنوں میں الجھا وقت ہی نازکال پایا،، اکبر شاہ نے آہ بھری۔ ہم تا عمر تمہارے احسان مند رہیں گے ہارون۔۔ تم نے ہماری بیٹی کی پرورش بہت اچھی کی ہے بس افسوس ہم سارہ سے نا مل پائے،، ہارون ملک کو گلے لگائے اکبر شاہ ان کے شکر گزار ہوئے۔ ان باتوں کو چھوڑیں بھائی یہ صرف غم سے دوچار کرتی ہیں آج میں بہت خوش ہوں خاص کر شاہ میر اور پریشے کے لیے،، ہارون ملک نے شاہ میر کو گلے لگاتے خوشی سے کہا۔

بھائی بیبی۔۔،، عبداللہ سیڑھیوں سے شور مچاتا آیا اور آتے ہی شاہ میر کی ٹانگوں سے لپٹ گیا جبکہ ساتھ کھڑا دانیال نامحسوس طریقے سے اس کو دیکھ کر اپنے کھلے ہاتھ ایک دم سے باندھ گیا۔ آئی مس یو شاہ میر بھائی،، عبداللہ کے الفاظ وہاں کھڑے سب لوگوں کے لیے حیرانی کا باعث تھے۔ میں ٹو،، شاہ میر زمین پہ اپنے گٹھنے ٹیکتا اسے کے دونوں گال پہ پیار کرتا بولا۔ تم عبداللہ سے مل چکے ہو،، دانیال کو ان دونوں کے

روپے دیکھ کر سخت حیرت ہوئی جس عبداللہ کو وہ جانتا تھا وہ تو بہت خاموش بچہ تھا۔  
ہممم۔۔۔ بہت لمبی کہانی ہے پھر کبھی بتاؤ گا،،، سامنے کھڑی پریشہ پہ ایک مسکراتی نظر  
ڈالتا شاہ میر دانیال کو ٹالنے لگا۔ یا اپنے دانی بھائی سے تو مل لو یا تمہارے بھی شاہ میر  
بھائی ہی فیوریٹ ہیں،،، عائشہ کو چھیڑتے دانیال نے ہنستے ہوئے عبداللہ کو گلے لگایا۔  
ہاں فیوریٹ تو وہ ہیں پر آپ بھی بہت اچھے ہو بچو کے لیے،،، عبداللہ کی بات پہ دانیال  
اپنی اور پیار سے دیکھتی مہر کو نظر انداز کرتا حمیدہ بیگم سے ملنے لگا۔ عبداللہ دھر  
آؤ،،، پریشہ کی غصے بھری آواز شاہ میر کے کانوں میں پڑی۔ میں آپ سے ناراض ہوں  
آپ کی بات سنو گا ناما نو گا،،، عبداللہ پریشہ کو ٹکسا جو اب دیتا شاہ میر اور دانیال کے  
درمیان صوفے پہ ہی ٹک گیا۔ اتنی سخت سزا۔۔۔ وجہ بھی تو معلوم ہو اس ناراضگی  
کی،،، دانیال اس کے بال بگاڑتا اسے پیار سے بولا۔ بھائی آپ کے آنے سے پہلے آیا مجھے  
ڈانٹ رہی تھیں فرغام بھی کی وجہ سے انھیں انسلٹ فیل ہوئی نامیرے سکول فیملی ممبر  
کی جگہ آکر،،، عبداللہ کی بات اور اس کا جملہ سب کے لیے ہی انا یکسپیکٹڈ تھا اس لیے  
سب کی توجہ ایک دم سے فرغام کی اور ہو گئی جو منہ پھلائے علی کے ساتھ بیٹھا شاہ میر کو  
گھور رہا تھا شاید اس وجہ سے کہ حورین یہاں سب کے ساتھ موجود نہیں تھی اور یہ یقیناً  
شاہ میر ہی ہو گا جو اسے نہیں لایا ہو گا۔ بھائی آپ نے ہی کہا تھا نا کجب تک ہم خود کو

کمزور ظاہر کرتے ہیں دوسرے ہمیں دبانے کی کوشش کرتے ہیں ہمیں اپنے لیے لڑنا چاہیے،،، اپنے سے کافی دور کھڑی پریشے کی آنکھوں کی تپش شاہ میر کو آرام سے اپنے اور آتی محسوس ہو رہی تھی۔ آآ۔۔۔ آپ نے اُسے مکا مارا تھا؟ جی۔۔۔،،، شاہ میر نے عبداللہ کا ہاتھ تھامہ جس پہ اس کی ہلکی سی سی نکلی تھی۔ نیکسٹ ٹائم اپنا تھم فنکر میں کور کر لینا چوٹ نہیں لگے گئی،،، شاہ میر اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں کور کرتا پھونک مارنے لگا۔ مجھے لگا آپ بھی آپیا کی طرح ڈانٹو گے،،، عبداللہ نے بڑی جتاتی نظروں سے پریشے کو دیکھا جو آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے اپنے پاس بلارہی تھی۔ لڑا کو بچے کتنے پیچ مارے،،، علی کو خاموش بیٹھنا اچھانا لگا اس لیے بات برائے نام پوچھنے لگا۔ اونٹنی ٹو،،، شاہ میر جو عبداللہ کے ہاتھ پہ پھنک مار رہا تھا اس کی بات پہ ہنسا۔ بسسس۔۔۔ اگر میرا مان آپ کی جگہ ہوتا تو تب تک مارتا جب تک اُس کی بتیسی باہر نا آجاتی،،، شاہ میر نے اس کی چھوٹی سی ناک دبائی۔ میں اگر انھیں اتنا مارتا تو مجھے سکول سے رسٹیکٹ ہی کر دیتے سر کھڑوس۔۔۔ میرے ساتھ ساتھ فرغام بھائی اور عائشہ آپ کو بھی ڈانٹا فرغام بھائی کو سب کو سوری کرنا پڑا،،، عبداللہ کی پوری ریپوٹ پر فرغام جزبز ہو رہا تھا جبکہ شاہ میر بڑی تپانے والی مسکرائٹ لے رہا تھا جو فرغام کو بہت محسوس ہو رہی تھی۔ ہم آج کے بعد اگر کوئی پروبلم ہو جائے تو مجھے کال کرنا ٹھیک،،، شاہ میر کا جملہ تو سرسری تھا پر

پریشے اور فرغام کو اس میں اپنی انسیلٹ فیل ہوئی جیسے وہ یہ سمجھ رہا ہو کہ ہم عبداللہ کی دیکھ بھال نہیں کر سکتے۔ اور اگر آپ بڑی ہوئے تو،، عبداللہ نے ایک اہم نقطہ اٹھایا۔ اگر میں بڑی ہو تو آپ داد، بابر بھائی یا پھر لاسٹ اپنے اس معصوم سے بھائی کو کال کرنا کوئی نا کوئی تو فری ہو گا نا،، شاہ میر کہتے ہی اس کے ساتھ اٹھکھیلیاں کرنے لگا جس میں کبھی دانیال اور کبھی رافع بھی شامل ہو جاتا جبکہ باقی مرد حضرات اپنی باتوں اور عورتیں اپنی گیدرینگ میں مصروف ہو گئیں جبکہ لڑکیاں کھانے کے انتظام میں لگ گئیں۔

\*\*\*\*\*

منال ویٹھٹ۔۔۔ پلیز خود بات نہیں کر رہیں تو مجھے تو کچھ کہنے دو،، منال جو بچن میں پری اور مہر کی مدد کر رہی تھی ان کے جاتے ہی باہر جانے لگی مگر علی کو دروازے کے بیچ کھڑا دیکھ ناراضگی سے نظریں پھیر گئی۔ علی میں یہاں کوئی تماشہ نہیں چاہتی چھوڑو میرا راستہ،، علی جو اس کا ہاتھ پکڑے اسے منانے کی کوشش میں تھا منال کے کہنے سے دیکھتا رہ گیا۔ سوری یار،، منال جب بھی رافع سے ناراض ہوتی تو رافع اسے منانے کے لیے جو حر با استعمال کرتا علی نے بھی اسی پہ عمل کیا۔ علی کسی نے دیکھ لیا تو سب پریشان ہو جائے گے،، علی کو کان پکڑے دیکھ منال نے فوراً سے اس کے ہاتھ

سائیڈ پہ کیے اور دروازے کی طرف دیکھ کہیں کوئی انھیں دیکھ تو نہیں رہا۔ اس کا مطلب تم نے کسی کو نہیں بتایا کہ میں نے تمہیں لاس لاس۔۔۔،،، علی جو سمجھے بیٹھا تھا کہ منال نے سب کو بتایا ہو گا کہ علی نے اس پہ ہاتھ اٹھایا ہے اسی لیے وہ خرم بیگ سے بھی پرے پرے ہی رہا تھا منال کی گھبراہٹ دیکھ سمجھ گیا۔ مجھے اپنے گھر کی باتیں سب کے سامنے نشر کرنے کی عادت نہیں،،، منال کے روح موڑا۔ یار تم تو اتنی سخت دل نہیں تھیں ایک ہفتہ ہو گیا ہے تمہیں امی اور رافع سے دور ہوئے چلو میری تو خیر۔۔۔ آپ کو کس نے کہا کہ میں ان سے دور ہوں یہ دوری صرف آپ سے ہے،،، منال تڑخ کر بولتے علی کی گرفت سے آزاد ہونے لگی۔ اوو آئی سی۔۔۔ لیسن مسز علی اگر آپ جاتے ہوئے میری گاڑی میں خود سے نا بیٹھیں تو میں آپ کو اپنی گود میں اٹھا کر لے جاؤ گا اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ اپنے پاؤں پہ جانا پسند کریں گی یا مابدولت کی بانہوں میں،،، علی منال کے گال پہ بوسہ دیتا اسے وارن کر گیا۔

\*\*\*\*\*

سچ کہوں تو ہارون مجھے ان سب رسموں کا کچھ علم نہیں شاہ میر کی ماں آج زندہ ہوتی تو وہ ہی سب کرتی،،، کھانے سے فارغ ہو کر اکبر شاہ اپنے ساتھ لائی چیزیں حمیدہ بانو کو

دینے لگے جو حورین اور ان کی اماں نے خاص ہدایت کر کے انھیں دیں تھیں۔ بھائی ہم اپنے ہی ہیں جیسے چاہیں رسم کریں،،، ہارون ملک نے انھیں تسلی دی۔ چلیں پھر سفیہ آپ اور زینت بیٹھے بچوں کا شگن کریں،،، اکبر شاہ کے کہتے ہی امواور زینت بی نے پریشے اور مہر کے سر پہ شگن کالال ڈپٹہ ڈالا اور رسم کرنے لگئیں۔ یار ہماری منگنی ہمارے سامنے اور وہ بھی ہم خودنا کریں۔۔۔ ماموں کو ہم اتنے بڑے مرد نظر نہیں آرہے،،، دانیال کو اس بات کا بہت ملال تھا ایک تو شاہ میر کی شرط کی وجہ سے وہ مہر کو دیکھ نہیں رہا تھا اور جب اسے موقع ملنے کا چانس تھا تو اکبر شاہ نے اس پہ پانی پھیر دیا دانیال ہارون ملک کی فیملی کو تو روشن خیال سمجھ کر پر امید تھا پہ اپنے ساتھ آئے اکبر شاہ کو بھول بیٹھا تھا کہ وہ انھیں یہ موقعہ کیسے حاصل کرنے دیتے۔ بیٹا تو نیچے ہی دیکھ یہ ناہو کہ تیری سزا بڑھ جائے اور تو منگنی کے علاوہ اپنی سہاگ رات پہ بھی اپنی بیگم کا منہ نادیکھ پائے،،، شاہ میر اس کے جزبات کو سمجھتا اسے دھمکانے لگا۔ قسم سے تو بہت کمینی چیز ہے،،، دانیال نے ایک کوئی مارنے پہ ہی اکتفا کیا۔ حمیدہ بہن اگلے جمعے کو ہم اپنی سیٹیاں لے جائیں گے،،، اکبر شاہ جلد از جلد چاہتے تھے کہ یہ فریضہ انجام پائے وہ اب بھی منگنی کے جھنجٹ میں پڑنا نہیں چاہتے تھے پر حورین ایان اور زینہ کی پر زور فرمائش پہ (کہ وہ لوگ اپنے بھائیوں کی ہر رسم انجوائے کرنا چاہتے ہیں) انھیں ماننا پڑا۔ اتنی بھی

جلدی کیا ہے تاجا جان،،، کب سے خاموش بیٹھا فرغام نے شاہ میر کو بہت جتلاتی نظر سے دیکھا جبکہ ہارون ملک اور خرم بیگ کو اس کا سب کے بیچ بولنا ناگوار گزر اساتھ بیٹھا علی بھی اسے وارن کرنے لگا کہ جو بھی بولی سوچ سمجھ کر بولیں۔ شاہ تجھے نہیں لگتا کہ ہمارا یہ زبردستی کا سال کچھ سال اپنا کرے گا،،، دانیال کو اس کا انداز کچھ گڑ بڑ لگا۔

دعا کر اس کی زبان وہ بولے جو میری سوچ میں ہے مزاتو تب آئے گا،،، شاہ میر بے تاثر ہی رہا۔ فرغانم۔۔۔،،، ہارون ملک نے اس کا کندھا ہلا کر اسے تنبیہ کی۔ جو کچھ آپ کے بیٹے نے پریشے کے ساتھ کیا وہ نظر انداز کرنا بہت مشکل ہے پر اس کے باوجود ہم نے آپ کے بیٹے کو نا صرف معاف کیا بلکہ یہ رشتہ بھی قبول کیا ہے پر ہمیں اس بات کی ضمانت چاہیے کہ وہ دوبارہ پریشے کے ساتھ کسی قسم کا ناروا سلوک نہیں رکھے گا،،، فرغام کی بات پریشے کی ہوائیاں اڑا گیا اسے فرغام سے اس بے وقوفی کی امید نہیں تھی جبکہ اس کی امی اور بہنیں کچھ غلط نا ہونے کی دعا دل ہی دل میں کرنے لگیں۔

بر خردار میں آپ کی بات کا مطلب سمجھا نہیں،،، بظاہر تو اکبر شاہ نے تخیل کا مظاہر کیا پر ان کا سرخ چہرا ان کے غم و غصے کا غماز تھا انھیں یہ امید نہیں تھی کہ یہاں آکر انھیں کچھ ایسی بات کو بھی سننا پڑے گا۔ یہ شادی صرف اسی ایک شرط پر ہوگی اگر شاہ ولا کی بیٹی بدلے میں یہاں آئے،،، فرغام نے شاہ میر کو چیلنج کرتی نظروں سے

دیکھا۔ فرغام یہ کیا بکواس ہے،،، ہارون ملک کے ساتھ ساتھ سارے ہی کھڑے ہو گئے سوائے ایک فرغام کے جو ٹانگ پہ ٹانگ چڑاے بیٹھا تھا۔ میرے خیال سے ہارون ملک آپ نے اپنے بیٹے کو ہماری روایتوں کے بارے میں زیادہ نہیں بتایا اگر اُسے معلوم ہوتا تو وہ حویلی کی بیٹی کا نام لینے سے پہلے سو بار سوچتا،،، شاہ میر کا دبنگ لہجہ فرغام کو پہلی بار ہلا گیا اس کے ذہن میں تو ایسا کچھ نہیں تھا کیسی حویلی کون سی روایات۔ شاہ میر یہ تو بچہ ہے تم پلیز۔۔۔،،، اکبر شاہ کے علاوہ خرم بیگ نے بھی شاہ میر کو روکنا چاہا سب ہی بڑے بات بڑھانا نہیں چاہتے تھے پر سامنے بھی سردار شاہ میر کا اپنے اصولوں پہ ڈٹ جانے والا خرم بیگ کی بات کو سرے سے کوئی اہمیت ہی نہ تھی۔ فرغام ملک سارہ خان کو صرف اس لیے حویلی والوں نے نہیں اپنا تھا کیونکہ وہ غیر برادری سے تھیں۔۔۔ ہمارے ہاں غیر برادری سے بیٹی لینے پر اتنی پابندی ہے تو شاہوں کی بیٹی غیروں میں دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا،،، شاہ میر کی بات نے تو فرغام کا دماغ بھک سے اڑا دیا۔ جب تمہارے اصول اور رواج کہاں تھے جب غیروں کے در پہ بیٹی پڑی ہوئی تھی،،، فرغام یہ طعنہ دینا تو نہیں چاہتا تھا پر اُسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اپنی بات کو کیسے سمجھالے کہ اکبر شاہ اس کے رشتے کو قبول کر لیں۔ اس کا جواب اپنے والد سے پوچھنا اور اپنے دماغ میں یہ بات بیٹھا لو میرے لیے پریشانی اتنی اہم

نہیں کہ اس کے لیے میں اپنی بہن کی قربانی دوں،،، پریشے کی آنکھوں میں بہت کچھ  
ٹوٹنے کا غم شاہ میر کو بہت شدت سے محسوس ہوا مگر وہ انگور کرتا کبر شاہ کو چلنے کا اشارہ  
کرتے باہر نکل آیا مجبوراً سب کو ہی اس کی پیروی کرنی پڑی -

\*\*\*\*\*

چٹا خنخ۔۔۔ فرغام یہ کیا کیا تم نے،،، ہارون ملک نے ایک زناٹے دار تھپڑ فرغام کے  
منہ پہ مارا آج ان کے بیٹے کی وجہ سے کسی معصوم کی زندگی داؤ پہ لگ گئی تھی۔ آ آ آ جان  
سے مار دوں گا میں اس انسان کو،،، فرغام نے ٹیبل پہ رکھیں شگن کی چیزوں کو اٹھا کر  
زمین پہ دے مارا۔ فرغام تیرا داغ۔۔۔ ہاں پاگل ہو گیا ہوں میں اس شخص نے پاگل  
کر دیا ہے مجھے۔۔۔ یہ کیا سمجھتا ہے یہ کہے گا اور میں حور کو اپنی حور کو چھوڑ دوں  
گا،،، خود کو روکتے علی کو اتنی زور سے دھکا مارا کہ وہ ماربل کے بنے کارنر شوپس پہ  
جا پڑا اور اپنا سر پکڑے بیٹھتا چلا گیا۔ نہیں ڈیڈ میں کبھی نہیں چھوڑ سکتا اُسے وہ صرف  
میری ہے۔۔۔۔۔ میری ہے صرف وہہہہہ،،، غصے میں فرغام اتنا ہائپر ہو گیا تھا کہ کسی  
بڑے چھوٹے کو نہیں دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ اپنے بھائی جسے دوست کو وہ تکلیف  
پہنچا بیٹھا تھا پر اُسے کوئی فکر نہیں تھی اپنے شفیق باپ پہ چیختا کمرے میں بند ہو گیا۔ یہ

تھی آپ سب کی پسند۔۔۔ ایسے انسان کے لیے تم اپنی بہن سے لڑتی تھیں جس کے نزدیک تمہاری بہن کی کوئی حیثیت ہی نہیں،،، پریشے کی آواز میں نمی تھی دکھ تھا شرم سار ہونے کا۔ پریشے بیٹا۔۔۔،،، حمیدہ بانو نے جاتی ہوئی بیٹی کو دکھ بھی نظروں سے دیکھا جب بھی اس کی زندگی میں اچھا ہونے کی امید جاگتی کچھ ناکچھ غلط ہو ہی جاتا تھا۔

\*\*\*\*\*

کو نگر بیجو لیشن۔۔۔،،، گھر میں قدم رکھتے ہی ایک چیخ نما آواز ان سب کے کانوں میں پڑی۔ یہ لیس بڑے پاپامنہ میٹھا کریں،،، زینہ نے ہاتھ میں پکڑی گلاب جامن سے بھری ٹرے ان کے آگے کی۔ کیا ہوا ہے آپ دونوں کو ایسے منہ لٹکا یا ہوا ہے جیسے لڑکی والوں نے منع کر دیا ہوں،،، سب کے سنجیدہ چہرے دیکھ کر ایان نے اپنے بھائیوں کو چھیڑا وہ لوگ جس خوشی سے گئے تھے ان کی واپسی ویسے نہیں ہوئی تھی۔ اپنے اس بھائی سے پوچھو مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو،،، اکبر شاہ شاہ میر کو گھورتے اندر چلے گئے۔ بابا آپ کیوں ٹینشن لے رہے ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا نہیں جائیں گی آپ کی بہوؤں کہیں،،، شاہ میر نے غصے سے پیدل مارچ کرتے اپنے باپ کو تسلی دی۔ تمہیں ایسی بکو اس کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی،،، اکبر شاہ دھاڑے اور سارے

گھر والوں کو سناٹے میں کر گئے۔ بڑے پاپا، ماموں۔۔۔، حورین اور زینہ کی سفید پڑتی رنگت کو دیکھتے ایان اور دانیال نے اکبر شاہ کی توجہ انکی طرف کرواتے انھیں کو لڈاؤن کرنا چاہا ان دونوں نے تو اکبر شاہ کو کبھی تیز آواز میں بولتے نہیں سنا اب کہاں وہ چیخ دھاڑ کر رہے تھے۔ تم لوگ کچھ بتاؤ گے بھی یہاں مجھ بڑھیا کا دم نکالنا ہے تم سب نے،،، دادی اماں ہی آگے بڑھیں اور ان باپ بیٹے کو لتاڑا۔ اماں اپنے اس صاحب زادے سے پوچھے آخر اسے ضرورت ہی کیا تھی حورین کے رشتے سے منع کرنے کی جب ہارون ہم سے پہلے ہی اپنے بیٹے کے لیے اُسے مانگ چکا ہے۔۔۔ کیا اماں،،، اکبر شاہ کی بات حورین کے لیے ناقابل تصور تھی وہ تو اس بات سے انجان تھی۔ جب تم نے ہارون کو ہاں کر دی تھی تو اب کیا موت پڑی تھی فرغام کو نا کرنے کی،،، شاہ میر سے پوچھ کر ہی اکبر شاہ نے ہارون ملک کو ہاں کی تھی پر اب شاہ میر کی کایا ان کی سمجھ سے باہر تھی۔ ماموں آپ ریلکس ہو جائیں پتا نہیں ہے اپنے بیٹے کا آپ کو جب تک وہ بدلہ نہیں لے لیتا اُسے سکون نہیں آتا،،، دانیال کو مجبوراً بولنا پڑا لگتا تھا شاہ میر نے تو قسم کھائی ہوئی ہے نابولنے کی۔ شاہ میر ررر۔۔۔ تو کبھی سدھر نہیں سکتا،،، اکبر شاہ صرف یہ ہی کہہ پائے۔ ہا ہا ہا بابا آپ بھی نا کبھی کوئی اپنی فطرت بھی بدلا ہے،،، شاہ میر ہنس کہ کہتا دادی اماں کے منہ میں گلاب جامن ڈاکتا حورین کی طرف مڑا۔ اُس نے میری بہن

کو اتنا رولا یا اتنا تو وہ ڈیزو کرتا ہے،،، وہ حورین کے سر پہ پیار کرتا اس کا منہ میٹھا کروانے لگا۔ یہ آپ نے اچھا نہیں کیا بھائی،،، حورین کو شاہ میر کی یہ حرکت بالکل پسند نہیں آئی۔ یا آئی نو۔۔۔ پر کچھ باتیں ہم چاہ کر بھی نہیں بھلا سکتے بیٹا،،، حورین کے آنسو کو صاف کرتا شاہ میر اس کا سراپے کندھے سے لگاتا اُسے خاموش کروانے لگا۔ داد سے بولیں مجھے الاحمر ولالے کر جائے،،، شاہ میر کے ساتھ لگی حورین رونے میں مشغول اس سے ضد کرنے لگی اتنا تو وہ شاہ کو جان گئی تھی کہ وہ اس کے آنسو نہیں برداشت کر سکتا تھا اسی لیے بنا خاموش ہوئے اپنی منوانے لگی۔ یار تھوڑا تنگ تو کرنے دو اُس گھونچو کو،،، دانیال بھی اُسے چپ کرواتا آخر میں اسے چھیڑنے لگا۔ آپ اُسے نہیں جانتے بھائی۔۔۔ ایک بار آپ مجھ سے پوچھتے تو صحیح۔۔۔ میں پہلے ہی اُس سے ناحق بدلے لے چکی ہوں اُس نے تو مجھے کبھی کچھ کہا ہی نہیں اور آپ نے اُس کے ساتھ۔۔۔،،، حورین کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ شاہ میر کا دل فرغام کے لیے کیسے صاف کرے اسے دونوں ہی بہت عزیز تھے کسی ایک کی فیور اس کے لیے غم کا باعث تھی۔ بھائی جب تک ہم اللہ کی مخلوق کو معاف نہیں کرتے اللہ بھی اپنے اُس بندے کو معاف نہیں کرتا۔۔۔ چھوڑ دیں یہ بدلہ لینا خاص کر اپنوں سے جن سے آپ یا آپ کے اپنے پیار کرتے ہیں،،، حورین کا جملہ شاہ میر کو بہت کچھ جتلا گیا اور وہ داد کے بجائے

خود اُسے الاحمر ولالے گیا -

\*\*\*\*\*

یہ سب کیا ہو گیا پاپا میں آج اتنا خوش تھی کہ پریشے کے۔۔۔ فرغانہ ممم روک میری بات سن،،، منال افسوس سے اپنے باپ کو کہتی علی کی آواز پہ روکی جو سر پہ چوٹ لگنے کے باوجود بھی فرغانہ کے کمرے میں گھنسا اُسے سمجھانے کی اپنی سی کوشش کر رہا تھا۔ میں تجھے کہہ رہا ہوں نا علی چھوڑ دے مجھے۔۔۔ تو ڈرتا ہوگا اُس سردار سے میں نہیں،،، فرغانہ علی کو سائیڈ پہ ہٹاتا سیڑھیوں سے اترنے لگا۔ تو ہارون انکل کی ایک بار بات تو سن لے وہ کہہ رہے ہیں نا کل جائے گے بات۔۔۔ تو تب تک میں کیا کرو ہاں۔۔۔ بتا مجھے یہی سوچتا ہوں کہ تیرے اُس شاہ میر بھائی نے مجھے ریجیکٹ کر دیا ہے بنا حورین سے پوچھے،،، فرغانہ کی چنگھاڑ پہ پل کہ پل میں سب اس کے گرد جمع ہو گئے۔ دیکھ تو ابھی غصے۔۔۔ ہٹ جا علی نہیں تو میں تیرا بھی سر پھاڑ دوں گا،،، فرغانہ علی کو وارن کرتا خود کو چھڑانے لگا جبکہ عائشہ بھاگ کہ ہارون ملک کو ان کے کمرے سے بلانے چلی گئی شاید فرغانہ ان ہی کی بات مان جائے۔ فرغانہ مم۔۔۔ پلیز مت جاؤ تم ابھی اُسے نہیں۔۔۔ پریشے وہ مجھے نہیں جانتا جس چیز کا جنون مجھ پہ سوار

ہو جائے میرا باپ بھی مجھے روک نہیں سکتا،،، پریشے خوف کی وجہ سے کپکپاتی اسے روکنے لگی جس کے سر پہ لگتا تھا کہ خون سوار ہو گیا ہے۔ اُس کی نظروں کے سامنے سے لاؤں گا میں اپنی حور کو نہیں تو میں مر جاؤں گا یا اُسے مار دوں گا،،، فرغام کے ارادے جان کر سب ہی کپکپا گئے دونوں جوان خون تھے غصے میں کچھ غلط کر بیٹھے تو نقصان سب کا ہی ہونا تھا کیونکہ دونوں ہی سے سب کی زندگیاں جڑی ہوئی تھیں۔

مانیسی۔۔۔،،، فرغام کو پاگلوں کی طرف علی ہارون ملک اور خرم بیگ کے ہاتھوں میں پھڑ پھڑاتے دیکھ حورین زور سے چیخی۔ حور رتم۔۔۔ میں جانتا تھا تم مجھے چھوڑ ہی نہیں سکتیں،،، ایک دم سے سب کو ہٹاتے فرغام حورین تک پہنچا جو اس کا پاگلوں سا رویہ دیکھ رہی تھی۔ حور میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا اب اُس شاہ میر کے پاس تو بالکل بھی نہیں،،، فرغام اسے گلے لگاتا اس کے گرد اپنے بازوؤں زور سے جکڑ گیا جیسے ڈر ہو کہ کوئی اُسے اس سے الگ نا کر لے۔ میری بات سنو مانی۔۔۔ کوئی بات نہیں سنی مجھے بس چلو تم میرے ساتھ،،، فرغام اسے خاموش کروانا اسے ہاتھ سے کھینچنے لگا۔ فرغام تم حورین کو کہاں لے کر جا رہے ہو،،، ہارون ملک فوراً اُن کے سامنے آئے۔ اگر حورین شاہ ولا سے آئی تھی تو سب کو اس کی آمد کا پتا تھا اور ہارون ملک کو اُسے باحفاظت واپس بھی بھیجنا تھا اسی لیے اپنے بیٹے کو روکنے لگے۔ میں مسجد جا رہا ہوں۔۔۔ آپ تو میرا

ساتھ دیں گے نہیں اور مجھے اب ضرورت بھی نہیں آپ اپنے اس چہیتے کا ساتھ دیں جو آپ کے لیے اپنے بیٹے سے زیادہ عزیز ہے،، فرغام بتانا تو نہیں چاہتا تھا پر ان کو سائیڈ پہ کرنے کے لیے اسے اپنا ارادہ بتانا پڑا۔ نہیں نہیں مانی۔۔۔ دماغ خراب ہو گیا ہے اس کا رو کو اسے علی۔۔۔ پچیس سال پہلے بھی ایسا ہی ایک غلط فیصلہ بہت سی زندگیاں برباد کر چکا ہے مجھ میں کچھ اور کھونے کی برداشت نہیں،، ہارون ملک کا لہجہ افسردہ تھا آخر ارمان شاہ کے جزباتی پنے کو دیکھ کر انھوں نے ہی سارہ کے ساتھ ان کا نکاح پڑوایا تھا کاش وہ جلد بازی نہ کرتے تو آج حالات یہ نہ ہوتے۔ خرم شاہ میر کو کال لال۔۔۔ اگر آپ لوگوں نے حورین کو واپس وہاں بھیجنے کی کوشش کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا،، فرغام نے آخری بار انھیں خبردار کیا۔ تم اس کو چھوڑو جو میں بکو اس کر رہا ہوں اُسے فولو کرو،، فرغام کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہارون ملک خرم سے بولے۔ ڈیڈ نو۔۔۔ فرغام۔۔۔ مانی یہ کیا۔۔۔،، ہاتھ میں گن اور سامنے ہارون ملک پریشے اور منال نے تو خوف سے آنکھیں ہی بند کر لیں جبکہ حمیدہ بیگم صوفی نے گرتی چلیں گئی ان کا ایک محسن دوسرے محسن کی جان لینے پہ تل گیا تھا۔ تو تم اب اپنے باپ پہ گولی چلا۔۔۔ نہیں ڈیڈ میں آپ کو ہلکی سی بھی چوٹ پہنچانے کا سوچ نہیں سکتا،، فرغام ہارون ملک کی بات کو کاٹان کو گلے سے لگا کر پیچھے ہٹ گیا اس کے بعد کا

اگلا منظر ہارون ملک کی ہستی ہی ہلا گیا تھا۔ فرغانہ نمم۔۔۔۔۔ ٹھااااا،،، فرغانہ اپنی کپٹی پہ گن رکھے چلا گیا اگر پیچھے سے آتے شاہ میر نے بروقت اس کا ہاتھ ہوا میں ناکیا ہوتا تو فرغانہ کے بھیجے کے پر نچے اڑ جاتے۔ چٹا خنخ۔۔۔ تمہیں بہت شوق ہے نا اس سے کھیلنے کا کبھی کسی اور کے سر پر تان لیتے ہو تو کبھی اپنے،،، سب کچھ اتنا جلدی ہوا کہ کسی کو سمجھ ہی نا آئی اور جب سمجھ میں آئی تو سارے ہی فرغانہ کی طرف دوڑ پڑے جبکہ شاہ میر فرغانہ سے گن چھینتا اُسے ایک لگا گیا۔ سردار شاہ میر میں جان سے مار دوں گا تمہیں،،، شاہ میر کو سامنے دیکھ فرغانہ غصے میں اس تک بڑھتے اس کا کالر پکڑ بیٹھا۔ فرغانہ چھوڑوں شاہ میر بھائی کو،،، حورین خوف کے زیر اثر کچھ بول ہی نہیں پار ہی تھی اگر بدلے میں شاہ میر نے ہاتھ اٹھا دیا تو فرغانہ کی اچھی خاصی دھلائی ہو جانی تھی۔ اپنی ہی کہے جا رہے ہو ہماری بھی تو بکو اس سن لو۔۔۔ شاہ میر بھائی مزاق کر رہے تھے،،، اس سے پہلے فرغانہ شاہ میر پہ ہاتھ اٹھاتا یا شاہ میر ہی خود کو چھڑانے کی کوشش میں دھکم پیل کرتا علی نے فرغانہ کو پکڑتے اسکے کان کے پاس چیختے ہوئے کہا کیونکہ ہارون ملک سے ابھی اس کی بات ہوئی تھی پر فرغانہ کچھ سننے کو راضی ہوتا تو علی اُسے کچھ بتاتا۔ ہارون انکل نے پہلے۔۔۔۔۔ میں تمہارا ہاتھ پہلے ہی مانگ چکا تھا اکبر بھائی سے،،، جان سے پیارے بیٹے کو ہمیشہ کے لیے کھودینے کا خوف ہارون ملک کے آنسو نکلا گیا کپکپاتے ہاتھوں سے سفید

پڑے فرغام کو گلے لگاتے اسے بتانے لگے۔ سردار شاہ میر ہر ایک کے لیے بدل نہیں  
 سکتا،، پریشے کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھتے شاہ میر نے فرغام کا کندھا تھپکا ایک کی  
 آنکھوں میں پیار کا سمندر تھا تو دوسرے میں آنسوؤں کا۔ یہ صرف ڈیمو تھا بہن کا  
 مستقبل اس طرح سیکیور کرتے نانا کہ وٹاسٹا کر کے۔ یہ ڈیمو ہمیشہ تمہیں یاد رہے  
 گا،، فرغام کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیسے ریکٹ کرے خود کو بے وقوف بنانے پہ غصہ  
 کرے یا سب کو پریشان کرنے پہ شرمندہ ہو۔ حور۔۔۔ بھائی سچ کہہ۔۔۔ آئی لویو  
 حورین میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں آئندہ کبھی تنگ نہیں کرو گا تمہیں پر تم وعدہ  
 کرو کچھ بھی ہو جائے اپنے اس کھڑوس بھائی کو کچھ نہیں بتاؤ گی،، فرغام سب کی  
 پروا کیے بنا حورین کو گلے لگائے اس سے وعدہ لے رہا تھا جبکہ حورین خود کو چھڑواتے  
 شرمندہ ہوئے جا رہی تھی۔ فرغام کو آج اندازہ ہوا کہ واقعی شاہ میر منٹوں میں جان  
 نکالنے کے فن سے ماہر ہے۔ آہااا کیا زمانہ آگیا نکاح شدہ منہ دیکھ رہے ہیں منگنی شاہ  
 لگے پڑے ہیں،، اپنے پیچھے دانیال کی سرسراتی آواز شاہ میر کو مڑنے پہ مجبور کر گئی جبکہ  
 دانیال اس سے کہتا مہر کو پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ آہ، مم۔۔۔ کچھ بعد کے لیے  
 بھی چھوڑو۔۔۔ چلیں حورین بابا پریشان ہو رہے ہوں گے،، دانیال کو جواب دے  
 بنا شاہ میر فرغام کے کان کے قریب اپنے غسیلے انداز میں کہتا حورین کو ہاتھ سے پکڑ کر

اپنے پیچھے کر گیا۔ آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کو پریشی سے معافی مانگی چاہیے،،، فرغام کی زبان پہ پھر کھجلی ہوئی جبکہ دانیال اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔ فرغام ملک میں نے اپنی بہن کا ہاتھ تمہیں اس لیے دیا کہ تم دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہوں اگر ایسا ناہوتا تو میں کبھی اپنی بہن کو قربانی کا بکرانا بناتا،،، شاہ میر کو لگا کہ اُسے یہ بات کلیں ضرور کرنی چاہیے۔ اور رہی بات پریشی سے شادی کرنے کی تو۔۔۔ پری شاہ کی تھی ہے اور شاہ کی آخری سانس تک اُسی کی رہے گئی پری شاہ کا وہ جنون ہے جس میں وقت کے ساتھ دن بدن اضافہ ہی ہو رہا ہے دنیاوی کوئی روکاٹ اُسے شاہ کا ہونے سے روک نہیں سکتی،،، شاہ میر مضبوط لہجہ میں پریشی کا مان بڑھاتا اس کی آنکھوں میں جھانکتے ایک ربط سے بولتا گیا شاہ میر کے بڑھتے قدم پریشی کا سر جھکائے جو کچھ شاہ میر اس کے ساتھ کر چکا تھا اس پہ اتنی جلدی یقین کرنا اس کے بس سے باہر تھا پر اس کا دل مطمئن ضرور ہو گیا تھا۔

\*\*\*\*\*

اے میرے پاکیزگی اور برتری والے رب مجھے اس عذاب سے نجات دلا دے۔۔۔  
میں تیری گناہ گار بندی ہو اپنے اس ناکارہ وجود کو لیے تیرے آگے گڑ گڑاتی ہے مجھے

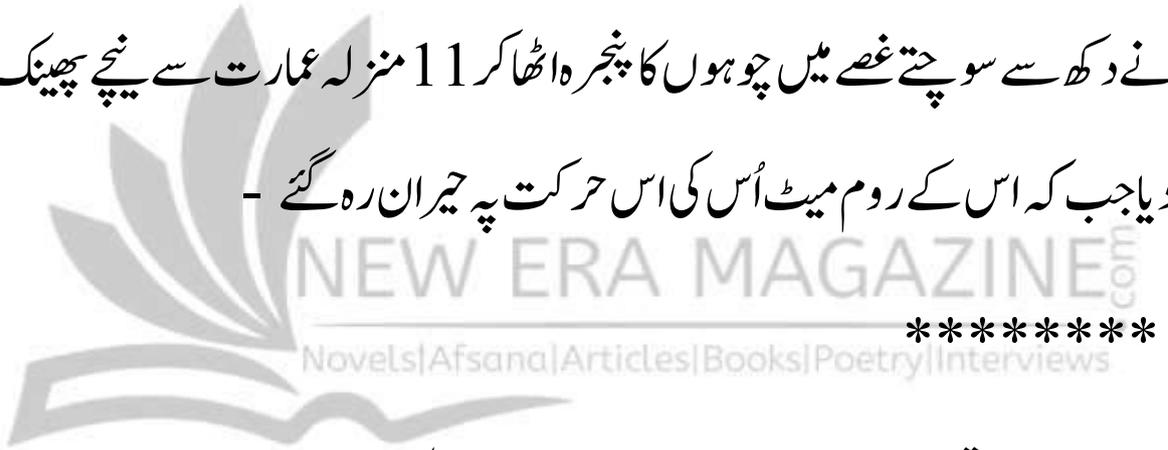
بخش دے۔۔۔ میرے مالک میرے گناہ تو اتنے ہیں کہ اگر ان پہ نظر ڈالوں تو تیرے  
 آگے سوال دراز کرنے کے قابل بھی نار ہوں۔۔۔ اپنی رحمت کے صدقے یا تو مجھے  
 اس آزمائش سے نکال دے یا پھر اس دنیا سے اٹھالے۔۔۔۔۔ رحم الللل۔۔۔  
 الل۔۔۔ الللل۔۔۔ رحم۔۔۔۔۔ فاخرہ آنٹی آپ کو کیا ہو رہا ہے یا اللہ،، پریشے جیسے ہی  
 ان کے کمرے میں داخل ہوئی ان کے منہ سے نکلتے مواد اور سر سراتی آواز دیکھتی چیخ  
 پڑی۔ فرغانہ مممم۔۔۔ انکل۔۔۔۔۔ جلدی آئیں آنٹی کو کچھ ہو گیا ہے پلیز جلدی  
 آئیں،،، پریشے لٹے قدموں ہی واپس مڑی۔

امان پلیز تمہیں پتا ہے نا مجھے ڈر لگتا ہے اس سے پلیز اس کو پیچھے رکھو،،، گزرے ہوئے  
 کل کی یاد آج بھی امان کی سوچ پہ سوار تھی۔ یارا اتنا معصوم سا تو ہے یہ بے چارا،،، ایک  
 شرارت بھری مسکان جو اس کے چہرے کا خاصا ہوا کرتی تھی اب گم ہو کر رہ گئی تھی۔  
 آئیسی گندے چھوڑو اس کی دم،،، امان کی زینہ تو تھی ہی نازک مزاج بھلا کسی کو  
 بے چین کیسے دیکھ سکتی تھی اس بے زبان جان کو پھڑ پھڑاتا دیکھ امان سے بولی۔ تم پہلے  
 نیچے اترو اور اسے پیار کرو،،، امان کا ضدی لہجہ جس سے زینہ کو چڑھتی تھی۔ یہ کوئی بلی کتے  
 کا بچہ نہیں ہے جسے میں پیار کرو۔۔۔۔۔ یہ گندی جگہ پہ ہوتے ہیں چھبیبی میں کبھی اسے

ہاتھ نالگاؤ،،، ایک امان ہی تو تھا جس کے سامنے زینہ حق سے بول لیتی تھی چاہے وہ بات کتنی بھی کیوں نا امان کو بُری لگے۔ کیا یار تم چوہا، چھپکلی، لال بیگ یہاں تک کہ مینڈک سے بھی ڈر جاتی ہو۔۔۔ یہ سب تو اتنے معصوم ہوتے ہیں بھلا ان سے بھی کوئی ڈرتا ہے،،، امان کی ایک واحد خوبی دوسرے سے اپنی منوا کر چھوڑنا کچھ ایسا ہی ہوا تھا اُس دن بھی زینہ نے جب تک اُس چوہے کو ہاتھ نہیں لگایا امان نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔ وہ پرانی یادیں جو اب دونوں کے دل میں ایک کسک بن کر رہ گئی تھیں۔

او او اوریٹر آئی لو دیز اینو سینٹ اینیمل،،، اپنے سامنے ایک پنجرے میں قید سفید چوہے کو دیکھتے امان سوچوں میں گم تھا کہ لیزے کی آواز پہ پلٹا۔ یوو۔۔۔ ویٹ آریو ڈوئینگ ہیر اینڈ ہو گو یومائے ایڈرس؟،،، وہ جب سے نیویارک آیا تھا لیزے نامی بلا اُس سے چمٹ کر رہ گئی تھی امان جتنا اس سے دور بھاگتا وہ اتنا ہی اس کے قریب ہونے کی کوشش کرتی نا جانے کیسی لڑکی تھی زرا جو اپنی انسیلٹ فیل کرتی ہو۔ ایف ڈیووشن از ٹرو، ڈیسپریمینیشن از فاؤنڈ ایٹیو میٹکلی (لگن سچی ہو تو منزل خود با خود مل جاتی ہے)،،، کچھ پالینے کی خواہش سے اس کا چہرہ واقعی چمک رہا تھا۔ جسٹ شٹ اپ اینڈ گیٹ آؤٹ،،، لیزے کی بے وقت آمد زینہ کی یادیں سب مل کر امان کا دماغ خراب کر رہی تھیں غصے میں کھولتا لیزے پر چختا اُسے اپنے ہو سٹل کے روم سے باہر نکال دیا۔ وٹس

رونگ و دیومان آئی ٹولڈ ہر (تیرے ساتھ مسلہ کیا ہے مان میں نے بتایا تھا اُسے)،،، ایڈی امان کا اکلوتا دوست جو لیزے کو چاہتا تھا لیزے کو امان کے ہاتھوں بے عزت ہوتا دیکھا امان پر غصہ کرتا لیزے کے پیچھے بھاگا جو اتنے لڑکوں کے سامنے امان کے ایسے رویے سے بہت ہرٹ ہوئی تھی۔ کاش مجھے تم سے محبت نا ہوتی۔۔۔۔ کیوں اکیلا کر دیا مجھے تم نے وہ بھی صرف اُس ایک انسان کی خاطر،،، امان نے دکھ سے سوچتے غصے میں چوہوں کا پنجرہ اٹھا کر 11 منزلہ عمارت سے نیچے پھینک دیا جب کہ اس کے روم میٹ اُس کی اس حرکت پہ حیران رہ گئے۔



میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں اور تم یہاں پر بیٹھی ہو چلو جلدی سے ریڈی ہو جاؤ،،، حورین اپنے بیگ کو کندھے پہ لٹکائے ابائے میں زینبیہ کو ڈھونڈتی سٹور میں آئی۔ خیریت ہے آپ مجھے کیوں ڈھونڈ رہی تھیں،،، زینبیہ ملازمہ کے ساتھ دادی اماں کے صندوق میں سے چیزیں نکالتی ملازمہ کے ہاتھ ان کے کمرے میں بھیجتی حورین کو تیار دیکھ کر پوچھنے لگی۔ میں فرغام کے ساتھ برائیڈل ڈریس لینے جا رہی ہو اور تم میرے ساتھ چل رہی ہو،،، حورین نے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔ مجھے کباب میں ہڈی

بنا کر کیوں لے جا رہی ہیں،،، کل زینیہ کے سامنے ہی ہارون ملک کا شاہ میر کو فون آیا تھا کہ وہ لوگ حورین کی پسند سے بری بنوانا چاہتے ہیں جس پہ شاہ میر نے سہولت سے انکار کر دیا تھا پر وہ برائیڈل ڈریس کے لیے حورین کی پسندیدگی کو دیکھ کر انکارنا کر سکا اور اُسے جانے کی اجازت دے دی۔ فرغام بھی تو اپنی بہنوں کو ساتھ لے کر جا رہا ہے تم بھی تو میری ایک ہی بہن ہونا،،، اتنے عرصے میں حورین اتنا توجان ہی گئی تھی کہ زینیہ گھومنے پھرنے کی شوقین نہیں اگر اُسے کچھ چاہیے بھی ہوتا تھا تو وہ حورین یا اموسے کہہ کر منگوا لیتی پر باہر نہیں نکلتی تھی مگر اب حورین چاہتی تھی کہ وہ باہر نکلے لوگوں کو فیس کرے ایک ہی کمرے میں پڑے رہنے سے تو اُس کی سوچ بہت محدود ہو کر رہ جائے گی۔ آپنی آپ کو پتا ہے نامیں کبھی شوپنگ کے لیے نہیں گئی۔ میں وہاں جا کر کیا کروں گی پلیز آپ خود چلیں جائیں،،، حورین کو سر پہ سوار دیکھ کر زینیہ نے بہانا گڑھا۔ کیا مطلب میں کیا کروں گی۔۔۔ بدھو تم اپنی بھی تو شوپنگ ساتھ کر سکتی ہونا،،، حورین تو سن کر تپ ہی گئی زینیہ کی نقل اتارتے ہوئے بولی۔ مجھے اب شوق نہیں رہا ان سب چیزوں کا اور ویسے بھی اتنے سارے تو کپڑے ہیں میرے پاس میں وہ ہی پہن لوں گی،،، ایک اور بہانا۔ یار زینی وہ سب تو پرانے ہیں اور شادی کے تو الگ کپڑے ہوتے ہیں مینز فینسی چم چم کرنے والے،،، حورین کو زینیہ کی عام سی

ڈریسنگ تو گھر میں ہی پسند نہیں آتی تھی کجا وہی ڈریس وہ اپنے بہن بھائیوں کی شادی پہ پہنے ہوئی نہیں سکتا۔ حورین نے صاف انکار کیا ان کپڑوں کو پہننے سے۔ آپی آپ بھی نا۔۔ مجھے کیا ضرورت ہے ایسے کپڑے پہننے کی مجھے کس نے دیکھنا،، ایک ایسی بیوی جس کا شوہر ہی اُسے فراموش کر بیٹھا ہو اُس میں پنپنے والی احساس کمتری زینیہ میں پیدا ہو رہی تھی جس کا اندازہ شاہ ولا کے ہر ایک بندے کو ہو رہا تھا خاص کر اب جب حورین کے سارے ارمان پورے ہو رہے تھے جو کبھی زینیہ کی خواہش رہے تھے۔

\*\*\*\*\*

اے میرے پاکیزگی اور برتری والے رب مجھے اس عذاب سے نجات دلا دے۔۔۔ میں تیری گناہ گار بندی ہو اپنے اس ناکارہ وجود کو لیے تیرے آگے گڑ گڑاتی ہے مجھے بخش دے۔۔۔ میرے مالک میرے گناہ تو اتنے ہیں کہ اگر ان پہ نظر ڈالوں تو تیرے آگے سوال دراز کرنے کے قابل بھی نار ہوں۔۔۔ اپنی رحمت کے صدقے یا تو مجھے اس آزمائش سے نکال دے یا پھر اس دنیا سے اٹھالے۔۔۔۔۔ رحم الللل۔۔۔ اللہ۔۔۔ الللل۔۔۔ رحم۔۔۔۔۔ فاخرہ آنٹی آپ کو کیا ہو رہا ہے یا اللہ،، پریشے جیسے ہی ان کے کمرے میں داخل ہوئی ان کے منہ سے نکلتے مواد اور سر سراتی آواز دیکھتی چیخ

پڑی۔ فرغانہ مممم۔۔۔ انکل۔۔۔۔۔ جلدی آئیں آنٹی کو کچھ ہو گیا ہے پلیز جلدی  
آئیں،،، پریشے لٹے قدموں ہی واپس مڑی -

\*\*\*\*\*

سر ہم نے جو درانی کمپنی کو بے بی نوڈ سپلائی کیا تھا اس کا کوٹا بھی بھی فیکٹری میں  
تھوڑی کم مقدار میں موجود ہے آپ کہیں تو میں اُس مٹیریل کو بھی یوز۔۔۔ مسٹر  
عاصم آپ کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے میرے ساتھ کام کرتے۔۔۔ میری عادت سے  
واقف ہونے کے باوجود مجھ سے ایسے بے وقوفوں والے سوال مت کیا کروا بھی کے  
ابھی اس نوڈ کو ضائع کرواؤ،،، شاہ میر جو میٹنگ سے فارغ ہو کر عاصم کے ساتھ ہونے  
والی ڈیل کے متعلق بات چیت کر رہا تھا عاصم کے مشورے کو رد کرتے اُسے تنمبھی  
کرنے لگا۔ معصوم بچے کی جان بہت قیمتی ہوتی ہے یہ دو لوگوں کو بسا بھی دیتی ہے اور  
اجاڑ بھی سکتی ہے۔۔۔ میں اپنے زرا سے فائدے کے لیے کسی معصوم کی زندگی داؤ پہ  
نہیں لگا سکتا،،، شاہ میر کے دماغ کی رو بھک کر اپنے مردہ بیٹے کی اور چلی گئی جس کی یاد  
اُسے سک بن کر چبھتی تھی۔ آئی ایم سوری سر میں ابھی فیکٹری فون کرتا ہوں،،، عاصم  
نے شاہ میر کے غصے بھرے چہرے کو دیکھتے معصرت کی اور فوراً آفس سے نکل گیا۔

کمینے انسان تو آفس میں کیا کر رہا ہے،،، ابھی عاصم کو باہر گئے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کے دھاڑ کی آواز سے دروازہ کھلا مگر شاہ میر نے دروازے کی اور دیکھنا ضروری نا سمجھا جانتا تھا اس انداز میں دو ہی لوگ اُس کے آفس آسکتے ہیں ایک حورین جو شاہ میر کی صحیت یابی کے بعد سے آفس کو خیر باد کہہ چکی تھی اور دوسرا دانیال شاہ۔ میر آج ڈکیت ڈکیت کھیلنے کو دل کر رہا تھا اُس کی پریکٹس کر رہا تھا آفس میں۔۔۔ سٹوپیڈ،،، دانیال کے بے تکی سوال کا شاہ میر کے پاس اس سے اچھا اور کوئی جواب نہیں تھا۔ ہا ہا ہا سالے ڈکیت کو چھوڑ اور ڈکیتی مارنے کا سوچ،،، دانیال شاہ چیر پہ بیٹھنے کے بجائے شاہ میر کے سامنے پڑی فائلز کو سائیڈ پہ کرتا ٹیبل سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔ ایک نمبر کا کمینہ ہے تو افسوس ہو رہا ہے مجھے اپنی سالی کی قسمت پر،،، شاہ میر کا انداز تپانے والا تھا مزے سے کہتا دانیال کو تپا گیا۔ یار شاہ ایسے خراب لفظ مت بول مہر کے بارے میں،،، سیکنڈ لگا تھا دانیال کا موڈ خراب ہونے میں۔ ہا ہا ہا دانی تو صحیح زن مرید بنتا جا رہا ہے مہر کو رلامت، شاہ اس پہ غصہ مت کریں، اُسے یہ مت بول،،، شاہ میر ہنستا ہوا چیر سے اٹھا اور دانیال کا کندھا تھپکتے اُس کا موڈ ٹھیک کرنے لگا۔ ہاں تو کچھ غلط تو نہیں کر رہا میں اسے پروٹیکٹ کرتا ہوں اور ہر کوئی تیری والی کی طرح نہیں ہوتی کہ سب کو آرام سے پورا ڈال لے میری مہر کو تو کسی سے سخت بات بھی نہیں کرنی آتی یقین نا آئے تو پوچھ

لے ایان اور اماااا،،، شاہ میر جو بڑے خوشگوار موڈ میں اپنے بھائی کا پیار بھر انداز دیکھ رہا تھا اماں کے نام پہ ایک دم سے سنجیدہ ہوا۔ تجھے پتا ہے جب تو اتنے پیار سے میری مہر میری مہر بولتا ہے کہ میرا دل کرتا ہے تیرے آگے کے دانت توڑ دوں کوئی شرم ہی نہیں،،، شاہ میر نے بیچ میں ہائل ہونے والی سنجیدگی کو توڑنے کے لیے اُسے چھیڑا۔ اب تو پریشے بھا بھی کو کچھ پیار سے نہیں کہتا تو اس میں میرا کیا قصور اور کبھی اپنی نظر کرم اپنے سالے پلس بہنوئی پہ بھی ڈال لیا کر مجھ پہ ہی آنکھیں گڑو کر بیٹھا رہتا ہے،،، دانیال اپنی شرمندگی زائل کرتا فرغام اور حورین کی طرف بات کو موڑ گیا۔ کیا کرویا رہن کا معاملہ نہ ہوتا تو پھر اُس کو بتاتا،،، شاہ میر منہ بناتا دوبارہ فائل میں گھنسن گیا۔ تو چھوڑا ان سب کاموں کو اور چل میرے ساتھ،،، دانیال نے اُس کے ہاتھ سے فائل لے کر سائیڈ پہ پھینکی۔ پر کہاں اور کیوں،،، شاہ میر اپنی چیر سے ہلا تک نہیں۔ ایک ہفتے کے بعد ہماری شادی ہے اور ہم نے کچھ شوپنگ ہی نہیں کی،،، دانیال نے وجہ بتائی۔ یار شادی کی شوپنگ لڑکیوں کی ہوتی ہے لڑکوں کی نہیں سب چیزیں تو ہیں ہمارے پاس،،، شاہ میر کا انداز انکار کرتا ہوا تھا۔ لڑکے والوں کی طرف سے بھی تو کچھ چڑھتا ہے نا لڑکی کو وہ سب لینے چلتے ہیں،،، دانیال نے شوپنگ کی ایک اور وجہ بیان کی۔ اموزینت بی حورین زینہ اور ڈھیر ساری ملازمائیں ہیں نا اس سب کام کے لیے دانی،،، ایسا لگ رہا تھا کہ

دانیال کے پاس شاپنگ پہ جانے کے ایک سوا ایک وجوہات تھیں اور شاہ میر کے پاس ان سب کو رد کرنے کی ایک ہزار۔ یار شاہ ایک تو توجہ ساری بات جانے بغیر مانتا نہیں ہے ناتب قسم سے زہر لگتا ہے،،، دانیال نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اُسے گھورا۔

فرغام کی کال آئی تھی مجھے وہ برائیڈل ڈریس لینے جا رہا ہے مہر اور بھابھی کے ساتھ مجھے آفر کی تھی کہ اگر میں آنا چاہوں تو،،، دانیال نے منہ بنایا اُس نے تو یہ سوچا تھا کہ وہ شاہ میر کو بنا بتائے ساتھ لے کر جائے گا تاکہ وہ کوئی اعتراض ناپیش کر سکے۔ او تو اصل بات یہ تھی،،، شاہ میر مسکرایا۔ چل نیا۔۔۔ ہر لڑکی کا خواہش ہوتی ہے کہ وہ سپیشل ڈریس اپنی پسند کا اپنے ہسبنڈ کے ساتھ لے،،، دانیال کے پاس اب صرف آخری حربہ بچا تھا اُس لیے شاہ کو ایمو شنل کرنے لگا۔ بھائی میرے میری والی مولا جٹ ٹائپ کی ہے اُس کا ایسا کوئی ارمان نہیں ہاں تو ضرور جا مجھے مہر کا تو پتا نہیں پر رررتجھے بہت ارمان ہے اس سب چیز کا،،، شاہ میر دانیال کو دیکھ کر شرارت سے بولا اُسے اچھی طرح اندازہ تھا کہ وہ مہر کو کتنا مس کرتا ہے۔ بہت ہی خبیث چیز ہے تو،،، دانیال ایک دم سے نجل سا ہوتا مسکرانے لگا۔

\*\*\*\*\*

آآآ۔۔۔ میں اُس بلڈی۔۔۔ (گالی) کو زندہ نہیں چھوڑوں گی نہیں ہو سکتا یہ،،، مشال  
 کو جب سے فرغام اور حورین کی شادی کا معلوم ہوا تھا وہ نیم پاگلوں سی ہو گئی تھی۔  
 فرغام صرف میرا ہے وہ کسی اور سے شادی نہیں کر سکتا،،، کمرے کی ایک ایک چیز  
 توڑتی ایک ہی بات بار بار دہرا رہی تھی۔ میں نے کہا تھا تم سے چھوڑ دو اُس انسان کا  
 پیچھا وہ حورین کو آج نہیں توکل اپنی زندگی میں لے ہی آئے گا پر تم نے میری ایک نامانی  
 پاگلوں کی طرح سیراب کے پیچھے بھاگتی رہیں،،، رقیہ بیگم اپنی بیٹی کی حالت پہ کڑتی  
 صرف یہی کہہ سکیں۔ کاش میں نے فاخرہ ملک کی جگہ حورین کو مارا ہو تو مجھے یہ شادی  
 کا پیغام ناملتا،،، مشال شادی کا رڈ پھاڑتے چیختی۔ پرا بھی بھی زیادہ دیر نہیں ہوئی میں  
 سکون سے نہیں بیٹھوں گی مگر آج یا تو حورین مرے گی یا میں خود کو مار لوں گی،،، مشال  
 کی حالت رقیہ بیگم کو اب خوف زدہ کر رہی تھیں۔ یہ لڑکی خود تو پاگل ہو گئی ہے مجھے  
 بھی کر کے چھوڑے گی تم ہی اسے سمجھاؤ اس کے لیے لڑکوں کی کمی ہے کیا،،، وہ جو  
 کب سے بیٹی کو سمجھا رہی تھیں پر اُس پہ کوئی اثر نہ ہوتا دیکھ تھک ہار کر روم سے بولیں۔  
 ہم تم آپ کہہ کیسے رہی ہیں مگر جو خود ناکامی سے سر جھکائے اپنے ایکس عاشق کے شادی  
 کا کارڈ تھامے بیٹھیں ہیں،،، مشال کا انداز بہت انسلٹنگ تھا۔ ہا ہا ہا روم آفندی اور  
 ناکامی۔۔۔ تم جیسی جزباتی لڑکی کی صرف سوچ مرنے یا مارنے تک محدود رہ سکتی ہے پر

میں روما آفندی ہوں جسے پاناچاہتی ہوں پا کر رہتی ہوں اور جسے برباد کرنے پر آؤں  
اسے مٹی میں رول دیتی ہوں،،، روما کا لہجہ غرور سے پُر تھا۔ ویسے بھی جو چیز آرام سے  
مل جائے اُس میں کیا مزا۔۔۔ مزا تو چھیننے میں ہے،،، روما کے شیطانی دماغ میں کچھ چل  
رہا تھا جس سے کوئی بھی واقف نہیں تھا۔ مجھے آپ اور ماما کی فضول کی بکو اس سننی ہی  
نہیں ہے اگر آپ مجھے حورین کو مارنے سے ناروکتی تو آج میں رونا رہی ہوتی اب میں  
آپ کی ایک نہیں سنوگی،،، مشال کہتے ساتھ تیزی سے کمرے سے نکلی۔ مشال روکو  
پاگل لڑکی حورین اب کوئی معمولی لڑکی نہیں رہی اُس کے بھائی سے واقف نہیں  
ہو کیا تم،،، رقیہ بیگم اور روما بھی اُس کے پیچھے بھاگتی اُسے جوش میں کوئی الٹی سیدھی  
حرکت کرنے سے روکنے لگیں۔ بھاڑ میں جائے اُس کا بھائی،،، مشال اپنی ماں کا ہاتھ  
غصے سے جھٹکتی خود کو کوشش کے باوجود بھی سیڑھیوں سے لڑکنے سے روکنا پائی۔  
مشال میری با۔۔۔ آآآ۔۔۔ مشال للل،،، رقیہ بیگم جو روما کے سہارے سیدھی  
ہوئیں تھیں اپنی جان سے پیاری بیٹی کو گرتا دیکھ زور سے چیخیں۔ ایسی ہی چیخ کچھ ماہ پہلے  
فاخرہ ملک کی اس گھرنے سنی تھیں جس پہ ان تینوں ماں بیٹیوں نے قہقہے  
لگائے تھے آج وہ ہی ماں بیٹیاں تھیں جو خون میں لتپت پڑے وجود کے سامنے رورہی  
تھیں فرق صرف اتنا تھا کہ تب وہ وجود کسی اور کا تھا جس پہ انھیں کوئی افسوس

ناہو تھا آج وجود اپنی بیٹی کا تھا جسے کوشش کے بعد بھی وہ بچانا پائیں تھیں -

بے شک السدا کی لاٹھی بے آواز ہے

\*\*\*\*\*

اوف ہو کون ہے،، جیسے ہی علی کمرے میں داخل ہوا اُسے منال کی جنبھلائی ہوئی آواز

سُنائی دی۔ یار بڑے افسوس کی بات ہے منال شوہر بچا راسارادن کے بعد رات کو  
تھکا ہار آئے اور بیوی تھانے داریوں کی طرح تفتیش کرنے کھڑی ہو جائے،، سارادن

کی تھکن کے باوجود بھی علی منال کو چھیڑنے سے بعض نا آ یا جو موبائل کو بیڈ پہ پٹختے

اپنے لمبے بالوں کا جوڑا بنا رہی تھی۔ اوھو علی آپ۔۔ آپ کب آئے،، منال

دروازے کی اور بڑھی۔ جب تم کسی کو صلاواتے سنار ہی تھیں،، منال کے چہرے پہ

آئی آوارہ لٹ کو کھینچتے علی مسکرایا۔ میں اس نمبر کی بات کر رہی تھی نا جانے کون

بے وقوف ہے۔۔۔ بیل آتی ہے رسیو کرو تو آگے سے کوئی بولتا ہی نہیں،، دو تین

دنوں سے ایک نمبر منال کو پریشان کر رہا تھا پہلے تو منال نے غور ہی نہیں کیا پر اب وہ

جنبھلاٹ کا شکار ہونے لگی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ تمہاری آواز ہی نا پسند آئی ہو اس کو اب

ہر کوئی مجھ جیسا عقل کا اندھا تو نہیں ہوتا،، پانی بھر اگلاس اپنے اندر انڈیلتے علی کو

شرارت سوچی۔ اگر اتنا ہی افسوس ہے تو دوسری ڈھونڈ لو نا،، منال نے مابائل والے کا  
 غصی علی پہ نکالا۔ یار ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے مجھے وہ اپنی۔۔۔۔۔ مہوش ہے ناکافی  
 سوٹ کرے گی میرے ساتھ،،، علی نے اپنی پہ کافی زور دے کر کہا۔ علی انسان بن  
 جاؤ اچھا،، منال نے آؤ دیکھنا تاؤ علی کے ہاتھ سے لیا اُس کا کوٹ غصے میں اُسے مارتی  
 باہر نکل گئی۔ ہا ہا ہا یار تم ہی تو کہہ رہی تھیں میں نے تو بس شریف مردوں کی طرح بیوی  
 کی ہاں میں ہاں ملائی ہے،، منال کو کمرے سے نکلتا دیکھ علی نے پیچھے سے آواز لگائی۔  
 اچھا بات تو سنو۔۔۔ ایک تو یہ بیویاں بھی ناز راز رسی بات پہ ناراض ہو جاتی ہیں،، علی  
 اپنی شرارت پہ مسکراتا صوفے پہ بیٹھ کر جو توں کی قید سے خود کو آزاد کروانے لگا۔  
 کیا ہو ایٹا جانی مجھے ایسے خطرناک تیوروں سے کیوں دیکھا جا رہا ہے،، رافع کا خود کو  
 گھورنا علی کو ہضم ناہو تو پوچھ بیٹھا۔ دیکھ نہیں رہا گھور رہا ہوں،، رافع نے علی کی تو صحیح  
 کی۔ وجہ۔۔۔،، علی منال کے ساتھ ساتھ رافع کے موڈ کو خراب کرنے کا رزق نہیں  
 لے سکتا تھا اُس کو گود میں بیٹھانا پھولے پھولے گالوں پہ پیار کرتا پوچھنے لگا۔ آپ نے  
 خود سے پرومس تو نہیں کیا ہوا کہ جب بھی رافع یعنی میں اپنے ماما پاپا کے ساتھ شوپنگ  
 پہ جانے کا پلین بناؤ تو آپ میری ماما کا موڈ آف کر کے میرے پلین کو فیل  
 کر دو گے،، رافع کا موڈ ہنوز خراب ہی رہا۔ اونویار پائٹریہ تو بڑی غلطی ہو گئی آپ کے

پاپا سے آپ فائیو منٹس ویٹ کرو میں ابھی آپ کی ماما کو منا کر آیا،،، علی کو رافع کی بات سے یاد آیا کہ اُس نے ان دونوں کو شادی کی شوپنگ پہ لے جانے کا پرومیس کیا ہوا تھا پر کام کے برڈن کی وجہ سے اُس کے ذہن سے ہی نکل گیا شکر ہے رافع کا جو اُس نے اپنی معصومیت میں علی کو یاد دلادیا نہیں تو منال کون مئے سرے سے منانا پڑتا۔

\*\*\*\*\*

کچھ زیادہ ہی خوش فہمی ہے موصوف کو آیا بڑا دوسری شادی کرنے والا،،، منال کو رہ رہ کر علی کی بات یاد آرہی تھی غصے میں چیزیں اٹھک پٹھک کرنے لگی موڈ تو خراب ہوئی گیا تھا اب شوپنگ پہ جانے کا کیا فائدہ۔ آہ، نمم۔۔۔ مطلع صاف ہے یا ابر آلود،،، منال کے خراب موڈ کے پیش نظر علی نے صرف دروازے سے منہ ہی اندر کر کے پوچھا پورا اندر نہیں آیا کیا پتا ظالم بیوی کا اس بار اگر کچھ بھاری چیز ہاتھ میں ہوئی تو وہ ہی نامار دے۔ ناصاف نا آلود بلکہ آندھی و طوفان کی زد میں ہے،،، علی کو دروازے میں دیکھتے ساتھ ہی منال نے منہ موڑتے ہوئے کہا۔ اس آندھی طوفان کو خاموش کروانا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے،،، علی نے منال کو پیچھے سے ہی اپنی قید میں لیا اور آہستہ سے اس کے کان میں کہا۔ علی چھوڑو مجھے اور میرے سے زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں

ہے جاؤ جا کے مہوش کے خواب دیکھو،، بیوی کی خاصیت ہے اپنے شوہر پہ دوسری عورت کی ناتو نظر برداشت کر سکتی ہے اور ناہی اپنے شوہر کے منہ سے اپنے علاوہ کسی اور عورت کا ذکر یہاں تو معاملہ بھی محبوب شوہر کا تھا آخر منال کیسے برداشت کرتی۔

ادھر دیکھو میری طرف،، علی نے منال کو اپنی قید سے آزاد کرتے اُس کا رخ اپنی طرف کیا۔ تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ بھی سکتا ہوں،، علی نے باری باری منال کی آنکھوں پہ پیار کیا جہاں آہستہ آہستہ نمی جمع ہونے شروع ہو رہی تھی۔ پاگل لڑکی مزاق نہیں سمجھتی ہو کیا،، علی کا اتنا کہنا تھا کہ منال کے آنسوؤں میں روانی آگئی۔ ایسا مزاق مت کیا کرو علی میرے ساتھ۔۔۔۔۔

تمہارے منہ سے ایسی کوئی بھی بات میرا دم گھونٹتی ہے،، علی کے سینے سے لگی منال شدت سے رو دی۔ سوری آج کے بعد ایسی کوئی بات نہیں کہوں گا جو ہماری بیگم صاحبہ کو ناگوار گزرے مگر تمہیں بھی میری ایک بات معنی ہوگی،، علی کو اپنی شرارت کا فوراً ہی احساس ہو گیا۔ کون سی،، منال علی سے الگ ہوتی اس کی صاف شرٹ پہ گرے اپنے آنسوؤں کے داغ کو ہاتھ سے مٹانے لگی۔ کبھی میری دوسری شادی کی بات نہیں کرو گی۔۔۔ بندہ آیس وی خوش فہم ہو جاتا ہے،، علی نے بات کے آخر میں زور سے منال کی ناک دبائی اور ہنستے ہوئے اس کو بانہوں میں بھر لیا جبکہ منال علی کی بات پہ اُس

کا گلہ دبانے لگی جس کو علی کی گستاخیاں ناکام بنا رہی تھیں۔

\*\*\*\*\*

یہ والا کیسا رہے گا فرغام؟،،، حورین نے سلور گرے کلر کی لونگ مکسی جوتلے اور فینسی نگوں کے کام سی بھری ہوئی تھی بہت اشتیاق سے فرغام کے سامنے پھیلائی۔ نو یا یہ ان لڑکیوں پہ سوٹ کرتا ہے جن کا قد لمبا ہوں تم تھوڑی سی۔۔۔،،، یہ کوئی پانچواں سوٹ تھا جسے فرغام نے ریجیکٹ کیا تھا۔ دکاندار جو اپنے بنائے گئے خوبصورت سے خوبصورت سوٹ میں فرغام کے نکالے گئے نقص کو بڑی ہمت سے برداشت کرتا اب حقیقت میں بے زار نظر آ رہا تھا۔ اچھا پھر یہ کیسا رہے گا،،، فرغام کا اپنے قد کو نشانہ بنانا حورین کو بُرا تو لگا پر وہ اگنور کرتی اُسے ایک شورٹ شرٹ و دغرارہ دیکھانے لگی جو فرنٹ پہ کھڑی ڈمی نے بڑی شان سے پہنا ہوا تھا۔ ایک تو ویسے ہی قد چھوٹا اوپر سے اتنی شورٹ شرٹ ریجیکٹ،،، حورین کی بنا جو ابی کاروائی کے آرام سے کہنے پر فرغام کو اور شیرمی ملی۔ تو پھر تم ہی بتاؤ کہ کون سا لو،،، حورین کی بھی برداشت ختم ہو گئی تھی تنک کر بولی۔ یہ والا۔۔۔،،، فرغام نے مسکراتے ہوئے سامنے کی اور اشارا کیا۔ جب تم نے ہی سلیکٹ کرنا تھا تو مجھے لانے کی کیا ضرورت تھی،،، حورین کی توجان ہی جل گئی اس

بات پہ نہیں کہ سوٹ فرغام نے سلیکٹ کیا تھا بلکہ اُس سوٹ پہ جو کہیں سے بھی ولیمے کے لیے سوٹ اپیل نہیں تھا ایسا سوٹ تو وہ کبھی کسی اور کے ولیمے پہ ناپہنے۔ تو تم کلر سلیکٹ کر لو نا،،، فرغام کی مسکرائٹ ہنوز بر کر رہی تھی جبکہ اُس کی باتیں سن کر حورین کے چہرہ پر ہونے والی چیخ و پکار کہ آثار واضح تھے۔ شیمپین کلر اس میں۔۔۔ نہیں یار،،، حورین جو دکاندرا کو کلر کا بتا رہی تھی فرغام کے بیچ میں بولنے سے اُسے گھورنے لگی۔ اس کلر کا تو نام ہی اتنا عجیب ہے نو،،، فرغام کی طرف سے ایک اور اعتراض۔ اچھا پھر پیسٹیشیو کلر۔۔۔ ایک تو تم لڑکیاں بھی نا۔۔۔ یہ کوئی کلر ہوا بھلا پیسٹیشیو وووو،،، فرغام کے پھر سے بیچ میں بولنے سے اب کی بار ساتھ آئی اور آکر پچھتائی کا تصور دیتی عائشہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ میرے خیال سے فرغام ہمیں کھٹا پیلا، مالٹائی، جامنی یا پھر جھنڈا سبز کلر لینا چاہیے،،، حورین نے ایک ایک کلر پہ ایسے دانت پیسے جیسے ان میں فرغام موجود ہو۔ یار رر یہ ہوئی نابات میں جانتا تھا تم میرے پسندیدہ رنگوں سے نا واقف ہو ایسا ہو ہی نہیں سکتا،،، فرغام نے مزے سے کہتے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر تالی بجائی۔ فرغااا مم۔۔۔ بھائی کیا ہو گیا ہے آپ کو یہ کلر،،، حورین کا کھلا منہ دیکھ کر عائشہ تیزی سے بولی جبکہ دکاندرا اُس سے زیادہ تیزی سے انھیں سب کلرز کو نکالتا گیا آخر اس کی روزی روٹی کا سوال تھا اپنا ایک گھنٹا وہ بغیر کچھ نیچے ضائع نہیں

ہونے دے سکتا تھا۔ کیوں کیا بُرائی ہے ان رنگوں میں بچپن سے ہر کلاس میں انھیں  
 رنگوں کو یاد کرتے آئے ہیں۔۔۔ میں ان میں سے ہی کوئی رنگ سیلیکٹ کروں  
 گا،، فرغام کا انداز حتمی تھا۔ بے وقوف انسان یہ۔۔۔ یہ رنگ کون پہنتا ہے وہ بھی اپنے  
 ولیمے پہ،،، حورین کی برداشت اب ختم ہو گئی تھی غصے سے بولتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک  
 تو تم مجھے شلوار قمیض پہنارہے ہو میرے ولیمے پہ اور اس پہ یہ رنگ،،، عائشہ غصے میں  
 چبا چبا کر بولتی حورین کو خاموش کروانے لگی جبکہ دکان کے سارے ملازم مفت میں  
 مزے سے شو دیکھ رہے تھے۔ دیکھو حوراب میں تمہارا شوہر بننے والا ہوں تم مجھے تمیز  
 سے بولایا کرو۔۔۔ یہ بے وقوف کیا ہوتا ہے اور مجھے تو یہ ہی پسند دے۔۔۔،، فرغام کو  
 امید نہیں تھی کہ حورین سب کے سامنے شور مچانے لگ جائے گی پر اب تو لینے کے  
 دینے پڑ گئے تھے اُسے خاموش کروانا اپنے بچتے ہوئے موبائل کی طرف متوجہ ہوا۔  
 ہیلو سویٹ سسٹراب تم ہی اپنی دوست کو سمجھ۔۔۔ فرغام اپنی ہی کہے جا رہے ہو  
 میری بھی تو سن لو پہلے،،، پری کی روتی ہوئی آواز نے فرغام کی آواز کو بریک لگائی۔ کیا  
 ہو اپری تم رو کیوں رہی ہو،،، حورین اور عائشہ بھی فرغام کے پاس چلی آئیں۔ جلدی  
 سے ہو اسپتال پہنچو آنٹی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے،،، پریشی کی بات نے فرغام کے  
 چہرے کا رنگ اڑا دیا۔ کیا ہوا ہے ماما کو۔۔۔ میں بس آ رہا ہوں،،، فرغام موبائل بند

کیے بنا ہی دکان سے بھاگتے ہوئے نکلا -

\*\*\*\*\*

ہو اسپتال پہنچتے ہی اُسے کیا کچھ نہیں یاد آیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وقت چند ماہ پیچھے پلٹ گیا ہوا۔ وہ بھی ایک ایسا ہی دن تھا جب خون میں لتپت شاہ میرا اُسے اٹھائے اسی ہو اسپتال کے ایک واڈ میں پاگلوں کی طرح ڈاکٹر کو پکارتا بھاگ رہا تھا۔ پریشے کو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ صرف وقت ہی نہیں پلٹا بلکہ اُس کی وہ تکلیف بھی نئے سرے سے جاگ گئی ہو۔ کیا کچھ برداشت نہیں کیا تھا اُس نے سب کچھ تو کھو دیا تھا اپنا،، ابھی ابھی ڈاکٹر فاخرہ ملک کو آئی سی یو میں لے کر گئے تھے اور تب سے پری اپنے زخموں کو کرید رہی تھی۔ پری،، اپنے پیچھے سے پکارنے والے کی طرف مڑتی پریشے اُسے خالی نظروں سے دیکھنے لگی۔ وقت جتنا بھی آگے نکل جائے شاہ میں کبھی اُس وقت سے باہر نہیں نکل پاؤ گی،، شاہ میر جو حورین کے فون کرنے پر اس سے پہلے ہی ہو اسپتال پہنچ گیا تھا پریشے کی عدالت میں کھڑا خود کو ڈوبتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ نہیں بھول پاؤ گی وہ درد جو تمہاری سوغات تھی،، پریشے کو شاہ میر پر الزام لگاتے ہارون ملک اور داد الہی چاہنے کے باوجود بھی روکنا سکے تو خاموشی سے سائیڈ پہ ہو گئے۔ تم کبھی اُس بات کا ازالہ

نہیں کر پاؤ گے شاہ،،، شاہ میر کے لیے جب پریشے کی آنکھوں میں بھری نفرت دیکھنی  
 برداشت سے باہر ہونے لگی تو موڑ کر جانے لگا مگر اپنے پیچھے اُس کی اس بات سے  
 آنکھوں میں پیدا ہونے والی جلن کو روکنا پایا تھا۔ صرف پریشے ہی تو تہہ دامن نا تھی  
 اُس کے ہاتھ بھی تو کچھ نا آیا تھا -

\*\*\*\*\*

گاڑی تیز رفتار سے اپنے سفر کو گامزن تھی مہراونچی نیچی عمارتوں کو تیزی سے پیچھے  
 گزرتے بڑے اشتیاق سے دیکھ رہی تھی یہ اس کی زندگی کا پہلا تجربہ تھا جو وہ کسی مال  
 سے شوپنگ کرنے جا رہی تھی اول تو وہ بازار جاتی ہی نہیں تھی جو بھی ضرورت ہوئی  
 پریشے اور امی لے آتی تھیں وہ بھی اپنے حالات کو مد نظر رکھتے کسی چھوٹے سے بازار  
 سے اسی لیے وہ مال جاتے ہوئے کچھ گھبرا رہی تھی مگر اپنی اس گھبراہٹ کو وہ اپنے ساتھ  
 بیٹھے اپنے شوہر کو بیان نہیں کر پار ہی تھی،،، مہر نے دوبارہ باہر کے نظاروں سے منہ  
 موڑ کر دانیال کو دیکھا جو جب سے گاڑی میں بیٹھا تھا موبائل میں ہی مصروف تھا۔  
 دانی۔۔۔ ہیلو ہاں یار کنفرم ہے یار صحیح سنا ہے اگلے ہفتے ہے۔۔۔ بس کیا بتاؤں مجھے تو  
 کرنی پڑ گئی۔۔۔ میں تو پھنس ہی گیا،،، دانیال کو الوداع کلامات بولتا دیکھ مہر نے پکارنے

کی کوشش کی مگر وہ کال کاٹتے کاٹتے دوبارہ سے شروع ہو گیا۔ مجھے آپ سے بات کرنی ہے،،، جب موبائل کی بیٹری بالکل لو ہو گئی تو مجبوراً اسے موبائل رکھنا پڑا اور مہر کو بات کرنے کا موقع مل گیا۔ میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے جو کچھ لینا ہے جلدی سے لو مجھے حورین کی وجہ سے آنا پڑ گیا،،، دانیال نے بے روخی برتی۔ پہلے ہی مہر کا اُسے چھوڑ کے جانے کا غصہ کم تھا کہ ایک دفعہ ہو سپیٹل آنے کے بعد سے مہر نے اُس سے کوئی رابطہ ناکیا دانیال تو شاہ میر کی سزا کی وجہ سے مجبور تھا پر مہر تو آزاد تھی وہ تو حال چال پوچھ سکتی تھی۔ تو نا آتے کس نے کہا تھا آنے کو،،، مہر جو کب سے دانیال سے بات کرنے کی کوشش کر رہی تھی اُس کی بات پہ روہانسی ہو گئی۔ کتنی خوش تھی وہ آج دانیال سے ملنے پر اُسے منانے اور اپنے بے وقوف سی حرکت پہ معافی مانگنے ہی تو آئی تھی پر وہ اسے موقع ہی نہیں دے رہا تھا۔ میرے پاس تمہاری فضول کی بک بک سننے کے لیے ٹائم نہیں چلو،،، گاڑی سے نکلنے پر آمادہ ہوتی مہر کو دانیال نے ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا اور تب تک ناچھوڑا اب تک اپنی پسند سے ساری شوپنگ نا کر لی۔ اوففف۔۔۔ شکر ہے ایک مصیبت تو ختم ہوئی،،، تین گھنٹے کی خواری کے بعد تھک ہار کر اپنی گاڑی میں بیٹھتے دانیال نے مہر کو چھڑا جو کب سے خاموش تھی نا تو اُس نے اپنی پسند بتائی (جو حقیقت میں دانیال نے پوچھی بھی نہیں تھی) اور نا ہی کوئی بات کی۔ یہ زرا پہن کر

دیکھانا،، مہر کی طرف سے نور سپونس پہ دانیال نے ہمت کر کے بیگ میں سب سے اوپر رکھے سوٹ کا ڈوپٹہ نکال کے اُس کے سر پر ڈالا جو جھکا ہوا تھا۔ کہاں تو دانیال اُسے بولنے نہیں دے رہا تھا اور اب کہاں اُسے اُس کی خاموش برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ مجھے کچھ نہیں۔۔۔ آپیپ۔۔۔،، واقعی دانیال نے صحیح کہا تھا مہر کو تو غصہ بھی نہیں کرنا آتا تھا بجائے اُس سے لڑنے کے اُس کو کچھ کہتی بیچ میں ہی ہاتھوں میں چہرہ اچھپائے رونے لگ گئی۔ آپ بہت بُرے ہیں دانیال میں اتنے دل سے آئی تھی اور آپ نے مجھے اتنی باتیں سنائی،، مہر کو سب سے زیادہ دکھ ہی اس بات کا تھا وہ تو یہ سوچ رہی تھی کہ دانیال اُس کا خوشی سے ویلکم کرے گا پر اس دانیال کو تو وہ جانتی ہی نہیں تھی اُسے تو دانیال کو کبھی منانا ہی نہیں پڑا تھا اور اب کا دانیال مان کر ہی نہیں دے رہا تھا۔ میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے لیے یہ سب لیں آپ اپنی مرضی سے لیتے گئے اور۔۔۔ یہ سب آپ کے لیے مصیبت ہیں نا میں آپ کے لیے ایک بوجھ ہوں نا سب سے یہ ہی کہتے پھر رہے ہیں کہ آپ پھنس گئے،، مہر کو ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک بات یاد آرہی تھی جس پہ وہ نئے سرے سے رونے لگ جاتی۔ آئی ہیٹ یو دانیال آپ نے بہت دل دکھایا ہے میرا میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی،، تھوڑی دیر بعد مہر نے خود ہی آنسو صاف کر کے اپنا چہرہ اکھڑکی کی طرف موڑا دانیال نے تو اُسے

خاموش کروانا حتی کہ اس کے آنسو پوچھنا بھی گوارا نہ کیا۔ اور تم نے جو کیا وہ سب بھول گئی۔ کیا میں نہیں تڑپا تھا۔ تم نے ایک بار بھی نہیں سوچا میرا۔۔۔ ہمارا۔۔۔ ہمارے کل کا،،، دانیال کی آواز کے ساتھ اُس کی آنکھوں میں بھی مہر کے بنا گزارے گئے وقت کا درد تھا۔ پریشہ بھا بھی کو دیکھا اور مجھے قصور وار ٹھہرا کر چلی گئیں۔ میں تو تمہاری خاطر اپنوں کو چھوڑ آیا تھا مہر کہ تم میری ذمہ داری ہو اور تم مجھے ہی چھوڑ کر چلی

گئیں،،، دانیال نے مہر کو اپنی طرف کھینچا کر اتنا قریب کیا کہ دانیال کی آنکھوں سے نکلتے آنسو مہر کے چہرے پر اُس کے پیار کی طرح بکھر رہے تھے۔ آپ نے بھی تو ایک بار بھی نہیں بولا یا میں پھر کیسے آتی،،، مہر ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کرتی ہکلاتے ہوئے بولی۔ کیا مطلب میں بلاتا تو تم آتیں کیا تم میرے بلاوے کی پابند ہو۔۔۔ دانیال مینشن اور میری ذات پہ صرف تمہارا حق تھا اتنی آسانی سے چھوڑ دیا تم نے،،، دانیال نے مہر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا جو اب سر نیچے کیسے آنسو بھار ہی تھی۔ اب بھی اگر شاہ بھا بھی کو فورس نا کرتا تو تم تو میرے مرنے پہ ہی آتیں،،، مہر کے آنسو دانیال کا غصہ کم کرنے کے بجائے اور بڑھا رہے تھے۔ دانیال لعل۔۔۔ پلیز ایسی باتیں مت کریں آئی ایم مم سوررری،،، مہر اُس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے اُسے خاموش کرواتی اُس کو کھودینے کے خوف سے اُس کے گلے لگ گئی۔ صرف میں ہی نہیں تم بھی بہت بُری ہو

مہر۔۔۔ بہت بُری ہو،،، ایک دم سے سر میں ہوتے درد کو اگنور کرتا دانیال مہر سے بولا۔ اس بار معاف کر دیں پلیز دانی میں کبھی آپ کو تنگ نہیں کروں گی،،، دانیال کی سرخی مائل آنکھوں میں دیکھتی مہر اُس کو منانے لگی۔ آآ۔۔،،، شدتِ ضبط کے باوجود بھی دانیال کے منہ سے کراہ نکل گئی۔ کیا ہو دانیال آپ کے سر میں۔۔۔ مہر میرا سر رر،،، دانیال کو اپنا سر پکڑتے دیکھ مہر پریشان ہو گئی۔ دانیال کیا ہو رہا ہے آپ کو پلیز مجھے تنگ مت کریں آنکھیں کھولیں دانیال للل۔۔۔،،، مہر کو کچھ سمجھ ہی نا آیا اور دانیال اپنے سر کو دبا تا درد کی شدت سے اُس کے ہاتھوں میں ہی گر گیا۔

NEW ERA MAGAZINE

\*\*\*\*\*

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پری کیا ہوا ہے ماما کو کیسی ہیں اب وہ،،، ہو اسپتال پہنچ کر فرغام کا سب سے پہلا سامنا ہی پریشے سے ہوا تھا۔ پتا نہیں فرغام آنٹی کو ایک دم سے کیا ہو گیا تھا میں جب ان کے کمرے میں ان کی میڈیسن رکھنے گئی تو آنٹی کے منہ سے جھاگ نکل رہے تھے،،، پریشے نے اُسے ساری بات بتائی۔ ڈاکٹر کیا کہہ رہے ہیں ماما۔۔۔ میری ماما ٹھیک تو ہو جائیں گی نا،،، ماں کو کھونے کے ڈر فرغام کے چہرے پہ واضح نظر آ رہا تھا۔ مانی آنٹی کو کچھ نہیں ہوگا،،، حورین نے پریشان فرغام کو اپنی سی تسلی دی۔ حور تم دعا کرو میری ماما کو

کچھ ناہوا گرا نہیں کچھ ہو گیا تو۔۔۔ آگے کا سوچنا ہی فرغام کے لیے سہانے رُح تھا۔  
ہم سب دعا کریں گے مانی سپیشلی تم دعا کرو گے تو آنٹی کو کچھ نہیں ہو گا ماں باپ کے  
لیے اولاد کی دعائیں جلد قبول کرتا ہے اللہ،، حورین نے اُسے دعا کی ترغیب دی۔  
ڈاکٹر میری ماما۔۔ کو نگر بیجو لیشن مسٹر ملک۔۔ میں نے کہا تھا نا آپ سے کہ پیشنٹ  
ری کوری پوزیشن میں ہے پر آپ میری بات نہیں مانتے تھے،، ڈاکٹر مسکراتے  
چہرے کے ساتھ آئی سی یو سے نکلا اور ہارون ملک کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولا۔ آپ  
کی مسز اب کومہ سے باہر ہیں پرویکنس کی وجہ سے وہ ابھی چل پھر نہیں سکتیں آپ  
لوگوں کو ان کا بہت خیال رکھنا ہو گا زیادہ سے زیادہ انھیں ٹینشن فری رکھیں آل دی  
بیسٹ،، ڈاکٹر پرو فیشنل انداز میں فاخرہ ملک کی کنڈیشن بتانے لگا۔ ڈاکٹر کیا ہم پیشنٹ  
سے مل سکتے ہیں،، فرغام خوشی سے باپ کے گلے لگتا ڈاکٹر سے پوچھنے لگا۔ ہم انھیں  
روم میں شفٹ کر دیں پھر آپ ایک ایک کر کے مل سکتے ہیں،، ڈاکٹر کہتا ہوا آگے بڑھ  
گیا۔ حورین میری ماما ٹھیک ہو گئی وہ اب مجھ سے پہلے کی طرح بات کر سکتیں ہیں  
اوو آئی ایم سو پیپی،، ہارون ملک اور خرم بیگ ڈاکٹر سے معلومات کرنے کے لیے اس  
کے پیچھے چلے گئے۔ عائشہ اور ایان ڈاکٹر کی حیثیت سے آئی سی یو میں داخل ہوئے جبکہ  
پریشے گھر فون کرنے کی غرض سے سائیڈ پہ ہو گئی پیچھے رہ جانے والے میں فرغام اور

حورین بچے ایک کے چہرے پہ خوشی تو دوسرے کے پریشانی تھی۔ مانی اگر انھیں ہماری شادی سے اعتراض ہو تو کیا تم مجھے چھوڑ دو گے،،، حورین نے اپنی پریشانی فرغام کے سامنے بیان کی جو اُس کی بات سن کر ایک پل کے لیے خاموش ہو گیا تھا۔

\*\*\*\*\*

شاہہ۔۔۔،،، پریشے کی باتیں شاہ میر کو اندر ہی اندر کھا رہی تھیں اپنی سوچوں سے لڑتے پریشے کی آواز پہ چونکہ۔ ہم۔۔۔ کیا بات ہے اتنی پریشان کیوں ہو اب تو مسز ملک بھی ٹھیک ہیں،،، پری کے اندز سے لگ رہا تھا کہ وہ اُس کو پریشانی میں ڈھونڈتی یہاں تک آئی ہے جو شاہ میر کے لیے حیرت کی بات تھی۔ مجھے مہر کی ٹینشن ہو رہی ہے وہ اور دانیال ابھی تک نہیں آئے،،، پریشے نے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔ وہ کوئی بچے نہیں ہیں جو گھوم ہو جائے پری۔۔۔ آجائیں گے،،، شاہ میر کرسی سے اٹھتا سر پہ ہاتھ پھیرتے سر سری انداز میں بولا۔ پریشان ناہو مہر کسی غیر کے ساتھ نہیں اپنے شوہر کے ساتھ ہے،،، کہنے کے باوجود بھی پریشے کو خود کو تکتا پا کر شاہ میر کو اُسے تسلی دینی پڑی۔

مجھ۔۔۔۔ مجھے ناجانے کیوں بہت گھبراٹ ہو رہی ہے تم۔۔۔،،، پریشے کی بے چینی اُس کے چہرے سے واضح تھی۔ ریلیکس پری بیٹھو یہاں پہ،،، شاہ میر جانتا تھا کہ پریشے

یہاں آنے سے کس حد تک ڈسٹرب ہو چکی ہے پریشے کونڈھال دیکھ کر اپس نے کندھے سے تھام کر اپنی جگہ پہ بیٹھایا۔ شاہ پلیر زرز۔۔۔ تم دانیال کو فون کرو اس سے کہو کہ مہر کو لے کر آئے جلدی،،، پریشے اپنی پریشانی میں شاہ میر کا خود کو تھامہ محسوس ہی نا کر پائی۔ اوکے میں کرتا ہوں،،، شاہ میر نے نمبر ملاتے فون کان سے لگایا پھر بند کر دیا۔ کیا ہوا وہ فون نہیں اٹھا رہے نا؟؟،،، کچھ دیر پہلے پریشے نے بھی دانیال کو کال کی تھی پر اس کا فون پاور ڈاؤف تھا۔ شاہسہ کہیں انھیں کچھ۔۔۔،،، پریشے شاہ میر کا ہاتھ پکڑتی اپنا خدشہ ظاہر کرتی رو پڑی۔ پاگل ہو گئی ہو پری کچھ نہیں ہوا انھیں بچوں کی طرح بی ہیومت کرو،،، شاہ میر جھنجھلایا۔ شاہ تمم۔۔۔ مہر کو لے کر آؤ۔۔۔ وہ جب تک نہیں آئے گی مجھے سکون نہیں آئے گا،،، پریشے اس کے غصے کو بھی نظر انداز کرتی اس کا ہاتھ تھامے روتے ہوئے صرف ایک ہی بات کہے جا رہی تھی۔ ہیلو اسلام و علیکم سردار شاہ میر سپیکنگ۔۔۔ ڈی ایس پی سرفراز کو کال دیں،،، شاہ میر نے کسی کا نمبر ملاتے اپنی سرداروں والی ٹون میں کہا۔ ہیلو جناب کیسے آج ہم غریبوں کو یاد کر لیا آپ نے کہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہو گیا،،، دوسری سائیڈ والا شاید شاہ میر کا کوئی دوست تھا جو بڑے فرینڈلی انداز میں بولا۔ سپیکراؤن ہونے کی وجہ سے آواز باہر تک آرہی تھی۔ یار دانیال کا پتا کرنا تھا وہ اپنی منکوحوہ کو لے کر شوپنگ پہ گیا تھا ابھی تک آیا نہیں،،، عائشہ اور ایان

جوا بھی ابھی اس طرف آئے تھے شاہ میر کی بات پہ حیرت سے روتی ہوئی پریشے کی اور بڑھے۔ ہا ہا ہا شاہ تو عقل سے کام لے وہ بچہ تھوڑی ہے آج کل تو گریفرینڈ کو ساتھ لے جاتے ہوئے وقت کا اندازہ نہیں رہتا اسے تو پھر اتھورٹی ملی ہوئی ہے

سگنچر پروف،،، فون کے دوسری اور سے آنے والے اس جملے نے پریشے کو شاہ میر کی طرف گھورنے پر مجبور کر دیا ایان اور عائشہ تو سٹیٹائے ہی جبکہ شاہ میر بھی کچھ کنفیوز سا ہو گیا۔ بکو اس نہیں کر جو کہا ہے وہ کر تو جانتا ہے دانیال کو بہت اچھے سے،،، شاہ میر نے دوست کو جھڑکا۔ تجھے کمپنی اور دانیال کی گاڑی کا نمبر سینڈ کر رہا ہوں پتا کرو گاڑی اس وقت کہاں ہے،،، شاہ میر نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا کہیں وہ کچھ اور ہی بکو اس نا کر بیٹھے۔ عورتوں کی باتوں میں آکر انسان زلیل ہی ہو جاتا ہے،،، شاہ میر اپنی خفت مٹاتا بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔ اچھا ااا۔۔۔ تو یہ وجہ تھی،،، ایان کا انداز کچھ سوچتا ہوا سا تھا۔ کون سی وجہ،،، پریشے تو شاہ میر کے پیچھے ہی چلی گئی تھی جبکہ ایان اور عائشہ ان کی چھوڑی جگہ پہ ہی بیٹھ گئے۔ یار عاشو میں اور امان جب بھی بھائی یا بھیسو کو بغیر بتائے دوستوں کے ساتھ کہیں آؤٹینگ پہ جاتے تھے تو ہر بار بھیا کو معلوم ہو جاتا تھا اب پتا چلا بھائی نے تو ہمارے پیچھے اچھی خاصی نورس لگائی ہوئی ہے گاڑی میں ٹریک اور ہمیں آج تک معلوم ہی نا ہوا،،، ایان اس وقت امان کو بہت مس کر رہا تھا اگر

اس ٹائم وہ ہوتا تو اپنے میر و کے ساتھ اس کی اس معاملے میں جھڑپ ہونی تھی ایک وہی  
تو تھا جو سردار شاہ میر سے سوال کرنی کی جرات اور حق رکھتا تھا۔ تھوڑی سی عقل  
استعمال کرتے تو ضرور معلوم ہو جاتا،،، عائشہ صرف ایان کی عقل پہ افسوس ہی  
کر سکی -

\*\*\*\*\*

مما آئی مس یووو،،، فرغام ماں کے گلے سے لگا اپنے آنسوؤں کو روکنے کی ناکام کوشش  
میں تھا۔ مانی میر اشہزادہ۔۔۔ میں تجھے کتنا بولاتی تھی پر تجھ تک میری آواز  
ہیسی۔۔،،، فاخرہ ملک ایک جملے میں ہی ہانپ گئیں۔ مم پلیز آپ زیادہ بولیں مت  
ریسٹ کریں،،، ماں کو ہانپتا دیکھ فرغام پریشانی سے بولا۔ کب سے تو خاموش پڑی بستر پہ  
ریسٹ ہی کر رہی تھی بیٹا اب مت روک مجھے بولنے سے،،، فاخرہ ملک رونے کے  
ساتھ ساتھ اُسے پیار بھی کیے جارہیں تھیں جبکہ حورین کے علاوہ باقی سب کھڑے نم  
آنکھوں سے ماں بیٹے کے پیار کو دیکھ رہے تھے۔ ہارون آپ ٹھیک ہیں،،، فاخرہ ملک کی  
جب نظر سائیڈ پہ کھڑے ہارون ملک پہ پڑی تو مسکراتے ہوئے ان سے پوچھنے لگئیں  
۔ اُن کا یہ جیون سا تھی ہی تو تھا جس نے ہر گھڑی اُسے اپنا ساتھ محسوس کروایا تھا بہت

ضروری ہوتا تب ہی اُن کے سامنے سے ہٹتے نہیں تو ہر وقت ان سے دنیا جہاں کی باتیں ہی کرتے رہتے تھے۔ شکر ہے تمہیں اپنے بیٹے سے فرصت ملی،،، ہارون ملک آنسو بھری آنکھوں سے مسکرائے کتنا ترسے تھے وہ ان کے منہ سے اپنا نام سننے کے لیے۔ اب ٹھیک ہوں،،، فاخرہ ملک کی دوسری سائیڈ پہ بیٹھتے ان کا ماتھا چوم کر گلے سے لگاتے پیار سے بولے۔ اوففف آج پتا چلا یہ گدھا کس پہ گیا ہے،،، دروازے کے ساتھ کھڑے شاہ میر کو سب کے سامنے ایسا پیار بھرا مظاہرہ ایک آنکھ نابھایا تھا۔ ہر کوئی تمہاری طرح نہیں ہوتا،،، اگرچہ شاہ میر کی آواز بہت دھیمی تھی پر پھر بھی ساتھ کھڑی پریشے نے کلیسن لی تھی۔ میری طرح کوئی اور ہو بھی نہیں سکتا شاہ کی پری،،، شاہ میر جو کمرے سے باہر جا رہا تھا پریشے کی بات پہ مسکراتے ہوئے اس کے کان کہ بہت قریب گنگنا تا باہر چلا گیا۔ حورینن۔۔۔ کہاں ہے وہ،،، ایک ایک کر کے سب سے ملنے کے بعد جب فاخرہ ملک کو حورین نا نظر آئی تو فرغام سے اُس کا پوچھنے لگی۔ مم باہر کھڑی اپنی الٹی سیدھی سوچوں میں گم ہے،،، فرغام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ فرغام کیا کہا ہے تم نے اُسے،،، ہارون ملک نے فوراً پوچھا۔ ڈیڈ آپ کو تو ہمیشہ مجھ پہ ہی شک رہتا ہے کچھ نہیں کہا میں نے آپ کی لاڈلی کو،،، فرغام کو غصہ اس بات کا تھا کہ وہ اُس کے اتنا سمجھانے کے باوجود بھی فاخرہ ملک سے ملنے پہ راضی نہیں ہو رہی تھی کہیں ان کی

طبعیت ناخراب ہو جائے اُسے دیکھ کر۔ یار ڈیڈ وہ دماغ خراب بہت کرتی ہے باہر مجھ سے کہہ رہی تھی کہ اگر مم نے اس شادی کو نامانا تو کیا میں اُسے چھوڑ دوں گا۔۔۔ اب آپ ہی بتائیں ایسا پوسیبیل ہے،،، فرغام نے ساری بات سب کے گوش و گزار کر دی۔ تو بے وقوف انسان اُسے کلیر کرنا تھا نا،،، ہارون ملک نے اپنا ماتھا پیٹا۔ ایک تو آپ اور آپ کی لاڈلی کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی لفظ نہیں بچا میرے لیے،،، ہارون ملک کے بے وقوف کہنے سے فرغام کو دکان میں حورین کے ساتھ ہوئی جھڑپ یاد آگئی جسے وہ بیچ میں ہی چھوڑ آیا تھا۔ لارہا ہوں خود ہی کلیر کر دیں آپ،،، ہارون ملک کے گھورنے پہ فرغام حورین کو ڈھونڈنے کے لیے باہر نکلا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

یا اللہ میں کیا کروں دانیال۔۔۔،،، مہر جو کافی دیر سے دانیال کو ہلا کر اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی ناکام ہوتی سائیڈ پہ رکھی بوتل سے پانی اُس کے چہرے پہ انڈیلتی اس کا چہرا تھپتھپانے لگی۔ مہر۔۔۔ مہر،،، پانی کے گرتے ہی دانیال کی آنکھوں میں جمبیش ہوئی اور وہ ہلکی آواز میں مہر کو پکارنے لگا۔ دانیال آنکھیں کھولیں پلیز۔۔۔ آپ کو ایک دم سے کیا ہو گیا ہے،،، جیسے ہی دانیال نے پوری آنکھیں کھولیں مہر اس کا چہرا اپنے

ڈوپٹے سے صاف کرتی پوچھنے لگی۔ میرے سر میں۔۔۔،،، دانیال اپنا سر دباتا ایک دم سے روک گیا جو ابھی بھی دکھ رہا تھا۔ میں شاہسہ میر بھائی کو کال کرتی ہوں،،، مہرنے دانیال کا فون اٹھایا پر وہ آف تھا۔ میں ٹھیک ہوں بس رہنے دو اُسے تنگ مت کرو،،، دانیال جو مہر کی گود میں سر رکھے ہوئے تھا سمجھل کر بیٹھتے لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ کہاں سے ٹھیک ہیں آپ حالت دیکھی ہے آپ نے اپنی جب طبیعت خراب تھی تو آنے کی کیا ضرورت تھی،،، مہر جو بڑی مشکل سے خود کو سمجھالے ہوئے تھے دانیال کو ٹھیک دیکھ کر روہان سے لہجے میں بولی۔ کیا کرو تمہاری ناراضگی بھی تو ختم کرنی تھی نا،،، دانیال نے کہتے ساتھ ہی مہر کو خود سے لگایا اور پیار سے اُس کے بال سہلانے لگا جس کا رونا کا سیشن پھر سے شروع ہو گیا تھا۔ ٹھک ٹھک،،، اس سے پہلے کہ دانیال گاڑی کی طرف متوجہ ہوتا اور اُسے اسٹاٹ کرتا کسی نے گاڑی کی شیشے کو بجایا۔۔۔

\*\*\*\*\*

نہیں مانی ڈاکٹر نے آنٹی کو ٹینشن دینے سے منع کیا ہے،،، حورین کو ڈر تھا کہ کہیں اُس کی وجہ سے فاخری ملک کی طبیعت خراب نا ہو جائے۔ یار حور یہ تو میں جانتا ہوں کہ تم سر درد ہو پر صرف میرے لیے۔۔۔ اب منہ بند کرو اور چلو میرے ساتھ،،، فرغام

حورین کی تکرار سے تنگ آ گیا تھا۔ مانی سمجھنے کی کوشش کروا آئی کو غصہ آجائے گا،،، حورین کوشش کے باوجود بھی اپنا ہاتھ ناچھڑوا پائی۔ لیجیے مم آگئی آپ کی بہو،،، فرغام نے بھی اُسے کمرے میں لا کر ہی دم لیا۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے آئی،،، حورین بہت کنفیوز تھی اس وقت اُسے فاخرہ ملک کے ساتھ اپنا رویہ یاد آ رہا تھا کتنی باتیں سنائی تھیں اس نے انھیں جب وہ اس کے گھر آتی تھیں۔ کافی بہتر تھی پر تمہیں دیکھ کہ خراب ہو گئی ہے،،، فاخرہ ملک کی بات نے حورین کی رہی سہی کسر بھی توڑ دی۔ مم۔۔۔ فاخرہ،،، ہارون ملک اور فرغام کو ان سے اس بات کی امید نہیں تھی۔ ادھر آؤ۔۔۔ کیا میں کہوں کہ میرے بیٹے کا پیچھا چھوڑ دو تو کیا اب بھی مانو گی میرا کہا،،، فاخرہ ملک نے حورین کا ہاتھ پکڑے جو بات اُس سے کی وہ کمرے میں موجود تمام لوگوں کے لیے حیرت کا باعث تھی۔ جی۔۔۔ میں منع کر دوں گئی اس شادی سے،،، اس ٹائم فرغام کا دل سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔ مم یہ آپ۔۔۔ تم بالکل اپنی ماں جیسی ہو وہ بھی میری کہی ہر بات بنا سوال کیے مان جاتی تھی۔۔۔ کاش کہ کبھی مجھے ٹوکتی تو میں اتنی خدسرنابنتی،،، ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ فاخرہ ملک اس ٹائم صرف حورین سے بات کرنا چاہتی تھیں جی تو ہارون ملک اور فرغام کے بار بار بیچ میں ٹوکنے کے باوجود ان کی کسی بات پہ کان نادہر رہی تھیں۔ یہ بات میں نے کبھی سارہ سے نہیں

پوچھی احساس ہی نہیں ہو اس بات کا پر تم سے پوچھتی ہوں کیوں مان رہی ہو میری ہر بات منع کیوں نہیں کر دیتیں جبکہ تم میرے بیٹے سے بہت پیار کرتی ہو،،، کمرے میں فاخرہ ملک کی آواز کے علاوہ صرف حورین کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔ میں مانی سے بہت پیار کرتی ہوں آنٹی پر اتنا نہیں جتنا میری ماما آپ سے کرتی تھیں۔۔۔ مانی کا تو پیار شروع سے ملا پر آپ کا پیار تو مجھے کبھی محسوس ہی نہیں ہوا بس اسی کی خاطر،،، حورین کی بات نے فاخرہ ملک کی ہچکی باندھ دیں البتہ فرغام کو حورین کی محبت پہ فخر ہوا۔ حورین منن۔۔۔ میں اپنی ہر غلطی کی معاف ف۔۔۔ نہیں آنٹی ایسا مت کہیں جو بھی ہوا اُسے بھول جائیں،،، حورین نے فاخرہ ملک کے بندھے ہاتھوں کو ایک دم سے کھولا۔ آپ کو پتا ہے شاہ میر بھائی کہتے ہیں ہمیں تلخ یادیں اپنے دل و دماغ سے مٹا دینی چاہیں زندگی گزارنی آسان ہو جاتی ہے۔ میں بھی سب بھلا چکی ہوں آپ بھی بھلا دیں،،، حورین نے اگرچہ یہ بات پریشے کو دیکھ کر کہی تھی پر اُس کے ان الفاظوں نے فرغام ملک کے دل میں پہلی بار شاہ میر کے لیے کوئی مثبت تصور ابھرا تھا۔ اگر واقع تم نے مجھے معاف کر دیا ہے تو پھر مجھے ماما کیوں نہیں بلاتیں حورین،،، فاخرہ کی بات نے سب کے چہروں پہ خوشی بھری مسکرائٹ بکھیر دی اور حورین ماما پکارتی اس کے گلے لگ گئی۔

\*\*\*\*\*

ڈاکٹر کوئی پریشانی والی بات تو نہیں ہے،،، سر فراز نے جب گاڑی میں دانیال کی خراب طبیعت دیکھی تو اس کے منع کرنے کے باوجود بھی شاہ میر کو انقوم کرتا سے لیے ہو سپیٹل آگیا۔ دانیال کے مختلف ٹیسٹ کروانے کے بعد ڈاکٹر جیسے ہی دانیال کو سکون آورا نجیکشن دے کر باہر نکلے ڈاکٹر ارحم کے ساتھ شاہ میر بھی پیچھے چلا آیا۔ ڈاکٹر ارحم میری طرح آپ بھی ایک ڈاکٹر ہیں اس بات سے اچھی طرح واقف ہوں گے کہ سر میں درد رہنا صرف ڈیپریشن ہے اور کچھ نہیں لیکن سر درد کے ساتھ اتنی لمبی بے ہوشی کا ہونا پریشان والی بات ہے،،، ارحم کے ڈاکٹر ہونے کے باوجود بھی ڈاکٹر ابراہیم نے پرو فیشنلی انداز اپنایا۔ لاسٹ ٹائم جب یہ میرے پاس آئے تھے تو میں نے انھیں ایم آر آئی ساجیس کی تھی تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ آیا ان کی بے ہوشی کس نوعیت کی ہے،،، ڈاکٹر ابراہیم کی بات نے شاہ میر کو حیران کیا دانیال نے تو اسی ایسا کچھ نہیں بتایا تھا۔ ڈاکٹر ابراہیم کیا دانیال پہلے بھی آچکا ہے،،، شاہ میر نے دوبارہ تصدیق چاہی۔ جی ہاں مسٹر شاہ دانیال شاہ تقریباً تین ماہ پہلے آئے تھے میرے پاس،،، ڈاکٹر ابراہیم نے شاہ میر سے دانیال اور اپنی پہلی ملاقات کا ذکر کیا جب بیہوشی کی حالت میں

بابر اُسے ان کے کلینک لایا تھا مگر ان کی بار بار کی تاکید کے باوجود بھی دانیال شاہ نے اپنا ایم آر آئی نہیں کروایا تھا۔ شاہ ہم آرام سے دانیال سے بات کریں گے اس بارے میں ابھی نہیں۔۔۔ تھنکس ڈاکٹر انشا اللہ جلد ہی میں دانیال شاہ کی رپورٹ کے ساتھ آپ سے ملونگا،، ڈاکٹر رحم نے بات کو سمیٹا اور شاہ کو لیے گراؤنڈ کی سائیڈ پہ مڑ گیا۔

\*\*\*\*\*

علی ایک بات کہوں،، علی اور منال مشال کے گھر اس کی تعزیت کے لیے گئے تھے کون جانتا تھا کہ وہ اتنی سی زندگی لکھوا کر لائی تھی جیسی بھی تھی تھی تو ان سب کی دوست اتنا تو حق بنتا تھا کہ اُس کے پیچھے اس کے گھر والوں کی خبر گیری کی جائے۔ یا اللہ خیر آج منال بیگم اور اجازت،، منال جو واپسی کا سارا رستہ خاموشی رہی تھی اس کے بولنے پہ علی نے شرارت سے کہا۔ علی۔۔۔،، منال نے مصنوعی گھورا۔ ایسی کون سی بات ہے جو میری پیاری سی مسز کے اتنے سے دماغ میں پھنس گئی ہے،، گاڑی کا موڑ موڑتے علی نے دو انگلیوں کو چھوٹا کرتے اتنے سے پر زور دیا۔ علی ہم سب سیٹلڈ ڈاؤن ہو گئے ہیں سوائے پری کے۔۔۔ ہم نے پری کو شاہ میر بھائی کے لیے فورس کر کے کہیں غلط تو نہیں کیا،، ان سب کی شادی میں چند دن ہی رہ گئے تھے پر منال کو

ڈھونڈنے سے بھی پریشی کے چہرے سے وہ خوشی نہیں ملی جو حورین اور مہر کے چہرے پہ جھلکتی تھی۔ تمہیں ایسا کیوں لگا منال اور وہ بھی اب جب اس کی شادی میں صرف چار دن رہ گئے ہیں،،، علی کو منال سے اس بات کی امید نہیں تھی۔ مجھے شاہ میر بھائی کا رویہ پریشان کر رہا ہے علی۔۔۔ جس دن وہ رشتہ لے کر آئے اس دن بھی انھوں نے پری کی ذات کو اہمیت نہیں دی تھی مجھے نہیں لگتا کہ وہ کبھی پری کی فیور بھی کریں گے،،، منال نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔ منال میں تم سے ایک سوال پوچھوں اس کا مجھے سچ سچ جواب دو گی،،، علی کچھ سوچ کر مسکراتے ہوئے بولا۔ ہاں علی،،، منال نے حامی بھری۔ ایک عورت۔۔۔ نہیں ایک بیوی اس کے لیے شادی شدہ لائف میں سب سے اہم چیز کیا ہوتی ہے اس کے شوہر کی ہر بات میں اس کے لیے فیور یا اس کی عزت؟،،، گاڑی کو ایک سائیڈ پہ روکتے علی نے اپنی بات پوری کی۔ عزت،،، منال نے جواب دینے میں سیکنڈ بھی ضائع نہ کیا۔ تو پھر پریشان نہ ہو اس معاملے میں ہماری پریشی بہت لگی ہے،،، علی نے کندھے اچکائے۔ پر علی جب بھائی اُس کی عزت کرتے ہیں تو پھر اُس کی کوئی بات مانتے کیوں نہیں کیا فیور کرنا عزت اور محبت کے زمرے میں نہیں آتا،،، منال کو علی کا جملہ ادھورا لگا یا شاید اُس کی بات منال کو سمجھ ہی نہیں آئی تھی۔ نہیں۔۔۔ عزت اور فیور کرنا تین الگ الگ کیٹیگریز ہیں مانے ڈیروا لئی،،، علی

منال کا ہاتھ چومتے اس کو سٹیرنگ پہ رکھے اپنے ہاتھ میں دبا گیا۔ کسی کی فیور کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہر مرد فیور کر سکتا ہے بیوی کے سامنے بیوی کی ماں کے سامنے ماں کی،،، علی نے وضاحت دی۔ محبت بھی ہر مرد دے سکتا ہے یونو آج کل کی محبت،،، محبت کو ڈیفائنن کرتے علی منال کو دیکھ کر شرارت سے مسکرایا۔ پر عزت ہر مرد نہیں دے سکتا بہت مشکل کام ہے عزت دینا اور وہ بھی خاص کر بیوی کو۔۔۔ پریشہ ازدی لکی ون،،، علی منال کے گالوں کو تھپتھپاتا فخر سے کہتا گاڑی اسٹاٹ کرنے لگا۔



اوففف۔۔۔ ایک تو یہ بہنیں بھی نا ایک چیز کے لیے سو سو پھیرے لگواتی ہیں،،، صوفی پہ بیگز کے ساتھ ڈھیر سے بیٹھتے ایان چیخ کے بولا۔ جناب میں نہیں حورین آپی،،، زینہ اپنے بے ڈول جسم کو سمجھالتی اٹھ کر نیچے گرے بیگز اٹھانے لگی۔ شکر ہے تم آپی جیسی نہیں ہو نہیں تو میں تو گیا تھا کام سے،،، واقعی زینہ کے لیے کوئی بھی جو بھی لے کر آجاتا وہ خاموشی سے پسند کر لیتی جبکہ حورین تو اپنی پسند سے لائی ہوئی چیز بھی گھر آ کر واپس کر و آتی۔ آگیا میرا مہندی کا سوٹ،،، مائیوں کا

پیلا جوڑا پہنے حورین سیڑھیوں سے بھاگتی ہوئی آئی دو دن پہلے ہی تو اسے مائیں  
 بیٹھایا تھا پر مجال ہے جو وہ ایک منٹ بھی ٹک کر بیٹھی ہو داد و اماور زینت بی کے منع  
 کرنے کے باوجود سارے گھر میں گھومتی رہتی۔ جی آگیا دیکھیں اور نقص  
 نکالیں،، ایان جل کر بولا۔ واؤ بیوٹی فل۔۔۔ پر اس کا ڈپٹہ دیکھنا زینت اس کا کلر لائٹ  
 نہیں ہے،، بیگز سے مہندی کا سوٹ نکال کر خود کے ساتھ لگاتی ایک دم سے ڈوپٹہ  
 الٹ پلٹ کرنے لگی۔ اوو خدا کو مانو عورت بلکل سیم ہے،، وہاں آ کر بیٹھتی داد و اماور  
 کو اپنی شوپنگ دیکھتا ایان اچھل ہی پڑا۔ تمہیں لڑکیوں کے ڈریس کے میچنگ  
 کلرز کا کیا پتا،، سب کی طرف سے اوکے ہے کا سائین ملنے پر حورین ایان پر برسی۔  
 لڑکا ہوں اندھا تھوڑی ہوں حورین بی بی نظر آتا ہے مجھے بھی،، ایان کو معلوم تھا کہ اگر  
 وہ زرا سا بھی ڈھیلا پڑا تو ابھی کے ابھی حورین نے اُسے مارکیٹ کا چکر لگوا دینا ہے اس  
 لیے لڑکا عورتوں کی طرح میدان میں اتر آیا۔ پریہ لائٹسٹ۔۔۔ گوڈا یونگ ایوری  
 ون،، اس سے پہلے کے حورین ایان کو کوئی تنگڑی سی دھمکی لگاتی ڈرائینگ روم میں  
 داخل ہوتے شاہ میر کی آواز پہ خاموش ہو گئی۔ بھائی لگتا ہے آپ لوگ بھی شوپنگ پہ  
 گئے تھے،، شاہ میر کو ملازموں کے ہاتھ میں کافی زیادہ بیگز تھماتے دیکھ زینت نے  
 اشتیاق سے پوچھا۔ شاہ اور شوپنگ۔۔۔ میں لے کر گیا تھا،، شاہ میر کے پچھے سے

دانیال کا چہرہ ابھرا۔ اچھا دیکھائیں کیا لائیں ہیں،،، ایان نے بے صبری دیکھتے ملازم کے ہاتھوں سے بیگز چھینے۔ یار کیا لانا تھا تمہارے اس سڑی بھائی کے ساتھ جا کر صرف خوار ہی ہوا ہوں جناب کو کوئی چیز پسند ہی نہیں آتی،،، ملازمہ سے پانی کا گلاس پکڑتے دانیال نے شاہ میر کو گھورا یہ تو وہ ہی جانتا تھا کہ وہ کس طرح شاہ میر کو لے کر گیا تھا۔

فلحال تو صرف مہندی کے کرتے لائے ہیں بارات پہ جناب شیر وانی پہننے کو مان ہی نہیں رہے تو اُس کا کچھ ڈیسا سیڈ ہی نہیں ہوا البتہ ولیمے کا ڈریسکوٹ ڈیسا سیڈ ہو گیا ہے اس کا آڈر دے دیا ہے اللہ کے کرم سے،،، دانیال نے کہتے ساتھ ہی دعا کے انداز میں ہاتھ اٹھا اور اپنے منہ پہ پھیرے۔ آج صبح ہی شاہ میر نے دانیال کی ایم آر آئی کروائی تھی جس کے بدلے میں اُس نے دانیال کے ساتھ چار گھنٹے مالز میں خواری اٹھانی پڑی تھی اب وہ تھک کر صوفے پہ ہی لمبا لمبا لیٹ گیا تھا۔ بھائی کیوں۔۔۔۔۔ بارات پہ شیر وانی کیوں نہیں پہن رہے آپ بھلا شیر وانی کے بغیر بھی دلہا چتا ہے،،، دانیال کے بتانے کی دیر تھی کہ سب کی ایک دم سے چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ دانیال نے آنکھ سے اشارا کیا جیسے کہہ رہا ہوں لوں سن لو۔ کیا مطلب جچے گا نہیں دلہا ہے کوئی سر کس کا جو کر تھوڑی جو میک اپ نا کیا ہو تو لوگ کیسے پہچانے گے،،، ایک تو دانیال کی طرف سے ٹینشن اتنی تھی چونکہ رپورٹ ابھی نہیں ملی تھی پر ڈاکٹر اپنی طرف سے تسلی

بھری باتیں ہی کر رہے تھے پر شاہ میر جب تک ریپوٹ نہیں دیکھ لیتا اُسے سکون نہیں آتا تھا دوسرا ان لوگوں کی فضول کی چٹخ شاہ میر کو غصہ دلا گئی۔ بارات کے ڈریس پہ ہم بعد میں ڈیساٹیڈ کریں گے ابھی مہندی کے تو دیکھائیں ڈریس،،، سب لوگوں کو ایک دم سے خاموش دیکھ کر ایاں نے اس سنجیدگی بھرے ماحول کو توڑا۔ دیکھوں کیسے لگے۔۔۔ سیم ڈیزائیں ہے بس کلرز چنچ ہے چاروں کے،،، دانیال بھی ایک دم سے آگے بڑھا اور کرتے دیکھانے لگا۔ چار کس لیے بھائی آپ لوگ تو تین ہو،،، حورین نے نا سمجھی سے دانیال سے پوچھا۔ نہیں حوری ہم چار ہی ہیں اور رہے گے،،، شاہ میر کو بھی احساس ہو گیا تھا کہ وہ اپنی ٹینشن میں کشتہ زیادہ ہی تلخ ہو گیا ہے اس لیے اپنے موڈ کو چنچ کرتے ہوئے بولا۔ میں چاہتا ہوں کہ جب وہ آئے تو اُسے معلوم ہو کہ ہم نے اُسے ہر موڑ پہ یاد رکھا تھا۔۔۔ ایک نا ایک دن تو اُسے پلٹنا ہی ہے نا ہم میں،،، شاہ میر نے زینبیہ کے سر پہ ہاتھ پھیرا اُس کا انتظار شاہ میر سے چھپا ہوا نہیں تھا۔ شاہ سائیں گاؤں سے مہمان آئیں ہیں آپ اجازت دیں تو اندر لے آؤ،،، کبیر چچا جن کے ذمے گھر کے چھوٹے موٹے کام ہوا کرتے تھے ابھی ابھی بازار سے ہی آئے تھے کہ حویلی کی گاڑی دیکھ کر شاہ میر کو اطلاع دینے آئے۔ شاہ گاؤں سے کون آیا ہے۔۔۔ کسی نے آنا تھا کیا،،، دانیال کو حیرت ہوئی شاہ میر تو اس کے ساتھ صبح سے تھا اُس نے تو

زکر نہیں کیا۔ تو خود دیکھ لے،، شاہ میر کا لہجہ سرسری تھا۔ ماما۔۔۔،، آنے والوں کو دیکھ کر سب کو سانپ سونگ گیا کیونکہ دروازے میں کوئی اور نہیں بلکہ رابعہ شاہ اور افضل شاہ کھڑے تھے۔ سب سے پہلے زینبیہ کے وجود میں حرکت ہوئی اور وہ بھاگتی ہوئی اپنی ماں کے گلے لگ گئی۔ آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی یہاں آنے کی ابھی کے ابھی یہاں سے چلے جائیں،، سب رابعہ شاہ سے باری باری ملے لیکن جیسے ہی افضل شاہ آگے بڑھے دانیال کی آواز نے سب کے دل دہلا دیے۔ دانیال شاہ۔۔۔ شاہ و لا میری ملکیت ہے یہاں وہی آتا ہے جنہیں میں بلاتا ہوں۔۔۔ مہمان ہیں یہ میرے اور ہم سردار مہمانوں کی کتنی عزت کرتے ہیں تم اچھے سے جانتے ہو،، دانیال کا غصہ دیکھ کر شاہ میر کو سخت ہونا پڑا نہیں تو وہ کبھی بھی ایسی بات نا کرتا۔ دانیال بیٹا۔۔۔ آپ اُسے تھوڑا سا وقت دیں ٹھیک ہو جائے گا وہ،، دانیال کے باہر جاتے ہی افضل شاہ شاہ میر کی طرف بڑھے آخر انھیں یہاں بلوانے والا بھی تو وہی تھا نا پر اس کی بات نے ان کے قدم اپنی جگہ پہ روک گئے۔

\*\*\*\*\*

انتہا اااا ہو گئی انتظار کی آئینہ کچھ خبر میری حور کی،، الاحمر ولا کا ڈرائینگ روم اس وقت

بکھرا ہوا تھا جہاں ایک طرف ملازمین شادی کی چھوٹی موٹی تیاریوں میں مصروف  
 تھے تو دوسری طرف فاخرہ ملک اپنی ہم عمر رشتے دار خواتین کے ساتھ بری پیک  
 کروار ہی تھیں جبکہ فرغام اور علی عائشہ اور منال کا دماغ اپنی بے سُرّی آوازوں سے  
 خراب کر رہے تھے۔ یہ ہمیں بہ نسنن۔۔۔۔۔ ہے یقین بے وفا وہ نہیں پھر وجہ کیا ہوئی  
 اُس کے نا آنے کی،،،، ابھی فرغام کا مصرعہ پورا نہیں ہوا تھا کہ علی نے اُسے اپنے لفظوں  
 میں موڑا۔ اوف ہو بھائی آپ دونوں جب سے بیٹھے ہیں گانوں کے بول ہی اپنے مطابق  
 چنچ کر رہے ہیں ایک جو گانا ڈھنگ سے گالیا ہو ہم نے،،، عائشہ مہندی کے فنکشن کے  
 حساب سے ان کے ساتھ گانوں کی پریکٹس کر رہی تھی پر مجال ہے جو وہ دونوں سیریس  
 ہوئے ہوں۔ دیکھنا عائشہ اُس ٹائم ہم منہ ہی دیکھ رہے ہوں گے اور لڑکے والے جیت  
 جائیں گے،،، منال مہر کے ڈوپے پہ گوٹا لگاتے ساتھ ساتھ باتوں میں بھی حصہ  
 لے رہی تھی۔ ہم بھی تو لڑکے والے ہیں تم بار بار انھیں ہی کیوں لڑکے والے کہہ رہی  
 ہو،،، منال کے بار بار کہنے سے علی چڑا۔ ہمارا صرف ایک لڑکا ہے اور اُن کے دو اس  
 حساب سے ان کا پلڑہ بھاری ہے آئی سمجھ،،، منال نے واضح کیا۔ منال ہم ہی جیتیں  
 گے یار علی تو سمجھنا اسے،،، فرغام نے جب منال اور عائشہ کو منہ بنا کر اٹھتا دیکھا تو ان کو  
 روکنے لگا۔ اس کو میری زیادہ تر باتیں صرف بیڈروم میں ہی

سمجھ۔۔۔۔۔ علی۔۔۔۔۔، اس سے پہلے کے علی کی سب کے سامنے زبان پھسلتی منال کے گئے نے علی کو بریک لگوائی جب کہ پریشے اور مہر کے ساتھ جاتی ہوئی عائشہ بھی روک کر ہنسنے لگی۔ اوف دیکھا اپنی ظالم بہن کو سوچ کہ سب کے سامنے یہ میرا یہ حال کرتی ہے تو اکیلے میں کیا کرتی ہو گئی،،، علی نے سب کے سامنے دُہائی دی۔ تیرے ساتھ ہونا بھی ایسا ہی چاہیے اور زن مرید بن،،، لڑکیوں کے جاتے ہی فرغام نے بھی علی کو ایک ہاتھ لگاتے اس کا مزاق اڑایا۔ بیٹا تیری ہونے دے شادی پر پوچھو گا تجھ سے،،، علی فرغام کو وارن کرتا منال کے پیچھے بھاگا -

مما آپ اتنی کمزور کیوں ہو گئی ہیں،،، افضل شاہ کے ماموں زاد کزن کے ہاتھوں اپنی ہی حویلی میں اٹھائے جانے والے ہر ایک ظلم سب کے سامنے بیان کر کے رابعہ شاہ پُر سکون ہو گئی تھیں پر وہ اپنے بچوں کے سامنے ابھی بھی شرمندہ سی رہتیں خاص کر اپنی بیٹی زینبیہ کے سامنے جس پر اپنی آنکھوں کے سامنے نار و سلوک ہوتا دیکھ کر بھی وہ خاموش رہتی تھیں کبھی اُس بیٹی کی سائیڈ نہیں لی۔ جس ماں کی اولاد اُس سے ناراض ہو وہ کیسے ٹھیک رہ سکتی ہے بیٹا،،، زینبیہ نے تو اپنے ماں باپ کو بنا معافی کے ہی معاف

کر دیا تھا پر دانیال شاہ تھا جو ناتوا اپنی ماں سے بات کر رہا تھا اور نا ہی اپنے باپ کی شکل  
 دیکھنے کا روادار تھا۔ ماما میں آپ اور بابتوں سے ناراض نہیں ہوں،،، زینبیہ نے ماں  
 کے ہاتھ چومتے انھیں خاموش کر دیا۔ پر میرا بیٹا تو ہے نا،،، رابعہ شاہ نے خود سے پیٹھ  
 موڑ کر بیٹھے اپنے بیٹے سے کہا۔ مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں ہے بس دکھ تھا کہ آپ ماں  
 ہو کر اپنی بیٹی کی ڈھال بن سکیں،،، حویلی میں جو زینبیہ کے ساتھ نوکروں جیسا سلوک  
 ہوا اُس کی خبر تو خود دانیال کو بہت دیر میں ملی تھی نہیں تو وہ خود ہی زینبیہ کے لیے کچھ  
 کرتا۔ مجھے معاف۔۔۔ ماما پلینز ہمیں گناہ گارنا کریں آپ نے کچھ غلط نہیں کیا،،، اپنے  
 سامنے اپنی ماں کے بندھے ہاتھ دیکھ کر دانیال کانپ گیا فوراً سے ماں کے ہاتھ چومے۔  
 پریشان نا ہوا افضل تمہارے دکھ کے دن بھی گزر ہی گئے نا چھ دن بھی جلد ہی آجائیں  
 گے،،، بیٹے کی بے رونی دیکھتے افضل شای خود ہی اس کے سامنے جانے سے کتراتے  
 تھے ابھی بھی دروازے کے باہر کھڑے ماں بیٹے کے پیار کو دیکھتے اپنی آنکھوں کو نم  
 ہونے سے روکنا پائے۔ آپ کیسے سب بھول سکتے ہیں بھائی میں نے نا صرف آپ  
 کے بیٹے بلکہ آپ کے ساتھ بھی بہت بُرا رویہ رکھا تھا اُس کے باوجود بھی آپ اور شاہ  
 میرے مجھے میرے بیٹے سے ملوانا چاہتے ہیں،،، شاہ میر کی بیماری کا افضل شاہ اور اس کے  
 کزن نے بہت فائدہ اٹھایا تھا زبردستی سرداری سمجھالتے نا صرف گاؤں کی آدمی

زمینیں کوڑیوں کے دام بکوادیں بلکہ ان کی آبائی حویلی تک کا بھی سودا کر دیا جسے داد الہی اور جرگے کے کچھ معزز لوگوں نے روکوا یا تھا۔ افضل شاہ کے سردار بنتے ہی ان کے رشتے داروں نے گاؤں کے بے کس لوگوں کا خوب فائدہ اٹھایا انھیں روکنا اُس وقت اکبر شاہ کے بس میں نہیں تھا پر لوگوں کی حالت دیکھتے انھیں نے ایک بار افضل شاہ سے بات کرنے کی کوشش کی پر انھیں اپنی ہی دہلیز سے بے عزت کر کے نکلوا دیا۔

افضل شاہ جب جسم کا کوئی حصہ درد میں ہو تو اُسے کاٹتے نہیں بلکہ اُس کا علاج کر کے اُسے کام میں لاتے ہیں افضل تم ہمارا حصہ ہو میرے چچا کی اکلوتی نشانی تمہیں میں کیسے کاٹ سکتا ہوں،،، اکبر شاہ کو بہت دکھ تھا اپنے اس چچا زاد بھائی کی حرکتوں کا پر افضل شاہ کے ساتھ وہی ہوا جو انھوں نے اکبر شاہ کے ساتھ کیا۔ اکبر شاہ زخم کریدنے والوں میں سے نہیں تھے اسی لیے اپنے اس بھائی کو معاف کرتے گلے سے لگایا۔ حوصلہ کرو سب بھلا چنگا ہو جائے گا،،، اکبر شاہ ان کی پیٹھ تھسکتے انھیں اپنے ساتھ لے گئے۔

\*\*\*\*\*

آخر تم ہو کون اور بار بار مجھے تنگ کیوں کر رہے ہو،،، موبائل پہ اپنی تصویر دیکھ کر منال کال بیک کرتی غصے سے چیخی۔ تصویروں کا یہ سلسلہ کافی دن سے شروع تھا منال

پہلے سمجھی کہ اُس کی کوئی دوست ہے جو اُسے تنگ کر رہی ہے پر جب کال پہ کوئی مرد بولا تو منال پریشان ہو گئی۔ یہ کالز زیادہ تر علی کی موجودگی میں آتی تھیں اسی لیے منال علی کے ہوتے ہوئے اپنا موبائل ہی آف کر دیتی تھی۔ لگتا ہے تمہیں مجھ سے ملنے کی بہت جلدی ہے فکرنا کرو ہم ملیں گے ضرور ملیں گے،، دوسری طرف سے بہت لگاؤ سے کہا گیا۔ بکو اس بند کرو اپنی منحوس انسان،، منال نے غصے سے موبائل بستر پہ پٹخا۔ ماما کیا ہوا آپ کس پہ اتنا غصہ کر رہی تھیں،، رافع جو اندر آ رہا تھا منال کو اس طرح بولتا دیکھ روک کر پوچھنے لگا۔ نہیں بیٹا بس رونگ نمبر تھا کوئی،، منال نے فوراً سے خود کو کمپوز کیا۔ ماما ڈونٹ وری میرے پاس اس پر و بلم کا سولوشن ہے آپ بلوک کر دیں گندے انکل کو،، رافع نے چٹخنی بجاتے ہوئے سولوشن بتایا۔ رافع بیٹا آپ پاپا کو اس نمبر کا نہیں بتانا اوکے،، رافع کے منہ سے ایسی بات سن کر منال فکر مند ہوئی درحقیقت وہ علی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پر آپ تو کہتی ہیں کہ پاپا سے ہر بات شنیر کرنی چاہیے،، بعض اوقات بچوں کی ذہانت بھی ماں باپ کے لیے پریشانی بن جاتی ہے۔ بیٹا یہ آپ کا اور میرا سیکریٹ ہے نا اس لیے ہم پاپا کو نہیں بتائیں گے،، منال نے رافع کو ٹالنا چاہا۔ رافع نے اُس کی بات مانی یا نہیں پر وہ خاموش ضرور ہو گیا تھا۔

\*\*\*\*\*

الاحمر ولا روشنی اور گیندے کے پیلے پھولوں سے سجا اپنی خوبصورتی میں چار چاند لگا گیا تھا لان کو کلر فل کپڑوں سے کنوپی اسٹائل میں ڈیکوریٹ کیے جہاں روشنی کی جگمگائٹ لوگوں کے کھلتے چہرے واضح کر رہی تھی تو دوسری اور الاحمر ولا کے فرنٹ میں بنے ہوئے فائونٹین میں کی جانے والی لائٹس بچے بڑوں سب کی توجہ اپنی اور کھینچ رہی تھی۔ ہارون ملک اور فاخرہ ملک مسکرتے ہوئے لوگوں کو رسیو کر رہے تھے خوشی ان کے چہرے سے جھلک رہی تھی آخر آج ان کے شہزادے فرغام ملک کی مہندی سیریمینی تھی اپنے سارے ارمان انہوں نے اپنے اس اکلوتے بیٹے کی شادی پہ ہی تو پورے کرنے تھے جو آؤٹ ڈور فوٹوشوٹ کے لیے گیا ہوا تھا۔ ڈھول کی تھاپ اور آتش بازی کی گونج میں آٹھ گھوڑوں کی بگی جیسے ہی الاحمر ولا کے انٹرس پہ پہنچی سارے لوگ اپنی اپنی سیٹس چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ کسی ریاست کے شہزادے کی طرح بگی سے فرغام ملک نکلا اور ڈھول کی تھاپ پہ بھنگھڑا ڈالتے اپنے دوستوں کے پیچ کھڑا ہو گیا۔ بلیک ڈیزائیز کرتا دھوتی شلوار کے ساتھ تلے والا کھسا پہنے بلیک اور سلور پٹکا ڈالے وہ کسی شہزادے سے کم بھی نہیں لگ رہا تھا۔ جب ایک گھنٹے بعد بھی اس کے

دوستوں کا شغل پورا ناہو تو مجبوراً ہارون ملک اور خرم بیگ کو انھیں روکنا پڑا اور فرغام کسی شان سے اپنے دوستوں کے ساتھ چلتا سیٹج تک پہنچا جہاں تین جھولوں کو پھولوں سے سجایا گیا تھا -

\*\*\*\*\*

پیٹاجی آپ نے تو ہمارا دل ہی جیت لیا میں تو سمجھا تھا کہ ڈاکٹر صرف چیر پھاڑ ہی اچھی کر سکتے ہیں پر آپ نے جو یہ سب ڈیکوریٹ کر دیا ہے اس نے میری سوچ کو غلط ثابت کر دیا ہے،،، خرم بیگ کی تعریف کرنے پر ہارون ملک نے عائشہ کے سر پہ مسکراتے ہوئے ہاتھ پھیرا آخر یہ ساری ذمہ داری اُسے پہ تو تھی۔ انکل یہ سارا کریڈیٹ میرا نہیں بلکہ میرے ساتھ ایان اور منال آپنی کو بھی جاتا ہے،،، عائشہ کا انداز فخری تھا کاش ان کے خاندان والے یہاں ہوتے تو دیکھتے کہ جن ماں بیٹیوں کو وہ ناکارہ اور بوجھ سمجھ کر اپنے خاندان سے نکال بیٹھے تھے آج نا صرف ایک مقام پہ کھڑی ہیں بلکہ اچھے اور امیر گھرانے میں بیانی بھی جا رہی ہیں۔ لوجی جن کا انتظار تھا وہ بھی آگئے،،، ڈھول کی آواز پہ عائشہ گھر کے اندرونی حصے میں بھاگی تاکہ ویلکم کے لیے پھولوں کی تھال تیار کر سکے۔ ایک بار پھر ڈھول کی آواز گونجی اور ایان نے اپنے

دوستوں کے ساتھ مل کر گاؤں میں کیا جانے والا علاقائی رقص ڈھول کی تھاپ پہ کرنا شروع کیا جس میں انھوں نے اکبر شاہ اور افضل شاہ کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لیا دانیال شاہ سردرد کے پیش نظر جبکہ شاہ میر اپنی عادت کے مطابق اس رقص میں دور سے ہی شامل ہوئے۔ اللہ اللہ! کر کے رقص ختم ہوا تو آتش بازی کے شور میں خوبصورت سی ڈولی داد الہی اور بابر کے ہمراہ انٹرس پہ نظر آئی یہ ڈولی دانیال اور شاہ میر کے ساتھ چلتی ہوئی سیٹج کے پاس روکی جس میں سے فرغام کی حور کسی شہزادی کی طرح اپنے بھائیوں کے ہاتھ تھامے باہر نکلی اور سیٹج پہ کھڑے اپنے شہزادے کے پہلوں میں جا کر بیٹھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

جھنڈا گرین کلر۔۔۔ اوف فف۔۔۔ اس کے علاوہ تمہیں کوئی اور کلرز پسند نہیں آتے فرغام،،، ابھی حورین فرغام کے ساتھ بیٹھی ہی تھی کہ فرغام نے اس کے کان میں ولیمے کے ڈریس کا کلر بتایا جس پہ حورین اچھل ہی پڑی۔ بھی میری تو پسند ایسی ہی ہے اب خود کو ہی دیکھ لو،،، فرغام نے مسکراتی نظروں سے حورین کو دیکھ جو ہنی کلر کی کلیوں والی شورٹ فرائک، شو کینگ پینک کلر کے غرارے کے ساتھ کام کے ساتھ

میچنگ مر جندا کلر کے گوٹی کے ڈوٹے میں نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔ کیا مطلب ہے تمہارا،،، حورین لوگوں کا خیال کیے بنا پوری کی پوری فرغام کی طرف گھوم گئی۔ تم مجھے چھوڑو اور اپنی سوچو ویسے میں جھنڈا گرین کلر کیسی لگو گی،،، فرغام نے حورین کا رخ سیدھا کرتے ہوئے کہا کیونکہ اپنے سے کچھ فاصلے پہ بیٹھے دانیال اور شاہ میر نے حورین کی آواز اور اس کا غصے سے مڑنا نوٹ کر لیا تھا کم از کم آج کے دن فرغام شاہ میر کی تیز نظریں برداشت کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

اوف۔۔۔،،، اس سے پہلے کہ حورین کچھ بولتی گانے کے بول پہ اُسے چپ ہونا پڑا۔

اونگلی پکڑ کے تم نے۔۔۔۔

چلنا سکھایا تھا نا۔۔۔۔

دھلیز اونچی ہے یہ پار کرادے۔۔۔۔

بابا میں تیری ملکہ۔۔۔۔

ٹکڑا ہوں تیرے دل کا۔۔۔۔

ایک بار پھر سے دھلیز پار کرادے۔۔۔۔

مڑ کے نادیکھو دلبار و دلبار و ہو۔۔۔

مڑ کے نادیکھو دلبار و دلبار و ہو۔۔۔

جیسے ہی یہ سونگ شروع ہوا ساری کی ساری لائٹس ڈم ہو گئیں صرف فوکس لائٹ کے ساتھ دو خوبصورت شہزادیاں یلو کلیوں والی لونگ فراک سیگرین اور اورینج دوپٹہ پہنے پھولوں کے زیوروں سے سچی ہارون ملک اور خرم بیگ کا ہاتھ تھامے گانے اور موقع کی مناسبت سے آنکھوں میں سرخ ڈورے لیے پھولوں کی بارش میں سیٹیج تک

پہنچی -

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

چلو بھی نازک حسیناؤں اسیٹیج سے دور ررر ہو کر کھڑی ہو جاؤ،، ایان اور علی کے

ساتھ ان کے کزنز اور دوست اسیٹیج کے پاس پہنچتے شور مچانے لگے۔

کیوں منمن،، لڑکیاں کہاں کسی سے کم تھیں جو اسیٹیج پہ نہیں تھیں وہ بھی جا کر کھڑی

ہو گئیں۔ وہ کیا ہے ناکہ ہمیں زرا اچھا نہیں لگے گا اتنی پیاری پیاری حسینائیں ہم سے ہار

کر روتی ہوئی اسیٹیج سے بھاگے گئیں۔۔۔ اس لیے جاؤ معاف کیا بھاگ جاؤ،، ایان کے

خالہ زاد کزن نے اونچی آواز میں کہا جس پہ ایک زوردار قہقہہ گونجا۔ اتنا اور کونفیڈنٹ

مجھے تو تم سب بھاگتے ہوئے ابھی سے نظر آرہے ہو،،، ایان کی کزن جو در حقیقت اُسی لڑکے کی منگیتر بھی تھی ہاتھ کو آنکھوں کی سائیڈ پہ ٹکاتی دروازے کی طرف دیکھنے لگی جیسے اُس کو ابھی سے بھاگنے کا انداز بتا رہی ہو۔ ہم لڑکے اور ہار ایمپو سیبل،،، علی نے کہتے ساتھ ہی منال کے ہاتھ میں پکڑی ڈھولک کھینچی اور شاہ میر اور دانیال کے آگے بیٹھ گئے۔ ہار جیت کا تو ابھی پتا چل جائے گا،،، منال نے بھی کہتے ساتھ ہی مہر اور پریشے کے جھولے کے سامنے پڑاؤ ڈالا۔

\*\*\*\*\*

شاہ یار تجھے نہیں لگتا کہ ہم دونوں میں سے کسی ایک کو وہاں ہونا چاہیے تھا،،، دانیال نے اپنے آگے لڑکوں کی فوج سے نظر اٹھاتے سامنے کے جھولے پہ بیٹھی مہر کو دیکھ کر شاہ میر کے کان میں کہا۔ آج تو ایسے ناگھور وہ دیکھ وہ منگنی شدہ کپیل کی طرح بیٹھے ہیں اور میں شادی شدہ اپنی بیگم کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا،،، سیٹج پہ چڑتے ہی دانیال نے شاہ میر کی مخالف سمت جانا چاہا پر شاہ میر نے اُسے اپنے ساتھ آنے کا اشارا کیا اور دانیال بے چارے کو ناچار اس کی پیروی کرنی پڑی۔ دانیال تو اپنی بک بک بند کر لے یہ ناہوکے میں غصے میں ع شادی سے ایک دن پہلے تیرے آگے کے دو دانت توڑ دوں،،، شاہ میر

نے دانت پستے ہوئے کہا۔ اوبھائی میرے یہ ظلم ناکریں میں ہنستا مسکراتا بندہ ہوں تیری طرح سڑی نہیں جو اپنی شادی کے دن بھی نامسکرائے،،، دانیال نے اُس کے سنجیدہ انداز پہ چوٹ کی۔ ویسے تجھے غصہ کس بات کا آرہا ہے،،، جہاں تک دانیال کو یاد پڑتا ہے وہ اور شاہ میر ایک ساتھ بہت اچھے موڈ میں آئے تھے اب اچانک اس کے بدلتے موڈ نے ناصر ف دانیال بلکہ باقیوں کو بھی پریشان کر دیا تھا۔ اب بکو اس بھی کرے گا منہ سے یاد دھر اُدھر ہی دیکھتا رہے گا،،، شاہ میر کو چاروں اور گھورتا دیکھ دانیال نے تپ کر کہا ایک تو اُسے مہر کے ساتھ بیٹھنے نادیا اور اب فضول میں اُس کا دماغ خراب کر رہا تھا۔ تو یہ سارا تماشا نہیں دیکھ رہا،،، شاہ میر نے اپنے سامنے بیٹھے فرغام کے ایک کزن کو گھورتے ہوئے کہا جو عائشہ کو گانا یاد نا آنے پہ فقرے کس رہا تھا۔ اسی وجہ سے میں نے بکو اس کی تھی کہ اپنی اپنی مہندی کا فنکشن کر لیتے ہیں،،، اول تو شاہ میر مہندی کے حق میں ہی نہیں تھا پر گھر کی پہلی خوشی کو لے کر سب کی ایکسائٹمنٹ کو دیکھ کر خاموش ہو گیا تھا لیکن جب اُسے کمبائیں فنکشن کا علم ہوا تو چھوٹے ہی انکار کر دیا تھا۔ شاہ کبھی کبھی دوسروں کی خوشی کے لیے بھی کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے یا تجھے کیا لگتا ہے کہ مجھے یہ سب بہت اچھا لگ رہا ہے،،، سب بچوں کی منت سماجت پہ دانیال شاہ ناچاہتے ہوئے بھی شاہ میر سے بات کرنے پر راضی ہوا تھا حالانکہ مہندی کے

کبا نین فنکشن کے تو وہ بھی خلاف تھا۔ نہیں شاہ میں نے اگر تجھے فورس کیا تو صرف اپنے بہن بھائی کی خوشی کے لیے دیکھ ایان کا چہرہ تجھے ڈھونڈنے سے بھی وہ دبوسا ایان نظر نہیں آئے گا جو گاؤں میں لوگوں سے چھپتا پھرتا تھا،،،، دانیال نے ایان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا جواب منال کے دیے ہوئے لفظ سے لہک لہک کر گانا گارہا تھا۔

زینی کو دیکھ کیا کبھی اُسے یہ خوشی ملی۔۔۔ امان کے چھوڑ جانے کے بعد آج وہ پہلا دن ہے جس میں می اس کے چہرے پہ حقیقی خوشی دیکھ رہا ہوں،،، شاہ میر نے پریشے کے ساتھ جھولے پہ بیٹھی زینیہ کو دیکھا جو اور بیچ کلر کی لونگ فراک پہنے اپنے آپ کو مکمل ڈھانپے ہوئے تھی۔ آج واقعی وہ بہت خوش نظر آرہی تھی۔ یہ جو لڑکے ہماری کزنوں سے ہنسی مزاق کر رہے ہیں تجھے کیا لگتا ہے کہ ہمارے خاندان کی لڑکیاں ایسی ہیں کہ کسی اجنبی کو حد سے زیادہ فری ہونے دیں گی،،، دانیال نے فرغام کے کزنز کو دیکھا جو بہت اوور ہو رہے تھے شاید وہ تھے ہی ایسے یا پھر ہو سکتا ہے کہ دانیال کو اپنے ماحول کی وجہ سے وہ اوور لگ رہے ہوں۔ نہیں شاہ کبھی بھی نہیں۔۔۔ ہم مرد اپنے اپنے گھروں کے سربراہ ہوتے ہیں ہمارا فرض بنتا ہے کہ اپنے گھر کی عزت پہ اتنا بھروسہ کریں جتنا ہمیں اپنی ذات پہ ہوتا ہے،،، دانیال کی باتوں نے شاہ میر کی سوچ کا روخ موڑا اور اُسے اپنی بات میں لگا لیا جس میں زیادہ تر پریشے کا ذکر تھا۔

\*\*\*\*\*

بنو کی سہیلی ریشم کی ڈوری

چھپ چھپ کے شرمائے

دیکھے چوری چوری

یہ مانے یا نامانے میں تو اس پہ مر گیا

یہ لڑکی ہائے اللہ ہائے ہائے رے اللہ

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Article یہ لڑکی ہائے اللہ ہائے ہائے رے اللہ

علی نے منال کو آنکھ مارتے ناصر ف اونچی آواز میں گانا گایا بلکہ لڑکوں کے ساتھ ہاتھ

میں باندھے رومالوں کو بھی ہوا میں لہرانے لگا۔ الففففف۔۔۔ الف سے گاؤ اب تم

لڑکیاں،،،،، ہمایوں کے بیچ میں ہی بولنے پر علی نے اُسے ایک جڑی کیونکہ اُسے ابھی

منال کی اور جان جلانی تھی -

اوجی جی

کہا کہہ کہ ان کا بولاؤ گی

دلہا بن کے جو آئیں گے۔۔۔۔

اے جی اوجی ہم ناکہیں گے

ہم تو اشاروں میں باتیں کریں گے

سب جیسے اپنے اُن کو بلاتی ہیں

ویسے ہم نابولائیں گے

او چھوٹی۔۔۔۔

منال کی طرف سے بھی جواب بڑا کرار آیا تھا منال نے کھڑے ہو کر ہاتھ کی انگلی سے

اشارا کر کے گانا پورا کیا۔ یار علی کیا واقعی تو منال کے اشاروں پہ چلتا ہے،،، فاخر نے علی

کو دانت پینے پر مجبور کیا۔ ہاں میں آیا بڑا اناسیدھا جو اُس کے اشاروں پہ چلوں گا،،، علی

نے رعب سے کہا -

ہے یو۔۔۔۔

ہرے سہرا باندھ کے میں تو آیارے

ہے یو۔۔۔۔

ڈولی بارات بھی ساتھ میں می تو لایارے  
 اب تو ناہوتا ایک اور روز انتظار سوڑی  
 آج نہیں توکل ہے تجھ کو تو بس میری ہونی

رے۔۔۔

تینولے کہ میں جاواں گا

دل دے کہ میں جاواں گا

ہوےےےے

تینولے کہ میں جاواں گا

دل دے کہ میں جاواں گا

یہ ایان کے کچھ زیادہ نہیں پر نکل آئے،، ایان کے ایسے گانے پہ دانیال کو حیرت کا  
 جھٹکا لگا۔ ایان زور و شور سے گانے کے ساتھ ڈانس بھی کر رہا تھا اُس کی نظروں کا حصار  
 اس وقت صرف ایک ہی ہستی تھی جو اُسے اشاروں سے منع کر رہی تھی۔ اب یہ مت  
 کہیں کہ میں نے تو آج تک اپنی بیگم سے اظہار نہیں کیا یہاں کنوارے لگے پڑے

ہیں،،، شاہ میر کے بروقت جملے پہ دانیال بلبلا ہی گیا۔ قسم سے شاہ تو بڑی کمینی چیز ہے ایمو شنز تو ہیں ہی نہیں تجھ میں زرا جو ایک بار تو نے بھا بھی کی طرف دیکھا ہو یا ان کی خیریت پوچھنے کی کوشش کی ہو،،، دانیال کو جب کچھ ناسو جا تو شاہ میر کو شرم دلاتے ہوئے بولا۔ یوں ساتھ بیٹھنا لوگوں کے سامنے پیار کا اظہار کرنا یہ سب دیکھا وا ہے میری نظر میں۔۔۔ اور رہی بات پری کی تو میں اُس سے انجان نہیں جانتا ہوں میرے سامنے سر جھکائے بیٹھی وہ لڑکی اس ٹائم صرف آنسو بہا رہی ہے اور جس انسان کو یاد کر کے وہ رو رہی ہے میں چاہ کر بھی کبھی اُس کی کمی پوری نہیں کر سکتا،،، پریشے کا ہر ایک آنسو شاہ میر کو اپنے دل پہ گرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا کاش کہ شاہ میر نے عقل مندی سے کام لیا ہوتا تو آج حالات کچھ اور ہوتے پری یوں نا اپنے بابا کو رو رہی ہوتی۔ کیا تو بھا بھی کو پسند کرتا ہے یا جو کچھ ہو اُس کا از الللل۔۔۔ اگر پسند نا کرتا تو اُسے بیوی کی حیثیت کبھی نادیتا تو مجھے مجھ سے بہتر جانتا ہے،،، شاہ میر نے دانیال کی بات کاٹے سامنے کی اور دیکھا جہاں اموجان روتی ہوئی پریشے کو زبردستی پانی پلا رہی تھیں جیسے ہی پریشے نے نظریں اٹھائیں خود کو دیکھتے شاہ میر سے ٹکرا گئیں جس نے سر کے اشارے سے اُسے رونے کو منع کیا تھا اور پریشے کے آنسو چند پل کے لیے ساکت ہو گئے تھے اُس کے اپنے وجود کی طرح۔ آنسو دے کر تم کس امید پر مجھے

خاموش ہونے کا کہہ سکتے ہو شاہ،،، گلے ہی پل پریشے کے آنسو میں روانی آگئی تھی -

\*\*\*\*\*

بنوری بنومیری چلی سسرال کو

آکھیں میں پانی دے گئی

دعا میں میٹھی گڑ کھانی لے گئی

ہائے---

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

بنوری بنومیری چلی سسرال کو

آکھیں میں پانی دے گئی

دعا میں میٹھی گڑ کھانی لے گئی

ہائے---

بنوری بنومیری چلی سسرال کو

آکھیں میں پانی دے گئی

دعا میں میٹھی گڑ کھانی لے گئی

دل کبیر امان جا۔۔

دل فقیر امان جا۔۔

آجا تجھ کو پکارے تیری پر چھائیاں

دل کبیر امان جا۔۔

دل فقیر امان جا۔۔

یا ہو وو اب گاؤ پچو وو "ب" سے،، لڑکیوں نے لفظ دیتے ساتھ کی کاؤٹینگ شروع

کردی۔ ب ب ب سے بنو کی۔۔ ابے کتنی بار گائے گا،، فاخر نے علی کو اپنا ہی

گانا دوبارہ بتانے پر ٹوکا -

بے تھا شاد ل نے۔۔

تم کو ہی چاہا ہے۔۔

ہر دعا میں میں نے۔۔

تجھ کو ہی مانگا ہے۔۔۔

تیرا جانا جیسے کوئی بدعا۔۔۔

دور جاؤ گے جو تم مر جائیں گے ہم۔۔۔

صنم تیری قسم اوہو

صنم تیری قسم

ابھی لڑکیوں کی کاؤنٹنگ پوری نہیں ہوئی تھی کہ جھولے پہ بیٹھے شخص نے دھیمی آواز کے ساتھ گانا شروع کیا جس کی نگاہوں کا محور اُس کی پری تھی۔ دانیال شاہ جو منہ کھولے شاہ میر کو گانا گاتے دیکھ رہا تھا لڑکیوں کے چیٹنگ اور لڑکوں کے جیت گئے کے نعروں سے ہوش میں آیا۔ حیران تو شاہ فیملی کے ہر ایک ممبرز کے ساتھ فرغام کی فیملی اور خود پریشے بھی تھی جس کے لیے خصوصاً یہ گانا گایا گیا تھا۔ یہ سڑی اور اتنی اچھی آواز میرا خیال تھا کہ یہ صرف چیخ دھاڑ ہی کر سکتا ہے،،، فرغام کو سب سے زیادہ دکھ تھا لڑکیوں کے ہارنے کا نہیں بلکہ شاہ میر کے گانا گانے کا کیونکہ ہر بار جب وہ لڑکوں کی ٹیم کو سپوٹ کرنے کے لیے کچھ گانے لگتا حورین اُسے خاموش کر دیتی تھی۔ اب

حورین کو غصے میں جلی کٹی سنار ہاتھا۔ ہمم آخر میرے بھائی ہیں اچھی خصوصیات تو پائی جائیں گی نا،،، حورین کو ہارنے کا دکھ تو تھا پر اُس سے زیادہ شاہ میر کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر خوشی تھی -

\*\*\*\*\*

یہ چیٹنگ ہے دلہا حصہ نہیں لے سکتا،،، لڑکیوں نے دوہائی دی پر کسی نے اُن کی ایک ناسنی وجہ ایان کا ڈھول والوں کو کیا اشارا تھا جو ایک دم سے ڈھول بیٹنے لگ گئے تھے۔ ایان کے ڈھول والوں کی دیکھا دیکھی فرغام کے دوستوں کے ساتھ آئے ڈھول والے بھی جاگ اٹھے۔ چار ڈھولوں کی آواز سے ساتھ کھڑے بندے کی آواز سننا محال ہو گیا تھا۔ لڑکیاں اپنی ہار کو بھول سٹیج پہ کھڑی لڑکوں کے دھمال پہ شور مچانے لگیں۔ شاہہ۔۔۔ می۔۔۔ میر اسر۔۔۔،،، ڈھول کی آواز دانیال کو اپنے سر میں دھماکے کی طرح محسوس ہو رہی تھی پریشے کی طرف جاتے شاہ میر کو آواز دے کر روکنے کی ناکام سی کوشش کی۔ ایاننن۔۔۔ محی۔۔۔ مجھے کچھ ہو رہا۔۔۔ اوففف اللہ

میر اسر،،، دانیال کو اب اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا محسوس ہونے لگا۔ کیا آج ہی سارا رولوگی کچھ آنسو کل کے لیے بھی چھوڑو،،، شاہ میر نے پریشے کے ساتھ بیٹھتے اُس

کے کان کے نزدیک ہو کر زور آواز میں کہاتا کہ ڈھول کی آواز ہونے کے باوجود وہ آسانی سے سن سکے۔ دانی۔۔۔ بھائی دانیال کو دیکھیں،،، شاہ میر کے پریشے کے پاس آکر بیٹھنے سے مہر خود کو مس فٹ لگ رہی تھی اسی لیے دانیال کے پاس جانے کے لیے کسی کو دیکھنے لگی مگر نظر سیدھا سامنے جھولے پر گرے دانیال پر پڑی جو ایک سائڈ پیہ سر رکھے گرا ہوا تھا۔ دانی،،، شاہ میر دیکھتے ساتھ ہی اُس کی اور بھاگا۔ شاہ میر اور فرغام کا دانیال کی طرف بھاگتا تینوں دلہنوں کا چیخنا لوگوں کو متوجہ کر گیا اور سارے ہنگامے کو روکتے دانیال کی طرف بھاگے جو اپنے ہوش و حواس گم کر چکا تھا۔

ڈاکٹر ابراہیم کیا ہوا ہے دانیال کو وہ ٹھیک تو ہے نا،،، ہمم۔۔۔ آپ لوگ مل سکتے ہیں پیشنٹ سے پر خیال رکھیں کہ زیادہ شور ناہو اور مسٹر شاہ آپ میرے ساتھ

آئیں،،، ڈاکٹر ابراہیم آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا کیا ہوا ہے دانیال کو،،، مسٹر شاہ آپ ریلیکس۔۔۔ کیسے ریلیکس ہو جاؤں میں ڈاکٹر میرے اسی بھائی کی کل برات جانی ہے ہمارا گھر مہمانوں سے بھر پڑا ہے اور اُس پر دانیال کا بار بار بے ہوش ہونا،،، اگر آپ تحمل سے میری بات سنیں گے تو آپ کو سمجھنے میں آسانی ہوگی،،، دانیال شاہ کو برین ٹیو مر ہے مسٹر شاہ،،، ڈاکٹر۔۔۔ ٹریہ آپ کیا۔۔۔،،، ایم آر آئی کی

ریپورٹ سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ ٹیو مرشدید نوعیت کا ہے اور ناہی سائز میں بڑا اس کا علاج جلد از جلد کروانا ضروری ہے یہ ناہو کہ یہ پھیلنا شروع ہو جائے،،، اُس کی تو ابھی شادی۔۔۔،،، شاہ تو گھبرا نہیں دانیال کو کچھ نہیں ہو گا ہم بیسٹ نیرو سر جن۔۔۔ یار امان کیا ضرورت ہے اتنی ٹف فیلڈ سلیکٹ کرنے کی کیا کرے گا نیرو سر جن بن کے۔۔۔ بھو آپ کے دماغ کا علاج کروں گا،،، ار حم شاہ میر سے نا جانے کیا کچھ کہہ رہا تھا پر شاہ میر کا دماغ بہت پیچھے امان ایان اور دانیال کی بحث میں اٹکا گیا تھا جہاں مزاق میں امان کی کہی ہوئی بات سچ ہو گئی تھی دانیال تو علاج کروانے کے لیے تیار تھا پر اُس کا نیرو سر جن کہیں کھو گیا تھا۔

\*\*\*\*\*

دانی آنکھیں کھولیں۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں،،، دانیال کی آنکھوں میں ہلکی سی حرکت کو نوٹ کرتی مہر اُس کا چہرہ تھپکتے اُسے آوازیں دینے لگی جس نے کچھ سکینڈ بعد آنکھیں کھول لی تھیں۔ زیادہ درد تو نہیں ہو رہا،،، دانیال کی سرخ آنکھوں سے مہر نے اُس کی تکلیف کا اندازہ لگایا۔ مہر بہت تکلیف ہو رہی ہے،،، دانیال نے کتنی کوشش کی تھی کہ وہ مہر کی ایک جھلک دیکھ لے کیا پتا تھا کہ وہ اپنی مہندی کی دلہن کو دیکھے گا تو صحیح پر

ہو اسپتال کے ایک روم میں۔ میں ابھی ڈاکٹر کو۔۔ تمہارے یہ آنسو میری تکلیف کو بڑھا رہے ہیں مہر،،، دانیال نے ہاتھ میں ڈرپ لگی ہونے کے باوجود اس کو حرکت دیتے مہر کے چہرے پر پھیرا تا کہ آنسو صاف کر سکے۔ آپ ٹھیک ہو جائیں جلدی سے میں نہیں روؤ گی کبھی بھی نہیں،،، مہر نے اپنے آنسو پونچھ ڈالے۔ میم پلیز پیشنٹ سے زیادہ بات مت کریں آپ انہیں ریست کرنے دیں،،، نرس نے دانیال کی طبیعت کے پیش نظر بات کرنے سے منع کیا اور سب کو باہر جانے کو کہا۔ پلیز نرس انہیں ادھر ہی رہنے دیں،،، دانیال نے اٹھتی ہوئی مہر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ایان شاہ کہاں ہے،،، ہا اسپتال کے اس روم میں سارے ہی موجود تھے سوائے شاہ میر کے۔ وہ رحم بھائی کے ساتھ ڈاکٹر کے روم میں ہیں،،، ڈاکٹر رحم نے ایان کو ساتھ آنے نہ دیا اس لیے ایان دانیال کی بیماری سے انجان تھا لیکن ایک ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے اسے اتنا اندازہ ہو گیا تھا کہ دانیال کے سر کا درد اور بار بار بے ہوش ہونا کوئی اچھی علامت نہیں۔ آپ سب لوگ ابھی تک گئے نہیں ایان سب کو گھر لے کر جاؤ میں دانیال کے پاس ہوں ابھی کچھ ٹیسٹ ہونے ہیں اس کے،،، شاہ میر نے کمرے میں آتے ہی سب کو گھر بھیجنا چاہا جس پہ کوئی بھی راضی نہیں تھا۔ مجھے گھر جانا ہے شاہ میر ایہاں دم گھٹ رہا ہے،،، خود سے نظر چراتے شاہ میر کی طرف دانیال نے امید بھری نظروں سے دیکھا۔ دانی ابھی نہیں

ہم صبح جائیں گے میں ہوں ناتیرے پاس،،، شاہ میر کو خود پر قابو رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔  
 آج ہماری مہندی تھی ناشاہ۔۔۔۔۔ اب تو سارے لوگ چلے گئے ہوں گے نا۔ مہندی تو  
 ادھوری رہ گئی،،، دانیال کے لہجے میں ایک حسرت تھی جو وہاں موجود ہر ایک نے  
 محسوس کی تھی۔ تو ان سب باتوں کو چھوڑ اور آرام کر،،، شاہ مجھے کیا ہوا ہے بتائے گا  
 نہیں،،، دانیال کو چادر اڑاتے شاہ میر کے ہاتھ اُس کی بات پہ کانپ گئے۔ نہیں کچھ بھی  
 تو نہیں ہوا تجھے تو بالکل ٹھیک ہے،،، شاہ میر نے اُس سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی۔  
 تو کہتا ہے تو مان لیتا ہوں کبھی تیری کسی بات سے انکار کیا ہے،،، شاہ میر زیادہ دیر دانیال  
 کے پاس ناٹھہر سکا اور سب کے باہر جانے سے پہلے ہی روم سے نکل آیا۔

\*\*\*\*\*

ایان میں یہاں ہو تم گھر جاؤ وہاں تمہاری زیادہ ضرورت ہے،،، شاہ میر نے بہت  
 مشکلوں سے سب کو گھر بھیجا تھا پر ایان تھا کہ دانیال کے پاس سے اٹھنے کا نام ہی نہیں  
 لے رہا تھا۔ بھائی میں کیا کروں گا گھر جا کے،،، ایان کو جب سے دانیال کی بیماری کا  
 پتا چلا تھا اُس کی عجیب سی حالت ہو گئی تھی کبھی اپنے سینئر ڈاکٹرز سے بات کرتا تو کبھی  
 بیسٹ نیرو سرجن کی ہسٹری کھنگالنے بیٹھ جاتا۔ پھوپھو، زینی، حورین اور دادوان سب

کو کون سمجھالے گا یار،،، شاہ میر جو کافی دیر سے اُس کی ایسی حالت دیکھ رہا تھا اُسے گھر بھیجنے پر زور دینے لگا۔ شاہ میر میرے خیال سے کسی ایک کا تمہارے ساتھ ہونا ضروری ہے،،، ہارون ملک جو اپنے ساری فیملی کے ساتھ یہی پر تھے اپنے طور پر شاہ میر کو سمجھانے لگے۔ ہارون ملک اگر آپ کی اجازت ہو تو مہر کو یہی چھوڑ جائیں صبح میں بھیجو ادوں گا،،، ان کی بات سے تو شاہ میر بھی اتفاق رکھتا تھا پر وہ ایان کو کسی بھی حال میں اپنے ساتھ روکنے پر آمادہ نہ تھا اُس کے خیال میں ایان کو ابھی کچھ دیر اکیلا رہنا چاہیے۔ پر شاہ میر بھائی مہر کا یہاں کیا کام کسی لڑکے کو رکنا چاہیے،،، فرغام اور علی نے اپنی خدمات پیش کیں جبکہ پریشے اور اس کی امی مہر کے یہاں رکنے پر ہچکچار ہی تھیں۔ تکلیف میں کسی اپنے کا ساتھ تکلیف کو کم کر دیتا ہے علی،،، شاہ میر کی بات پریشے کو نظر اٹھا کر اُسے دیکھنے پر مجبور کر گئی وہ بھی تو اُسے تکلیف میں چھوڑ کر چلا گیا تھا اب وہ کس منہ سے یہ بات کر رہا ہے۔ دانیال کو اگر اس وقت کسی کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ مہر ہے،،، شاہ میر پریشے کی نگاہوں کا پیغام اُس کے بولے بنا ہی سمجھ گیا تھا۔ کاش کہ پریشے اس بات پہ بھی غور کرتی کہ تکلیف تو شاہ میر نے بھی اٹھائی تھی تو کیا پری نے اُس کا ساتھ دیا تھا۔

\*\*\*\*\*

چھوٹے سائیں یہ آپ کیا کر رہے ہیں،،، افضل شاہ جب سے ہو اسپتال سے آئے تھے اپنے جسم میں ایک عجیب سی بے چینی محسوس کر رہے تھے اپنے سکون اور بیٹے کی زندگی کی خاطر اپنے پروردگار کے حضور کھڑے ہوئے تو ایک ایک کر کے اپنی زندگی میں کمائے گناہ نگاہوں کے سامنے گھوم گئے بنا نماز پڑھے صرف سجدے میں گرے اپنی غلطیوں کی معافی مانگتے گئے۔ کافی دیر بعد جب دل کو کچھ تسلی ہوئی تو داد الہی کے آگے سوالی بن گئے۔ اپنے گناہ کی معافی مانگ رہا ہوں وہ گناہ جو کیے تو میں نے ہیں پر اس کی سزا میری اولاد بھگت رہی ہے،،، بیٹی کی اجڑی حالت اور اب بیٹے کی بیماری انھیں اس بات کا شدت سے احساس دلارہی تھی۔ خدا کے واسطے مجھے معاف کر دو میں نے تم سے تمہاری خوشیاں چھین لی تھیں۔ میرے بچے ایک ایک خوشی کو ترس گئے ہیں،،، افضل شاہ کی آواز کے ساتھ ڈرائینگ روم میں سب عورتوں کی ہچکیاں گونج رہی تھیں جبکہ مرد حضرات افضل شاہ کے اس انداز سے افسردہ تھے جو شخص کبھی سر جھکا کر بات نہیں کرتا تھا آج ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔ چھوٹے سائیں جو گزر گیا اُسے یاد کرنے کا کیا فائدہ۔۔۔ میں وہ سب بھول چکا ہوں وہ تکلیف، اپنوں سے دوری، کسی کے

بچھڑنے کا غم۔۔۔ اگر پھر بھی آپ اپنے دل کی تسلی چاہتے ہیں تو چھوٹے سائیں میں  
 نے اپنی گھر والی کا خون آپ کو معاف کیا،،، داد نے اپنی ساری زندگی انھیں لوگوں کی  
 خدمات کرتے گزار دی تھی ایک ایک انداز سے واقف تھا وہ افضل شاہ کے ندامت کے  
 آنسو انھیں اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے تھے۔ پر میں کبھی اپنی ماں کا خون آپ کو  
 معاف نہیں کروں گا افضل شاہ،،، افضل شاہ کے آنسو داد الہی کو تو پگلا گئے تھے پر بابر کا  
 انداز سرد ہی رہا۔ اس دنیا میں انسان جو بوتا ہے اُسے وہی کاٹنا پڑتا ہے۔ اچھے کو اچھا اور  
 بُرے کو بُرا۔۔۔ دانیال سرنے کبھی کسی کے ساتھ بُرا نہیں کیا اُن کے ساتھ  
 بُرا ہو گا بھی نہیں انشا اللہ آپ اپنے گناہوں کا باران کے سرمت ڈالیں،،، بابر اپنے سرد  
 انداز سے شعلے برساتا واپس ہو سپٹل جلا گیا۔

\*\*\*\*\*

مہر ر۔۔۔،،، آنکھیں کھلتے ساتھ ہی دانیال کو تھوڑی دیر تو ماحول کو سمجھنے میں لگی ابھی  
 وہ اٹھنے کا سوچتا کہ اُسے اپنے ہاتھ پہ بوجھ سا محسوس ہوا اپنے ہاتھ پہ مہر کو  
 سر رکھے سوتا دیکھ دانیال کو حیرت کا ایک جھٹکا لگا۔ دانیال آپ اٹھ گئے کیسی طبیعت ہے  
 اب آپ کی،،، دانیال سیدھے ہاتھ پہ لگی ڈرپ کو اتارتے مہر کے سر کو

سہلانے لگا۔ اپنے سر پر نرم سے لمس نے مہر کو بیدار کیا۔ تم یہاں پہ کیا کر رہی ہو شاہ نے تو کہا تھا کہ وہ۔۔۔،،، دانیال نے اپنی حیرت مہر پہ ظاہر کی جو ابھی بھی نیند کے جھوکے لے رہی تھی۔ میں گھر نہیں جانا چاہتی تھی اسی لیے شاہ میر بھائی نے مجھے رُک لیا،،، کچی نیند کا خمرا اور رونے کی وجہ سے مہر کی آنکھیں سرخی مائل ہو گئی تھیں اپنے سو بے پوٹوں کو ہاتھ سے دباتے خود کو بہتر ظاہر کرنے لگی۔ آہا ظالم۔۔۔ کاش مجھے تمہارے رکنے کا علم ہوتا تو میں میڈیسن ہی نالیتا،،، مہر کی دانیال کے پاس موجودگی کی وجہ سے ڈاکٹر ارحم نے دانیال کو پہلے ہی میڈیسن دے دیں تھیں تاکہ وہ سکون سے سو جائے۔ ساری رات بھی خاموشی سے گزر گئی بنا کوئی بات کیے،،، دانیال مہر کو اپنے پاس بیٹھائے باری باری اس کے سو بے پوٹوں پر اپنے لب رکھتا گیا۔ دانیال یہ۔۔۔،،، مہر کی آنکھوں سے نکلتے آنسوؤں کو چومتا بھی وہ اُس سے کھچ کہتا ہی کہ شاہ میر بنا نوک کیے اندر آ گیا۔ سوری میں۔۔۔،،، مہر کو ایک دم دانیال کے پاس سے اٹھتے دیکھ شاہ میر کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ شاہ کہاں تھا تو میں کب سے ویٹ کر رہا تھا،،، شاہ میر کو مڑتے دیکھ دانیال نے اُسے روکنا چاہا۔ ڈاکٹر ز کے پاس ہی تھا اب کیسی ہے تیری طبیعت،،، شاہ میر اُس کے پاس آ کر اُس کے کندھے تھپتھپانے لگا۔ یار سچی میں اس جملے نے کل سے مجھے تپا دیا ہے جسے دیکھو میری طبیعت کی فکر میں گھل

رہا ہے،،، دانیال کا انداز بہت جلابھنا تھا۔ اچھا چل ٹھیک ہے نہیں پوچھتا میں بس مہر کو  
 لینے آیا تھا،،، شاہ میر نے ٹالتے ہوئے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔ اپنا خیال رکھیے گا،،، مہر نم  
 آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ شاہ۔۔۔ مہر تھوڑی دیر تک آتی  
 ہے،،، مہر کا ہاتھ تھا مے دانیال کا انداز ریکویسٹ کرتا ہوا تھا جس کو سمجھتے شاہ میر سر  
 ہلاتا باہر چلا گیا۔ دانیال۔۔۔ میں جاؤں،،، کافی دیر تک اپنے ہاتھوں کو دانیال کے قید  
 میں دیے مہر نے چھڑوانا چاہا۔ ہممم جاؤ،،، دانیال نے مہر کے ہاتھوں کو دباتے اپنے سینے  
 پہ رکھ لیے۔ چھوڑے نا۔۔۔،،، مجبوراً مہر کو دانیال کو ٹوکنا پڑا جو شاہد اُسے بھیجنے پہ آمادہ  
 نہیں لگ رہا تھا۔ چھوڑ نہیں سکتا ہاں خود سے دور کر سکتا ہوں،،، دانیال نے کہتے ساتھ  
 ہی مہر کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ دانیال آپ یہ۔۔۔،،، دانیال نے جس انداز میں مہر کا ہاتھ  
 اپنے ہاتھ سے آزاد کیا تھا مہر کا دل دہلا گیا۔ ہششش۔۔۔ جانتی ہوں نامیں نہیں برداشت  
 کر سکتا تمہارے آنسو۔۔۔ ایسے روتے ہوئے چھوڑ کر جاؤ گی مجھے،،، دانیال کے لفظوں  
 کا چناؤ مہر کے بڑھتے خوف کو اور ہوا دے رہا تھا۔ آپ رولانے والی باتیں ہی کیوں  
 کر رہے ہیں،،، مہر کی روتے روتے ہچکی بند گئی۔ اپنی آنکھیں دیکھو کتنی سو جالیں ہیں تم  
 نے گھر جاؤ اور سکون سے سو آخر شام میں میری دلہن کو سب سے خوبصورت دیکھنا ہے  
 اپنے دانیال کے لیے،،، دانیال بات پلٹتا مہر کے آنسو پوچھنے لگا جو شاید کل سے برس ہی

رہے تھے -

\*\*\*\*\*

اسلام و علیکم تالیابو آپ اس ٹائم یہاں دانیال بھائی تو ٹھیک ہے نا،،، رات دیر تک جاگنے کی وجہ سے فرغام دوپہر میں اٹھا تھا کہ اکبر شاہ کو اپنے گھر کے ڈرائینگ روم میں بیٹھے دیکھ ان سے دانیال کی خیر خیریت پوچھنے لگا۔ ہاں بیٹا میں بس مہربانی کو لے کر آیا تھا سوچا تم لوگوں سے بات بھی کر لوں،،، اکبر شاہ فرغام سے ملتے ہوئے بولے۔ بولے تالیابو،،، فرغام کے ایک دم کان کھڑے ہوئے۔ بیٹا ہم چاہتے ہیں کہ ہم صرف گھر کے بندے آئیں اور مہر اور پریشے کو رخصت کروا کے لے جائیں،،، ڈاکٹر نے دانیال کو شور میں رہنے سے منع کیا تھا اسی لیے اکبر شاہ خاموشی سے رخصتی کا تذکرہ کر رہے تھے۔ اس میں کوئی غلط بات نہیں جو آپ لوگوں کو ٹھیک لگے،،، فرغام نے سعادت مندی کا ثبوت دیا۔ لیکن بیٹا آپ اپنے گھر کے اکلوتے بچے ہو سوارمان ہیں آپ کے ماں باپ کے اگر آپ دھوم دھام سے شادی کرنا چاہتے ہو تو ہم حورین کی رخصتی کچھ دنوں کے بعد۔۔۔ نہیں نہیں تالیابو جیسے سب کی خاموشی سے ہو رہی ہے میری بھی ہو جائے گی اور رہی بات ارمان نکالنے کی تو بہت سے آگے موقع آئیں گے

مم ڈیڈ تب نکال لیں گے اپنے سارے ارمان۔۔۔ صحیح ہے نا،،، اکبر شاہ کی بات کو بیچ  
 میں کاٹتے فرغام نے ایک ہی سانس میں سب کہہ ڈالا کہیں اُس کے ڈیڈ اور مم اپنے  
 ارمانوں کے چکر میں اُس کی شادی ناڈیلے کروادیں۔ ہارون ماشا اللہ تمہارا بیٹا  
 بڑا سعادت مند ہے اللہ ایسی اولاد سب کو دے،،، اکبر شاہ کا دل ہی خوش ہو گیا۔  
 سعادت مند۔۔۔ ایک نمبر کا کمینہ ہے،،، ہارون ملک بظاہر تو مسکرائے مگر دل میں  
 فرغام کو گالیوں سے نوازر ہے تھے مجال ہے جو ان کا بیٹا انھیں باپ کا کوئی فرض ادا  
 کرنے دے -



دانیال تو کیوں بار بار اٹھتا ہے مجھ سے مانگنا میں دیتا ہوں تجھے،،، دانیال جب تیسری بار  
 بستر سے اٹھا تو شاہ میر جھنجلا گیا ڈاکٹر نے اُسے زیادہ چلنے پھرنے سے منع کیا تھا جبکہ وہ تھا  
 جو ایک جگہ ٹک کے بیٹھ ہی نہیں رہا تھا۔ شاہ ادھر دیکھ میری طرف مجھے اتنا اور  
 پروڈکٹ کیوں کر رہا ہے تو،،، دانیال کو ہو اسپتال سے آئے دو گھنٹے ہو گئے تھے جبکہ  
 برات لے جانے میں صرف ایک گھنٹا باقی تھی اور شاہ میر بجائے تیار ہونے کے  
 دانیال کے پاس بیٹھا بلکہ اُسے بھی تیار نہیں ہونے دے رہا تھا۔ نہیں یار دانیال تجھے بس



زیادہ خود کو تسلی دے رہا تھا۔ شاہ اگر میری موت اسی بیماری سے لکھی ہے تو کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا،،، شاہ میر کی آنکھ پہ ٹکا ایک آنسو دانیال نے اپنے ہاتھ سے چنا اور اُسے گلے لگاتا ہوا بولا شاید شاہ میر کو اس وقت اُس کے کندھے کی بہت ضرورت تھی پر دانیال شاہ کی کوشش کے باوجود بھی شاہ میر نے خود پر ضبط قائم کیے رکھا۔

\*\*\*\*\*

حالات بھی انسان کو کتنا مجبور کر دیتے ہیں کے بہت سے معاملات میں انسان بے بس ہو کر رہ جاتا ہے آج پھر ایک بار نہ چاہتے ہوئے مجھے اپنا پور پور ایک ناپسندیدہ انسان کے لئے سجا نا پڑ رہا ہے،،، بیڈ پر رکھے سرخ اناری کا مدار لہنگے کو دیکھ کر پریشے کی سوچ اسے کچھ ماہ پیچھے لے گئی وہ بھی تو بالکل ایسا ہی جوڑا تھا جس کو پہن کر پریشے نے شاہ میر سے اپنی تذلیل کروائی تھی۔ بات سنیں آپ میرے بالوں کا جوڑا مت بنائے گا نہیں کھلا چھوڑ دیں،،، پریشے کی سوچ کا دھاگا مہر کی آواز نے توڑا جو سامنے کرسی پر بیٹھی اپنی بیوٹیشن کو ہدایت دے رہی تھی اس کے چہرے پر ایک انوکھی خوشی تھی اور کیوں نہ ہوتی آخر اسے سب سے خوبصورت دکھنے کی دانیال کی خواہش بھی تو پوری کرنی تھی پریشے نے مہر کے نور ٹپکتے ہوئے چہرے کو دیکھا اور لہنگا اٹھاتے واش روم میں چلی گئی

\*\*\*\*\*

امیر اور غریب کے خوشی بھرے موقعے چاہے حیثیت کے اعتبار سے جدا ہوں  
 پر پریشان کن حالات دونوں کے ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ کل تک جہاں شادی کی  
 مناسبت سے ایک افراتفری مچی ہوئی تھی آج وہی ہر کام میں ایک عجیب سی خاموشی  
 چھائی ہوئی تھی۔ الاحمر و لا میں جتنی دھوم دھام سے مہندی آئی تھی برات اس کے  
 برعکس تھی جو باہمی مشاورت سے ہوٹل میں رکھی گئی تھی تینوں دلہنیں سرخ کامدار  
 لہنگے میں زیورات اور میک اپ سے سجیں پھولوں کی بارش میں چلتی ہوئی اسٹیج تک  
 آئیں۔ چند لوگوں کی موجودگی اور دعاؤں کے زیر سائے حورین کے جملہ حقوق فرغام  
 کے جبکہ پریشے کے شاہ میر کے نام محفوظ ہو گئے تھے دانیال کی طبیعت کے پیش نظر  
 شاہ میر نے جلدی کی رٹ لگائی ہوئی تھی کیونکہ ڈاکٹرز نے دانیال کو مکمل بیڈ ریسٹ  
 بتایا ہوا تھا۔ اس کے باوجود بھی دانیال نے ناصرف دودھ پلائی کی رسم کروائی بلکہ خود  
 بھی چھیڑ چھاڑ کرتا رہا۔ اللہ اللہ کر کے رخصتی کا ٹائم ہوا جس میں تینوں کے آنسوؤں  
 نے سب کو رولا دیا حورین جسے اپنوں کا پیار ملے چند ہی مہینے ہوئے تھے ان سے دوری  
 رولا رہی تھی تو دوسری طرف مہرماں بہنوں سے جدائی کے ساتھ ساتھ دانیال سے

دوری کے خوف سے بھی رو رہی تھی جبکہ پریشے اپنی ہی بہن کی خوشیوں کو نظر لگنے کے غم میں تھی۔ بیٹا آپ سب اپنا خیال رکھنا،، حمیدہ بانو کی آواز آنسوؤں کی شدت سے بیٹھی جا رہی تھی دو بیٹیوں کو ساتھ رخصت کرنی کی خوشی کے ساتھ ساتھ شوہر کی جدائی بھی ان میں شامل تھی۔ کیا آپ ہمارے ساتھ نہیں چل رہیں،، دانیال کو تو یہی لگا تھا کہ وہ سب پہلے کی طرح ان کے ساتھ شاہ ولار ہے گئیں جیسے دانیال منشن میں رہتی تھیں۔ نہیں دانیال بیٹا میں کیسے جاسکتی ہو،، رخصتی کے ٹائم ایسی گفتگو کا چھڑنا حمیدہ بانو کے ساتھ ہارون ملک اور فاخرہ کو بھی پریشان کر گیا۔ آنٹی میں اپنے ساتھ جڑے رشتوں کے لیے بہت پوزیسو ہوں میرے ہوتے ہوئے آپ کسی غیر کے گھر میں رہیں یہ مجھے گوارا نہیں،، رشتے داری جڑنے کے باوجود بھی شاہ میر نے الاحمر ولا والوں کو غیر کی لسٹ میں ڈال دیا تھا جس پر فرغام بڑا تلملایا جبکہ ہارون ملک نے سمجھداری کا ثبوت دیتے حمیدہ بانو کو ساتھ جانے کا اشارہ کیا جانتے تھے کہ شاہ میر کبھی بھی پریشے کی فیملی کو کسی اور کے آسرے پہ نہیں چھوڑے گا اور حقیقت بھی تو یہی تھی کہ ان کو سمجھانا دانیال اور شاہ میر کی ہی ذمہ داری بنتی تھی۔ آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ چل رہی ہیں،، شاہ میر کا انداز حکم دینے والا تھا جو پریشے کو بہت کھلپروہ اس بات پر خوش کہ اس کی ماں بہنیں بھی اس کے ساتھ جا رہی ہیں شاہ میر کا لہجہ

نظر انداز کر گئی -

\*\*\*\*\*

کہاں رکھ دی یار میں نے فائل،،، سب رسموں سے فارغ ہو کر حورین کو تھوڑی دیر پہلے ہی منال کمرے میں بیٹھا کر گئی تھی۔ تب سے حورین کی سوچ کا محور صرف فرغام کی ذات ہی تھی جس کے ساتھ اپنا بچپن گزارا جس کے محبت کے دعوے پر حورین آنکھ بند کر کے بھروسہ کر بیٹھی تھی آج اُس کو شوہر کی حیثیت سے سوچتے ہوئے اُسے ایک جھجک سی آرہی تھی۔ ابھی وہ انھیں سوچوں میں گم تھی کہ فرغام کا سامنا کیسے کرے گی فرغام کو عجلت میں کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کشمکش میں پڑ گئی کہ آیا ایک اچھی بیوی کی طرح اُس پر سلامتی بھیجے یا اُس فائل کا پوچھے جس کی وجہ سے فرغام نے سارا کمرے تلپٹ کر دیا تھا۔ میں نے بکواس بھی کی تھی علی سے کہ میرا کمرہ فضول کی ڈیکوریشن سے نابھرنا پر میری سُنے کون،،، فرغام کے کہنے پر حورین نے اپنے گھونگھٹ سے کمرے کا جائزہ لیا جو کہیں سے بھی اُسے سجا ہوا نہیں لگ رہا تھا گلاب کے پھولوں کے بکے صرف بیڈ کی سائڈ زپر رکھے ہوئے تھے اور کارپیٹ پر پتیوں سے دل بنا ہوا تھا۔ یہ رہی،،، فرغام نے ایک فائل کو کابڈ میں سے نکالتے ہوئے کہا۔ اوسوری

حور میں بھول ہی گیا تم میرا ویٹ کر رہی ہو پر کیا ہے نایا یہ فائل بہت ارجنٹ بنانی ہے کل صبح نئی کمپنی کے ساتھ کچھ ڈیل فائنل کرنی اسی لیے،،، اس سے پہلے کہ فرغام بنا حورین کی طرف دیکھے باہر نکل جاتا حورین بستر سے اٹھتی اس کے پاس پہنچی۔ کوئی بات نہیں فرغام کام زیادہ ایمپورٹنٹ ہے میں ویٹ کر لوں گی،،، حورین کو اس ٹائم فرغام کے ہاتھ میں تھمی فائل اپنی رقیب لگی پر کیا کرتی جب فرغام کے نزدیک اُس سے زیادہ اپنا بزنس اہمیت رکھتا تھا تو خود سے کہہ کر اپنا آپ ڈی گریڈ کرنے کا کیا فائدہ۔ تھنکس یار،،، فرغام حورین کے دلہن بنے سراپے سے نظر چراتا صرف اس کا چہرہ اٹھکتے مڑا۔ اگر تم سونا چاؤ۔۔۔ نہیں میں تمہارا ویٹ کر لوں گئی تم یہ فائل کمپلیٹ کر لو،،، حورین نے فرغام کی بات کاٹی۔ اگر تم واقعی سونا نہیں چاہتی تو کیوں نامیرے ساتھ انیکسی چل کر فائل ہی کمپلیٹ کروا دو تاکہ میں جلدی سو کر صبح فریش اٹھ سکوں،،، فرغام نے حورین کو آفر کی جو منہ کھولے فرغام کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ آریو سیریس فرغام،،، حورین نے تو یہی سنا تھا کہ شادی کی پہلی رات دلہا اپنی دلہن کے ناز نخرے اٹھاتا ہے پھر بے شک ساری زندگی بیوی کو اپنے اشاروں پہ نچاتا ہے پر یہ کیسا دلہا تھا جو شادی کی پہلی رات کو بیوی سے اپنے آفس کا کام کروانے کی آفر کر رہا تھا۔ اس میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے حور تم میری بیوی ہو میں تم سے ہیلپ نہیں

مانگو گا تو پھر کس سے مانگو گا،، فرغام کا انداز اتنا معصومانہ تھا کہ حورین کو تھوڑی شرمندگی ہوئی وہ فرغام کو ایک ہز بند کی طرح سوچ رہی تھی اس لیے اُس سے ایسی بات ایکسپیکٹ نہیں کر رہی تھی پر فرغام تو اُسے اپنی دوست کی طرح کی ٹریٹ کر رہا تھا جس سے بنا وقت کا خیال رکھے وہ ہیلپ مانگنے انیکسی آجاتا تھا۔ نہیں مانی ایسی بات نہیں ہے میں بس اس لہنگے کی وجہ سے کہہ رہی تھی میں دو منت میں ایسی چینیج۔۔۔ یار تم رہنے ہی دو میرے پاس اتنا ٹائم نہیں تم چینیج کر کے سو جاؤ،، فرغام نے گھڑی پہ نظر ڈال کر ایس فکر مندی سے کہا جیسے وہ فائل اُسے صبح نہیں ابھی دینی ہو۔ میں ایسے ہی چلی جاتی ہوں،، اپنی دلہن کو ریڈی دیکھ فرغام دلکش انداز میں مسکرایا اور اُسے فائل دے کر انیکسی میں بھیج دیا۔

\*\*\*\*\*

دانی تو کہاں جا رہا ہے تیری طبیعت تو ٹھیک ہے،، دانیال کے آپریشن کے لیے ڈاکٹر ابراہیم نے نیویارک کے بیسٹ نیرو سرجن ابہتاج حسین کا نام تجویز کیا تھا حالانکہ برین ٹیومر کا کامیاب علاج پاکستان میں بھی ہو سکتا تھا پر شاہ میر مطمئن نہیں تھا اسی لیے دانیال کو ڈاکٹرز کے مشورے کے مطابق جلد از جلد نیویارک بھیجنے کے چکروں میں

لگا ہوا تھا ابھی بھی وہ اسی سلسلے میں باہر سے آیا تھا کہ دانیال کو سیڑھیاں چڑتے دیکھ  
ایک دم اُس کی اور بڑھا۔ یار شاہ کچھ تو خدا کا خوف کر کیوں مجھ بے چارے کو بدعا پڑوا رہا  
ہے بند کر میری جاسوسی کرنا اور بھا بھی کے پاس جا ویٹ کر رہی ہوں گی وہ  
تیرا،،، برات کے گھر میں آتے ساتھ ہی شاہ میرا اور ارحم باہر چلے گئے تھے جس پہ شاہ  
میر کی کزن خالہ نے کافی شور مچایا اور خاندان کی عورتوں میں عجیب و غریب چہ میگیاں  
شروع ہو گئیں اور پریشی کو درپردے بہت کچھ سُنا یا تھا۔ دانیال اس بات سے واقف  
ہونے کے باوجود بھی انھیں کچھ نا کہہ پایا اول تو اُس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ ان  
سب سے مغز ماری کرتا اور دوسرا اُسے یقین تھا کہ ان میں سے کوئی بھی اُس کی نہیں  
سنے گے انھیں صرف شاہ میر کی ہی زبان سمجھ آتی ہے اس لیے دانیال نے خاموش  
رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔ یہ کیا فضول بکو اس ہے دانی اس ٹائم تو یہاں کیا کر رہا ہے  
تجھے اپنے کمرے میں ہونا چاہیے تھا نا،،، شاہ میر پہلے ہی ارحم کی ایسی ہی باتوں سے جان  
چھڑوا کر آیا تھا کہ دانیال بھی شروع ہو گیا تھا۔ میں ماں اور بابا سے اپنے بُرے رویے کی  
معافی مانگنے گیا تھا کہ ٹائم کا پتا ہی نہیں چلا۔ تو بتا تو کہاں تھا جانتا بھی ہے بھا بھی کو کتنی  
ایمبیر سمٹ ہوئی سب کے سامنے تیرے اچانک چلے جانے پر،،، دانیال ایک دم سے  
سیریس ہوتے شاہ کو سرزنش کرنے لگا۔ دانیال میں ارحم کے ساتھ ہو سپیٹل گیا تھا

یار،،، آج ڈاکٹر ابہتاج حسین اور ان کے پینل کے ساتھ ڈاکٹر ارحم اور ڈاکٹر ابراہیم کی سکائپ پر میٹنگ تھی دانیال کے کیس کے سلسلے میں۔ ڈاکٹر ارحم کے منع کرنے کے باوجود بھی شاہ میر اُس کے ساتھ چل پڑا تھا۔ شاہ میرے بھائی خود کو اتمامت تھکا تیری یہ خواری مجھے کمزور بنا رہی ہے،،، دانیال نے شاہ میر کے گلے لگے دل گرفتہ لہجے میں کہا۔ بھابھی کے پاس جاہر لڑکی کی طرح ان کی بھی بہت سی خواہشیں ہوں گی کچھ خواب ہوں گے۔۔۔ میانہ روی رکھ رہے تھے میں شاہ پہلے ہی تو امان کی خاطر بہت سے لوگوں کا دل دکھا چکا ہے اب دوسرے بھائی کی خاطر پریشہ بھابھی کا دل مت دکھا،،، دانیال شاہ میر کو بہت اچھے سے جانتا تھا اپنے بھائیوں کی تکلیف ان سے زیادہ شاہ میر کو محسوس ہوتی تھی بچپن میں جب ان تینوں میں سے کوئی بیمار ہو جاتا شاہ میر تب تک سکون سے نا بیٹھتا جب تک کہ اُس کے بھائی سکون میں نا آجاتے اب تو پھر بات دانیال کے آپریشن کی تھی شاہ میر کی بے بسی دانیال کو اچھے سے معلوم ہو رہی تھی پر اب شاہ اکیلا نہیں تھا کوئی اور بھی اُس کی زندگی میں شامل ہو چکا تھا جس پر شاہ میر کے ہر ایک انداز سے فرق پڑتا اور یہی بات شاہ میر کو سمجھنی تھی۔ تجھے پتا ہے میں نے پری سے شادی کیوں کی،،، شاہ میر نے دانیال کا ہاتھ پکڑتے اُسے سیڑھیوں پہ بیٹھتے اپنے ساتھ ہی بیٹھالیا۔ تجھے اُن سے محبت ہو گئی تھی،،، دانیال نے مسکراتے ہوئے کہا یہ پہلا موقع تھا

کہ شاہ میر اپنے دل کی بات دانیال سے شنیر کر رہا تھا جس پہ دانیال کو ہنسی بھی بہت آئی دونوں کی دلہنیں کمرے میں ان کا انتظار فرما رہی تھیں اور وہ دونوں ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ ایک اپنے دل کی بات کہہ رہا تھا تو دوسرا اُس حقائق کو سن رہا تھا تھی ناہنسنے کی بات۔ اس کے علاوہ بھی ایک وجہ تھی اور وہ یہ کہ وہ بالکل میرے جیسی ہے غصہ کرنے میں، لڑنے میں اور اپنے بہن بھائی پر پیار جتانے میں،،، شاہ میر نے دانیال کے گھنے بالوں کو ہاتھوں سے بگاڑا یہ کام وہ صرف امان کے ساتھ کرتا تھا۔ شاہ تجھے نہیں لگتا کہ یہ سب تجھے بھا بھی سے کہنا چاہیے یا رافاقہ ہوگا،،، پریشی کی شاہ میر سے ناراضگی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں تھی۔ دانیال نے آنکھ مارتے اُسے اپنی طرف سے ایک مفید مشورہ دیا۔ دانی تجھے پتا ہے تو ایک نمبر کی کمی چیز ہے،،، دانیال کی بات شاہ میر کو ایک آنکھ ناہنائی۔ بے شک دانی اُسے بہت عزیز تھا پر پری کی ذات کے حوالے سے وہ کسی کی بات برداشت نہیں کرتا تھا۔ یہ لے،،، شاہ میر نے ہاتھ میں پکڑی فائل دانیال کے آگے کی۔ یہ کس چیز کے سپر ہیں،،، دانیال نے فائل لیتے ہوئے شاہ میر سے پوچھا جو اٹھتے ہوئے اپنے کپڑوں پر بیٹھنے سے لگی گرد کو جھاڑ رہا تھا۔ مہر کے گھر کے سپر جو تو اُسے گفٹ کرنا چاہتا تھا،،، دانیال کی بہت کوشش کے بعد بھی مہر کے کزن نے گھر بیچنے سے انکار کر دیا تھا اسی لیے شاہ میر سے فائل لیتے دانیال کی حیرانی گھری تھی۔ پر یہ

تیرے پاس کیسے مہر کے کزن نے تو۔۔۔ میں سردار شاہ میر ہوں دانی لوگوں سے کیسے اپنی چیز واپس لینی ہے اچھے سے جانتا ہوں،،، دانیال کے ڈبل پیسے لگانے کے باوجود بھی جب بابر (مہر کا پھوپھو زاد) نے گھر حمیدہ بانو کے نام کرنے سے انکار کر دیا تو مجبوراً شاہ کو اپنی طرح سے سمجھانا پڑا جو کافی فائدے مند ثابت ہوا۔ مجھ سے زیادہ تجھے اس کی ضرورت ہے شاہ مہر کے لیے میرا پیار کی کافی ہے،،، شاہ میر کی بات سے دانیال کو اندازہ ہو گا تھا کہ ہونا ہوا شاہ نے بابر (مہر کا کزن) کی اچھی خاصی ٹھکانی کر کے یہ فائل لی ہو گی اس لیے وہ چاہتا تھا کہ شاہ خود یہ فائل بھا بھی کو دے۔ یہ مکان پری کے لیے اتنا معنی نہیں رکھتا دانی کہ وہ اس کے بدلے سب بھول جائے۔۔۔ میں نے جو چیز اُس سے ناچاہتے ہوئے بھی چھین لی ہے اس کا ازالہ کبھی نہیں کر پاؤں گا،،، اولاد کا غم بہت دکھ دیتا ہے شاہ میر نے صرف سنا تھا پر جب اپنی اولاد کھوئی تو اُسے اس جملے کا مطلب بہت اچھے سے سمجھ آ گیا تھا۔ کاش وہ جلدی گھر پہنچ جاتا تو اُسے اپنے بیٹے کو اپنے ہی ہاتھوں زمین میں اتارنا پڑتا۔ ایک یہی پھانس تھی جو شاہ میر کو اندر ہی اندر گہن کی طرح کھا رہی تھی۔ کاش میں تیرے لیے کچھ کر پاتا شاہ،،، دانیال شاہ نے شکستہ قدموں سے اپنے کمرے کی طرف جاتے اپنے اُس بھائی کو دیکھا جو کبھی نظر کو جھکانا اپنی شان کے خلاف سمجھتا تھا آج خود کو جھکا گیا تھا۔

\*\*\*\*\*

اپنے کمرے میں بیٹھ کر فائل تو کمپیٹ نہیں ہو سکتی تھی نا جو لے کر اتنی دور انیکسی میں چل پڑے آفس کا کام کرنے،،، حورین سمجھی تھی کہ فرغام کمرے میں ہی بیٹھ کر کام کر لے گا پر وہ فرغام ہی کیا جو کوئی کام آسان طریقے سے کر لے۔ تین فائلز حورین کو پکڑا کر انیکسی جانے کا حکم جاری کر دیا۔ ہم لڑکیاں بھی نا ایک نمبر کی بے وقوف ہوتی ہیں بھلا کیا ضرورت ہے اتنے بھاری لہنگے کی کیا سادے لہنگے میں دلہن دلہن نہیں لگتی، مولوی نکاح نہیں پڑھاتا یا پھر شوہر بیوی ماننے سے انکار کر دیتا ہے جو فضول کے دس دس کلو کے بھاری بھر کم لہنگے خود پہ لاد لیتی ہیں،،، گھر سے انیکسی تک کاراستہ حورین کو آج کچھ زیادہ ہی لگ رہا تھا پانچ انچ ہائی ہیل پہن کر لہنگے میں چلنا حورین کی انیکسی تک جاتے جاتے ہمت ہی جواب دے گئی اُس پر فرغام کا دور دور تک کوئی اتا پتا نہیں تھا جو حورین کا غصہ بڑھا رہا تھا۔ اوف لائیٹ ہی یہاں کی آون کر دیتا کوئی،،، حورین نے بڑبڑاتے غصے سے سویچ بورڈ پر ہاتھ مارا اور ایک ہی پل میں پوری انیکسی روشنی سے جگمگائی ساتھ ہی پھولوں کی بارش شروع ہو گئی جس نے انیکسی کے فرش کو ڈھانپ دیا انیکسی کی دیواریں حورین اور فرغام کے بچپن کی یادگار تصویروں سے سچی ہوئی تھیں

ایک سائیڈ پہ ہاڈشیپ کیک کینڈلز کے درمیان میں رکھا ہوا تھا تو دوسری سائیڈ پہ کچھ گفٹ ایک کونے میں سجے ہوئے تھے جن کی طرف بڑھتے قدم حورین روکنا پائی۔ اس سے پہلے کہ وہ گفٹ اٹھاتی اپنے کمرے سے آتی دستک کی آواز سے چونکہ (وہ کمرہ جو کبھی اُس کی ملکیت ہوا کرتا تھا) انیکسی کا باہر والا حصہ جس خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اُس کا کمرہ اُس سے بڑھ کر تھا حورین کمرے میں جیسے جیسے قدم بڑھاتی وہاں وہاں اُس پر پھول برستے اپنے کمرے کی جس چیز نے اُسے مسمرائیز کیا وہ اُس کی کھڑکی تھی جسے پھولوں کی بیلوں سے سجا کر فرنٹ پر گلاب کے پھول کی لڑیاں ڈالی گئی تھیں۔ دستک کی آواز بھی اسی کھڑکی سے آرہی تھی جو بہت جانی پہچانی تھی۔ مانی تم یہاں اس طرح،،، فرغام کو کھڑکی سے باہر باؤنڈری کی دیوار پر کھڑا مسکراتا دیکھ حورین حیران ہوتی اُسے اندر آنے کے لیے اپنا ہاتھ تھماتی بولی۔ ہماری محبت کی شروعات اسی راستے، کھڑکی اور دیوار سے ہوئی تھی ہم اپنی محبت کی تکمیل بھی آج یہی سے کریں گے حور،،، ان دونوں کو وہ وقت یاد آ گیا جب وہ سب سے چھپ کر کھڑکی اور دیوار پر کھڑے گھنٹوں باتیں کرتے تھے۔ بتائیں مسز آپ کو کیسا لگا اپنا ویلکم،،، فرغام نے بڑے اسٹائل سے جھکا۔ بہت بہت اچھا لگا تھینکیو فرغام،،، حورین کی آنکھیں خوشی سے جھلملا گئیں۔ ہشش۔۔۔ مجھے ان آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھی برداشت نہیں

حور،،، فرغام نے حورین کے آنسو پوچھتے اُسے گلے سے لگالیا۔ فرغام جب تم مجھ سے ناراض ہو گئے تھے نا اُس وقت مجھے لگا میں نے تمہیں کھو دیا ہے۔۔۔ آئی ایم سوری مانی میری ان ہر نادانیوں کے لیے جو میں نے تمہارے ساتھ کیں،،، حورین نے اپنے دونوں کان پکڑے جیسے وہ بچپن میں کسی غلطی کے بعد پکڑتی تھی۔ ہشش۔۔۔ حوری تم لڑو جھگڑو مجھ سے چاہے بُرا بھلا ہی کہو پر کبھی بھی مجھ سے ناراض مت ہونا میں تمہاری ناراضگی ایفورڈ نہیں کر سکتا یار،،، فرغام دونوں ہاتھ سے حورین کا چہرہ اٹھامے اپنے پیار کی شدت اُس پر لٹا رہا تھا۔ قطرہ قطرہ رات گزرتی گئی ساتھ ہی فرغام اور حورین بھی ایک دوسرے کے پیار میں بھگتے رہے ان کے ملن کی خوشی میں چاند بھی اپنی چاندنی کے ساتھ مسکراتا رہا۔۔۔

\*\*\*\*\*

اے میرے اللہ میں تیری ناخلف بندی تیرے آگے ہاتھ پھیلائے اپنے شوہر کی زندگی کی بھیک مانگتی ہوں جسے تو نے میرا محافظ بنا کر بھیجا اس وقت جب میرے اپنے ہی مجھے بے سروساماں کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اے رب میری نیکی تو اتنی نہیں کہ تو مجھے نوازے پر تیری رحمت بہت بڑی ہے اپنی رحمت کے صدقے مجھے میرے شوہر کا



گئی پر اُسے اس وقت کمزور نہیں پڑنا تھا ابھی یہی اُس کی حالت اتنی دل گرفتہ تھی تو  
 ناجانے وہاں اُس کی موجودگی میں اگر اُسے کچھ ہو گیا تو مہر خود کو کیسے سمجھالے گی  
 یہاں کم از کم سب ہیں تو صحیح اُسے سمجھانے کے لیے۔ میری جان میں تو یہ سوچ  
 کر آیا تھا کہ اپنی مہر سے آج اپنے دل کی ہر بات کروں گا اتنا پیار دوں گا جو میں تمہیں  
 دے ناپایا۔ پر لگتا ہے تم نے اپنے دانیال کو ان آنسوؤں میں بہانے کا فیصلہ  
 کیا ہوا ہے،،، دانیال نے مہر کی آنکھوں پہ مہر ثبت کرتے ماحول کو خوشگوار بنانے کی  
 کوشش کی۔ ایک تو مجھے اپنے ساتھ لے کر نہیں جا رہے اوپر سے خود ہی مجھے رولانے  
 والی باتیں کر رہے ہیں،،، مہر نے دانیال کے سینے پہ سر رکھے اپنی سسکیوں کو قابو  
 کرنا چاہا۔ وہ آنے والے وقت کے لیے رو کر ابھی کے پل کو ضائع نہیں کرنا چاہتی  
 تھی۔ اُس جینا تھا اپنے دانیال کے ساتھ اور اُس پل کی شروعات اُسے ابھی سے کرنی  
 تھی ہو سکتا ہے دانیال کے ساتھ گزارا یہ پل آخری ہو۔ دانیال مہر کے کھلے بالوں میں  
 اپنی انگلیاں پھیرتا اُس اپنے دل کی ایک ایک بات بتانے لگا وہ باتیں جو اُس نے کبھی اُس  
 سے سنیں نہیں کی تھیں وہ پیار بھر اوقت جو مہر کے پاس ہوتے ہوئے بھی دانیال نے  
 اُس کی یادوں کے سہارے گزارا وہ محبت کا اظہار جو اُس نے اپنی زندگی میں آنے والی  
 پہلی لڑکی یعنی اپنی بیوی مہر سے کیا جس میں جھوٹ کا شبہ تک نہ تھا صداقت تھی صرف

جو پوری رات دانیال کے محبت بھر ہر ایک انداز سے جھلکی تھی -

\*\*\*\*\*

چاند کی روشنی شاہ ولا کے لون پر پڑتی ایک دلفریب منظر پیش کر رہی تھی خوشیوں میں بندھا سماں اپنے اندر ایک گھرے دکھ کو چھپائے ہوئے تھا بظاہر تو یہ پل نکاح کے بندھن میں بندھنے والوں کے لیے خوشی کا پیامبر تھا پر اپنی اپنی جگہ ہر ایک جوڑا کسی نا کسی رنج میں گھیرا ہوا تھا۔ پریشے جس کے لیے شاہ ولا نیا تو نہیں تھا پر اُس کی موجودہ اور سابقہ حیثیت میں بہت فرق تھا یہ اُس کی موجودہ حیثیت ہی تھی جو بہت سے لوگوں نے اس کا خیر مقدم طنزیہ فقروں سے کیا تھا -

تم کہاں تھے شاہ میر۔۔۔۔۔ کتنی سسکی اٹھانی پڑی مجھے تمہاری غیر موجودگی کی وجہ سے۔ آخر تم تھے کہاں،،، شاہ میر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا سامنے ہی دلہن کے روپ میں خطرناک تیور لیے کھڑی پری کو دیکھ کر شاہ میر کچھ پل کے لیے دم بخود رہ گیا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کوئی میرے انتظار میں اتنا بے تاب ہے تو میں جاتا ہی نا،،، پریشے کا حق جتنا انداز اور دلہن کے روپ میں اس کی موجودگی شاہ میر کو سرشار کر گئی ہاتھ میں تھامی شیروانی جو دانیال سے باتوں کے دوران ہی شاہ میر اتار چکا تھا بستر

پہ پھیکتے شاہ میر کے چہرے پہ خیر مقدم مسکرائٹ تھی۔ اسے تو یہی لگا تھا کہ پریشے بنا  
 اس کا انتظار کیے سوچکی ہوگی۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں یہاں تمہارے انتظار میں بیچ  
 سجائے بیٹھی ہوں،،، زینہ جب سے پریشے کو شاہ میر کے کمرے میں بیٹھا کر گئی تھی  
 اُسے اپنا وجود آگ کی بھٹی میں جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا جس کی وجہ صرف وہ سسرالی  
 عورتیں تھیں جو ایک معمولی سی لڑکی کو سردار شاہ میر کے پہلوں کی زینت بنی دیکھ کر  
 اپنی اپنی بڑھاس طنز بھرے انداز میں نکال رہی تھیں اور وہ شخص جس نے پریشے کو  
 اپنے ساتھ کامان سونپا تھا وہ ڈھونڈنے سے بھی اُسے نظر نہیں آیا تھا۔ غصے میں اُس کا  
 دھیان اپنے دلہناپے کی طرف گیا ہی نہیں یہ بھی نہ سوچا کہ شاہ میر اس کے اس انتظار کو  
 کیا نام دے گا۔ ویسے تم حق رکھتی ہوں میری بیچ سجانے کا،،، رات کا سماں سونے پہ  
 سہاگہ کمرے کا خوابناک ماحول اور پری سے جڑا ایک مضبوط رشتہ شاہ میر جیسے روڈ  
 بندے کو بھی مستی پر اکسار ہا تھا۔ شاہ میر پریشے کا ہاتھ تھامے دل موہ لینے والے انداز  
 میں بولا پر شاہ میر پہ چھایا مخمور اثر پریشے کے ہاتھ کھینچنے سے ہی چھٹ گیا۔ مجھے کوئی ایسا  
 ارمان نہیں اور ویسے بھی جس انسان کو حرام منہ لگا ہوا سے حلال سکون نہیں دیتا،،، شاہ  
 میر کے انداز سے پریشے اچھی خاصی جلی نگر اگلے ہی پل اس نے اپنی جلن کو بنا سوچے  
 سمجھے الفاظ کے ذریعہ باہر نکالا۔ شکر مناؤ میں حرام کھانے کا عادی نہیں اگر ہوتا تب بھی

میری سچ تم سے ہی روز سچتی،،، ایک سیکنڈ لگا تھا شاہ کو سردار کے روپ میں آنے میں پریشے کو اپنے ہاتھوں میں جکڑے خود سے قریب تر کرتے بولا شاہ میر کے سانسوں کی گرماہٹ سے پریشے کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہوا پریشے کے کرب سے آنکھوں میں آئی نئی بھی شاہ کو اپنے آپ کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی جس طرح پریشے کو خود سے نزدیک کیا تھا اسی طرح جھٹک کر دور بھی کر دیا۔ شاہ تم مجھے۔۔۔ ایسا کیسے بول۔۔۔ تم میرے بارے میں۔۔۔،،، پریشے کو شاہ میر سے اتنے سخت الفاظ کی امید نہیں تھی اس کے اندر ہوئی ٹوٹ پھوٹ کا اندازہ اُس کے جملے کی لڑکھڑائی سے ہی ہو رہا تھا۔ اپنے وجود پہ لگے اس بد نما دھبے کا احساس پریشے کو تاسف میں گھیرے گراتا چلا گیا۔ وہ بھول گئی تھی کہ سامنے اُس کا مجرم نہیں بلکہ شوہر کھڑا ہے جو جتنا بھی محبت کرنے والا ہو بیوی کا اونچا لہجہ کبھی برداشت نہیں کرتا اور یہاں تو بات اُس کے کردار کی تھی۔۔۔۔۔ پری میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا میں بس،،، پریشے کا بکھرنا شاہ میر سے برداشت نا ہوا غصے میں اُسے احساس ہی نارہا کہ وہ کتنی غلط بات بول رہا ہے۔ سب لوگوں کو لگتا تھا کہ تمہارے ساتھ اس رشتے میں بندھنا میرے لیے خوشیوں کا باعث بنے گا پر نہیں شاہ ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا کبھی بھی نہیں کیونکہ خوشیاں وہاں ہوتی ہیں جہاں رشتے میں عزت ہو،،، کچھ دیر پہلے کی پریشے اور اب میں زمین

آسمان کا فرق تھا کمرے میں آتے ہی شاہ کو پرانی والی پری نظر آئی تھی جسے اپنے غصے پہ کنٹرول ناہونے کے برابر تھا پراس کے ایک جملے نے پریشے کو زمین کی کھائی میں دھکیل کر ایک مجبور لڑکی میں تبدیل کر دیا تھا جس کو پامال کرنے والا اور سائباں ایک وہی تھا۔ تم مجھے کبھی کوئی خوشی نہیں دے پاؤ گے شاہ کیونکہ تمہاری نظروں میں میری ویلیو ایک بازار و۔۔۔ ہششش۔۔۔ پری شاہ ایک غلط لفظ بھی اپنے منہ سے میری بیوی کے لیے مت نکالنا۔ ہم سردار اپنی عزت پر اٹھی انگلی برداشت نہیں کرتے،، پریشے اپنے آنسوؤں پہ قابو پاتی اٹھ کھڑی ہوئی اُسے شاہ میر پر اپنی کمزوری ظاہر کرنا گوارا نہیں تھا پراس کے الفاظوں کو شاہ میر کے ہاتھ نے پیچ میں ہی روک دیا جو اُس کے لبوں پر ٹھہر گئے تھے۔ چلے جاؤ یہاں سے شاہ مجھے گھن آتی ہے تم سے تمہارے لمس سے،، شاہ میر کے ہاتھ کو جھٹکتے پریشے رخ موڑ گئی نا تو اُس کا دل اتنا وسیع تھا اور نا ہی وہ باکمال ضبط کی مالک تھی کہ شاہ میر کا کہا ایک پل میں ہی بھولا دیتی ابھی تو اُس کے پُرانے زخم ہی نہیں بھرے تھے۔ تمہارے دل سے اپنی نفرت شاید کبھی بدل ناپاؤں میں پر یہ وعدہ ضرور کرتا ہوں کہ جتنا ہو سکا تمہارا دامن خوشیوں سے بھر دوں گا،، ہاتھ میں تھامہ ایک خاک کی لفافہ ڈریسنگ پہ رکھتے شاہ نے اپنے قدم پیچھے کر لیے۔ ملن کے حوالے سے کیا کیا خواہشیں تھیں اُس کی پر اپنی ذات پہ برتری شاہ کی امیدوں کو نگل گئی اپنی

پری کو ایک ہی پل میں منانے کا خود پہ یقین اب ٹوٹا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ شادی کی پہلی رات ہر لڑکی کو اپنے شوہر سے ایک خوبصورت تحفے کی امید ہوتی ہے مجھے تمہارے لیے اس سے زیادہ کوئی خوبصورت تحفہ نہیں ملا،، شاہ میر شکستگی سے دوچار خود سے بیگانگی برتتے پری کو دیکھتا کمرے سے ملحقہ سٹڈی روم میں چلا گیا۔ کوئی اہمیت نہیں ہے میری نظر میں نا تمہاری نا تمہارے تحفے سے۔۔۔،، شاہ میر کے جاتے ہی پریشے نے نفرت سے خاکی لفافے میں قید بیش قیمتی تحفہ دھول کی نظر کر دیا مگر زمین پہ گر کر بکھرتے ہی تحفے نے اپنی قدر و قیمت بتلا دی۔ یہ تو۔۔۔ یہ بچہ۔۔۔ شاہ میر۔۔۔ لفافے میں سے نکلی نو مولود بچے کو ہاتھوں میں تھا میر شاہ میر کی تصویروں کو دیکھتی پریشے دیوانہ وار شاہ میر کے پیچھے بھاگی۔ شاہ میر۔۔۔ یہ بچہ۔۔۔ ہمارا بچہ ہے یہ پری۔ تمہارا بیٹا،، شاہ میر کو پریشے کے ری ایکشن کا تھوڑا بہت اندازہ تھا اُس کی بھرائی آواز سنتے شاہ میر سٹڈی سے نکلا اور گرتی ہوئی پریشے کو تھام لیا۔ میرا بچہ۔۔۔ میرا شہزادہ،، پری بچے کی تصویر کو چومتی زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔ اتنا کیوں ترسایا تم نے مجھے شاہ پہلے کبھی کیوں نہیں دکھائیں یہ تصویریں۔۔۔۔۔ جانتے ہو میں ہر رات یہ سوچ کر گزار دیتی کہ نا جانے میرا بچہ دیکھنے میں کیسا تھا۔ وہ کون سا نقش تھا جو اُس نے میرا چڑایا تھا پر کبھی بھی اپنی سوچ میں اپنے بچے کی واضح شکل نا بنی پائی

میں،،،، پریشہ شاہ میر سے لڑتی ساتھ ساتھ تصویر کو ایسے چومتی جیسے اُس کے ہاتھ میں اپنا بچہ ہو اس ٹائم وہ شاہ میر کو صرف ایک ممتا سے بھری ماں لگی جو اپنے بچے کی صورت پا کر پاگل ہوئے جا رہی تھی عزت نفس کے لیے لڑنے والی لڑکی تو کہیں بہت دور جا سوئی تھی۔ پری اُس کی آنکھیں تمہاری جیسی تھیں۔ بالکل تمہارے جیسی چھوٹی سی ناک، بال، ہاتھ ہر ایک چیز اُس نے تمہاری چرائی تھی کیونکہ وہ تمہارا بیٹا تھا پری،،، شاہ میر روتی ہوئی پری کو سمجھاتے خود بھی اب دیدہ ہو گیا آخردکھ تو دونوں کا سانجھا ہی تھا۔ کہنے کو تو وہ ان کی سہاگ رات تھی اُن کے ملن کی رات پر یہ رات ان دونوں نے اپنے بیٹے کی یاد میں ایک دوسرے کے آنسو پونچھتے گزار دی۔ اپنے سینے پہ سر رکھے سوئی اپنی شریکِ حیات کو دیکھ کر شاہ کو اتنا یقین ہو گیا تھا کہ آنے والی صبح چاہے ان کے لیے مسکرائٹ لائے نالائے پر سکون ضرور لائے گی -

\*\*\*\*\*

سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں سڑک پہ خوار ہوتے اُسے ناجانے کتنا ٹائم گزر گیا پری اُس کی سوچ کا سلسلہ جوں کاتوں برقرار تھا۔ منال کا رویہ علی کو کسی گڑبڑ کا احساس دلار ہا تھا جس کی وجہ پوچھنے پر ہر بار منال کا تعجب خیز انداز اُسے دیکھنے کو ملتا۔ علی نے راستے میں

پڑا پتھر ٹانگ کے زریعے ہوا میں اڑاتے اپنی اور منال کی کچھ دیر پہلے ہونے والی تکرار کو سوچنے لگا۔ ایک بات تو بتاؤ میاں بیوی کا رشتہ تمہاری نظر میں کیا ہے،،، منال کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑتے علی نے منال کا ہاتھ تھامے اُسے اپنے ساتھ بیٹھنے کی آفر کی ویسے بھی آج کل منال کے گھریلو کام کچھ زیادہ ہی بڑھ گئے تھے جو صرف علی کی موجودگی میں اُسے انجام دینے ہوتے اپنے تمام فضول کاموں سے اُسے فراغت علی کے سونے کے بعد ہی ملتی تھی۔ مرد ہو یا عورت شادی سے پہلے ادھورے ہیں اس رشتے میں جڑ کر مرد اور عورت مکمل ہو جاتے ہیں۔ اور جو چیز مکمل ہو اُس میں ہر چیز موجود ہوتی ہے،،، علی کی طرف سے غیر متوقہ سوال نے منال کو روکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اسی طرح میاں بیوی کے رشتے میں ہر احساس پایا جاتا ہے۔ محبت کا ہر انداز، احترام، اعتبار سکون سب کچھ اللہ نے اس ایک رشتے میں ڈالا ہے اب انسان کے اپنے ہاتھ ہے وہ اس رشتے میں کیا ڈھونڈے،،، منال نے غیر محسوس طریقے سے علی کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی پر اس بات سے انجان کے اس کی یہ حرکت علی سے پوشیدہ نہیں رہی تھی۔ ہمارے رشتے میں تمہیں کیا چیز سب سے زیادہ لگتی ہے،،، منال کی زندگی میں محبت کے حوالے سے علی کو اپنا مقام اچھے سے معلوم تھا پر ناجانے کیوں اُسے یہ احساس شدت سے ہوتا تھا کہ وہ منال کے

دل میں اپنی ذات کا اعتبار نہیں بنا پایا۔ یہ کیسا سوال ہے علی،،، موبائل پہ ہوتی بیپ منال کو ایک دم سے الرٹ کر گئی موبائل کو اپنے پلو میں چھپاتی وہاں سے جانے کے لیے پر تو لنے لگی۔ یار اتنا مشکل تو نہیں مجھ سے تمہیں جو ملا ہے تم بتادو سمپل،،، علی ایک نظر منال کے ہاتھ میں دبے موبائل پہ ڈال کر دھیمے سے مسکراتے اُس کے خفت زدہ چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ علی مجھے سمجھ۔۔۔ کیا ہمارے رشتے میں محبت ہے وہ محبت جس کی پہلی سیڑھی احترام دوسری اعتبار تیسری سکون اور پھر محبت پر فخر کرتے عشق پر جا پہنچتی ہے،،، منال کے سندر چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے علی محبت کا فلسفہ سمجھا رہا تھا۔ علی مجھے صبح۔۔۔ اگر کبھی ہماری محبت دوسری سیڑھی پہ پہنچے تو مجھے اس کی وجہ ضرور بتانا،،، منال کا ہاتھ جس میں موبائل دبا ہوا تھا سامنے کرتا منال کی عرق آلودہ پیشانی پہ مان بھرا احساس چھوڑتا گھر سے نکل آیا تھا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

زندگی کی خوبصورت صبح مبارک مائے لو،،، فرغام فریش ہو کر جیسے ہی روم میں آیا حورین کو نماز کے اسٹائل میں ڈوپٹا اوڑھے دیکھ کر مسکراتے اُسے اپنے قریب کیا۔ آپ کو بھی،،، فرغام کی بے پناہ محبت اور اس کے ساتھ ایک مقدس رشتے میں بندھنے کے

بعد حورین پر شکرانے کے نفل پڑھنا تو واجب تھا ہاتھ میں تھامی جائے نماز کو سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے فرغام کے سینے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی۔ آپ۔۔۔ آہم مسز فرغام اپنی بیسٹ ٹی کو مسز بنانے کا یہ مطلب نہیں کہ میں اُسے کھودوں مجھے میری پُرانی لڑتی جھگڑتی حور واپس چاہیے۔۔۔ اپنا آپ جناب اپنے پاس رکھو،،، بے شک فرغام کو حورین کا دل موہ لینے والا یہ انداز سرشار کیے دے رہا تھا پُرانی سے اپنی پُرانی حورے ہی چاہیے تھی اسی لیے حورین کے سامنے بر ملا اظہار کر گیا۔ امونے سختی سے منع کیا تھا تمہارا نام لینے سے،،، حورین نے منہ بناتے اصل وجہ بتائی۔ نام کے علاوہ بھی شوہر کو بہت کچھ کہا جاسکتا ہے جیسے۔۔۔ جانو، سوئیٹ ہارٹ، بے بی، شو نا،،، فرغام کے منہ سے روانی میں نکلتے ایسے الفاظ حورین کو شرم سار کر گئے۔ ہا ہا ہا۔۔۔ مانی انسان بن جاؤ۔۔۔ تم میرے لیے مانی تھے ہو اور مانی ہی رہو گے،،، ہنستے ہوئے فرغام سے دور ہوتے حورین نے دھونس بھرے اپنے پُرانے انداز میں کہا۔ اور تم میری حور تھیں ہو اور رہو گی،،، فرغام حورین کی نازک ناک کو زور سے دباتا اپنے بال سنوارنے لگا۔ ایک بات پوچھو بُرا تو نہیں مناؤ گے،،، کمرے کی بکھری چیزیں سمیٹتے کچھ یاد آنے پر حورین جھجکتے ہوئے بولی۔ تمہیں اجازت کی ضرورت نہیں حور پوچھو،،، فرغام کو حورین کا جھجکنا حیران کر گیا ان کا رشتہ کبھی ایسا تو نہیں رہا کہ حور کو اُس سے ہچکچائٹ

ہو۔ کیا واقعی تم نے میرا دیا ہوا پین مشال کو دے دیا تھا،،، حورین کی بات فرغام کے چہرے پر مسکرائٹ کھلا گئی یعنی حد ہے حورین پر بھی پورے کے پورے بندے پر اپنا حق جتا کر بھی اُسے مشال کو دیے پین کا ملال تھا۔ میں نے اُسے پین دیا ضرور تھا پر تمہارا نہیں اپنا،،، فرغام کا دل تو کیا کہ وہ حورین سے غلط بیانی کر کے اُسے جیلسی فیل کروائے پر وہ خود سے وعدہ کر چکا تھا کہ وہ جانتے بوجھتے حورین کو ہرٹ نہیں کرے گا۔ اپنی زندگی کے نئے سفر میں وہ اپنی طرف سے حورین کی زرہ برابر بھی غلط فہمی برداشت نہیں کر سکتا تھا اسی لیے حورین کو سوچ بتاتے اپنا کبڈ کھولنے لگا۔ یہ وہ سب چیزیں ہیں جو تم نے مجھے گفٹ کی تھیں پر میں نے انھیں کبھی کسی دوسرے کو ٹچ بھی نہیں کرنے دیا،،، کبڈ بے شمار چھوٹے موٹے تحفوں سے بھرا ہوا تھا حالانکہ یہ تحفے بہت معمولی تھے پر ان کو دینے والے کی حیثیت بہت بڑی تھی۔ حورین کو اس پل اپنی محبت پر فخر محسوس ہوا۔ (بقول فاخرہ ملک کے فرغام کی یہ بہت بُری عادت تھی کہ اُسے جو کھیلونہ پسند آجائے وہ صرف اُسی سے کھیلتا اور اپنے باقی تحفے سینت کر رکھ دیا کرتا تھا درحقیقت فرغام کے نزدیک جن تحفوں کی اہمیت زیادہ ہوتی وہ انھیں سب سے چھپا لیا کرتا تھا کہیں وہ ٹوٹ نا جائیں جن میں سر فہرست حورین کے تحفے ہوتے تھے) تمہارے لیے میری محبت ایسی ہی ہے حور۔۔۔ اپنی دیوانگی سوچ کر مجھے آج سمجھ

آتا ہے تم سے محبت تو مجھے اپنے بچپن سے ہی تھی بس اس کا ادراک مجھ پر جوانی میں  
 ہوا،، حورین کے آنکھوں کی نمی چنتے فرغام نے اُسے اپنی محبت کی بارش میں  
 بھگیو دیا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

دانیال آپ اتنی جلدی اٹھ گئے،، مہراپنے بالوں پہ کسی کی سرسراتی انگلیوں کے لمس کو  
 پاتی بیدار ہوئی۔ دانیال شاہ کو جاگے خود کو تکتے دیکھ فوراً اٹھ بیٹھی۔ میں تو سویا ہی نہیں  
 ساری رات،، سب کے سامنے خود کو کمپوز کرنے والا دانیال شاہ جانے کے وقت کو  
 نزدیک پاتا اندر سے خوف زدہ ہو رہا تھا ناجانے اُس کے نصیب میں دوبارہ ان سب میں  
 پلٹنا لکھا بھی تھا یا نہیں۔ پر کیوں آپ جانتے ہیں ناکہ ڈاکٹر۔۔۔ ہشش مسز آپ مجھے  
 ڈاکٹر کے نام سے ایسے ڈراتی ہیں جیسے بچپن میں امی چمٹے سے ڈراتی تھیں،، کبھی وہ  
 وقت تھا جب اپنے لیے مہر کی یہ فکر دانیال کو سکون بخشتی تھی پر اب دانیال کو مہر کی  
 آنکھوں میں ہر اس تڑپا جاتا تھا۔ ابھی بھی مہر کو پریشان ہوتا دیکھ مسکراتا اس کے چہرے  
 پہ بکھرے گیسوؤں کو سمیٹتے اُسے چھیڑنے لگا۔ چلو اٹھو شاہ جلدی سے فریش  
 ہو جاؤ مجھے بھوک لگی ہے،، خود پر ٹکی مہر کی نم آنکھوں سے نظر چراتے دانیال نے اُس

کی سوچ کا رخ موڑنا چاہا اور بستر سے اٹھتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ دانیال مجھے اپنے ساتھ لے جائیں،،، دروازے کے پاس ہی دانیال کو مہر کی التجہ کرتی آواز نے رُکنے پر مجبور کر دیا۔ رات کو بھی سمجھایا تھا میں نے اچھے بچے ضد نہیں کرتے،،، رات سے مہر کی ایک ہی رٹ تھی جسے کیسے ناکیسے دانیال ٹال رہا تھا۔ میں اچھی بچی نہیں ہوں،،، دانیال کو اپنے نزدیک کھڑی وہ واقعی ایک ضدی بچی ہی لگ رہی تھی۔

ہاہا پاپا گل میں جانتا ہوں تم کیسی ہو۔۔۔ اب فٹ ریڈی ہو جاؤ سب نیچے ویٹ کر رہے ہوں گے،،، مہر کو بنا موقع دیے دانیال تیزی سے ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا بات ہے پری تم ابھی تک یہی بیٹھی ہو گئی نہیں زینہ کے ساتھ،،، پریشے کو کافی دیر سے ایک ہی زاویے میں بستر پر بیٹھے کسی سوچ میں گم دیکھ شاہ میر کو اُسے متوجہ کرنا پڑا۔

بے شک رات ان کے درمیان کوئی ازدواجی رشتہ قائم نہیں ہوا تھا پر دونوں ایک احساس کی ڈور سے جڑ گئے تھے۔ نہیں مجھے بھوک نہیں ہے،،، زینہ کے بلانے پر پریشے نے اُسے بھی یہی کہہ کر ٹال دیا تھا۔ رات میں کیا بکرا کھالیا تھا،،، اپنے بالوں کو سیٹ کرنے کا ارادہ ترک کرتا شاہ میر پریشے کے نزدیک چلا آیا۔ شاہ مجھے تنگ نہیں کرو تم جاؤ

اور سب کے ساتھ ناشتہ کر لو،،، شاہ میر کا کیرانگ انداز دیکھ کر پریشہ جنجھلاٹ کا شکار ہو رہی تھی حالانکہ شاہ کا اُس کی کیر کرنا کوئی نئی بات نہیں تھی مگر پہلے اور اب کے حالات میں فرق تھا۔ میری طرف دیکھ کر بتاؤ کیا واقعی میں نے تمہیں تنگ کیا ہے؟؟؟،،، شاہ میر کا معنی خیز جملہ پریشہ کو نگاہ جھکانے پر مجبور کر گیا۔ حیا سے جھکی نظریں کچھ کہنے ناکہنے کی کشمکش میں لرزتے ہونٹ، سچو ٹیشن کے مطابق کنفیوژ ہوتے کپکپاتے ہاتھ ایک دلفریب منظر پیش کر رہے تھے پریشہ کا یہ روپ شاہ میر کو بخود کر رہا تھا۔ شاہ میں نے کہا نا مجھے نہیں جانا سب کے سامنے،،، شاہ میر کا مخمور لہجہ اور اس کی بات پر گھبراتے پریشہ نے اپنے دل کا بھید شاہ میر پر ناچاہتے ہوئے بھی ظاہر کر دیا۔ تم پریشہ شاہ ہو سردار شاہ میر کی بیوی، شاہ بیگم تمہیں کسی کا سامنا کرنے کے لیے ڈرنا تو دور جھجکنا بھی زیب نہیں دیتا پریشہ شاہ،،، شاہ میر کے لہجے میں سرداری کا زعم تھا۔ شاہ میر پری سے ہر گز بھی توقع نہیں کر رہا تھا کہ وہ کسی سے ڈر کر ایک کمرے میں قید ہونے کو ترجیح دے گی۔ ٹھک ٹھک۔۔۔،،، شاہ میر جو پریشہ کو اُس کی شاہ فیملی میں حیثیت سمجھانا چاہ رہا تھا دروازے کی آواز پر خاموش ہوتا کمرے کے باہر کھڑی ہانپتی ہوئی زینیہ کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے آیا جو بیچاری خاندانی خواتین کی دلہن کو نیچے بلانے کی تکرار اور پریشہ کے انکار کے بیچ پھنس گئی تھی۔ بھائی میں وہ ناشتہ۔۔۔،،، اپنی پھولی

ہوئی سانس کو ہموار کرتی زینہ کہتے ہوئے ہچکچائی۔ کسی کے ہاتھ ادھر ہی لگوادوزینی مجھے کچھ کام ہے میں ساتھ ساتھ وہ بھی دیکھ لوں گا،، شاہ میر کا جواب پریشے کے لیے غیر متوقع تھا اسی لیے حیرت سے شاہ میر کو دیکھے گئی جو زینہ کے کمرے سے جاتے ہی کبڈ میں رکھی آفس کی فائلز میں سے ایک کو کھول کر بیٹھ گیا۔

\*\*\*\*\*

امی علی اور رافع کہیں نظر نہیں آرہے،، رات علی کے گھر سے جانے کے بعد منال ملال میں گہری علی کو وقار (آمنہ بیگ کا منال کے لیے پسند کیا ہوا لڑکا) کی کالز اخلاقیات سے گری باتیں اور اس کی دھمکیوں کے بارے میں بتانے پر الجھتی نیند کی وادی میں اتر گئی۔ بیٹا علی تو رافع کو سکول چھوڑتا آفس چلا گیا،، علی کی رات بہت دیر واپسی سے زکیہ بیگم واقف تھیں پر انھوں نے صبح کے وقت علی سے وجہ پوچھنے پر اجتناب برتا تھا۔ پر بنا مجھے اٹھائے،، منال خالی نظروں سے گھر کو دیکھنے لگی اُسے گھر کی طرح اپنا دل بھی خالی ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ ایک سال کے عرصے میں ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ علی اُسے ملے بنا ہی آفس چلا گیا اول تو علی اور رافع کی صبح ہی منال کے جگانے سے ہوتی تھی اور بالفرض اگر کبھی منال بیمار بھی ہوتی تو وہ دونوں اُس سے ملے بنا گھر سے



کی اماں ہیں تو مجھے بھی اُس کے والد ہونے کا شرف حاصل ہے،،، علی رات کی تلخی بھولائے تھوڑا شوخ ہوا۔ علی کیوں لے کر گئے تم رافع کو بنا مجھے بتائے،،، علی کی بات کو نظر انداز کرے اب کی بار منال غصے سے چیخنی۔ اُسے اچھے سے معلوم تھا کہ علی رافع کو زبردستی سکول کے کر گیا ہوگا۔ رافع تو عام روٹین میں سکول جانے پر راضی نہ ہوتا تھا آج تو پھر بھی منال اس کے سامنے نہیں تھی۔ ریلیکس منال کیا ہو گیا ہے تم سو رہی تھیں تو میں نے تمہیں اٹھانا مناسب نہیں سمجھا،،، علی کو منال کا انداز بُرا تو بہت لگا پروہ ضبط کر گیا۔ سو رہی تھی مر نہیں گئی تھی میں جو تم اُسے لے گئے بنا مجھے بتائے،،، خود پہ غصہ تھا یا علی پہ منال بنا سوچے بول گئی۔ کیا تم نے بنا مجھے بتائے کی رٹ لگائی ہوئی ہے رافع کو پہلے بھی میں ہی تیار کر کے سکول لے جاتا تھا آج لے گیا تو کون سی قیامت آگئی ہے۔۔۔ ریل مدر جیسا کنسرن اپنے پاس ہی رکھو ماں نہیں ہو تم اُس کی جو ایسی پاگلوں جیسی حرکتیں کر رہی ہوں،،، بیوی غصے میں بولنے سے پہلے سو بار سوچے پر مرد پر ایسی کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی وہ جب چاہے بیوی کی ریاضت کو مٹی میں رول دیتا ہے۔ آج علی سے بھی کچھ ایسا ہی ہو گیا تھا منال کو وہ بات کہہ بیٹھا جس کو بولنے کا کبھی سوچا بھی نہ تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

ایان یہ پاسپورٹ۔۔۔ دانیال بھائی نے دیے ہیں سمجھا لوانہیں،، اپنی پبلنگ کرتے ایان کے ہاتھ ایک پل کوڑ کے اس نے کمرے میں بولتے ہوئے داخل ہوتی عائشہ کو دیکھا۔ اور بیچ رنگ کی کلیوں والی فرائک پہنے سر پہ سفید ڈوپٹا پین اپ کیے شاید وہ نماز پڑھ کر ابھی فارغ ہوئی تھی۔ ایان کو عائشہ کی یہ عادت بہت بُری لگتی تھی وہ جب بھی اس کے کمرے میں آتی ایسے ہی دندناتے چلی آتی پوچھنے کی زحمت ہی نہیں کرتی تھی۔ بنا اجازت تو وہ اس کے دل میں بھی گھس گئی تھی۔ میرے آنے سے پہلے کس سوچ بچار میں تھے؟،، اگر حالات نارمل ہوتے تو آج کے دن ایان اور عائشہ کی منگنی کا فنکشن ہونا تھا پر سب کچھ سوچ کے برعکس ہو رہا تھا۔ ہم انسان کتنے بے وقوف ہوتے ہیں ناعائشہ دنیاوی خوشی کے لیے پاگل ہوئے جاتے ہیں یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہ خوشی ہمارے لیے خوشیوں کا باعث بھی ہے یا نہیں۔۔۔ اکثر خوشیاں اللہ کی طرف سے آزمائشوں کی لپیٹ میں بھی تو آتی ہیں،، کتنے پلینز تھے ان کے شاہ اور دانیال کی شادی کو لے کر وہ ساری تیاریاں دھری کی دھری رہ گئی تھیں جس کا ان میں سے کسی کو ملال نہیں تھا فکر تھی تو صرف دانیال کی کہ اللہ اس پہ آئی اس آزمائش کو آسان

کر دے۔ یہ سب چھوڑو تم بتاؤ کسی کام سے آئی تھیں،، آنکھوں کے کنارے کوپوروں  
 سے صاف کرتے ایان نے موضوع بدلا۔ سچ پوچھو تو میرے یہاں آنے کی وجہ تمہاری  
 رشتے دار خواتین ہیں وہ سب کچھ عجیب و غریب سی باتیں کر رہی ہیں ہم سب کے  
 متعلق،، عائشہ کا شاہ و لا میں آج دوسرا دن تھا ایان کے کچھ رشتے دار تو صبح ہی چلے گئے  
 تھے پر کچھ ابھی موجود تھے جن کے درمیان زیادہ تر ان ماں بیٹیوں کا موضوع ہی  
 چھڑا رہتا تھا۔ عائشہ لڑکی اپنوں میں بیائی جائے یا غیروں میں اُسے کچھ ناکچھ فیس تو  
 کرنا پڑتا ہے رہی بات ان سب خواتین کی تو یہ سمجھ لو کہ ہاتھ آئی دولت کسی اور کے  
 حصے میں جاتا دیکھ انسان جس طرح بلبلا تا ہے ان کی حالت تمہارے سامنے ثبوت  
 ہے،، یہ ایک اتفاق ہی تھا کہ شاہ میر کی ہم عمر خاندان میں کو لڑکی نہیں تھی جو تھیں وہ  
 چھوٹی تھیں یا پھر بڑی پر گاؤں کے لوگوں میں عمر کا فرق کوئی معنی نہیں رکھتا اسی لیے تو  
 خاندان کی بہت سی عورتیں شاہ میر کو اپنا داماد بنانے کی خواہش لیے بیٹیوں کو دہلیز پہ  
 بیٹھائے ہوئے تھیں۔ کہیں یہ آپیا اور بچو کو کچھ۔۔۔۔ نہیں شاہ میر بھائی کی موجودگی  
 میں یہ سب چوں بھی نہیں کر سکتیں ٹینشن مت لو،، ایان اپنے بھائی کو بہت اچھے سے  
 جانتا تھا اسی لیے عائشہ کو تسلی دیتا اپنے کپڑے بیگ میں رکھنے لگا۔۔۔

\*\*\*\*\*

جس خاموشی سے ان سب کی بارات ہوئی تھی صرف حورین اور فرغام کا ولیمہ دانیال کی طبیعت کے پیش نظر اسی خاموشی سے ہو گیا جبکہ شاہ میر نے اپنے اور دانیال کے ولیمے کے عوض غریبوں میں کھانا بٹوایا تھا۔ آج شام کی دانیال، ایان اور عائشہ کی فلائیٹ تھی جہاں گھر والوں کے ساتھ ملازمین بھی افسردہ اور دانیال کے لیے دعا گو تھے۔ وہیں صبح سے مہر کی آنکھیں ہی خشک نہیں ہو رہی تھیں دانیال سے چھپ کر وہ کافی بار روچکی تھی وجہ دانیال کی وہ ناراضگی تھی جو اُس کے آنسوؤں کو دیکھ اُسے سہنی پڑتی تھی۔ بہت کوشش کے باوجود بھی دانیال اُسے اپنے ساتھ لے جانے پر راضی نہیں ہوا تھا اور یہی چیز مہر کو رولا رہی تھی۔ اچھا بابا ماں چلتا ہوں،،، رابعہ شاہ نے آنکھوں کے کنارے پلو سے خشک کرتے دانیال کو دعاؤں میں رخصت کیا۔ اولاد تکلیف میں ہو تو ماں کا دل غم سے پھٹنے کے قریب ہو جاتا ہے پر اس وقت رابعہ شاہ کو خود کو مضبوط ظاہر کرنا تھا۔ بابر میں تم سے یہ تو نہیں کہوں گا کہ تم میرے بابا کو معاف کر دو پر اتنا ضرور کہوں گا انسان اپنا آج خوشگوار تبھی بنا سکتا ہے جب وہ اپنے گزرے کل کی تلخ یادوں کو مٹا دیتا ہے،،، افضل شاہ کے ناتوان کندھوں کو مضبوطی

سے تھا مے دانیال بابر سے اپنے باپ کے گناہ کی معافی کا طالب تھا۔ داد اس کے لیے ایک اچھی سی لڑکی ڈھونڈ کر اس کی بھی شادی کروادیں تاکہ اپنے شاہ کی طرح اس کے چہرے پہ بھی مسکرائٹ رہے،،، بابر کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر دانیال کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا اس لیے جلد ہی بات پلٹ گیا۔ اب زیادہ باتیں مت کر فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے،،، شاہ میر نے پریشے کے ساتھ لیونگ روم میں داخل ہوتے دانیال کا شرارت بھر الہجہ سن لیا تھا۔ کچھ ادھورے کام ہیں جو تو کبھی پورا نہیں کر سکتا مجھے وہ تو کرنے دے،،، دانیال شاہ میر سے کہتا صوفے کے پیچھے رُخ موڑے آنسو بہاتی حورین اور اُسے کور کرتے فرغام کی سمت چلا آیا۔ ہماری اس پگلی سی آپا کا خیال رکھنا اور شاہ کے بارے میں تمہارے دل میں جو بدگمانی ہے اُسے دور کر لو اتنا بُرا نہیں جتنا تم اُسے سمجھتے ہو،،، روتی ہوئی حورین کو گلے لگائے اُسے تسلی دیتا ساتھ ہی فرغام کے دل میں موجود شاہ کے لیے ناراضگی کو کم کرنے کی کوشش کرتا دانیال فرغام سے ملنے لگا جو حورین کے حوالے سے اُسے بہت عزیز ہو گیا تھا۔ اپنا خیال رکھیے گا بھائی ہمیں آپ کی واپسی کا بہت انتظار رہے گا،،، فرغام ضرورت سے زیادہ کسی سے ناراضگی کا متمنی نہیں تھا اسی لیے شاہ میر سے ناراضگی نہیں صرف بے رونی برت رہا تھا پر دانیال کے لیے وہ دل سے دعا گو تھا۔ زینی گڑیا دھر آؤ،،، ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کو جھکائے ہوئے زینی

دانیال کے بازو سے جا لگی۔ تمہارا اُسے ناپکار نے کافی صلہ اپنا ہے اس کی میں مخالفت نہیں کرونگا پر تمہیں مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہو گا زندگی کے کسی بھی موڑ پر وہ تمہاری اور آئے تم اُسے دھتکارو گی نہیں،،، دانیال کا مان بھر اندازِ زینبیہ کو ناچاہتے ہوئے بھی ہامی بھرنے پر مجبور کر گیا۔ ہر بھائی کی طرح دانیال کی بھی یہ ہی سوچ تھی کہ اُس کی بہن کا گھر بس جائے اور ابھی زینبیہ کی عمر ہی کیا تھی اس عمر میں تو لڑکیاں بے فکری بھری زندگی گزار رہی ہوتی ہیں جبکہ وہ امان کی انا کی بھیٹ چڑھ گئی تھی۔ چلتا ہوں بھا بھی مجھے اتنا ٹائم ہی نہیں ملا کہ میں آپ کو سمجھتا یا کچھ سمجھاتا،،، پریشی دانیال کے سامنے خود کو کنفیوژ ہونے سے روکنا پائی۔ دانیال سے اُس کے دو مضبوط رشتے جڑے ہوئے تھے پر اُس کا ایک حوالہ ان دونوں رشتوں پہ بھاری تھا دانیال شاہ اس کے گھر والوں کا محسن تھا اُس نے ان کاتب ساتھ دیا جب ان سے سائباں تک چھین لیا گیا تھا اگر دانیال خدا خونی میں گھیرے ان کی مدد کرنا تو شاید پریشی کا ناقابل تلافی نقصان ہو جانا تھا۔ یہ آپکی میرے پاس امانت تھی بھا بھی۔۔۔ جو پر سوں شاہ نے مجھے دی تھی،،، دانیال نے مسکراتے ہوئے پریشی کے ہاتھ میں اس کے والد کے گھر کے کاغذات رکھ دیے جس پر وہ خوشی و حیرت کی ملے جلے کیفیت میں گھیر گئی۔ مہر کے لیے میرا پیار ہی کافی ہے شاہ۔۔۔ ان پہ بھا بھی کا حق زیادہ ہے،،، اپنے کندھوں پہ شاہ میر کے ہاتھ کا دباؤ محسوس

کرتے دانیال نے اُسے پیار سے ٹوکا۔

\*\*\*\*\*

شاہ میرے خیال سے میں ایک بیگ اندر بھول آیا ہوں،،، سب سے مل کر کارپورچ میں آتے دانیال شاہ نے کچھ یاد آنے پر شاہ میر سے کہا۔ نہیں دانی سارے بیگنز تو میں نے گاڑی میں پہلے ہی رکھوا دیے تھے،،، شاہ میر کے بتانے پر دانیال نے اپنا سر کھجایا اور گاڑی کی طرف بڑھ گیا جہاں مہر اور پریشے عائشہ اور ایان کو کچھ تلقین کر رہی تھیں۔ اپنا خیال رکھنا مہر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں سب موجود ہیں یہاں پر،،، نم آنکھوں سے خود کو تکتی مہر سے دانیال نے صرف ہاتھ ملانے پر ہی ایلنفا کیا اور شاہ میر کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکی ایان اور عائشہ بابر کے ساتھ دوسرے گاڑی میں موجود تھے۔ دانی تجھے تو بہانا بھی ڈھنگ کا بنانا نہیں آتا،،، گاڑی سے شاہ ولا سے باہر آتے ہی شاہ میر نے دانیال کو جھڑکا اس خود رہ کر افسوس ہو رہا تھا کہ دانیال اُس کی موجودگی کی وجہ سے مہر سے مل نہیں پایا۔ تو میرا بھائی ہے میں تجھ سے بھلا شرماسکتا ہوں۔۔۔ میں بس مہر کی وجہ سے بول رہا تھا وہ بہت شائے ہے،،، دانیال نے بات سمجھ کر شاہ میر کو وضاحت دی۔ شاہ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو نے سب کا بہت خیال رکھنا

ہے خاص کر مہر کا۔۔۔ کسی سے لڑنا تو دور کی بات ہے وہ تو کسی کو جواب بھی ڈھنگ سے نہیں دے سکتی،،، دانیال نے اب تک کسی کے سامنے بھی ایسی مایوسی کی بات نہیں کی تھی سب کو ہنساتے ہوئے ہی آیا تھا پھر ناجانے کیا ہوا کہ ایک دم سے شاہ میر کے سامنے بول گیا۔ زینی اور مہر کی ذمہ داری میں تجھے دے رہا ہوں تو نے انہیں بہت مضبوط بنانا ہے جیسے پریشہ بھا بھی، عائشہ اور حورین،،، شاہ میر کے سٹیرنگ کو تھامے ہاتھ پر دانیال نے اپنا ہاتھ رکھے التجا کی۔ میں یہ ذمہ داری بہت اچھے سے نبھاؤں گا دانی اور تو خود اپنی آنکھوں سے معاشرے میں انہیں ایک مضبوط حیثیت سے دیکھے گا،،، شاہ میر کو اس وقت خود پہ قابو پانا مشکل ہو گیا ایک ہاتھ سے سٹیرنگ سمجھالے دوسرے میں اپنے بھائی کو بھیج لیا اتنی تکلیف تو اُسے امان کے چھوڑ جانے پر نہیں ہوئی تھی جتنی دانیال کو اس وقت بے بس دیکھ کر ہو رہی تھی۔ شاہ میر دل میں اُس کے لیے دعا گو ہوتا ایرپورٹ پہنچ گیا۔

\*\*\*\*\*

یار تو اب آرہا ہے اور یہ منال کہاں ہے میری بیوی چار دفعہ پوچھ چکی ہے اُس کا،،، دانیال کے نیویارک پہنچنے اور ٹریٹمنٹ سٹاٹ ہونے کے بعد ہی فرغام اور حورین

نے اپنے ہنی مون کا پلین بنایا تھا۔ میں آفس سے ہی ادھر آ گیا ہوں فرغام گھر جانا پھر منال کے ساتھ دوبارہ اسی روٹ پہ آتا،،، علی نے فرغام کو ٹالا سچائی تو یہ تھی کہ علی اس بار منال سے سخت خفا ہو گیا تھا اس لیے اس سے بول چال بند کی ہوئی تھی صبح جلدی نکل آنا اور دیر رات گھر لوٹنا اب یہی اُس کی روٹیں بنتی جا رہی تھی۔ آئی نو تجھ پر کام کا بہت برڈن پڑ گیا ہے پر تو فکر نا کر میں نار ان کاغان سے کوشش کروں گا جلدی واپس آ جاؤ،،، فرغام کو سخت شرمندگی ہو رہی تھی اس وقت۔۔۔ انھوں نے تو ساتھ ہنی مون پہ جانے کا پلین بنایا تھا پر ہما سوں کے بھائی کی ڈیٹھ کی وجہ سے تمام ذمہ داری علی اکیلے پر آن پڑی تھی۔ ریلیکس یا تجھے کوئی ضرورت نہیں اپنا ہنی مون سپوہل کرنے کی میں یہاں دیکھ لوں گا تو آرام سے آئیں،،، علی اُسکی شرمندگی کو قطع کرتا آفس کے متعلق ڈسکس کرنے لگا۔

\*\*\*\*\*

کہتے ہیں ہر نیا دن انسان کی بہتر کا آغاز ہوتا ہے پر آج کل یا آغاز منال اور علی کے لیے متضاد ثابت ہو رہا تھا منال کو اگر علی کے تلخ الفاظوں نے توڑا تھا تو علی کو منال کی بے اعتباری نے جو غصے کے اظہار کے طور پر بنا اُس کو بتائے خرم بیگ کے گھر چلی گئی

تھی۔۔۔ دونوں اپنی اپنی جگہ انا کی دیوار کو بلند کیے رافع کو بھول ہی بیٹھے تھے جو ان دونوں کا رویہ دیکھتے خاموش ہوتا جا رہا تھا۔ آپ میری ممانہ سے ناراض ہیں،،، علی کو خاموشی سے ناشتہ کرتے دیکھ رافع اس کی گود میں بیٹھ گیا۔ نہیں۔۔۔،،، علی نے اس کی پیشانی چومتے اپنا نوالہ اُس کے منہ میں ڈالا۔۔۔ کہنے کو تو رافع علی کا تباہیازاد بھائی تھا پر علی نے اُسے باپ کی طرح ہی پالا تھا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ باپ بیٹے کے اس رشتے کو منال کی موجودگی نے جوڑا تھا۔ تو پھر ممانا کے گھر سے آ کیوں نہیں رہیں،،، رافع نے ایک اور سوال اٹھایا۔ منال جب سے یہاں آئی تھی کبھی اس سے اتنے دن کے لیے جدا نہیں ہوئی تھی اسی لیے منال کا اتنا لمبا قیام رافع کو رولا گیا۔ پاپا ہیں نا آپ کے پاس میں آج جلدی گھر آ جاؤ گا پھر ہم پلے لینڈ جائیں گے،،، اپنی ماں سے نظریں چراتے علی نے رافع کو بہلانا چاہا۔ یہ نہیں تھا کہ علی نے منال کو منانے کی کوشش نہیں کی اُس نے منال کو واپس آنے کا کہا تھا جس پر منال نے اُسی کی بات لوٹاتے بڑے کروفر سے کہا (کیوں آؤ میں تمہارے گھر تمہارے نفس کی خاطر یا پھر تمہارے گھر والوں کی خدمت کے لیے۔۔۔ نا تو تمہاری ماں میری ماں ہے اور نا ہی رافع میرا بیٹا تو پھر کیوں آؤں) جس کے جواب پہ علی کی طرف سے صرف خاموشی ہی منال کو سُننے کو ملی تھی۔ بنا ممانا کے کہیں پے بھی نہیں جانا مجھے آپ انھیں لے آئیں نہیں تو وہ گندے انکل ممانا کو

اور رولائیں گے،،، علی کے گلے لگتے رافع نے ہچکیوں کے درمیان آخر کچھ سچ اگل ہی دیا جس کا منال نے اُس سے وعدہ لیا ہوا تھا۔ کون سے انکل آپ کس کی بات کر رہے ہو،،، علی رافع کی بات پر چونکہ۔ ممانے منع کیا ہے،،، رافع کو سمجھ نا آئی کہ اب وہ کیا کرے۔ آپ پہلے مجھے ساری بات بتاؤ پھر میں پرومس کرتا ہوں آپ کی ممانسی ٹائم گھر میں آپکے پاس ہوں گی،،، بعض اوقات ناچاہتے ہوئے بھی معصوم بچوں کو لالچ دینی پڑتی ہے علی نے بھی وہی کیا ہو سکتا ہے رافع کے کچھ بتانے سے منال کا رویہ علی کی سمجھ میں آجائے۔ وہ ایک انکل ہیں وہ ممانا کو بہت تنگ کرتے ہیں۔۔۔ ان کے پاس ممانا کی اور گندی آنٹیوں کی پک بھی ہے میں نے ممانا کے موبائل میں دیکھی تھیں ممانا بہت غصہ کر رہی تھیں اُن پہ میں نے ممانا سے کہا بھی کہ آپ بلاک کر دو ان انکل کو یا پاپا کو بتادو تو ممانا مجھے منع کر دیا،،، ماں کو واپس لانے کی خوشی ہی اتنی تھی رافع کو کہ اُسے جو جو معلوم تھا وہ سب بتاتا گیا۔ حمیدہ بیگم حیرت کی زیادتی میں گھیریں علی اور رافع کا منہ ہی دیکھتی رہیں منال نے تو کبھی ان سے ایسی کوئی بات کا ذکر نہیں کیا تھا۔ ممانا بہت رورہی تھیں کال سن کر اور بار بار کہہ رہی تھی (علی کو کچھ مت کرنا تم جو کہو گے میں ویسا ہی کروں گی)،،، رافع جس نے چھپ کر منال اور وقاص کی باتیں سنی تھیں منال ہی کی طرح ہاتھ منع کرنے کے انداز میں ہلاتا بتانے لگا۔ سوری پاپا میں نے گندی حرکت کی

مما کی باتیں چھپ کر سنیں،،، علی کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھ کر رافع کو لگا کہ وہ ابھی اُسے اپنی اس حرکت پہ ڈانٹے گا۔ آپ امی سے ناشتہ کرو مجھے آفس کے لیے لیٹ ہو رہا ہے،،، منال کو جو انسان تنگ کر رہا تھا اُس تک تو علی پہنچ ہی گیا تھا پر اُسے غصہ منال پر تھا کیا اُس نے اُسے اتنا کمزور سمجھ لیا تھا کہ وہ وقاص جیسے گھٹیا انسان کا مقابلہ نہیں کر پائے گا۔ اور ماما آپ لینے نہیں جائیں گے انھیں،،، علی کو آفس جانے کے لیے تیار دیکھ رافع اس کا ہاتھ تھامے جلدی سے بولا۔ تھوڑی دیر بعد وہ خود آ جائیں گی پروممس،،، رافع کارونے کے لیے منہ بنتا دیکھ علی اُسے پیار کرتا آفس کے لیے نکل گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

زینت بی داد کہاں ہے،،، اجلت میں گھر میں گھستے شاہ میر نے داد الہی کو ناپا کر زینت بی سے پوچھا۔ سردار سائیں وہ تو بڑے صاحب کے ساتھ باہر گئے ہیں آپ کو کوئی کام تھا داد سے،،، زینت بی نے معلومات فراہم کی۔ ہممم۔۔۔ کام تو تھا چلیں میں خود دیکھ لوں گا آپ ایسا کریں میرا بیگ تیار کر دیں مجھے گاؤں جانا ہے کچھ دنوں کے لیے،،، زینت بی سے کہتا شاہ میر ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا جہاں سے آتی سب کی



صرف ایک مہر ہی تھی جس سے اُس نے بات نہیں کی تھی۔ میرا نہیں خیال کہ دانیال مہر سے بات کر پائے گا،،، شاہ میر کی بات نے مہر سمیت سب کو پریشانی میں گھیر لیا۔ کیوں بھائی دانیال ٹھیک تو ہیں نا،،، مہر کی آنکھوں میں فوراً سے پانی بھرنا شروع ہو گیا۔ دانیال سے بات کرنے کے لیے آپ کو اپنا فون آن کرنا پڑے گا نا تبھی تو بات ہو پائے گی،،، شاہ میر کی بات پر مہر سمیت سب ہی مسکرا پڑے۔ ایک بار پہلے بھی شاہ میر مہر کو فون اوف رکھنے پر ڈانٹ چکا تھا جس پر دانیال اس سے ناراض ہو گیا تھا۔ اسی لیے اُس نے سرزنش کرنے کے بجائے مزاحاً کہا۔ شاہ میر کے ایسے انداز پریشے کو جھنجھلاٹ میں مبتلا کر دیتے یہ وہ شاہ تو نہیں تھا جو راسی بات پر کسی پر بھی ظلم ڈھادیا کرتا تھا یہ تو کوئی اور ہی تھا جو سب کی ڈھال بنتا جا رہا تھا۔

\*\*\*\*\*

امان ویٹ میری بات تو سنو۔۔۔،،، امان کو تیزی سے ہو اسپتال سے نکلتا دیکھ جو زف اس کے پیچھے بھاگا۔ تم کہاں تھے میں پورے ہو اسپتال میں تمہیں ڈھونڈ رہا تھا،،، امان کسی سے ضرورت کے علاوہ بات کرنا پسند نہیں کرتا تھا اور ایک یہی چیز اُسے سب میں منفرد ظاہر کرتی سونے پہ سہاگا اُس کے ایشین روڈ ایکسپریشن کو لیگ کے ساتھ ساتھ

سینئر ڈاکٹرز بھی اُس سے بات کرتے احتیاط برتتے تھے۔ پر کیوں۔۔۔،،، وہ امان جس کی ایک زمانے میں پوری یونی فرینڈ لیسٹ میں شامل ہوتی وہ جہاں بھی جاتا اپنی عادت کے مطابق دوستیاں بناتا جاتا تھا اب وہی امان دوست تو دور کی بات کسی سے بات کرنا پسند نہیں کرتا تھا ایک جوزف ہی تھا جس کی بات کا وہ جواب دے دیتا تھا۔ ابھی بھی جوزف سے کہتا دوسرے ڈاکٹرز کو انگور کر گیا جن کے چہروں پر خیر مقدم مسکرائٹ تھی۔ ڈاکٹر ابہتاج نے تمہیں اپنے پینل میں سیلیکٹ کیا ہے نئے کیس کے سلسلے میں،،، ایک سینئر ڈاکٹر نے اُسے اطلاع فراہم کی۔ اوہیلو تم جا کہاں رہے ہو،،، اتنی اچھی خبر کے جواب میں امان کا سر ہلا کر آگے بڑھنا جو جوزف کو تھوڑا عجیب لگانا جانے کیسا بندہ تھا خوشی کا موقع ہو یا غم کا ہمیشہ ایک ہی ٹون میں رہتا تھا۔ اپاٹمنٹ۔۔۔،،، امان نے ایک لفظ پہ ہی اکتفا کیا۔ تمہیں بلایا ہے سر نے سارے ممبرز اکٹھے ہیں کیس بیسٹری ڈسکس کرنی ہے اور تم،،، اپنے ساتھ آئے ہوئے پیون کو حیرت سے دیکھتے جو زف نے امان کو سمجھانا چاہا۔ ڈاکٹر امان شاہ آپ کا ڈاکٹر ابہتاج صدیقی ویٹ کر رہے ہیں،،، پیون نے ڈاکٹر ابہتاج کے آفس کی صورت حال سے اُسے آگاہ کیا۔ آپ میری طرف سے ابھی کے لیے سر سے ایکسکیوز کر لیں۔۔۔،،، امان بنا اپنی بات کاری ایکشن جانے کو ریڈور کی طرف مڑ گیا۔ ڈاکٹر امان آپ بہت لگی ہیں جو آپ کو اتنی بڑی اوپر چُنٹی مل

رہی ہے جو نیر ڈاکٹر ز سے تو سر کلام بھی مختصر کرتے ہیں آپ کو چاہیے ان کا احسان مانے اور آپ اکڑ رہے ہیں،،، کچھ سینئر ڈاکٹر ز جو خواہش کے باوجود بھی پینل میں سیلیکٹ نہیں ہو پائے تھے امان کے بی ہیویر کو دیکھتے اپنی اپنی بڑھاس نکالنے لگے۔ میں نے نہیں کہا انھیں کہ وہ مجھ پر احسان کریں میں اپنے رولز کے مطابق چلتا ہوں میری ڈیوٹی ٹائمنگ اور ہو چکی ہے اب چاہے کوئی پیشنت جیے یا مرے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں،،، امان کے الفاظ سب کو ساکت کر گئے۔۔۔ یہ ناصر ف اُن کے ہو سپیٹل بلکہ پروفیشن کا بھی اصول تھا کہ وہ مریض کی زندگی پر کسی چیز کو فوقیت نہیں دیں گے پر یہاں تو امان اپنے ہی خود ساختہ رولز بنائے ہوئے تھا۔ ڈاکٹر جوزف ایسا کریں ابھی کے لیے آپ ڈاکٹر ابہتاج کے پاس چلیں جائیں ڈاکٹر امان کے لیے مناسب سا ایکسکیوز

کر دیجیے گا،،، ایک سینئر ڈاکٹر نے جوزف کو پپر دیتے مشورہ دیا۔ پیشنت نیم۔۔۔ دانیال شاہ فرم پاکستان،،، جوزف موقع کی مناسبت سے راضی ہوتا مریض کے متعلق پوچھنے لگا۔ بھوو۔۔۔۔۔ امان کے قدم اس نام نے جکڑ لیے ایک انجانا سا خوف اُسے اپنی لپیٹ میں گھیر گیا۔ نہیں دانیال بھوو نہیں ہو سکتے کوئی اور ہوگا،،، امان اپنے دل کو مطمئن کرنے لگا۔ ضروری تو نہیں کہ دانیال نام کا پاکستان میں صرف ایک ہی شخص ہو۔ اور اگر وہ بھوو۔۔۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی امان خود کو ڈاکٹر ابہتاج کے روم

میں جانے سے روکنا پایا جس کے لیے وہ تھوڑی دیر پہلے ہی ایک سیوز کر چکا تھا جو کہ  
اُس کی ایک بہت بڑی غلطی ثابت ہونے والی تھی -

\*\*\*\*\*

منال بیٹا ایسے کیوں بیٹھی ہوں ناشتہ کرونا،، منال کا گم سم انداز دیکھ خرم بیگ کو ٹوکنا  
پڑا جو ناشتہ کو بھولنا جانے کون سے خیالوں میں تھی۔ جی باباجان،، منال کی سوچیں  
تو گھر میں ہی لگی ہوئی تھیں پتا نہیں رافع نے ناشتہ صحیح سے کیا بھی ہو گا یا نہیں صبح کے  
ٹائم تو وہ اُس کے قابو بہت مشکل سے آتا تھا امی کو ناجانے کتنا تنگ کر رہا ہو گا اور علی  
اُسے تو سامنے رکھی چیز نظر نہیں آتی آفس کی تیاری میں جب تک منال کے چار چکر  
کمرے کے نالگو الے اُس کی تیاری ہی مکمل نہیں ہوتی تھی۔ مجھے لگتا ہے میرا بچہ  
اپنے گھر کو مس کر رہا ہے۔۔۔ ناشتہ کر لو میں آفس جاتے ہوئے تمہیں چھوڑ  
جاؤنگا،، منال کا اتنا لمبا قیام خرم بیگ کو کسی گڑ بڑ کا پتا دے رہا تھا پر انہوں نے پوچھنا  
ضروری نا سمجھا۔ آپ کو میرا یہاں رہنا اچھا نہیں لگ رہا کیا؟،، منال تھوڑا تلخ ہوئی۔  
بیٹیاں بھی بھلا رہتی ہوئی کبھی باپوں کو بُری لگتی ہیں۔۔۔ پر انہوں نے ایک نایک دن  
تو اپنے گھر جانا ہی ہوتا ہے نا،، خرم بیگ نے اس کا سر تھپتھپاتے اس کے لہجے کو نظر

انداز کیا۔ اگر کوئی بات ہے تو اپنے بابا سے شنیر کر بیٹا۔۔۔،، منال کی بھیگی آنکھیں  
 خرم بیگ کو پریشان کر رہی تھیں۔ وہ بابا مجھے آپ کو کچھ۔۔۔،، منال و قاص کی  
 دھمکیوں سے پریشان ہوتی علی کا گھر چھوڑ تو آئی تھی پر اپنے دل کا کیا کرتی جو ہر پل  
 تڑپتا ہی رہتا تھا۔۔۔ اپنے پیار کو پا کر بھی اُسے بیچ راستے میں چھوڑنا کتنا کرب میں مبتلا  
 کر دیتا ہے کوئی منال سے پوچھتا۔ ہاں بیٹا بولو۔۔۔،، اس سے پہلے کہ منال و قاص کی  
 دھمکیوں کے متعلق باپ کو کچھ بتاتی فون کی بل گونج اٹھی فون پہ و قاص کا نمبر دیکھ  
 منال بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔ و قاص کی پاور سے وہ اچھے سے واقف تھی  
 وہ ایک بار پہلے بھی اُس کے بابا جان کو جھوٹے کیس میں پھنسا چکا تھا اب منال ان کے  
 لیے کوئی اور مصیبت نہیں کھڑی کرنا چاہتی تھی۔ تم کیوں بار بار مجھے کال کر رہے ہو  
 چھوڑ آئی ہوں میں اُسے پر کبھی تمہارے پاس نہیں آؤں گی،،، دوسری بار فون بجنے پر  
 منال اٹھاتے ساتھ ہی غصے سے چیخی۔ جس طرح تم مجھے چھوڑ کر گئی ہو اُسے طرح  
 واپس آ جاؤ نہیں تو شام تک تمہیں موت کی خبر سننے کو ملے گی میری یاد قاص  
 کی،،، فون کے اُس پار سے ابھرتی علی کی آواز نے منال کو پتھر کا کر دیا۔

\*\*\*\*\*

مانی تم مجھے کہیں بھی لے جاؤ پر اس پٹی کو اتار دو مجھے گھبرائٹ ہو رہی ہے،،، حورین اور فرغام کو شمالی علاقہ جات آئے پندرہ دن ہو گئے تھے اور کل ان کی واپسی تھی پر فرغام کچھ دن اور رکنے پر بضد تھا۔ فرغام کی چاہتوں میں حورین گلاب کی طرح نکھرتی جا رہی تھی اپنے لیے فرغام کی محبت کا اسے اندازہ تو تھا مگر جیسے جیسے فرغام اپنی پیار کے پرت حورین پہ کھول رہا تھا حورین حیران ہوتی جا رہی تھی کیا وہ اتنی خوش نصیب تھی کہ اللہ نے اس کے لیے اتنا اچھا انسان چنا تھا۔ گزرے ہوئے غموں کے پل تو اسے بھولے سے بھی یاد نہیں رہے تھے۔ ابھی بھی فرغام اُسے کہیں لے کر جا رہا تھا پر حورین اس سے انجان تھی۔ ڈونٹ وری تمہیں گرنے نہیں دوں گا،،، پینٹ اور لونگ کوٹ میں ملبوس پریشان چہرے پہ سٹیپ کٹینگ کی آوارہ لٹوں کو ہاتھ سے ہٹاتے حورین کے کان میں فرغام نے دھیرے سے سرگوشی کی اور اسے کندھوں سے مضبوطی سے تھام لیا۔ سر پرائز۔۔۔،،، پانی کی آواز اور کشتی کے ہلنے سے حورین کو اتنا اندازہ تو ہو گیا تھا کہ وہ کسی جھیل میں ہیں پر اس نے فرغام سے جگہ کا پوچھا نہیں تھا جانتی تھی وہ بتائے گا نہیں اسی لیے خاموشی سے اس کو مضبوطی سے جکڑے رہی۔ کچھ ہی دیر بعد فرغام نے حورین کی آنکھوں سے پٹی اتار دی۔ کچھ سیکنڈ تو حورین کو روشنی میں دیکھنے میں مشکل ہوئی پر اگلے پل وہ مبہوت رہ گئی۔۔۔ آنکھوں کے سامنے اتنا خوبصورت نظارہ حورین

کی بولتی بند کر گیا۔۔۔ قدرت کے نظارے دیکھ کر حورین حیران تو قدم قدم پر ہو رہی تھی پر اس وقت حیرانگی کی وجہ وہ جگہ اور اُس کی تصویریں تھیں۔۔۔ چاروں اور پانی بیچ میں زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا جو شاید شروع سے موجود تھا یا پھر تیزی سے ہوتی پانی کی کمی کی وجہ سے ابھر آیا تھا سنسری پھول درختوں کی شاخوں کو ڈھانپنے جھیل کی دلکشی میں اضافہ کر رہے تھے ان پہ موجود حورین کی بچپن سے جوانی اور پھر فرغام کے ساتھ برائیدل تصویر ٹھنیوں پہ باندھی ہوئی تھیں۔ یہ فرغام کا حورین کے لیے سب سے خوبصورت سر پرانز تھا۔ اگر سیاؤں کی من پسند جگہ پوچھی جائے تو گلگت ٹوپ پہ مانا جاتا ہے جس کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہونے سیاؤں کا ہجوم لگا رہتا ہے فرغام نے بھی اپنا آخری ٹریپ گلگت رکھا تھا جہاں سے اُنہیں بائے ایر واپس اسلام آباد آنا تھا۔ حوری آئے لو یوووو۔۔۔،،، خوبصورت نظاروں میں گم ہوئی حورین کو فرغام کی بلند آواز حال میں کھینچ لائی۔ حورین چاروں اور سے آتی حوری آئے لو یو کی آواز پہ اپنا سر گھوماتی چاروں اور دیکھنے لگی۔ بیوٹی فل۔۔۔ یہ سب تم نے میرے لیے کیا،،، حورین خوشی سے چہکی۔ نہیں یار وہ جو مارکیٹ میں ملی تھی نابلس اُسے ہی ایپریس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ بتاؤ نا وہ ایپریس ہو جائے گی،،، اپنے لیے حورین کی پوزیشن دیکھ کر اکثر فرغام مارکیٹ میں کسی بھی لڑکی سے ہیلو ہائے کرتا

حورین کو چڑانے لگ جاتا اب بھی اس کی ایسی بے تکی بات پر فرغام جل بھن کر بولا۔  
 مانیسی۔۔۔،،، حورین اس کی طنزیہ بات سمجھتی اس کا مصنوعی گلابانے لگی جب کہ ملاح  
 ان دونوں کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔ جانِ فرغام مجھ سمیت میرے سارے سر پر انزپر  
 صرف تمہارا حق ہے،،، حورین کو گلے لگاتا فرغام بے خودی میں بولا۔ کتنا اچھا ہوتا ہم  
 سب ساتھ آتے یہاں،،، ملاح کی موجود کو دیکھتے حورین فرغام سے الگ ہوتی ایک دم  
 سے بولی۔ اور ایک دوسرے کا سیر وں خون جلاتے،،، فرغام دانت پیستے منہ ہی منہ میں  
 بڑبڑایا اُسے وہ وقت یاد آ گیا جب وہ لوگ یہاں آنے کے لیے نکل رہے تھے کہ حورین  
 کی خواہش پر فرغام اُسے شاہ و لا ملوانے لے گیا۔ وہاں پر ہر ایک نے فرغام کو حورین کا  
 خیال رکھنے کا بولا جس پہ کلتے ہوئے فرغام صرف مسکرا ہی سکا بھلا اپنی بیوی کا خیال اب  
 وہ ان سب کے کہنے پر رکھے گا۔ شاہ و لا اور خصوصاً سردار شاہ میر کا سوچتے فرغام کا موڈ  
 خراب ہونے لگا پر اس نے دماغ کو جھٹکتے اپنی توجہ حورین کی جانب کی جس کے چہرے  
 پر اپنے پیار کو پالینے کی سچی خوشی جھلک رہی تھی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

آپ کب تک میرے پاپا سے ناراض رہیں گی،،، منال اور علی کو خاموشی سے ناشتہ

کرتے دیکھ امی (زکیہ بیگم) کے اشارہ کرنے پر رافع نے منال سے پوچھا۔ نہیں۔۔۔ میں کہاں ناراض ہوں،،، منال علی کی کال سے واپس آتو گئی تھی پر اپنی ناراضگی برقرار رکھی ہوئی تھی تو دوسری جانب علی بھی اس سے ناراض تھا کہ اس نے اس سے وقاص کے بارے میں چھپایا۔ جو بچے جھوٹ نہیں بولتے ان کے پیرنٹس کو بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہیے،،، رافع نے بڑے بوڑھوں کی طرح اپنا ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھتے سر کو سمجھانے والے انداز میں آگے کو ہلاتے اتنے پیارے انداز میں کہا کہ بیک وقت علی اور منال اس کو پیار کرنے کو آگے بڑھے پر منال علی کو ناہٹتا دیکھ پیچھے ہو گئی۔ اوکے جگر بائے۔۔۔ السلام حافظ امی،،، علی نے رافع کے پھولے پھولے گالوں کو چومتے ماں کو الوداع کہا۔ علی میں اتنے دن سے خاموش ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم دونوں جو مرضی آئے اس گھر میں کرتے رہو گے،،، زکیہ بیگم اس معاملے میں بولنا نہیں چاہتی تھیں اتنا تا تم منال کے ساتھ گزار کر وہ اتنا تو جان ہی گئی تھیں کہ کوئی بڑی بات ہے جو منال اس طرح سے گھر چھوڑ کر چلی گئی پر اب ان دونوں کی خاموش ناراضگی نے انہیں بولنے پر مجبور کر دیا تھا۔ امی وہ۔۔۔۔۔ اس سے پہلے علی اور منال کوئی صفائی میں بولتے انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دونوں کو بولنے سے منع کر دیا۔ اپنے معاملات خود سیٹ کر لو نہیں تو میں تم دونوں کو سیٹ کر دوں گی،،، زکیہ بیگم کی یہ تشبیہ صرف علی کو

ہی سمجھ آئی۔ جس پر علی ایک دم سے الرٹ ہو گیا۔ درحقیقت وہ ان ماں میں سے تھیں جو بے عزت کرتے ہوئے موقع محل نہیں دیکھتی تھیں۔ جاؤ منال باہر تک چھوڑ کر آؤ علی کو میں رافع کو ناشتہ کروادوں گی،، اس سے پہلے کہ امی منال کو کچھ اور کہتی منال ایک فرما بردار بہو کی طرح ناشتہ چھوڑ علی کے پیچھے پیچھے چل دی۔ علی مجھے تم سے بات۔۔۔ نہیں منال اب نہیں۔۔۔،، علی کو گاڑی میں بیٹھنا دیکھ منال نے اس کا ہاتھ تھامے روکنے کی کوشش کی پر علی نے اپنا ہاتھ کھینچ کر اُسے منع کر دیا۔ تم نے پہلے مجھے اس لائق نہیں سمجھا تو اب بتانے کا کیا فائدہ۔۔۔ شاید تمہیں میرے زور بازو پہ بھروسہ نا ہو پر میں اپنی عزت کی حفاظت کرنا باخوبی جانتا ہوں،، منال کی زرا سی غلطی علی کی انا کو ٹھیس پہنچا گئی تھی اور جب بات انا کی آجائے تو مرد اپنی محبت کو بھی فراموش کر بیٹھتا ہے۔۔۔

\*\*\*\*\*

ڈاکٹر امان آپ ادھر کیا کر رہے ہیں،،، وارڈ کی طرف جاتے امان کاراستے میں ڈاکٹر ابہتاج صدیقی سے آمناسا منا ہو گیا۔ سر وہ آپ نے۔۔۔ غالباً آپ منع کر چکے ہیں،،، ڈاکٹر ابہتاج کو تو سوچ پڑھنے میں کمال حاصل تھا پھر کیسے وہ امان کی اجلت کو

نظر انداز کر دیتے۔ سر میں نے صرف آج کے لیے۔۔۔ وجہ بتانا پسند کریں گے،،، اماں نے ڈاکٹر ابہتاج کے پیچھے کھڑے پیون کو گھورا جس نے سیکنڈ کے اندر اپنا کام کر دیکھا یا تھا۔ سر میرا ڈیوٹی ٹائم۔۔۔ جسٹ شٹ اپ ڈاکٹر اماں،،، ڈاکٹر ابہتاج کے زور سے بولنے پر پاس سے گزرتے ڈاکٹر زُرک گئے۔ مجھے لگا تھا ریزرو نرس اور روڈ نرس آپ کی نیچر کا حصہ ہے۔۔۔ پر مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑھ رہا ہے کہ آپ ایک خود غرض انسان ہیں جس کے رولز کسی انسان کی زندگی سے زیادہ ایمپورٹنس رکھتے ہیں،،، اماں میں موجود یہ دو کوالٹیز اُسے باقی سب ڈاکٹرز سے الگ ظاہر کرتی اور اسی وجہ سے اماں ڈاکٹر ابہتاج کے ذہن میں محفوظ رہا۔ پینل میں اماں کو شامل کرنے کی بڑی وجہ ایان سے ہوئی ان کی ملاقات تھی جسے پہلی بار دیکھ کر ڈاکٹر ابہتاج چونکے پر ایان کے بتانے پر انھیں ایک خوشگوار حیرت ہوئی۔ مجھے اور میرے پینل کو آپ جیسے ڈاکٹرز کی ضرورت نہیں آپ مجھے دوبارہ یہاں نظر مت آئیں،،، اماں کی زرا سی غلطی اُسے اپنے مقام سے گرا گئی تھی جس پہ وہ جتنا بھی پچھتا تا کم تھا۔

اماں۔۔۔،،، ڈاکٹر ابہتاج صدیقی کے جاتے ہی کچھ ڈاکٹرز بھی جگہ سے ہٹتے گئے جو کافی دیر سے کھڑے اماں کو بے عزتی ہوتا دیکھ رہے تھے۔ جبکی کچھ ڈاکٹرز کمرے سے نکلتے اماں کے ہمشکل کو حیرانگی سے دیکھنے لگے۔ طوفانی غصے کو دباتا اماں جانے کے لیے پلٹا

کہ اُسے ایک شناسا آواز نے رُکنے پر مجبور کر دیا۔ ایان اندر دانیال بھیو وو۔۔۔ وہ ٹھیک تو ہیں؟،،، اپنے سامنے اپنے جڑواں کو دیکھ کر شک کی گنجائش ہی نارہی۔ اندر بھیو نہیں وہ مریض ہے جس پر تم نے اپنے ٹائم کو ایمپوٹنس دی۔۔۔،،، پینل میں موجود جوزف کے ساتھ آنے والے سینئر ڈاکٹر کے منہ سے امان کے خیال سن کر ایان کو حقیقی دکھ ہوا اس نے یہ فیلڈ اپنے آرام کے لیے تو نہیں چنی تھی۔ عائشہ بھیو کو کیا

ہوا ہے؟،،، ایان کو کمرے میں واپس جاتا دیکھ امان عائشہ سے پوچھنے لگا انداز ایسا بے بسی

لیے ہوئے تھا کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سب کچھ بھاڑ میں جھونکتا کسی طرح

سے اپنے بھائی کے پاس پہنچ جائے۔ میرا نہیں خیال کہ تمہیں ان کے لیے اتنا کنسرن

دیکھانا چاہیے،،، عائشہ اور امان کی توتب نہیں بنی تھی جب حالات سازگار تھے تو اب

کیسے بن سکتی تھی۔ عائشہ نے اپنے غصے کا اظہار اپنے ہی انداز میں کیا۔ اپنی فضول گوئی

اپنے پاس ہی رکھو اور جو پوچھا ہے اُس کا جواب۔۔۔ ہائے مان،،، ایسے کیسے ہو سکتا ہے

کہ عائشہ زبان چلائے اور امان اس کو منہ توڑ جواب نادے اس سے پہلے کہ وہ اپنا غصہ

عائشہ پہ نکالتا اونڈپہ آتی لیزے امان کو کسی لڑکی کے ساتھ کھڑا دیکھ کر اُس کے پاس

چلی آئی۔ کیا ہوا کوئی پرو بلم ہے کیا،،، اپنے سامنے کھڑی ایشین بیوٹی کو چبتھی نگاہوں

سے دیکھتی بڑی لگاؤٹ سے بولی۔ تو تمہارے ناپلٹنے کی یہ وجہ تھی،،، عائشہ کا بس نہیں

چل رہا تھا کہ وہ ہاتھ میں تھا مافلا سک امان کے سر پر دے مارے یا اس چٹی گھوڑی کے جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ امان سے چیپک ہی جائے۔ شٹ اپ عائشہ،،، امان عائشہ کے وار پر بلبلا گیا۔ یوشٹ اپ امان،،، ایک ہاتھ سے امان کا کالر پکڑ کر دھکا دیتے عائشہ کو ڈاکٹر نے بہت حیرت سے دیکھا ڈاکٹر امان تو صنف نازک کی خود سے اونچی آواز برداشت نہیں کرتا تھا کجا کہ ایک لڑکی کا اُس کے کالر کو پکڑ کر اُسے دھکا دینا۔۔۔ سب کا تعجب میں ہونا تو بنتا تھا۔ میں تمہارے ذکر پر ہمیشہ یہ سوچتی تھی کہ جب کبھی میرا تمہارے سے سامنا ہو گا میں تم سے بہت لڑوں گی۔۔۔ پر نہیں امان تم تو اس لائق بھی نہیں کہ کوئی تم پر دوستی بھر امان ہی جتلا سکے،،، ایک نظر اس کے ساتھ کھڑی غصے سے دیکھتی لڑکی پر حقیر سی نگاہ ڈالتے عائشہ کمرے میں چل دی جبکہ امان مایوس ساپلٹ آیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

رات کی تاریکی نے شاہ ولا کے در و دیوار کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا سارے ملازم اپنے کام سے فارغ ہو کر اپنے اپنے کواٹر میں آرام کی طلب میں چل دیے۔ پریشے اپنے کمرے میں اکتاہٹ کا شکار ہوتی لیونگ روم میں آئی اور کمرے کا چکر کاٹنے لگی۔ آپی

آپ ابھی تک سوئی نہیں،،، مہر چائے بنانے کی غرض سے نیچے آئی پر پریشے کو پریشانی کے عالم میں چکر کاٹنا دیکھ اس کے پاس چلی آئی۔ نیند تو مہر کی آنکھوں سے بھی دور تھی پر پریشے کی طرح نہیں جو کبھی دروازے کی طرف دیکھتی تو کبھی موبائل میں نمبر ڈائل کرتی بدحواس نظر آرہی تھی۔ مہر میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔ نا جانے زینہ کیسی ہے،،، زینہ کی صبح سے ہی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی پر جیسے ہی شام کے سائیں رات کے اندھیرے میں ڈھلے زینہ کے وجود میں درد کو برداشت کرنے کی سکت ختم ہو گئی نڈھال سی زینہ رابعہ شاہ اور پریشے کے ہاتھوں میں جھول گئی۔ زینہ کو ہو اسپتال گئے پانچ گھنٹے ہو چکے تھے پر ابھی تک کوئی حوصلہ افزا خبر نہیں آئی تھی۔

پریشے کا اپنا پریگننسی ایکسپیرینس اتنا بُرا تھا کہ وقت کی طوالت اُسے خوف میں مبتلا کر رہی تھی دل و دماغ نا جانے کیسے کیسے خیال بن رہے تھے۔ آپنی میں بھائی کو کال کر کے۔۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے شاہ کو کال کرنے کی،،، فون کی طرف بڑھتے مہر کے قدم پیچ میں ہی رک گئے۔ پریشے کے چاہنے کے باوجود بھی شاہ میرا سے اپنے ساتھ ہو اسپتال لے کر نہیں گیا تھا وہاں صرف رابعہ شاہ اور اموجان تھیں جو دونوں ہی ناتواں تھیں اس وقت پریشے کی ناراضگی بھی کام نا آئی اور شاہ میرا سے منع کرتا ہو اسپتال چلا گیا۔ ضروری نہیں آپنی کہ ہمارے قائم کردہ مفروضے ہمیشہ سچ ہی

ہوں،،، شاہ اور پری کی تکرار سے انجان مہر یہ ہی سمجھی کہ پریشے کسی بحث کو لے کر شاہ میر پر غصہ ہے اس لیے ایسا بول رہی ہے۔ پریشے کا شاہ میر کے ساتھ رویہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں تھا پر پریشے سے استفسار کرنے کی کسی کو اجازت نہیں تھی شاہ میر کی چھوٹی سے چھوٹی غلطی پر گھنٹوں بحث کرنا پری کی عادت بنتی جا رہی تھی جو مہر کو بعض اوقات بہت ناگوار گزرتی تھی۔ بھائی کو ان کے کل کے حوالے سے سوچنا چھوڑ دیں،،، مہر اپنی ناگواری کا اظہار کرتی کچن میں چل دی جبکہ پریشے بت بنی وہی کی وہی کھڑی رہ

گئی۔۔۔



ڈاکٹر امان آپ کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے،،، وارڈ بوائے نے امان کو سیکشن سے باہر ہی روک دیا ڈاکٹر ابہتاج کے غصے سے تقریباً تمام اسٹاف ہی ڈرتا تھا اسی لیے ان کی زرا سی بات کو بھی ہر کوئی فالو کرتا کہیں وہ ہی ڈاکٹر ابہتاج کے غصے کی رڈار میں نا آجائیں۔ میں ایان ہوں ڈاکٹر امان نہیں،،، امان نے ایان کی طرح چہرے پر سنجیدگی ظاہر کرتے وارڈ بوائے سے کہا۔ پرا بھی کچھ دیر پہلے تو آپ ایک لیڈی کے ساتھ باہر گئے تھے،،، وارڈ بوائے مشکوک نگاہوں سے امان کے چہرے کو دیکھے گیا۔ میں

پریسکرپشن لینے آیا ہوں غلطی سے بھول گیا تھا اگر آپ کی پوچھ گچھ ہو گئی ہے تو بتادیں میں اندر جاؤں یا ڈاکٹر ابتہاج کے پاس،،، اماں نے گھڑی پر نظر ڈالتے آخر میں وارڈ بوائے کو مسکراتے ہوئے ڈاکٹر ابتہاج کے نام کی دھمکی دی۔ سوری سر آپ دونوں بھائی میں اتنی سیمیلیٹی ہے کہ پہچان تھوڑی مشکل ہے،،، وارڈ بوائے ایک دم الرٹ ہوتا گیٹ چھوڑ گیا۔ پر ایک چیز آپ کو ڈاکٹر اماں سے الگ ظاہر کرتی ہے آپ کی خوش اخلاق طبیعت۔۔۔ ڈاکٹر اماں بہت سنجیدہ مزاج رکھتے ہیں،،، وارڈ بوائے خوش آمد بھرے لہجے میں بولا۔ بے وقوف انسان ایان سنجیدہ ہے شروع سے میں نہیں۔۔۔،،، اماں اپنے موجودہ رویے پر غور کیے بنا منہ میں بڑبڑاتا دانیال کے کمرے کی طرف چل دیا۔ آگے تم جانتے ہو کب سے ویٹ کر رہا ہوں میں تمہارا،،، ہاتھ میں تھامی کتاب کو سائیڈ پر رکھتا دانیال آنے والے کو دیکھ کر مسکرایا۔ یہاں بھائی بستر پہ پڑا ہے اور ایان اُس پچھل پیری کے ساتھ گھوم رہا ہے،،، ایان اور عائشہ کو باہر نکلتا دیکھ کر ہی اماں دانیال سے ملنے آیا تھا پر یہاں اُسے اکیلا بیٹھا دیکھ اُسے ان دونوں پر شدید غصہ آیا۔ تجھے زرا احساس نہیں تھا میرے اکیلے پن کا،،، دانیال اماں کی طرف ہاتھ بڑھاتا ٹھننے کی کوشش کرنے لگا جس پر اماں فوراً سے اس کو تھامنے آگے بڑھا۔ شکر کر ایان تو یہاں موجود نہیں ہے نہیں تو میں تیرے اور اُس چھپکلی کے دانت توڑ

دیتا،، امان اندر ہی اندر کھول رہا تھا کیا کرتا اگر منہ سے بولتا تو دانیال کو سیکنڈ بھی نالگتا اُسے پہچاننے میں۔ تیری زندگی میں کیا وہی لوگوں کی اہمیت ہے جو تو ان کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی بھولا بیٹھا ہے۔۔۔ اپنے اس بھائی کی تجھے کبھی یاد نہیں آئی

امان،،، دانیال اپنے ہاتھوں کے پیالے میں امان کا چہرا تھا مے پیار سے مسکرایا۔

ہیں ننن۔۔۔ ایان ہوں،،، امان نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اُسے کبھی ایان کے نام کا سہارا لینا پڑھے گا۔ مانا کہ میں تیرا میر و نہیں جو تیری آواز سے تیرا حال سمجھ جائے پر اس سے کم بھی نہیں۔۔۔ علاج کرنے سے تو تو نے منع کر دیا ہے اب کیا جان لے کر مانے گا،،، دانیال کے آخری الفاظ امان کو تڑپا گئے کسی ننھے بچے کی طرح دانیال کے سینے میں منہ چھپا گیا۔ بھائی۔۔۔ آئی ایم سوری مجھے اندازہ نہیں تھا سر مجھے آپ کا ااا۔۔۔ آپ کو کچھ بھی نہیں ہو گا میں ہوں نا آپ کے پاس،،، آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتے

امان نے اپنے بھائی کی ڈھارس بندھائی۔ میں جانتا ہوں مجھے کچھ نہیں ہو گا میرے دونوں لاڈلے میرے پاس ہیں اور جو پاس موجود نہیں ہے وہ یہاں پر ہے۔۔۔،،، امان کی پیشانی چومتے دانیال نے شاہ میر کو یاد کرتے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھا جیسے اُس کی موجودگی کو محسوس کر رہا ہو۔ آپ ان دونوں بے وقوفوں کو کیوں اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں آپ کو بھابھی کو ساتھ لانا چاہیے تھا کم از کم وہ آپ کے ساتھ تو رہتیں ان

دونوں کی طرح نہیں۔۔۔ گھومنے سے فرصت ہی نہیں،،، شاہ میر کے ذکر سے بچنے کے لیے امان نے موضوع بدلنا چاہا۔ گھوم نہیں رہے تھے ڈاکٹر نے میٹنگ کے لیے بلایا تھا۔۔۔ جو بن پڑا اپنے بھيو کے لیے کروں گا تمہاری طرح نہیں۔۔۔،،، اپنے پیچھے کھڑے ایان عائشہ اور ان کے ساتھ آیا وارڈ بوائے کو دیکھتے امان نے غیر ارادی طور پر دانیال کے ہاتھ پہ گرفت مضبوط کی۔ ایان سنن۔۔۔ یہ کیا طریقہ ہے،،، دانیال نے وارڈ بوائے کو باہر بھجوتے ایان کو سر زش کی۔ بھيو یہاں کیوں آیا ہے،،، ایان نے نروٹھے پن سے کہا۔ دانیال بھائی میرے بھی بھائی ہیں ایان تم مجھے روک نہیں سکتے،،، دانیال کے بولنے سے امان کو تھوڑا حوصلہ ہوا۔ ہر انسان کی زندگی میں ایسا ایک شخص ضرور موجود ہوتا ہے جس پر چاہ کر بھی آپ اپنے غصے کا اظہار نہیں کر سکتے اور امان کی زندگی میں وہ شخص ایان تھا۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ صرف میرے بھيو ہیں اور تمہیں ان کے قریب آنے کی میں اجازت نہیں دوں گا۔۔۔ جس طرح تم مجھے اجازت نہیں دیتے تھے اپنے میرو کے قریب آنے کی،،، اپنے نزدیک آتے امان کو دھکے سے پرے کرتا ایان کہیں سے بھی اس کا وہ جڑواں بھائی نہیں لگ رہا تھا جو اُسے ڈانٹ سے بچانے کے لیے جان بوجھ کر امان بن جایا کرتا تھا۔ ایان۔۔۔ بھيو۔۔۔ بھائی آپ ٹھیک ہیں،،، دانیال جو ایان کو روکنے کے لیے تیزی سے بستر سے اٹھا تھا کمزوری کی وجہ سے سائیڈ پڑی

میڈیسن ٹیبل سے ٹکرا گیا۔ میں ٹھیک ہو کر کیا کروں گا عائشہ جن بھائیوں کے لیے میں نے اور شاہ نے اتنی محنت کی کبھی تکلیف کو ان کے نزدیک بھی پھٹکنے نہیں دیا آج وہی بھائی ایک دوسرے پر طنز کر رہے ہیں،،، امان کے ساتھ ایان کا رویہ دیکھ کر دانیال کو بہت دکھ ہوا وہ تو اس سوچ میں تھا کہ اُسے صرف امان کو شاہ کے لیے راضی کرنا ہے پر یہاں تو ایان بھی امان سے سخت خفا لگ رہا تھا۔ تم دونوں ہی یہاں سے چلے جاؤ میں ابھی اتنا بھی کمزور نہیں ہوا کہ مجھے کسی کے سہاروں کی ضرورت پڑے،،، اپنے دونوں ہاتھوں کو اُن سے چھڑواتے دانیال نے خفگی سے منہ موڑ لیا اور وہ دونوں بھائی پچھتاوے میں گھیرے ایک دوسرے کو دیکھے گئے۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

عدن نام زیادہ پیارا ہے نہیں عون،،، ایان نے بحث کی۔۔۔ پر مجھے عدن پسند ہے تو میں یہ ہی رکھوں گا،،، امان کو ناجانے کس بات پہ ایک دم سے غصہ آ گیا۔۔۔ کس بات میں بحث ہو رہی ہے کچھ پتا بھی تو چلے،،، ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے شاہ میر نے اپنے لاڈلوں کو لڑتے ہوئے دیکھا اور کندھے پہ لٹکا کالج بیگ ملازم ہو پکڑا یا۔ میر و میں پہلے بتا رہا ہوں میں عدن ہی نام رکھوں گا،،، امان شاہ میر کی گود میں گھستا ایان کو چڑانے لگا۔

کس کا،،، شاہ میر نے نا سمجھی سے دانیال کو دیکھا جو ہنسی روکنے میں ناکام ہوتا سرخ چہرے کے ساتھ نوٹ بک پر جھک گیا تھا۔ یہ دونوں تمہارے بیٹے کی نام خوشائی پر لڑھ رہے ہیں،،، دانیال نے قہقہہ لگاتے ان کے درمیان ہوتی تکرار کا خلاصہ کیا۔۔۔ جسے سن کر شاہ میر حیرت سے منہ کھولے اپنے چھوٹے بھائیوں کو دیکھنے لگا جو دانت نکال رہے تھے۔ حد ہے ویسے تم دونوں پہ،،، شاہ میر کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ اس بات پہ انھیں ڈانٹے یا نظر انداز کر جائے کہاں تو وہ شادی کے جھنجھٹ میں ہی پڑنا نہیں چاہتا اور ادھر یہ دوں آئے دن الٹی سیدھی حرکت کرتے رہتے۔ یار تو ہی کچھ سوچ لے۔ یہ دونوں تو بڑی لمبی پلینگ کر کے بیٹھے ہیں،،، دانیال نے شاہ میر کو چھیڑا جو اکثر خود بھی ان دونوں کے ساتھ مل کر شاہ کی شادی پلین کر رہا ہوتا کبھی لڑکیاں ڈیساٹیڈ ہوتیں تو کبھی فنکشنز پر آج کی ڈیسکشن دانیال کو مزادے گئی جس میں وہ صرف سامعین کا کردار ادا کر رہا تھا۔ فضول نا بولا کردانی۔۔۔ اور تم دونوں پڑھائی پہ توجہ دو نا کہ ان فضول باتوں میں،،، شاہ میر دانیال کو جھڑکتے ان دونوں کے سامنے کھلی کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ میر و آپ خود ڈیساٹیڈ کرنا چاہتے ہیں تو بتادیں اس میں ڈانٹنے کی کیا ضرورت ہے،،، شاہ میر کی اپنے لیے زرا سی بھی تلخ بات امان کو برداشت نہیں تھی ابھی بھی شاہ میر کی گود سے نکلتا منہ پھولا کر سائیڈ پر بیٹھ گیا۔ میں تم دونوں کو ڈانٹ

سکتا ہوں بھلا،،، امان کو اپنے پاس گھسیٹتے ڈر کے مارے دانیال کے بازوؤں میں چھپے  
ایان کی طرف دیکھا جو بہت کم شاہ میر کے سامنے کسی بات پہ بحث کرتا تھا زیادہ تر  
دانیال کے ساتھ ہی لگا رہتا۔ مجھے شادی ہی نہیں کرنی تو بچوں کا سوال ہی پیدا نہیں  
ہوتا،،، ایان کو بھی اپنے پاس بیٹھاتے شاہ میر نے دونوں کو پیار سے سمجھانے لگا جبکہ  
دانیال نوٹ بک پر تیزی سے قلم چلا رہا تھا۔ کیوں نہیں کرنی شادی۔۔۔ میں آپ کی  
شادی کروا کر رہوں گا اور آپکے ڈھیر سارے بچوں کا نام بھی۔۔۔ شاہ میر بھائی،،، شاہ  
میر کو یادوں سے کھینچ کر باہر نکالنے والی حورین کی خوشی سے بھری بلند آواز تھی۔  
مبارک ہو بھائی آپ ماموں بن گئے زینبیہ کے بیٹا ہوا ہے،،، حورین دور سے ہی بھاگتی  
ہوئی آئی اور خوشی کے مارے شاہ میر سے لپٹ گئی۔ مبارک ہو جگر۔۔۔ اب تو لوٹ  
آ۔،،، شاہ میر کی نم آنکھوں میں اپنے لاڈلے کی واپسی کی امید جھلک رہی تھی -

\*\*\*\*\*

گھڑی کی سوئیاں گیارہ کے ہند سے پر پہنچتے ہی الارم بجاتی خاموشی میں ہلچل سی پیدا  
کر گئی۔ ایک ہی پوزیشن میں جھکے ہوئے امان نے سر کو پیچھے گراتے حرکت دی اور اپنے  
سامنے رکھی کتابوں کو بند کرتے کھڑا ہو گیا۔ یہ ٹائم ڈاکٹرز کی شیفت کی تبدیلی کا تھا اسی

لیے کوریڈور میں آر جاسی لگ گئی تھی کچھ لوگ اپنے مریضوں کو دیکھنے کی غرض سے وارڈ میں آتے جاتے نظر آرہے تھے۔ ڈاکٹر امان آپ ابھی تک ادھر ہی ہیں،،، ڈاکٹر ابہتاج کے پینل کا ایک سینئر ڈاکٹر جو امان کی ڈاکٹر ابہتاج کے ہاتھوں ہوئی بے عزتی سے کافی حد تک واقف تھا اپنے لہجے میں حیرت سموتے ہاتھ میں پہنی گھڑی کو دیکھ کر بولا۔ جی۔۔۔ آپ کو کوئی مسئلہ،،، امان کو اس کی حیرت سے زیادہ آنکھوں میں جتلاتا تمسخرہ غصہ دلا گیا پر وہ خود پہ ضبط کر گیا۔ وجہ پوچھ سکتا ہوں،،، امان نے اپنے بڑھتے قدموں کو روکا۔ میں آپ کو بتانے کا پابند تو نہیں پر پھر بھی بتادوں کہ میں اپنے بھائی کی وجہ سے یہاں ہوں،،، ایک جتلاتی نظر ڈاکٹر پہ ڈال کر امان دانیال کے وارڈ کی طرف مڑا۔ تم کیسے جاسکتے ہو تمہیں تو ڈاکٹر ابہتاج نے۔۔۔ آپ کا وارڈ میں انتظار کیا جا رہا ہے میرے خیال میں آپ کو اپنے پیشتر نہ توجہ دینی چاہیے ناکہ میرے آنے جانے پہ۔۔۔ ایکسیوزمی،،، سامنے کھڑے امان سے جرع کرتے ڈاکٹر کو بلانے آئی نرس کو دیکھتے امان نے اشارہ کیا اور ان کی بات کو نظر انداز کرتا آگے بڑھ گیا۔ اسلام و علیکم،،، اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے امان گلا کھنکھارتا دانیال کی طرف بڑھا جسکے چہرے پر کل کی تکرار کا شبہ تک نا تھا۔ ایان تم اور عائشہ چلے جاؤ میں بھائی کے پاس رُک جاتا ہوں،،، ایان کو ہنوز فائل میں متوجہ دیکھ کر امان نے ہمت کر کے اُسے پکارا۔ کچھ

دیر بعد کوئی ناکوئی ڈاکٹر دانیال کو چیک کرنے آجاتا اور امان کو مجبوراً باہر جانا پڑتا اسی لیے اس کی کوشش تھی کہ وہ ایان اور عائشہ کو بھیج کر خود دانیال کے پاس رک جائے۔ نہیں ضرورت نہیں ہے ہم بیچ کر لیں گے،، عائشہ کو کل شام سے ہی فیور تھا پر وہ اپاٹمنٹ جانے پہ راضی نہیں ہو رہی تھی اور ایان دانیال کو امان کے سہارے چھوڑنا نہیں چاہ رہا تھا جانے یہ کیسی ناراضگی تھی اس کی امان کے ساتھ جس میں صرف تلخی ہی بڑھ رہی تھی نا وہ امان سے بات کرتا نا اُس کے بننا بتائے آجانے پہ لڑتا بس ایک گہری خاموشی جس کے وار سے امان کو اپنا دل چیرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا جڑواں ایسا رویہ بھی اپنا سکتا ہے اس کی امان کو امید نہیں تھی۔ امان ٹھیک کہہ رہا ہے میں بیٹر فیل نہیں کر رہی تم مجھے اپاٹمنٹ چھوڑ آؤ،، امان سے ناراضگی اپنی جگہ پر ان دونوں بھائیوں میں دوریوں کا سبب عائشہ کبھی نہیں بننا چاہتی تھی۔ اس نے تو ہمیشہ رشتوں کو جوڑنا سیکھا تھا اپنی بہنوں کی بھلائی کی خاطر جب وہ پریشہ کو فورس کر سکتی تھی شاہ میر کے لیے تو زینہ کے لیے کیسے پیچھے ہٹ جاتی۔ تم چلی۔۔۔ ایان عائشہ کے ساتھ جاؤ وہ وہاں اکیلی کیسے رہے گی جاؤ شاہ میر،، ایان کے عائشہ کو گھورنے پر دانیال نے مداخلت کی اور ان دونوں کو بھیج کر ہی دم لیا۔ آپ مجھے سے ناراض ہیں بھائی،، کافی دیر تک امان دانیال کی ادھر ادھر کی باتوں کا جواب دیتا رہا کہ اچانک امان نے اس سے پوچھا۔

تجھے ایسا کیوں لگا،،، دانیال اس کی بات سن کر مسکرایا۔ میرا وہاں سے بنا کچھ کہے آجانا آپ کو بُرا نہیں لگا،،، اُس نے یہ بات سوچی ہی نہیں کہ اگر دانیال نے اس کے پاس آکر زینہ کو چھوڑ آنے پر استفسار کیا تو وہ کیا جواب دے گا۔ میرے بُرا لگنے نا لگنے سے تجھے فرق پڑتا ہے؟،،، اپنی بہن کا ٹرپنا، لوگوں میں اس کا تماشا بن جانا، اپنے ماں باپ کی بے بسی، خاندان والوں کی طنزیہ فقرے کیا کچھ نایا آیا تھا اس لمحے دانیال کو۔۔۔ ہاں بھائی میں آپ کو دکھی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا،،، دانیال کے آنکھوں میں تیرتی نمی اس کے دکھ کا پتہ دے رہی تھی جو امان کے جھکے سر کو اور جھکا گئی۔ تجھے میرے بجائے میری بہن کے بُرا ماننے کی فکر ہونی چاہیے،،، اس موڑ پر جب وہ خود زندگی اور موت کی کشمکش میں تھا زینہ کو ہنستا بستادیکھنے کی خواہش رکھنے کے باوجود زینہ کے ماں بننے کا امان کو نابتا پایا وجہ صرف اپنی بہن کی عزت نفس تھی۔ اور اس بار وہ اُسے اپنے فیصلے میں خود مختاری کا قائل تھا۔ بھائی کیا آپ اُسے میرے پاس۔۔۔،،، چھوٹی عمر کی محبت اور نشہ انسان کی جان کا روگ بن جاتا ہے تو امان اس روگ سے کیسے بچ سکتا تھا۔ زینہ کی محبت تو آج بھی اس کے دل کے ایوانوں پر جوں کی توں برقرار تھی پر اس کا امان کی ذات پر اپنے گھر والوں کو ترجیح دینا اس کے اور امان کے درمیان انا کی دیوار کھینچ گیا جسے امان چاہ کر بھی توڑ نہیں پایا تھا۔ اپنوں کو دیکھ کر اس ظالم کی یاد اُسے اور ستار ہی تھی جس

نے ایک بار بھی اُسے نہیں پکارا تھا کیا تھا وہ ایک بار اُسے فون تو کرتی کہاں تو وہ اس کی  
 زراسی غلطی پہ اس سے گھنٹوں لڑتی تھی اور اب اُسے بھول ہی گئی تھی۔ ہیلو  
 شاہہ۔۔۔ کیا سچی،،، فون کی گھنٹی اور دانیال کے منہ سے نکلتے شاہ میر کے نام نے  
 امان کو بیچ میں ہی خاموش کر دیا۔ تجھے عدن بہت مبارک ہو شاہہ۔۔،،، دانیال کی چہکتی  
 آواز اور عدن نام نے امان کو چونکا دیا۔ کتنا غلط سمجھتا تھا میں اس انسان کو بھائی سے بڑھ  
 کر پیار دوست مشکل میں ہے اور سردار شاہ میر اپنے بیٹے کی خوشیاں منا رہے  
 ہیں،،، شاہ میر کا اپنا ہی بتایا نام رکھنے پر امان کے دل میں ہلچل تو ہوئی پر دماغ نے اس کی  
 سوچ کا دہار دانیال کی طرف موڑتے دل کی آواز کو دبا دیا۔ امان تجھے  
 عدن سنن۔۔،،، فون کان کے ساتھ لگائے دانیال نے امان کو گلے لگاتے خوشی سے  
 بھرپور لہجے میں کچھ بتانا چاہا۔ بھائی پلینز اُس انسان سے جڑے کسی بھی رشتے کا مجھ سے  
 کوئی تعلق نہیں۔۔،،، دانیال کو روکتے امان نے اتنی نفرت سے کہا کہ فون کے اس پار  
 اس کی آواز سننے کی خواہش میں بیٹھا اس کا میر واپنے لیے اس کی نفرت پہ تڑپ اٹھا۔  
 میں آپ کے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں،،، دانیال کا فون پہ کسی کو ہیلو کہنا اُسے اچھے  
 سے سمجھا گیا کہ اس نے جس کو سنانے کے لیے زور آواز میں بات کی تھی اس کے  
 کانوں تک اس کا جملہ پہنچ گیا ہے اسی لیے دانیال سے کہتا باہر نکل گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

بہت بہت مبارک ہو زینبیہ۔۔ اللہ تمہیں اپنی اولاد کی ڈھیروں خوشیاں دیکھنا نصیب کرے،، چہرے پر ممتا کا نور لیے گھر کی دھلیز پہ کھڑی نڈھال سی زینبیہ کو اپنے بازوؤں میں بھرتے پریشے نے اس کا ویلکم کیا۔ تھنکیو پریشے بھابھی،، زینبیہ نے مسکرا کر شکر یہ ادا کیا اور پاس کھڑے صدقے کے بکروں پہ ہاتھ پھیرا۔ آئیے بیٹا بسمہ اللہ

کریں،، ایک سائیڈ پہ پریشے اور دوسری سائیڈ پہ مہر کے سہارے سے زینبیہ نے گھر کے اندر قدم رکھا۔ کیسا لگا تمہیں یہ کمرہ؟،، زینبیہ کی تکلیف کو سوچتے پریشے اور مہر نے نیچے کے پورشن میں سے ایک کمرہ زینبیہ کے لیے سیٹ کر دیا تھا جس کا دروازہ

کھولے کھڑی زینت بی بی اس کو اندر آنے کو کہہ رہی تھیں پر وہ ایک ہی جگہ سٹیل ہو گئی تھی۔ بچے کو تھامے حورین زینبیہ سے پوچھتی کمرے میں داخل ہوئی اور مجبوراً زینبیہ کو

بھی اندر آنا پڑا۔ یہ سب۔۔ آپا اور بجونے ڈیکوریٹ کیا ہے منے کے ویلکم کے

لیے،، وائیٹ بیلون اور فلاور سے ڈیکوریٹ ہوئے بچوں کے ڈھیروں کھیلونوں سے بھرا کمرہ واقعی شاندار تھا پر زینبیہ کو اس کی خوبصورتی نے نہیں بلکہ کمرے کی دیواروں پہ سچی اپنی اور امان کی تصویروں نے جکڑ لیا تھا۔ امی مجھے دیں منے کو،، حورین کے ہاتھ

سے حمیدہ بیگم کے ہاتھ میں بچے کی منتقلی پر عبداللہ نے فرمائش کی۔ نہیں عبداللہ بہت بہت چھوٹا ہے آپ سے گر جائے گا تھوڑا بڑا ہو جائے پھر لینا،، مہر نے پیار سے اپنے بھائی کو سمجھایا جو صبح سے خوشیاں منع رہا تھا کہ اُس کے ساتھ کھیلنے کے لیے ایک پاڑنر آگیا ہے۔ بھابھی کیا آپ میرے بیٹے کو گود میں نہیں لیں گی؟،، دور کھڑی نم آنکھوں سے بچے کو دیکھتی پریشے کا دل اپنی اولاد کی کمی پر اس پل تڑپ رہا تھا۔ ماشاء اللہ بہت خوبصورت ہے یہ کیا نام رکھو گی اس کا،، کپکپاتے ہاتھوں میں بچے کو تھامے پریشے نے اس کی پیشانی چومتے پوچھا۔ عدن۔۔۔،، آواز کی سمت سب نے ہی مڑ کر دروازے کی اور دیکھا جہاں شاہ میر ہاتھ میں بے بی بیگن تھامے کھڑا تھا۔ بھائی میری اولاد پہ مجھ سے زیادہ آپ کا حق ہے پر عدن کے علاوہ کوئی اور نام رکھ لیں،، ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ امان کی کوئی خواہش ہو اور زینہ انجان ہو جانتی تھی کہ شاہ میر نے امان کی وجہ سے یہ نام تجویز کیا ہے۔ گڑیا مانا کہ یہ اس کے باپ کا پسندیدہ نام ہے جو درحقیقت میرے بیٹے کا تھا۔۔۔ کیا تم اپنے بیٹے کو میرے بیٹے کا نام دینا پسند کرو گی،، شاہ میر کا مان بھر انداز زینہ کو رولا گیا۔ زینہ نے اپنے اس بھائی کو ہمیشہ حکم دیتے دیکھا تھا گزارش کرنی تو اس نے کبھی سیکھی نہیں تھی۔ بھائی۔۔۔،، زینہ روتے ہوئے شاہ میر کے گلے لگ گئی۔ اس سے اتنی بڑی خوشی چھیننے کا فیصلہ تمہارا ہے پر تم اس سے نام کا حق نہیں چھین

سکتیں گڑیا۔۔ ایک راستہ تو کھولا چھوڑو اُس کی واپسی کا،، شاہ میر کا انداز اسے قائل کرتا ہوا تھا شاید زینی اسے پکارے اور وہ واپس پلٹ آئے۔ بھائی اُس نے پلٹنا ہوتا تو کب کا پلٹ چکا ہوتا۔۔ اب وہ بھولے سے بھی کبھی ان راستوں کو نہیں سوچے گا آخر وہاں اس کے ٹھہرنے کا سامان جو موجود ہے،، شاہ میر کے گلے لگے شدت سے روتی زینیہ صرف سوچ ہی سکی کیونکہ وہ اپنے اس بھائی کو اپنی وجہ سے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس بات سے سب ہی انجان تھے کہ زینیہ نے دانیال کی خواہش سے مجبور ہوتے امان کو فون کیا تھا پر اس کے مابائل پر کسی لڑکی کی آواز نے اس کے اندر توڑ پھوڑ مچادی جو بڑی لگاؤ سے امان کا زکر کرتے خود کو امان کی فیوچر وائف بتا رہی تھی۔۔

\*\*\*\*\*

مما ہم کب جائیں گے زینیہ آپنی کے بے بی بوائے کو دیکھنے،، گاڑی میں بیٹھتے ساتھ ہی رافع نے اپنی رٹ شروع کر دی۔ چلیں جائیں گے بیٹا ایک دو دن تک،، منال نے مسکراتے ہوئے ٹالا۔ نہیں ابھی چلیں مجھے بے بی کے ساتھ کھیلنا ہے،، رافع بضد ہوا۔ کسی کے گھر جانے سے پہلے اُسے ان فورم کرتے ہیں ابھی ہم گھر جائیں گے،، منال نے گاڑی کا ٹرن لیتے اُسے پیار سے سمجھایا۔ رافع آپ کس کا نمبر ملارہے ہو،، اپنے موبائل

سے چھڑ چھاڑ کرتے دیکھ منال نے اس سے موبائل لینا چاہا پر رافع سیٹ پہ کھڑا ہو گیا۔  
 پری آپنی کو کہ وہ مجھے اور ماما کو ابھی اپنے گھر آنے دیں،،، رافع اپنے ہاتھ اونچے کرتا  
 موبائل ہلا رہا تھا۔ رافع آپ نے پاپا سے بھی نہیں پوچھا ہم کل جائیں گے بے بی کو دیکھنے  
 اوکے،،، ایک سائٹیڈ پہ گاڑی روکتے منال نے رافع کو ہاتھ پکڑ کر اپنی گود میں بیٹھایا۔  
 تو آپ پاپا سے پوچھ لیں،،، رافع کی طرف سے ایک اور مشورہ جسے سن کر منال ہنس  
 پڑی۔ آپ پاپا کو کال کر کے پوچھ لیں نا،،، رافع نے لاڈ میں منال کے گلے میں بازو  
 ڈالے۔ وہ میرا فون نہیں اٹھائیں گے،،، علی اور منال کی بات نا ہونے کے برابر تھی وہ  
 دونوں رافع اور امی کے سامنے سب ٹھیک ہے کا ٹیک لگائے کمرے میں ایک دوسرے  
 سے بات تک نہیں کرتے تھے۔ آپ ایک بار کر کے تو دیکھیں،،، رافع کی ادا اسی دیکھ کر  
 منال نے مجبوراً علی کو فون کیا پر علی نے بڑی کر دیا۔ میں آپ سے کہہ رہی ہوں ماما پاپا  
 بڑی ہوں گے چلو ایسا کرتے ہیں آج آپ کے پاپا جب گھر آئیں گے تو ہم اسی ٹائم زینی  
 آپنی کی طرف چلیں گے،،، خود سے لپٹے رافع کو پچھارتے منال نے علی کی طرف سے  
 دھیان ہٹایا کیا تھا جو وہ اس کی کال اٹھالیتا کبھی انسان کو ضروری بات بھی کرنی ہوتی  
 ہے۔ کون ہو تم اور یہ کیا بد تمیزی ہے چھوڑو مجھے،،، اپنے آگے چلتی ہوئی گاڑی کے  
 ایک دم رکنے اور اس میں سے نکلتے آدمی کو گاڑی کا دروازہ کھولنے پر منال ڈرنے کے

باوجود ہمت کرتی غصے سے بولی۔ ماما۔۔۔ چھوڑو میری ماما کو گندے انکل،،، آدمی کا منال کو گھنسیٹ کر باہر نکالنے پر رافع ڈرتے ہوئے چیخا۔

چچا۔۔۔ رافع۔۔۔،،، آدمی کے بھاری تھپڑ سے رافع منہ کے بل زمین پہ گرا جسے منال نے اپنا ہاتھ چھڑواتے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔ خاموشی سے چل کر گاڑی میں بیٹھ نہیں تو تجھے یہیں گاڑ دوں گا،،، اپنی سرخ آنکھیں منال پر نکالتے آدمی نے منال کے ہاتھ کو کھینچتے اپنی گاڑی میں پھینکا۔

\*\*\*\*\*

مہر بیٹا آپ ابھی تک سوئی نہیں،،، رابعہ شاہ نے مہر کے کمرے کی لائٹ جلتے دیکھی تو اندر چلی آئیں۔ بس ممانیند ہی نہیں آرہی دل بہت عجیب سا ہو رہا ہے،،، مہر نے آنکھوں کی نمی کو چھپاتے انھیں اپنے ساتھ بیڈ پر بیٹھایا۔ بیٹا تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ میں ابھی شاہ میررر۔۔۔،،، اس کی طبیعت کا سن کر رابعہ شاہ ایک دم سے گھبرا گئیں۔ نہیں ماما کسی کو تنگ مت کریں میں ٹھیک ہوں،،، رابعہ شاہ کی گود میں سر رکھے مہر نے اپنے آنسوؤں کو بہنے دیا۔ بیٹا دعا کرو۔۔۔ جتنی دعا کر سکتی ہو کرو میرے بیٹے کو اس ٹائم صرف دعاؤں کی ضرورت ہے،،، رابعہ شاہ کو اپنی بہو کی طبیعت خرابی

کی وجہ معلوم ہو گئی۔ کہتے ہیں دعا انسان کی تقدیر بدل دیتی ہے۔۔۔۔ اپنی تقدیر میں دانیال کا ساتھ مانگو مہر وہ ذات بڑی نواز نے والی ہے اپنے نافرمان بندوں کو بھی نوازتا ہے وہ،،،، رابعہ شاہ کے منہ سے دانیال کا نام سننا تھا کہ مہر کی ہچکیاں بند گئیں دانیال کے ساتھ کی دعا تو اس کی زبان پہ ہر وقت رہتی تھی۔ یہ لودانیال سے بات کرو کب سے تمہیں کال کر رہا ہے اور تم اٹھا ہی نہیں رہیں اس کی کال،،،، رابعہ شاہ نے مہر کو خود سے الگ کرتے دانیال کا نمبر ملا کر دیا اور خود کمرے سے باہر چلی گئیں تاکہ وہ سکون سے بات کر سکیں۔ اسلام و علیکم دانیال کیسے ہیں آپ،،،، موبائل سے آتی دانیال کی آواز پہ مہر نے بڑی مشکل سے خود پہ قابو پاتے اس پر سلامتی بھیجی۔ ہمم۔۔۔ ہم تو خوب مزے میں ہیں یہاں لیکن لگتا ہے وہاں تھوڑی دیر پہلے خوب برسات ہوئی ہے،،،، مہر کی آواز سننے ساتھ ہی دانیال کو اندازہ ہو گیا کہ وہ ابھی رو کر ہٹی ہے۔ جی نہیں یہاں کوئی برسات نہیں ہوئی بلکہ آسمان تو صاف ہے بالکل خالی۔۔۔،،، مہر کی بھیگی آواز دانیال کو افسردہ کر گئی پر وہ بھی مجبور تھا کیسے اُسے اپنے ساتھ لے آتا تھی دور ہو کر وہ خود کو سمجھا نہیں پار ہی تو اس کے پاس ہو کر کیسے سمجھالتی۔ اچھا عدن کی سناؤ میں نے سنا ہے صاحب بہادر بہت تنگ کرتے ہیں رات میں سب کو،،،، دانیال نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ ہاں بہت روتا ہے لگتا ہے اپنے ماموں کو بہت مس کر رہا ہے وہ،،،، اب

کی بار مہر مسکراتے ہوئے بولی اُسے اچھے سے اندازہ تھا کہ اس کے اس طرح رونے پر  
 دانیال پریشان ہو جائے گا اس لیے فوراً ہی سمجھ گئی۔ نہیں وہ مجھے نہیں اپنے باپ کو  
 مس کر رہا ہے مہر اور میں اُس کے باپ کو ضرور لے کر آؤنگا،، دانیال نے سوتے  
 ہوئے امان پہ پیار بھری نظر ڈالی۔ کیا مطلب امانن۔۔۔ وہ آپ کو مل گیا۔۔۔ کیا وہ  
 وہاں۔۔۔، خوشی کے مارے مہر کی زبان کپکپا رہی تھی۔ ہا ہا ہا جی جانم امان میرے پاس  
 ہی ہے اگر یہ کہوں کہ میری گود میں گھسا سوراہا ہے تو غلط نہیں ہوگا،، امان اس سے  
 باتیں کرتا گود میں ہی سر رکھے سو گیا تھا۔ آپ سچ کہہ رہے۔۔۔ میں صبح بھائی  
 کو۔۔۔ نہیں مہر کسی کو کچھ مت بتانا میں اُسے خود لے کر آؤنگا سر پر انز کے طور پر،، مہر  
 کی جلد بازی پہ دانیال مسکراتا اُسے امان اور اس کی لائف کے بارے میں بتانے لگا۔

\*\*\*\*\*

چھوڑو مجھے کہاں لے جااا۔۔۔ ویلکم جان،، منال اپنا آپ چھڑوانے میں ہلکان ہوتی  
 اس جنگلی کے ساتھ کھینچتی چلی گئی جو اُسے ایک شاندار کھوٹھی میں لے آیا تھا۔ چھوڑو دو  
 اسے،، مخملی صوفے پر کروفر سے بیٹھے وقاص چوہدری کو دیکھ کر منال کا سانس ایک  
 لمحے کے لیے رُک گیا۔ پہلے پیسے،، منال کو پکڑنے کے لیے آتے وقاص کے نوکر کو بیچ

میں روکتے آدمی نے منال کو پیچھے کھینچا۔ بھاگا نہیں جا رہا میں کہیں مل جائیں گی تمہیں تمہاری رقم،،، وقاص چوہدری غصے سے چیخا۔ میرے دھندے کا اصول ہے پیسہ دو مال لو،،، آدمی اپنی بات پہ قائم رہا۔ ٹھاا۔۔۔ میرا بھی ایک اصول ہے میں اپنے پیچھے کوئی ثبوت نہیں چھوڑتا،،، وقاص کے اشارا کرنے پر اس کے پاس کھڑے بندے نے اپنی گولی سے ایک سیکنڈ میں آدمی کا کام تمام کر دیا جبکہ منال خوف میں جکڑی رافع کو خود میں بھیج گئی۔ کم اون جان کم ہیر،،، اپنے بندوں کو اشارے سے باہر بھیجتا وقاص منال کی طرف بڑھا جو الٹا چلتے چلتے دیوار سے جا لگی تھی۔ وقاص صصص۔۔۔ مجھ سے بے بے جانے۔۔۔ ہشش،،، منال کی آدھی بات ابھی منہ میں ہی تھی کہ وقاص نے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔ تم سے کیا کہا تھا میں نے چھوڑ دو علی کو نہیں تو وہ بیچارا بے موت مارا جائے۔۔۔ آآ،،، وقاص جیت کے نشے میں چور منال کے ساتھ آئے رافع کو بھول ہی گیا جس نے وقاص کی بات اور حرکت پہ اس کے پاؤں پہ ٹیبل پہ رکھا واس مارتے اپنی موجودگی کا احساس دلا یا تھا۔ گندے انکل دور رہو میری ممان سے نہیں تو میں آپ کو اور ماروں گا،،، اگرچہ واس نے وقاص جیسے دھوش کا کچھ بگاڑا تو نہیں پر کچھ دیر کے لیے وہ منال سے دور ضرور ہو گیا تھا۔ اوففف یہ بچہ اور اس کا باپ۔۔۔ آآ شوکت اس کو بھی۔۔۔ نہیں وقاص تمہیں الٹا واسطہ میرے بیٹے کو جانے دو تم جو

کہو گے میں وہ کروں گی،، منال ایک دم سے وقاص کے سامنے ہاتھ جوڑتی رافع کی جان بخشنے کی بھیک مانگنے لگی۔ کچھ سیکنڈ پہلے کی ہی تو بات تھی کہ وقاص کے ایک حکم پہ اس کے بندوں نے ایک شخص کو جان سے مار دیا تھا تو وہ کیسے نا اس کے آگے جھک جاتی۔ ماما نہیں میں آپ کو چھوڑ کر نہیں ماما۔۔ مامااااا،، رافع کے شور مچانے کے باوجود وقاص کا ملازم رافع کو شرٹ سے پکڑتے باہر لے گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

ہائے مان کیسے ہو۔۔۔ کافی دن سے کچھ ڈسٹرب لگ رہے ہو مجھے نہیں بتاؤ گے،، امان ہو اسپتال جانے کے لیے تیار تھا کہ اپارٹمنٹ میں لیزے کو دیکھ کر امان ضبط سے دانت بھیج گیا۔ امان کے روڈی ہیویر کے باوجود بھی نا جانے کیوں اس کی نظر امان پر ٹھہر گئی تھی۔ یہ اپارٹمنٹ امان کے ساتھ پانچ اور لڑکے بھی شئیر کرتے تھے اور پچھلی دفعہ لیزے کو یہاں سے نکالنے پر ان پانچوں نے امان سے کافی بحث کی تھی کیونکہ لیزے ناصر ان پانچوں کی فرینڈ بلکہ ایک ملین ایر بھی تھی جس کی خوشی اور ناراضگی ان پر اثر انداز ہوتی تھی۔ لیزے ہم دوست نہیں اور میں اجنبیوں سے اپنی پروبلمز شئیر نہیں کرتا،، امان کو جلد سے جلد ہو اسپتال پہنچنا تھا دانیال کے کہنے اور امان کے ایکسکیوز کرنے

پر آج ڈاکٹر ابھتاج کے ساتھ اس کی میٹنگ تھی جس میں وہ دیری نہیں چاہتا تھا۔ تم میرے لیے سب سے خاص ہوا اگر تم سمجھنا چاہو تو،،، لیزے نے بڑی لگاؤ سے امان کے قریب ہوتے اس کے کندھے پر جیسے اپنا ہاتھ پھیرا امان نے اسے جھٹکے سے خود سے دور کیا۔ لیزے میرے خیال سے تمہیں یہاں۔۔۔۔،،، لیزے کو جانے کے لیے کہتا امان دروازے کے بجنے پر خاموش ہوا۔ تم دونوں یہاں،،، دروازے کی اوڑ میں کھڑے عائشہ اور ایان کو دیکھ کر امان کو حیرت کا جھٹکا لگا۔ ان کی یہاں موجودگی اس کے گمان میں بھی نہیں تھی۔ اسلام و علیکم۔۔۔ پہل کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی لفظ نہیں میرے خیال میں،،، عائشہ جو ایان کو فورس کرتی یہاں اس لیے لائی تھی کہ امان اور اس کے درمیان معاملات کو کچھ حد تک ٹھیک کر پائے گی امان کاری ایکشن دیکھ کر مایوس ہوئی جس نے انھیں دروازے سے باہر ہی روک دیا تھا۔ تم دونوں کیفیٹیر یا چلو میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں،،، ایان کے ایکسپریشن دیکھ کر امان کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کس موڈ سے یہاں آیا ہے اور اگر اسے اندر لیزے کی موجودگی کا علم ہو گیا تو وہ اس سے اور خفا ہو جائے گا مگر اب امان اس کے خود کی طرف بڑھتے قدموں کا مڑنا برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ کیوں کیفے کیوں کیا ہم اندر۔۔۔،،، اس سے پہلے کہ امان اُسے جانے کے لیے قائل کرتا ایان دروازے کو دکھیلتا جیسے ہی اندر آیا وہاں موجود لڑکی کو دیکھ

کرایان بیچ میں ہی رُک گیا۔ اووو۔۔۔ تم بیزی ہو،،، ایان نے ہونٹ سکیرٹے بہت  
 جتلاتے انداز میں کہا۔ یاا۔۔۔ ہم کچھ بزی تھے،،، لیزے نے بڑی جرات سے امان  
 کو پیچھے سے ہگ کرتے ان دونوں کو ایک دوسرے کا منہ تنکنے پر مجبور کر دیا۔ امان نے  
 خود کو چھڑواتے ایان کو روکنا چاہا مگر ایان عائشہ کا ہاتھ پکڑے اپارٹمنٹ سے باہر نکل  
 گیا۔ لیزے آئی سوئیرا گر میرا بھائی تمہاری اس حرکت سے مجھ سے ناراض ہو گیا تو میں  
 تمہیں چھوڑوں گا نہیں،،، چہرے پر شیطانی مسکرائٹ لیے خود کو دیکھتی لیزے پر  
 غراتے امان باہر کی اور بھاگا۔ تمہیں بہت شوق تھا نا ہم میں سب ٹھیک کرنے  
 کا۔۔۔ تمہیں اب بھی لگتا ہے کہ سب ٹھیک ہو سکتا ہے،،، پارکنگ ایریا میں پہنچ کر  
 ایان نے اپنا غصہ عائشہ پر نکالا جو خود تھوڑی شرمندہ سی ہو گئی تھی۔ ایان۔۔۔ ایان  
 رُک میری بات سن۔۔۔ تو جیسا سمجھ رہا ہے ایسا کچھ نہیں وہ جھوٹ بول رہی  
 ہے،،، بھاگ کر آتے امان نے ایان کو گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے جالیا۔ جو دیکھ رہا ہے وہی  
 سمجھوں گا نا تو بھول گیا تو نے بھی تو شاہ میر بھائی کو کچھ ایسا ہی سمجھا تھا،،، ایان جانتا تھا کہ  
 اس کا بھائی بیچ بول رہا ہے اگر وہ اس لڑکی میں انوالو ہوتا تو کبھی بھی اُس کو صفائی پیش نا  
 کرتا۔ میں ان کی طرح کوئی ریپٹ۔۔۔ چٹاخ،،، امان کے الفاظ ہی ایسے تھے کہ ایان  
 کا ہاتھ اٹھ گیا۔ ایک لفظ بھی نہیں بھائی ہیں وہ میرے،،، اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ

امان کا حشر بگاڑ کر رکھ دے جو گال پہ ہاتھ رکھے حیران نظروں سے اُسے تک رہا تھا۔  
تیرے خیال میں ایک ریپسٹ ہی سب سے بُرا انسان ہوتا ہے کبھی تو نے اپنی طرف  
غور کیا ہے تو کیا ہے،،، امان کی شرٹ کو کھینچتے ایان نے اسے دھکا دیا۔ بنا کسی معصوم کی  
مرضی جانے اپنے بھائی کو فورس کیا نکاح کے لیے کیا وہ غلط نہیں تھا،،، عائشہ بنا امان کو  
بتائے یہاں آنے پر خود کو کوستی ایان کو روکنے کی کوشش کرنے لگی۔ بنا اُس کی خواہش  
کے اُس کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کیا۔۔۔ کیا اس میں کوئی بُرائی نہیں تھی،،، اپنے  
ہی بھائی کے الفاظ ایان کو ساکت کر گئے۔ غصے میں اپنی ہی بیوی کو دوسروں کے در پہ  
چھوڑ آنا۔۔۔ کیا وہ صحیح تھا،،، ایک سال کالا و اجوا ایان کے اندر بھرا ہوا تھا آج بہت  
بُرے وقت پر بُری طرح سے باہر آیا تھا۔ ایان پلیز ہم آرام سے بات۔۔۔،،، عائشہ  
ایان کو سمجھاتی رونے والی ہو گئی جو اُس کی سُننے بنا بس آپنی ہی بولے جا رہا تھا۔ میں نے  
تمہیں کہا تھا عائشہ مت کھڑا کرو مجھے اس کے سامنے پر تم،،، ایان کا انداز اتنا نسلٹنگ تھا  
کہ عائشہ کے آنسو نکل آئے۔ شاہ میر بھائی نے صرف ایک لڑکی کی زندگی برباد کی تو نے  
تو کسی کو بھی نہیں چھوڑا امان،،، ایان نے جب بھی شاہ میر کا موازنہ امان سے کیا اُسے  
امان کا پلٹا بھاری ہی لگا۔ جس دادی نے ماں بن کر پالا اُسے بڑھاپے میں تکلیف سے  
دوچار کر آیا۔۔۔ جس پھوپھی نے تجھے اپنے بچوں سے زیادہ اہمیت دی اُسی کی بیٹی کی

زندگی برباد کر دی تو نے،،، اس سے زیادہ سننے کی تاب عائشہ میں نہیں تھی گاڑی میں بیٹھتی اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔ جو لڑکی تیرے ایک بار کہنے پر اپنی باپ کی دہلیز چھوڑ کر چل دی تو نے اُسی کے آنکھوں میں پچھتاوے بھر دیے،،، عائشہ کو گاڑی میں بیٹھ کر بھی امان کی آنکھوں میں سب کچھ کھودینے کا احساس دیکھائی دے رہا تھا جو صرف کھڑا امان کو سن رہا تھا کہتا بھی کیا کہنے کو اُس کے پاس کچھ تھا ہی نہیں۔ سچ ہی تو بول رہا تھا وہ اس نے صرف سردار شاہ میر کے غصے میں سب اپنوں کو کھودیا تھا اور زینہ وہ واحد تھی جس کا ملال وقت کے ساتھ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ تو اپنے گربان میں جھانک تجھے اندازہ ہو گا کہ تو کتنا گر چکا ہے،،، یہ امان ہی تھا جو امان کو اس کی غلطیوں پر آئینہ دیکھاتا تھا بھی بھی اُس نے یہی کیا اور اُسے ملال میں چھوڑتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

یار حورے جلدی کر لو مجھے آفس سے لیٹ ہو رہا ہے،،، شیشے کے سامنے کھڑی بالوں کو جوڑے میں قید کرتی حورین نے فرغام کی جھنجلاتی ہوئی آواز سنی۔ کہاں تو رو مینس ہی ختم نہیں ہو رہا تھا اور اب کیسے نخرے دیکھے جا رہے ہیں۔۔۔ میکے جانے کو جو کہہ دیا ہے،،، حورین ہیر بُرش ڈریسنگ پہ پٹختے میک اپ کو بنا ہاتھ لگائے ڈریسنگ روم سے

باہر نکل آئی۔ منہ ہی منہ میں مجھے بددعا دینے سے کچھ نہیں ہوگا میڈم آواز سے دوتا کہ لگے بھی،،، حورین کا پھولا منہ فرغام کا موڈ اوف کر گیا۔ انھیں گلگت سے آئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا پر فرغام ابھی تک ہنی مون پیریڈ میں ہی گھوم رہا تھا روز کہیں نا کہیں کا پروگرام بنا لیتا جہاں وہ ہوتا اس کی حورین اور ان کا ڈھیر سارا پیار۔ صبح ہوتے ہی اس کے پلینز بننے شروع ہو جاتے اگر کہیں کا پلین نہیں بنتا تو صرف شاہ ولا کا پر آج بریک فاسٹ کرتے ہارون ملک اور فاخرہ ملک نے خود ہی اپنے بیٹے کو جانے کا حکم دے دیا جس پر حورین تو بہت خوش تھی پر فرغام کا سنتے ساتھ ہی موڈ اوف ہو گیا۔ فرغام حورین کو شاہ ولا صرف ایک ہی بار اپنے ساتھ لے کر گیا تھا جب زینہ ہو سپیٹل سے گھر واپس آئی تھی۔ توبہ ہے مانی تم سے بس الٹی سیدھی باتیں کروالو اب یہی کسر تو رہ گئی ہے کہ میں تمہیں بددعائیں دوں گی،،، حورین کی توجان ہی جل گئی میکے جانے پر جتنا وہ خوش تھی اتنا ہی فرغام اس کا موڈ خراب کرنے پر طلع ہوا تھا۔ یار باتیں مت بناؤ لیٹ ہو رہا ہے میٹنگ تھی آج میری پر تمہیں اس سب کی کیا پرواہ،،، فرغام کو اپنی بھولی بھٹکی میٹنگ یاد آگئی۔ مانی تم جاؤ میں نہیں جا رہی،،، حورین نے ہاتھ میں تھا ماپرس بیڈ پہ پٹخا۔ لے کر جاتو رہا ہوں،،، فرغام کو فوراً اس کی ناراضگی کی فکر ہوئی اسی لیے بیڈ پہ اس کے پاس بیٹھتا آرام سے بولا۔ اس موڈ سے جانے سے بہتر ہے میں جاؤ ہی نہیں فائدہ

کیا دل یہی پڑا رہے گا،،، حورین پہ ایک دم سے اداسی چھا گئی۔ گڈ جانِ من یہ ہوتی ہے نا اچھی بیویوں کی پہچان جہاں شوہر کا جانے کا موڈ نا ہو وہ جانے کے لیے ضد نہیں کرتیں،،، نا جانے فرغام کو وہاں جانے پر کیوں کوفت ہوتی تھی جبکہ اس کے خاطر مدارت میں رابعہ شاہ کوئی کسر نہیں چھوڑتی تھیں۔ سب مرد ایک جیسے ہی ہوتے ہیں شادی سے پہلے اتنی کیر اور بعد میں بس اپنے تک ہی محتاج کر دیتے ہیں،،، فرغام کی بات پہ اُسے گھورتی حورین اس سے اپنا ہاتھ کھینچتی کبڈ میں بلا وجہ کچھ ڈھونڈنے لگی۔

میں شام میں جلدی آ جاؤ گا ڈنر باہر کریں گے ہم،،، حورین کی ناراضگی کو دیکھتے فرغام نے اُسے بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔ کیا ہوا امنہ کیوں پھولا ہوا ہے۔۔۔ سب کی بہت یاد آرہی ہے کیا؟؟؟،،، حورین کا ہنوز موڈ خراب دیکھ کر فرغام سے رہا نہیں گیا تو غلطی سے پوچھ کر پچھتا یا۔ ہم۔۔۔ میں تو عدن کے ساتھ کھیلی بھی نہیں اُسے تو میں نے پیار بھی نہیں کیا تھا،،، حورین نے اپنے اوپر اور اداسی تاری کر لی۔ یار چھوڑو عدن کو وہ اپنے باپ جیسا ہی ہو گا بیٹے اکثر باپ پہ ہی جاتے ہیں تم اداس مت ہو تم ہمارے بیٹے کو خوب پیار کرنا،،، حالانکہ امان اور فرغام کی ملاقات نہیں ہوئی تھی پر فرغام نے اُسے پہلے ہی ناپسند قرار دے دیا تھا کیونکہ وہ شاہ میر کا لاڈلا تھا اور شاہ میر فرغام کو بڑا ہونے کے باوجود ایک آنکھ نہیں بہاتا تھا۔ مانیسی۔۔۔۔ تم ابھی کے ابھی مجھے شاہ و لالے کر

جاؤ گے،،، بھائیوں کی بُرائی اور بہن برداشت کر لے ایسا ہو ہی نہیں سکتا حورین نے فرغام کا مصنوعی گلاباتے ہوئے کہا۔ پر تم نے تو منع کر دیا تھا،،، حورین کی بات سنتے فرغام اچھل پڑا۔ وہ سب ڈرامہ تھا۔۔۔ پتا نہیں وہ کون سے شوہر ہوتے ہیں جو اپنی بیوی کی روہانسی شکل دیکھ کر فوراً سے ان کی بات مان جاتے ہیں تمہیں تو کوئی فرق ہی نہیں پڑا اٹا مجھے مشورہ دے رہے ہو،،، حورین کہتے ساتھ ہی ایک بار پھر سے ڈریسنگ روم میں گھس گئی اب جب فرغام کو آفس سے لیٹ ہو ہی گیا ہے تو تھوڑا اور سہی وہ اچھے سے تیار تو ہو جائے آخر وہ میکے جا رہی تھی۔ اونو وویا میرا آفس،،، فرغام نے دوہائی دی۔ شادی صرف رومینس کا ہی نام نہیں ذمہ داری بھی اٹھانی پڑتی ہے فرغام میاں۔۔۔۔ شادی کی ہے تو اب نبھاؤ بھی،،، ڈریسنگ روم سے ہی حورین کی کھلکھلاتی آواز آئی جسے سن کر فرغام مسکراتا علی کو آفس لیٹ آنے کا بتانے لگا۔

\*\*\*\*\*

کب سے کال آرہی ہے اٹھا کیوں نہیں رہی ہو،،، مسلسل موبائل کی آواز شاہ میر کو اپنے دماغ میں کسی ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی پر جس کا موبائل تھا اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا موبائل کو ایک نظر دیکھ کر واپس رکھ دیتی مجبوراً شاہ میر کو اسے

کہنا پڑا۔ ذہنی ٹینشن اور کام کا بڑن شاہ میر پر بخار کی صورت میں نکلا اسی لیے آج وہ ریسٹ کی خاطر گھر ہی تھا۔ میری مرضی،،، موبائل کو خاموش ہوتا دیکھ پریشے تلخی سے جواب دیتی الماری سے اپنے کپڑے نکالنے لگی۔ ناراضگی تمہاری صرف مجھ سے ہے بے چاری دوستوں پہ کیوں غصہ نکال رہی ہو،،، پریشے کا موڈ پر سوں سے ہی شاہ کے ساتھ خراب تھا اور اب شاہ اس ناراضگی کو ختم کرنا چاہتا تھا ویسے تو پری اُس سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی پر عدن کے آنے سے اتنا فرق ضرور آیا تھا کہ بچے کے ساتھ باتوں اور شرارتوں میں لگے وہ دونوں خود بھی ایک نارمل لائف کی طرف بڑھ رہے تھے پر کمرے کی حد تک ان کا تعلق پہلے دن جیسا ہی تھا۔ میرا نہیں دل کر رہا کسی سے بھی بات کرنے کو تو کیوں فضول میں بحث کر رہے ہو بندہ اپنے کمرے میں سکون سے رہ بھی نہیں سکتا،،، شاہ میر کی بات سے بات نکالنے پر پریشے چڑ گئی۔ رابعہ شاہ زینہ کو اپنے ساتھ گاؤں لے جانا چاہتی تھیں۔ عدن جس میں پریشے اپنا بچہ ڈھونڈتی اس سے دوری پریشے کو قبول نہیں تھی۔ تبھی شاہ میر کے کچھ بھی کہنے سے پہلے خود ہی منع کر گئی مگر شاہ میر کی مخالفت نے بات کافی بڑھادی اور مجبوراً رابعہ شاہ کو اپنے جانے کا فیصلہ ملتوی کرنا پڑا۔ میرے کمرے میں میری ہی موجودگی میں تم بہت سکون سے سو جاتی ہو پری میں گواہ ہوں اس بات کا،،، پریشے کا ہاتھ پکڑ کر اُسے روکتے شاہ میر نے معنی خیز بات

کہی۔ تمہیں پتا ہے شاہ تمہارا مسلہ کیا ہے تم صرف وہ کرتے اور سنتے ہو جس میں تمہارا فائدہ ہو کسی دوسرے کی کوئی بات تو تمہیں سمجھ ہی نہیں آتی نا،، آج نہیں تو کل رابعہ شاہ نے زینبہ کو اپنے ساتھ گاؤں لے ہی جانا تھا انھیں صرف ایک ہی انسان روک سکتا تھا اور وہ تھا شاہ۔۔۔ شاہ میر سے اپنی بات منوانے کے لیے پریشہ کو اپنی ناراضگی ختم تو کرنی ہی تھی اس لیے موقع کا فائدہ اٹھانے لگی۔ میرا مسلہ تم ہو پری۔۔۔ تم سے غلطی سے ہو گئی محبت ہے۔۔۔،، اپنے سینے پہ ٹچ ہوتی پری کی انگلی کو آنکھیں سکیر کر دیکھتا شاہ صرف سوچ کر ہی رہ گیا مگر جب بولا تو اس کا الٹ ہی نکلا۔ اگر میں واقعی ہی تمہاری سوچ جیسا ہوں تو مجھے تمہارے معاملے میں بھی اپنا فائدہ سوچنا چاہیے نا کہ تمہارا سکون،،، شاہ میر کی طرف سے اتنے دنوں میں اپنے حق کے حوالے سے یہ پہلا تکازہ تھا جو اس نے بہت دھڑلے سے کیا نہیں تو اس کے لیے پریشہ کی ذات ہی اہم ہو کر رہ گئی تھی خود کی خواہشات کو تو وہ بھول ہی چکا تھا۔ فلحال تم عدن کے ماں باپ کا سوچو تو زیادہ بہتر ہو گا،،، پریشہ ایک دم سے سٹپاتی اپنی بات پر زور دینے لگی۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ اس معاملے سے دور رہو،،، جیسے ہی موضوع بدلہ شاہ میر نے اپنے انداز کو بھی تبدیل کر لیا۔ کیوں کیا تم نہیں چاہتے اس کا گھر بس جائے۔۔۔ کسی بھی طرح امان واپس اس کی زندگی میں آجائے،،، پریشہ چاہتی تھی کہ زینبہ نہیں تو گھر کا کوئی اور ممبر

امان تک عدن کی خو شجری تو پہنچائے ہو سکتا ہے وہ بیٹے کی خاطر ہی پلٹ آئے پر اس کے لیے زینہ راضی نہیں تھی اور اس بات پر شاہ کا زینہ کی طرف داری کرنا اُسے غصہ دلارہا تھا۔ کہاں گئی تمہاری اپنے امان سے محبت کہ تم نے ایک بار بھی اُسے پکارا نہیں۔۔۔ کیا وہ سب ڈرامہ تھا یا تمہاری انا محبت سے زیادہ بلند ہے،،، پریشے نے شاہ میر کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا۔ پری شاہ۔۔۔ اتنی مجھے اپنی اولاد سے محبت نہیں جتنا مجھے اپنے بھائیوں سے پیار ہے میری اپنوں سے محبت کا منہ بولتا ثبوت تمہاری اس کمرے میں موجودگی ہے،،، شاہ میر آخر مرد تھا عورت کے منہ سے طعنہ کیسے برداشت کرتا۔ صرف بھائیوں سے بہن کا کوئی حق نہیں۔۔۔ کیا تمہیں نہیں لگتا کہ تم دونوں غلط کر رہے ہو،،، جس انداز سے پری زینہ اور امان کے معاملے کو سوچ رہی تھی اُسے زینہ غلطی پہ نظر آرہی تھی آخر وہ کب تک امان سے دوری برقرار رکھ سکتی تھی ایک نا ایک دن امان کو اپنے بیٹے کا معلوم ہو ہی جانا تھا تو کیا اس ٹائم دل میں موجود عداوت پختہ نا ہوگی۔۔۔ امان اُسے چھوڑ کر نہیں ٹھکرا کر گیا ہے۔۔۔ غصہ سالوں پر محیط نہیں رہتا پریشے شاہسہ۔۔۔ وہ نفرت ہوتی ہے۔۔۔ اور میری بہن حق رکھتی ہے ایسے انسان سے بے رُخی برتنے کا،،، امان کا زینہ کو ٹھکرانے کا غصہ تھا، خود سے جڑے ہر تعلق کو توڑنے کا غصہ تھا یا کسی اور بات کا کہ شاہ میر امان کے لیے اتنا سخت ہو گیا تھا۔۔۔ پریشے

کی تکرار سے جھنجلاتا اپنے سر کو ہاتھوں میں جکڑے غصے کو کنٹرول کرنے لگا۔ کام کا  
 برڈن تو صرف ایک بہانا تھا درحقیقت پریشانی تو اُسے امان کے دل میں اپنے لیے جمع  
 ہوئی نفرت تھی جس کی وجہ سے اس نے عدن کی مبارک بات تک قبول ناکی تھی۔  
 ٹھکرایا تو تم نے مجھے بھی تھا شاہ پھر کیوں مجھے حاصل کرنے کے لیے مہر اور دانیال کا  
 رشتہ داؤ پر لگائے تھے،،، عورت دل پہ لگی چوٹ کو کبھی نہیں بھولتی حالات سے  
 سمجھوتا کرنے کے لیے مجبوراً اپنے لبوں پہ قفل ڈال لے پر ایک کسک جو کسی آنی کی  
 طرح اس کے اندر چبھتی رہتی ہے۔ کیوں کہ تم پریشے جمال تھیں زینہ شاہ  
 نہیں۔۔۔،،، بعض اوقات ناچاہتے ہوئے بھی انسان کو فرق کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔  
 جو اپنی ضد کی خاطر کسی اور کے در پر پڑی ہوئی تھی جسے۔۔۔ بس۔۔۔،،، پریشے  
 کو اپنا دماغ سنسناتا ہوا محسوس ہوا۔ کیا زندگی میں کبھی وہ اس انسان کی کسی غلطی پہ آئینہ  
 نہیں دیکھا پائے گی کیا ہر بار اُسکی باتوں پہ اُسے طعنے ہی سننے کو ملیں گے۔ زینہ کو دیکھ کر  
 میں ہمیشہ یہی سوچتی تھی کہ اس معصوم کے نصیب میں اللہ نے اتنی آزمائش کیوں لکھ  
 دی۔۔۔ پر اصل میں وہ آزمائش نہیں سزا ہے جو وہ تمہارے کیے کی کاٹ رہی  
 ہے،،، پریشے کو اپنا جسم کپکپاتا ہوا محسوس ہوا بیڈ کا سہارا لیتی بولنے سے بعض نا آئی۔  
 پریشے شاہ آخری بار کہہ رہا ہوں۔ میں نے کچھ غلط نہیں کیا اور جو کیا اُس پہ مجھے

زر اسابھی پچھتاوا نہیں تو سزا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا،، بیڈ پہ بیٹھی پری کو کندھوں سے  
 تھام کر کھڑا کرتے شاہ میر نے ایک ایک پہ زور دیتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں  
 گڑوئے بولا جہاں اچھی خاصی برسات شروع ہو گئی تھی۔ کیوں کچھ نہیں کیا۔۔۔ تم  
 نے میرے ساتھ غلط کیا ہے میرے باپ کے قاتل ہو تم۔۔۔ میرے بچے  
 کے۔۔۔ میں تمہیں معاف نہیں کروں گی سنا تم نے کبھی بھی نہیں تماری آخری  
 سانس پر۔۔۔،، پریشے کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ شاہ میر کا منہ نوچ لے پر اس  
 وقت اس میں بولنے کی ہمت نہیں تھی شاہ میر کا کالر پکڑے اپنے آپ کو مضبوط ظاہر  
 کر رہی تھی۔ میں تم سے کبھی معافی مانگو گا بھی نہیں شاہ کی پری۔۔۔ تم میرے وجود کا  
 حصہ ہو۔۔۔ بھلا کوئی اپنے آپ سے بھی معافی مانگتا ہے،، پری کی آنسو بھاتی آنکھوں  
 پہ اپنا حق جتاتے شاہ میر نے پری کو بستر پہ دھکا دیا جس کے لیے کھڑا ہونا محال تھا۔ تم  
 مانگو گے مجھ سے معافی میں تمہیں جھکاؤنگی سردار شاہ میر۔۔۔ تم بھیک مانگو گے مجھ سے  
 اور میں تمہیں نہیہ۔۔۔،، شاہ میر کی باتیں تھیں یا اس کا دھکا دینا پری کو اپنا وجود ڈھیر  
 ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ پری آنکھیں کھولو۔۔۔ بھائی۔۔۔ حورینن۔۔۔ زینت بی کو کہو ڈاکٹر  
 کو بلائیں،،، حورین جو کب سے باہر کھڑی ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی شاہ میر کے  
 چیخنے پر ایک دم سے اندر آئی جہاں شاہ میر پری پہ جھکا اس کا چہرہ اچھتھپا رہا تھا۔ تم کھڑی

کھڑی میر امنہ کیا دیکھ رہی ہو زینت بی کو۔۔۔۔۔ زینت بی۔۔۔،،، حیرت سے حورین کو  
منہ تکتے دیکھ شاہ میر خود ہی زینت بی کو بولانے بھاگا -

\*\*\*\*\*

بھائی یہ سب کیا تھا آپ پری کے ساتھ۔۔۔۔۔ حورین اس وقت مجھے  
اکیلا چھوڑ دو،،، ڈاکٹر کے جانے کے بعد حورین سیدھی شاہ میر سے اس کی رویے کی  
بابت پوچھنے آئی جو پریشے کے نزدیک ہی سر تھامے بیٹھا ہوا تھا۔ ہر بار کچھ نا کچھ ایسا ہو  
جاتا کہ وہ اپنے ہاتھوں ہی پریشے کو خود سے دور کر دیتا اور پھر ملال میں گھر جاتا۔ میں بھی  
اکیلا چھوڑ دوں بھائی آپ کو۔۔۔ اور کتنا اکیلا پن چاہتے ہیں آپ،،، شاہ میر کی شدت  
گری سے سرخ آنکھیں حورین کو افسوس میں مبتلا کر گئیں۔ کافی دیر سے منال کی کال  
آ رہی ہے تم اٹھا لو،،، پریشے کے موبائل پہ ایک بار پھر سے ہوتی بیل پر حورین سے کہتا  
شاہ میر پریشے کے سفید پڑے چہرے پہ ہاتھ پھیرا جو عدن کی موجودگی میں کھلا رہتا تھا۔  
ہیلو منال میں۔۔۔ پری آپنی پلیز میری ماما کی ہیلپ کریں وہ گندے انکل میری ماما کو  
گولی مار دیں گے،،، حورین جو منال کو کچھ دیر بعد فون کرنے کا بولنے ہی والی تھی رافع  
کی روتی ہوئی آواز اور اس کی بات سے پریشان ہو گئی۔ رافع بیٹا کیا ہوا ہے کہاں ہو آپ

اور علی کہاں ہے،،، حورین کے ایک دم سے چیخنے پر شاہ میر نے اس سے فون تھاما۔ شاہ میر بھائی پلینز ماما کو بچائیں وہ زبردستی مجھے اور ماما کو لیے آئیں ہیں ان انکل کے پاس گن بھی ہے وہ میری ماما کو مار دیں گے،،، رافع تیز تیز بولتا آخر میں رو پڑا۔ آپ ہو کہاں یہ مجھے بتاؤ میں آتا ہوں،،، شاہ میر نے معاملے کی نوعیت کو سمجھتے ہاتھ سے اشارہ کر کے حورین سے فرغام کو فون کرنے کا کہا اور خود رافع سے بات کرتا اپنے انسپیکٹر دوست کا نمبر ملانے لگا۔ میں گاڑی کے نیچے چھپا ہوں وہ گندے انکل مجھے مار۔۔۔ ہیلو۔۔۔ رافع۔۔۔ اس سے پہلے کہ رافع کچھ اور بتاتا فون ہی بند ہو گیا۔ بھائی یہ سب۔۔۔ حورین میری بات سنوا بھی اس بارے میں پری سے کچھ مت بتانا میں آ کر خود بتا دوں گا،،، شاہ میر حورین کو تاکید کرتا تیزی سے باہر نکلا۔۔۔

\*\*\*\*\*

میں نے جب پہلی بار تمہیں آمنہ بیگ کے ساتھ دیکھا تھا نا تبھی تم پہ دل ہار بیٹھا تھا پر تم۔۔۔ اس علی کے خوابوں میں گم تھیں،،، وقاص منال کو زبردستی اپنے پاس بیٹھائے اپنی شدتوں کی داستان سنانے میں لگا ہوا تھا۔ وقاص مجھے جانے دو نہیں تو تم بہت پچھتاؤ گے تم میرے بابا کو ابھی جانتے نہیں ہو،،، منال دل میں اپنے رب سے التجا کرتی

خوف زدہ ہو رہی تھی ناجانے رافع کو اس کے ملازم نے چھوڑ دیا تھا یا پھر۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی منال نے جھر جھری لی۔ ہا ہا ہا اس بڑھے کو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا وہ بے چارہ تو ساری زندگی اپنوں کے کرتوتوں پہ پردہ ہی ڈالتا رہا ہے،، منال کے خرم بیگ کے نام سے ڈرانے پر وقاص قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ پہلے تمہارے باپ کہ کرتوت پر جس نے تمہاری ماں کو حاصل کرنے کی خاطر ارمان شاہ کو مار دیا تھا اور پھر تمہاری ماں پر جس نے نفرت میں آکر ارمان شاہ کی بیوی کو ہی مار دیا،، وقاص ہنستے ہوئے منال کے پرچے اڑا رہا تھا۔ بکو اس کر رہے ہو تم یہ سب جھوٹ ہے،، منال کالج میں کیک پیسٹ اس کی کمزوری کو ظاہر کر رہی تھی۔ ہا ہا ہا تمہاری ماں نے خود میرے سامنے اعتراف کیا تھا،، وقاص نے اپنی بات پہ مہر لگانی چاہی۔ تمہیں تو یہ بھی نہیں معلوم ہو گا کہ تمہاری ماں اس ٹائم کہاں پر ہے۔۔۔ کیا ہوا تمہارے جان سے پیارے بابا جان اور محبوب شوہر نے کچھ نہیں بتایا،، منال کا چہرہ صاف بتا رہا تھا کہ وہ اس سب سے انجان ہے۔ تمہاری ماں نے خرم بیگ سے طلاق لے لی ہے اور وہ تمہارے ماموں کے پاس نہیں بلکہ اپنے نئے چاہنے والے کے ساتھ اُس کے فامم۔۔۔ ٹھا،، وقاص کا پہلا ہی وار کافی تھا کہ دوسرے وار نے منال کو بلبلانے پر مجبور کر دیا کھانے کے لوازمات سے بھری ٹیبل سے کانچ کا باؤل اس کے سر پر مارتی منال سر پیٹ اوپر کی طرف بھاگی۔

آآ۔۔ اُلو کی پٹھی،،، وقاص اپنے پھٹے سر کو ہاتھ سے تھامتا فحش بکنا شروع ہو گیا۔  
یا اللہ مجھے اس دردے سے بچا۔۔۔ میری عزت لٹنے سے پہلے مجھے موت دے دے  
یارب میں اپنے شوہر اور باپ کے سامنے زلت میں گرا ہوا نہیں جانا چاہتی،،، اوپر کے  
پورشن میں بنے ایک کمرے میں خود کو بند کرتی منال کسی طرح کی مدد ڈھونڈنے لگی  
مگر جب کچھ ناملا تو روتے ہوئے اللہ کے بارگاہ میں گڑ گڑانے لگی۔ کہاں جا رہی ہے ہاں  
تجھے کیا لگائیں تجھے اتنی آسانی سے مرنے دوں گا،،، دروازے کو بُری طرح دھکے سے  
ہلتا دیکھ منال کو کمرے سے ملحقہ ٹیرس سے کودنے کے علاوہ اور کوئی راستہ ناسو جھپا پر  
جیسے ہی وہ ٹیرس تک پہنچی وقاص نے اُسے جالیا۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ چٹا۔۔،،، وقاص  
کے لگاتار تھپڑوں سے منال بے دم سی ہو گئی۔ اتنی آسان موت نہیں  
دونگا۔۔۔ مرے گی تو ضرور پر ذلت میں گر کر،،، منال کو بالوں سے کھینچتے وقاص  
منال کو کمرے میں لے آیا۔ پھٹا ہونٹ اور سو جا چہرہ اپنے ہاتھ میں لیتے وقاص غرور  
سے بولا جیسے منال کی زندگی کی ڈور اس کے ہاتھ میں ہو۔ تیرے ساتھ وہ تیرا عاشق  
بھی مرے گا دنیا کے سامنے تیری رسوائی دیکھ کر،،، منال کی بند ہوتی آنکھوں میں  
اپنوں کا چہرہ اور زبان پہ اپنے پروردگار سے صرف ایک عزت کی بھیک تھی۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

انسپیکٹر میں کہہ رہا ہوں نامالک گھر پر نہیں ہے ہم ان کی اجازت کے بنا تمہیں گھر میں گھسنے نہیں دے سکتے،،، رافع کی کال سنتے ساتھ ہی شاہ میر نے انسپیکٹر فراز کو ساری بات بتاتے منال کا نمبر ٹریس کروایا تاکہ وہ جلد سے جلد وقاص نامی شخص تک پہنچ سکیں پر جو ایڈریس انھیں ٹریسنگ کے ذریعے معلوم ہوا وہ گھر تو باہر سے ہی لاک تھا اور ایک بوڑھا ملازم پولیس کی وردی میں کھڑے سپاہیوں کو دیکھتا انھیں سالوں سے گھر بند ہونے کی کہانی سن رہا تھا۔ انسپیکٹر آپ ان سے کہیں کہ ہمیں صرف اپنی تسلی کرنے کے لیے اندر جا کر دیکھنے دیں،،، فرغام کی اطلاع پر لوکیشن پر پہنچتے علی نے بے بسی سے انسپیکٹر کو کہا جو خاموشی سے گھر کا جائزہ لے رہا تھا گھر کا اجازت لان اور زمین پہ جمی گرد یہاں کسی کی موجودگی کا پتہ نہیں دے رہی تھی۔ اوباؤتجے سمجھ نہیں آئی ہم اجازت نہیں دے سکتے اندر جانے کی اب نکلو یہاں سے،،، ملازم کا انداز شاہ میر کو چونکا گیا اپنے دوست کو اشارے سے منع کرتا گھر کی پچھلی جانب بنی جھاڑیوں پر غور کرتا منال کا نمبر ایک بار پھر سے ملانے لگا جو اوف جا رہا تھا۔ خورشید پہلے گھر کی پچھلی جانب تلاشی لو اور کھڑکیوں کو کھولنے کی کوشش کرو باقی میں اس گھر کے مالک (جب کبھی وہ آیا) کو خود

سمجھا لوں گا،،، پولیس کو حرکت میں دیکھ ملازم کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں یہ  
لو انسپیکٹر پہلے اپنے باپ سے بات کرو پھر اندر کی تلاشی شوق سے لینا،،، سرونٹ کو اٹر  
سے نکلتے وقاص کے خاص ملازم نے ہاتھ میں تھامو بائبل چہرے پر طنزیہ مسکرائٹ  
لیے فراز کے سامنے کیا۔ اب بتا کس سے بات کروائے گا،،، فراز کے آگے بڑھنے سے  
پہلے ہی شاہ میر نے موبائل کو زمین پہ پٹختے دو ٹوٹے کر دیے کو اٹر سے نکلے ملازم کی بات  
سے شاہ کو شک یقین میں بدل گیا تھا۔ پاپا۔۔۔،،، رافع کی آواز پہ سب نے جھاڑیوں کی  
طرف دیکھا جس کو گراتے وقاص کے آدمی رافع کی کنپڑی پر بندوق کی نالی  
رکھتے سامنے آگئے۔ رافع۔۔۔ چھوڑو میرے بیٹے کو،،، رافع کو زخمی دیکھ علی تڑپتے  
اس کی طرف بڑھا مگر فرغام نے اسے پکڑ لیا کہیں اگر انھوں نے گولی چلا دی  
تو۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ انسپیکٹر تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اپنے آدمیوں کو لے اور یہاں سے  
چلتا بن یہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ آجائے گا جب مالک کا دل۔۔۔ ٹھاا۔۔۔،،، اس بندے  
کی بکو اس پہ جہاں علی نے اُس پر حملہ کیا وہی شاہ میر اور سر فراز کی بندوق سے نکلی گولی  
نے اس کے دو بندوں کو موقع پر ہی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اب بول بچے کو  
چھوڑے گا یا اگلی گولی تیرے بھیجے میں اتاروں،،، علی کو پیچھے کرتے فراز نے اس  
بندے کو گردن سے دبوچا جس کے اشارہ کرتے ہی سب نے بندوقیں زمین پر رکھ



بگاڑ پائے گا۔۔۔،، انسپکٹر کی مداخلت پر علی اُسے حقیقت کا آئینہ دیکھاتا اپنا آپ  
چھوڑانے لگا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ وقاص کو زندہ زمین میں گاڑ دے۔ علی  
پاگل ہو گیا ہے تو میری بات سن،،، فرغام نے بڑی مشکلوں سے علی کو قابو کیا جس پر  
ایک جنون سوار تھا۔ ہا ہا ہا۔۔۔ یہ صحیح کہہ رہا ہے انسپکٹر تم لوگ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے پر  
میں بہت کچھ کر سکتا ہوں۔۔۔،، علی کو روکنے کے چکر میں سب وقاص کو نظر انداز  
کر گئے جس نے موقعے کا فائدہ اٹھاتے اپنے کا بڈ سے گن نکال کر علی کے سامنے لہرائی۔  
وقاص اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دو نہیں تو انجام کے ذمہ دار تم خود  
ہو گئے،،، انسپکٹر کے کہتے ساتھ ہی سارے پولیس والوں نے اپنی گن کا رخ وقاص کی  
طرف کر دیا جو علی کو خون خوار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ جو چیز میں حاصل نا کر پاؤا سے  
توڑ دیتا ہوں۔۔۔ ٹھاااا،،، وقاص نے علی کی دائیں سائیڈ پہ خوف سے کپکپاتی منال کی  
طرف گن کو موڑتے فائر کر دیا۔ ایک نسوانی چیخ کے ساتھ ہی کمرہ گولیوں کی آواز سے  
گونج اٹھا اور وہ انسان جسے اپنی پاور پہ بڑا غرور تھا خون میں نہایا ایک پل میں اپنے غرور  
میں پاش پاش ہو گیا۔ بھائیسی۔۔۔ شاہسہ۔۔۔،، شاہ میر جو منال کو بچانے آخری لمحے پر  
اس کے سامنے ڈھال بن گیا تھا سینے پہ ہاتھ رکھتا فرغام کے بازوؤں میں گرتا چلا گیا۔



جلانے والا تھا اور واقعی ایان کھول کر رہ گیا مگر دانیال کو کسی قسم کی ٹینشن ناہو اسی لیے خاموشی میں عافیت سمجھی۔ امان ادھر آ۔۔۔،،، دانیال چاہ کر بھی اپنے اس بھائی کا دل اپنے دوست کی طرف سے صاف نہیں کر پایا تھا جس کا اُسے بڑا ملال تھا۔ بھائی آپ پریشان مت ہوں میں آپ کے پاس ہی موجود ہوں گا،،، امان نے اُسے تسلی دی۔ جسے اس نے مسکراتے نظر انداز کر دی۔ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو تو زینبیہ کے پاس لوٹ جائے گا۔۔۔ وعدہ کر مجھ سے،،، دانیال کے لہجے میں ایک بے بس بھائی کی التجا تھی۔ آپ کو کچھ نہیں ہو گا بھائی ہم سب ہیں نا آپ کے ساتھ،،، امان نے دانیال کو خود میں بھیج لیا جس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\*\*\*\*\*

فرغام۔۔۔ بھائی کو کیا اا۔۔۔،،، شاہ میر کو گئے دو گھنٹے ہی ہوئے تھے کہ فرغام نے حورین کو ہولناک خبر سنائی جسے سنتے ہی حورین افضل شاہ اور اموجان کے ساتھ ہو اسپتال بھاگی چلی آئی۔ جبکہ اکبر شاہ سنتے ہی دادا الٹی کے ساتھ گاؤں سے واپسی کے لیے نکلے تھے۔ حورین شاہ میر بھائی کو گولی لگی ہے۔۔۔ اچانک وہ ہم سب کے سامنے آگے اور انھیں۔۔۔،،، فرغام کی خود کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں اُسے ابھی تک

شاہ میر کا خون میں لتھڑا وجود نہیں بھول رہا تھا۔ بھائی ٹھیک تو ہو جائیں گے نا مانی۔۔۔ میں کسی کو کھونا۔۔۔ نہیں مانی انھیں کچھ نہیں۔۔۔،،، حورین فرغام کے سینے سے لگی تڑپ اٹھی۔ ابھی تک دانیال کی طرف سے پریشانی ختم نہیں ہوئی تھی اور اب ایک نئی پریشانی میں وہ سب گھر گئے تھے۔ مجھے معاف کر دو حورین۔۔۔ منال اور میرے حصے کی گولی بھائی نے اپنے سینے پہ کھالی،،، علی سر جھکائے حورین کے سامنے ہاتھ جوڑ گیا۔ علی منال۔۔۔ حورین۔۔۔،،، علی کے ہاتھ تھامتے حورین نے منال کا پوچھنا چاہا مگر سامنے کے روم سے بینڈج کروا کر نکلتی منال ایک دم سے حورین کے گلے لگ گئی۔ تم ٹھیک ہونا منال تمہیں کچھ ہوا تو نہیں،،، منال اور رافع کو زخمی دیکھ حورین کی حالت غیر ہو رہی تھی جو صرف اس کے گلے لگے آنسو بہانے میں مصروف تھی۔ حورین میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤنگی اگر شاہ میر بھائی کو کچھ ہو گیا تو،،، حورین کو اُسے سمجھانا مشکل ہو گیا تھا۔ ریلیکس منال۔۔۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گے،،، فرغام نے ایک نظر علی کے چہرے پہ ڈالی جس کے تاثرات چٹان سے زیادہ سخت تھے اُسے چھیڑنے کے بجائے فرغام خود ہی آگے بڑھا اور منال کو دلا سہ دینے لگا۔ حورین پری نہیں آئی تمہارے ساتھ۔۔۔؟،،، فرغام کے پوچھنے پر منال کو پری کا خیال آیا واقعی وہ کیوں نہیں آئی تھی سب کے ساتھ۔ اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو میں

نے اُسے بتایا ہی نہیں،،، حورین نے مختصر بتایا اور شاہ میر کے لیے دعا گو ہو گئی۔ پیشینٹ  
شاہ میر کے ساتھ کون ہیں؟،،، آپریشن تھیٹر سے نکلتی نرس نے ان سب کو شاہ میر کی  
زندگی کی نوید سنا کر جان میں جان ڈالی۔ سب نے ایک ساتھ ہی کلمہ شکر ادا کیا اور  
حورین منال کے گلے لگ کر رو پڑی پر اس بار یہ آنسو خوشی کے تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*

یا اللہ یہ تیرا نافرمان بندہ ساری زندگی غفلت میں گزار کر صرف اس امید پہ تیرے در  
پہ حاضر ہوا ہے کہ تو اپنی مہربان صفت کی طرح رحمن ہے اپنے اس بندے کو ناامید  
نہیں لٹائے گا۔۔۔ تجھے تیری کریمی کا واسطہ مجھے معاف کر دے میرے پروردگار۔ مجھے  
داد الہی کی بیوی کا خون معاف کر دے۔ اس جیسے ہزاروں بے گناہوں کے ساتھ کی  
جانے والی میری زیادتیاں معاف کر دے۔۔۔ یارب تو بخشنے پہ آئے تو انسان کی جھولی  
کم پڑھ جاتی ہے۔ میرے رب تو میری جھولی معافی سے بھر دے۔۔۔ تجھے اپنے حبیب  
کا واسطہ میرے کیے گناہ میری اولاد کے آگے مت لا۔۔۔ یا میرے مالک میرے  
دونوں بیٹے اس وقت موت کے منہ میں ہیں ان کی زندگیاں بخش دے۔۔۔،،، افضل  
شاہ کا بارگاہِ الہی میں اس طرح گڑ گڑانا بابر کی آنکھیں بھگو گیا۔ اللہ کی ذات تو اتنی

مہربان ہے کہ اس کو ناماننے والوں تک کو اپنی رحمتوں سے نوازتا ہے۔ انسان کے ایک قدم بڑھانے پر دس قدم خود بڑھتا ہے۔ ستر ماؤں سے زیادہ چاہنے والا کیا افضل شاہ کے گڑ گڑانے پر اُسے معاف نہیں کرے گا۔ رب کے حضور افضل شاہ کے بہتے آنسو بابر کے دل نے اپنی نفرت کو بہالے گئے دل سے افضل شاہ کو معاف کرتا انھیں سردار شاہ میر کے ہوش میں آنے کا بتانے لگا۔

\*\*\*\*\*

شاہ میر بھائی مجھے معاف۔۔۔ میری وجہ سے،، ڈاکٹر کی اجازت ملتے ہی سب شاہ میر سے ملنے کو بیتاب ہو گئے لیکن منال شرمندگی کی وجہ سے اندر ناجاپائی مجبوراً حورین کو اُسے زبردستی لے کر جانا پڑا جیسے ہی اس کی نظر خود کو مسکرا کر دیکھتے شاہ میر پر پڑی منال نے روتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ لیے۔ تم میرے لیے حورین جیسی ہو منال کیسے وہ گولی تمہیں لگنے دیتا،، شاہ میر نے اس کے ہاتھوں کو جدا کرتے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ نہیں بھائی میں اس سب کے قابل نہیں ہوں آپ نے مجھے مرنے دیا ہوتا،، منال سر کو نفی میں ہلاتی بار بار معافی ہی مانگتی رہی۔ پاگل ہو گئی ہو منال۔۔۔ اب اگر ایسی بات منہ سے نکالی تو ایک لگاؤں گی تمہارے،، حورین

سمیت سب کو اس کے اس پاگل پن کی سمجھ نہیں آئی بھلا اس سب میں اس کی کیا غلطی  
 شاہ میر اپنی مرضی سے سب کی ڈھال بنا تھا۔ نہیں حور میں اس بوجھ کے ساتھ زندہ  
 نہیں رہ سکتی۔۔۔ اصل میں تمہاری قصور وار میں ہوں۔۔۔ میرے ماں باپ نے تم  
 سے سب چھین لیا۔ انہوں نے مارا ہے تمہارے ماما پاپا کو،، منال کے الفاظ نے سب پہ  
 اصم پھونک دیا تھا سب کی موجودگی کے باوجود کمرے میں چندیل صرف مشین کی آواز  
 ہی سنائی دی۔ منال لعل۔۔۔،، سب سے پہلے خرم بیگ حواصوں میں آتے منال کی  
 طرف بڑھے جو چہرہ اچھکائے ہوئے تھی۔ آپ جانتے تھے نابا باجانی۔ آپ اور ہارون  
 انکل کو سب معلوم تھا پھر بھی آپ نے سب چھپایا،، خود کو خرم بیگ کی آغوش سے  
 نکالتے منال نے ان دونوں کو کٹھسہرے میں کھڑا کیا۔ وہ بتاتے تو تب جب تمہارے  
 والد زندہ بچتے۔۔۔،، شاہ میر کی اچانک مداخلت پر خرم بیگ نے ہارون ملک کی طرف  
 دیکھا۔ کیا وہ اس سب سے واقف تھا،، یہی سوال دونوں کے دماغ میں گردش  
 کر رہا تھا۔ جس دن ارمان چاچو کی ڈیٹھ ہوئی اسی دن تمہارے فادر بھی روڈ ایکسیڈنٹ  
 میں مر گئے تھے،، حورین کی بے یقین نگاہیں اُسے اپنی طرف اٹھتی محسوس ہوئیں پر  
 شاہ میر نے اس کی طرف دیکھنے سے گریز کیا۔ لیکن ممانے۔۔۔ جو ہوا اُسے بھول جاؤ  
 منال چچی جان کو آمنہ بیگ نے مروایا تھا تم نے نہیں تو پھر تمہارا قصور کہاں اس سب

میں۔ تم صرف خرم بیگ کی بیٹی ہو اور مان چاچو کے دوست کی بیٹی ہم سب نے یہی حوالہ یاد رکھا ہے تم بھی یہی یاد رکھو اور باقی سب بھول جاؤ،، منال کا ہاتھ پکڑے شاہ میر نے حورین کو اپنے پاس بولا یا جسے یہ سب سن کر بہت دکھ ہوا تھا پر اس سب کا قصور وار وہ منال کو نہیں سمجھتی تھی۔ حورین دانیال نے کہا تھا نا، ہم کسی کو معاف کیے بنا اپنے آج میں خوش نہیں رہ سکتے۔۔۔ کیا تم اپنی دوست جو بے گناہ ہے اُس کی تسلی کے لیے اُسے معاف نہیں کرو گی،، شاہ میر کی بات پہ حورین نم آنکھوں سے مسکراتے منال کے گلے لگائی۔ اپنے سے کچھ فاصلے پہ کھڑے فرغام ملک نے سب کو مسکراتے دیکھ کر ایک خاموش نگاہ بستر پہ لیٹے سردار شاہ میر پر ڈالی۔ مگر اس بار اس کی نگاہوں میں شاہ میر کے لیے غصہ یا نفرت نہیں بلکہ تشکر تھا۔

\*\*\*\*\*

علی۔۔۔ علی میری بات۔۔۔ کیا ااااا کیا سُنو میں تمہاری بکو اس۔۔۔ میں نے کہا تھا نا تم سے ایسا کچھ سوچنا بھی مت پھر بھی تم اس انسان کے پاس۔۔۔،،، علی کو بیڈ کے دوسرے کونے پہ لیٹا دیکھ منال نے ہمت کرتے علی سے بات کرنا چاہی پر وہ تو اس کی آواز سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گیا۔ ہو اسپتال میں علی کا سپاٹ چہرا منال کو اس سے بات

کرنے سے روکے رہا۔ شاہ میر کے ڈسچارج ہوتے علی نے شاہ میر کو گھر پہنچانے کی آفر کی جس سے انکار کرتے شاہ میر اور فرغام نے اُسے منال کو لے کر سیدھا گھر جانے کا حکم دیا تو اُسے مجبوراً گھر آنا پڑا پر راستے میں اُس نے منال سے بات تو کیا طبعیت تک پوچھنا گوارا نہیں کی۔ ابھی بھی وہ ٹی وی لائنج میں بیٹھا ٹیسٹ میچ دیکھ رہا تھا کہ زکیہ بانو نے آرام کے غرض سے اُسے زبردستی کمرے میں بھیجا تھا۔ علی میرا یقین کرو میں نے یہ سب تمہیں بچانے۔۔۔ اس کی بانہوں میں تمہیں دیکھنے سے بہتر تھا کہ میں مر ہی گیا ہوتا منال بیگم،،، علی کے ہاتھوں کی انگلیاں منال کو اپنے گوشت میں پیوست ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ نہیں علی ایسا مت۔۔۔ میں ڈر گئی تھی،،، کچھ درد کی شدت اور کچھ علی کی ناراضگی کا خوف کہ منال کی روتے روتے ہچکیاں بند گئیں پر ناتو علی نے اُسے خود سے دور کیا اور ناہی اُسے کسی قسم کا دلاسا دیا۔ پاپا میری غلطی ہے ساری نایں ضد کرتا زینیہ آپنی کے بے بی کو دیکھنے کی اور ناہی ممارو ڈپہ گاڑی روکتی،،، بستر پہ آنکھیں بند کر کے لیٹے ان دونوں کی لڑائی پہ اندر ہی اندر گھٹتارافع منال کو روتے دیکھ کر اٹھتا خود بھی رونے لگا۔ رافع بیٹا آپ سوئے نہیں ابھی تک،،، رافع کو جاگادیکھ کر منال فوراً سے علی سے دور ہوتی اس کے آنسو پونچھنے لگی۔ نہیں ممامجھے ڈر لگ رہا ہے آئیز بند کر رہا ہوں تو خون خون نظر آرہا ہے،،، رافع کے خوف کا اندازہ اس کی کپکپاتی آواز سے

ہو رہا تھا آخر اتنے سے بچے نے اپنے سامنے ایک ہی وقت میں اتنے لوگوں کو خون میں  
 لت پت دیکھا تھا تو وہ کیسے ناخوف زدہ ہوتا۔ نہیں بیٹا ڈرتے نہیں ہیں پاپا ہیں نا آپ کے  
 پاس،،، منال کی گود سے کھینچتے علی نے روتے ہوئے رافع کو خود میں بھیجا۔ ممانے کچھ  
 نہیں کیا وہ اگر گندے انکل کی بات نامانتی تو وہ مجھے بھی گولی مار دیتے،،، رافع کے دماغ  
 میں وہ لمحہ پھنس کر رہ گیا تھا کیسے اس شخص کے کہنے پر اس کے ملازم نے رافع کے ماتھے  
 پر بندوق کی نالی رکھ دی تھی۔ نہیں بیٹا ماما آپ کو کچھ نہیں ہونے دیتی آپ ڈرو مت آؤ  
 ماما پاس،،، منال نے علی کی گود میں بیٹھے رافع کا منہ چومتے اس کے لیے اپنی بائیں  
 کھولیں۔ آپ پہلے پرومیں کریں ہمیں کبھی چھوڑ کر تو نہیں جائیں گی نا،،، رافع نے اپنا  
 ننھا سا ہاتھ منال کے سامنے کرتے علی کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ آپ بھی ہاتھ آگے  
 کریں مگر علی نے مسکراتے اس کے بالوں پہ اپنے لب رکھے۔ نہیں کبھی نہیں کبھی بھی  
 نہیں،،، منال کے آنسو ایک بار پھر سے جاری ہو گئے۔ پاپا آپ اپنی باری پہ کہتے ہونا کہ  
 کوئی سوری کرے تو فوراً مان جانا چاہیے۔۔۔ ماما منار ہی ہیں آپ بھی مان جاؤ نا،،، رافع  
 کی کوشش ناکام نہیں ہوئی علی نے روتی ہوئی منال کو بھی اپنے بازوؤں کے گھیرے میں  
 قید کرتے ان دونوں کے گرد ایک مضبوط حصار بنایا رافع، منال اور امی ہی تو اس کی  
 زندگی تھے ان میں سے کسی ایک کو بھی برابر تکلیف میں وہ برداشت نہیں

کر سکتا تھا۔ علی آئی ایم سوری میں۔۔۔،،، منال کے ہونٹوں پہ اپنے ہاتھ رکھتے علی نے اُسے خاموش کرواتے آنسوؤں سے بھیگا چہرہ صاف کیا۔ جانتی ہو میں کتنا ڈر گیا تھا جب شاہ میر بھائی نے مجھے کال کی ایک پل تو لگا کہ سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔۔۔ پاگل ہو رہا تھا میں منال یہ سوچ کر کے تم وہاں۔۔۔،،، علی نے اس وقت کا تذکرہ کرتے ایک جھرجھری لی۔ علی میں کبھی تم سے بے وفائی نہیں کر سکتی۔۔۔ اسی لیے تو مرنے کو ترجیح دی تھی پر کوشش کے بعد بھی کامیاب نا ہو پائی،،، منال نے اپنے سوچ علی پہ ظاہر کرتے اُسے سارا واقعہ بتایا۔ پاگل ہو گئی تھی کیا خود کشی کرنے چلیں تھیں ہمارا ایک بار بھی نہیں سوچا۔۔۔ کیا ہوتا ہمارا کیا میں جی لیتا تمہارے بغیر،،، علی منال کو ڈانٹنے لگا پر اس کے چہرے پر شرمندگی دیکھ کر خود میں قید کیے سب بھولنے کی تلقین کرنے لگا۔

\*\*\*\*\*

ایک ماہ بعد

پری فجر کی نماز سے فارغ ہوتی قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی کہ شاہ میر کمرے میں داخل ہو ا پریشے قرآن پاک کو بندھ کرتی شاہ میر کی طرف متوجہ ہوئی۔ پر شاہ میر اُسے

نظر انداز کرتا واثرِ روم میں گھس گیا اور پری خاموش کمرے میں اکیلی رہ گئی یہ خاموشی ہی تو ایک ماہ سے اسے بہت بے چین کیے ہوئے تھی پریشے کو اپنے الفاظ اور شاہ میر کی آنکھوں سے ٹپکتا دردِ دماغ کے پنوں پر چمٹ کر رہ گیا تھا۔۔۔ آپنی تھوڑا سا کھالیں،،، صبح سے شام ہو گئی تھی پر پریشے شاہ میر کی باتوں کا غصہ اپنی جان پہ نکالتی بھو کی پیاسی کمرے میں بند پڑی تھی۔ نہیں مہر مجھ سے نہیں کھایا جائے گا،،، اپنی بہن کو تیسری بار کمرے میں کھانے کی ٹرے لاتا دیکھ پری شرمندہ سی ہوئی۔ پری کیوں اس بیچاری کو تنگ کر رہی ہے یہ خود کو سمجھالے زینبہ کو یا پھر تجھے،،، شاہ میر کو گولی لگنے کی وجہ سے فرغام اور علی اس کے ساتھ ہو اسپتال ہی رُک گئے تھے۔ شاہ ولا میں پری کے علاوہ سب ہی اس بات سے واقف تھے حورین اُسے شاہ میر اور منال کے متعلق ہی بتانے آئی تھی کہ پری کو کھانے سے انکار کرتا دیکھ رُک گئی۔ میں نے کسی کی منتیں نہیں کی کہ وہ میرے آگے پیچھے پھیرے،،، حورین کی بات پہ نا جانے کیوں پریشے تلخ ہو گئی۔ آپنی۔۔۔ دوست ہونے کے ناطے ایک بات کہوں گی پری اپنے دل کے دروازے اتنی مضبوطی سے بند مت کر کہ پیار کرنے والا اُس کی مضبوطی کو دیکھتا پلٹ جائے،،، حورین کو اس وقت مہر پہ بہت ترس آیا وہ بیچاری دانیال کے آپریشن کی وجہ سے پریشان تھی کہ شاہ میر کو گولی لگنا اُسے خوف زدہ کر گیا سونے پہ سہاگا پریشے رہی

سہی کسر پوری کر رہی تھی۔ کون سا پیار کرنے والا حورین۔۔۔ پیار کرنے والا عزتیں نہیں لوٹتا،،، اپنے سامنے رکھی کھانے کی ٹرے کو زمین پہ دے کر مارتی پریشے حورین پہ چیخ پڑی۔ پریشی۔۔۔،،، برتن گرنے کی آواز سے سبھی کمرے میں بھاگے چلے آئے پر کسی میں پریشے کو روکنے کی ہمت نہیں تھی جو غصے میں ناجانے کیا کچھ بول رہی تھی جس کا اُسے اندازہ بھی نہیں تھا۔ تمہارا بھائی کہتا ہے کہ وہ مجھ سے معافی نہیں مانگے

گا۔۔۔ نہیں حور وہ مانگے گا پر میں اُسے معاف نہیں کروں گی وہ مر بھی رہا۔۔۔ چٹاخ۔۔۔،،، پریشے نے اپنے سامنے کھڑی عورت کو حیران نظروں سے دیکھا جو اب ہلکی ہلکی کپکپا رہی تھیں۔ بس کر جا پری خدا کے لیے بس کر جا کیوں بد فال نکال رہی ہے منہ سے،،، حمیدہ بیگم کی حرکت نے سب ہی کو لب بستہ کر دیا جبکہ پریشے سانس روکے آنے والے کو دیکھتی رہ گئی جس کی آنکھوں میں درد کی لکیر اتنے فاصلے سے بھی پریشے کو صاف دیکھائی دی یہ درد بازو پہ لگی گولی کا نہیں بلکہ امیدوں کے

ٹوٹنے کا تھا۔۔۔ آنے والا کوئی اور نہیں شاہ میر تھا جو فرغام کے سہارے دورازے کے بیچ و بیچ جکڑ گیا تھا۔ ڈاکٹر کے منع کرنے کے باوجود بھی شاہ میر نے ہو اسپتال میں رات گزارنا قبول نہیں کی تھی وجہ اپنی پری کی ناراضگی تھی جسے دور کیے بنا اُسے سکون کہاں آنا تھا۔۔۔۔۔ کہاں تھے تم شاہ۔۔۔،،، کھٹکے کی آواز پر پریشے اپنے خیالوں سے چونکی

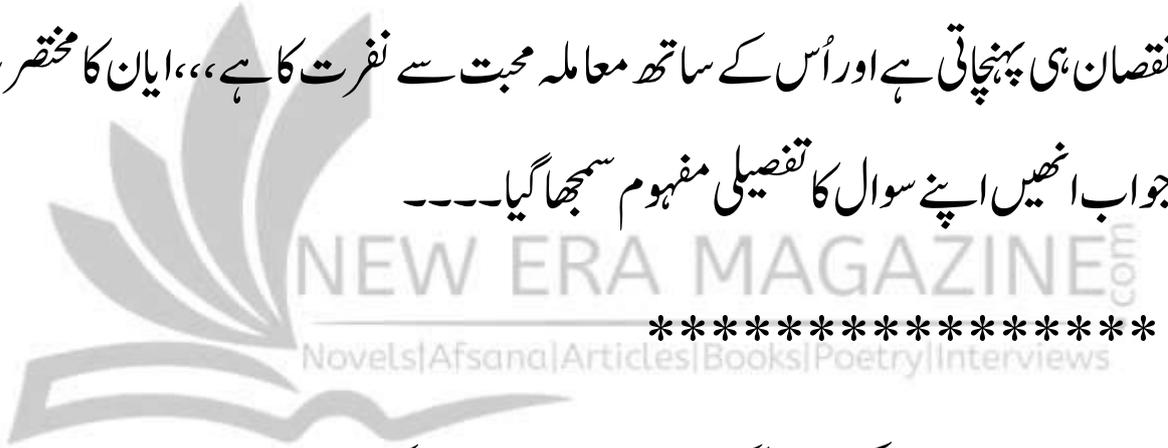
سامنے ہی شاہ میر سوٹ بوٹ میں تیار کھڑا شاید آفس جانے کے لیے تیار تھا۔ وہ دن اور آج کا دن شاہ نے اپنی پری سے کلام تک نہیں کیا تھا۔ آج بھی اس کی واپسی ایک ہفتے بعد ہو رہی تھی۔ ہوتے کہاں وہ جو تمہیں پیچھے والوں کی خبر نہیں ہوتی،، اس دن کے بعد سے شاہ میر خاموشی میں گھرتا چلا گیا۔ ایک ماہ سے اس کی یہی روٹین تھی وہ شاہ والا کم ہی نظر آتا یا تو گاؤں ہوتا یا پھر کام کے سلسلے میں شہر سے باہر۔۔۔ اس کے شاہ والا آنے جانے کی خبر ملازموں کے ذریعے پری کو ملتیں۔ پری تو اُس سے بات کرنے تک کو ترس گئی تھی وہ کوئی موقع ہی نہیں دے رہا تھا پریشے کو بات کلیئر کرنے کا۔ فکر مت کرو اپنے رشتوں سے میں باخبر رہتا ہوں۔۔۔ کام کے سلسلے میں دو بی تھی،، بوٹل گرین رنگ کی فراک پہنے سر پہ ہمرنگ ڈوپٹہ نماز کے سٹائل میں اوڑھے پریشے کا شیشے سے نظر آتا پاکیزہ ساروپ آنکھوں میں قید کرتے شاہ میر نے خود کو مصروف ظاہر کیا۔ تو تم مجھے بتا کر نہیں جاسکتے تھے،، شاہ والا کی خاموشی اور کچھ ضمیر کے کچوکے پری کو ہر اس میں گھیرے رکھتے۔ انسان کو بلا وجہ کی امیدیں نہیں باندھنی چاہیں شاہ بیگم،، شاہ میر کے منہ سے اپنے لیے شاہ کی پری کے علاوہ نیا طرزِ تخطاب پری کو عجیب لگا۔ شاہ ناشتہ کر کے جاؤ میں ابھی بناا۔۔۔،، شاہ میر کو آفس کے لیے نکلتا دیکھ پری اُسے ناشتہ کے لیے روکنے لگی۔ جب میں نے اپنی ماں کو لحد میں اترتے دیکھا تھا تو اسی وقت دل کو

سمجھا دیا تھا کہ اب میرے ناز نخرے اٹھانے والی ہستی ہمیشہ کے لیے چلی گئی ہے جتنی زندگی ہے نوکروں کے سہارے ہی جینا پڑے گا۔۔۔ اس کام کے لیے زینت بی ہیں تم پریشان مت ہو،،، شاہ میر کے لہجے میں خوشیوں سے محرومی کی حسرت جھلک رہی تھی جو پریشے کو تب محسوس ہوئی جب وہ خود ہی شاہ میر تک جانے کی کشتیاں جلا بیٹھی تھی۔ جب تمہیں میری ضرورت ہی نہیں ہے تو کیوں قید کیا ہوا ہے یہاں مجھے بھی سب کے پاس گاؤں بھیج دو،،، اللہ کے فضل و کرم سے دانیال کا اوپر لیشن کامیاب ہو گیا تھا پر وہ ایک ماہ سے نیویارک میں ہی ڈاکٹرز کی زیر نگرانی میں تھا۔ افضل شاہ نے بیٹے کے صحت یاب ہونے کی خوشی میں اُس کی واپسی پر پورے خاندان کو دعوت دی تھی تبھی سارے اس کے ویلکم کی خاطر ایک ہفتے پہلے ہی گاؤں چلے گئے تھے صرف پریشے ہی شاہ ولا میں شاہ میر کی وجہ سے ٹھہری ہوئی تھی۔ ٹھیک ہے داد کل تمہیں گاؤں لے جائے گا،،، شاہ میر کہتے ساتھ ہی کمرے سے نکل گیا جبکہ پری کے قدم زمین میں جکڑ گئے اُسے تو ایک فیصد بھی امید نہیں تھی کہ شاہ اتنی آسانی سے اُسے جانے دے گا۔

\*\*\*\*\*

ڈاکٹر ابہتاج آپ نے بھیو کے سارے ٹیسٹ کر لے ہیں کوئی پروبلم تو نہیں ہو گئی  
 پاکستان جا کر،،، آج دانیال کے فائینل بلیڈ ٹیسٹ تھے جس کی رپورٹ کافی اچھی آئی  
 تھی پر پھر بھی ایان نے یہ سوال کرنا ضروری سمجھا۔ ڈاکٹر ایان آپ فکر مت کریں  
 دانیال شاہ اب بالکل ٹھیک ہیں کوئی پریشانی کی بات نہیں بس آپ انھیں زیادہ سے  
 زیادہ سکون بھرا ماحول پر ووائیڈ کریں باقی سکس منتھ کے بعد سارے ٹیسٹ دوبارہ  
 ہونے پر ان کی پریزنٹ کنڈیشن معلوم ہو جائے گی،،، ڈاکٹر ابہتاج دھیمے سے  
 مسکرائے۔ تھنکس ڈاکٹر اللہ کی ذات کے بعد ہمیں آپ پر پورا بھروسہ تھا۔۔۔ زندگی  
 دینے والی ذات اللہ کی ہے پر آپ بھی وسیلہ بنے ہیں بھیو کی جان بچانے کا،،، ایان کا لہجہ  
 تشکر بھرا تھا۔ مجھے شرمندہ مت کریں ڈاکٹر ایان یہ میرا فرض تھا۔۔۔ ویسے کب کی  
 کلکٹس کنفرم ہوئی ہیں آپ لوگوں کی،،، دانیال اور ایان کے اخلاق سے بہت سے ڈاکٹر  
 متاثر تھے جن میں ایک ڈاکٹر ابہتاج صدیقی بھی تھے انھیں تو ایان کہیں سے بھی امان کا  
 جڑواں نہیں لگتا تھا جس کا کہیں باروہ بر ملا اظہار بھی کر چکے تھے۔ سرکل شام کی اللہ  
 نے چاہا تو پورے رات ہم اپنوں کے ساتھ ہوں گے،،، سب کچھ ٹھیک  
 ہو جانے اور اپنے کے پاس جانے کی خوشی ایان کے لہجے سے ہی معلوم ہو رہی تھی۔  
 ڈاکٹر ایان آپ سے ایک بات پوچھ سکتا ہوں اگر آپ مائنڈ ٹنا کریں تو،،، ڈاکٹر ابہتاج

نے موقعے کی مناسبت کو دیکھتے ایان سے کچھ پوچھنا چاہا۔ جی سر پوچھیں،،، ایان ایک دم سے کو نشیسی ہوا۔ ڈاکٹر امان شروع سے ایسے ہیں یا ااا۔۔۔،،، امان کے نام پر ایان کے چہرے کے بدلتے تاثر نے انھیں اپنا سوال بیچ میں ہی روکنے پر مجبور کر دیا۔ سر جب انسان کا کسی اپنے پر بھروسہ ٹوٹتا ہے تو انسان کچھ پل کے لیے مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے امان کے ساتھ بھی کچھ ایسے ہی مسائل ہیں۔۔۔ شدید محبت ہو یا شدید نفرت انسان کو نقصان ہی پہنچاتی ہے اور اُس کے ساتھ معاملہ محبت سے نفرت کا ہے،،، ایان کا مختصر سا جواب انھیں اپنے سوال کا تفصیلی مفہوم سمجھا گیا۔۔۔



حورین بیٹا آپ کیوں کچن میں لگی ہوئی ہو صائمہ کر لے گی آؤ تم ادھر آ کر بیٹھو،،، فاخرہ ملک نے حورین کو کچن میں ناشتہ بناتے دیکھ نرمی سے ٹوکا۔ ماما میں کہاں کچھ کر رہی ہوں سارا تو صائمہ باجی ہی کام کرتی ہیں میں بس ہیلپ کر رہی تھی،،، حورین کو کوکنگ کا شروع سے شوق تھا پر فاخرہ ملک کے سابقہ رویہ کی وجہ سے ناتواہ کچن میں آتی اور ناہی اموجان اُسے جانے دیتیں مگر اب حالات کچھ اور تھے فرغام کا کیا ہر ایک وعدہ سچ ثابت ہوا تھا اس گھر میں حورین کو جو مان جو عزت فرغام کے حوالے سے ملی تھیں اس



تھی فرغام کے ایک دم کھانسنے پر اس کی طرف متوجہ ہوئی جبکہ ہارون ملک اور فاخرہ اپنے بیٹے کے ڈرامے پہ ہنس پڑے۔ دانیال کے حکم کے مطابق سب ہی گاؤں اس سے پہلے پہنچ رہے تھے اس لیے ہر کوئی اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھا۔ ایک دو ہفتے سے۔۔۔ دماغ خراب ہو گیا ہے کیا کروگی اتنے دن وہاں۔۔۔ بس ہمارے ساتھ جانا اور واپس آ جانا،، فرغام کو تو دانیال کی اس عجیب فرمائش پہ ہی اختلاف تھا بھلا ان لوگوں کو کہاں عادت تھی گاؤں کے ماحول میں رکنے کی ایک دن کی بات تو اور تھی۔ بندہ جیسے تیسے گزارہ کر ہی لیتا ہے پر ایک دو ہفتے رکننا ایسا سیبل۔۔۔ مسٹر فرغام میں وہاں آپ کی مسز بن کر نہیں ارمان شاہ کی بیٹی کی حیثیت سے جا رہی ہوں تو سب سے ملنے ملانے میں ٹائم تو لگے گا ہی منال علی اور خرم انکل سبھی روکیں گے تو پھر میں کیوں تمہارے ساتھ واپس آ کر سب کا پلین خراب کروں،،، حورین نے فرغام کو چڑاتے سب کے پلینز سے آگاہ کیا۔ یعنی کہ آپ سب کے پلینز بنے ہوئے ہیں اور مجھے خبر ہی نہیں لگنے دی،،، فرغام کا گاؤں جانے پر اتنا موڈ خراب تھا کہ مجبوراً علی کو اس سے سب چھپانا پڑا کہیں یہ نا ہو کہ وہ اپنے ساتھ ساتھ باقیوں کا بھی پلین خراب کر دے۔ بھی میرا کوئی خاص ارادہ نہیں تھا رکنے کا پر خرم نے کہا تو مان گیا،،، ہارون ملک نے اپنی ہنسی چھپاتے سارا ملبہ خرم بیگ پر ڈالا۔ خرم انکل کے کچھ زیادہ ہی پلینز

نہیں بننے لگ گے۔۔۔ میرا سسرال انھیں کچھ زیادہ ہی بھا گیا ہے پتا لگانا پڑے گا آخر چکر کیا ہے،،، فرغام کا انداز جاسوسی بھرا تھا جسے دیکھ کر ہارون ملک ہنس پڑے جانتے تھے اب ان کا لاڈلان کے دوست کی جان نہیں چھوڑنے والا۔

\*\*\*\*\*

بھیو چلیں فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے،،، ایان سارا سامان گاڑی میں رکھو اتنا دانیال کو لینے اس کے کمرے میں آیا جہاں وہ بار بار کوئی نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ ایان امان کیوں نہیں آیا ابھی تک تو نے اُس کو جانے کا بتایا تھا کہ نہیں،،، دانیال کے امان کا پوچھنے پر ایان نے سر جھکا لیا۔ بھیو وہ ہمارے۔۔۔ تو اب آرہا ہے ایان ابھی نکلنے کی بات ہی کر رہا تھا جلدی چل،،، ابھی ایان کچھ کہتا کہ عائشہ کے ساتھ امان کمرے میں داخل ہوا۔

بھائی۔۔۔ امان تیرا سامان کہاں ہے،،، دانیال نے اس کے خالی ہاتھوں کو دیکھ کر استفسار کیا جو کچھ کہنے کے لیے الفاظ تلاش کر رہا تھا۔ بھائی میں آپ لوگوں کے ساتھ نہیں جا رہا،،، آخر کار امان نے ہمت کرتے دانیال سے کہہ ہی دیا جو ایک پل کو سب کے چہرے دیکھتا رہ گیا۔ بھیو میں دیکھ لوں کوئی سامان چھوٹا نا گیا ہو۔۔۔ چلو عائشہ،،، اس سے زیادہ ایان میں برداشت نہیں تھی خود کو روکنے کی اسی لیے منظر سے ہی غائب

ہو گیا۔ کیوں۔۔۔ تو نے مجھ سے پرومس کیا تھا نا۔ کیا تو میرے مرنے کا۔۔۔ بھائی  
 پلیز ایسا مت سوچیں،،، دانیال کے لہجے میں لڑکھڑائی تھی ہار جانے کی  
 لڑکھڑائی۔۔۔ اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو میں زندگی بھر خود کو معاف نہیں  
 کر پاتا،،، امان دانیال کو خود سے لگائے ہمت ہار رہا تھا نا جانے یہ اپنے اس کو دوبارہ دیکھنے  
 کو ملیں گے بھی یا نہیں۔۔۔ انسان مٹی کی امانت ہے بھائی میں کیسے اپنی مٹی کو بھول  
 سکتا ہوں میں پاکستان آؤ گا پر اُس وقت جب میں کسی قابل بن جاؤں،،، دانیال کو  
 صوفے پہ بیٹھتے امان خود اس کے قدموں میں بیٹھتا اُسے انتظار سو نہ رہا تھا۔ دانیال  
 ابھی بالکل صحت یاب نہیں ہوا تھا اسی لیے زرا سی دیر میں کیکپائٹ کا شکار ہو جاتا۔ اولاد  
 ہو یا بھائی بہن بہت جلد خود مختار ہو جاتے ہیں۔ پھر انھیں اپنے بڑوں کی ضرورت نہیں  
 رہتی،،، دانیال نے ایان کو دروازے کے باہر کھڑا دیکھ کر ہار مان لی اس کے علاوہ اور  
 کوئی چارہ بھی نہیں تھا کرنی تو امان نے اپنی ہی تھی۔ جلدی پلٹ آنا یہ ناہو کہ اپنی زندگی  
 کی سب سے بڑی خوشی کو ہمیشہ کے لیے ناراض کر بیٹھو،،، عائشہ کا ہاتھ تھامے دانیال  
 کمرے سے باہر نکل گیا۔ کمرے میں دونوں بھائیوں کے باوجود بھی موت جیسی  
 خاموشی تھی۔ جارہا ہے کیا اب بھی نہیں ملے گا مجھ سے نا جانے پھر کب ملاقات  
 ہو،،، امان کی آواز میں چھپی تڑپ سے ایان کے دروازے کی طرف بڑھتے قدم رُک

گئے۔ جب تو گیا تھا کیا تو ملا تھا مجھ سے،،، شکوہ منہ سے نکلا بھی تو کس سے جب ان کے درمیان پھر سے دوری حائل ہو رہی تھی۔ ایک بات پوچھوں کیا تو اپنے ٹوئینی سے زیادہ اس بھائی سے پیار کرتا ہے،،، امان کا سگار شتہ تو صرف اُس کا ایک یہ بھائی ہی تھا جسے وہ اپنی نادانی میں ناراض کر بیٹھا تھا پر اس کی شاہ میر سے محبت اب امان کو کچھتاوے میں گھیر رہی تھی۔ شاہ میر بھائی سے محبت کرنے کی سب سے بڑی وجہ میرا ٹوئینی ہی ہے جب وہ ان سے اتنی محبت کرتا ہے تو میں بھلا کیسے ان سے نفرت کر سکتا ہوں،،، ایان نے مسکراتے امان کو خود میں بھیجا۔ اس بھول میں نارہی کہ میں تجھے سے پاکستان جانے کے بعد سارے رابطے توڑ دوں گا ٹیچ میں رہوں گا تجھ سے آخر تو میرا ٹوئینی ہے،،، امان نے جب اپنا ذہن بنا ہی لیا تھا کچھ بن کر واپس پلٹنے کا تو پھر اس سے ناراضگی برقرار رکھ کر اس کا دل دکھانے کا کیا فائدہ ایک نا ایک دن تو اس نے پلٹ ہی آنا تھا یہی امید لیے ایان پاکستان اپنوں کے پاس جانے کے لیے نکل کھڑا ہوا۔۔۔

\*\*\*\*\*

زینت بی ابھی تک صدقے کے بکرے نہیں آئے۔۔۔ عائشہ کا ابھی فون آیا ہے وہ لوگ ایر فورٹ سے نکلنے لگے ہیں،،، مہر کی جھنجھلاتی آواز پہ رابعہ شاہ دھیمے سے مسکرائیں جو

صبح سے ایک ایک پل بڑی مشکلوں سے کاٹ رہی تھی۔ بٹیا خورشید لینے گیا ہوا ہے آتا ہی ہوگا،،، زینت بی نے حیرت سے جواب دیا بھی کچھ دیر پہلے ہی تو انھوں نے ملازم کو بکرے لانے کا کام سونپا تھا۔ وہ لوگ آ بھی جائیں گے اور یہ مسٹر خورشید نہیں پہنچے گے،،، مہر نے غصے سے کہتے کچن کا رخ کیا۔ مہر بچے انھیں پہنچنے میں ابھی چار پانچ گھنٹے لگے گے آپ فکر مت کرو،،، رابعہ شاہ کو مجبوراً مہر کو ٹوکنا پڑا جو اپنی بوکھلاہٹ میں بے چارے ملازم کی دوڑیں لگوار ہی تھی۔ ممانا کھانا تیار ہے، ناہی مہمانوں کے لیے کوئی انتظام ہوئے ہیں کیسے اور کب ہو گا یہ سب،،، مہر نے رابعہ شاہ کو ملازموں کی کام چوری کی ایک لمبی لسٹ گنوا دی۔ مہر ہم لوگ کس لیے ہیں سب ہو جائے گا آپ کمرے میں جا کر تھوڑا ریست کر لو صبح سے لگی ہوئی ہو،،، منال نے مسکراتے مہر کو تسلی دی جو کافی دیر سے ادھر ادھر کے کاموں میں لگی ہوئی تھی۔ ہاں ہاں بیٹا آپ آرام کرو بچیاں کر لیں گی،،، خرم بیگ جو کچن ٹیبل پہ بیٹھے چائے نوش فرما رہے تھے مہر کو مشورہ دینے لگے۔ آپ یہاں پر کیا کر رہے ہیں آپ کو تو مردانے میں ہونا چاہیے تھا،،، علی کے ساتھ اندر آتے فرغام نے خرم بیگ کی آخری بات ہی سنی۔ میں تو بچیوں سے ملنے آیا تھا تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟،،، خرم بیگ نے چائے کا کپ سائیڈ پہ رکھتے فرغام کو ٹالا جو جب سے گاؤں آیا تھا ان کا سایہ ہی بن گیا تھا۔ ہم اس گھر کے داماد ہیں آرام سے

آجاسکتے ہیں آپ اپنا بتائیں۔ مجھے آپ کی حرکتیں کچھ مشکوک سی لگ رہی ہیں سچ سچ بتائیں کس کو تاڑ رہے تھے یہاں،،، فرغام کی بات پہ خرم بیگ کے ساتھ ساتھ علی بھی فرغام کی اتنی فضول بات پہ سٹپٹا گیا داماد ہونے کے باوجود کبھی اس نے کسی بھی معاملے میں ان سے فری ہونے کی کوشش نہیں کی تھی جبکہ فرغام مجال ہے جو کبھی کچھ سوچ کے بول لے۔ اووو۔۔۔ تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے کسی نے سن لیا تو بے موت مارا جاؤں گا انسان بن۔۔۔ ہر ایک کو اپنا جیسا نا سمجھ،،، خرم بیگ کہتے ساتھ ہی ہارون ملک کی خبر لینے کو نکلے۔ یار انسان بنا کر بابا ویسے ہی یہاں آئیں ہوں گے تو نے بے چاروں کو پریشان کر دیا،،، علی نے سسر کے جاتے ساتھ ہی فرغام کو لتاڑھ۔ بیٹا کوئی تو پر داری ہے میں بھی پتالگا کر ہی دم لوں گا،،، فرغام نے اپنی آنکھوں کو گھومایا مگر سامنے سے آتی اپنی شریک حیات کو دیکھتا اُسے چھیڑنے کا ارادہ لیے وہاں سے کھسک گیا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

آپی۔۔۔،،، مہر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی پریشے کو کھڑکی سے باہر کے مناظر میں کھویا دیکھ پکار بیٹھی۔ پریشے کو پرسوں شام داد گاؤں لے آیا تھا پر تب سے اب تک شاہ

میر نے اس سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا ابھی تھوڑی دیر پہلے بھی پری نے آفس فون کیا مگر ہر بار کی طرح وہ میٹنگ میں ہے یہی سننے کو ملا۔ مہر آؤ وہاں کیوں کھڑی ہو گئی ہوں،،، اپنے سود و ضیاع کا حساب لگاتی پریشے خیالوں سے باہر آئی۔ آپنی آپ نیچے کیوں نہیں آرہیں،،، جہاں دانیال کی واپسی مہر کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھی وہی پریشے کی خاموشی اور اداسی مہر کو غم میں مبتلا کیے جا رہی تھی۔ اپنی اس بہن کو اُس نے کتنا سمجھایا تھا پر کچھ لوگ ہوتے ہیں جنہیں انسانوں سے زیادہ وقت سب کچھ سمجھا دیتا ہے۔ وہ بس میں تھک گئی تھی کبھی اتنا سفر جو نہیں کیا نا،،، پریشے کی آمد سے پہلے ہی حورین لوگ پہنچ گئے تھے اسی لیے پریشے کا ویکم سب نے بہت اچھے انداز سے کیا تھا سب کی محبت کو دیکھ پریشے شرم سے خود میں گڑی جا رہی تھی اس گھر کے بیٹے کے ساتھ اس کا کتنا برا رویہ تھا سب جاننے کے باوجود بھی وہ لوگ اسے اتنا مان اتنی عزت سے نواز رہے تھے کہ پریشے کو ان کا سامنا کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ آپ حورین آپنی سے شرمندہ ہونا؟،،، مہر بہن کے آنسو پونچھتی مسکرا کر بولی۔ مہر تمہیں یاد ہے میرے غصہ کرنے پر امی مجھے کتنا جھاڑتی تھیں پر میں ان کی ڈانٹ کو کبھی سیریس ہی نہیں لیتی تھی۔ اب افسوس ہوتا ہے کاش میں اُس وقت اپنے غصے کو قابو کرنا سیکھ جاتی تو آج مجھے حورین کے سامنے شرمندہ نا ہونا پڑتا،،، پریشے کی بات سنتے باہر کھڑے فرد کے چہرے

پہ مسکرائٹ آگئی۔ آپنی آپ حورین آپنی سے بات تو کریں اس طرح اکیلے کمرے میں  
 بند ہو جانا کہاں کی عقل مندی ہے،،، مہر جانتی تھی کہ اس وقت اس کی بہن کتنی  
 پریشان ہے جس انسان کی توجہ کا محور رہی وہ ہی اس سے لا تعلق ہو گیا تھا جن دوستوں کا  
 ایک دوسرے کے بنا گزارہ نہیں ہوتا تھا آج وہی ایک جگہ جمع ہونے پر بھی دور تھیں۔  
 مہر میں کیسے اس سے بات کروں جس نے مجھے دوست کے بجائے بھابھی مان  
 لیا۔۔۔ ایک بار بھی اس نے مجھے سے بات نہیں کی۔۔۔ یہ تو میری وہی دیوانی حور تھی  
 جس کا میرے بنا ایک پل بھی گزارا نہیں ہوتا تھا پر اب اُسے اپنا بھائی مجھ سے بھی زیادہ  
 عزیز ہو گیا،،، پریشے کی اپنی ہی سوچیں تھیں جس کو سنتے باہر کھڑی منال نے اپنا سر  
 پیٹ لیا جبکہ حورین تننتاتی ہوئی پری کے سر پر پہنچ گئی آخر وہ اتنا بڑا الزام اس کی دوستی پر  
 لگا رہی تھی بھلا وہ کیسے برداشت کرتی وہ تو اپنے بھائی تک سے اس کے لیے لڑ پڑی تھی  
 لیکن پری تو پری تھی نا صرف اپنی سوچ کے مطابق ہی چلتی تھی۔ تم بد دماغ تھی ہو اور  
 آج مجھے یقین ہو گیا کہ تم نے ایسے ہی رہنا ہے،،، پری کے سامنے آتے ہی حورین نون  
 سٹاپ شروع ہو گئی۔ حور۔۔۔ آئی ایم سورری۔۔۔،،، پریشے اپنی دوست کو پرانی  
 جون میں دیکھ اس کے گلے سے لگی رو پڑی۔ ابھی بھی غلط ٹریک پر چل رہی ہو پاگل مجھ  
 سے نہیں میرے بھائی سے سوری کرو کیونکہ ہم تو دوست ہیں ناراض کیسے رہ سکتے

ہیں،،، پری کا چہرہ صاف کرتے حورین نے اُسے پیار سے سمجھایا۔ تمہارا بھائی بہت  
اکڑو ہے مجھے موقع ہی نہیں دے رہا سوری بولنے کا،،، پری نے ان تینوں کے سامنے  
غصے کا اظہار کرنا چاہا پر اس بار اس کے لہجے میں اپنے شاہ کے لیے نفرت نہیں تھوڑی سی  
ناراضگی تھی۔ تم کوئی کم ہو ان سے،،، منال نے پری کو اس کی اکڑیاد دلائی جو ایک بار  
کسی بات پر منع کر دیتی پھر مجال ہے کسی کہ بھی کہنے سے مان جاتی۔ یا پری بھائی موقع  
نہیں دے رہے تو تم نکال لو کوئی پیار بھرا موقع،،، حورین نے شرارت سے پریشے کو  
کہنی ماری۔ تمہیں پتا ہے نا مجھ سے یہ اُلٹی سیدھی حرکتیں نہیں ہوتیں،،، پریشے نے  
سننے ساتھ ہی عجیب سا منہ بنایا۔ دیکھا منال تم نے اس کا ایٹی ٹیوڈ۔۔۔ اوو ہیلو میڈم  
شوہر کو منانے کے لیے پیار بھری حرکتیں ہی کام آتی ہیں۔۔۔ مہر تم ہی کچھ سمجھاؤ اپنی  
اس سر پھری بہن کو،،، حورین کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے ساتھ ساتھ پری کا بھی  
سر پیٹ لے جس کے دماغ میں بھونسا بھرا ہوا تھا۔ ایک آئیڈیا ہے تو میرے پاس اگر  
آپ کو بُرا نا لگے تو،،، مہر بہن کے گھورنے پر تھوڑا ہچکچائی۔ تم اس کو چھوڑو ہمیں بتاؤ اس  
کے آسرے پہ رہی تو میں بڑھی ہو جاؤں گی اپنے بھتیجا بھتیجی کو دیکھنے کے  
لیے۔۔۔ بد تمیز،،، حورین کی ایسی کھلم کھلا گفتگو پہ پری نے بلش ہوتے اسے ایک  
لگائی۔ ایک دفعہ میں نے غلطی سے بھائی اور آپ کی باتیں سنیں تھیں۔۔۔ بھائی آپ کی کو

فینسی سوٹ پہننے پر فورس کر رہے تھے اگر ہم آپ کی کو۔۔۔ کیوں ناہم پری کو دلہن بنائیں،،،، مہر کے آئیڈیے کو بیچ میں اچلتے حورین نے مشورہ دیا۔ دماغ تو خراب نہیں ہو گیا،،، پری سنتے ساتھ ہی بد کی۔ جو تمہاری حرکتیں ہیں نایٹا مجھے اس سے اندازہ ہو رہا ہے تم نے اب تک میرے بھائی کا صرف ضبط ہی آزمایا ہے اور آج میں نند بن کر تمہیں بخشنے والی نہیں چلو شاباش آج میں تمہیں دلہن بنائی۔،،،، حورین کی زبردستی پہ منال اور مہر ہنس پڑیں پر پریشے کی بات نے انہیں ایک دم سے خاموش کر دیا۔ لال رنگ مجھے راس نہیں ہے حور،،، پریشے نے جب جب یہ رنگ پہنا تھا اس کے ساتھ کچھ بُرا ہی ہوا تھا اور اسی نے اس کے دل میں خوف پیدا کر دیا تھا۔ دادو کہتی ہیں لال رنگ سہاگ کی نشانی ہوتی ہے اسی لیے انہوں نے مجھے آج لال رنگ کا سوٹ پہننے کا حکم صادر کیا ہے۔۔۔ آپ بھی پہن لیں آپ،،، مہر نے اپنی بہن کے دل کا خوف محسوس کرتے اپنے کمرے سے جا کر اپنے ہی جیسا لال جوڑا لاکر پری کے ہاتھ میں رکھا۔ پری کو تو ہم پرستی سے باہر نکالنے کے لیے حورین اور منال نے اس کی کافی دیر برین واشنگ کی جب جا کے وہ راضی ہوئی تھی لیکن اسے میک اپ کرنا بھی کسی محاز سے کم نا تھا اور یہ محاز صرف حورین ہی سر کر سکتی تھی اسی لیے منال اور مہر ان کی تکرار سے بچتیں دوسرے کمرے میں چلی گئیں۔

\*\*\*\*\*

بس کریں ماما کیا مجھے ان آنسوؤں میں بہانے کا ارادہ ہے،،، رابعہ شاہ کو گلے لگے آنسو بہاتا دیکھ دانیال نے چھیڑا۔ الٹی سیدھی بکواس نا کر یہاں ہم سب کی جان سوکھے پتے کی طرح ہو گئی تھی،،، نانو نے پیار بھری ایک دھپ لگائی جواب ماں کے آنسو صاف کر رہا تھا۔ بیگم صاحبہ ہم سب بھی انتظار میں کھڑے ہیں،،، افضل شاہ نے کہتے ساتھ ہی اپنے پیچھے اشارہ کیا جہاں واقعی سب ایک قطار میں کھڑے تھے۔ کیسے ہیں آپ بابا،،، باپ کا شفیق چہرہ دیکھ دانیال کی آنکھیں نم ہو گئیں آپریشن کے ٹائم غنودگی میں جاتے جاتے بھی اس کے زبان پہ اپنے باپ کے لیے اللہ سے معافی کی التجا تھی۔

آہہ۔۔۔ تجھے اپنے سامنے دیکھ کر اب ٹھیک ہوں،،، افضل شاہ سے ملنے کے بعد دانیال ایک ایک کر کے خاندان کے سبھی مرد حضرات سے ملتا اپنی گڑیا کے پاس آیا جو آج بھی چہرہ اچھکائے آنسو بہانے میں مصروف تھی۔ آآ آ ماشا اللہ میرے شہزادہ،،، زینبہ کے چہرے سے نظر ہٹاتے دانیال نے اس کی گود سے عدن کو لیا جو اُسے دیکھ کر قلقاریاں بھر رہا تھا۔ اپنے اس ماموں کو معاف کرنا میں تجھے تیرا گفٹ نہیں دے سکا،،، عدن کے ساتھ زینبہ کو بھی بازوؤں میں بھرتا دانیال افسردہ ہوا۔ تو تم نے منع

کر دیا آنے سے امان۔۔۔ کوئی بات نہیں مجھے اب تمہاری ضرورت بھی نہیں۔۔۔ میں اپنے بیٹے کو بنا تمہارے بھی پال سکتی ہوں،،، ایک پل کے لیے زینہ کا دل رُکا تھا مگر اگلے ہی پل اس نے خود کو مضبوط بنایا۔ کیسی ہے میری گڑیا،،، خود پہ قابو پاتے دانیال نے زینہ کی نگاہوں میں دیکھتے اپنی بات کا اثر جانے کی کوشش کی۔ بہت سٹرونگ بالکل شاہ میر بھائی جیسی،،، اپنے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتی زینہ مسکرائی۔ ویسے شاہ ہے کہاں مجھے لگا تھا کہ وہ سب سے پہلا ہو گا جو مجھے گلے لگائے گا پر ملنا تو دور کی بات موصوف سرے سے ہی غیب ہیں،،، جان سے پیاری بیوی کی طرف ایک مسکرائٹ اچھالتے دانیال نے پریشے اور حورین کو دیکھ کر پوچھا جو خود لا علم تھیں۔ میں کہہ رہا ہوں چھوڑو ہمارے سردار کو،،، داد کی چنگھاڑتی ہوئی آواز کے ساتھ پولیس کا ایک ریلو حال کمرے میں داخل ہوا جن کے بیچ فراز بھی شامل تھا۔ شاہہ۔۔۔ بھائی۔۔۔ یہ خون۔۔۔،،، شاہ میر پر نظر پڑتے ہی ایک کہرام مچ گیا جو خون آلود کپڑوں میں ہاتھ میں ایک کپڑے کا گولا سا اٹھائے پولیس والوں کے بیچ کھڑا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

فراز یہ کیا بد تمیزی ہے تم شاہ کے ساتھ۔۔۔،،، دانیال اور ایان دیکھتے ساتھ ہی شاہ



استعمال کر سکتا ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں میں نے عورت کا مقام ایک جوتی کے برابر دیکھا مرد کو سب پہ حکومت کرتے دیکھا۔۔۔ آج میرا غرور بھی اسی مقام پہ ٹوٹے گا۔۔۔،،، شاہ میر نے اپنی خاندانی حویلی پر سراٹھا کر ایک نظر ڈالی جس کی فرسودہ روایتوں نے جانے کتنوں کی جان لی تھی۔ تم نے کہا تھا نا تم مجھے جھکاؤ گی دیکھو میں آج بنا تمہارے کہہ خود جھک گیا۔۔۔ آج میں نے اپنے بیٹے کا بدلہ لے لیا پری۔۔۔ مار دیا میں نے اُس انسان کو۔۔۔،،، پریشہ ساکت بیٹھی شاہ میر کے ہلتے لب دیکھتی رہی اس کی آواز اس کے کانوں میں آرہی تھی پر دماغ کچھ سمجھا نہیں رہا تھا۔ تمہارے بابا کو نہیں لاسکتا اگر تم چاہو تو میرے بابا کو اپنا سمجھ سکتی ہوں،،، اکبر شاہ کی سسکیاں شاہ میر کو صاف سنائی دے رہی تھیں پر وہ کسی کو بھی اپنے نزدیک آنے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔ انسپیکٹر میں کہہ رہا ہوں نا ہمارے سردار کو چھوڑ دو نہیں تو انجام کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔۔۔،،، بابر کے ساتھ شاہ میر کے چار پانچ وفادار ملازم ایک ساتھ آگے بڑھے قریب تھا کہ وہ علی فرغام اور ایان کے ساتھ مل کر پولیس والوں پہ جھپٹ پڑتے شاہ میر کی آواز نے ان سب کے قدم زمین سے جکڑ دیے۔ تم میں سے کوئی آگے نہیں آئے گا۔۔۔ میرے جانے کے بعد گھر دانیال اور ایان کے جبکہ گاؤں دادا الہی کے ذمے ہو گا۔۔۔ میں سردار شاہ میر آج سے اس گاؤں کی

بھاگ دوڑ داد الہی کے ہاتھوں میں دیتا ہوں۔۔۔،،، شاہ میر نے بس اتنا کہا اور فرار کے ہاتھ سے ہتھکڑی لگواتا باہر نکل گیا مگر جاتے ہوئے وہ پلٹ کر دیکھنا بھولا جہاں اس کی پری ایک نو مولود بچے کو تھامے ہارے انداز میں اُسے جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

حال

گڈ مورنگ بابا۔۔۔ میں ابھی آپ کو ہی بولانے جا رہی تھی ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا تھا۔۔۔،،، کیری کوٹ میں لیٹے تین ماہ کے نائل کو ملازمہ کو پکڑاتے حورین نے ڈائینگ روم میں داخل ہوتے ہارون ملک کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ آہا۔۔۔ ہمارا ناشتہ کیا ٹھنڈا ہونا یہ سڑے وے کور نفلکس ٹھنڈے ہوں یا گرم ذائقہ تو ایک ہی رہتا ہے مزہ تو ان خستہ خستہ پراٹھوں کا ہے دیکھ کر بندے کے منہ میں پانی آجائے،،، گزرے وقت نے ہارون ملک کی جان پہ کافی بیماریوں کا بوجھ ڈال دیا تھا جن میں سرفہرست بلڈ پریشر اور کولیسٹرول کا بڑھنا تھا جس کی وجہ سے ہارون ملک کو پریہیزی کھانا کھانا پڑتا۔ ٹیبیل پہ سبجے ناشتے کو دیکھ ہارون ملک نے کمرے میں اپنی شریک حیات کو ڈھونڈنا چاہا جن کی موجودگی میں ایسی چیزوں کو کھانا تو دور دیکھنے پر بھی

پابندی تھی۔ باباجانی پلیز آپ کا بلڈ پریشر کل بھی بہت ہائی تھا ماما کو پتہ چل گیا تو آپ کے ساتھ ساتھ میری بھی کلاس ہو جائے گی،،، ہارون ملک کو پراٹھے کی پلیٹ اپنی طرف کھسکاتے دیکھ حورین نے روکنا چاہا۔ بیٹا فاخرہ کو کون بتائے گا بس آپ رازداری رکھو۔۔۔ بہت خوب ہارون صاحب مجھے آپ سے ایسی ہی امید ہے۔۔۔،،، دروازے پہ کھڑے فاخرہ ملک کو خود کو گھورتے دیکھ ہارون ملک ایک دم سے گڑ بڑائے۔ ماما آئیں بیٹھیے میں آپ کے لئے ناشتہ لے کر آتی ہوں بیٹا میرا بھی سڑا ہوا کار نفلکس لے آنا۔۔۔،،، کچن میں جاتے حورین نے اپنے پیچھے ہارون ملک کی آہ بھرتی آواز سنی اور مسکرا دی۔ بیٹا ہمارے شہزادے ابھی اٹھے نہیں،،، حورین کے ہاتھ سے باؤل لیتے ہارون ملک کو اپنے لاڈلوں کی کمی محسوس ہوئی۔ بابا ابھی وہیں سے تو۔۔۔ حوری۔۔۔،،، اس سے پہلے کے حورین جواب دیتی فرغام کی آواز پہ حورین نے ہارون ملک اور فاخرہ ملک کو ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو لیس جاگ گئے۔

\*\*\*\*\*

فرغام اٹس ٹوچ۔۔۔،،، الاحمر ولا میں صبح کا آغاز ہوتے ہی حورین کی دوڑ شروع ہو جاتی بظاہر تو ہر کام کے لیے دو دو نوکر موجود تھے پر فرغام کو اپنے ہر کام کے لیے

حورین کی موجودگی لازم تھی ہر ایک منٹ بعد حورین کے نام کی پکار پڑتی جس پر اکثر حورین جھنجھلا جاتی۔ یار تمہیں جب کہا ہے دس دفعہ کہ جب تک ہم ریڈی ناہو جائیں تم ہلا مت کیا کرو یہاں سے تو پھر کیوں بار بار نیچے سلامی پیش کرنے جاتی ہو،،، بالوں سے ٹپکتے پانی کو حورین پر جھٹکارتے فرغام نے اس کا غصے سے بھرا چہرہ دیکھ مزا لیا۔ تم دونوں باپ بیٹوں نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔۔۔ صبح باپ اپنے پیچھے میری دوڑ لگواتا ہے تو سارا دن اس نواب کی فرمائشیں ہی نہیں ختم ہو رہی ہوتیں۔۔۔ اب ایک اور بار مجھے آواز دے کر بلوایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔،،، بستر پہ پوستی پڑے اپنے بڑے بیٹے کے اوپر سے کمر بکھینچتے حورین نے دونوں باپ بیٹے کی طبیعت صاف کی۔ جانِ فرغام صبح کا آغاز پیار بھری باتوں سے کرنا چاہیے تم اپنے پینڈو بھائی کی طرح صبح صبح چیخنے کھڑی ہو جاتی ہو۔۔۔ ہمارا بیٹا ہم سے پیار محبت نہیں سیکھے گا تو کیا پڑوسیوں کے گھر پر نظر عنایت ڈالے گا،،، حورین کے ہاتھ سے کمر بکھینچتے فرغام نے اپنے لاڈلے کو دیکھا جو آنکھیں ملتا باپ کو گھور رہا تھا مقصد یہ باور کروانا تھا کہ اور آوازیں دیں اپنی مسز کو لے کر نیند خراب کر دی۔ ایک نمبر کے فضول انسان ہو تم مانی۔۔۔،،، فرغام کا اُس کے بھائیوں کو گاؤں کے حوالے سے پینڈو کہنے پر حورین نے اُسے ناراضگی سے دیکھا۔ ماما میرے ڈیڈ فضول نہیں کول ہیں میری طرح۔۔۔ اوو و جیو میرے

شیر۔۔۔۔۔،،،،، واشروم میں جاتے جاتے حارب نے لقمہ دینا ضروری سمجھا۔  
 اوففف،،،،، حورین پیر پختی کمرے سے باہر نکل گئی ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ فرغام کو کوئی  
 کچھ کہے اور حارب سن لے چاہے وہ اُس کی مم ہی کیوں ناہو۔ فرغام کتنا ہی حورین کو  
 تنگ کر لے پر کبھی اسے خود سے ناراض نہیں ہونے دیتا تھا جہاں لگتا کہ اب حورین کی  
 برداشت ختم ہو گئی ہے فوراً سے شریف انسان بن جاتا۔ ابھی بھی حارب کو جلدی سے  
 ریڈی کرتا نیچے کی اور بھاگا۔ جہاں اس کی حورے بریک فاسٹ پہ اس کا ویٹ کر رہی  
 تھی۔



گوڈ مارنگ دادو دادی ماما۔۔۔،،، حارب کے ڈائینگ روم میں آتے ہی ہلچل سی مچ گئی  
 وہ تھا ہی ایسا حورین کو جتنے معصوم اور سیدھے سادھے بچے اچھے لگتے تھے حارب اتنا ہی  
 شرارتی تھا ہر وقت کسی ناکسی شرارت میں مصروف۔ بعض اوقات حورین اپنا سر تھام  
 کر رہ جاتی پتا نہیں کس پہ چلا گیا تھا فرغام کا سارا بچپن اُس کے سامنے گزرا تھا پر حارب تو  
 اس سے بھی چار ہاتھ آگے تھا۔ ہر دم اپنی منوانے والا مجال ہے جو کسی کی مان لے اور  
 مزاج وہ تو ساتویں آسمان پہ چڑا رہتا تھا۔ میرا شہزادہ،،،،، ہارون ملک نے حارب کو اپنے

بازوں میں بھرتے بوسہ دیا اور اپنے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھایا جو کسی ٹائم میں اُن کے لاڈلے یعنی فرغام کی تھی پر اب اُس پہ حارب کا حق تھا۔ اوھوووو۔۔۔ دادو شہزادہ اولڈ فیشن ہے میرے لیے کچھ کول سا ہونا چاہیے۔۔۔،،، حارب کو اپنا یہ طرزِ مخاطب کچھ خاص پسند نہیں تھا ہر بار کی طرح آج بھی سن کر ناک منہ بنانے لگا۔ بیٹا آپ کے دادو بھی تو اولڈ ہی ہیں۔۔۔،،، اپنے ٹپ ٹپ رہنے والے سو برس سے ڈیڈ کو دیکھتے فرغام نے شرارتی لہجے میں کہا جس پر ہارون ملک نے سرد آہ بھرتے اپنے باؤل کی طرف اشارہ کیا۔ حورین مجھے تمہیں بتانا نہیں یاد رہا کل پریشے کا فون آیا تھا شاید تمہارا فون اوف تھا اسی لیے مجھے کیا تمہارا اور بچوں کا پوچھ رہی تھی فارغ ہو کر کال بیک کر لینا بیٹا،،، اپنے آشیانے کو مسکراتا دیکھ فاخرہ ملک کو اچانک پریشے یاد آئی۔ اوکے مم ڈیڈ شام میں ملاقات ہوگی۔۔۔ چلو حارب،،، پریشے کا نام سنتے ہی ٹیبل پہ پھیل جانے والی خاموشی کو فرغام نے اٹھتے ہوئے توڑا۔ مسز باہر تک چھوڑنے نہیں آئیں گی،،، حورین کو خاموش کرسی پر بیٹھے دیکھ فرغام نے اس کے کندھے پر تسلی بھرا ہاتھ رکھا۔ حورین کی عادت تھی چاہے کتنی بھی بیزی ہو فرغام اور حارب کو گاڑی تک چھوڑنے لازمی جاتی تھی۔ تم جاؤ مانی میں نائل کو دیکھ لوں کہیں اٹھنا گیا ہو،،، حورین نے فرغام کو ٹالا۔ حورین بیٹا اپنے اندر وسعت پیدا کرو۔ پریشے کو ہم سب کی بہت ضرورت ہے ماں کا غم کیا ہوتا ہے تم

اس سے انجان ہو گیا،،، پریشے کے ذکر پر حورین کی خاموشی اور فرغام کا بنا کوئی سوال کیے چلے جانا ہارون ملک کو بہت بُرا لگا پریشے کو انھوں نے اپنے ہاتھوں سے بیاہہ تھا اسی لیے وہ اس کی کثیر سگی بیٹیوں کی طرح ہی کرتے تھے۔ باباجان کیسے معاف کر دوں اُسے اس کی بے جا ضد نے اُس سمیت ہم سب کو توڑ دیا۔۔۔،،، حورین کو اندازہ نہیں تھا کہ کبھی ہارون ملک اور فاخرہ ملک میں سے کوئی پریشے اور حورین کے بیچ خاموش ناراضگی کو لے کر اُس سے باز پرس بھی کر سکتے ہیں اسی لیے ناچاہتے ہوئے بھی تلخ ہو گئی۔ پانچ سال کوئی کم عرصہ نہیں ہوتا باباجان۔۔۔،،، جھکاسر ہاتھ میں ہتھکڑی اور دامن پہ بدنامی کا داغ لیے کھڑا اپنا بھائی، لوگوں کی نظروں میں تماشہ بنے اپنے گھر والے کیا کچھ نہیں یاد آ گیا تھا حورین کو اس وقت۔ اس کا غم بڑا ہے کیونکہ وہ عورت ہے اس لیے سب اُس کا خیال رکھیں اور وہ انسان جو صرف اس کی وجہ سے پانچ سال سے جیل میں قید سڑ رہا ہے اُس کا کسی کو خیال نہیں،،، حورین کی پریشے کے ساتھ ناراضگی وقت کے ساتھ طول پکڑ رہی تھی شروع میں تو سب نے نظر انداز ہی کیا پر حمیدہ بانو (پریشے کی ماں) کی فوتگی پہ جب حورین نے گاؤں جانے سے صاف انکار کر دیا تو سبھی نے اپنے اپنے طور پہ اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔ شاہ میر نے جو کیا وہ غلط تھا بیٹا اپنے بیٹے کے بدلے کی خاطر کسی معصوم کو یتیم کر دینا کہاں کی عقلمندی ہے اور

اس سب میں بھلا پریشے کا کیا قصور،،، ہارون ملک کو شاہ میر سے اس بے وقوفی کی امید نہیں تھی جس کا وہ برملا اظہار بھی کرتے تھے لیکن اب جوان کی اپنی بہو بے وقوفی کر رہی تھی اُس کا انھیں ضرور کوئی نا کوئی حل نکالنا تھا۔ بھائی کی ہر بات پہ انھیں کل کا طعنہ مارنا اپنے ساتھ ہوئے کو بار بار دھرانا، ان کی غلطی پہ انھیں پریشترائیز کرنا اپنے بیٹے کی موت کا قاتل ٹھہرانا کیا وہ غلط نہیں تھا بابا،،، نادانی میں کی گئی غلطیاں پریشے کے گلے کا طوق بنتی جا رہی تھیں جس کا احساس اُسے خود سے زیادہ دوسرے دلار ہے تھے۔ اور انھی لوگوں میں حورین کا شمار بھی ہوتا تھا جو یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھی کہ پری نے شاہ میر کے لیے اپنا دل بدل لیا تھا۔ بابا کم از کم میں تو پریشے کو معاف نہیں کر سکتی اور مجھ سے آپ اور فرغام کی ایسی امید لگانا بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔۔۔،،، اپنی بات سے ان دونوں میاں بیوی کے چہرے پہ چھائی افسردگی دیکھتے حورین وہاں سے ہٹ گئی۔۔۔ تمہیں کیسے سمجھائیں بیٹا یہ زندگی نفرتوں کے لیے بہت چھوٹی ہے میں نہیں چاہتا جس طرح میرا دوست میری نفرت سہتا اس دنیا سے چلا گیا اور میرے لیے پچھتاوے چھوڑ گیا کہیں تم بھی نا اس پچھتاوے میں گہر جاؤ۔۔۔،،، ہارون ملک کی آنکھیں اپنی ہی طرح کی ایک نادان دوست کو دیکھتے نم ہو گئیں۔۔۔

\*\*\*\*\*

رانی، رجو۔۔ کہاں ہیں یہ سب،، ایک ہاتھ میں بیگن اور دوسرے ہاتھ میں اوور کوٹ  
تھامے عائشہ ایان نے حویلی کے سناٹے کو محسوس کرتے ملازماؤں کو آوازیں دیں۔  
رشیدہ کہاں ہیں سب ملازمائیں،، ہال کمرے سے بھاگ کر نکلتی ملازمہ کو دیکھ کر عائشہ  
نے پوچھ گچھ کی۔ وہ چھوٹی بی بی سب بڑی مالکن کے کمرے میں ہیں ان کا آج موڈ  
خراب ہے ناجی تو سب انھی کے کمرے میں جمع ہیں،، ملازمہ نے اپنی پھولی ہوئی  
سانسوں میں رُک رُک کر جواب دیا۔ پھوپھو کا موڈ خراب ہے پر ابھی تو میری ان سے  
بات ہوئی ہے ٹھیک تھیں وہ،، عائشہ کو سن کر تعجب ہوا۔ دادی ماں بزرگی کو چھیلتیں  
اپنے کمرے تک ہی محدود ہو کر رہ گئیں تھیں عمر کا تکاڑہ اور کچھ دل پر لگے زخموں نے  
انھیں بالکل ہی لاغر کر دیا تھا تبھی رابعہ شاہ کو حویلی کی بھاگ دوڑ سمجھانی پڑی جنھیں  
ایان کی طرح عائشہ بھی پھوپھو ہی بلاتی تھی۔ تم ایسا کرو گاڑی میں کچھ سامان ہے بچوں  
کا وہ لے آؤ،، عائشہ کچھ سوچ کر بچوں کے کمرے کی اور بڑھ گئی۔ جب میں نے کہا تھا  
آپ سے کہ یہاں سے کوئی کہی نہیں جائے گا تو پھر آپ باہر گئیں تو گئیں  
کیسے،، دروازہ کھولنے پر جو منظر عائشہ کو دیکھنے کو ملا اُس نے اس کے تھکان زدہ چہرے

پر مسکرائٹ بکھیر دی۔ اُس کی دیکھنے میں معصوم بر بلا کی تیز نیاں میڈم اپنے ننھے سے  
 قد کو اونچا کرنے کی غرض سے ٹیبیل پر چڑھی ہوئی تھی اور بچاری ملازما میں سر جھکائے  
 کھڑیں تھیں۔ بڑی مالکن معافی چاہتی ہوں آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا میں آپ  
 کے لیے ناغٹ بنانے گئی تھی،،، ایک ملازمہ کی باریک سی آواز کمرے میں گونجی۔  
 اوففف۔۔۔ ناغٹ نہیں ہوتا ننگٹس ہوتا ہے۔۔۔ سٹوپڈ،،، اپنے گول مول سا ہاتھ  
 سر پہ مارتے اس نے ملازمہ کے لہجے پر افسوس کیا۔ معاف کر دیں بڑی مالکن،،، اپنے  
 ساتھ کی کھنچائی ہوتا دیکھ کمرے میں ساری ملازماؤں کی دبی دبی ہنسی کی آواز ابھرنے  
 لگی۔ میں معاف نہیں کرونگی جانتی ہو تم نے کس کا حکم ٹالا ہے پر نیاں شاہ  
 کا۔۔۔ سردار شاہ میر کی بیٹی کا۔۔۔،،، نیاں کے لہجے میں تفاخر بھرا ہوا تھا جو عائشہ کو  
 شاہ میر سے پہلی ملاقات کرتے ہر انداز سے جھلکتا ہوا نظر آیا تھا۔ نوٹ  
 آگین۔۔۔ نیاں۔۔۔،،، عائشہ نیاں کو اس کے انداز پر سرزش کرنے کے ارادے سے  
 آگے بڑھی۔ آچیسی۔۔۔ کیسی ہیں آپ،،، عائشہ پہ نظر پڑتے ساتھ ہی نیاں میڈم  
 ٹیبیل سے چھلانگ لگا کر اتری اور بھاگ کر اُس کے گلے لگ گئی۔ میری شہزادی میں  
 بالکل ٹھیک ہوں لیکن لگتا ہے آپ کچھ غصے میں ہیں،،، عائشہ نے اسے کے گالوں پہ  
 پیار کرتے اس کی ناک دبائی۔ جی ہاں میں بہت غصے میں ہوں،،، نیاں نے اپنے

مسکراتے چہرے پہ فوراً سے غصے بھرا تصور دیا۔ پر اس غصے کی کوئی وجہ بھی تو ہو،،، عائشہ نے کمرے کے پھیلاؤ کی طرف اشارہ کیا جس کی کوئی بھی چیز جگہ پہ نہیں تھی۔ ویسے تو یہ کمرہ پلے روم کے لیے بنایا گیا تھا پر زینہ کے روم کے ساتھ ملحق ہونے کی وجہ سے یہ عدن کے استعمال میں ہوتا تھا اور یہاں زیادہ تر اسی کی چیزیں ہوتیں تھیں۔ آپ کو پتا ہے آج کا دن ہی بہت بُرا ہے۔۔۔ زینی بوئی عدن کو اپنے ساتھ لے کر گئیں مجھے نہیں۔۔۔ میری فیورٹ ڈریس آرن نہیں کی کسی نے۔۔۔ آپ نہیں تھیں تو کسی نے مجھے ڈلشیز لچ نہیں بنا کر دیا۔۔۔،،، نیاں نے چھوٹی سے چھوٹی غلطی بھی بہت بڑی کر کے بتانا شروع کر دی جیسے عائشہ کی غیر موجودگی میں اس کے ساتھ بہت نا انصافی ہوئی ہو۔ اور یہ سارے سٹوڈنٹس مجھے کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔۔۔،،، نیاں نے اپنے غصے کا اظہار ہاتھ میں پکڑی ڈول سے سامنے کھڑی ملازمہ کو مار کر کیا۔ یہ کیا ہو رہا ہے یہاں پہ۔۔۔،،، ملازمہ کے چہرے پہ گڑیا لگنے اور کمرے میں نسوانی زور دار آواز نے سب کو ساکت کر دیا۔ زینہ۔۔۔ بووو۔۔۔ وہ میں ان سب کو۔۔۔،،، کمرے کے دروازے پر کھڑی شخصیت کوئی اور نہیں بلکہ زینہ امان شاہ تھی جس کی بارعب شخصیت اسے حویلی کی تمام خواتین سے ممتاز ظاہر کرتی تھی سرزش کرنے کا انداز ایسا کہ بنا الفاظ کے آنکھیں ہی سامنے والے کے دل میں خوف پیدا

کر دے۔ اُسے دیکھ کر کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کہ یہ وہی زینبہ شاہ ہے جو لوگوں کے  
 سامنے سے کتراتی تھی جسے حویلی میں ہنسنے بولنے سے لے کر باہر آنے جانے تک کی  
 پابندی تھی۔ وقت سب سے بڑا استاد ہوتا ہے یہ عبارت زینبہ شاہ پہ فٹ ہوتی تھی  
 دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جس طرح زمان شاہ کے مرنے پر شاہ میر نے ان کی جگہ  
 سمجھا کر بہت سے لوگوں کی امیدیں ریزہ ریزہ کی تھیں اسی طرح شاہ میر کی  
 غیر موجودگی کو بھرنے میں زینبہ شاہ کا بہت بڑا فردار تھا۔ رشیدہ کیا ہوا ہے یہاں  
 میرے جانے کے بعد،،، نیاں کی بات کو نظر انداز کرتے زینبہ نے غصے سے استفسار  
 کیا۔ وہ۔۔۔ زینبہ بڑی مالکنسن۔۔۔ کون بڑی مالکن۔۔۔،،، نیاں کو اپنی بھوری  
 آنکھوں کی زد میں رکھتے زینبہ نے بات کاٹی۔ زینبہ آپ فریش ہو جائیں پھر۔۔۔ عائشہ  
 بچوں کی بے جا فیوران کے آگے کے لیے بگاڑ لاتی ہے ایک بار غلطی کے بعد کیا اب  
 دوبارہ ہمارے پاس کوئی گنجائش بچتی ہے،،، نیاں کو سفید پڑتاد بیکھ عائشہ نے مداخلت کی  
 پر زینبہ کے جملے کی گہرائی کو سمجھتے اُسے خاموش ہونا پڑا۔ پر نیاں۔۔۔ ادھر آئیں،،،  
 نیاں کی بہت سی شرارتیں زینبہ کو گراں گزرتیں پر ہر بار حویلی کا کوئی نا کوئی فرد نیاں کو  
 بچا لیا کرتا تھا دانیال شاہ کی تو نیاں میں جان بستی تھی محبت کا ایسا عالم کہ اُس کی غلطی پر  
 خود زینبہ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے مجبوراً زینبہ کو خود پہ کنٹرول کرنا پڑتا پر

آج نا تو دانیال شاہ موجود تھے اور نا ہی ایان اسی لیے نیاں کو اپنی جان سوکھتی ہوئی  
محسوس ہو رہی تھی۔ آج کے بعد اگر آپ نے کسی بڑے کے ساتھ مس بی ہو کیا تو مجھ  
سے بُرا کوئی نہیں ہوگا،، نیاں کے کان کو پکڑتے زینبیہ نے اُسے وارن کرنا چاہا اُس کے  
لیے اتنی سی سزا ہی کافی تھی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں آنسو جمع ہونے شروع ہو گئے  
جسے دیکھتے دروازے میں چھپا فرد بے چینی سے بول پڑا۔ ممانیاں میرو کی بیٹی ہے تو سب  
ملازموں کا فرض بنتا ہے اس کا حکم ماننا،، نا جانے عدن کب سے کھڑا سب سن رہا تھا  
ماں کو زینبیہ کو ڈانٹتا دیکھ ہمت کر کے بول پڑا۔ شٹ آپپ۔۔۔ اب اگر تم دونوں کے  
منہ سے میں نے ایسی کوئی بکواس سنی تو دونوں کی خیر نہیں میرے ہاتھوں پر نیاں اپنی  
مما کے پاس جاؤ اور دوبارہ مجھے عدن کے کمرے میں نظر مت آنا۔۔۔ آپ سب بھی  
جائیں اور اپنا اپنا کام کریں،،، زینبیہ کے کہتے ہی کمرے میں ایک دم سے کھلبلی مچ گئی اور  
سیکنڈ میں پورا کمرہ خالی ہو گیا صرف عدن سرخ چہرے لیے ماں کو دیکھنے لگا جو کمرے کی  
چیزیں جگہ پر رکھ رہی تھی۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

سفیہ آپ یہاں کیا کر رہی ہیں میں منع بھی کر کے گیا تھا آپ کو،،،، ہاتھ میں کھانے

کے شاپر ز اٹھائے خرم بیگ جیسے ہی گھر میں انٹر ہوئے کچن سے آتی ملازمہ کی باتوں کی آواز سے انھیں اپنی بیگم کی وہاں موجودگی کا اندازہ ہو گیا۔ اللہ نے جن کا نصیب جوڑا ہوتا ہے وہ زندگی کے کسی بھی موڑ پر مل جاتے ہیں خرم بیگ کو سفیہ کا ساتھ اس وقت نصیب ہوا جب وہ ان کے ملنے کی امید تک ہار بیٹھے تھے۔

خرم میں پہلے سے بہتر ہوں اور آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں کہ رات کے کھانے پہ بچے آرہے ہیں میں کچھ بنا ہی لیتی،،،، خرم بیگ کے ہاتھ سے شاپر ز پکڑتے سفیہ بیگم نے شکوہ کیا۔ واقعی ہارون ملک نے اپنے دوست کی بے بنیاد سائیڈ نہیں لی تھی خرم بیگ نے ثابت کر کے دیکھا تھا کہ وہ اپنے وعدوں میں کتنے سچے ہیں۔ اسی لیے نہیں بتایا بیگم صاحبہ آپ کا کیا ہے آپ نے تو کمر کس کے کچن میں کھڑے ہو جانا تھا،،، عمر کا تکاڑہ تھا یا ساری زندگی کی مسلسل جدوجہد کہ اب ہر سکون ہونے کے باوجود وہ زیادہ طرح بیمار رہنے لگیں تھیں اور اس وقت خرم بیگ ان کی پٹی سے لگ جاتے۔۔۔ آخر وہ ان کی خاموش دل سے مانگی دعا تھیں۔۔۔۔ مجھے یہ بتائیں یہ مخبری کی کس نے ہے میں نے تو منع کیا تھا،،، خرم بیگ نے انجان بنتے چہرے پر سوچ ظاہر کی۔ منحنے۔۔۔ اُسے میرے ہاتھ کی کھیر کھانی تھی۔۔۔ پر آپ کے نابتانے کی وجہ سے میں اپنی بچی کے لیے

بنا ہی ناپائی،،، سفیہ کے لہجے میں افسوس جھلکتا صاف محسوس ہو رہا تھا۔ تمہارے ہاتھ کے کھانے تو منال کو بھی بہت پسند ہیں کبھی اُس کی پسند بھی پوچھ لیا کرو سفیہ،،، تیس سال پہلے منال ہی کی خاطر خرم بیگ کو ناصر ہارون ملک سے اپنی دوستی بلکہ سفیہ بیگم کو اپنانے کی خواہش سے بھی دستبردار ہونا پڑا تھا۔ حورین اور فرغام کی بدولت وہ اپنی خواہش کو پانے میں کامیاب تو ہو گئے پر ان کے دل کو منال کی طرف سے صاف نہیں کر پائے۔۔۔ راشدہ۔۔۔ زرا کچن دیکھ لینا میری میڈیسن کا ٹائم ہو رہا ہے،،، ان دونوں کے بیچ جب بھی منال کا ذکر ہوتا وہ خاموشی اختیار کر لیتی تھیں۔ اب بھی موضوع سے بچنے کے لیے میڈیسن کا بھانہ کرتی کمرے میں چلیں گئیں۔ سفیہ تین سال ہو گئے ہیں تمہیں اس بچاری سے بے گانگی برتے نا جانے کب تمہارا دل اس کے لیے نرم ہو گا۔۔۔ میری دل سے خواہش ہے کہ جس طرح حورین نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے منال کو معاف کر دیا ہے تم بھی کر دو کمرے میں ٹہلتی سفیہ بیگم کو دیکھ کر نا جانے کیوں خرم بیگ ناچاہتے ہوئے بھی اسی موضوع کو چھیڑ بیٹھے جن سے وہ بچنا چاہ رہی تھیں۔ خرم اگر میں نے اُسے معاف نا کیا ہوتا تو آپ سے رشتہ کبھی نا جوڑتی۔۔۔۔۔ پر اپنے رویے کو لے کر میں بے بس ہوں،،، کبھی کبھی انھیں بھی منال کی خاموش نظریں شکوہ کرتی محسوس ہوتی تھیں جیسے ان سے کہہ رہی ہوں گناہ گار تو

میری ماں تھی پر مجھے کس جرم کی سزا دے رہی ہیں آپ۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

پر نیاں بیٹا کیا ہوا ہے آپ رو کیوں رہی ہو،، پریشے نماز سے ابھی فارغ ہی ہوئی تھی کہ دوڑ کر آتی پر نیاں اس کے گلے لگ کر رونے لگی۔ پریشے زیادہ تر وقت اپنے کمرے میں ہی گزارتی تھی لوگوں میں بیٹھنا ان سے ملنا تو اس نے کب کا چھوڑ دیا تھا دانیال، ایان اور زینبہ شاہ ان پانچ سالوں میں پریشے کے لیے ایک ایسی دیوار ثابت ہوئے تھے کہ خاندان تو کیا حویلی میں سے بھی کسی کی ہمت تک نہیں ہوتی تھی پریشے شاہ میر سے کسی بھی متعلق باز پرس کرنے کی صرف ایک حورین ہی تھی جس نے اپنی ناراضگی اپنی خاموشی سے سب پر ظاہر کی تھی۔ بوئی بہت گندی ہیں ماما بہت زیادہ،، نیاں ایک ہی بات کی تکرار کرتی روئے جا رہی تھی۔ بری بات ہے بیٹا ایسے نہیں کہتے،، زینبہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ڈانٹنے کی عادت سے پریشے اچھے سے واقف تھی اُسے یہی لگا کہ نیاں کی شرارت پہ اس نے اسے ڈانٹ دیا ہے اور وہ دانیال کی غیر موجودگی میں اسے شکایت لگا رہی ہے۔ ممانہوں نے میری انسلٹ کی وہ بھی سب ملازماؤں کے سامنے۔۔۔ میں آج کے بعد ان سے بات نہیں کروں گی آئی ہیٹ ہر،، پر نیاں کا اتنی

بد تمیزی سے بولنا پریشے کو غصہ دلا گیا۔ پر نیاں میں نے آپ کو دس مرتبہ سمجھایا ہے، ہم سب ایک جیسے ہیں تو پھر یہ ملازمہ کیا ہوتا ہے سب کے اپنے نام ہیں آپ باجی یا آنٹی بھی تو کہہ سکتی ہو،،، پریشے نے اچھی خاصی چھاڑ پلائی پر پر نیاں کی شکل پر اس کی ڈانٹ کا زرا برابر اثر ہوتا نظر نہیں آیا۔ ممداد سب ہمارے گھر کام کرتی ہیں ہماری نو کرانیاں ہیں اور میں سردار شاہ میر کی بیٹی ہوں ہمارا اور ان کا کیا کمپیریزن،،، پر نیاں نے اکڑتے ہوئے کہا۔ پر نیاں تمیز کے دائرے میں رہیں آپ۔۔۔،،، پر نیاں کی فرائے بھرتی آواز کو پریشے کے ہاتھوں کے سخت دباؤ نے روکا جو اس کے بازوؤں میں گڑھ گئے تھے۔ ممداد۔۔۔،،، پریشے کی اتنی سی سختی بھی پر نیاں کو منظور نہیں تھی شکوہ بھری نگاہوں سے ماں کو دیکھنے لگی۔ بیٹا ایسی بات نہیں کرتے ادھر دیکھو میری طرف،،، پریشے کو جیسے ہی اپنی سختی کا احساس ہوا فوراً سے اسے اپنی بانہوں میں بھیجا۔ اچھا مجھے بتاؤ عدن آ گیا ہے،،، پریشے نے اپنے لہجے میں پیار سموتے اس سے پوچھا تاکہ اپنے غصے کا اثر ختم کر سکیں۔ جی۔۔۔،،، نیاں نے ایک لفظ پر اکتفا کیا،،، پر نیاں ممداد ناراض ہو جائیں گی آپ سے اگر آپ نے اب میری طرف نہیں دیکھا تو،،، پر نیاں کا جھکا سر دیکھ کر مجبوراً پریشے کو ناراضگی کی دھمکی دینی پڑی۔ آپ بھی مجھ سے ناراض ہو جائیں ممداد۔۔۔ مجھ سے تو سب ہی ناراض ہیں۔ کوئی مجھ سے پیار ہی

نہیں کرتا،،، آنسو بھری آنکھوں سے نیاں کا اتنا کہنا پریشے کو تنٹا گیا بے چینی سے اپنی  
 بانہوں میں بھرتی اسے اپنے پیار کا یقین دلانے لگی۔ آہم مہم اچھا جی یہ بات ہے یار عدن  
 ہم دونوں تو نیاں سے بہت پیار کرتے ہیں پر لگتا ہے اُسے ہمارے پیار کا یقین ہی  
 نہیں۔۔۔،،، عدن نے ایان کے کانوں تک ساری رپورٹ پہنچاتے جیسے اپنا فرض  
 پورا کیا اور اب مزے سے دروازے پہ کھڑا مسکراتے ہوئے چوکلیٹ کا ڈبہ اسے  
 دیکھا رہا تھا۔ آچو کیا فائدہ ہوا مجھے ماما کو روکنے کا اچھا ہوتا میں ماما کے کہنے پہ بوڈنگ  
 چلا جاتا،،، عدن نے چہرا لٹکاتے درپردہ نیاں کو اپنے ناجانے کی خوش خبری دی۔ عدن  
 اور نیاں کا ہر وقت کا ساتھ اور زرا زرا سی باتوں پہ عدن کا نیاں کی فیور کرنا زینہ کو  
 انجانے ڈر میں گھیر رہا تھا اسی ڈر کو جڑ سے ختم کرنے کے لیے ہی تو وہ اپنے بچے کو خود  
 سے دور بھیجنے پہ راضی ہوئی تھی پر یہاں اس کی ایک ناچل سکی اسی لیے مجبوراً اسے  
 عدن کو واپس پرانے سکول میں ڈلوانا پڑا۔،،، کیا عدی تم بوڈنگ نہیں جا رہے نیاں سنتے  
 ساتھ ہی خوشی سے اچھل پڑی۔،،، پاگل میں تمہیں چھوڑ کر کیسے جاتا تم تو میری بیسٹ  
 فرینڈ ہونا اور بیسٹ فرینڈ ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں نیاں کو واپس اپنے جون میں دیکھ عدن  
 بھی سکون میں آ گیا ورنہ اس کو اس بات کا اتنا دکھ تھا کہ اس کی ماما کی وجہ سے نیاں کی  
 سب کے سامنے انسلٹ ہوئی ہے۔،،، یا ہو وو۔۔۔ او یا ہو کے بچے میرا بھی تو بتا کہ میں

نے تیری ماما کو منایا ہے،،، ایان اور پریشے نے مسکراتے ہوئے چہرے دیکھ کر سکون محسوس کیا آخر یہ دونوں ہی تو اس گھر کی رونق تھے۔ آچو عدی یو آردی بیسٹ،،، نیاں خوشی کے مارے ایان کے گلے لگ گئی۔،،، پر آچو ایک مسئلہ ہے بوئی نے مجھے عدی کے روم میں آنے سے منع کیا ہے،،، نیاں نے چہرے پہ ایسے پریشانی ظاہر کی جیسے کوئی بہت پیچیدہ مسئلہ ہو۔ نوپر و بلم میں آجاؤ گا تمہارے اور پری ماما کے روم میں پری ماما تو ہمیں منع نہیں کریں گی نا،،، عدن نے منٹوں میں نیاں کے مسئلے کا حل پیش کیا۔ چلو اب فٹافٹ آپ کی آچی آپ دونوں کے لیے گفٹ لائی ہیں۔۔۔

یےےےےے۔۔۔،،، ایان کا اتنا کہنا تھا کہ دونوں کمرے سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ بھابھی آپ زینی کی باتوں کو دل پہ مت لیں عائشہ نے مجھے سب بتا دیا تھا میں اس سے بات کروں گا ایان نے دھیمی آواز میں کہا اور بچوں کے پیچھے نکل گیا۔ شاہ۔۔۔ تم نے سنی اپنی بٹی کی باتیں۔۔۔ تمہارا خون ناہو کر بھی وہ ہو بہو تمہارے جیسی ہے پر میں اُسے سردار شاہ میر جیسا نہیں بننے دوں گی وہ صرف میرے شاہ جیسی بننے کی اپنوں کا احساس کرنے والی اپنوں کے لیے خود کو قربان کرنے والی،،، شاہ میر کی تصویر پر ہاتھ پھیرتے پریشے نے خود سے وعدہ کیا۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

نانو۔۔ میں آگئی۔۔،، گاڑی کے رکتے ہی منحنہ آوازیں دیتی اندر آتے ہی اموجان کے بازوؤں میں چھپ گئی۔ منحنہ میری جان،،، منحنہ کو خود سے لپٹائے سفیہ بیگم نے رافع کے لیے بھی اپنی پر شفیق بانہیں کھولیں۔ اسلام و علیکم امو کیسی ہیں آپ،،، اپنے دونوں بچوں کو لاڈ کرتے دیکھ علی اور منال نے اندر آتے ہی سب پر سلامتی بھیجی۔ اللہ کا شکر ہے بیٹا تم سناؤ دو بیٹی کا ٹور کیسار ہا،،، علی کا اپنے دوستوں کے ساتھ لگا یا بزنس ترقی کی منازل پہ پہنچ گیا تو سب نے مشترکہ بزنس کو علیحدہ کرنے کا فیصلہ کیا سب کی دعاؤں اور نصیب سے علی جو کام شروع کرتا وہ کافی پھیلتا اسی لیے اس نے دوسرے ممالک میں بھی اپنا بزنس سٹیبلش کرنا شروع کر دیا تھا۔ ناپو چھیں کچھ اتنا تنگ کیا ان دونوں بہن بھائی نے وہاں جاتے ساتھ ہی آپ کی یاد کی رٹ لگائی ہوئی تھی،،، اموجان کی بات کا جواب منال کی طرف سے آیا پر اس کا رخ خرم بیگ کی اور تھا جیسے ان کی بات کا جواب دے رہی ہو۔ امو منحنہ نے تنگ کیا ہے میں نے بالکل بھی ماما پاپا کو تنگ نہیں کیا،،، رافع نے فوراً اپنی پوزیشن کلیئر کی۔ بھیا آپ نے مجھ سے پرومس کیا تھا آپ میری شکایت نہیں لگاؤ گے نانو کو،،، منحنہ کو ویسے بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ رونے کی

عادت تھی رافع کو منہ بسور کر دیکھنے لگی۔ اوپس سوری۔۔۔،،، رافع نے یاد آنے پر  
 جھٹ سے دونوں کان پکڑے۔ میں اب آپ سے بات نہیں کروں گی۔۔۔ آپ نے  
 میرا پرومس توڑا ہے،،، منخہ نے اپنی ناراضگی ظاہر کی۔ منخہ میری جان بھیا سوری  
 کر رہے ہیں آپ معاف کر دو۔۔۔۔۔ جب کوئی معافی مانگے اُسے فوراً معاف  
 کر دینا چاہیے،،، اموجان کی بات ایسی تھی یا انھیں اپنی ہی بات خود کا مزاق اڑاتی ہو  
 محسوس ہوئی اور انھوں نے منال کو چور نظروں سے دیکھا مگر اُسے اپنی ہی طرف دیکھتا  
 پا کر نظریں چرا گئیں۔،،، نانو مجھے آپ اور نانا ابو سے کچھ پوچھنا ہے کیا میں پوچھ سکتی  
 ہوں،،، رافع سے صلہ ہوتے ہی اسے کچھ یاد آیا۔ ہماری پرنسز جو پوچھنا چاہتی ہے پوچھ  
 سکتی ہے،،، منخہ کے گالوں پہ پیار کرتے خرم بیگ نے اسے اپنی گود میں بیٹھایا۔ شاہ میر  
 کون ہیں،،، رافع کی طرف شرارتی نظروں سے دیکھتی اپنے نانا سمیت سب کو سن  
 کر گئی جبکہ رافع جزبہ ہو کر رہ گیا۔ آپ کو یہ نام کس نے بتایا،،، خرم بیگ کے ساتھ  
 بیٹھے علی نے حیرت سے بیٹی کو دیکھا وہ تو کبھی پری یا حویلی کے کسی فرد سے ملی ہی نہیں تو  
 اسے شاہ میر کا کیسے پتا۔ وہ۔۔۔ پاپا میری ڈائری میں پڑھا ہے منخہ نے،،، اس سے پہلے  
 کوئی منخہ کو کچھ کہتا رافع نے سچ بات بتادی کیوں کہ وہ اس بات سے واقف تھا اور اسی  
 نے منخہ کو کسی بڑے کے سامنے یہ نام لینے سے منع کیا تھا پرنسز منخہ نادان رافع کو ڈانٹ

پڑوانے کے خیال سے انجانے میں سب کو رنجیدہ کر گئی۔ رافع پر آپ نے۔۔۔ نانو وہ میرے آئیڈیل ہیں اگر وہ ناہوتے تو آج ماما میرے ساتھ ناہوتیں۔۔۔ میں چاہ کر بھی انھیں بھول نہیں سکتا،،، خرم بیگ کو منع کرتا دیکھ رافع نے اپنے دل میں شاہ میر کے لیے موجود عزت کا اظہار کیا۔ رافع کچھ نہیں بھولا تھا اسے سب یاد تھا اپنی ماں کے لیے شاہ میر کا گولی کھانا اور ہتھکڑی پہنے پولیس والوں کے ساتھ جانا۔ اس واقعے کے فوراً بعد علی منال اور رافع کو شہر واپس لے آیا تھا اور ان کے درمیاں اس بات کا ذکر بھی نہیں ہوا تھا پر رافع کے تیز دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی تھی۔ ماما۔۔۔ آپ پھر کہاں ہوتیں،،، منخہ کو صرف یہی ایک بات سمجھ آئی اور اسی پہ وہ روہانسی ہو گئی۔ ادھر آؤ میری گڑیا۔۔۔،،، شاہ میر میرے دوست کا بھتیجا اور آپ کی حوری خالا کے بھائی ہیں۔۔۔ وہ بہت بریو ہیں اسی لیے آپ کے یہ رافع بھیا جو کسی سے امپریس نہیں ہوتے پر ان کے فین ہیں کیونکہ انھوں نے آپ کی ماما اور بھیا کی مدد کی تھی منخہ کے آنسو پونچھتے خرم بیگ نے آدھا سچ اور آدھا جھوٹ بولا۔،،، پر اب وہ کہاں ہیں نانا ابو،،، منخہ کے لیے وہ لوگ فیورٹ بن جاتے جو اس کی ماما اور خاص کر اس کے لوینگ برادر کو پسند ہوتے تھے آخر اس کی زندگی انھی کے گرد گھومتی تھی۔ وہ باہر کے ملک ہوتے ہیں بیٹا آپ ایک دن ان سے ضرور ملو گی چلو اب ہم آپ کو آپ کا گفٹ

دیکھتے ہیں،،، خرم بیگ نے اس کے کسی اور سوال سے بچنے کے لیے اس کا دماغ اپنے لائے گفٹ کی اور کیا اور اس کا ہاتھ تھامے کمرے کی اور چل دیے جبکہ سفیہ بیگم پہلے ہی کھانے کا انتظام دیکھنے اٹھ گئیں تھیں۔ ماما شاہ میرا نکل پری خالا کے، میسنڈ بھی تو ہیں نانا ابو نے منہ کو یہ کیوں نہیں بتایا،،، رافع کی سوچ ابھی بھی شاہ میر کے گرد ہی گھوم رہی تھی۔ رافع وہ بھول گئے ہوں گے،،، منال نے اسے ٹالنا چاہا۔ واقع آپ سب پری خالا کو بھول چکے ہیں،،، اس کے شکوہ کرتے لہجے پر منال ملال میں گھیر گئی سچ ہی تو کہا تھا اس نے سب اپنی اپنی زندگی میں مصروف اسے تو بھول ہی چکے تھے -

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانیال مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے،،، ان پانچ سالوں میں مہر کی یہ عادت چاہ کر بھی دانیال بدل نہیں پایا تھا اسے جب دانیال سے کچھ منوانا ہوتا تو وہ پہلے دس چکر دانیال کے سامنے کمرے کے کاٹی کہ کیسے بات شروع کرے اور جب تھک جاتی تو ہاتھوں کو رگڑتے اُس کا پہلا فقرہ یہی ہوتا۔ آپ کو اپنے آگے پیچھے چکر کاٹنا دیکھ میں سمجھ تو گیا تھا کہ ہماری مسز کچھ کہنا چاہ رہی ہیں،،، لیپ ٹوپ کو آف کرتے اس نے اپنی پوری توجہ مہر کی طرف کی اتنا تو وہ اپنی بیوی کو سمجھ چکا تھا کہ اپنی بات پرائٹیشن ناملے تو وہ بات ہی

گول کر جاتی ہے اور دانیال نہیں چاہتا تھا کہ اُس کے کسی بھی رویے سے ہرٹ ہو کر مہر اُسے کہنے کی بجائے اپنی بات دل میں ہی رکھ لے۔ دانیال آپ بینکاک جا رہے ہیں،،، مہر کو عادت تو نہیں تھی کسی کی باتیں سننے کی پر کل لائبریری کے سامنے سے گزرتے اس کے کانوں میں دانیال کی باتیں پڑ گئیں جب وہ اپنے پی اے کو بینکاک جانے کے متعلق آگا کر رہا تھا۔ آپ کہتی ہیں تو نہیں جاتا اور کچھ،،، مہر کو بازوؤں کے گھیرے میں قید کرتے دانیال نے اس کی جھکی آنکھوں پہ بوسہ دیا جو اس خیال سے شرم سار تھیں کہ دانیال کیا سوچے گا اس کے بارے میں کہ وہ چھپ کے اس کی باتیں سنتی ہے۔ اگر جاننا ضروری ہے تو آپ چلیں جائیں۔۔۔،،، دانیال کی قربت میں تو ویسے ہی مہر کو بولنا دشوار لگتا تھا سونے پہ سہاگا اس کے پیار بھرے مظاہرے مہر کو اس کی اور دیکھنا دو بھر ہو گیا۔ مسز آپ کو تو روکنا بھی نہیں آتا۔۔۔ میرے پیچھے اداس رہ سکتی ہیں مجھے ہر وقت یاد کر سکتی ہیں پر مت جاؤ یہ دو لفظ نہیں بول سکتیں،،، ایک بیٹے کی ماں ہونے کے باوجود اپنی زر اسی قربت میں مہر کی ایسی حالت دانیال کو سرشار کر دیتی تھی۔ دانیال جتنا اظہار کے معاملے میں شاہ تھا مہر اتنی ہی کنجوس۔ آپ ایک ہفتے بعد چلیں جائیں،،، مہر کو بات پلٹنا دیکھ دانیال دھیرے سے مسکرایا۔ کیوں کیا خاص ہے اس ہفتے میں،،، دانیال جان بوجھ کر انجان بنا۔ آپ بھول گئے فرا بیڈے کو پر نیاں کی برتھ

ڈے ہے آپ نہیں ہوں گے تو جانتے ہیں نا وہ کتنی سیڈ ہو جائے گی،،، مہر کاری ایکشن اتنا فاسٹ تھا جیسے اُسے پورا یقین ہو کہ دانیال کو پر نیاں کی برتھ ڈے بھول گئی ہے۔ میری جان کی برتھ ڈے مسز اور میں بھول جاؤ ایم پو سیبل اگلی فلائٹ سے واپسی کے آڈرز ہیں ہیڈ کوارٹر سے،،، دانیال نے مسکراتے ہوئے فون کی طرف اشارہ کیا جس پر کل ہی نیاں میڈم نے سختی سے جلدی آنے کا حکم دیا تھا۔ دانیال کی رہائش بزنس کی وجہ سے شہر تھی پر گاؤں کی ہر ایک بات سے وہ ایان سے پہلے باخبر ہوتا وجہ اس کی ننھی سی کوئیک سروس تھی جو ہر بات پریشے سے پہلے اپنے با سے سنیر کرتی پھر چاہے زینی کی شکایت ہو یا ملازمہ کی نافرمانی جو کہ باقول اس کے اس کے ساتھ زیادتی کرتی تھیں۔ دانیال آپ کو پتا ہے مجھے لگتا تھا کہ آپ بھی پری آپی کو قصور وار سمجھتے ہیں پر میں غلط تھی آپ آپ اور پر نیاں کا مجھ سے زیادہ خیال رکھتے ہیں۔۔۔ تھنکس آپنی کو سمجھنے کے لیے،،، شاہ میر کے جیل جانے کے بعد اس بات کا ڈر مہینوں مہر کے دل میں رہا تھا لیکن دانیال کو پری اور نیاں کی کئیر کرتا دیکھ آہستہ آہستہ یہ ڈر جاتا رہا۔

ماضی۔۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں ناتم سے مجھے اندر جانے دو جانتا ہے تمہارا انسپکٹر مجھے،،، اتنے لوگوں کی موجودگی اور شاہ میر کے شکستہ انداز نے دانیال کو روکے رکھا پر

جیسے ہی پولیس کی گاڑی شاہ حویلی سے نکلی دانیال داد اور بابر کے سپرد سب کو کرتا ان کے پیچھے چل پڑا۔ پر سر۔۔۔ حولد ار آنے دو،،، دانیال کی آواز فرراز کو اپنے کیمین میں باآسانی پہنچ رہی تھی اس کی طبیعت کے پیش نظر فرراز کو اس کا سامنا کرنا پڑا۔ ایسا کیوں کیا فرراز،،، حولد ار کی موجودگی کو نظر انداز کرتا دانیال اندر آتے ساتھ ہی فرراز پہ چڑ دوڑا۔ شاہ کسی کو مار نہیں سکتا۔۔۔ اگر اس نے جمال چوہدری کو مارنا ہی ہوتا تو اُسے اگلے دن ہی مروا چکا ہوتا،،، فرراز کا کالر تھا مے دانیال نے اپنی بات پی زور دیا جس کو فرراز بھی سچ مانتا تھا۔ دانیال میری بات۔۔۔ مجھے صرف سچ سننا ہے۔۔۔ میں جانتا ہوں تو کبھی اُسے ان سلاخوں میں قید نہیں کر سکتا۔۔۔ میرے پیچھے ایسا کیا ہوا ہے مجھے کچھ تو بتاؤ نہیں تو میرا دماغ سوچ سوچ کہ پھٹ جائے گا،،، دانیال کو بہت اچھے سے اپنی کنڈیشن معلوم تھی پر اس ٹائم اسے فرراز سے سچ نکلوانا تھا اسی لیے اپنی صحت کی پروانا کرتے چیخنے لگا۔ دانیال ریلیکس یار۔۔۔ کیسے ریلیکس ہو جاؤ میرا بھائی جو میری تکلیف پہ مجھ سے زیادہ تڑپ اٹھتا ہے آج اس جگہ پہنچ گیا تو کہہ رہا ہے ریلیکس رہوں،،، دانیال کا لہجہ بے بسی لیے ہوا تھا۔ تجھے اس بات کا دکھ ہے کہ آج دنیا شاہ کو قاتل کہہ رہی ہے پر تو میرا غم دیکھ جس نے ناچاہتے ہوئے بھی آج اپنے بے گناہ دوست کو قاتل ثابت کر دیا،،، فرراز کی بات نے دانیال کے شک پر مہر لگادی۔

فراز۔۔۔،،، دانیال کو اس بات پہ یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ فرار شاہ کا دوست ہو کر اسے دغا دے سکتا ہے اس مصیبت میں اُسے کھڑا کر سکتا ہے۔ کیوں کیا تو نے ایسا کس نے کہا کرنے کو میں جان سے مار دوں گا اُسے،،، دانیال کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ فرار کا سر پھاڑ دے جو سر جھکائے کھڑا نا جانے کیا سوچ رہا تھا۔ صرف شاہ کے کہنے پر۔۔۔،،، دانیال کو لگا کہ اُسے سننے میں کچھ غلطی ہوئی ہے شاہ بھلا خود کہ ساتھ ایسا کیوں کرے گا پر دماغ میں ہوتی سوچوں کی کھلبلی نے اسے زمین سے جکڑ دیا۔

سیم زدہ درو دیوار تاریکی میں ڈوبا ماحول کسی بھی انسان کے حواس منٹوں میں سلب کر دے جتنی وحشت سلاخوں سے ڈھکی ان دیواروں میں تھی ان سے کہیں زیادہ ان سلاخوں میں قید ہوئے انسانوں کی آنکھوں میں جھلک رہی تھی۔ نا جانے اس سے ایسا کون سا گناہ ہو گیا ہے جس کی یہ ہر وقت معافی ہی مانگتا رہتا ہے،،، ایک سیل کے آگے فرار کے قدم رک گئے جہاں کوئی شخص سجدے کی حالت میں تھا جسے دیکھ کر دانیال کی آنکھیں نم ہوں گئیں۔ (تم سے کتنی مرتبہ کہاں ہے کم از کم نمازِ جمعہ ہی پڑھ لیا کرو ہر وقت گیمز میں ہی لگے رہتے ہو،،، آٹھ سالہ بچے کا تنبھی کرتا انداز۔۔۔۔۔ میرے پاس سب کچھ ہے اور نماز تو وہ لوگ پڑھتے ہیں جنہیں اللہ سے کچھ چاہیے ہو،،، ٹی وی

سکرین پر نظر آتی اپنی کار کو تیزی سے بھگاتے نو سالہ بچے نے جواب میں کہا۔ تمہیں کس نے ایسا کہا ایسا کچھ بھی نہیں ہے میری ٹیچر کہتی ہیں نماز سب کو ہر حال میں پڑھنی چاہیے،، آٹھ سالہ بچے نے دوسرے کی نفی کرتے اپنی بات پر زور دیا۔ اچھا میری بات غور سے سنو اور اس کا جواب دو۔۔۔ تمہارے بابا کو جب پیسے چاہیے ہوتے ہیں تو وہ تم سے کیا کہتے ہیں۔۔۔،، بڑے بچے نے گیم بند کرتے چھوٹے بھائی کو اپنے پاس بیٹھایا۔ بابا کہتے ہیں کہ اللہ سے دعا کرو،، چھوٹے بچے کا جواب اسی کی طرح معصومانہ تھا۔ اور جب تم بیمار ہوتے ہو تو تمہاری ماما کیا کہتی ہیں،، بڑے بچے کے چہرے پہ مسکرائٹ تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔۔۔ پر میری ٹیچر نے کہا تھا ہمیں نماز پڑھنی چاہیے اور تمہیں پتا ہے نماز ہمیں سکون دیتی ہے یہ بھی ٹیچر نے بتایا تھا،، چھوٹا بچے کے انداز میں اپنی ٹیچر کی بات کو سچ ثابت کرنے کی ایک امید تھی اسی لیے نماز کے بارے میں جو کچھ اُسے اپنی ٹیچر کا کہا یاد تھا ایک ایک کر کے گنوانے لگا۔ اوکے اوکے تم ٹھیک کہہ رہے ہو،،، چھوٹے بچے کی آنکھوں میں پانی دیکھ بڑے نے فوراً سے ہارمانی۔ تو پھر تم نماز پڑھو گے نا،، بچے نے امید سے پوچھا۔ ہاں۔۔۔۔۔ جب مجھے کہیں سے سکون نہیں ملے گا اس دن میں ضرور نماز پڑھوں گا،،، اس شخص کو دیکھ دانیال کے کانوں میں اپنی اور شاہ کی آوازیں گونجی۔ فراز میں نے کہا تھا نا تم سے میں کسی سے

ملنا نہیں چاہتا چلے جاؤ یہاں سے،،، جب تک شاہ میر نے نماز پوری نہیں کی وہ دونوں وہی موجود رہے۔ فراز تم جاؤ میں کسی نہیں ہوں جو اس کے کہنے پہ چلا جاؤ،،، دانیال نے آنکھوں میں بے بسی لیے خود سے پیٹھ موڑے کھڑے شاہ میر کو دیکھا۔ دانی چلا جا یہاں سے میں تیرے سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا،،، دانیال کی یہاں موجودگی سے شاہ میر گھبرار ہا تھا ایان اور امان سے کوئی بات چھپانا شاہ میر کے لیے مشکل نہیں تھا پر دانیال کو شاہ کے اندر تک جھانکنے کا فن معلوم تھا اور اپنی بے بسی وہ اس پہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جواب تو تب مانگتا اگر جو تیرے دل سے انجان ہوتا۔۔۔ زندگی اور موت کی جنگ لڑ کر آیا ہوں مڑ کر ایک بار گلے بھی نہیں لگائے گا،،، دانیال کو اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ شاہ میر نے اگر پہلے کچھ نہیں بتایا تو وہ اب بھی اپنی اس حرکت کی وضاحت نہیں دے گا۔ دانی تو ٹھیک ہے نا،،، دانیال کی بات اور انداز ایسا تھا کہ شاہ میر کو خود سے کیا عہد توڑنا پڑا۔ شاہ تو بھی امان جیسا نکلا۔۔۔ صرف پری کا سوچا ہمارا نہیں اس کی خاطر تو نے یہ جیل۔۔۔،،، شاہ میر کے اعتراف جرم کے بعد قانون نے شاہ میر کو جمال چودھری کا قاتل قرار دے دیا تھا جب کہ سچ اس کے برعکس تھا جمال کی موت کا ریکسٹرنٹ سے ہوئی تھی لیکن اس بات کا کوئی آئین شائد نہیں تھا شاہ میر نے ہی اس کی موت اور جائے وقوع کے بارے میں معلومات فراز تک

پہنچائیں اور اس ایکسیڈنٹ کو قتل ثابت کرنے پر فورس بھی شاہ میر نے ہی کیا تھا یہی ساری سچائی فراز نے دانیال کو بتادی تھی۔ نہیں دانیال میری یہاں موجودگی اس کے لیے نہیں صرف اپنے لیے ہے میں تھک چکا ہوں ضمیر کے اس بوجھ سے سوچا تھا پری سے شادی کر لوں گا تو کفارہ ادا ہو جائے گا اپنے گناہ کا پر میں تو اور اذیت میں گھیر گیا دانی۔۔۔،، شاہ میر کے لہجے میں برسوں کی تھکان محسوس کی جاسکتی تھی۔ شاہ اور پری کے رشتے میں سب کچھ ٹھیک نہیں اس بات کا اندازہ تو گھر کے سبھی کو تھا پری شاہ اندر ہی اندر کھل رہا ہے یہ بات تو کسی کو بھی محسوس نہ ہو سکی۔ تو بھابھی سے معافی بھی تو مانگ سکتا ہے شاہ وہ معاف کر دیں گی۔۔۔،، دانیال کے دل میں ایک امید جاگی اگر پری کے معاف کرنے سے شاہ اپنا بیان واپس لے لیتا ہے تو اس کو بچانا آسان ہو جائے گا۔ تجھے کیا لگتا ہے وہ اب بہت خوش ہیں تیرے یہاں ہونے سے ان کو انصاف مل جائے گا کیا،، شاہ میر کے جیل جانے کے بعد پری کی حالت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں تھی دانیال بھی یہی چاہتا تھا کہ گھر والوں کی حالت کا سن کر شاہ کو اپنے غلط فیصلے کا احساس ہو جائے کہ خود کو تکلیف میں گھیر کر وہ سب کو دکھی ہی کر رہا ہے بھول جائے سب کچھ نکل آئے اپنے ضمیر کے بوجھ سے۔ تو مجھے جس سے معافی مانگنے کا بول رہا ہے جانتا ہے وہ کون ہے میری۔۔۔،، شاہ میر کا ساری باتوں کے جواب میں اتنا ٹھنڈاری

ایکشن دانیال کو مایوس کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ارادوں سے بھی آگاہ کر گیا۔ عورت کا دل بہت نرم مٹی سے بنایا گیا ہے دانیال۔ وہ اپنے اوپر ہوئی ہر زیادتی کو مرد کی ایک مسکرائٹ کے لیے معاف کر دیتی ہے بھول جاتی ہے اپنی تکلیف جو مرد کے ہاتھوں اُس نے سہی کیونکہ اس نے گھر بسانا ہوتا ہے مرد کے بنا عورت کا معاشرے میں کوئی مقام نہیں یہی ایک سوچ اُسے اپنے حق کے لیے لڑنے سے روکتی ہے۔۔۔ پری بھی ایک عورت ہے شاید میرے معافی مانگنے پہ وہ پل نا لگائے اور سب بھلا دے پر اس کے بعد کیا میں اس سے نظریں ملا پاؤں گا دانی۔۔۔،،، بہت مشکل ہوتا ہے اپنی غلطی ماننا خاص کر اس انسان کے لیے جس نے کبھی خود کو غلط سمجھا ہی نا ہو۔ شاہ میر کو اپنی غلطی کا مدد اور کرتا دیکھ دانیال کو اس پر فخر ہوا۔ ہر غلطی کی معافی ہوتی ہے پر کچھ گناہ ایسے ہیں جن کی صرف سزا ہے معافی نہیں۔۔۔ جانتا ہوں یہ سزا میرے ساتھ پری بھی بھگتے گی۔۔۔ اگر میں ان سلاخوں کے پیچھے قید ہوں تو اس کی گھٹن پری کو کھلی ہو میں بھی محسوس ہوگی،،، شاہ میر نے جیل کے چاروں اور دیکھا جہاں سانس لینا بھی دشوار لگ رہا تھا۔ پر شاہ ہم۔۔۔،،، دانیال کی اسے منانے کی امید امید ہی رہی اور شاہ نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔ نیا رشتہ وقت مانگتا ہے دانی میرے اور پری کے رشتے کے لیے یہ وقت بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے اختتام پہ ایک امید

ہے۔۔۔ ملن کی امید۔۔۔

حال۔۔۔

دانیال آپ کہاں گم ہیں،،، دانیال کی مسلسل خاموشی پر مہر کو ایسا محسوس ہوا کہ دانیال کہیں اور ہی گم ہے جبھی اس کا بازو ہلاتے زور سے بولی۔ نہیں بس کچھ سوچ رہا تھا۔۔۔ تم بتاؤ پر نیاں کو کیا گفٹ دیا جائے،،، دانیال نے اپنے دماغ کو جھٹکا اور حال میں آیا۔ اوففف۔۔۔ ڈیر ہسبنڈ میں بھی تو اتنی دیر سے آپ سے یہی پوچھ رہی ہوں آپ پتا نہیں کس کے خیالوں میں گم تھے،،، مہر نے اپنے سر پہ ہاتھ مارتے گفٹ کے متعلق دانیال کو بتایا جو وہ نیاں کے لیے سلیکٹ کر چکی تھی۔ تم کیا جانو مہر اس کا خیال تو مجھے ہر وقت رہتا ہے،،، دانیال صرف مہر کے ہلتے ہونٹ ہی دیکھ پایا کیونکہ اس کا دماغ تو ابھی بھی شاہ میر کی طرف ہی تھا۔

\*\*\*\*\*

پری بھا بھی،،، زینہ کچن کے دروازے میں کھڑی پریشے سے بات کرنے کی خود میں ہمت پیدا کر رہی تھی۔ آؤ زینہ کیا لوگی ناشتے میں مجھے بتادو میں بنوادیتی ہوں،،، بچوں ک لچ بوکس تیار کرتے پریشے نے مصروف سے انداز میں زینہ کو جواب دیا۔ زینہ کوئی

پریشانی ہے کیا،، اپنی بات کے جواب میں زینہ کی خاموشی کو محسوس کرتے پری ہاتھ روکے اس سے پوچھنے لگی۔ وہ مجھے آپ سے ایکسیوز کرنا تھا۔۔۔ کل میں نے پریناں کو کچھ زیادہ ہی ڈانٹ دیا تھا،، ہاتھوں کو مسلتے زینہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ تمہاری بھتیجی تم نے ڈانٹا اس سب میں میں کہاں سے آگئی،، پریشے نے بات کو اتنا سیریس ہی نہیں لیا۔ مجھے لگا کہ آپ کو بُرا لگا ہے اسی لیے آپ رات کھانے پہ نہیں آئیں،، زینہ نے غصے میں پریناں کو ڈانٹ تو دیا تھا پر اس کا ناراضگی میں کھانے سے بائیکاٹ کرنا اور پری کا بھی بنا کھانا کھائے سو جانا زینہ کو مضطرب کر گیا۔ تمہارا ڈانٹنا نہیں اس کا تم سے بدظن ہو جانا مجھے افسردہ کر گیا تھا زینہ،، زینہ کا ہاتھ تھامے پریشے نے اُسے سمجھانے کا ارادہ کیا۔ جب زینہ سے پریشے پہلی بار ملی تھی تو اُسے وہ ایک معصوم بچی لگی جس کے ساتھ انجانے میں اس کے اپنے ہی غلط کر بیٹھے تھے پر زینہ کا موجودہ رویہ بعض اوقات پریشے کو پریشان کر دیتا کہاں اتنی پولائٹ سے لڑکی اور اب اتنی روڈ ہو گئی تھی۔ بھابھی میں اپنی کہانی دوبارہ شروع ہوتے نہیں دیکھ سکتی مجھے پریناں میں اپنا اور عدن میں اُس انسان کا عکس نظر آتا ہے،، ان پانچ سالوں میں جیسے بھی حالات دیکھے جو کچھ بھی پریشاںیاں سہنی پڑیں کبھی بھی زینہ نے اس سب کا حورین کی طرح پریشے کو قصور وار نہیں ٹھہرایا وہ اس کے ساتھ ویسی ہی رہی جیسے شروع دن سے تھی۔ زینہ بچے جب

ایک ساتھ پروان چڑتے ہیں تو ان میں دوستی، پیار، احترام جیسے جذبے بھی ساتھ جنم لیتے ہیں۔ یہ ہم بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ ہم نے ان کی سوچ کا رخ کس سمت موڑنا ہے،، پریشے نے اسے سمجھانا چاہا۔ تمہاری ہر وقت کی روک ٹوک ان معصوموں کے ذہن میں منفی خیالوں کو پیدا کر رہی ہے عدن تمہارا بیٹا ہے تم اس کے لیے اچھا براہم سے زیادہ جانتی ہو پر یہ ضروری بھی نہیں کہ تمہاری سوچ صحیح ہو۔۔ ابھی وہ بچہ ہے زینہ اس سے چھوٹی چھوٹی خوشیاں مت چھینو،، عدن کو زرا اسی باتوں پہ زینہ کا ڈاٹنا عدن کے اندر محرومی پیدا کر رہا تھا اور یہی چیز پریشے کو زینہ کی بُری لگتی تھی۔

بھابھی عدن کی پیدائش کے ٹائم میری دعا تھی کہ اللہ مجھے بیٹی سے نوازے۔۔ عدن کی باتیں اس کی حرکتیں حتیٰ کہ اس کے انداز سب میں اس کے باپ کی جھلک دکھتی ہے،، پانچ سالوں میں پہلی بار زینہ نے خود سے امان کا تذکرہ کیا تھا نہیں تو اس حویلی میں امان کی بات تک کوئی نہیں کرتا تھا صرف ایک ایان تھا جو امان سے کانٹیکٹ میں تھا۔ آخر وہ اس کا بیٹا ہے امان جیسا نہیں ہو گا تو پھر کیسا ہو گا،، پریشے زینہ کا ہاتھ سہلاتی رہی جو بڑی مشکل سے خود پہ قابو کر رہی تھی۔ نہیں بھابھی میں اپنے بیٹے کو اس انسان کی طرح نہیں بنے دوں گی۔۔ اس کی غلطیوں پہ اُسے روکنے والا کوئی نہیں تھا پر عدن میرا بیٹا ہے یہ وہ غلطیاں نہیں کرے گا جو اُس کے باپ نے کیں،، پریشے کی بات پہ

زینہ خود کو تلخ ہونے سے روک ناپائی۔ اپنی بڑھاس نکالتے اپنے رویے پہ معزرت کرتی کچن سے باہر نکل گئی۔ تمہاری انھی سوچوں کی وجہ سے تمہارا بیٹا تم سے دور جا رہا ہے زینہ۔۔۔ کاش تم عدن کو امان سے ہٹ کر دیکھتیں تو آج تمہیں اس میں صرف ایک معصوم بچہ نظر آتا،، زینہ کو کچن سے باہر جاتا دیکھ پریشہ چاہ کر بھی کہہ ناپائی۔

\*\*\*\*\*

اینانسن۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔،، سارے کمرے میں رنگ برنگی پیپر ز اور گفٹ پھیلے دیکھ کر عائشہ کا دماغ گھوم گیا ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اس نے ایک گھنٹا لگا کر سارا کمرہ صاف کیا تھا اور اب کمرے کا حشر بگڑا ہوا تھا۔ او فف فف تو بہ ہے بیوی تم بھی نامک الموت کی طرح ہر پانچ منٹ بعد نازل ہو جاتی ہو،، عائشہ کی اچانک آواز پر ایان اور عدن جو پر نیاں سے چھپا کر اس کی برتھ ڈے کی تیاریوں میں مصروف تھے ڈر کر دروازے کی اور دیکھنے لگے۔ ٹھہر وزرا میں ابھی نیاں کو بتاتی ہوں تمہارے سر پر اڑکا،، عدن کو دانت نکالتا دیکھ عائشہ نے ان دونوں کو دھمکی دی۔ اونو وو آچی پلیز آپ کو تو پتا ہے نا آچو کبھی تھوڑی تھوڑی سینس لیس باتیں کر جاتے ہیں جانے



دوسرے ملک رہتا ہے اور یہاں آ نہیں سکتا۔ دیکھنے میں وہ بالکل ایان کی کاپی ہے اور ایک دن اپنی پڑھائی مکمل کر کے وہ ضرور آئے گا۔ اس کے علاوہ ناتواں نے کبھی اپنے باپ کو دیکھا اور نہ ہی اس سے بات کی۔۔۔ آپ کو کس نے کہا ایسا کہ ہم اُسے پسند نہیں کرتے،،، عدن کی بات پہ عائشہ اور ایان کو حیرت ہوئی وہ اتنا تو جانتے تھے کہ عدن بہت حساس بچہ ہے پر سب کے رویوں کو اتنی باریکی سے جانچے گا اس بات کی کسی کو بھی امید نہیں تھی۔ ہر بات کہی نہیں جاتی محسوس ہو جاتی ہے،،، عدن منہ پھلاتے بستر پر الٹی پلٹی مار کر بیٹھ گیا۔ عدی جانو میں نے آپ سے کہا تھا نا آپ چھوٹی چھوٹی باتیں فیل مت کیا کرو نیاں کو دیکھو اُس کے بابا بھی تو جا ب پھ آؤٹ اوف کنٹری گئے ہوئے ہیں وہ تو کبھی اس طرح محسوس نہیں کرتی،،، عائشہ کو یہ دونوں بچے اپنے چھ ماہ کے بیٹے عون سے بڑھ کر عزیز تھے اسی لیے جہاں کہیں انھیں افسردہ دیکھتی فوراً سے فکر مند ہو جاتی۔ وہ بھی فیل کرتی ہے پر آپ لوگ کبھی غور ہی نہیں کرتے،،، عدن جو نیاں کی اپنے بابا کی واپسی کے لیے بے چینی سے واقف تھا سر کو جھکاتا عائشہ کو بتانے لگا۔ عدی میں آپ کو بتاتی ہوں کہ سب آپ کے پاپا سے کیوں ناراض ہیں۔۔۔ عائشہ،،، عائشہ کی بات سے عدن کے ساتھ ایان بھی چونک گیا نا جانے وہ اب کون سی کہانی سنانے والی تھی عدن کو جس کا خمیازہ ایک ہفتے تک ایان کو بھگتنا پڑتا نا

دونوں کے اوٹ پٹانگ سوالوں کا جواب دے دے کر۔ ایان پلیزاب تم کچھ نہیں بولو گے،،، عائشہ نے بڑے ڈرامائی انداز میں ہاتھ اٹھا کر ایان کو بیچ میں ہی روک دیا۔ ہم اس لیے ناراض ہیں آپ کے پاپا سے کیوں کہ وہ ایک نمبر کے ایڈیٹ ہیں،،، عائشہ کی کہانی کے آغاز میں ہی ایان دنگ رہ گیا۔ آچو وو۔۔۔،،، عدن نے ایان کو غصے سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ اپنی وائف کو سمجھائیں جو کہ ایان کے بس کی بات تھی ہی نہیں۔ کیا آچو آچو کر رہے ہو بالکل ٹھیک بول رہی ہوں اتنے چھوٹے سے بے بی کو کوئی چھوڑ کر جاتا ہے بھلا۔۔۔ اتنا منع کیا آپ کے پاپا کو کہ نا اتنی ٹف پڑھائی کرو نا جاؤ اتنی دور پر وہ مجال ہے جو کسی کی سن لے چلا گیا سپیشلائزیشن کے لیے اور کندہ ذہین اتنا کہ پاس ہی نہیں ہوتا ہر سال کمپاڈاب کمپلیٹ کرے گا تو ہی آئے گا نا واپس،،، عائشہ کی کہانی جیسے جیسے آگے بڑھ رہی تھی اُسی حساب سے ایان کی آنکھیں اور عدن کا منہ کھلا جا رہا تھا۔ آچی میرے پاپا اتنے ڈل ہیں پڑھائی میں،،، کافی دیر بعد عدن نے عائشہ کا ہاتھ ہلاتے اُسے سے اُسی کی بات کی تصدیق کرنی چاہی۔ یس جانو اب آپ بار بار فورس کرو گے تو مجبوراً مجھے آپ کی بات کروانی پڑھے گی اور پھر ان کا پڑھائی میں دل نا لگا تو ایک سال اور رر۔۔۔ نونو مجھے ان سے بات نہیں کرنی وہ اپنی سٹڈی پہ کونسٹریٹ کریں،،، عدن اتنی زور سے چیخا جیسے عائشہ ابھی اس کی بات امان سے کروادے گی اور



کے ساتھ عائشہ کی ہنسی بھی گونجنے لگی۔۔۔ ایسے ہی تھے یہ دونوں پاگل نالٹے بنا رہ سکتے تھے اور نا ہی پیار کیے بنا۔۔۔

\*\*\*\*\*

کیا بات ہے علی آپ مجھے کچھ پریشان لگ رہے ہیں،،، نماز پڑھ کر فارغ ہوتے منال نے علی سے سب سے پہلے اس کی پریشانی کا پوچھا۔ کھانے کے دوران علی کے موبائل پر کسی کا فون آیا تھا اور اس کے بعد سے منال کو علی کچھ پریشان سا لگا اُس وقت ٹالنے پر منال بچوں کی موجودگی کی وجہ سے خاموش رہی پر اب اکیلے میں اس سے استفسار کرنے لگی۔ عائشہ کی کال تھی۔۔۔،،، اپنے ماتھے کو مسلتے علی نے سر سری سا بتایا۔ علی آپ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں،،، منال علی کے اتنا نار ملی بتانے پر مطمئن نا ہوئی ضرور کوئی بات تھی اور وہ بات پری کے ہی متعلق ہی ہو سکتی تھی تبھی علی ایک دم سے پریشان ہو گیا تھا۔ منال پری کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے عائشہ نے ہمیں بلایا ہے گاؤں،،، منال کے اسرار پر علی کو بتانا پڑا۔ پری یہاں کیوں نہیں آرہی یہاں آئے ہمارے ساتھ کچھ وقت گزارے اس کا دل بہل جائے گا،،، منال کی جب بھی پریشی سے فون پہ بات ہوتی وہ اُسے کچھ دن اپنے پاس رہنے کے لیے فورس کرتی تاکہ اس پہ

چڑا جمود کچھ کم ہو پر ہر بار جواب میں خاموشی ہی ملتی۔ منال اگر ہم حورین سے بات۔۔۔ کوئی فائدہ نہیں علی تمہیں کیا لگتا ہے کہ فرغام اور میں نے کوشش نہیں کی پر حور۔۔۔،،، علی کافی دیر سے حورین سے خود بات کرنے کا سوچ رہا تھا اور وہی سوچ اس نے منال پر ظاہر کی پر منال کے جواب اور بچتے دروازے نے اُسے بیچ میں ہی روک دیا۔ ماما کیا میں اندر آ جاؤ،،، اجازت ملتی ہی دروازے میں رافع کا چہرہ ابھرا۔ رافع آپ ابھی تک سوئے نہیں،،، منال نے گھڑی کی طرف دیکھا جو گیارہ بج رہی تھی وہ تو دس بجے سونے والا بچہ تھا۔ ممانیند نہیں آرہی سوچا آپ دونوں کے ساتھ کچھ ٹائم سپینڈ کر لوں،،، رافع سے منال کے گود میں گھنسنے لاڈ سے کہا سیونٹھ سٹنڈر میں ہونے کے باوجود بعض اوقات وہ پرانا والا رافع بن جاتا جس کی فیورٹ جگہ منال کی گود تھی کھانا سونا یہاں تک کہ سکول کا ہوم ورک بھی وہ منال کی گود میں ہی بیٹھ کر کرتا تھا۔ آہہ۔۔۔ لوجی اب یہ ٹائم بھی آپ کے بچوں کی نظر ہو گیا ہم بیچارے کہاں جائیں،،، منال اور رافع کی لاڈیوں کو دیکھ علی نے معنی خیز لہجہ اپنایا۔ علی۔۔۔،،، منال نے رافع کی موجودگی کو جتلاتے رافع کو دیکھ کر علی کو گھورا جو ایک دم سے سنجیدہ ہو گیا تھا۔ رافع کوئی بات ڈسٹرب کر رہی ہے تو شنیر کرو بیٹا،،، بہترین ماں وہ ہے جو اپنی اولاد کی بہترین دوست بھی ہو، منال نے اپنے بچوں کی تربیت اسی مقولے کو دھیان

میں رکھ کر کی تھی اور وہ دونوں بہن بھائی بھی اپنی ہر بات ماں سے شئیر کرتے تھے۔  
 ماما میں بہت لونلی فیل کر رہا ہوں،،، ماں کے گلے لگے رافع ایک دم سے رنجیدہ ہو گیا۔  
 پر کیوں رافع کیا ہوا ہے۔۔۔،، منال اور علی ایک دم سے پریشان ہو گئے آج سے پہلے تو  
 اس نے ایسی کوئی بات نہیں کی تو پھر آج وہ کیوں یوں بول رہا تھا۔ پاپا پری خالا کو لے  
 آئیں ہم ان کا یہاں علاج کروائیں گے،،، اپنی اتنی سی بات پر ماں باپ کے پریشان  
 چہرے دیکھ کر رافع کو اپنی بات پہ افسوس ہوا اسی لیے پریشہ کا ذکر چھیڑ بیٹھا۔ تمہاری یہ  
 باتیں سننے کی عادت نہیں جائے گی ہے نا،،، منال نے تنبیہ کی۔ پری کو کوئی بیماری نہیں  
 ہے رافع جس کا ہم علاج کروالیں گے اس کا علاج صرف اپنوں کا سہارا ہے سب کا  
 ساتھ ہے جو اس کے گلٹ کو کم کر سکتا ہے،،، علی نے رافع کے سر پر شفقت سے ہاتھ  
 پھیرتے اُسے عذر بتایا۔ ماما کیا پہلے جیسا سب نہیں ہو سکتا،،، رافع کو اپنا وہ بچپن جہاں  
 علی اور منال کی دوستیوں سے سجا میلا، امی کی پیار بھری ڈانٹ، پڑوس میں مہوش آپی  
 جس سے رافع اور علی کا منال کو تپانا اور محلے کے دوستوں کے ساتھ لڑائیاں سب بہت  
 یاد آتا تھا۔ رافع انسان کی زندگی کا ہر دور پہلے سے مختلف ہوتا ہے اور انسان کو اسی حساب  
 سے بدلنا بھی پڑتا ہے پہلے ہم سب دوست تھے پر اب ہمارے بیچ رشتوں کی فصیل  
 کھڑی ہو گئی ہیں چاہ کر بھی کسی کو ٹوک نہیں سکتے،،، منال کو اکثر اوقات حورین اور

پریشے کے بیچ کے کھنچاؤ کو دیکھ کر دکھ اور حیرانگی ہوتی کہاں یہ وہ دوستیں تھیں جو ہر وقت زرا زرا سی بات پر جھگڑتی تھیں پر ناراض نہیں رہ سکتی تھیں اور اب ان میں صرف ناراضگی ہی رہ گئی تھی وہ پیار بھرے جھگڑے اب نند بھاج کے رشتے میں بدل گئے تھے۔ ماما میں اسی لیے بہت لونی فیل کرتا ہوں پاپا کیلے تھے پر فرغام چاچو نے ہمیشہ انھیں اپنا بھائی سمجھا لیکن میرا ایسا کوئی بھی دوست نہیں،،، رافع نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ مجھے ایسا لگتا ہے منال کہ ہمارے بیٹا کا بہن سے گزارا نہیں اُسے ایک عدد بھائی چاہیے،،، دونوں ماں بیٹے کی باتوں میں سے علی نے اپنے مطلب کی بات نکالی۔ علی کبھی تو سوچ سمجھ کر بولا کریں،،، علی کی بات اور اوپر سے اس کا مسکراتا انداز منال کو رافع کے سامنے شرمندہ کر گئی۔ رافع آپ ایسا کیوں سوچ رہے ہو عبداللہ بھائی کیا آپ کو اپنے بڑے بھائی نہیں لگتے۔۔۔ اور حارب وہ بھی تو آپ کا بھائی ہے،،، علی کو ٹوکتے منال نے پریشے کے چھوٹو اور حورین کے بیٹے کا نام لیا۔ نو ماما حارب بہت مین ہے کسی اور کو کچھ سمجھتا ہی نہیں مجھے وہ بالکل بھی پسند نہیں،،، حارب سے جب بھی رافع کی ملاقات ہوئی اس نے اُسے لڑتے ہی پایا تھا اس لیے رافع کی نظروں میں حارب ایک انتہا کا بد تمیز بچہ تھا۔ رافع بڑی بات ہے آپ بڑے ہو کر ایسی بات کر رہے ہو چھوٹے آپ سے کیا سیکھیں گے پھر۔۔۔،،، منال جانتی تھی کہ رافع کو منہ پھٹ اور لڑنے

والے بچے کچھ خاص پسند نہیں وہ ان سے آوازیڈ ہی کرتا تھا پر کسی کے بارے میں ایسی رائے قائم کرنا یہ بھی تو غلط تھا نا اور منال کیسے اپنے بچوں کو کچھ غلط سکھا سکتی تھی۔

سوری ماما پر حارب مجھے اچھا نہیں لگتا ہر ایک کو جواب دے دیتا ہے وہ بالکل چلیج ہے فرغام چاچو سے،،، رافع نے سر جھکا لیا کیونکہ وہ منال کی بات سے ایگری نہیں کر سکتا تھا اس کا ماننا تھا کہ ایسے بچوں کو ڈانٹنا چاہیے تاکہ وہ سدھر سکیں۔ ہا ہا بیٹا جانی وہ بنا بنا یا باب ہے آپ جس فرغام چاچو کو جانتے ہو وہ بہت سوئیٹ سے ہیں لیکن میں بچپن سے اپنے جس دوست کو جانتا ہوں وہ حارب کا اور یجنل پارٹ ہے،،، دوست اور اپنے ہی دوست کی عزت بڑھتے خاموشی سے دیکھتے رہیں یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا علی اور فرغام بھی ایسے ہی تھے جہاں کسی دوسرے کے نمبر بڑھتے دیکھتے فوراً سے مائینس کر دیتے۔

اوف ہو چھوڑیں اس بحث کو میں نے کچھ سوچا ہے آپ دونوں باپ بیٹے مجھے بولنے کی اجازت دیں،،، علی کی بات پر رافع زور و شور سے فرغام کی سائیڈ لیتا اس کی بات کو غلط ٹھہرا ہا تھا اور میں صحیح نہیں میں صحیح کے چکر میں دونوں منال کی آواز ہی نہیں سن رہے تھے۔ اوکے یو ہا، سینس،،، منال کے چیخنے پر دونوں نے خاموشی اختیار کی۔ پری یہاں نہیں آرہی تو کیوں نا ہم لوگ گاؤں کا چکر لگا آئیں پر اس بار بچوں کے ساتھ،،، بیچ میں ایک دو بار منال اور علی حویلی سب سے ملنے گئے تھے پر بچوں کے بنا اسی لیے اس

بار منال بچوں کو ساتھ لے جانا چاہتی تھی تاکہ ان کی بھی آؤٹینگ ہو جائے۔ ماما، ہم اور گاؤں۔۔۔،،، رافع نے ماں سے کنفرم کرنا چاہا آیا اس نے جو سنا ہے وہ صحیح بھی ہے یا نہیں۔ کیوں بھی کیا آپ پہلے کبھی نہیں گئے گاؤں؟،،، رافع کے چہرے کی کشمکش کو دیکھ کر علی کو ایسا ہی لگا کہ وہ گاؤں جانے سے گھبرا رہا ہے۔ پاپا میں تو ایک بار گاؤں جا چکا ہوں پر مانو۔۔۔ وہ کبھی نہیں گئی آپ جانتے ہیں نا اُسے ڈسٹ الرجی ہے،،، رافع کو فوراً سے اپنی منہ کی فکر ہو گئی۔ اوففف رافع یار بہنوں کو پروٹیکٹ کرنا چاہیے پر اوور پروٹیکٹ نہیں،،، منہ کو لے کر رافع کا حد سے زیادہ پوزیسو ہونا علی کو خوفزدہ کر دیتا اس کا خیال تھا کہ ہر رشتے کی ایک الگ جگہ ہوتی ہے ہمیں اسی حساب سے اس رشتے کو اپنی زندگی میں اہمیت دینی چاہیے کیونکہ یہ رشتے ہی ہوتے ہیں جو انسان کو رول دیتے ہیں۔ پاپا آپ ایسا کیسے کہہ سکتیں ہیں مانو میری بہن ہے میرے ہوتے ہوئے اگر اُسے کوئی تکلیف پہنچے تو میری موجودگی کا کیا فائدہ،،، علی کی بات رافع کو بہت بُری لگی جس کے اظہار کے طور پر منہ پھلا کر کمرے سے ہی چلا گیا۔ اپنے لاڈلے کی سمجھ پر ہنستا علی بھی اس کو منانے کے لیے اس کے پیچھے بھاگا۔

زندگی کی دوڑ میں انسان جتنا بھی بھاگ لے کچھ لمحات ایسے ہوتے ہیں جو کبھی نہیں

بدلتے۔ زینبہ کو بھی اپنا حال کچھ ایسا ہی لگتا تھا گاؤں میں ایک معزز استانی کی حیثیت رکھنے والی زینبہ شاہ جس کی مرضی کے بنا حویلی میں کوئی کام نہیں ہوتا تھا پر تنہائی ملتے ہی خود کو نامکمل سا محسوس کرتی۔ ابھی بھی وہ اپنی ہی سوچوں سے پیچھا چھڑاتے پریشے کی ناساز طبیعت کا پوچھنے آئی تھی کہ دروازے کے باہر ہی رُک گئی جہاں پری کی بے بس آواز اس کے دکھ کا پتہ دے رہی تھی۔ ماما آپ میری بات کیوں نہیں مان رہیں،،، نیاں روتے ہوئے پریشے سے ضد کرنے لگے۔ بیٹا آپ میری اتنی پیاری بیٹی ہو پھر ضد کیوں کر رہی ہوں ہم ایسا کریں گے کہ آپ کے سب فرینڈز کو انوائٹ کریں گے آپ کے برتھ ڈے پہ بہت مزا آئے گا،،، پر نیاں کی ضد تھی کہ اس بار اس کی برتھ ڈے پر اس کے بابا کو بلا یا جائے تبھی وہ اپنا برتھ ڈے منائے گی اور یہی بات ماننا پریشے کے لیے دشوار تھا کاش کہ وہ اپنی لاڈو کی یہ خواہش پوری کر پاتی۔ اور جب میری سب فرینڈز پوچھیں گی کہ نیاں تمہارے بابا کیوں نہیں آئے تو میں کیا جواب دوں گی،،، لہجے میں ابھی بھی آنسوؤں کی آمیزش محسوس ہو رہی تھی۔ بیٹا بابا نہیں آسکتے وہ جب پہ ہوتے ہیں نا آپ کے دانی بنانے بتایا تھا نا آپ کو،،، اپنی آنکھوں میں جمع ہوتے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتے پریشے نے اس کو سمجھانا چاہا۔ سب کے بابا واپس بھی تو آتے ہیں نامیرے بابا کیوں نہیں آتے آپ انھیں بلائیں،،، نیاں کو سمجھانا پریشے کو سب سے

مشکل لگتا صرف ایک عائشہ ہی تھی جو جانے کیسے اُسے رام کر لیتی تھی۔ بیٹا میں کیسے۔۔۔۔۔ پریشے اپنی بے بسی پہ رو پڑی۔ اس وقت اُسے شاہ شدت سے یاد آیا۔ کاش کہ وہ شاہ کو اتنا ٹیزنا کرتی کہ وہ ایسا قدم اٹھاتا اور سب سے دور نا ہوتا۔ بابا کو کال کریں مجھے اپنے بابا سے بات کرنی ہے میں نے ایک بار بھی ان سے بات نہیں کی،،، پر نیاں نے پریشے کا فون اٹھاتے دانیال کو کال ملائی جسے پریشے نے ایک دم سے کاٹ دی۔ پر نیاں میں آپ کو بہت پیاری سی ڈول لاکر دوں گی،،، اپنے آنسو صاف کرتے پریشے نے اُسے پیار سے منایا۔ پری جانتی تھی کہ اگر دانیال کے کانوں تک پر نیاں کے رونے کی آواز پہنچ گئی تو اس نے نا وقت دیکھنا ہے اور نا ہی حالات فوراً گاؤں کے لیے نکل کھڑے ہونا ہے۔ نہیں مجھے بابا چاہیے اور کچھ نہیں،،، رورو کر نیاں کی آواز بھاری ہو گئی تھی پر اس نے رونا بند نہیں کیا۔ آپ ہر بار پرومس کرتی ہیں اور پھر توڑ دیتی ہیں آخر میرے پاپا گئے کہاں ہیں جو ہم اُن سے ملنے نہیں جاسکتے۔۔۔۔۔ وہ تو میری کسی برتھ ڈے پر بھی نہیں آتے۔۔۔۔۔ سب کے پاس پاپا ہوتے ہیں بس میرے پاس ہی نہیں ہیں،،، نیاں کی تڑپتی آواز زینیہ کو دروازے کے باہر تک آسانی سے سنائی دے رہی تھی دل پہ اور بوجھ محسوس کرتی زینیہ دروازے سے ہی واپس مر گئی۔۔۔

\*\*\*\*\*

ڈیڈ میں بہت پریشاں ہوں،، ہاتھ میں شوپنگ بیگز اٹھائے فرغام کو خاموشی سے ساتھ چلتے اپنے لختِ جگر کی آواز سنائی دی۔ خیریت ہے بیٹا جی آپ کس چیز سے پریشان ہو،، فرغام نے پیار سے پوچھا۔ آپ کی وائیف سے،، ریک میں لگے ٹوائیز کو چیک کرتی حورین کی طرف دیکھتے حارب نے کہا۔ سیم ہیر۔۔ نیورمانڈ،، ایک چیز کے لیے پورا مال چھاننے والی حورین کی اس عادت سے تو فرغام بھی بہت پریشان تھا۔ فرغام تم ہی کچھ بتاؤ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کیا لوں نیاں کے لیے،، حورین کو جب کافی دیر تک کچھ سمجھ ہی نا آیا تو اپنے سے کچھ دو باتیں کرتے باپ بیٹے کو دیکھ حورین نے آواز دی۔ کرسی لے لیں ہاتھ پاؤں باندھنے کے لیے،، حارب نے کلس کر کہا۔ حارب آپ مجھ سے کچھ کہہ رہے ہو،، حارب کا منہ حورین کی طرف ہی تھا پراؤ سے صرف اس کے ہلتے ہونٹ نظر آئے۔ ماما آپ فروژن والی ڈریس لے لیں پیاری لگے گی اس پہ،، حارب نے جلدی سے اپنی جان چھڑائی اگر حورین کو اصل بات معلوم ہو جاتی تو کیا پتا وہ ابھی کلاس لینے کھڑی ہو جاتی۔ ریلی،، حارب کی بات پہ فرغام نے بڑی جتاتی نظروں سے حارب کو دیکھا جیسے یقین کرنا چاہ رہا ہو کہ حارب نے نیاں کے بارے میں

ہی کہا ہے۔ اوففف میں بھی ناپورا مال چھان مارا گفٹ کے چکر میں ڈریس کا خیال ہی نہیں رہا وہ لے لیتی،،، حورین سر پہ ہاتھ مارتی لفٹ کی طرف مڑ گئی۔ نوٹ اگین ڈیڈ،،، ایک گھنٹا لگا کر بھی حورین کو گفٹ پسند نہیں آیا تھا اب وہ ایک اور گھنٹا ڈریس پہ لگانے والی تھی جسے سوچ کر حارب کی تھکن اور بڑھ گئی تھی۔ حورین بیٹا آپ لوگ جلدی نہیں آگئے،،، چار گھنٹے بعد السلام اللہ کر کے ان کی واپسی ہوئی تھی تبھی اپنے دونوں لاڈلوں کو صوفے پہ ڈھیر ہوتا دیکھ ہارون ملک نے شرارتی انداز میں اپنی بہو سے پوچھا۔ بس بابا جانی ان دونوں باپ بیٹے نے جلدی جلدی کی رٹ لگائی ہوئی تھی،،، حورین کی بات پہ فرغام اور حارب نے ایک دوسرے کو صدمے سے دیکھا چار گھنٹے بھی ابھی جلدی تھے۔۔۔۔ ہمارا شہزادہ کیا دے گا ہماری شہزادی کو،،، حورین نے سبھی کی طرف سے دیے جانے والے گفٹ ہارون ملک اور فاخرہ ملک کو دیکھائے جن میں حارب کا گفٹ نہیں تھا۔ وہ میرے لیے اتنی خاص نہیں کہ میں الگ سے گفٹ دوں اُسے،،، موبائل پہ گھم کھلتے حارب نے نخراتے ہوئے جواب دیا۔ اووووو۔۔۔ یعنی کے کوئی خاص ہے ضرور،،، ہارون ملک نے پیار سے اپنے اس نخریلے پوتے کو چھیڑا۔ یہ کیا بات ہوئی بیٹا آپ کسی کی برتھ ڈے پہ جارہے ہو تو گفٹ تو بنتا ہے نا،،، حورین کے چہرے پہ غصہ دیکھ فاخرہ ملک نے فوراً سے کہا۔ گفٹ تو میں

دوں گا اور وہ بھی بہت اچھا سا،،، حارب خرافاتی دماغ میں کچھ سوچ کر مسکرایا۔ حارب میں وارن کر رہی ہوں تمہیں پہلے ہی کہ وہاں پہ کوئی شرارت نہیں ہونی چاہیے نہیں تو تمہیں میرے ہاتھوں کوئی نہیں بچا پائے گا،،، حارب کے چہرے پہ شرارتی مسکرائٹ دیکھ حورین سمجھ گئی کہ اس نے ضرور کچھ کرنے کا سوچا ہوا ہے۔ حارب بیٹا کیوں اُس بچی کے پیچھے پڑے رہتے ہو مت تنگ کیا کرو اُسے،،، نیاں بہت کم ہی یہاں آتی تھی پر جب بھی آتی حارب اسے خوب تنگ کرتا۔ دادی مم وہ کوئی بچاری معصوم سی بچی نہیں ہے آفت ہے پوری جانتی ہیں نا اُس نے میری برتھ ڈے پہ مجھے کتنا مارا تھا وہ بھی اپنا دیا گفٹ واپس لینے کے لیے،،، حارب کو وہ ٹائم نہیں بھولتا تھا جب نیاں کے گفٹ مانگے پر حارب نے منع کر دیا تھا بدلے میں نیاں نے جو سب کے سامنے اس کی درگت بنائی وہ آج بھی حارب کے دماغ کے پنوں پہ تازہ تھی۔ اور آپ اُسے معصوم کہہ رہی ہیں معصوم تو منہ جیسی بچیاں ہوتی ہیں پولائٹ اینڈ اینو سینٹ،،، حارب کو منہ بہت اچھی لگتی تھی خاص کر اس کے بات کرنے کا انداز کسی سے اپنی چیز بھی واپس لینے ہوتی تو اتنے معصومانہ انداز میں بولتی کہ سامنے والا چاہ کر بھی اُسے اگنور نہیں کر پاتا۔ بٹ نیاں۔۔۔ آئی ہیٹ ہر،،، حارب کا انداز اتنا بے ساختہ اور حقارت لیے ہوئے تھا کہ سب کو کچھ پل کے لیے سانپ سو نگھ گیا۔ حارب کنٹرول یور سیلف نیکسٹ ٹائم میں ایسی

کوئی بکواس ناسنو،،، حورین تو بس جزبز ہوتی واک آؤٹ ہی کر گئی لیکن فرغام کی جھڑک حارب کے آنکھوں کے کنارے ضرور لال کر گئے۔ ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ فرغام حارب کو کچھ کہتا پر جب کبھی غصہ آتا تو اس کی آواز ہی حارب کے آنسو نکال دیتے تھے۔ دل چھوٹا نہیں کرتے میرا شیر بھول جاؤ اس بات کو،،، حارب کا سرخ چہرہ دیکھ فوراً سے داد ادا دی کے لاڈ شروع ہو گئے۔ داد واگر آج کے بعد آپ نے اُسے شہزادی کہا تو میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گا آئی پرومس،،، دادا کو وارن کرتا حارب دھپ دھپ کرتا سیڑھیاں چڑھ گیا۔



ہیلو عدن شاہ سپیکنگ۔۔۔،،، عدن ایان کو ڈھونڈتا اس کے کمرے میں آیا تو بچتے ہوئے موبائل کی آواز سنتا اُسے رسیو کر بیٹھا۔ ایان کو فون دو،،، سپیکر سے جانی پہچانی آواز ابھری جسے عدن پہچان نہیں پایا۔ آپ کون بات کر رہے ہیں،،، عدن کو لگا کہ شاید ایان کا کوئی دوست ہے اسی لیے برائے بات پوچھ بیٹھا۔ آپ ایان کو ان کا فون دیں،،، سپیکر سے ابھرنے والی آواز میں غصہ صاف محسوس کیا جاسکتا تھا۔ پہلے آپ مجھے بتائیں پھر میں آچو کو فون دوں گا،،، عدن ضد کرنے والا بچہ نہیں تھا پر ناجانے

کیوں اپنی بات پہ اڑ گیا۔ یو ایڈیٹ۔۔۔۔ تمہیں اتنی بھی سینس نہیں کے کسی کا فون بنا اس کی پر میشن کے نہیں اٹھاتے،، فون کی دوسری طرف کوئی زور سے چیخا۔ یو لیسن مسٹر آپ کے ماما پاپا نے آپ کو تمیز نہیں سیکھائی۔۔۔ یار عدی میرے موبائل پہ آپ کس سے اتنا مس بی ہو کر رہے ہو،، ایان جو کسی کام سے باہر جا رہا تھا موبائل گھر پر ہی بھولنے کی وجہ سے واپس پلٹ آیا لیکن اپنے کمرے میں عدن کو موبائل پہ کسی کے ساتھ بد تمیزی سے بات کرتا دیکھ حیرت سے دیکھ اُسے ٹوکنے لگا۔ آپ کوئی فرینڈ اتنا لمینر ڈ بھی ہو سکتا ہے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا،، ایان کے ہاتھ پہ موبائل پٹختے غصے کا اظہار کرتا کمرے سے واک آؤٹ کر گیا۔ عدی یار بات تو سنو،، ایان حیرت سے موبائل اور جاتے ہوئے عدن کو دیکھتا رہ گیا۔ ہیلو ایان سپیکنگ،، کچھ نا سمجھتے ایان نے موبائل کان سے لگایا۔ کہاں دفعہ تھا تو آگ لگا دے اپنے اس موبائل کو جو تیرے بجائے ہر ایرے غیرے کے ہاتھ میں ہوتا ہے،، سپیکر سے ابھرنے والی آواز نے اُسے مسکرانے پر مجبور کر دیا۔ اے اے خبر دار جو تو نے اُسے کچھ کہا میرا بیسٹ فرینڈ ہے وہ اور میری ہر چیز پہ اُس کا حق ہے،، امان کو عدن کے بارے میں الٹا سیدھا بولتے دیکھ ایان چیخا۔ بھاڑ میں جا تو اور تیرا یہ دوست۔۔۔۔ زرا جو تمیز سیکھی ہو اس نے اپنے باپ سے بالکل اپنے باپ جیسا ہے حکم چلانے والا،، اس بات سے انجان کہ وہ اپنے ہی بیٹے

کو بُرا کہہ رہا ہے غصے میں جو منہ میں آیا بولتا گیا۔ امان آج تک عدن کو شاہ میر کے بیٹے کے حوالے سے جانتا تھا نا تو اس نے پوچھا اور نا ہی کبھی ایان نے کلیئر کرنے کی کوشش کی ہاں پر جب بھی امان زینبیہ کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہ رہا ہوتا تو ایان بات کو پلٹ دیتا۔ یہ تو تو نے بالکل صحیح کہا گیا تو وہ اپنے باپ پہ ہی ہے،، امان کے غصے میں بند ہوئے فون کو دیکھتے ایان دل میں سوچتا مسکرا دیا۔

\*\*\*\*\*

مسز کیا مجھ بیچارے کو کمرے میں آنے کی اجازت ہے یا نہیں،، کمرے میں جھانکتے دانیال کی منت بھری آواز ابھری۔ دانیال پلیز فضول میں مجھے تنگ نا کریں،، مہر نے دانیال کو کمرے کے دروازے پر کھڑے مسکراتا دیکھ ناراضگی ظاہر کی۔ ہمم۔۔ یعنی اب ہماری باتیں فضول سی ہوتی ہیں،، مہر کے سامنے آتے دانیال نے بے یقینی بھری نظروں سے اپنی پیاری سی بیگم کو دیکھا جو اس بات پہ اس نے ناراض ہو گئی تھی جس میں اس بیچارے کی کوئی غلطی ہی نہیں تھی۔ اپنے دانیال پہ یقین نہیں ہے کیا۔۔ وہ خود میرے پاس آئی تھی اور وہ فارن ہے یاران کے لیے یہ معمولی بات ہے،، مہر اور دانیال گاؤں جانے کی تیاریاں کرتے مال میں خریداری میں

مصروف تھے کہ ایک الٹرا مارڈرن سی لڑکی دانیال سے ملنے کھڑی ہو گئی۔ مہر کو دانیال کو روکنے پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ اس کے والہانہ انداز و ملاپ پہ اعتراض تھا ایسے چپک کر مل رہی تھی جیسے کوئی پھٹری ہوئی ماں بچے سے ملے۔ آپ اُسے روک بھی تو سکتے تھے نا،، مہر کا موڈ شام سے اسی بات پہ خراب تھا کہ دانیال نے اُسے روکا کیوں نہیں جبکہ مہر ساتھ موجود تھی۔ میڈم جی ابھی روکا ہی تھا ورنہ وہ گال کے بجائے

سیدھا۔۔۔، اس سے پہلے کہ دانیال اس سے آگے کچھ کہتا مہر نے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے اُسے خاموش کر دیا۔ بہت بے شرم ہو گئے ہیں آپ،، مہر کو سن کر ہی شرم آگئی بھلا کوئی لڑکی ایسی بھی ہو سکتی ہے۔ آپ جو اتنی شریف ہو گئی ہیں،، مہر کو خود سے قریب کرتا دانیال اُس کے ناراض چہرے پہ پیار بھری برسات کرتا منانے لگا۔ لو

ہمارا لارم بچ گیا۔۔۔ اوو بابا کی جان چپ ہو جاؤ،، حاتم دانیال اور مہر کی پیار بھری نشانی جو باقول دانیال کے اُسے اپنی ماں کے ساتھ مصروف ہوتا دیکھ اپنا لارم بجانا شروع کر دیتا تھا۔ ہیلو مائے لو کیسی ہیں آپ،، مہر کو حاتم کو خاموش کرتا دیکھ دانیال کو ایک دم نیاں کو کال کرنے کا خیال آیا آج سارا دن اس سے بات کرنے کا حاتم ہی نہیں ملا تھا۔ با آپ نے میری برتھ ڈے کا گفٹ لے لیا،، دانیال کو لگا کہ وہ گفٹ کے لیے ایکسائیٹڈ ہے اسی لیے پوچھ رہی ہے۔ ہمم۔۔۔ ابھی لیا تو نہیں ہے کچھ سپیشل

آپ کو چاہیے تو حکم کریں پرنسز،،، دانیال نے اس کے روہانے لہجے پہ غور ہی نہیں کیا۔  
مجھے گفٹ میں بابا چاہیں،،، نیاں کی بات سے دانیال سناٹے میں گھر گیا آخر اس نے  
مانگا ہی وہ گفٹ تھا جو اس کے بس میں نہیں تھا۔ نیاں میری جان آپ رو کیوں رہی  
ہو،،، نیاں کو سسکاری بھرتا سن دانیال کو سیکنڈ لگا یہ جاننے میں کہ وہ رو رہی ہے۔ مجھے  
نہیں پتا مجھے بابالا کر دیں نامیرے بابا آتے ہیں اور ناہی عدی کے آپ اور آچو بھی تو  
ہمارے پاس ہوں پھر ان دونوں کی جاب کیوں اتنی دور ہے،،، پریشے صبح سے اُسے  
سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھی پر وہ نیاں ہی کیا جو سمجھ جائے۔ اچھا آپ پہلے چپ ہو روتے  
نہیں ہیں اس طرح،،، دانیال جو ریلیکس انداز میں لیٹا ہوا تھا اُس کو رو تا دیکھ اٹھ کر بیٹھ  
گیا۔ نہیں میں نہیں چپ ہوں گی اور ناہی کچھ کھاؤں گی مجھے میرے بابالا کر دیں میری  
کوئی ان سے بات بھی نہیں کرواتا،،، نیاں کی تھکی تھکی آواز ظاہر کر رہی تھی کہ وہ کافی  
دیر سے رو رہی ہے۔ نیاں میری جان آپ کے ببا کا دل اتنا مضبوط نہیں کہ وہ آپ اور  
عدن کے آنسو سہ سکے،،، دانیال کو اپنی ہی آواز کپکپاتی ہوئی محسوس ہوئی۔ نیاں جانو  
آپ اس طرح تنگ کرو گی اپنے ببا کو اگر ان کی طبیعت خراب ہو گئی تو وہ کیسے آئیں گے  
آپ کے پاس،،، مہر کو دانیال کی حالت دیکھ کر اتنی تو سمجھ آ گئی تھی کہ ضرور نیاں نے  
کسی بات کو لے کر رونا پٹنا ڈالا ہوا ہے تبھی دانیال ایک دم سے پریشان نظر آ رہے ہیں

اسی لیے موبائل تھامتے اُسے سمجھانے لگی۔ ببا کی طبیعت۔۔۔ کیا ہوا ہے میرے ببا کو،،، نیاں جو شاہ میر سے بات کروانے کی ضد کیے جا رہی تھی دانیال کی طبیعت کی خرابی کا سن کر پریشانی سے بولی۔ آپ رو رہی ہو کھانا نہیں کھا رہی تو آپ کے ببا بھی نہیں کھائیں گے اور میڈیسن بھی نہیں لیں گے تب تو ان کی طبیعت خراب ہوگی نا جانو،،، مہر نے اپنے ہی انداز میں اُسے سمجھایا۔ نہیں آنی ببا کو کہیں ٹھیک ٹھیک اور جلدی جلدی میرے پاس آئیں میں اب ضد نہیں کروں گی،،، شاہ میر کو تو وہ صرف تصویروں کی حد تک جانتی تھی پر دانیال اس کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتا تھا ایک وہی تو تھا جو شاہ میر کی کمی پوری کر دیا کرتا جس کی موجودگی نیاں کو شفقت بھری محسوس ہوتی تھی اسے کچھ ہونیاں برداشت نہیں کر سکتی تھی اسی لیے فوراً سے ضد چھوٹ دی۔ کھانا بھی کھائیں گی نا آپ؟،،، دانیال نے مہر سے فون لیتے فوراً سے کہا۔ تھوڑا سا کھالوں گی آپ کی خاطر پر دل نہیں کر رہا آپ جلدی سے آجاؤ،،، نیاں نے وعدہ کرتے فون بند کر دیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

کیوں چیمپ۔۔۔ انجوائے کر رہے ہو،،، حارب کی موجودگی کے باوجود گاڑی میں اتنی

خاموشی پر فرغام نے اُسے باتوں میں لگانا چاہا۔ درحقیقت حارب ہارون ملک اور فاخرہ کے ساتھ شارجہ ان کی کزن بھائی کے گھر جانا چاہتا تھا باقول اس کہ گاؤں بھی کوئی جانے کی جگہ ہیں ہر طرف گندے مندے بچے، دھوڑ مٹی آخروہاں انجوسیمنٹ کی کوئی وجہ موجود نہیں تھی۔ پر اس بار حورین نے اُس کی ایک ناچلنے دی اور اب وہ منہ پھلائے خراب موڈ سے گاڑی کا سفر کر رہا تھا۔ ہممم بہت،،، باپ کی آنکھوں میں شرارت دیکھ کر حارب نے ترچھی نظر سے انھیں دیکھا۔ پتا نہیں کس پہ چلا گیا،،، بیٹے کی طرف سے اتنا ٹھنڈاری ایکشن دیکھ کر فرغام نے اپنے ساتھ بیٹھی سات ماہ کے نائل کو فیڈر پلاتی اپنے شریک حیات کو چھیڑا۔ فرغام کو کالج لائف سے ہی گھومنے پھرنے کا بہت شوق تھا پر اس کے ساتھ ایک مسلہ تھا وہ خاموشی سے سفر نہیں کر سکتا تھا۔ میری طرف دیکھ کر کیا کہہ رہے ہو تمہارا بیٹا تم پہ ہی گیا ہے،،، فرغام کی آنکھوں کا مطلب سمجھ کر حورین نے فوراً سے کہا۔ یہ صحیح ہے بیگم اچھی عادت ہو تو میرا بیٹا میرے جیسا ہے اور کوئی برائی دیکھو تو فوراً باپ پہ الزام ڈال دو،،، حورین کی عادت تھی جب بھی حارب کی کوئی تعریف کرتا حورین خود کو کریڈیٹ دینا نہیں بھولتی تھی۔ مانی میں اتنے ٹائم کے بعد اپنے میکے جا رہی ہوں اور تم میرا موڈ مسلسل خراب کرنے پر تلے ہو،،، حورین نے حارب پہ آیا غصہ فرغام پہ نکالا جو اس کی کسی بات کا ہوں ہاں کے علاوہ جواب نہیں دے رہا تھا۔

اتنے ٹائم بعد دود۔۔۔ اور وہ جو ہر ہفتے دانیال بھائی کے گھر بھاگی جاتی تھیں وہ۔۔۔ کیا وہ میکہ نہیں ہے،،، باقول حورین کے چھ دن سسرال میں رہ کر ایک دن میکے گزارنے پہ کوئی حرج نہیں۔ مانی تم نا۔۔۔ بہت بُرے ہو،،، فرغام کو مسلسل چڑاتے دیکھ حورین نے اس کے شولڈر پہ ایک مکامارا۔ اب کیا کریں بُروں کے ساتھ بُراتو بنا پڑتا ہے ناجان،،، ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے دوسرے سے حورین کے چہرے پہ آئی لٹوں سے اسے اپنی اور کھینچا۔ اوپلیزر زڈیڈ بلیکلی رو مینس الاؤ نہیں ہے سوپلیزر کیپ ڈیسٹنس،،، حارب کا موڈ تو پہلے ہی اوف تھا اوپر سے ماں باپ کو اپنے سے لاپرواہی برتاؤ دیکھ کلس کر رہ گیا۔ آہاااا ہمیں تو روم میں بھی الاؤ نہیں ہے،،، بیک مرر سے بیٹے کا ناراض چہرہ دیکھ فرغام نے سرد آہ بھرتے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔ دور سے ہی گاؤں کے لہلہاتے کھیت نظر آنا شروع ہو گئے تھے۔ یہ کار تو علی چاچو کی لگ رہی ہے ڈیڈ،،، گیٹ سے اندر جاتے ہی انھیں سامنے بلیک آڈی نظر آئی جیسے دیکھتے ہی حارب خوشی سے اچھل پڑا۔ علی تو یہاں،،، فرغام کی کرولا کو سائیڈ پہ پارک ہوتا دیکھ علی سمیت سب ہی گاڑی کے پاس ہی رک گئے۔ یار تم لوگوں نے یہاں آنا تھا تو بتا دیتے ساتھ میں آتے انجوائے کرتے ہوئے،،، ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے فرغام نے کہا۔ علی اور فرغام کی ملاقات اب کافی دنوں بعد ہوتی تھی وہ بیچلر ٹائم گزر گیا جب وہ روز ملا

کرتے۔ ملاقات تو اب صرف فون تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ فرغام ہمیں تو عائشہ نے بلوایا تھا کال کر کے،،، حورین کی طرف دیکھتے منال نے فرغام سے کہا۔ نیاں کی برتھ ڈے کے لیے تم بھی انوائٹڈ ہو،،، حورین کو حیرت ہوئے ابھی پرسوں ہی تو زینی اور عائشہ سے اس کی بات ہوئی تھی انھوں نے تو منال کو بلانے کے متعلق کوئی بات نہیں کی تھی۔ برتھ ڈے۔۔۔ نہیں یار ہم تو پری کی وجہ سے آئے ہیں اس کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی نا تو سوچا مل آئیں،،، یہاں آنے سے پہلے علی کا ارادہ تو تھا کہ وہ حورین کو سمجھائے پر منال نے اُسے منع کر دیا تھا اسی لیے اس نے فرغام تک کو اپنے گاؤں جانے کے متعلق نہیں بتایا تھا۔ کیا ہوا ہے پری کو اور مجھے کسی نے بتایا کیوں نہیں،،، حورین سنتے ساتھ ہی بے ساختہ بولی۔ سلام بی بی جی،،، حورین کی آمد سے سبھی بے خبر تھے اسی لیے اس کی آمد پہ ہلچل سی مچ گئی جو پریشی کی خراب طبیعت کا سنتے ہی تیزی سے شاہ میر کے کمرے کی طرف چل پڑی تھی۔ پری کیسی ہے کیا ہوا ہے اُسے۔۔۔ میں نے صبح کال کی تھی تم میں سے کسی نے بتایا کیوں نہیں مجھے،،، پہلا سامنہ ہی اس کا خورشیدہ سے ہوا جو باقول حورین کے کافی باتوں مزاج رکھتی تھی بعض اوقات وہ باتیں بھی بول جاتی جس کو کسی سے چھپانا مقصود ہوتا۔ وہ بی بی۔۔۔ حوری،،، اپنے کمرے کے باہر حورین کی آواز سنتے پریشی اپنے شک کو دور کرتی جلدی سے

باہر آئی بھلا حورین اور اس سے ملنے آئے۔۔۔ اس نے تو سلام دعا تک لینا چھوڑ دیا تھا سلام کے جواب پہ خاموشی سے سر ہلا دیتی لیکن پر نیاں کے لیے وہ بہت سو فٹ کارنر رکھتی تھی شاہ میر کے اریسٹ ہونے کے بعد اکبر شاہ اور افضل شاہ نے اس بچی کو حویلی میں رکھنے کی سخت مخالفت کی۔ اس وقت پریشے کی اپنی پوزیشن ایسی نہیں تھی کہ وہ خود کو ڈیفینڈ کر پائے اس ننھی سی جان کے لیے کیسے لڑتی تب حورین ہی تھی جس نے پریشے کا درپردہ ساتھ دیا اور باقاعدہ برتھ سرٹیفیکیٹ میں ولدیت کے خانے میں شاہ میر کا نام اندراج کروایا۔ پری کیسی ہو تم تمہاری طبیعت۔۔۔،،، حورین کچھ کہتی اچانک ہی رخ گئی۔ میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ نہیں ہوا حور،،، حورین کی بے ساختگی اور پھر ایک دم سے خود پہ جبر کرنا پریشے سے پوشیدہ نارہا۔ میری سٹرونگ سی دوست جانتا تھا جیسی چھوڑ کر جا رہا ہوں ویسی ہی ملے گی مجھے،،، فرغام نے ایک مخلص دوست اور بھائی کی طرح اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔ لوگ تو کہتے ہیں میں وہ پری رہی نہیں لیکن تم تو کہہ رہے ہو میں بالکل ویسی کی ویسی ہی ہوں،،، لائٹ کریم کلر کے کھڈ کے پرنٹڈ سوٹ وُل کی شال سر کو کور کر کے کندھوں پہ ڈالے صو برس انداز گفتگو یہ ان کی پری نہیں تھی جو بنا بتائے گھر آنے پر ایکسائیٹڈ ہونے سے پہلے ایک لیکچر دیتی۔ جس کے فیس ایکپریشن دوستوں سے بات کرتے ہوئے بھی تیکھے ہی ہوتے تھے۔ یہ تو کوئی اور



پلین کامیاب ہوتا دیکھائی دیا۔ ڈیڈ آپ سب ہی فرینڈز ہیں یا نیاں کے ڈیڈ بھی آپ لوگوں کے فرینڈ تھے۔۔۔ بانی داوے وہ کہاں ہیں میں نے انھیں اور عدن کے ڈیڈ کو کبھی دیکھا نہیں کیا وہ آج اپنی بیٹی کی برتھ ڈے پہ بھی نہیں آئیں گے،،، بات سے بات نکالنے کی اس عادت سے فرغام اور حورین تو ویسے ہی بہت پریشان رہتے تھے پر اس وقت حارب کی زبان کی رفتار نے فرغام کو گھما کر رکھ دیا دل تو کیا کہ ایک لگا دے۔

رافع نے جتنی جلدی سب کے چہروں پہ مسکرائٹ بکھیری تھی حارب کی بات نے اتنی ہی تیزی میں سب کو واپس اپنے ژون میں لاکھڑا کیا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ نہیں لائے نامیرے بابا کو صرف ایک بار کوئی میری ان سے بات کروادے اونٹلی ون ٹائم پلیز،،، برتھ ڈے گرل بنی نیاں اپنے ارد گرد مسکراتے چہروں میں شاہ میر کا چہرانا پا کر سسک اٹھی۔ نیاں بیٹا۔۔،،، دانیال کے آنکھوں میں آنسو کی چمک دیکھ پریشے نے اس کے گلے لگی نیاں کو الگ کرتے سمجھانا چاہا۔ ماما میں بابا سے صرف یہ کہوں گی کے میں ان سے بہت پیار کرتی ہوں پلیز جلدی۔۔۔ ماما آپ رو رہی ہیں،،، رات کا ناجانے کون سا پہر تھا جب عدن کی آنکھ کھلی زینہ کو بستر پہ ناپا کر عدن

نے کمرے میں نظر دوڑائی صوفے پہ پاؤں پھیلا کر سر ٹیکائے بیٹھی زینہ کو دیکھ عدن فوراً سے اس کے پاس آیا۔ عدن میری جان آئی ایم سوری اپنی ماں کو معاف کر دو،،، زینہ کو عدن سے کی گئی ہر ایک زیادتی یاد آئی جس میں سب سے بڑی اُس کے باپ کو اس کی موجودگی سے بے خبر رکھنا تھا۔ ماما ڈونٹ کرائے،،، ماں کے آنسو پونچھتے عدن کی اپنی آنکھیں بھیگ گئیں ماں سے سارے شکوے ساری ناراضگیاں انھیں آنسوؤں میں بہہ گئیں۔ آپ رو کیوں رہی ہیں مجھے بتائیں میں آپ کی پرو بلم سولو کر دوں گا،،، عدن کا لہجہ ایک اچھے دوست کے جیسا تھا جو ہر پریشانی کا جلد سے جلد حل نکال لائے۔ آپ کی ماما بہت بُری ہیں ناہر وقت آپ کو ڈانٹتی رہتی ہیں،،، عدن کے پیار سے بال بکھیرتے زینہ نے اُسے اپنے پاس بیٹھاتے سب کچھ بتانے کا فیصلہ کیا۔ نو ماما آپ ولڈ کی بیسٹ ماما ہو آچی کہتی ہیں آپ مجھے میرے بھلے کے لیے ڈانٹتی ہو اس لیے مجھے بُرا نہیں منانا چاہیے بلکہ آپ کو سمجھنا چاہیے آپ نے مجھے بنا پاپا کے پالا ہے آپ کے لیے بہت ٹف ہو گا نا یہ سب اور میں جب چھوٹا سا تھا تو آپ کو بہت ستاتا تھا،،، زینہ گنگ ہوئی عدن کی فراٹے بھرتی زبان دیکھ کر رہ گئی۔ اس کا حیرت میں جکڑ جانا اپنے دھیمے مزاج بیٹے کا تیزی میں بولنا نہیں بلکہ وہ باتیں تھیں جو ڈر سے زینہ نے اُسے نہیں بتائیں تھیں پر وہ باخبر لگ رہا تھا۔ آئی نو وہ آپ کو چھوڑ کے چلے گئے

تھے۔ مجھے آچی نے سب بتایا انھیں غصہ تھا نا آپ پر،،، سر کو شرمندگی سے جھکائے وہ کسی بڑے کی طرح زینہ کا کپکپاتا ہاتھ بولنے کے ساتھ ساتھ سہلا بھی رہا تھا۔ وہ کہیں سے بھی امان شاہ کا بیٹا نہیں لگتا تھا نا تو وہ اس کی طرح ضدی تھا اور نا ہی جلد باز شاید اس نے ایان اور دانیال کا مزاج چیر لیا تھا آخر انھیں کے ہاتھوں میں پل بڑھ رہا تھا۔ آپ اب بھی اپنی ماما کو برا نہیں سمجھتے انھوں نے آپ کے پاپا کو آپ سے دور رکھا،،، زینہ کو لگا شاید وہ ماں کا دل رکھنا چاہ رہا ہے باپ تو قریب ہے نہیں جو ہے وہ اُسے ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ نو ماما وہ آپ کا اور پاپا کا میٹر ہے میرا اس سے کوئی لنک نہیں اور ویسے بھی آپ نے انھیں یہاں آنے سے منع تو نہیں کیا تھا وہ آسکتے تھے پر ان کی مرضی۔۔۔ میں ان سے تو ناراض ہو سکتا ہوں پر آپ سے نہیں،،، ماں کے چہرے پہ بوسہ دیتا عدن آج بہت خوش تھا آج اُسے اپنی ماما بھی نیاں کی ماما جیسی لگ رہی تھیں اُس سے ہر ایک بات شنیر کرنے والیں اُسے پیار سے اپنے گلے لگانے والیں وہ دن بھی دور نہیں جب اس کی ماما بھی سب بچوں کی ماما جیسے اس کے ساتھ ہنسے کھیلیں گی اور اس دن وہ ان کو بتائے گا کہ زندگی پڑھائی پڑھائی کی بورنگ روٹین سے ہٹ کر بھی گزارا جاسکتی ہے۔۔۔

\*\*\*\*\*

مسز اتنی صبح صبح اٹھ گئیں کیا اپنے میکے میں نینداڑ گئی ہے تمہاری،، فرغام کی آنکھ  
 چہرے پر پڑتی سورج کی روشنی سے کھلی تو اس نے کھڑکی میں حورین کو کھڑا پایا۔ کچھ  
 سفر کی تھکان اور کچھ نئی جگہ فرغام کو سوتے سوتے صبح ہو گئی تھی نیند سے بھری  
 آنکھوں سے کھڑکی سے آتی روشنی اور اپنی شریکِ حیات کو کھا جانے والی نظروں سے  
 دیکھا۔ حور یار تمہارا مسئلہ کیا ااا۔۔۔ تم رو کیوں رہی ہو حور کچھ ہوا ہے کیا،، فرغام جو  
 ابھی کچھ دیر اور سونا چاہتا تھا حورین کو کھڑکی سے ہٹانے کا ارادہ کرتا اس کے پاس آیا۔  
 مانی پلیز بھائی کو لے آؤ کسی بھی طرح چاہے ایک دن ایک گھنٹے کے لیے ہی کیوں  
 نا ہو،،، فرغام کا اتنا سا پوچھنا تھا کہ حورین جو کافی دیر سے خود پہ کنٹرول کر رہی تھی  
 پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ حور پاگل ہوئی ہو کیا،،، فرغام کے تو ہاتھ پیر ہی پھول  
 گئے ایک نظر بیڈ پہ سوئے اپنے دونوں افلاطون اور دوسری ان لوک دروازے پر ڈالی۔  
 شاہ میر کو قتل کے کیس میں آٹھ سال کی جیل کی سزا سنائی گئی تھی۔ حورین نے تو ان  
 گزرے پانچ سالوں میں کبھی شاہ میر سے ملنے تک کا نہیں کہا پر اب ایسی ضد کرنا فرغام  
 کی سمجھ سے باہر تھا۔ مانی مجھ سے نیاں کار و نا برداشت نہیں ہو رہا تم نے دیکھا نار ات وہ

دانیال بھائی کے گلے لگے کیسے بلک رہی تھی۔۔۔ اور پریشے۔۔۔ اُس کو بے بسی مار ڈالے گی مانی پلیز کچھ کرو،،، کل رات پر نیاں کی برتھ ڈے سب نے خوب جوش سے منائی بچے بڑے سب ہی مل کر حال کمرے کو ڈیکوریٹ کرنے میں لگے ہوئے تھے رنگ برنگے غباروں سے سجا کمرہ، چہکتے بچے اور مسکراتے ماں باپ یہ حویلی آج سے پانچ سال پہلے کا منظر پیش کر رہی تھی۔ شہزادی بنی پر نیاں مسکرائٹ سجاتے ہر ایک سے ملتی اُس ایک چہرے کو ڈھونڈ رہی تھی جس کے آنے کی آج اُسے آس تھی۔ پر اس کی آس نامیدی میں ڈھل گئی۔ کیک کاٹتے ناجانے نیاں کو کیا ہوا کہ اس نے شاہ میر سے بات کرنے کی ضد پکڑ لی جو کہ کسی کے بس میں نہیں تھی دانیال کے گلے لگ کر اس کا رونا سب کو ہی رولا گیا اس وقت تو حورین نے اُسے پیار سے سمجھا بچھا کر کیک کٹوایا پر رات سے حورین کو ایک پل سکون نا آیا۔ ریلیکس حور سب ٹھیک ہو جائے گا،،، سنگل صوفے پہ اُسے بیٹھاتے فرغام نے پانی کا بھر اگلا اس کے ہونٹوں سے لگایا۔ کیسے ٹھیک ہو گا یہ سب مانی تھک گئی ہوں میں اور کتنا برداشت کروں میرا بھائی اس جرم کی سزا کاٹ رہا ہے جو اس نے کیا ہی نہیں، حمیدہ آنٹی پری کا دکھ لیے چل بسیں، بڑے پاپا دادا الہی دادو یہ سب بھائی کی آس لگائے بیٹھیں ہیں اور اب یہ بچے کس کس کو سمجھا لومانی۔۔۔،،، حورین کو خود پہ کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا تھا فرغام کے

کندھے سے لگی ضبط کھو بیٹھی۔ حور پری سے اپنا رویہ ٹھیک کر لو۔ اس کی آنکھوں میں پچھتاؤں نے ڈیرا جمالیا ہے۔ انکل اس کی بدنامی کے خوف سے مر گئے اور حمیدہ آنٹی اس کی گھرستی کو برباد ہوتا دیکھ۔ کیا یہ غم اس کے لیے کم ہے جو تم اُسے اپنی ناراضگی کا غم دے رہی ہو،،، حورین کے آنسو پونچھتے فرغام نے اُس کا دل پریشے کی طرف سے صاف کرنا چاہا۔ اور پھر یہ سوچو تین سال بعد شاہ میر بھائی کو کیا جواب دو گی کہ تم شاہ کی پری کا خیال نہیں رکھ پائیں،،، اس وقت صرف فرغام کے ذہن میں ہارون ملک کی بات گھوم رہی تھی جو انھوں نے اس سے یہاں آنے سے پہلے کی تھی (فرغام ملک جانتے ہو ایک اچھا شوہر کون ہوتا ہے؟ وہ جو اپنی بیوی کو گناہ سے بچائے۔ روک لو اپنی بیوی کو کہیں پری سے اُس کی ناراضگی گناہ میں ناشمار کر دی جائے) مانی۔۔۔،،، شاہ کی پری کہنے پر حورین کو حیرت کا جھٹکا لگا شاہ میر جب بھی پری کے نام پر اپنا حق جتاتا فرغام غصے میں کھول کر رہ جاتا باقول فرغام کے سردار شاہ میر کس منہ سے پریشے کے نام پر حق جتاتا ہے جس کا نام اُسی کی خاطر زد عام ہو کر رہ گیا تھا۔ تمہاری ان نگاہوں کی حیرانگی کو سمجھ رہا ہوں میں حور بہت بُرا لگتا تھا شاہ میر بھائی کے منہ سے شاہ کی پری کہنا پریہ حقیقت ہے پریشے کی یہاں موجودگی اس کی آنکھوں میں بھائی کے انتظار نے اُن کے اس جملے کو سچ ثابت کر دیا ہے،،، سب کے خوش باش چہرے دیکھ فرغام کو پریشے کی

آنکھیں ایک گہرے دکھ میں مبتلا کر دیا کرتی تھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ فرغام نے پریشے کو ہمیشہ بہنوں والا مان دیا اور ایک بھائی کی طرح وہ بھی اپنی اس بہن کی زندگی میں خوشیوں کی واپسی کی امید لیے ہوئے تھا۔

\*\*\*\*\*

شاہ پلیراب تو لوٹ آؤ تھا ہو کر رہ گئی ہے تمہاری پری،، آنسوؤں سے تر چہرا گود میں شاہ میر کی مسکراتی تصویر کو تھامے پریشے ہر روز کا کہا اپنا جملہ دھرا رہی تھی۔ یہ کمرہ اس میں بسی شاہ میر کی خوشبو اور اس کی تصویریں ہی پریشے کا سہارا تھیں۔ شاہ میر کو جیل ہونے کے بعد صرف ایک بار پریشے شاہ ولا سب کے اسرار پر گئی تھی پر وہاں پریشے کو زیادتیاں اپنا غصہ اور شاہ سے کی نفرت ہی یاد آئیں۔ پریشے کو یاد تھا وہ وقت جب شاہ میر نے شاہ ولا پریشے کے نام کر کے پیپر ز اس کو تھمائے تو پریشے نے بڑی حقارت سے کہا تھا کہ یہ گھر اس کی ایک ایک چیز اُسے اپنے ساتھ کی گئی زیادتی کی یاد دلاتے ہیں اور اب وہی لفظ اس کو منہ چڑاتے محسوس ہو رہے تھے۔ ماما،، پرینیاں جو نا صرف کافی دیر سے جاگی ہوئی تھی بلکہ پریشے کو روتا دیکھ خود بھی اندر ہی اندر سسک رہی تھی ایک دم سے اٹھ کر بھاگتی پریشے کے گلے لگ گئی۔ میری گڑیا اٹھ گئی،، پریشے نے اس کا بھیگا چہرا

صاف کرتے ایسا انداز اپنایا جیسے اس نے پر نیاں کارونا محسوس ہی نا کیا ہو۔ آتم سوری باباجان میں نے ماما کو رولا دیا اب وہ مجھ سے ناراض ہو جائیں گی نا،،، شاہ میر کی تصویر پر بوسہ دیتے پر نیاں نے اتنی معصومیت سے کہا کہ پریشے بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی۔

نہیں آپ کے بابا کی پری اپنی پری سے ناراض نہیں ہو سکتی،،، پریشے نے اس کے ماتھے پہ آئے بالوں کو سائیڈ پہ کرتے اُسے پیار کیا۔ سوری ماما آپ نے مجھے منع بھی کیا تھا پر میں نے رات با اور سب گیسٹ کو پریشان کر دیا،،، پر نیاں نے سر جھکائے شرمندگی سے کہا۔ آپ نے ایسا کیوں کیا نیاں آپ جانتی ہیں نا آپ کے با آپ کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتے،،، رات دانیال کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ دانیال کے سر کے درد پر سب ہی تشویش میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ کوشش کی جاتی کہ اُسے ٹینشن سے دور رکھا جائے پر پر نیاں اور عدن کا معاملہ ایسا تھا کہ کوئی کچھ بھی نا چھپا پاتا بچے منع کرنے کے باوجود خود ہی بتا دیتے۔ ماما یہ سب حارب کی وجہ سے ہوا ہے وہ ایک نمبر کا سٹو پڈ ہے اس نے مجھ سے بیٹ لگائی تھی کے اپنے بابا کو برتھ ڈے پہ بلواؤا گرا تھی ہی سٹر ونگ ہو تو،،، پر نیاں کو حارب پہ غصہ آیا جس کی وجہ سے اس کا برتھ ڈے سپوئیل ہو گیا تھا۔ اور آپ نے بیٹ لگالی،،، پریشے نے مسکراتے ہوئے تصدیق چاہی۔ ماما وہ کہتا ہے گر لزا سٹر ونگ نہیں ہوتیں عدی بھی اس کی سائیڈ لے رہا تھا میں اب عدی

سے بات نہیں کروں گی،،، حارب کو آئے ابھی بامشکل دو دن بھی نہیں ہوئے تھے کہ اس دوران یہ اس کی کوئی تیسری شکایت تھی جو پر نیاں پریشے سے کر رہی تھی۔ کیوں بات نہیں کرو گی حارب عدی کا بھی کزن ہے اس کی سائیڈ لے سکتا ہے اور اُس نے بالکل ٹھیک کہا بوائیز سٹر ونگ ہوتے ہیں گرلز سے،،، پر نیاں کی ضد اور ناڈر طبیعت بعض اوقات پریشے کو خوف زدہ کر دیتی وہ خود بھی تو ایسی ہی تھی اور اس نے کیا پایا اپنی اس عادت سے۔۔۔ ماما۔۔۔ نہیں میں زیادہ سٹر ونگ ہوں اور عدی میرا فرینڈ ہے وہ کسی اور کی کیوں سائیڈ لے،،، پر نیاں نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔ فرینڈ نہیں کہتے بھائی کہتے ہیں وہ اور حارب آپ کے بھائی ہیں،،، پریشے نے اپنی گود میں بیٹھاتے اسے پیار سے سمجھایا۔ وہ دونوں حوری بوئی اور زینی بوئی کے بیٹے ہیں تو میرے کزن ہوئے اور کزن بھائی تو نہیں ہوتے۔۔۔،،، پر نیاں نے کزن اور بھائی میں واضح فرق بتایا جسے سن کر پریشے جتنا حیران ہوتی کم تھا۔ آج کل کے بچے اور ماں باپ کی کوئی بات بنا جرح کیے مان جائیں ممکن ہی نہیں۔ یہ آپ سے کس نے کہا سب بہن بھائی ہوتے ہیں،،، پریشے نے اپنی بات پہ زور دیتے دہرائی۔ ماما آپ کو کچھ بھی نہیں پتا،،، اپنے سر پہ ہاتھ مارتے پر نیاں نے بڑی بوڑھیوں کی طرح کہا۔ اچھا میری دادی اماں آپ کو ہی سب پتا ہے ٹھیک،،، پریشے نے ہارمانتے پر نیاں کو اپنی گود میں اٹھایا تاکہ وہ اُسے ناشتے

کے لیے جلدی سے ریڈی کر سکے۔ مہا ایک بات مجھے بہت پریشان کر رہی ہے۔۔۔ میرے بابا کی پری آپ ہیں تو پھر میں کس کی پری ہوں،،، کمرے میں داخل ہوتے مہر اور دانیال نے نیاں کا معصومانہ لہجہ پر شیر سا سوال سنا۔ آپ اپنے بابا کی پری ہیں،،، ڈریسنگ ٹیبل پہ بیٹھ کر پریشے سے پونیاں بناتی پرنیاں نے دانیال کی آواز پہ مڑ کر اُسے دیکھا۔ بابا،،، اس سے پہلے کہ پرنیاں اچھل کر اترتی دانیال نے جلدی سے اُس کے پاس آتے اُسے گود میں اٹھالیا۔ گوڈ مورنگ میری جان،،، پرنیاں کی پیشانی چومتے دانیال کو دیکھ کر مہر نے سکون کا سانس لیا۔ ساری رات مہر نے اس انسان کو اپنے دو عزیزوں کے لیے بے چین دیکھا تھا اور وہ دونوں شاہ اور امان کے علاوہ اور کون ہو سکتے تھے۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

علی کسے ڈھونڈ رہے ہو،،،، شام کی چائے کا دور چل رہا تھا سب خوش گپیوں میں مصروف پرانی یادوں میں کھوئے ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں لگے ہوئے تھے تبھی فرغام نے علی کو کوریڈور کا دوسرا چکر لگاتے دیکھ آواز دے کر پوچھا۔ یار بچے نظر نہیں آرہے بس انھیں ہی دیکھ رہا تھا،،، ان سب کو آئے آج تیسرا دن تھا اور بچوں

کا وہ عالم کہ پوری حویلی سر پر اٹھا رکھتے یہاں آنے سے پہلے سوا اعتراض کرنے والے واپس جانے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ لے میں سمجھا تو منال کو ڈھونڈ رہا ہے مجھے حیرت ہو رہی تھی تجھے اتنی بڑی منال نہیں دیکھی فرغام نے منال کو چھیڑا۔،،

آہا۔۔۔ میرے بھائی بیویوں کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ پاس ہی منڈلاتی ہوئی نظر آتی ہیں خاص کر جب میاں بہنوں کے ساتھ بیٹھا ہو،،، علی بھی فرغام کی شرارت سمجھ کر گفتگو میں شامل ہوتا ان کے ساتھ ہی آ بیٹھا۔ علی تم بہت ہی فضول ہو،،، اس وقت سب ہی حال کمرے میں موجود تھے اتفاق سے فرغام اور علی جس جگہ بیٹھے تھے ان کے سائیڈ پر مہر اور پریشے جبکہ عائشہ ٹیبیل سے لوازمات کی ٹرے پکڑاتی دونوں کے پاؤں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہاں تھا نادل لگاؤ اسے یہ بہت فضول سا انسان ہے،،، منال شروع سے ہی صلہ جو تھی بہت کم ہی ہوتا کہ وہ لڑتی یا لڑائی میں شامل ہوتی تھی۔ فرغام نے جب اسے علی کو جواب دیتا دیکھا تو بڑھاؤا دینے لگا۔ تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے،،، فرغام کو لڑائی کروانا دیکھ حورین میدان میں اتری اور حساب برابر کرنے لگی۔ خیال تو بہت نیک ہے آپ اکیلے ملیں تو بیان کروں،،، وہ فرغام ہی کیا جو موقع محل دیکھ کر بات کرے حورین کی بات پکڑتا اسے سب کے سامنے شرمندہ کر گیا۔ ہا ہا ہا۔۔۔ فرغام بھائی شادی کے اتنے ٹائم بعد بھی

ایسا رو مینس یہاں تو دو سال میں ہی بین لگا دیا لوگوں نے مجھ بیچارے پہ،،، ایان نے اپنا ہی دکھڑا رو یا جس پر عائشہ کی طرف سے ایک زبردست گھوری ملی۔ میرے بھائی ایسے چھوٹے موٹے بین توڑنے پڑتے ہیں،،، فرغام کی بات پر کمرے میں ایک زور کا قہقہہ گونجا۔ توبہ ہے تم دونوں سے جہاں ملے نہیں وہیں شروع ہو گئے،،، سبکے سامنے ایسی بات منال اور حورین کو شرم سار کر گئیں جبکہ مہر اور پریشے سر جھکا کر ہنسے لگیں۔،،، مہر دانیال بھائی کہاں ہیں صبح سے نظر نہیں آئے دانیال کو صبح سے غیر حاضر دیکھ علی نے مہر سے پوچھا۔،،، کوئی ایمر جنسی تھی میرے اٹھنے سے پہلے ہی چلے گئے مجھے خود پریشے آپ نے بتایا ہے،،، مہر کو خود بھی اس بات پہ حیرت ہو رہی تھی دانیال کو چاہے جتنی بھی ایمر جنسی ہو وہ مہر کو جگائے بنا کبھی نہیں جانتا تھا۔ یار پتا بھی تھا تمہارے میاں جی کو کہ آج ہم سب نے واپس جانا ہے بندہ مل کر ہی چلا جاتا ہے،،، فرغام کے زور دینے پر آج شام ان سب نے واپسی کا ارادہ کیا تھا جس پر بچہ پارٹی ناخوش تھی سب نے روکنے کی کوشش بھی کی پر فرغام نے آفس کا کہہ کر راضی کر لیا۔ فرغام دانیال شام تک آجائیں گے تم لوگ صبح نکل جانا شہر کے لیے رات کا سفر کچھ ٹھیک نہیں،،، پریشے یہاں کے حالات سے اچھے سے واقف تھی آپس کی دشمنیوں میں بہت سے بے قصور لقمہ اجل بن جاتے تھے اسی لیے پریشے نے رات میں جانے سے منع کیا۔ یار پری صبح

اتنی جلدی۔۔۔ مہاااا،،، فرغام کا اعتراض بیچ میں ہی رہ گیا دھاڑ کی آواز سے پر نیاں  
 دروازے کھولتی کمرے میں داخل ہوئی۔ نیاں کیا ہوا ہے بیٹا آپ رو کیوں رہی  
 ہو،،، پر نیاں کو روتے دیکھ سب ہی سمجھ گئے یہ کارنامہ حارب صاحب نے انجام دیا  
 ہو گا اور ابھی نیاں کے منہ سے شکایتوں کی فہرست سننے کو ملے گی۔ حورین بوئی حارب  
 بہت بُرا بچہ ہے،،، وہی ہوا جس کی سب کو امید تھی ایک ایک کر کے سب ہی بچے  
 کمرے میں آنا شروع ہوئے جن میں سب سے آخر میں حارب نواب تھے جس کے  
 چہرے پر ہو کثیر لکھا صاف نظر آ رہا تھا۔،،، حارب کیا کیا ہے آپ نے،،، حورین  
 درحقیقت پریشان ہو کر رہ گئی تھی حارب کی بد تمیزیوں سے اتنا سمجھانے کے باوجود  
 ہر بار وہ کوئی نا کوئی کارنامہ کر بیٹھتا تھا۔ آپ نے کہا تھا نا حارب میرا بھائی  
 ہے۔۔۔ جھوٹ کہا تھا مجھے نہیں چاہیے ایسا بد تمیز بھائی اور میں عدی سے بھی اب بات  
 نہیں کروں گی آئی ہیٹ یو۔۔۔،،، پر نیاں نے پریشی سے اس کی بات یاد دلائی۔ عدن  
 ۔۔،،، زینی نے غصے سے عدن کو گھورا پر عدن حارب کو دیکھ کر منہ موڑتا پر نیاں کے  
 پیچھے بھاگا جو روتے روتے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ حارب کچھ پوچھا جا رہا ہے تم  
 سے اُس کا جواب کیوں نہیں دے رہے ہو نمم۔،،، حورین کے دوبار پوچھنے پر بھی  
 جب حارب نے جواب نہیں دیا تو فرغام نے اسے غصے میں جھنجھوڑ ڈالا۔ فرغام بچہ ہے وہ

آرام سے یار،،، سب کے سامنے فرغام کا اتنا نسلٹنگ انداز علی کو کچھ ٹھیک نہیں لگا اسی لیے اسے ٹوک گیا۔ پاپااا۔۔۔ حارب پر نیاں کو چڑا رہا تھا اس نے غصے میں حارب کو تپھڑ مارا اور حارب نے۔۔۔ منہ تو تھی ہی چھوٹے سے دل کی اتنا ہی کہہ کر رونے لگ گئی۔،،، منہ ڈونٹ کر ائے بیٹا کزن آپس میں ایسے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں ڈونٹ وری دیکھنا بھی دونوں کی دوستی ہو جائے گی،،، منال نے پیار کرتے منہ کو خاموش کروایا کہیں اس کو روتا دیکھ فرغام حارب پر اور غصہ نا ہو جائے۔،،، نو ماما حارب نے بہت گندی بات کی اُس نے نیاں سے کہا وہ گندی بچی ہے سب کو مارتی ہے اسی لیے اُس کے بابا اُسے چھوڑ کر چلے گئے اور کبھی واپس نہیں آئیں گے،،، منہ رونے کے ساتھ ساتھ حارب کا آج کا کارنامہ بھی بیان کیے جا رہی تھی۔ حارب بب۔۔۔ اسلام و علیکم۔۔۔ اس سے پہلے کہ فرغام آگے بڑھ کر حارب کے ایک چمٹ لگاتا یان نے اسے روک لیا اور سلام کی زوردار آواز سے جو جہاں تھا وہی کاہو کر رہ گیا۔،،،

\*\*\*\*\*

شاہسہ۔۔۔،،، شاہ میر بھائی۔۔۔ دروازے میں کھڑے دانیال نے مسکراتے ہوئے زور کا سلام کیا پر اسے کے آگے سے ہٹتے ہی جو چہرہ اسب کو دیکھائی دیا خوشی کے مارے

سب کے سب چیختے شاہ میر کے گرد جمع ہو گئے صرف ایک پریشے ہی تھی جو دور کھڑی اپنی بصارت پر خود کو یقین ہی دلاتی رہی۔ سر پرائیز۔۔۔، آج صبح ہی دانیال کو فراز نے کال کر کے بتایا تھا کہ اس کے سار سزاور شاہ میر کے بی بیویر سے اس کی باقی کی سزا معاف کر دی گئی ہے۔ اتنا سننا تھا کہ دانیال کسی کو بھی بتائے بنا حویلی سے نکل کھڑا ہوا۔ بھو آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا جانے سے پہلے،،، ایان بھاگ کر شاہ میر کے گلے لگتا دانیال پر چیخا۔ تمہیں بتانے کا مطلب سر پرائیز کا بیڑا غرق کرنا۔۔۔ اتنے تو زن مرید ہو تم بیوی کے بغیر ملتے نہیں کیا معلوم یہ بات بھی اُس کو بتا دیتے،،، ٹیبل سے نمکواٹھا کر کھاتے دانیال نے ایان کو چھیڑا جو شاہ میر کے اوپر چڑا ہوا تھا۔ کیا کرو اپنے استاد پہ گیا ہوں ہا ہا ہا۔۔۔،،، ایان بھی کہاں کم تھا دانیال کی طرف ہی اشارہ کرتا حساب برابر کر گیا۔ اسلام و علیکم شاہ میر انکل آپ نے مجھے پہچانا،،، ینگ پارٹی سے ملنے کے بعد شاہ میر بچوں کو دیکھ ایک دم سے رک گیا تبھی رافع آگے بڑھتا شاہ میر سے پوچھنے لگا۔ جو بچہ ماں کی خاطر بندوق سے ناڈرے اُس بہادر کو میں بھلا بھول سکتا ہوں رافع۔۔۔،،، شاہ میر نے کہتے ساتھ رافع کو گلے لگایا جواب اس کے سینے تک آ رہا تھا۔ فرغام کے بیڑے رائیٹ۔۔۔،،، اپنی طرف حیرت اور اشتیاق سے دیکھتے بچے کو دیکھ کر شاہ میر نے اندازہ لگایا جو سو فیصد درست نکلا۔ یس پر آپ نے کیسے پہچانا،،، نام

سے حارب پہچان تو گیا تھا کہ یہ نیاں کے بابا ہیں پر خود کا پہچانے جانا سے کنفیوژ  
 کر رہا تھا۔ تمہاری ڈریسنگ سے۔۔۔ کافی ہٹ کر ہے،،، فرغام کی طرف شرارت  
 سے دیکھتا حارب کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگا۔ اتفاق تھا کہ حارب اور فرغام  
 کی شرٹس ایک جیسی تھیں بس فرق اتنا تھا کہ فرغام کی شرٹ پہ اور یجنل اور حارب  
 کے کاپی لکھا ہوا تھا۔ بابا! میں آپ سے بالکل بات نہیں کروں گی کہاں چلے گئے تھے  
 مجھے چھوڑ کے،،، شاہ میر کو اپنی بیک سے کسی معصوم سی بچی کی آواز سنائی دی جو شاید اوپر  
 سے بھاگتی ہوئی آئی تھی اور اپنی پھولی سانسوں کے درمیاں دانیال کو بابو لارہی تھی  
 اسے یہی لگا کہ وہ اس کے دانی کی گڑیا ہے۔ سوری جانو آپ کا گفٹ لینے  
 گیا تھا۔۔۔ دیکھو تو سہی کون آیا ہے،،، نیاں کو گود میں اٹھا کر لاتے دانیال فوراً شاہ کے  
 سامنے جا کھڑا ہوا۔ بابا جانی۔۔۔ آپ کہاں چلے گئے تھے مجھے چھوڑ کر میں آپ کو اتنا یاد  
 کرتی تھی اب میں آپ کو کہیں بھی نہیں جانے دوں گی۔۔۔،،، ایسی سیچو نیش شاہ میر  
 کے لیے کافی حیران کن تھی ایک ننھی پری اس کی گود میں چڑے اسے ایک انوکھے  
 جذبے سے دوچار کر رہی تھی۔ شاہ میر کو اپنے ہاتھوں میں واضح لرزش محسوس ہوئی  
 اس نے صوفے کا سہارا لیے کھڑی پریشے کو حیرت سے دیکھا جس کی آنکھوں میں اُسے  
 ڈر صاف محسوس ہوا۔ اپنے سینے سے لگی بچی کون ہے اس کا جواب پریشے کی آنکھوں

میں لکھا اُسے صاف دیکھائی دے رہا تھا۔ پر نیاں آپ کے بابا جانی اتنا لمبا سفر کر کے آئے ہیں تھک گئے ہوں گے نا انھیں فریش ہونے دو۔۔۔،، حورین باپ بیٹی کا ملاپ دیکھ نم آنکھوں سے آگے بڑھی۔، آپ کہیں چلے تو نہیں جائیں گے نا، شاہ میر کو گم صُم دیکھ دانیال نے اس کے کندھے پر ہاتھ کا دباؤ ڈال کر اسے اپنی خاموشی توڑنے کا اشارہ کیا۔ آپ جیسی اتنی پیاری سے گڑیا کو بھلا کون چھوڑ کر جاسکتا ہے۔۔۔،، شاہ میر نے کہتے ہی پیار سے پر نیاں کی پیشانی چومی۔ شاہ میر کے منہ سے نکلے الفاظوں سے پریشی کی رکی سانس بحال ہوئی۔ کسے ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔،، کمرے میں نظر دوڑاتا دیکھ دانیال سمجھ تو گیا تھا کہ وہ کسے ڈھونڈ رہا ہے پر پھر بھی تصدیق کرنی چاہی۔ وہ اب تک نہیں آیا دانی۔۔۔،، سب کے موجود ہوتے ہوئے بھی شاہ میر ایک ہی پل میں امان کی کمی محسوس کر گیا تھا۔ میر وو۔۔۔ عدن جو دانیال کی آواز سن کر اسے حارب کی شکایت لگانے آیا تھا شاہ میر کو کمرے میں کھڑا دیکھ بھاگتے ہوئے اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔ آپ آگئے میر وو۔۔۔ میں جانتا تھا آپ ضرور آئیں گے،، عدن کا بار بار میر و کہنا شاہ میر کی آنکھوں کو نم کر گیا عدن کے ایک ایک انداز میں امان کی یاد جھلک رہی تھی شاہ میر نے پر نیاں کے ساتھ اسے بھی اپنے سینے سے لگائے آنکھ سے نکلے آنسوؤں کو خاموشی سے بہنے دیا۔

\*\*\*\*\*

مم۔۔۔،،، نیاں کا تحکم بھر انداز حارب کو بہت اریٹ کر تا تھا اس پہ عدن اور منجہ کا بلاچوں چراں نیاں کی باتیں مان لینا اُسے غصہ دلادیتا اسی غصے میں آؤٹ آف کنٹرول ہوتے اس نے نیاں سے ایسی باتیں کیں پر اس کا اتنی بُری طرح سے رونا حارب کو مضطرب کر گیا رہی صحیح کسر حورین کی ناراضگی نے نکال دی۔ حارب میں نے آپ سے کہا ہے نا مجھ سے بات مت کرو،،، حورین نے اس بار عہد کر لیا تھا کہ وہ حارب کو اچھے سے سبق سکھا کر رہے گی شاہ میر کے سامنے بات کھل جانے پر حارب کے آنکھوں میں شرمندگی حورین سے پوشیدہ نہیں تھی۔ مم سوری کر تو رہا ہوں مان جائیں نا،،، حارب کو آج دوسرا دن تھا اپنی مم کو مناتے وہ آج سے پہلے کبھی اس سے اتنا زیادہ ناراض نہیں رہی تھیں اور یہی بات حارب کے لیے پریشانی کا باعث تھی۔ مجھے سوچ سوچ کر حیرت ہو رہی ہے تم نے ایسا کہا تو کہا کیسے،،، بیڈ پر بکھرے کوشنز سمیٹتے حورین ساتھ ساتھ اس کو صلاواتیں بھی سنار ہی تھی۔ سمپل زبان سے،،، فرغام بظاہر تو موبائل میں مصروف تھا پر اس کے کان دونوں ماں بیٹے کی گفتگو کی طرف ہی لگے ہوئے تھے اپنی بیٹے کا جواب اور حورین کا کھولا منہ دیکھ کر اپنے قہقہے کو ناروک پایا۔

کوششیں کام بھی آئیں یا نہیں شہزادے۔۔۔،،، اس سے پہلے کہ حورین کچھ بولتی ایان کمرے کو نوک کرتا اندر آیا۔ یار آپا غلطی ہو گئی اس سے اس دفعہ معاف کر دو آئیندہ نہیں کرے گا،،، حارب کا لٹکا منہ دیکھ کر ایان صورت حال کو فوراً سمجھ گیا۔ او بویسلی نہیں کہوں گا اور نیاں کے بابا کون سادو بارہ وہاں جائیں گے۔۔۔ اللہنا کرے۔۔۔،،، حارب کی بات ہی ایسی تھی کہ حورین کے ساتھ ساتھ ایان اور فرغام بھی دھیل گئے۔ ماما مانے نا اور ہگ کریں،،، خاموش کروانے کے لیے ماں کے ہاتھ کو اپنے منہ پہ دیکھ حارب وہی تھام کر مچلا۔ آہااا۔۔۔،،، دونوں ماں بیٹے کے اس پیار بھرے مظاہروں کو دیکھ فرغام نے ٹھنڈی آہ بھری جس پر ایان اپنی مسکرائٹ چھپا گیا۔ حورین آخر کب تک اس سے ناراض رہتی کل سے اب تک کس طرح اس نے اپنے دل پہ قابو رکھا تھا یہ وہ جانتی تھی یا اس کا اللہ۔۔۔ فرغام بھائی ایک ریکویسٹ تھی اگر مان جائیں،،، حورین تو حارب کو لے کر کمرے سے چلی گئی اور وہ دونوں اپنی باتوں میں لگ گئے کہ تھوڑی ہی دیر بعد ایان اس موزوں کی طرف آیا جس کے لیے وہ یہاں آیا تھا۔ ایک دو دن اور رک جائیں،،، فرغام کی بھوؤں کی کمان کو دیکھ ایان نے اپنی بات رک رک کر پوری کی۔ یار تم بھائیوں کی سیاست بہت پکی ہے جہاں رعب دیکھنا ہوں وہاں شاہ میر بھائی۔۔۔ جہاں درپردہ کچھ سمجھانا ہو وہاں دانیال بھائی اور

جہاں کچھ منوانا ہو وہاں تم پہنچ جاتے ہوں،،، حورین کے سب بھائیوں میں سے ایان اس کا فیورٹ تھا اور اسی حساب سے وہ اس کی کوئی بات ٹال نہیں سکتا تھا دوسرا بھی اسے شاہ میر سے بھی ساری بات کی تصدیق کرنی تھی آیا جو کچھ دانیال نے بتایا وہ صحیح تھا ----

\*\*\*\*\*

باباجانی آپ کو پتا ہے میں آپ کو کتنا مس کرتی تھی،،، شاہ میر جب سے آیا تھا اکبر شاہ کی پٹی سے لگ کر بیٹھا ہوا تھا بیمار ہونے کے باوجود داد الہی اپنے سردار کے ساتھ ساتھ ہی تھے بڑی مشکل سے انھیں آرام کی تلقین کرتے شاہ میر ابھی اپنے کمرے میں آیا تھا کہ پر نیاں نے باتوں کے دوران شاہ میر سے پوچھا۔ میں جانتا ہوں گڑیا بھی تو آپ نے بتایا ہے مجھے،،، شاہ میر کو پٹر پٹر بولنے والی اس گڑیا پر جی بھر کر پیار آ رہا تھا شاہ میر کے دل و دماغ کے کسی کونے میں بھی یہ یاد نہیں تھی کہ پر نیاں اصل میں اس انسان کی بیٹی ہے جس نے اس کے خون کا قتل کیا تھا اس کے لیے وہ ایک پیاری سی گڑیا تھی جس کی ذمہ داری شاہ میر کے کندھوں پہ ڈال دی گئی تھی اور شاہ میر اس ذمہ داری کو باخوشی اٹھانے کے لیے تیار تھا۔ اب تو آپ کہیں نہیں جائیں گے نا،،، نا جانے عدن اور نیاں کو

ایسا کون سا ڈر تھا جو ہر پندرہ منٹ بعد یہی جملہ دوہراتے۔ نہیں کبھی نہیں،،، شاہ میر نے عدن کی بات کا جواب دیتے اسکی پیشانی چومی۔ عدن شاہ میر کو گوڈنٹ وٹش کرتا زینہ کا ہاتھ تھامے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ باباجان میں کس کی پری ہوں،،، شاہ میر اپنے موبائل میں کچھ ضروری ڈاکو منٹس چیک کر رہا تھا کہ اسے نیاں کی ہلکی سی آواز سنائی دی جسے پریشے دبوچے کافی دیر سے سلانے کی کوششوں میں تھی۔ نیاں بیٹا آرام کرنے دو اپنے بابا کو آؤ ہم باہر چلتے ہیں،،، جب نیاں پریشے کی آنکھوں سے قابو نہ ہوئی تو مجبوراً سے شاہ میر کے آرام کی خاطر باہر کا کہنا پڑا۔ اس کی موجودگی مجھے سکون دیتی ہے کم از کم اسے تو میرے پاس بیٹھے رہنے دو،،، شاہ میر جب سے آیا تھا پری اس سے دور دور ہی تھی یہ اس کی ناراضگی تھی یا شرمندگی شاہ میر اس سے انجان تھا۔ ماما کہتی ہیں وہ آپ کی پری ہیں تو پھر میں کس کی پری ہوں،،، شاہ میر کی زرا سی فیور پر نیاں پریشے کی گود سے نکلتی شاہ میر کے سینے پہ سر رکھ کر لیٹی پھر سے باتوں میں لگ گئی۔ آپ سے یہ کس نے کہا،،، شاہ میر نے زرا سی نظر اٹھائے اپنے سے کچھ دور بیٹھی بار بار ہاتھ مڑوڑتی اپنی پری کو دیکھا۔ ماما کہتی ہیں نا خود کو شاہ کی پری۔۔۔ اور پتا ہے وہ آپ سے بہت پیار کرتی ہیں۔۔۔ آپ کی جو بڑی والی پیکچر ہے نا اُس پہ۔۔۔،،، پر نیاں کی بات پر ایک پل کے لیے دونوں کی نظر ملیں۔ ایک کی نگاہوں میں حیرانگی اور ساتھ ہی مسکراہٹ

جھلکنے لگی تھی تو دوسرے کے گھبراہٹ جیسے کوئی چوری پکڑ لی گئی ہو۔ نیاں ادھر آئیں  
 میں آپ کو چیلنج کروادوں آپ نے اپنے ببا کو گوڈنائٹ بھی تو کہنا ہے نا۔۔۔،،، اس  
 سے پہلے کہ نیاں اور کوئی راز کھولتی پری نے کہتے ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر واٹر روم  
 میں کیا۔ پانچ سال کا عرصہ کیا کم ہوتا ہے پری کسی رشتے کو دینے کے لیے۔۔۔ اس بار  
 میں تمہاری پہل کا منتظر ہوں،،،، شاہ میر نے پریشے کی اس حرکت پہ مسکراتے آنکھیں  
 میچ لیں۔ ڈسٹرب تو نہیں کیا میں نے،،، دروازہ نوک کر کے اندر آتے دانیال نے  
 شرارت سے کہا۔ نہیں ایسا کچھ نہیں،،، شاہ میر اس کی شرارت سمجھتا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پر  
 ہونا تو چاہیے شاہ،،، شاہ میر کو امید نہیں تھی کہ دانیال اپنی شرارت میں کہی بات کو  
 موضوع گفتگو بنا لے گا۔ آہہ۔۔۔ لوگوں کی سوچ کتنی عجیب ہوتی ہے نادانی کچھ اپنی  
 تقدیر خود لکھنے کھڑے ہو جاتے ہیں تو کچھ سوچتے ہیں کہ وہ دوسروں کی تقدیر چھین لیں  
 گے پر ایسا کچھ نہیں ہوتا اللہ نے ہر ایک چیز اپنے پاس محفوظ رکھی ہوتی ہے کسے کب کیا  
 دینا اور چھیننا ہے یہ صرف وہی جانتا ہے۔۔۔ شاید میری کشکول محبت کے معاملے میں  
 خالی ہی رہی ہے،،، شاہ میر نے دانیال کو سمجھاتے آخری جملہ اپنے دل میں ہی  
 دبا لیا۔ چھوڑ ان باتوں کو امان کا بتا وہ ایک بار بھی نہیں آیا اور عدن اُسے کیا عدن کا بھی  
 نہیں پتا،،، شاہ میر نے بات کا رخ بدلتے امان کے متعلق پوچھا جس کے جواب میں شاہ

میر کو اپنا سر گھومتا محسوس ہوا۔ ڈونٹ وری ایان ٹچ میں ہے اکیلا نہیں چھوڑا تیرے جگر کو،،، دانیال نے اپنے لہجے کو ہلکا پھلکا کرتے شاہ میر کو ریلکس کرنا چاہا۔ میں زینی سے بات کرتا ہوں،،، شاہ میر دیوار پہ لگی گھڑی پہ نظر دوڑانا بستر سے اٹھا۔ شاہ۔۔۔ اُسے اس کی موجودگی سے کوئی اعتراض نہیں ہے ٹرسٹ می،،، زینیہ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ چاہے وہ کچھ بھی کر لے عدن کی زندگی میں باپ کے خلا کو کبھی بھر نہیں پائے گی۔ صرف اپنے بیٹے کی خوشی کی خاطر امان کو عدن کے بارے میں بتانے کی وہ دانیال اور ایان کو خود سے اجازت دی چکی تھی۔



السا ہوا کبر کی آواز کانوں تک پہنچتے ہی پریشے کی آنکھیں ایک دم سے کھول گئیں اپنے اکڑے ہوئے جسم کو سیدھا کرتے خود کو صوفے پر لیٹا دیکھ ذہین پہ زور ڈالنے لگی۔ کیا رات میں صوفے پہ بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی تھی،،، رات پر نیاں کا سونے کا بالکل بھی موڈ نہیں تھا نا جانے شاہ میر کو کون سی قصے کہانیاں سنار ہی تھی اور شاہ میر اپنے بانہوں میں گھیرے اس ننھے فرشتے میں اپنی مسافت کو ہلکا ہوتا محسوس کر رہا تھا۔ میں نے کبھی غور کرنے کی کوشش ہی نہیں کی نہیں تو تم میں مجھے ایک معصوم بچہ ضرور دیکھتا،،، بنا تکیے

بازو کے بل لیٹے شاہ میر کے چہرے سے پریشے کو اس وقت ایک روشنی سی پھوٹی  
 محسوس ہو رہی تھی۔ ہر گزرتا پل پریشے کو بیت جانے والی اپنی نادانیوں کی یاد دلاتا ملال  
 میں گھیر جاتا۔ شاہ تمہیں تو نیاں نے سکون سے سونے بھی نہیں دیا،، بیڈ کے منظر نے  
 اس کی اداسی کو کم کرتے اُسے مسکرانے پر مجبور کر دیا تھا شاہ میر کے دوسرے بازو پر  
 نیاں سو رہی تھی اور تکیوں کی مدد سے نیاں کی کمر پر ایک دیوار سی بنی تھی شاید شاہ میر  
 کو نیند میں اس کے بستر سے گرنے کا ڈر ہو۔ پریشے نے تکیوں کو سائیڈ پہ رکھتے بچتی  
 ہوئی ٹیبل کلاک کو حیرت سے دیکھا جو نا جانے کس نے سیٹ کر کے رکھا تھا۔ شاہ اور  
 نیاں کی نیند ٹوٹنے کے ڈر سے جلدی سے بجٹا الارم بند کرتی فجر کی نماز ادا کرنے چلی  
 گئی۔

\*\*\*\*\*

اوہو یہ نہیں کھائیں کو لیسٹرول بڑھ جاتا ہے اس سے،، ڈرائنگ روم میں سب کو ایک  
 ساتھ دیکھ شاہ میر نے دل میں اپنے رب کا شکر ادا کیا اور کر سی پہ بیٹھتا اپنے آگے  
 رکھے پراٹھے کی پلیٹ اٹھائی کہ نیاں نے ایک دم سے اس کے ہاتھ پہ اپنا ننھا سا ہاتھ رکھ  
 کر اُسے روک دیا۔ اچھا میری دادی ماں آپ ہی بتائیں میں کیا کھاؤ ان سب چیزوں میں

سے،،، پر نیاں کی اپنے لیے اتنی فکر پہ شاہ میر کا دل شاد ہو کر رہ گیا۔ سلائییز لیس اس پہ ایسے بلو بند لگائیں اور فٹافٹ کھائیں،،، پر نیاں نے ایک سلائییز ریڈی کر کے شاہ میر کے منہ کے پاس کیا۔ نیاں تم ماموں جان کو کچھ کھانے بھی دو گی یا نہیں۔۔۔ اپنی ہی چلاتی رہتی ہے ہر وقت،،، شاہ میر کو نیاں کے کہنے پر سلائییز کھاتا دیکھ حارب کو بہت غصہ آیا۔ کل سے اب تک پر نیاں کے مزاج ہی نہیں مل رہے تھے شاہ میر کے پاس کوئی بھی بچہ آکر بیٹھتا نیاں میرے بابا جانی ہیں کہہ کر ہٹا دیتی۔ ایک تو شاہ میر کا انداز اتنا پولائیٹ دوسرا وہ اتنے عرصے بعد سب کو ملا تھا کہ ہر بچہ اس کے پاس بیٹھنے کی ضد کرتا جس میں حارب پیش پیش تھا پر وہ نیاں ہی کیا جو کسی کو برداشت کر لے لڑائی کے بعد سے وہ عدن کو بھی شاہ میر کی گود میں نہیں بیٹھنے دے رہی تھی وہ اور بات ہے کہ وہ حارب جیسے اُسے ہٹاتی بھی نہیں تھی۔ تم بالکل بھی بات نا کرو مجھ سے۔۔۔ آپ کو پتا ہے بابا اس نے کہا تھا میں بد تمیز ہوں اس لیے آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے اور عدی نے بھی اس کا ساتھ دیا،،، کل سے اب تک نیاں کوئی دس دفعہ اپنی بات دوہرا چکی تھی اور تقریباً سب ہی حارب اور عدن کو ڈانٹ بھی چکے تھے۔ ہمارا عدی ایسا نہیں کہہ سکتا کیوں عدی،،، عدن کی اتنی خاموشی دانیال سے ہضم نہیں ہو رہی تھی اس کی موجودگی میں تو عدن اور نیاں پہلے میں بولو گا کی تکرار کرتے زینبہ کے غصے سے بے فکر شور مچاتے ہی

نظر آتے تھے۔ عدن آپ سر جھکا کر کیوں بیٹھے ہو بیٹا،،، عانتہ کے اشارہ کرنے پر پریشے جو سب کو چائے سرو کر رہی تھی عدن کے سر پہ ہاتھ پھیرتے پیار سے پوچھنے لگی۔ کچھ نہیں پری ماما آج سردی بہت ہے نا تو آئیز سے پانی آرہا ہے،،، عدن کو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا کہ وہ اپنی گیلی آنکھوں کی کیا وضاحت سب کو پیش کرے جو دماغ میں آیا بول گیا۔ عدی۔۔۔ کیا ہوا ہے جگر مجھے بتاؤ سر میں درد ہو رہا ہے کیا،،، عدن کی سرخ آنکھیں دیکھ کر ایمان کو معلوم ہو گیا کہ وہ کافی دیر سے سر جھکائے رونے میں مصروف تھا۔ میرو کی جان ادھر آؤ،،، شاہ میر نے عدن کو اٹھاتے خود میں بھیجا۔ میرو آئی پرومس میں پاپا کو یاد نہیں کر رہا۔۔۔ پر پھر بھی وہ مجھے یاد آئے جارہے ہیں،،، شاہ میر کے گلے لگنے کی دیر تھی کہ عدن پھوٹ پھوٹ کے روتاسب کو افسردہ کر گیا۔ جو لوگ آپ کے دل میں رہتے ہیں نا ان کو یاد نہیں کیا جاتا وہ خود بخود یاد آجاتے ہیں ڈونٹ وری میری جان،،، عدن کے آنسو صاف کرتے شاہ میر اُسے پیار سے سمجھاتا اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کروانے لگا۔۔۔ اٹس فاؤل بابا ماما بھی آپ کی جان ہیں اور عدی بھی تو میں کہاں گئی،،، شاہ میر کو عدن سے لاڈ کرتا دیکھ پر نیاں نے روٹھے سے کہتے منہ پھلا لیا۔ پر نیاں کی ایسی بات پر پری اور شاہ ایک دوسرے کو دیکھتے سر جھکا گئے۔ ان دونوں کو جھینپتا دیکھ سب ہی ہنس پڑے -

\*\*\*\*\*

کیا ہے مانی تم میرے لیے اتنا سا نہیں کر سکتے،، بستر پہ کپڑے پٹختے حورین ساتھ ساتھ فرغام کو بھی سنائے جا رہی تھی جو واپس جانے پر بضد تھا۔ اتنا سا ااا۔۔۔ میری جان وہ جو اتنے دنوں تمہارے ساتھ یہاں بیٹھا جھک مار رہا تھا سب کام وام چھوڑ کر اس کا کیا۔۔۔ صحیح کہتے ہیں بھی بیوی ایک ایسی ناشکری مخلوق ہے جس کے لیے کچھ بھی کر لو وہ کبھی خوش نہیں ہوتی،، حورین کی بات تو فرغام کے پاؤں لگی اور سر بجھی۔

فرغام کا پروگرام ڈیڈم کے ساتھ دو بی بی اپنے کزن کی شادی میں جانے کا تھا پر پر نیاں کی برتھ ڈے اور حورین کا اس سے دلی لگاؤ دیکھ کر فرغام نے بنا اس کے کہہ اپنا پلین چینج کر لیا تھا پر اب حورین کی باتیں سن کر اُسے افسوس ہو رہا تھا۔ اوھو مانی تو میں تمہیں کہہ رہی ہوں نا تم چلے جاؤ میں دانیال بھائی کے ساتھ آ جاؤنگی،، حورین نے فرغام کی بات کو اگنور کرتے اپنا ہی راگ الاپہ۔ ٹھک ٹھک۔۔ بھائی،، اس سے پہلے فرغام اور حورین کی تکرار آگے بڑھتی شاہ میر جو ان کی گفتگو ختم ہونے کے انتظار میں تھا ایک سیکنڈ کی خاموشی کا فائدہ اٹھاتا دروازہ بجا گیا۔ میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا،، فرغام کے کانوں کی سرخی دیکھ شاہ میر کو اس کے خراب موڈ کا اندازہ ہوا۔ نہیں بھائی بس میں تو فرغام کا بیگ

تیار کر رہی تھی وہ بس نکلنے لگے ہیں نہیں تو شام ہو جائے گی،،، حورین جانتی تھی کہ شاہ میر کی موجودگی میں فرغام اپنی چلانے سے رہا بالفرض اس نے حورین کو ساتھ چلنے کا بولا بھی تو وہ شاہ میر کو ڈھال بناتی رُک جائے گی اسی لیے قصداً صرف فرغام کے جانے کا ہی بتایا۔ تو تم جارہے ہو فرغام،،، اتنے سالوں بعد تو شاہ میر اپنوں میں واپس آیا تھا اور فرغام زر اسی بات پہ کوئی بدمزگی پیدا نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لیے خاموش رہا۔ اچھی بات ہے بچوں کا ساتھ ہے دن دن میں چلے جاؤ تم لوگ،،، واقعی وقت کے ساتھ انسان میں بہت بدلاؤ آتا ہے فرغام بھی بہت حد تک بدل گیا تھا وہ فرغام بہت پیچھے رہ گیا تھا جس کے لیے اپنی بات بہت اہم ہوتی تھی۔ اب تو اس کی ہر بات میں حورین کی خوشی اہم ہوتی تھی۔ بھائی میں نہیں جارہی ابھی میں تو دانی۔۔۔،،، شاید شاہ میر کو سننے میں کچھ غلطی ہوئی تھی اسی لیے حورین اُسے اپنے یہاں رکنے کا بتانے لگی کہ شاہ میر نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے خاموش ہونے کو کہا۔ حورین شادی کے بعد لڑکی کا فرض ہوتا ہے اپنے شوہر کی مرضی کے مطابق چلنا۔۔۔ کتنے اچھے موڈ سے فرغام تمہیں یہاں لایا، رہا اور سب نے خوب مزے کیے اب جانے کی باری تم بھی اسی طرح کارویہ اختیار کرو،،، شاہ میر کے الفاظ سے صحیح معنی میں فرغام کو جھٹکا لگا شاہ میر اور حورین کے مقابلے میں اس کی فیور کرے ایم پو سیبل۔ بھائی میں اتنے سالوں بعد آپ سے ملی

ہوں،،، حورین کی شکل دیکھنے لائق تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ابھی روپڑے گی۔ ہم پھر ملیں گے حورین،،، اپنے سر پر شاہ میر کا شفقت بھرا ہاتھ حورین کی آنکھیں بھگو گیا سائیڈ پہ منہ موڑ کر آنکھوں کے کنارے صاف کرتی الماری سے کپڑے نکالنے لگی۔ شاہ میر بھائی کوئی بات نہیں حورین کو آپ ابھی یہی رہنے دیں وہاں جا کر اس کا دل بُرا ہو گا اور ویسے بھی گھر میں کوئی نہیں ہے اور میں بھی۔۔۔۔۔ ہاں نا بھائی گھر میں کوئی نہیں ہے میں بھی اسی وجہ سے جانا نہیں چاہ رہی ان کا تو کام کا مسئلہ ہے انھیں جانا پڑے گا۔۔۔ چلیں مانی میں آپ کا بیگ ریڈی کر دوں۔۔۔،،، حورین کے آنسو اور اس کا مانی برداشت کر لے بھلا ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔ پر اس بار فرغام کو اس کے ساتھ ہمدردی مہنگی پڑی وہ تو اس چکر میں تھا کہ حورین کو تھوڑا تنگ کرے گا وہ اُسے رکنے پر فورس کرے گی تو وہ مان جائے گا اس کی بازی تو اسی پہ الٹ ہو گئی حورین اس کی بات کو بیچ میں سے اچکتی اس کا سامان جلدی جلدی پیک کرنے لگی جب کہ فرغام بے چارہ اپنے سامنے کھڑے شاہ میر کی مسکراتی شکل ہی دیکھتا رہ گیا۔

\*\*\*\*\*

سر سبز کھیت، ٹیوب ویل سے مٹکوں میں پانی بھرتے لوگ، اونچی نیچی پنگھٹ، جگہ جگہ

کچھ کچھ کا ڈھیر ایسا تو کچھ بھی نہیں رہا تھا اس کے برعکس کچی سڑک ٹیوب ویل سے دور دور تک ہوئی پائپوں کی فیٹنگ سیوریج کا بہتر انتظام صاف ستھری ہریالی وقفے وقفے سے لگیں مختلف اشیا کی دکانیں اور شہر سے آتی سڑک پر قائم کردہ سکولز اور کالج یہاں کا تو نقشہ ہی بدل گیا تھا --- مان یہاں تو کافی ڈیلوپمنٹ ہوئی ہے جیسا تم نے بتایا تھا ویسا تو کچھ نہیں ---،،، پانچ سال بعد اس جگہ پہ امان بلاول شاہ کی واپسی ہوئی تھی جو یہاں پر ہسپتال قائم کرنے کی نیت سے آیا تھا پر یہاں کا حال دیکھ کر اُسے اپنا آنا فضول لگا۔ لگتا ہے مسٹر شاہ میر نے کافی کچھ کیا ہے یہاں کے لوگوں کے لیے بہت ہی رحم دل انسان معلوم ہوتے ہیں،،، سردار شاہ میر کے نام سے بنا ہوا اسپتال، سکول و کالج یہاں تک کے سٹور تک کا نام شاہ میر کے نام پر رکھا ہوا تھا۔ جی آیانو اوے جگی جا ایان باؤ کے لیے ٹھنڈا لا،،، کھیتوں میں کام کرتے کا کانے ہاتھ کا چھبنا کر اپنی اور آنے والے کو پہچانتے کسی کو پانی لانے کو بولا۔ وہ بھی ایک وقت تھا جب ایان کی شناخت بھی امان سے کی جاتی تھی اور اب امان کی ذات فراموش ہو کر رہ گئی ہے،،، بد دل سا ہوتا امان ان بزرگ کے پاس جانے کے بجائے پہاڑی پہ کھیلتے بچوں کی طرف مڑ گیا۔ اس نے اپنی موجودگی کا ایان تک سے ذکر نہیں کیا تھا امان اُسے سر پر ائیز دینا چاہتا تھا پر اس بات سے انجان کہ وہ خود سر پر ائیز ڈرہ جائے گا۔ مان آئی تھنک وہ کیڈز ہمیں اشارے سے بلارہے

ہیں،،، امان اپنے ہی خیالوں میں گم تھا کہ جوزف کے کندھا ہلانے پر اس کی طرف متوجہ ہوا۔ آچو میں کب سے آپ کو بلا رہی ہوں اور آپ اپنی نیاں کو دیکھ بھی نہیں رہے بیڈ بوائے،،، اپنے سامنے ایک پیاری سی بچی پر امان کو بے ساختہ پیار آیا جو ایک بچے کی اور اشارہ کر کے اس کی شکایت لگا رہی تھی۔ آچو چلیں نا میں کب سے کہہ رہی ہوں آپ کو حارب کو ایک لگائیں وہ مجھے اور منخہ کو چڑھا رہا ہے،،، امان کا ہاتھ کھینچتے وہ بچی آگے بڑھی اور ایک بچے کو ڈانٹنے لگی۔ اب آئے گا نماز اتم دونوں کو پہلے آچو سے ڈانٹ کھاؤ پھر رافع بھائی اور عبدالسلاموں سے کھانا،،، کچھ نام جانے پہچانے تھے تو کچھ انجان پر بچی کا بار بار اُسے چاچو کہنا امان کو اتنا تو سمجھا گیا کہ وہ بچی ایان کو چاچو بولا رہی ہے۔۔۔ پر یہ بچی ہے کون کسی کی بیٹی کہیں داناں بھائی کی تو نہیں۔۔۔ آچو یار سیر سیلی یہ نیاں بہت روتلوں ہے،،، ایک بچہ سر پہ ہاتھ مارتے امان سے بولا جیسے بچی کی عادت سے تنگ آ گیا ہو۔ عدی میں ایک لگاؤں گی تمہیں۔۔۔،،، بچی کے منہ سے عدی نام اسے ایک بھولا بسر اخیال یاد دلا گیا۔ تو تم ہو عدن شاہ سردار شاہ میر کے بیٹے۔۔۔ ایان ماموں آپ پلیران دونوں آفتی کو یہاں سے لے کر جائیں،،، حارب نے نیاں کے ساتھ کھڑی منخہ کو بھی گیٹ آؤٹ ہونے کا اشارہ کیا۔ ایان ماموں آریو او کے،،، نیاں اور منخہ کو تنگ کرتا دیکھ بھی ایان کیسے خاموش رہ سکتا تھا یہی بات حارب کے لیے

حیرانگی کا باعث تھی۔ نیا ننن۔۔۔ یہ آچو نہیں ہیں یہ تو۔۔۔،،، ایان کی مسلسل خاموشی پر سب بچے اپنا جھگڑا چھوڑ اس کے پاس آگے۔ سب سے پہلے عدن نے ہی امان کو پہچانا اور اسے پلٹنا دیکھ فوراً سے اس کے پیچھے بھاگا پر بُرا ہو کہ راستے میں پڑے پتھر سے ٹکراتا اور منہ زمین کو گر پڑتا اگر جو دو مہربان ہاتھ اُسے تھام نالیتے۔ دیکھ کہ بیٹا آپ کو لگ جاتی ابھی،،، ناراضگی شاہ میر سے تھی بھلا بچوں سے کون ناراض رہ سکتا ہے امان بھی بچے کو گرتا دیکھ اسے تھام گیا۔ پاپا آپ کہاں تھے اتنے ٹائم سے آئی مس یو سوچ،،، عدن سمجھتے ساتھ ہی امان کے گلے لگ گیا۔ بچے کے منہ سے نکلے الفاظ امان کے دماغ میں ایک ساتھ کہیں دھماکے کر گئے۔ امان تجھے عدن مبارک ہو وہ تیرا۔۔۔ بھائی میرا اس انسان اور اس سے جڑے کسی بھی رشتے سے کوئی تعلق نہیں،،، دانیال کی بات کاٹ کر اپنے ہی منہ سے سفاکی سے بولا جانے والا جملہ۔ جلدی لوٹ آئیں امان یہ ناہو کہ بہت دیر ہو جائے اور تیرے سے بہت سی خوشیاں روٹھ جائیں،،، ایر پورٹ پہ ایان کا منت بھرا اسرار۔ میر و آپ کے بیٹے کا نام میں رکھوں گا اور وہ بھی عدن،،، خوشیوں بھری یادیں۔ زرا جو اس کو میسر نہ ہوں بالکل اپنے باپ پہ گیا ہے،،، اُس کا کسی معصوم کو غصے میں جھڑکنا۔ مجھے کیا ضرورت ہے بچوں کی تم دونوں ہونا میرے بیٹے،،، اپنے ہی بھائی کا خود پہ مان۔ یہ تو ویسے تو نے سچ کہا ہے تو

ہمارا عدی اپنے باپ کا پر تول،،، ایان کا ہنستے ہوئے عدن کی فیور کرنا۔ تو ٹھیک ہے میں  
اپنے بیٹے کا نام عدن رکھوں گا۔۔۔ عدن میرا بیٹا،،، بہت سی گڈ میڈیا دیں جن کو آج  
سر املا تو وہ خود بخود سلجھتی ہی چلیں گئیں۔ امان نے فل سپیڈ میں دھڑکتے اپنے دل پہ  
ہاتھ رکھا اور سامنے کھڑے بچے کو خود میں بھیج لیا۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

حورین میں سوچ رہا تھا میں وہاں جا کر کیا کروں گا،،، بیگ تھامے جانے کے لیے تیار  
فرغام نے حورین سے ایک بار پھر کہا۔ اس میں سوچنے کی کیا بات ہے مانی۔۔۔۔ آفس  
کا کام،،، حورین نے فوراً سے جواب دیا۔ اب ہر ٹائم تو میں کام نہیں کرتا نا اور ویسے بھی  
میرے سے زیادہ تو ڈیڈ بزنس سمجھاتے ہیں ان کی غیر موجودگی میں۔۔۔ تم صحیح کہہ  
رہے ہو ان کی غیر موجودگی میں تمہارا فرض بنتا ہے ان کا کام سمجھالنا،،، حورین کی  
بات کاٹنے کی عادت سے فرغام کو سخت چڑتھی مجال ہے جو کبھی پوری بات سن لے۔  
نائل کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی تمہیں پریشان کرے گا وہ  
یار۔۔۔،،، نائل کو روتا دیکھ فرغام کو ایک نیا بہانہ مل گیا۔ ہاں مانی اُسے رات کو بخار تھا  
یہاں کا موسم تھوڑا چینیج ہے نا۔۔۔ لیکن تم فکر مت کرو منال پری زینی سب ہیں نا اور

عائشہ اور ایان کی موجودگی میں ڈاکٹر کا بھی کوئی مسلہ نہیں ہوگا،، اس سے پہلے فرغام نائل کی طبیعت کے پیش نظر اُسے ساتھ چلنے کا بولتا حورین نے اس کی مکمل تسلی کروائی۔ تم گئے نہیں فرغام،، منال علی کا نمبر ملاتے کوریڈر کی اور آئی پروہاں فرغام اور حورین کو کھڑا کر ایک دم سے پوچھ بیٹھی۔ اپنے بیٹے سے مل لوں یا ایسے ہی چلا جاؤں۔۔۔ یہ کم ہے کیا یہاں سے بھگانے کے لیے جو تم بھی پوچھ کر حصہ دار بن گئیں،، فرغام کی جان کلس کر رہ گئی لگتا تھا سب کے پاس اور کوئی کام ہی نہیں جسے دیکھو اُسے یہاں سے بھیجنے پر بصد تھا پر وہ سب بھی کیا کرتے دو دن سے فرغام نے واپسی کا شور ہی اتنا مچایا ہوا تھا اور اب جاتے وقت اس کی ٹال مٹول سب کا پوچھنا فطری تھا۔ اوھو۔۔۔ مانی آپ رک جائیں نا،، فرغام کی بات پر حورین ایک دم سے گڑ بڑائی۔ نہیں بہت مہربانی تم لوگوں کی زرا جو کسی نے منہ سے پھوٹا ہورکنے کے لیے بس اپنی جوڑی دار رک رہی ہے وہی کافی ہے تم سب کے لیے،، پریشے کو حال کمرے سے نکلتا دیکھ فرغام نے منال کے ساتھ ساتھ اُسے بھی نشانہ بنایا اور باہر نکل گیا۔ حورا گروہ رکنا چاہ رہا تھا تو تم نے زبردستی بھیجا کیوں،، فرغام کی ایسی بات پر پریشے حورین کے پاس آتے اس سے بولی۔ فرغام کے جانے کا سن کر پریشے نے حورین سے اُسے روکنے کا کہا تھا پر حورین نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہ کام کی وجہ سے جانا چاہ رہا ہے۔ قسم سے

پری میں نے مانی کو جانے کو نہیں بولا وہی کہہ رہا تھا کہ کام کا حرج ہو رہا ہے تو و۔۔۔،،، شاہ میر کے جانے پر ان دونوں کے درمیان جو دوری پیدا ہوئی تھی اس کی واپسی سے چند ہی پل میں مٹ گئی۔ ناحورین نے معافی مانگی نا پریشی نے اُس سے کوئی گلہ کیا ایک کی مسکرائٹ اور دوسری نے گلے لگا کر بات ختم کر دی۔ پاگل جاؤ اس کے پیچھے اور رو کو اُسے،،، منال نے سر پہ ہاتھ مارتے حورین کی عقل پہ ماتم کیا جبکہ پریشی شاہ میر کو ساری بات بتا کر فرغام کو روکنے کا بولنے تیزی سے کمرے میں گئی۔ مانی۔۔۔ پلیز رک جاؤ نا،،، حورین بھاگتی ہوئی فرغام کے پیچھے آئی جو لان میں بیٹھا اپنے سپوت کا انتظار کرتا ہوا دیکھائی دیا پر اصل میں وہ حورین کے لیے روکا ہوا تھا جانتا تھا اب حورین اُسے منانے ضرور آئے گی۔ توبہ ہے بیوی ابھی بھی بول رہی ہو جاؤ نا۔۔۔،،، فرغام چہرے پہ مصنوعی غصہ سجائے حورین کا پھولی ہوئی سانسوں میں اٹک اٹک کر بولا جانے والا جملہ اپنے ہی مطلب میں لے گیا۔ نہیں نہیں رکو۔۔۔ مطلب مانی ہم ساتھ آئے تھے اور ساتھ ہی جائیں گے،،، حورین کا استحکام بھر انداز یہی تو فرغام کو اس پر سوٹ کرتا تھا اب بھلا وہ اس کی بات کیسے ٹالتا ہاتھ میں تھا مے بیگ کو ہوا میں اچھالتے حورین کو خود سے لگایا۔

\*\*\*\*\*

"لنت بھیجتا ہوں میں اس حویلی اس سرداری اور ایسے بھائی پہ۔۔۔" "زینیہ شاہ  
 اب تم مجھے دیکھنے کو ترسو گی۔۔۔" "امان میری بات سن بھیو کو آنے دے ایسے  
 مت جائیں کیا کروں گا تیرے بنا۔۔۔" "پچھتاؤ گی تم اپنے فیصلے پر جو تم  
 نے میرے بجائے ان لوگوں کا ساتھ دے کر کیا ہے۔۔۔" "آپ رک کیوں گے چلیں  
 نا،، شاہ حویلی کے باہر خود باخود امان کے قدم رک گئے۔۔۔ کیا کچھ نہیں تھا جو اس  
 وقت اس کی سوچ پہ سوار ہو رہا تھا پر وہ ہر یاد کو جھٹکے اپنے بیٹے کو سینے سے لگائے دل میں  
 اٹھتے لاوے کو دباتا حویلی میں داخل ہو گیا آخر ان سب سے خود کے ساتھ کی جانے والی  
 نا انصافی کا حساب بھی تو لینا تھا۔ یار آپ کہاں گم ہو بیٹا جی کہاں تو گاؤں آنے پر راضی ہی  
 نہیں ہو رہے تھے اور اب واپس جانے پر تیار نہیں،، لان کی سائیڈ پہ امان کو ایک کپل  
 دیکھائی دیا جو ایک دوسرے میں گم اپنے ارد گرد سے انجان تھے۔ آخر یہ کون ہیں اور  
 حویلی میں کھلے عام ایسا انداز اپنانا امان کو حیرت کے ساتھ ناگواری بھی  
 ہوئی۔۔۔ اپنے ذہین پر زور ڈالنے کے باوجود بھی امان کو ان سے شناسائی معلوم ناہو سکی  
 جو امان اور بچوں کو دیکھ کر بنا دوری بنائے امان کے دائیں جانب کھڑے حارب نامی بچے

سے پوچھ رہے تھے۔ ڈیڈ آپ جا رہے ہیں،،، زمین پہ فرغام کا بیگ دیکھ حارب اس کے پاس آتے گود میں چڑ گیا۔ نہیں یار آپ کی منال خالہ کی بدولت ہم بھی رک گئے،،، منال اور علی نے بچوں کی آواز سنی تو باہر آ گئے۔ ایان تم گئے نہیں دانیال بھائی کے ساتھ ہو اسپتال،،، علی نے حیرت سے امان کو دیکھا جو کچھ دیر پہلے تو اپنا پروگرام اس سے ڈیسا سیڈ کر رہا تھا۔ بھلا وہ بیچارا کہاں ان دونوں میں فرق جان پاتا وہ تو آج پہلی بار ملنے والا تھا امان سے جس کے تیور حویلی میں انجان مردوں اور ان کے ساتھ ماڈرن سی لڑکیوں کو دیکھ کر خراب ہو گئے تھے۔ کیا ہوا بھی آپ بچہ پارٹی کسی بات پہ اتنا ہنس رہی ہے،،، علی کا امان کو ایان کہنا تھا کہ سب بچے منہ پہ ہاتھ رکھے ہنسنے لگے۔ ارے ایان بات تو سنو۔۔۔ اسے کیا ہوا ہے،،، امان اس ساری نو نسینس سے بچتا سب کو نظر انداز کرتا سیدھا اندر چلا گیا۔

\*\*\*\*\*

شاہ آپ کو فرغام کو روکنا چاہیے تھا،،، ساری بات جاننے کے باوجود بھی جب شاہ میر لیپ ٹوپ میں مصروف رہا تو پریشی کو مجبوراً کہنا پڑا۔ وہ صرف حورین کہنے سے رکتا میرے نہیں،،، شاہ میر فرغام کو بہت اچھے سے جانتا تھا اس کا شمار ان لوگوں میں

ہوتا جنہیں کسی اپنے کی ہر وقت کی اٹینشن چاہیے ہوتی ہے اور حورین اس کی لائف میں وہ ایک خاص تھی جس کی زندگی میں فرغام نے اپنے علاوہ کسی دوسرے کو اہمیت دیتے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ بھی کہتے تو رک جاتا،، خطرناک تیور لیے اپنے سر پر سوار پریشے میں شاہ میر کو پہلی بار بیویوں والے انداز دیکھے۔ ہماری زندگی میں کچھ لوگوں کی جگہ بہت اہم ہوتی ہے ان کی خوشی کے لیے انسان کچھ بھی کر گزرتا ہے،، شاہ میر کا فرغام کو جا کر روکنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا پر وہ اتنا جانتا تھا کہ جب تک وہ لیپ ٹوپ کی جان نہیں چھوڑے گا پری نے اس کی جان نہیں چھوڑنی اسی لیے لیپ ٹوپ بند کرتا اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ جیسے آپ نے میرے لیے سزا کاٹی،، کل شام سے پریشے کو شاہ میر سے بات کرنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا کچھ شرمندگی تھی جو آڑے آرہی تھی پر اب بات کو موضوع میں ڈھلتے دیکھ پریشے نے ہمت کر کے اپنی صفائی دینی چاہی۔ میں نے تمہارے لیے نہیں اپنے لیے، ضمیر کی آواز سے بچنے کے لیے سزا کاٹی ہے شاہ بیگم،، شاہ میر کو پریشے کے لیے یہ مخاطب بہت پسند تھا حویلی میں سب ہی اسے اسی نام سے پکارتے تھے پر پریشے کو تو شاہ میر کے منہ سے صرف شاہ کی پری ہی سننا تھا اسی لیے شاہ بیگم پکارے جانے پر آنکھوں میں مایوسی سجالی۔ اچھا کیا میری غلط فہمی دور کر دی تم نے نہیں تو میں ساری زندگی خوش فہم ہی رہتی،، کچھ لوگ ہماری زندگی کا



ہو تو مجھے جگا دینا مجھے اچھا لگے گا،، پریشے کی غیر ہوتی حالت پر شاہ میر کو ترس آ گیا اپنی  
 بانہوں میں ایک پل کے لیے قید کرتے دھیرے سے اس کے کان میں کہا اور چھوڑ دیا۔  
 وہ میں تو بس۔۔۔ ماما بابا۔۔،، اپنی چوری پکڑے جانے پر پریشے کو جی بھر کر  
 شرمندگی ہوئی۔ وہ کیسے بھول گئی کہ شاہ کی نیند تو اتنی کچی تھی کہ کمرے میں ہوئی زرا  
 سی آہٹ پر بھی کھل جاتی تھی اور صبح پری نے اس نے نا جانے کتنی باتیں کہہ ڈالیں۔  
 ابھی پریشے کوئی بہانا سوچ ہی رہی تھی اپنی پوزیشن کلیئر کرنے کا کہ نیاں دھاڑ کی آواز پہ  
 کمرے میں داخل ہوئی۔ نیاں کیا ہوا ہے بیٹا،، نیاں کو تیز تیز سانس لیتا دیکھ شاہ فوراً  
 سے اُسے گود میں اٹھائے کمر سہلانے لگا۔ بابا وہ نیچے سے۔۔،، نیاں کچھ بھی  
 بتائے بغیر کمرے سے باہر کا اشارا کرتی انھیں نیچے چلنے کا بولنے لگی جہاں سے شور کی  
 آوازیں آرہی تھیں جیسے کوئی لڑ رہا ہو۔

\*\*\*\*\*

میں نے منع بھی کیا تھا آپ سب بچوں کو پھر بھی آپ سب باہر کیوں گئے،، آندھی  
 طوفان کی طرح گھر میں گھسنے والا امان سیڑھیاں اتر کر اپنے سامنے آتی شخصیت کو دیکھ  
 زمین سے جکڑ گیا۔ گھسنے بالوں کو جوڑے میں سمٹھے لیٹن کے پرنٹڈ شرٹ اور فلیپر میں

ملبوس گرم شال ایک کندھے پہ ڈالے دوسرے ہاتھ میں لیڈر کا بیگ اٹھائے شاید کہیں جانے کے لیے تیار زینہ امان شاہ اس کے حواسوں کو سلب کر گئی تھی۔ بہت بُری بات ہے بجائے شیم فل فیل کرنے کہ آپ سب ہنس رہے ہو،،، ہنستے ہوئے بچوں کو ڈانٹتے مضبوط قدموں پہ کھڑی دو غیر مردوں کے سامنے تحکم انداز اپنائے یہ کون سی زینہ تھی امان کی زینی تو گھر والوں کے سامنے بولتے دو تین بار ضرور لڑکھڑا جاتی تھی۔ اور تم ایان انھیں لے کر ہی کیوں منسن۔۔۔،،، تیزی میں بولتی جیسے ہی زینہ کی نظر بے خودی میں خود کو تکتے امان شاہ پر پڑی گنگ زبان کے ساتھ اُسے اپنا سر گھومتا محسوس ہوا۔ میں بھی تو اس بے وقوف سے یہی پوچھ رہا تھا پر یہ گھامڑ بنا جواب دیے سیدھا اندر ہی چلا آیا،،، اپنی ہی رو میں کہتے علی نے امان کو ایان سمجھتے کندھے پہ دھپ لگائی پر دوسرے ہی پل اُس سمیت سب کو حیرت کا جھٹکا لگا۔ ایسا کیوں کیا میرے ساتھ۔۔۔،،، اپنے کندھے پہ دہرے علی کے ہاتھوں کو جھٹک کر دھکے سے خود سے پرے کرتے امان نے زینہ کا ہاتھ مروڑ کر اُسے اپنی اور کھینچتے چیخ کر کہا۔ ایان۔۔۔ ایان۔۔۔ یہ کیا بد تمیزی ہے چھوڑو زینی کو،،، امان کا ایسا بے ہیویر دیکھ ایک دم سے چیخ و پکار مچ گئی سبھی زینہ کو امان کے شکنجے سے چھڑوانے لگے جو بت بنی امان کی انگلیوں کو اپنے بازوؤں میں پیوست ہونے کی تکلیف برداشت کر رہی تھی۔ ڈونٹ ٹچ ہر

اگین۔۔۔،،، اب کی بار صوفی کی بیک پہ گرنے کی باری فرغام کی تھی جس کا ہاتھ  
 زینہ کے بازوؤں پہ دیکھ غصے سے پاگل ہوتے امان نے زور سے دھکا دیا تھا۔  
 اووو۔۔۔ خدا کی بندی آ جاؤ گا ایک دو دن تک ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے تو نہیں  
 جا رہا،،، اپنے کانوں میں ہنڈ فری لگائے کمرے سے نکلتا ایان یقیناً فون پہ عائشہ سے بات  
 کر رہا تھا جو اس ٹائم ہو اسپٹل میں اپنا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔ آپ سب کو  
 کیا ہوا ہے ایسے کیوں مجھے گھور رہے ہو اور یہ کووو۔۔۔،،، ایان کو دیکھ جو جہاں تھا اسی  
 پوزیشن میں سٹل ہو گیا جب کہ بچے جو امان کا غصہ دیکھ کر سہم گئے تھے بھاگ کر ایان  
 کے پیچھے چھپ گئے۔ امانن۔۔۔ تو یہاں۔۔۔،،، امان جیسے ہی ایان کی اور مڑا ایان  
 خوشی سے چیخا اس کے گلے جاگا۔ چٹاخ۔۔۔،،، ایان کے گلے لگنے کی دیر تھی امان نے  
 اُسے خود سے الگ کرتے آؤدیکھانا تاؤ اور اس پر تپھڑوں کی برسات کر دی۔  
 امان۔۔۔ ایان۔۔۔ رو کو پلیر امان۔۔۔ مانی پلیر بھائی کو بلاؤ۔۔۔،،، امان کو بری طرح  
 ایان کو پیٹتے دیکھانچے بڑے سب چیخ پڑے علی اور فرغام ایان کو بچانے کی کوشش میں  
 خود بھی امان نامی اس جن سے مار کھا رہے تھے پر امان بنا کسی کی پرواہ کیے بس ایان کو  
 مارنے کے درپر تھا جس کے منہ سے اب خون نکلنا شروع ہو گیا تھا۔

\*\*\*\*\*

یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔،،، سیڑھیوں کے آخر میں کھڑا شاہ میر اپنی آواز کی بلندی کو کسی بھی طرح سے آہستہ بنا کر پایا۔ چھوڑو ایان کو امان۔۔۔،،، اتنے سال بعد امان کو دیکھا بھی تو کیسے وہ تو ہمیشہ ایان کی ڈھال بنا رہتا تھا اور آج بنا قصور جانے اُس پر ہاتھ اٹھا گیا تھا۔ بیچ میں مت بولے گا سردار شاہ میر یہ میرا اور میرے بھائی کا میسٹر ہے میں بالکل پسند نہیں کرتا کسی تھرڈ پرسن کا اپنے معاملات میں انٹرفیر کرنا،،، شاہ میر کا سامنے آنا اور اپنے بجائے ایان کا ساتھ دینا امان کو چراغ پا کر گیا۔ امان بچے میری بات۔۔۔ آج نہیں افضل شاہ آج نہیں۔۔۔ میں اب وہ بچہ نہیں رہا جسے کوئی بھی اپنی باتوں میں بہلا پھسلا لیا کرتا تھا میں آج اس قابل ضرور ہو گیا ہوں کہ اپنے ساتھ کی زیادتیوں کا جواب لے سکوں پھر چاہے وہ یہاں کا سردار ہی کیوں نا ہو،،، چیخ و پکار کی آواز سن کر افضل شاہ اور اکبر شاہ داد سمیت اپنے اپنے کمروں سے باہر نکال آئے تھے پر سب ہی امان کا پاگل پن دیکھ اپنی جگہ ساکت تھے۔ حورین ایان کی بینڈ تاج کرو۔ مہر اور منال آپ بچوں کو لے کر جائیں،،، امان کی موجودگی اور عدن کا اُس کے پاس کھڑا ہونا شاہ میر کو ساری بات سمجھا گیا۔ آج نہیں تو کل یہ ہونا ہی تھا جس طرح عدن کی خوشی امان سے

چھپانے کی زینیہ کی ضد پر سب کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا تھا اسی طرح امان کا غصے اور قہر بھی انھیں بھائیوں کو جھیلنا تھا اُس وقت زینیہ کچھ سننے کے موڈ میں نہیں تھی اور آج امان۔ تینوں بھائی کل بھی خاموشی سے سہہ رہے تھے اور آج بھی انھیں صرف سہنا ہی تھا۔ میرا بیٹا کہیں نہیں جائے گا یہاں سے،،، عدن کو شاہ میر کے پاس جاتا دیکھ امان نے اس کو کھینچ کر اپنے پاس کیا۔ کون سا بیٹا تمہیں آج خیااا۔۔۔ زینی۔۔،، جو کچھ امان نے کیا وہ غلط تھا تو صحیح زینیہ بھی نہیں تھی بے شک اُسے حق تھا بولنے کا پر سب کی موجودگی میں زینیہ کا امان کو کوئی تلخ بات کہنا شاہ میر کو برداشت نہ تھا اس سے پہلے کے زینیہ غصے میں امان کی طرح اپنا آپا کھوتی شاہ میر نے آنکھوں سے اُسے تنبہ کی۔ واہ زینیہ شاہ واہ۔۔۔ میری بیوی اور بات اس کی مانو۔۔۔،، غصہ انسان کی سوچ کو سلب کر لیتا ہے امان کا حال بھی کچھ ایسا ہی ہو گیا تھا بنا کچھ سوچے سمجھے جو منہ میں آ رہا تھا بولے جا رہا تھا۔ امانن۔۔۔ ایک لفظ بھی اب میری بہن کے بارے میں اور نہیں،،، ایان جو کافی دیر سے امان کی بکو اس سن رہا تھا ایسی گھٹیا بات کہنے پر چیخ پڑا۔ کمرے میں اتنے لوگوں کی موجودگی اور ایسی بات سب ہی ایک دوسرے سے نگائیں چرانے لگے زینیہ تو مانو ایسی ہو گئی جیسے کاٹو تو خون ناہو۔ یہ بات تو مجھے کہنی چاہیے آپ سب کے ہوتے ہوئے ہمارے شاہوں کی حویلی میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے،،، امان نے

اکبر شاہ، افضل شاہ اور رابعہ شاہ کی طرف منہ کرتے منال، حورین، علی اور فرغام کو کینہ طوز نظروں سے دیکھا جن کا پہناوا حویلی کے ماحول سے میچ نہیں کھاتا تھا سونے پہ سہاگا امان کی نظروں سے کچھ دیر پہلے ہی گزرا ان کا کھلے عام رومینس۔۔۔ اس انسان نے کچھ بھی امید کی جاسکتی ہے پر آپ،، امان نے شاہ میر کی طرف حقارت سے دیکھتے بات ادھوری چھوڑی۔ اکبر شاہ کو اپنا وجود کپکپاتا ہوا محسوس ہوا اپنی زندگی میں انھیں اور کیا کچھ دیکھنا باقی رہ گیا تھا ایک سائیڈ پہ جان سے پیارے بھائی کی بیانی بیٹی جو اپنے بارے میں چھوٹے بھائی کا ایسا نظریہ دیکھ کر زمین میں گڑی جا رہی تھی تو دوسری اور خود سر بھتیجا جو کچھ سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔ بہت بول چکے تم امان شاہ میر بھائی کے بارے میں اس سے زیادہ میں اب ایک اور لفظ نہیں سنوں گا،، شاہ میر اور پریشے کا سفید پڑتا چہرا ایان کو تکلیف سے دوچار کر گیا۔ شاہ میر نے جو بھی کیا بے شک سارے واقف تھے پر اس طرح سب کے سامنے اسے دوہرانا۔۔ ایان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کسی طرح اپنے ٹوئینی کو غائب کر دے جو سب کی دھجیاں بکھیرنے پہ لگا ہوا تھا۔ کاش اس وقت دانیال بھیو یہاں ہوتے امان کو صرف وہی ڈیل کر سکتے تھے۔ ایان بولنے دیں اسے میں بھی تو سنو اس کے دل کی بات،، شاہ میر اپنی شدت گرائی مائل آنکھوں میں کرچیوں کو ضبط کرتا اپنے بارے میں اپنے لاڈلے بھائی کے منہ سے ابھی

اور سننے کا خواہش مند تھا۔ ہاں بولوں گا ڈرتا نہیں ہوں آپ سے اور میں ایان نہیں جو اپنا حق چھوڑ دے میرے باپ کی جائیداد پر بہت عیاشی کر لی آپ نے مجھے تو لگتا ہے اس سرداری کے لیے آپ ہی نے میرے بابا کو مارا۔۔۔ چٹا۔۔۔،،، شاہ میر کی برداشت ختم ہو گئی تھی یا امان کا وار ہی اتنا کر ارا تھا کہ زندگی میں پہلی بار شاہ میر کا امان پہ ہاتھ اٹھا تھا حورین لوگوں نے تو شاہ میر کا امان سے لگاؤ صرف سنا ہی تھا پر جنھوں نے شاہ کی محبت اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی وہ شاکٹ ہوئے شاہ میر کو دیکھ کر یقین کر رہے تھے کیا واقعی شاہ میر نے امان کو مارا۔ گوگو کی کیفیت تو امان کی اپنی بھی تھی کچھ پل تو اُسے اپنا دماغ سنسناتا ہوا ہی محسوس ہوا۔ داد داد۔۔۔ جانے سے پہلے میں نے آپ کو جو فائل دی تھی وہ دیں اسے،،، داد الہی کو کہتے شاہ میر کا لہجہ سب کو بکھرا ہوا لگا۔ شاہ میری بات۔۔۔ بس،،، اکبر شاہ کو روکتا دیکھ شاہ میر نے انھیں کچھ کہنے سے پہلے ہی خاموش کر وادیا۔ یہ حویلی اپنی زندگی میں دادا ابونے میرے نام کر دی تھی یہ میری ملکیت ہے اپنی اپنی جائیداد کے پیپر ز اٹھاؤ اور جاؤ یہاں سے سارے،،، داد الہی سے چند فائلز لے کر ٹیبل پر پٹختے شاہ میر نے اپنے الفاظوں سے سب کی سانس ہی روک دی۔ بھائی یہ آپ کیا اا۔۔۔،،، سب سے پہلے حورین حواسوں میں آتے لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔ میں نے کیا کہا ہے تم سب سے جاؤ۔۔۔ نکل جاؤ میرے گھر سے یہاں تم میں سے

کسی کی کوئی جگہ نہیں۔۔۔ جو اپنے چچاؤں کو مار سکتا ہے اس کے لیے تم تینوں کیا چیز ہو۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے،،، سب کو خاموشی سے اپنی جگہ جمادیکھ شاہ میر غصے سے چیخا۔ پانچ سال بعد شاہ حویلی کے درو دیوار نے اپنے سردار کی اونچی آواز سنی تھی۔

سردار یہ آپ کیا کر رہے ہیں نہیں کریں ایسی غلطی۔۔۔،،، اس حویلی میں تو داد الہی نے اپنی ساری جوانی اور اب بڑھاپا گزارا تھا وہ بھلا کیسے اپنی آنکھوں سے حویلی کو ویران ہوتے دیکھ سکتا تھا۔ ہاں داد ہاں۔۔۔۔ غلطی صرف غلطی۔۔۔ اپنی پوری زندگی میں میں نے غلطیاں ہی تو کی ہیں صرف غلطیاں،،، اس وقت شاہ میر کی آنکھیں بے شک نہیں برس رہی تھیں پر اس کا لہجہ ضرور رورہا تھا اور یہ درد بھرا لہجہ ہی سب کی آنکھوں کو بھگورہا تھا۔ جانتے ہو میری سب سے بڑی غلطی کیا تھی،،، آنکھوں میں شرمندگی لیے شاہ میر کو تکتے امان کو وہ اس وقت بہت بے بس لگا۔ داد ابو کے مرنے کے بعد تم سب کو لوگوں کی ٹھوکروں سے بچانے کے لیے سرداری سمجھانے کی غلطی۔۔۔ تمہارے باپ (بلاول شاہ) کے مرنے کے بعد تمہیں یہاں رکھنے کی غلطی۔۔۔ تمہیں پیار دینے کی غلطی۔۔۔ تمہارا سایہ بننے کی غلطی صرف غلطیاں۔۔۔ بھائی۔۔۔ شاہ،،، اپنوں کی کچھ باتیں انسان کے دل کا روگ بن جاتی ہیں جسے انسان چاہ کر بھی آسانی سے سہہ نہیں پاتا۔ امان کی آخری بات شاہ میر کے لیے ایسا

ہی روگ ثابت ہوئی تھی جسے برداشت نہ کرتے شاہ میر اپنا دل تھامے  
گرتا چلا گیا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ایان یہ سب۔۔۔،،، عائشہ جو مہر کی کال سے فوراً ہی ہو اسپتال سے واپس آئی تھی  
کمرے میں ہاتھوں میں سر گرائے بینڈ تاج اور پھٹے ہونٹ کے ساتھ بیٹھے ایان کو دیکھ کر  
چیخ پڑی۔ حویلی داخل ہوتے ہی ملازمہ سے اُسے امان کی موجودگی، شاہ میر کی خراب  
طبعیت اور ایان کے ساتھ امان کا جھگڑا معلوم ہو گیا تھا پر وہ اتنا شدید ہو گا وہ اس  
سے انجان تھی۔ پلیز عائشہ اس ٹائم کچھ مت کہنا مجھ میں کچھ بھی سہنے کی ہمت نہیں  
ہے،،، کچھ دیر پہلے ہی ایان شاہ میر کی منت کر کے اُسے انجیکشن لگا کر آیا تھا پر بہت  
فوری کرنے کے باوجود بھی وہ اُسے کچھ کھلانے پر راضی نہیں کر پایا تو ناراض ہوتا  
کمرے میں قید ہو گیا۔ ایان تو ٹھیک ہے نا،،، مہر سے ساری بات سننے کے بعد دانیال  
ایان کو دیکھنے اس کے پاس آیا پر کمرے میں عائشہ کی موجودگی اور ایان کی حالت پہ اس  
کا غصے سے بولنا دانیال کی ہمت ہی نہیں ہوئی اندر جانے کی اسی لیے دروازے کے باہر  
کی رک گیا۔ بھیسو میں ٹھیک ہوں پر شاہ میر بھائی ٹھیک نہیں ہیں نا کچھ بول رہے ہیں اور

ناہی ٹریٹمنٹ کروا رہے ہیں پلیز آپ بات کریں ان سے،،، ایان کی جیسے ہی نظر دانیال پر پڑی بھاگ کر اس کے گلے لگا۔ اُسے کچھ دیر اکیلا چھوڑ دو ایان وہ ٹھیک ہو جائے گا،،، شاہ میر کی حالت دانیال بہتر سمجھ سکتا تھا امان کا سب کے ساتھ بی ہیویر، شاہ میر پر اتنا گھٹیا الزام لگانا اور شاہ کا اُس کو تھپڑ مارنا شاہ میر اس وقت جس فیس سے گزر رہا تھا تنہائی اس کا بہترین حل تھا۔ اکیلا۔۔۔ اکیلے رہ کر کب کوئی ٹھیک ہوا ہے بھائی اور وہ جو ہم سب کو یہاں سے بھیجنے کی ضد لگا کر بیٹھ گئے ہیں اس کا کیا۔ میں بتا رہا ہوں آپ کو میں کہیں نہیں جاؤں گا انہیں چھوڑ کر،،، ایان کی بات پر عائشہ ایک دم چونکی ایسی کوئی بات تو اس کے علم میں نہیں تھی۔ اُس کے کہنے سے کیا ہم سب چلیں جائیں گے؟،،، دانیال کو بھی شاہ میر کی اس بات نے بہت دکھ پہنچایا تھا کسی ایک کی غلطی پہ سب کو سزا دینا کہاں کی عقل مندی ہے۔ شاہ سے اس بے وقوفی کی امید نہیں تھی دانیال کو اس نے تو منال علی اور فرغام کا بھی لحاظ نہیں کیا ان سب کو بھی گھر سے نکلنے کو بول دیا وہ تو تینوں سمجھدار تھے جو حالات کی نزاکت کو سمجھ کر خاموش رہے اگر کوئی پٹھے دماغ کا بندہ ہوتا تو ان سب کو حورین کے سامنے کتنی شرمندگی اٹھانی پڑتی۔ وہ جو پاگل دوپہر سے نیچے بیٹھا ہے نا وہ بھی نہیں کہیں جائے گا،،، اپنے پاگل پن میں اتنی بڑی بات تو امان کر بیٹھا تھا پر حواسوں میں آتے وہ خود سے نظریں تک نہیں ملا پارہا تھا دانیال

کاسب سے پہلا سا منا ہی امان سے ہوا تھا پر اس کا جھکا سرد انیال پر اس کی شرمندگی ظاہر کر گیا اور جائیداد کے پیپر ز جون کہ توں ٹیبل پر بکھرے پڑے تھے امان سمیت کسی نے بھی اُنھیں ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔ اس کے بارے میں مجھے کوئی بات نہیں کرنی بھيو،،، ایان عائشہ کے سامنے امان کے لیے ناراضگی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہیں وہ امان سے تلخ نا ہو جائے اسی لیے اس کے ذکر سے بچنے لگا۔ اور عدن۔۔۔ کیا اُسے بھی بھول بیٹھا ہے تو،،، دانیال کو سب سے زیادہ فکر ہی عدن کی تھی جس نے رور و کراپنا بُرا حشر کر لیا تھا خاموش کروانے پر ہر بار اک ہی بات کہتا کہ اس کی وجہ سے اس کے آچوہرٹ ہوئے۔ اونووو۔۔۔ بھيو کہاں ہے وہ،،، عدن تو ایان کے ذہین سے فراموش ہو گیا تھا

\*\*\*\*\*

پاگل جنگلی کہیں کیا کہاں سے وہ ایک ڈاکٹر لگتا ہے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے اسے،،، منال کا غصے کے مارے بُرا حال ہو رہا تھا۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ امان ایسا بھی ہو سکتا ہے اس کے دماغ میں جو امان کا امیج تھا وہ موجودہ امان سے بہت مختلف تھا اسے تو دیکھ کر بچے تو کیا بڑے تک ڈر گئے تھے۔ یار مسز اب آپ کیوں اپنا بی پی ہائی کر رہی ہیں چھوڑ بھی دیں بے چارے کو،،، منال جتنی غصے میں تھی علی اتنا ہی

ریلیکس تھا اور شام سے اسی کوشش میں تھا کہ منال کا موڈ ٹھیک ہو جائے وہ تو حورین تک سے لڑپڑی تھی اب بھلا اس بچاری کا اس میں کیا قصور وہ تو خود سب سے شرمندہ تھی جبکہ زینبہ تو شرمندگی کے مارے اپنے کمرے سے ہی نہیں نکلی رہی تھی آخر امان اس کا شوہر تھا جس نے کسی کو بھی بے عزت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

آپ کو اس سے کیوں اتنی ہمدردی ہو رہی ہے حال دیکھا ہے اپنا،،، دھکم پیلی میں علی کا سردیوار پہ جا لگا تھا جس سے اس کے ماتھے پر خون کی ایک لکیر بن گئی تھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی منال نے اس کی ڈریسنگ کی تھی۔ پاپا عدن کی پاپا بالکل بھی اچھے نہیں ہیں،،، منہ علی کے ماتھے پر ہاتھ لگاتے ایک دم سے رو پڑی۔ وہ تو بالکل سہم گئی تھی۔

میری جان ایسا نہیں بولتے وہ بھائی بھائی ہیں آپس میں اور بھائیوں کا پیارا ایسا ہی ہوتا ہے،،، علی نہیں چاہتا تھا کہ بچے کچھ بھی بُرا سوچیں اسی لیے پیار سے منہ کو سمجھانے لگا۔ ایان چاچو نے انھیں چیٹ کیا مزاق مزاق میں پران کو تو ابھی غصہ ہے نا جب انھیں ان کے مزاق کا پتا چلے گا تو وہ سوری کر لیں گے ایان چاچو سے،،، علی کو امان شاہ کی فیور میں دیکھ رافع آف موڈ لیے باہر نکل گیا۔

\*\*\*\*\*

عدن۔۔۔ آچو۔۔۔ آئی ایم سوری میری وجہ سے انھوں نے آپ کو مااا۔۔۔،،، گھٹنوں میں سر دیے ٹیرس کی سیڑھیوں میں بیٹھے عدن نے اپنا نام پکارے جانے پر ایان کا گمان کرتے روتے ہوئے معافی مانگی پر سوٹ بوٹ میں کھڑے امان شاہ کو دیکھ ایک دم سے رک گیا۔ جس کی آنکھوں میں شرمندگی تھی پر عدن ابھی اتنا سمجھدار نہیں تھا کہ آنکھوں کو پڑھ پاتا۔ آپ یہاں پہ کیوں آئے ہیں چلے جائیں یہاں سے،،، عدن ایک دم سے شائوٹ ہو گیا۔ بیٹا آئی ایم سوری۔۔۔ میں وہ سب کرنا نہیں چاہتا اا۔۔۔ پھر بھی آپ نے آچو کو اتنا مارا،،، امان کی بات کاٹتے عدن تیزی سے بولا لہجہ ابھی بھی گستاخی لیے ہوئے تھا۔ آچی آج تک مجھ سے ناراض نہیں ہوئیں۔۔۔ ماما کی جب بھی طبیعت خراب ہوتی یا جب بھی مجھے آپ کی یاد آتی میں آچو اور آچی کے پاس چلا جاتا اور وہ میری اتنی کنیر کرتے کہ آپ کی یاد تک بھول جاتی پر آج آپ نے ان کو مجھ سے ناراض کر دیا آئی ہیٹ یو۔۔۔،،، پھوٹ پھوٹ کر روتے اپنے بیٹے کو خود سے لگانے کے لیے قریب ہوتے امان کو عدن نے دھکے سے دور کرتے چیخ کر کہا۔ عدی۔۔۔ آپ کو یہ سکھایا گیا ہے کس طرح سے بات کر رہے ہو آپ،،، عدن کو ڈھونڈنے کے لیے اوپر آئی عائشہ نے جب عدن کا رویہ اور امان کی نم آنکھیں دیکھیں تو خود کو کنٹرول بنا کرتے عدن کو ڈانٹنے لگی جو اس کو دیکھتے ہی گلے سے لگ گیا تھا۔ آچی آئی ایم سوری۔۔۔ میری

وجہ سے آچو اور میر و ہرٹ ہوئے اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ ایسے ہیں تو میں انہیں یہاں  
لاتا ہی نہیں۔۔۔ ان سے کہیں چلے جائیں یہاں سے آئی فیل شیم مائے  
سلف۔۔۔،،، اماں نے اپنے پیچھے عدن کی بلکتی آواز سنی اور دل پر بوجھ لیے وہاں سے  
ہٹ گیا -

\*\*\*\*\*

شاہ کچھ کھالیں،،، پریشے پر ہیزی کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھتی شاہ میر کے پاس آتی پیار  
سے بولی جو کھڑکھی میں کھڑانا جانے کس سوچ میں گم تھا۔ شاہ میر کو زمین پہ ڈھیر  
ہوتا دیکھ پریشے کو اپنی جان جسم سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ اس سے  
خوبصورت یادیں بننے کو کہہ رہا تھا اور اب ایک دم سے بے ست ہو گیا تھا۔ ابھی تو بہت  
کچھ کہنا تھا پریشے کو اس سے بہت سی فرمائشیں کرنی باقی تھیں، خوشیوں بھرے پل  
گزارنے باقی تھے۔ میں نے تم سب سے کہا نا مجھے اکیلا چھوڑ دو فلحال،،، کندھے سے  
پریشے کا ہاتھ ہٹاتے شاہ میر نے سر دلچے میں کہا۔ میں سب میں شامل نہیں ہوں  
شاہ۔۔۔ پلیز۔۔۔،،، شاہ میر کا خود سے دور کرنا پریشے کو دکھی کر گیا پر وہ ہمت بندھاتی  
شاہ میر کو تھامے ٹیبل تک لے آئی۔ بابا جانی آپ عدی کے پاپا کی وجہ سے ڈس ہارٹ

مت ہوں۔۔۔ وہ بالکل بھی اچھے نہیں ہیں آئی ہیٹ ہر۔۔۔ انھیں باہر نکالیں یہاں سے۔۔۔،،، کمرے میں ایک سائیڈ پہ خاموشی سے بیٹھی پر نیاں جو دو پہر سے امان کے خلاف اپنے دل میں بھڑاس جمع کر رہی تھی ایک دم سے نکال بیٹھی۔ پر نادان بچی اس بات سے انجان تھی کہ وہ جس کے بارے میں اتنی نفرت سے بول رہی ہے وہ تو اس کے بابا جانی کو اپنی زندگی سے زیادہ عزیز ہے۔ شٹ اپ نیاں آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی یہ سب کہنے کی۔۔۔،،، شاہ میر تو کسی بڑے کے منہ سے ایسی بات برداشت نہیں کر سکتا تھا نیاں تو پھر اس کی بیٹی تھی بھلا وہ امان کے لیے نفرت کا اظہار کرتی اور شاہ میر خاموش رہتا۔ بابا۔۔۔،،، ان تین دنوں میں جتنا شاہ میر نے پر نیاں پر اپنا پیار اور شفقت پنچھاور کی تھیں اُس کو دیکھتے پر نیاں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کے بابا جانی اُسے اتنا بُرا ڈانٹ بھی سکتے ہیں۔ شاہ میر کی دھاڑ سے خوف زدہ ہو کر پریشی کی ٹانگوں سے لپٹتی زور زور سے رونے لگی۔ بابا کی جان ادھر آئیں میرے پاس،،، شاہ میر کا چیخنا اور پر نیاں کا روننا وازے سے اندر آتے دانیال سے کچھ پوشیدہ نارہا۔ بابا!!!

نننےےےے ڈانٹا میں کٹی ہوں ان سے۔۔۔،،، رور و کر دانیال اور اس کے پیچھے پریشانی سے اندر آتی مہر کو دیکھ کر نیاں نے درپردہ شاہ میر کی شکایت لگائی۔ اُسے امید تھی کہ اس کے بابا جیسے زینی بوئی، ایان آچو اور آچی کو اس کے کہنے ہر ڈانٹ دیتے تھے

اس کے بابا جانی کو بھی ڈانٹیں گے۔ آپ کے بابا کا بھی دماغ خراب چل رہا ہے تھوڑا اس لیے آپ ان سے صبح بات کرنا وہ آپ کے ساتھ۔۔۔،،، شاہ میر کو کینہ تو زنگا ہوں سے گھورتے دانیال نے روتی ہوئی پر نیاں کو بہلایا۔ آپ بھی آؤ بابا کا دماغ خراب چل رہا ہے وہ آپ کو ڈانٹیں گے،،، مہر کی گود میں چڑی نیاں دانیال کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچنے لگی۔ آج امان نے جو کچھ بھی ایان کے ساتھ بچوں کی موجودگی میں کیا اُس سے سب ہی خوف زدہ ہو گئے تھے نیاں کو بھی یہی ڈرتا تھا کہیں اس کے بابا جانی غصے میں اس کے با کو کہیں مارنے نالگ جائیں۔ پر دانیال نے اُسے سمجھا بھجا کر کمرے سے بھیج دیا۔ تم سب گئے کیوں نہیں جاؤ یہاں سے یہ جگہ اور میں تم سب کے لیے سیف نہیں،،، اپنے چہرے پر تپش سے شاہ میر جان گیا تھا کہ دانیال اُسے ہی گھور رہا ہے تبھی تلخی سے کہتے بنا کسی چیز کو ہاتھ لگائے ٹیبل سے اٹھ گیا۔ سردار شاہ میر آج کے بعد اگر میری نیاں کو زرا برابر بھی ڈانٹا یا اس پہ غصہ کیا آئی سویر میں تیرا منہ توڑ دوں گا۔ رہی بات یہاں سے جانے کے تو سن کہیں نہیں جا رہے ہم یہاں سے،،، دانیال کا دل تو کیا کہ اپنے اندر کا سارا غصہ سامنے کھڑے اس بے وقوف انسان پر نکال دے جو سب کو خود سے دور کرنے کی ضد پہ اڑا ہوا تھا۔ صرف کہنے سے ہی تیرا دل ایک پل کے لیے رُک گیا تھا تو سوچا اگر واقعی چلے گئے تو کیا یہ دھڑکے گا بھی یا نہیں،،، خود پہ ضبط کرتے

دانیال صرف اتنا ہی کہہ پایا کیونکہ اس سے زیادہ کہنے کی ناتواں میں ہمت تھی اور ناہی شاہ میر میں سہنے کی۔ دانیال جتنی خاموشی سے کمرے میں داخل ہوا تھا اپنی بات کہتا اسی خاموشی سے مڑ گیا۔ بھابھی آپ پریشان مت ہوں کھانے کے لیے اسے فورس کرنا چھوڑ دیں یہ نہیں کھائے گا،، دروازے کے پاس پریشان حال کھڑی پریشے کو دیکھ کر دانیال کو بہت ترس آیا بھی تو اس کے چہرے پر بہار آئی تھی اور پھر سے خزاں کی آمد کے آثار نظر آنا شروع ہو گئے تھے۔ جھکے سر پہ ہاتھ رکھتا دانیال کمرے سے نکل گیا۔

\*\*\*\*\*

ہائے بیگ مین۔۔۔ ہیوسم۔۔۔ رات کا کھانا کسی نے بھی ڈھنگ سے نہیں کھایا تھا سوائے فرغام کے ابھی بھی وہ فروٹ سیٹ کا باؤل بھرے امان کے سامنے آکر بیٹھتا اُسے صلامار نے لگا جو بھوکا پیاسا بھی تک حال کمرے میں ہی بیٹھا تھا نا تو وہ خود سے کسی کمرے میں آیا اور نا ہی کسی نے اُسے اندر آکر آرام کرنے کو بولا وہ صرف ایک بار عدن کو ڈھونڈتا ٹیس پر گیا تھا پر اپنے متعلق عدن کے خیال سن کر واپس حال کمرے میں ہی آ گیا۔ نو تھنکس،،، فرغام کا حویلی میں دندانہ امان کے ضبط کو آڑ ماہ رہا تھا پر ایک غلطی کے بعد اب وہ دوسری کا متمنی نہیں ہو سکتا تھا اسی لیے خود پہ پہرے لگائے مختصر جواب

میں اُسے انکور کرنا چاہا۔ تمہیں تو میں کافی حد تک جان گیا ہوں چلو اپنا تعارف کروادوں بلکہ سب کا ہی کروانا چلوں،،، وہ فرغام ہی کیا جو سامنے والے کی حالت کو آزمائے بنا آسانی سے چھوڑ دے امان کے جان چھوڑانے والے انداز سے انجان بنتا گفتگو بڑھانے لگا۔ وہ منال علی کی وائف،،، کچن سے سب بچوں کے لیے دودھ کے مگ لیے نکلتی منال کی طرف دور سے ہی فرغام نے اشارہ کیا۔ علی میرا فرینڈ،،، سرپرہ بینڈ تاج کیے خود کو روکنے کے لیے اپنے پاس تیزی سے آتے علی کو دیکھ کر فرغام نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ میں حارب کا فادر اور یہ جو تمہیں دیکھ کر منہ موڑ کر گئی ہے میری بیوی پلس ارمان شاہ تمہارے چھوٹے تایا کی بیٹی حورین شاہ ہے،،، حورین تو اس سے سخت ناراض تھی تبھی اپنے متعارف ہونے پر ناراضگی جتنی اندر چلی گئی جبکہ امان اس تعارف پہ شرمندگی میں گھرتا چلا گیا۔ کیا کچھ نہیں کہا تھا اس نے ان سن کو وہ سب تو اسے بے عزت کرنے کا حق رکھتے تھے پر حورین کے علاوہ باقی سبھی نے ایک مسکرائٹ سے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ ہم غیر نہیں اپنے ہیں،،، امان کا شرم سے سرخ چہرہ دیکھ فرغام نے اس کی پیٹھ تھپکتے اُسے ریلکس کرنا چاہا۔ ویسے میں تم سے بڑا ایمپرس ہوں آتے ساتھ ہی چھکا مار دیا ہم سب کی تو شاہ میر بھائی سے جان خشک ہوتی ہے اور تم نے جو انہیں سنائیں واہسہ۔۔۔ دل ہی خوش ہو گیا،،، امان نے جو کچھ شاہ میر سے کہا فرغام

کو لگا تو بُرا پرتنا نہیں جتنا باقی سب کو۔ وہ تو سب کے سامنے بھی امان کی ہی فیور کرتا ان تینوں بھائیوں کو غلط ٹھہرا رہا تھا جنہوں نے بڑے ہو کر بھی زینہ کے بچپن میں اس کا ساتھ دیا۔ امان اتنے ٹائم بعد یہاں کسی کام سے آئے تھے یا سب سے ملنے؟؟؟،،، اس سے پہلے فرغام کی فراٹے پھرتی زبان سے کچھ ایسا نکلے کہ یہ جن جو شام سے تھم گیا تھا پھر سے جاگ جائے علی نے موضوع ہی چینج کر دیا۔ ایان کو سر پر اُزدینے آیا تھا اور خود ہی سر پر اُیزڈ ہو کر رہ گیا ہوں۔۔۔ ہو سپٹل بنو انا چاہتا تھا پر یہاں اس کی اب ضرورت نہیں سوچ رہا ہوں کل واپس چلا جاؤں،،، دماغ میں کچھ سوچتا امان علی اور فرغام کو اپنے یہاں آنے کا مقصد بتانے لگا۔ گڈ یار اچھا سوچ رہے ہو چلے جاؤ یہاں پہ رکھا ہی کیا ہے،،، ایک پل کو دونوں ہی اس کی بات پر خاموش ہو گئے پھر فوراً ہی فرغام نے اپنے ذہن کو جھٹکتے جوش سے کہا لیکن علی تو کچھ بول ہی ناپایا عدن کے ہوتے ہوئے امان واپس جاسکتا تھا یہی سوچ علی کے دماغ میں گردش کر رہی تھی جسے وہ چاہ کر بھی لفظوں میں ناڈھال سکا۔ بہت خوب امان شاہ۔۔۔،،، تالی کی آواز پر تینوں ہی دروازے کی طرف متوجہ ہوئے جہاں عائشہ چہرے پر تمسخرہ لیے کھڑی تھی۔ مجھے لگا تھا تم میں زرا اسی انسانیت ابھی بھی باقی ہے پر میں غلط تھی۔ اُس بچے کو کس کے سہارے چھوڑ رہے ہو تم جو صرف تمہارا ذکر ہونے پہ اتنا خوش ہوتا تھا، ایان میں تمہیں

ڈھونڈتا تھا، ہر روز تمہاری واپسی کی دعائیں مانگتا اُس کا کیا قصور ہے اور زینی۔۔۔ بہت بڑی قیمت وصول کی ہے تم نے اس سے محبت کی۔۔۔ چلے جاؤ یہاں سے امان شاہ پر ایک بات یاد رکھنا اب اگر گئے تو پلٹ کر واپس مت مڑنا،،، عائشہ تو عدن کا حال دیکھ کر ہی افسردہ تھی جو اپنے باپ کو اس روپ میں دیکھ کر ٹوٹ گیا تھا سونے پہ سہاگا امان کا واپسی کا ارادہ کرنا عائشہ کو جلا کر خاک کر گیا۔ امان پر اپنی بھڑاس نکال پیر پٹختی واپس مڑ گئی۔ ایان کی فوٹو کا پی۔۔۔ ایک بار غلطی کر کے بھی کچھ نہیں سیکھا جو ایک اور کرنے جا رہے ہو۔۔۔ ہر رشتے میں لڑائی جھگڑے غلط فہمیاں کیا کچھ نہیں ہوتا اُس کو سلجھانا یا بگاڑنا آپ کی مرضی پر ڈیپنڈ کرتا ہے پر سب سے قطع تعلق کر لینا یہ جائز نہیں۔ جب یہاں سے گئے تھے تو اپنے بارے میں سوچا تھا تم نے آج زینیہ اور عدن کے بارے میں سوچو،،، فرغام کو جس طرح پریشے عزیز تھی اُسی طرح زینیہ بھی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ امان واپس جانی کی غلطی پھر سے دوہرائے اسے لیے اُسے سمجھانے کی اپنی سی کوشش کرنے لگا۔ تھنکس بھائی،،، امان جو کسی اپنے کی ڈھارس کے انتظار میں تھا فرغام کا کندھا ملتے اس کے گلے لگ گیا۔ علی بھائی یہ بچہ۔۔۔،،، علی اور فرغام سے گلے ملتے امان کی نظر سامنے کھڑے بچے پر پڑی جو علی اور امان کو گھورتا ناراضگی سے بنا کچھ کہے اندر چلا گیا تھا۔ سردار شاہ میر کا سب سے بڑا فین ہے اس کی گڈ بک میں فلحال تم نہیں

آسکتے،،، فرغام نے امان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے شرارت سے علی کو دیکھا۔ میرا بیٹا ہے رافع او بیڈ کروا سے،،، رافع نے علی کو منع کیا تھا کہ وہ امان سے کوئی بات نہیں کرے گا جب تک وہ شاہ میر سے معافی نہیں مانگ لیتا پراب جو اس نے علی کو امان کے گلے لگتے دوستانہ انداز میں دیکھا تو اپنی ناراضگی جتنا تاواک آؤٹ کر گیا۔

\*\*\*\*\*

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہاں آنے کی نکل جاؤ یہاں سے،،، فرغام کے سمجھانے اور عدن کے لیے اپنی واپسی کا پروگرام کینسل کرتا امان اپنے کمرے کی طرف مڑا پر عدن کو ایک نظر دیکھنے کی خاطر وہ بنا ہچکچائے زینبہ کے دروازے پر دستک دے بیٹھا۔ ہمت کی تو تمہاری داد دینی چاہیے زینبہ امان شاہ اتنی بڑی بات اور مجھ سے چھپائی تم نے کیوں۔۔۔،،، اپنے اور غصے سے دیکھتی اپنی بیوی کو دروازے سے پرے کرتے دیوار کے ساتھ لگائے امان نے طنزیہ انداز اپنایا۔ تم نے ہی تو کہا تھا میں ساری زندگی اسی درپر رو کے گزار دوں گی تم پلٹو گے نہیں،،، زینبہ سینٹلی پریسیر تھی امان کی موجودگی سے اپنے ارد گرد امان کے ہاتھوں کو جھٹکتے اس کے حصار کو توڑتی زینبہ نے اُسی کی کہی بات اُسی کے منہ پہ دے ماری۔ تو تم نے مجھ سے اس بات کا بدلہ لیا ہے،،، امان کا بس

نہیں چل رہا تھا کہ اپنے سامنے کھڑی عورت کی فراٹے بھرتی زبان گدی سے پکڑ کر کھینچ دے جو اپنی غلطی پہ بناثر مندہ ہوئے اس سے زبان درازی کیے جا رہی تھی۔ بدلہ صرف تم ہی نہیں لے سکتے امان شاہ مت بھولو اس حویلی کے تم بیٹے ہو تو میں بھی بیٹی ہوں،،، اپنے بازو پر امان کی انگلیوں کے دباؤ کو برداشت کرتی زینبیہ یہ بھول بیٹھی تھی کہ سامنے کھڑا شخص اس کا شوہر ہے جو جب چاہے اُسے زیر کر سکتا ہے۔ بہت بڑی بھول کی ہے تم نے اور میں سزا دیے بنا تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔۔ پر ابھی میں صرف اپنے بیٹے سے ملنے آیا ہوں تم سے فرصت میں ملوں گا،،، سلپنگ سوٹ پہنے ڈوپٹے کی قید سے آزاد انگارے چباتی یہی انداز تو دیکھنے کا امان خواہش مند تھا۔ خود کو بہکنے سے ناروک پاتے امان زینبیہ کی اور جھکا۔ حد میں رہو اپنی امان شاہ میرے کمرے میں کھڑے ہو تم اپنے بیڈ روم میں نہیں،،، زینبیہ نے بروقت منہ پیچھے کیا نہیں تو امان جسارت کیے بنا رہتا نہیں۔ ہا ہا ہا زینبی ڈار لنگ تم بھول رہی ہو تمہارے اس کمرے میں امان شاہ نے اپنی بیوی پہ کتنا حق جتا یا ہے یاد ہے یا یاد دلاؤں،،، زینبیہ کو خود سے قریب کر کے بازوؤں میں جکڑا امان اس کے ہونٹوں کو قید میں لیتا اپنی بات کا مطلب سمجھا گیا۔ امان شاہ۔۔۔،،، بڑی مشکلوں سے خود کو چھڑاتے زینبیہ اپنے نازک سے ہاتھ کے مکے امان کے سینے پر برسائے لگی۔ اتنی ہمت کہاں سے آگئی تم میں زینبیہ امان

شاہ۔۔۔،،، زینبیہ کے ہاتھوں کو قابو میں کرتے امان نے باری باری انھیں چوما۔ مجھے  
 اچھے لگے تمہارے یہ خون خوار انداز۔۔۔،،، زینبیہ کی آدھی سے زیادہ جان نکال امان  
 نے اُسے دھکادیتے خود سے پرے کرتے کہا اور بیڈ پہ سکون کی نیند سوئے اپنے بیڈ کے  
 پاس بیٹھ گیا۔ سوری جانو آئندہ ایسی مسٹیک نہیں ہوگی،،، عدن کو بستر سے اٹھا کر گلے  
 لگائے امان نے شدت جزبات سے چہرہ چومتے اپنی پانچ سالوں کی پیاس بجھانی چاہی۔  
 جیسے ہی عدن نیند میں کسمسا یا امان نے اُسے واپس بستر پر لیٹا دیا۔ آرام سے سو جاؤ زینبیہ  
 امان شاہ صرف آج کی ہی رات ہے تمہارے پاس سکون کی کیونکہ کل سے تم صرف  
 سزا کا ٹوگی اپنے کیے کی۔۔۔،،، زینبیہ پر اپنے ارادوں کو ظاہر کرتا امان کمرے سے نکل  
 گیا مگر پیچھے مڑ کر دیکھنا تک گوارا نہیں کیا جہاں ٹوٹ کر روتی زینبیہ بکھیر رہی تھی  
 اتناسب کرنے کے بعد بھی امان نے اپنی غلطی ماننے کے بجائے اُسے کی قصور وار  
 ٹھہرا دیا تھا۔

\*\*\*\*\*

چاروں اور تاریکی میں ڈوبی رات ہر زری روح کو اندھیرے میں ڈبور ہی تھی۔ ویسے بھی  
 سردیوں کی راتیں بہت جلد شروع ہو جاتی ہیں اور گاؤں کی راتیں تو شام چڑھے ہی ہر

طرف خاموشی بکھیر دیتی تھیں۔ اس ٹائم دس بجے ساری حویلی میں ہو کا عالم تھا کتوں کے بھونکنے اور جھینگروں کی بھنبھنائٹ کی آوازیں کے علاوہ کوئی دوسری آواز کا نام و نشان نا تھا۔ رات کا یہ وقت سبھی اپنے اپنے کمروں میں سوئے ہوئے تھے مگر اس حویلی میں ایک شخص ایسا بھی تھا جس کی آنکھوں سے نیند اور سکون دونوں غائب تھے۔ اتنی رات شاہ کہاں جا رہے ہیں،،، ابھی کچھ دیر پہلے ہی پریشے پر نیاں کو سلاتے شاہ میر کو سوتا دیکھ کر لیٹی تھی پر اس کے قدموں کو باہر کی اور بڑھتا دیکھ فوراً سے اٹھ بیٹھی۔

\*\*\*\*\*

عائشہ یار مجھ سے ناراض کیوں ہو وہ مجھے مار رہا تھا اس میں میرا کیا قصور تمہارے خیال سے مجھے بھی اُسے مارنا چاہیے تھا،،، ایان شاہ میر اور امان کو لے کر پہلے ہی پریشان تھا دوسرے عائشہ بلا وجہ کا غصہ ایان پر نکال کر اس کا دماغ خراب کر رہی تھی۔ ہاں دو تین لگاتے اُسے تاکہ اُس سر پھرے کا دماغ ٹھیک ہوتا۔۔۔ جانتے ہو عدن کتنا ہرٹ ہو ہے اس کے بی ہیویر سے اور وہ نواب زرا جو فرق پڑا ہو اُسے کل واپس جانے کی بکو اس کر رہا تھا،،، عائشہ کی نئی اطلاع پر ایان چونک گیا۔ وہ تو شام سے اپنے کمرے سے باہر ہی نہیں نکلا تھا عائشہ کے بہت فورس کرنے پر رات کا کھانا بھی اپنے کمرے میں برائے نام

ہی کھایا تھا۔ اس وقت اُس میں ناتو گھر بلوائے اپنے مہمانوں سے سامنا کرنے کی ہمت تھی اور نا ہی عدن کا جسے امان کے قصے سنانا کر اسنے عدن کو امان کی ذات سے کبھی فراموش نہیں ہونے دیا تھا۔ ریلکس یار تم پریشان نا ہو سب ٹھیک ہو۔۔۔،،، یہ عدن سے عائشہ کی محبت ہی تھی جو اپنی بات پر عدن کا ری ایکشن سوچ کر ہی عائشہ کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔ ایان کو عائشہ کی اپنوں کے لیے محبت پر زرا برابر بھی شک نہیں تھا۔ اگر اپنوں کی خوشی کی دعائیں ایان نے مانگی تھیں تو اس دعا پر سب سے پہلے آمین کہنے والی اُس کی یہ بیوی ہی تھی۔ عائشہ کو روتا دیکھ ایان بے چین ہوتا اُسے چپ کروانے لگا تبھی دروازے کے دھاڑ کی آواز سے دونوں ہل کر رہ گئے۔ نو نسنس یہ کون سا طریقہ ہے کسی کے کمرے میں آنے کا لگتا ہے باہر سے ساری تمیز بھول آئے ہو۔۔۔ نہیں تم تو شروع سے بد تمیز ہی تھے،،، اپنے سامنے کھڑے امان شاہ کو دیکھ عائشہ غصے سے کھولتی ایان کے سامنے ہی برس پڑی۔ بدلی تو تم بھی نہیں کل بھی اتنی ہی بکو اس کرتی تھیں اور آج بھی تمہاری بک بک ختم نہیں ہو رہی۔۔۔ اور رہی بات کمرے میں آنے کی تو شاید تم بھول رہی ہو یہ میرا اور ایان کا روم ہے اب اپنی شکل گم کرو یہاں سے،،، عائشہ کے طنز پر اُسے پورا ڈالتا امان اپنی جگہ (جو کسی وقت میں اُس کی تھی) پر لیٹ گیا۔ امانن۔۔۔،،، امان بستر پر اس طرح لیٹا تھا کہ اس کا سر ایان کے گٹھنے

کے پاس جبکہ بازو ایان کی گود میں گھیرا ہوا تھا اور ایان جو عائشہ کو چپ کروانے کے لیے بیڈ پر اس کے بالکل پاس بیٹھا تھا امان کے بستر پر اتنے پاس گرنے پر عائشہ کو غصے میں دور کھڑا ہوتا دیکھ امان کو سرزنش کرنے لگا۔ آج جو کچھ امان نے اس کے ساتھ کیا اُسے اس کا بھی تو غصہ تھا جب کہ امان کا رویہ ایسا کچھ ہوا بھی ہے بالکل ظاہر نہیں کر رہا تھا۔ یار ایان بھیج اسے مجھے اپنی جگہ کے بنائیند بہت مشکلوں سے آتی ہے جانتا ہے نا تو،،، عائشہ کے ایک دو بار بیڈ سے اٹھنے کا بولنے پر امان نے بنا لحاظ کیے اُسے کمرے سے گیٹ آؤٹ ہونے کا اشارہ کیا۔ امان یہ سب کیا تھا تو اُسے آرام سے بھی تو بول سکتا تھا وہ اب صرف تیری کلاس فیلو۔۔۔،،، امان کا کہنا اور ایان کا اس پر خاموش رہنا تھا کہ عائشہ گولی کی طرح کمرے سے باہر نکل گئی مگر جاتے ہوئے اپنے غصے کے اظہار کے طور پر دھاڑ کی آواز سے دروازہ بند کرنا نہیں بھولی تھی۔ امان کے اتنے بُرے انداز پر ایان ناچاہتے ہوئے بھی اُسے ٹوکتا سمجھانے لگا پر امان کے اگلے عمل نے اُسے خاموش کر وادیا۔ امان کیا ہوا ہے تجھے تو رو۔۔۔ سوری یار میں نے تجھے مارا پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا اس وقت۔۔۔۔۔ تجھے زیادہ لگی تو نہیں،،، ایان کے گلے لگ کر روتا امان بار بار اُس سے معافی ہی مانگتا رہا کبھی اس کی آنکھ پر اپنا رومال منہ سے گرم کر کے رکھتا تو کبھی پھٹے ہونٹ پر۔ امان کا انداز فکر ہی ایسا تھا جسے دیکھ کر ایان اپنی ناراضگی چاہتے

ہوئے بھی برقرار نار کھ پایا۔ رونا مجھے چاہیے اور آنسو تو بہا رہا ہے پاگل چپ کر مجھے بھی رولائے گا،،، اماں کے چہرے پر پیار سے ایک دھپ لگاتے ایان نے اُسے اپنے بازوؤں میں بھیجا۔ جا ب زینی کے پاس جا میرا تیرے ساتھ سونے کا کوئی ارادہ نہیں،،، بھائی کو تو منع لیا تھا پرا بھی بیوی باقی تھی جو بہت خراب موڈ میں کمرے سے نکلی تھی ایان عائشہ کی ناراضگی کے خیال سے بے چین ہوتا اماں کو اپنے کمرے میں جانے کا بولنے لگا۔ مجھے نیند نہیں آرہی تو سلا دے مجھے،،، اماں اپنی عادت کے مطابق ان سنی کرتا ایان کی گود میں سر رکھے آڑا ہی لیٹ گیا۔



دانی تو یہاں،،، سب کے سکون کے خیال سے دبے پاؤں کچن میں آتے شاہ میر نے جیسے ہی لائٹ آن کی کچن ٹیبل پہ بیٹھے دانیال کو دیکھ کر دروازے میں ہی سٹل ہو گیا۔ آخری سامنے پر دونوں ہی ناراضگی میں گھیرے تھے بس فرق اتنا تھا کہ دانیال اماں کی خاطر شاہ میر کا سب کے ساتھ بُرے رویے پر ناراض تھا تو شاہ میر اپنی ہی ذات سے خفا تھا۔ جانتا تھا تو آئے گا آج ساتھ کھائیں،،، مسکرا کر کہتے دانیال نے اپنے سامنے رکھے ڈھکے ہوئے کھانے کی طرف اشارہ کیا۔ نہیں مجھے بھوک نہیں ہے میں بس۔۔۔،،، شاہ

میر تو کسی اور ارادے سے آیا تھا پر دانیال کو وہاں دیکھ واپس جانے کے لیے پل  
تو لتا دروازے سے ہی مڑنے لگا۔ ان دونوں نے بھی کچھ نہیں کھایا اور تیرا جنگلی ناجانے  
صبح بھی کچھ کھایا ہو گا اس نے یا نہیں،،، کھانے کے ڈونگوں سے ڈھکن ہٹاتے اپنے لہجے  
کو سرسری بناتا دانیال شاہ میر کو زینیہ، ایان اور امان کے بھوکا ہونے کا بتانے لگا۔ کسی  
نے اُسے کچھ دیا کیوں نہیں،،، شاہ میر کو زینیہ اور ایان کے بارے میں تو خبر تھی کہ  
عائشہ اور حورین نے انھیں تھوڑا بہت کچھ ضرور کھلا کر دم لیا ہو گا پر اپنے ضدی کے  
بارے میں تو وہ اچھے سے جانتا تھا اگر نہیں کر دیا تو کسی کی مجال نہیں اُسے کوئی کھلا سکے۔  
جو کچھ اس نے کیا میرا نہیں خیال کوئی اس کی شکل بھی دیکھنا پسند کرے،،، امان کے  
لیے شاہ میر کی بے چینی لہجے سے ہی ظاہر تھی تبھی دانیال نے وار کرنا بہتر سمجھا۔ باقول  
دانیال کے "نابات کر کے دوریاں بڑھانے سے بہتر ہے انسان جھگڑ کر اپنی بھڑاس  
نکالتے نزدیک آجائے"۔ دماغ خراب ہو گیا ہے کیا سب کا تم سب ہوتے کون ہو امان  
کو کچھ بھی بولنے والے،،، جیسا دانیال نے سوچا تھا بالکل ویسا ہی شاہ میر کا ری ایکشن تھا  
سنتے ساتھ ہی بھڑک اٹھا۔ تو ہم سب سے ناراض رہ سکتا ہے پر امان سے  
نہیں۔۔۔ جا تیرا چہیتا ایان کے روم میں ہے عائشہ کو باہر نکال دیا ہے اُس نے میں  
کھانا لے کر وہی آتا ہوں،،، انسان کی زندگی میں ہر ایک کی ویلیوز الگ الگ ہوتی ہیں

جسے چاہ کر بھی کوئی نہیں لے سکتا۔ شاہ میر کی زندگی میں امان وہ ایک خاص تھا جسے کچھ بھی کرنے کا حق تھا۔ وہ اپنا یہ حق وصول بھی بہت دھڑلے سے کرتا تھا اور کرتا بھی کیوں نا آخر وہ اپنے میر و کا جگر تھا۔

\*\*\*\*\*

اتنا کچھ ہو گیا میرے پیچھے اور تو نے کبھی کچھ بتایا کیوں نہیں،، "غصہ انسان کی عقل کو ایسے کھاتا ہے جیسے زنگ لوہے کو"۔ امان کے غصے نے بھی اُس کی سوچ ختم کر دی تھی۔ مگر ٹھنڈے دماغ سے سوچنے پر اُسے ہر معاملے میں اپنی ہی کوتاہی نظر آئی۔ غلطی تو اُس کی تھی۔ اُس نے کون سا کسی کے بارے میں کبھی پوچھا تھا جواب وہ یہ سوال کر رہا تھا۔ زینبہ نہیں چاہتی تھی یا اور پھر تو نے بھی تو کچھ نہیں پوچھا میرے سے شاہ میر بھائی کا نام تو تو سننا بھی نہیں چاہتا تھا تو پھر کیا کرتا میں،، امان کے پیچھے گزرے چھ سالوں کی رواداد سناتے ایان غمزہ ہو گیا۔ کیا کچھ نہیں سہا تھا ان لوگوں نے شاہ میر کا ایکسیڈنٹ، دانیال کی بیماری، لوگوں کا انھیں شاہ میر کی غیر موجودگی میں بے سہارا سمجھ کر حویلی سے نکالنا، شاہ میر کا جیل کا ٹناہر ایک بات کا بوجھ اُس نے امان کے کندھوں پہ منٹوں میں ڈال دیا تھا۔ تو جانتا ہے میں کیوں چلا گیا یہاں سے۔۔۔،، خفگی میں انسان

کو اپنا رویہ درست اور سامنے والے کی ہر بات غلط نظر آتی ہے۔ پر جب غلط فہمی کی پٹی اترتی ہے تو انسان کو اپنی ہر ایک بات بے بنیاد لگتی ہے۔ اس وقت امان کو بھی اپنی ضد میں تباہ کیے اپنے خوبصورت چھ سال بے بنیاد لگ رہے تھے۔ "کاش وہ ایان کی طرح اُس قصے کو لائیٹلی لیتا تو وہ اپنے حصے کی خوشیوں سے محروم نہ رہتا۔" آئیڈیل تھے وہ میرے ان کے لیے تو میں سب سے لڑ جاتا تھا۔ جب خاندان میں کوئی ان کے بارے میں کچھ غلط بات کہتا میرا دل کرتا میں اس انسان کو جان سے مار دوں۔ پر جب اپنی آنکھوں سے دیکھا تو۔۔۔ وہ منظر مجھے آج بھی نہیں بھولتا ایان پریشے بھا بھی خون میں لت پت۔۔۔،، اپنی بات پوری کرتے امان کا لہجہ کپکپا گیا۔ امان کی بات پر کپکپا تو ایک اور بھی شخص گیا تھا جو کافی دیر سے دروازے کے باہر کھڑا اپنے ضدی، اپنے جگر کی آواز سن رہا تھا۔ وہ سب بھائی نے نہیں کیا تھا امان پریشے بھا بھی کے ساتھ جو ہو اوہ ایک غلط فہمی تھی پر جب تک بھائی اُسے سدھارتے بہت دیر ہو چکی تھی،، ایان امان کے دل سے شاہ میر کے لیے دبا آخری کاٹا تک نکال دینا چاہتا تھا۔ اپنی گود میں سر رکھ کر لیٹے اپنے ٹونٹی کی ہر ایک بات کا خلاصہ کرتا جا رہا تھا۔ شاہ میر بھائی نے جو کیا وہ سب گزر گیا بھا بھی بھول چکی ہیں اس بات کو تو تو کیوں اپنے دل میں دبائے بیٹھا ہے امان۔۔۔ تو نے جو آج کہا شاہ میر بھائی سے وہ تیری مار سے زیادہ تکلیف دہ ہے میرے

لیے،،، ایان کے لہجے میں افسوس بھر آیا اس نے تو کبھی شاہ میر کے بارے میں ایسا نہیں سوچا تھا۔ جب سے ہوش سمجھا لا شاہ میر کو اپنی پروا کرتے دیکھ دل میں اس کا مشکور ہی رہا۔ پتا نہیں ایان وہ سب میں کیسے کہہ گیا میں نے تو کبھی ایسا سوچا بھی نہیں ان کے بارے میں،،، امان بھی غصے میں اتنی بڑی بات کہہ گیا تھا پر اب جب جب اُسے اپنے الفاظ یاد آرہے تھے وہ خود کوزمین میں گرتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ تو ان سے معافی مانگ لے سب ٹھیک ہو جائے گا امان۔۔۔ چل ابھی چلتے ہیں ان کے پاس،،، امان کو اپنی غلطی پہ پچھتا تا دیکھ ایان جوش سے کہنے لگا۔ اُسے سو فیصد امید تھی شاہ میر امان کو کبھی جھٹکے گا نہیں۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی دل سے گلے لگالے گا۔ میں نے بہت الٹی سیدھی حرکتیں کی ہیں پر معافی کبھی نہیں مانگی ان سے تو اب کیسے مانگو ہر بار وہی آتے تھے میرے پاس تو پھر اس بار میر و کیوں نہیں آئے میرے پاس،،، امان کی بات شاہ میر کے چہرے پر مسکرائٹ لے آئی۔ اپنی بھگی آنکھوں میں مسکرائٹ سجائے شاہ میر دروازے کو دھکیلتے اندر آ گیا۔ سوچ رہا تھا کہ تو بڑا ہو گیا ہے۔ سوری کرنے نہیں تو لڑنے ہی آجائے گا پر مجھے کیا معلوم ایک بچے کا باپ ہو کر بھی تو ابھی بچہ ہی ہے،،، شاہ میر کو اچانک کمرے میں آتا دیکھ امان اور ایان ایک دم سے کھڑے ہو گئے۔

میر و و و و۔۔۔،،، بس اتنی سی تھی ناراضگی شاہ میر کو اپنی طرف مسکراتا دیکھ امان بھاگ

کر اس کے گلے لگ گیا۔ آئی ایم سوری میر مجھے معاف کر دیں میں وہ سب نہیں کہنا  
 چاہتا تھا۔ آئی ایم سوری میر۔۔۔،،، بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتا مان اپنے  
 ساتھ سب کو رولا گیا۔ بس جگر اب اور نہیں تیرا میر سب برداشت کر سکتا ہے پر تجھے  
 روتے ہوئے نہیں،،، دانیال کے بتانے پر زینبیہ کے علاوہ سب ہی اس وقت ایان کے  
 کمرے میں جمع دونوں کو دیکھ خوشی کے آنسو بہا رہے تھے۔ ٹن ٹن کھانا ٹائم سچی میں  
 ہم سب کا بھوک سے برا حشر ہو رہا ہے،،، رونے کا سیشن طویل ہوتے دیکھ دانیال نے  
 چچ سے گلاس بجاتے خاموش ماحول میں ہلچل پیدا کی۔ دانیال بھائی۔۔۔،،، شاہ میر سے  
 الگ ہوتے امان دانیال کے گلے لگا جو اس وقت اپنی بہن کے بجائے اس کا ساتھ دینے  
 کی خاطر وہاں موجود تھا۔ بس کریار ہم تو بھائی ہیں معافی نہیں بھی مانگے گاتب بھی کام  
 چلا لیں گے پر بیوی کو منانا سب سے مشکل کام ہے۔ یہ ساری سوری شوری تو اس کے  
 لیے بچا کر رکھ،،، دانیال کی بات سب کے روہان سے چہروں پہ مسکرائٹ بکھیر گئی۔ اُسے  
 میں چٹکیوں میں منالوں گا،،، اپنے آنسو پونچھتے امان پرانی جون میں واپس لوٹا۔ اتنی  
 خوش فہمی مت پالو،،، عائشہ حالات کو کافی بہتر ہوتا دیکھ خوش تو تھی پر اس نے ابھی تک  
 امان کو معاف نہیں کیا تھا اسی لیے اُس کو اوور کو نفیڈنٹ دیکھ جھٹ سے بولی۔  
 اوففف۔۔۔ مہر بھا بھی اور پری بھا بھی آپ دونوں کی ممانے کیا کھا کر پیدا کیا تھا

اسے،،، امان کی سب کے سامنے ایسی بات پر مہر اور پریشے ایک دم سے سٹپٹا گئی جبکہ عائشہ امان کے ساتھ ساتھ ایان کو بھی اپنی خطرناک نگاہوں کی زد میں رکھتی ابھی کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ امان نے اُسے موقع ہی نہیں دیا۔ جہاں تک میری مسز کو منانے کی بات ہے تو اگر کہیں پھنسا تو حوری آپنی سے ہلیپ لے لوں گا آخر مشکل ٹائم میں بہنیں ہی کام آتی ہیں کیوں حوری آپنی۔۔۔،،، امان کا مان بھر انداز حورین اس کے گلے لگی ہچکیوں سے رو پڑی۔ آخر اس کی واپسی کا اُسے ہی تو شدت سے انتظار تھا۔

\*\*\*\*\*

NEW ERA MAGAZINE

گوڈ مورنگ ایوری ون اینڈ بچہ پارٹی،،، ناشتے کی ٹیبل پر امان کی آواز کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی سب بچے امان کو حیرت سے دیکھنے لگے جو شاہ میر کے ساتھ والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ رہا تھا۔ منحنے نے تو علی کا ہاتھ زور سے تھام لیا تھا جبکہ عدن باری باری سب بڑوں کے چہرے دیکھنے لگا جہاں امان کی آمد سے مسکرا سٹیں کھل رہی تھیں۔ کیا لوگے امان،،، شاہ میر جو امان کی آنے سے پہلے اخبار کی سرخیاں پڑھ رہا تھا اُسے بند کرتا امان کی طرف متوجہ ہوا۔ میر و آپ کا پراٹھا،،، ساری ٹیبل پر نظر دوڑاتا امان زینہ کو شاہ میر کے سامنے گرم پراٹھا رکھتا دیکھ فوراً اُسے اچکتے بولا۔ شاہ میر کو زینہ کے

ہاتھ کا پراٹھا بہت پسند تھا۔ وہ حویلی جتنے بھی دن رہتا ناشتہ زینہ کے ہاتھ کا ہی بنا ہوا کرتا تھا۔ دانیال اور ایان کبھی کبھار چکھ لیتے جبکہ امان کو پراٹھے سے سخت چڑ تھی پر آج زینہ کو متوجہ کرنے کے لیے کھانے لگا۔ میرے بابا عدی کے میر وہیں آپ کے نہیں اور یہ میرے بابا کا پراٹھا ہے آپ اپنا لیں،، پر نیاں شاہ میر کی ڈانٹ کی وجہ سے ناراضگی کے طور پر اس کے پاس بیٹھنے کے بجائے دانیال کی گود میں چڑی اس سے لاڈیاں کر رہی تھی پر اپنے بالکل سامنے بیٹھے امان کی اس حرکت پر تڑخ کر بولی۔ آپ کے عدی سے پہلے یہ میرے میر تھے اور جو میر و کا وہ میرا،، امان کو تو چڑانے میں کمال حاصل تھا پر نیاں کو چڑاتے اس کی پلٹ سے بریڈ سلاٹز اٹھاتے پورا منہ میں ڈال لیا۔

ببا۔۔،، پہلے تو پر نیاں کو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا پر امان کا بھرا منہ دیکھ ایک دم سے روپڑی جس پر مسکراتے دانیال نے اُسے گلے سے لگا کر خاموش کر دیا۔ دانیال بھائی یہ پٹاخہ سی چڑیا کس پر چلی گئی ہے،، موٹی موٹی آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ گھورتے دانیال کے ہاتھ سے اس کے سلاٹز کی بانٹ لیتی نیاں نے خود کو پٹاخہ کہنے پر شاہ میر کو ایسے دیکھا جیسے مقصد امان کی شکایت لگانا ہو۔ ہا ہا امان ماموں یہ چڑیا نہیں چمگا رہے ہر وقت جی جی جی ہی کرتی رہتی ہے،، اس سے زیادہ حارب خود کو خاموش نہیں رکھ سکتا تھا اور پھر جہاں بات پر نیاں کی ہو حارب کانچ میں نقطہ چینی کرنا ضروری ہوتا تھا۔

تم کیا ہو مونکی جراف۔۔۔ ببادیکھے ناسب کو،،، شاہ میر کی طرف سے مایوس ہوتے  
 پر نیاں نے دانیال کو بیچ میں گھسیٹا۔ آج نا تو پریشے اس کی فیور کر رہی تھی اور نا ہی اُس  
 کے فیورٹ آچی آچو بس سب مل کر مسکراتے ماحول کو انجوائے کر رہے تھے۔ خبردار  
 کسی نے میری پرسنز کو کچھ کہا تو،،، پر نیاں کے رونے کا سیشن اسٹاٹ ہوتا دیکھ دانیال  
 نے مصنوعی ڈانٹتے ہوئے سب کو خاموش کروایا۔ آپ جاننا چاہتے ہیں نامیں کس پر گئی  
 ہوں تو سننے میں اپنے بابا سردار شاہ میر پر گئی ہوں پیکا چو۔۔۔،،، اپنی ناراضگی بھولتی  
 پر نیاں سر کو فخر سے اگڑا کر کہتی شاہ میر کو حیران کر گئی۔ "جس مان سے اس نے خود کو  
 سردار شاہ میر کی بیٹی کہا تھا اللہنا کرے اگر کبھی اسے سچائی معلوم ہو گئی تو۔۔۔" اسی  
 سوچ نے شاہ میر کے مسکراتے چہرے کو سفید کر دیا تھا۔ اپنے کندھے پہ کسی نرم دباؤ  
 نے اُسے گردن موڑنے پر مجبور کیا جہاں کھڑی پریشے اس کی فیملنگز کو سمجھتی  
 اُسے آنکھوں کے اشارے سے سمجھنے کا بولی۔ پیکا چو یہ کیا ہے بھی اور یہ کس نے  
 کہا مجھے کہنے کو،،، پر نیاں سمیت سب کو نا سمجھی کا تاثر دیتے امان ایان کے قہقہے پر غصے  
 سے پر نیاں کو ڈراتا زور سے بولا۔ آچی نے نے نے۔۔۔،،، امان کے اتنے مس بی  
 ہیویر پر عائشہ نے ہی یہ نام بچوں کو کہنے کا کہا تھا اسی لیے سب بچے کورس میں بولے۔  
 بیٹا آچی نہیں آآ چھھی۔۔۔،،، عائشہ کی شرارت سمجھتے امان اپنے ساتھ بیٹھے ایان

کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا زور سے ہنسا۔ ہماری پیاری سی چڑیا آپ اپنے بابا جیسی نہیں بلکہ زینی بوئی جیسی ہو تھوڑی سے نک چڑی تھوڑی سی ضدی پر بہت معصوم پیاری سی۔۔۔،،، نیاں کے غصے سے پھولے پھولے گالوں کو کھینچ کر کہتے امان نے زینیہ کو اپنی نظروں کی زد میں رکھا جو خاموشی سے سر نیچے کیے اپنے ساتھ ساتھ عدن کو بھی جلدی جلدی ناشتہ کروانے میں لگی ہوئی تھی۔ انف۔۔۔ بھائی میں کالج جا رہی ہوں مجھے لیٹ ہو رہا ہے چلو عدن،،، ناشتے سے ہاتھ روکتی زینیہ نے عدن کو چلنے کا حکم دیا جو ماں کی بات سنتے دودھ کا آدھا گلاس ٹیبل پہ رکھتا کھڑا ہو گیا۔ امان جب سے ٹیبل پہ آکر بیٹھا تھا ایک بار کے بعد عدن نے سراٹھا کر اسے دیکھا تک نہیں تھا جبکہ امان کی ٹھہر ٹھہر کر نظر ان دونوں ماں بیٹے پر ہی آکر رک رہی تھی۔ زینیہ ہم آج جا رہے ہیں تم ناجاؤ کل چلی جانا،،، زینیہ کے اٹھتے ہی ٹیبل پر ہونے والی خاموشی کو حورین نے توڑا۔ سوری حورین آپ میری وجہ سے کالج میں سارا کام پینڈنگ پڑا ہوا ہے مجھے جانا ہو گا۔ آپ سب خیریت سے پہنچ کر مجھے کال کر دیجیے گا،،، حورین اور منال سے مل کر علی اور فرغام سے سلام دعا لیتی زینیہ نے بچوں کو پیار کیا۔ بوئی آپ عدن کو نالے کر جائیں آج تو ہم چلے جائیں گے اُسے ہمارے ساتھ کچھ اور ٹائم سپینڈ کرنے دیں پلیز،،، عدن کا اتر اچھا دیکھ رافع نے زینیہ سے ریکویسٹ کی۔ پر نیاں کی دیکھا دیکھی سب بچے ہی زینیہ

کو بوئی کہنے لگ گئے تھے۔ زینہ کیسے جاؤ گی میرا ویٹ کرو میں آتا ہوں  
بس۔۔۔،،، عدن کو اجازت دیتی زینہ ایان کی آواز پر مڑی پر اس کے ساتھ بیٹھے شخص  
کو مکمل نظر انداز کر گئی۔ نہیں ایان میں۔۔۔ میں چھوڑ آؤں۔۔۔،،، مسکرا کر ایان  
سے کچھ کہتی زینہ کو دیکھ امان اُسے چڑے بنا نارہ سکا۔ ایان میں تمہارا باہر ویٹ کر رہی  
ہوں جلدی آؤ،،، آج صبح سے امان کو حق سے حویلی میں دن دناتا دیکھ زینہ سمجھ گئی تھی  
کہ شاہ میر سمیت سب ہی اُسے معاف کر چکے ہیں۔ بنا کسی سے شکوہ کیے زینہ خاموشی  
سے روٹین کے اپنے کام کرتی سب کچھ نظر انداز کرنے پر مجبور تھی۔ ہائے ظالم  
مارا ڈالا۔۔۔،،، امان کا یہ جملہ اور ٹیبل پر دبی دبی ہنسی کی آوازیں زینہ کو کمرے سے نکلتے  
ہوئے سنائی دیں۔ اپنے آپ کو برداشت کی آخری منزل پر محسوس کرتی زینہ پیر پٹختی  
باہر نکل گئی۔ انسان بن کر اُسے مناؤ اور میرے جانے کے بعد اُسے تنگ مت کرنا نہیں  
تو پری اسے ایک لگا دینا۔۔۔،،، امان کا کان کھینچتے حورین نے اسے ایک لگائی۔ ٹھیک ہے  
نہیں تنگ کرتا پر آپ لوگ اتنی جلدی کیوں جا رہے ہیں کچھ دن اور رک  
جائیں،،، امان ان کے جانے کا سن کر افسردہ ہو رہا تھا ان کے جانے سے ایک دم سے  
خاموشی جو ہو جانی تھی۔ اتنی جلد یہی سیسی۔۔۔ بھائی میرے میرا باپ مجھے آفس سے  
نکال باہر کرے گا کچھ تو رحم کرو میری حالت پہ،،، فرغام کو تو سنتے ساتھ ہی اچھولگ

گیا۔ یار اب نہیں رک سکتے پہلے ہی کافی دن کاٹے ہو گیا ہے۔ اب بس جائیں گے بچوں کے بھی سکولز اوپن ہو رہے ہیں۔ تم سب پلین بناؤنا شہر کا کچھ ہمیں بھی مہمان نوازی کا موقع دو،،، علی نے فرغام کا کندھا تھپکتے اپنی مجبوری بتا کر معذرت کر لی۔ ضرور علی کیوں نہیں ویسے بھی میرا ارادہ تو شہر شفٹ ہونے کا ہے باقی یہ لوگ جو فیصلہ کریں ان کی مرضی۔۔۔،،، شاہ نے سب پر اپنا ارادہ ظاہر کرتے آنے کی ہامی بھری۔

\*\*\*\*\*

اب تمہیں کیا مصیبت آئی ہے کیوں بھائی سے کہہ نہیں دیتی اپنے دل کی بات۔۔۔،،، منال اور حورین جو اپنے بیگز لیے جانے کے لیے ریڈی تھیں کہ مردان خانے سے ایک ایک کپ چائے کی فرمائش پہ ایک دوسرے کو دیکھتیں لاؤنج میں رکھے صوفوں پہ بیٹھ گئیں۔ کہاں تو یہ دونوں جانے کی اتنی جلدی مچا رہے تھے کہ پیکنگ میں عائشہ، مہر اور پری کو بھی ساتھ لگنا پڑا اور اب مزے سے خود فرمائشی پروگرام منار ہے تھے۔ مہر چائے کا آڈر ملتے ہی کچن میں چلی گئی تاکہ اپنی نگرانی میں بنوا سکے باقی سب پریشے کو گھیر کر بیٹھ گئیں۔ تم پاگل ہو گئی ہو حور آہستہ بولو۔۔۔ اور میں نے کب کہا تم سے یہ سب،،، حورین کے اٹے سیدھے مشوروں کو سنتی پریشے ایک دم سے

پریشان ہوتی حورین کا ہاتھ پکڑے اُسے روکنے لگی جو شاہ میر کے پاس جا رہی تھی۔

میڈم تمہارے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا ہے بتانے کی تمہیں ضرورت نہیں،،، پریشے کا شرم سے لال چہرہ دیکھ منال نے دل میں اس کی خوشیوں کی دعا کی۔ پر میں۔۔۔ آپ بکری کی طرح میں میں ہی کرتی رہیں گی کیا ساری زندگی بول دیں نے بھائی کو اس میں کون سی بڑی بات ہے،،، پریشے کی ہچکچائٹ پر عائشہ ناچاہتے ہوئے بھی ان دوستوں کے بیچ بولنے پر مجبور ہو گئی۔ ہاں واقعی کوئی بڑی بات نہیں یہ بھی صبح شام ایان سے اظہارِ محبت ہی کرتی رہتی ہے،،، صوفے کے پیچھے سے آواز کے ساتھ امان کا چہرہ بھی ابھرا جسے دیکھ کر سب ہی چیخ پڑیں۔ حد ہے کچھ اچھا سمجھانے کے بجائے انہیں پریشہ کر رہی ہیں آپ سب میڈم میں،،، پریشے کے پاس صوفے پر اپنے لیے جگہ بنانا امان ان کے آئیڈیاز کو دوہرا تا مزاق اڑانے لگا۔ تم پہلے اپنا مسلہ تو سلجھا لو دیکھا نہیں زینی تمہیں صاف انکار کر کے چلی گئی،،، عائشہ کو امان کی موجودگی اس وقت زہر سے زیادہ بُری لگی بھلا لڑکیوں میں اس کا کیا کام باہر سب مردوں میں جا کر بیٹھے۔ کیا ہو جاتا جو اگر یہ گونگی پیدا ہو جاتی۔۔۔،،، عائشہ کا وار اور امان آرام سے سہہ جائے ناممکنات میں سے ایک تھا۔ ڈاکٹر عائشہ اُس کو منانا کوئی مشکل نہیں میرے لیے ایسے منالوں گا،،، امان نے اپنے ہاتھ کو چٹنی کے انداز میں بجاتے عائشہ کے سامنے لہرایا۔

پروف دو پھر بات کرنا،،، عائشہ نے بھی ناک پر سے مصنوعی مکھی اڑائی۔ اوکے آئی ہیو  
 نو ایشو کچھ منتھ ویٹ کر و پروف سب سے پہلے تمہیں ہی ملے گا آخر ڈاکٹر جو ہو،،، اماں  
 کی بات ہی ایسی تھی کہ سب کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ تم سب یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔،،،  
 عائشہ جو اماں کو سخت سنانے کے موڈ میں تھی شاہ میر کو اتادیکھ خاموش ہو گئی۔ شاہ میر  
 نے سب کو سر جوڑے بیٹھا دیکھا تو دور سے ہی کہتا ہوا ان کے پاس آیا۔ جی بھائی بس ہم  
 آ ہی رہے تھے،،، منال اور حورین تو شاہ میر کو موجود دیکھ کر جانے کے لیے کھڑی  
 ہو گئیں۔ ویسے کر کیا رہے تھے تم سب یہاں،،، کچھ یاد آنے پر شاہ میر واپس کے لیے  
 مڑتے ہوئے رک گیا۔ کچھ نہیں بھائی یہ سب بھائی کو الٹی سیدھی پٹیاں پڑھا رہی  
 تھیں،،، وہی ہوا جس کا ڈر تھا اماں سے کسی بات پر خاموشی کی توقع ہی سب سے بڑی  
 بھول تھی۔ باہر جانے کے لیے کھڑی ہو تیں سب لڑکیاں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ  
 گئیں۔ پریشے بھائی کی ایک پر و بلم تھی جو ان سے سلو نہیں ہو رہی تھی تو یہ سب اپنی  
 سمجھ کے مطابق مشوروں سے انھیں نوازر ہی تھیں،،، شاہ میر کے گھورنے پر اماں نے  
 شرافت کا مظاہرہ کیا۔ کون سی پر و بلم۔۔۔ بھائی ہم چلتے۔۔۔ ویٹ،،، حورین کو ٹوکتے شاہ  
 میر پریشے کے پاس آیا جو شاہ میر کے سامنے بات کھل جانے کے ڈر سے اپنے ہاتھوں کی  
 انگلیوں کو مروڑ رہی تھی۔ پری کیا بات تمہیں پریشان کر رہی ہے بتاؤ مجھے،،، شاہ میر

نے چہرے سے گھبراہٹ کو جھٹکتی پریشے کو کندھوں سے مضبوطی سے تھاما۔ اس وقت شاہ میر کے لہجے میں ایک تحفظ تھا جو پریشے کو اپنے گرد محسوس ہوا۔ وہ شاہ میں۔۔۔ میر و پری بھا بھی آپ کو آئی لو یو کہنا چاہ رہی تھی پرا نہیں سمجھ نہیں آرہی تھی کے کیسے کہیں۔ میں نے کہا کے جائیں اور میر و کو ہگ کر دیں آگے میر و سمجھدار ہیں خود سمجھ جائیں گے،،، پریشے کو ہکلاتا دیکھ امان نے اس کی مشکل منٹوں میں دور کی۔ شاہ میر سب کی دبی دبی ہنسی کو سننا اپنی پری کو نگاہوں کی زد میں لیے کھڑا مسکراتا رہا جو اپنے ہاتھوں کو مسلتی دل ہی دل میں امان کو کوس رہی تھی جس کی زبان رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ آئی لو یو کہنا کوئی اتنا مشکل کام تھوڑی ہے،،، امان نے اگلی بات شاہ میر کو دیکھ مسکراتے ہوئی کہی جیسے یہ جملہ خالص اس کے لیے بولا ہو۔ امان کی شرارت سمجھتے شاہ میر سر کو جھٹکتا باہر چلا گیا پر اپنے پیچھے امان کی در گرد بننے کی آوازیں سننا نہیں

بھولا ----

\*\*\*\*\*

مما آئی ایم سو پیپی۔۔۔،،، اپنی منزل پہ روانہ علی کی فیملی بہت چمک رہی تھی کسے معلوم تھا کہ جو لوگوں گاؤں کا سفر پریشانی میں طے کر رہے تھے واپسی ان کی خوشیوں

اور مسکرا سٹوں کے ساتھ ہوگی۔ رافع نے منال کو بیک سیٹ سے ہگ کرتے جوش سے کہا۔ شاہ میر کی واپسی اس کے لیے بہت بڑی خوشی کا سبب تھی۔ آخر شاہ اس کا آئیڈیل تھا۔ بھائی آپ گھر آنے پہ خوش ہو پر میں تو بہت ادا اس ہوں وہاں پہ سب کتنا انجوائے کر رہے تھے،، اپنے لونگ برادر کی بات پہ منہ نے اپنی خاموشی توڑی جو واپس آنے کی وجہ سے ناراضگی لیے بیک سیٹ پہ منہ لپیٹے بیٹھی ہوئی تھی۔ میں واپس آنے کے لیے نہیں بلکہ پری آنی اور شاہ میر انکل کے لیے خوش ہوں ممانکتے پیارے لگتے ہیں نا وہ دونوں،، رافع نے بہن کو سمجھاتے آخر میں پری اور شاہ کی تعریف کی۔ ماشا اللہ کہتے ہیں بیٹا،، منال نے نظر لگنے کے ڈر سے فوراً ٹوکا۔ واقعی ان دونوں کی جوڑی بہت پیاری ہے۔ پر ہم سے زیادہ نہیں،، علی نے اپنی محبت لٹاتی نظریں منال پر ٹکائیں۔ علی آپ بھی ناہر جگہ ہماری بات لیے آتے ہیں،، علی کی نگاہوں سے کنفیوژ ہوتی منال اپنی نظریں جھکا گئی۔ یس مسز کیونکہ جہاں پیار ہو گا وہاں ہمارا نام بھی تو ہو گا نا،، علی کا لہجہ شرارت لیے ہوئے تھا۔ پر کیسے آپ نے تو مجھ سے شادی مجبوری میں کی تھی،، رافع اور منہ کو باہر کے مناظر میں گم دیکھ منال نے علی کے قریب ہوتے بالکل آہستہ آواز میں کہا۔ ہاں یار بہت بڑی مجبوری تھی اس نادان دل کی مجبوری،، منال کی آواز کا ساتھ دیتے علی نے ایک ہاتھ سے سٹیرنگ گھماتے دوسرا

دل پر رکھے منال کو آنکھ ماری جس پر منال اس کے کندھے پر اپنے نازک سے ہاتھ کا  
 مکا مارتے ہنس پڑی۔ ویسے ایک بات سوچنے والی ہے علی ہمارا ملن تو کوئی نسیڈنس تھا  
 کیونکہ یونیورسٹی لائف میں آپ تو مجھ سے بھاگتے ہی رہے۔ اگر باباجان کے ساتھ وہ  
 سب ناہوتا تو کیا آپ مجھے چھوڑ۔۔۔ ہششش،،، منال کے ہونٹوں پہ انگلی رکھے علی نے  
 اُسے آگے بولنے سے باز رکھا۔ ہمارا ملنا کوئی نسیڈنس نہیں بلکہ ہماری ڈیسٹنی تھی ہمیں  
 تو ملنا ہی تھا ہمارے بچوں کے لیے،،، اپنی بات پوری کرتے علی نے منال کو خود سے  
 قریب کیا اور بیک مرر اپنی کائنات پہ سیٹ کرتا علی خوشیوں سے بھری مسکرائٹ  
 مسکرایا۔ آئی ایم آلکی ون ڈیٹ یو آرمائے پاٹرن،،، علی کو اپنے کان میں دھیمی سی کھنکتی  
 منال کی آواز سنائی دی جو اس کے گالوں پہ اپنی وفا کی مہر لگاتی اس کے کندھے پہ  
 آنکھیں موندے سرٹکا گئی -

\*\*\*\*\*

اوہو آج ہماری پرنسز ہمارے کمرے میں سوئیں گی اور ہمیں خبر ہی نہیں،،، ایک دو دن  
 میں دانیال کا بھی واپس جانے کا پلین تھا تبھی شاہ میر سے ڈسکس کرتا اپنا آفس ورک  
 سمیٹتے جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اپنی جگہ نیاں کو دیکھ خوشگوار حیرت میں گھر گیا جو

دانیال کا انتظار کرتے سو گئی تھی۔ ہر بار ضد کرنے پر بھی دانیال اُسے پریشے کے اکیلے پن کے خیال سے کبھی اپنے پاس نہیں سلاتا تھا۔ دانیال پلیز سونے دیں آگے ہی اتنی مشکل سے سوئی ہے منہ کے ساتھ جانے کی ضد کر رہی تھی نیکسٹ ویک کا پرومس کیا ہے تب کہیں جا کر میڈم سوئی ہے،، سوئی ہوئی نیاں کو گودی میں بھیجے پیار کرتا دیکھ مہرنے دانیال کو ٹوکا۔ بچے تھے تو کتنی چہل پہل تھی اور اب ایک دم سے کیسی خاموشی ہو گئی ہے،، نیاں کے اوپر بلیسٹک درست کرتی مہر افسردگی سے بولی۔

خاموشی نہیں میڈم سکون کہیں میرا تو سب کی شکایتیں سن سن کر دماغ ہی خراب ہو گیا تھا،، نیاں کے پاس ہی لیٹتے دانیال نے شکر ادا کیا۔ اس کا بھی قصور نہیں تھا بچوں نے واقعی اس کی ناک میں دم کر دیا تھا اکثر اوقات تو دانیال سے بات کرنے والا غصے سے بچوں پہ چیخ پڑتا جو دانیال سے صرف اپنی ہی منوانے پر تل جاتے تھے۔ دانیال ایسے نہیں کہتے بچے اللہ کی رحمت ہوتے ہیں۔ انھیں کے دم سے تو انسان کا گھر سجتا ہے،،

دانیال کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے مہرنے اُسے ٹوکا۔ اہمممم۔۔ یعنی کے آپ کو بچے بہت پسند ہیں،، سر کے نیچے ڈبل تکیہ رکھتے دانیال نے اپنے سر کو اونچا کرتے مہر کے چہرے کو فوکس کیا۔ بچے کس کو ناپسند ہوتے ہیں۔ میں تو گھر میں محلے کے بچوں کو اکٹھا کر کے خوب کھیلتی تھی،، مہر اپنا پرانا محلہ اور وہاں کے بچوں کی یادیں خوشی سے

بتانے لگی۔ اس کا مطلب ہے کچھ سوچنا پڑے گا،، مہر کی گود میں رکھے ہاتھ کو پکڑتے  
 دانیال نے ذومعنی انداز اپنایا۔ وہہہ۔۔۔ میں عدن کو دیکھ۔۔۔ مسز اس کے مماما پاپا اس  
 کو دیکھنے کے لیے موجود ہیں آپ ہمیں دیکھیں،، مہر کو بات پلٹتا دیکھ دانیال نے اس کا  
 ہاتھ کھینچ کر اُسے اپنے سینے پر گرایا۔ مجھے پر نیاں جیسی پیاری سی بیٹی چاہیے،، ایک ہاتھ  
 نیاں کے سر کے نیچے اور دوسرا مہر کے گرد باندھے دانیال نے اس کے بالوں پہ اپنے  
 لب رکھے۔ ڈیر ہسبنڈ حاتم ابھی بہت چھوٹا ہے بیٹی کے لیے آپ کو ویٹ کرنا پڑے  
 گا،، دانیال اگر حاتم کو اپنی محبت کا حریف کہتا تھا تو غلط نہیں تھا ابھی بھی اپنے ماں باپ  
 کی پرائیویسی میں اپنی موجودگی کا احساس دلاتا بھوک کی وجہ سے رونے لگ گیا۔ دیکھتے  
 ہیں بکری کی ماں آخر کب تک جان بچائے گی،، اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے دانیال  
 مہر سے کہتا اپنے لاڈلے کو ہلانے لگا جو ماں باپ کو دیکھ کر قلقاریوں سے اپنی خوشی کا  
 اظہار کر رہا تھا -

\*\*\*\*\*

عائشہ یار بات تو سنو،، ایان اور عائشہ کی شادی کے دو سال کے عرصے میں کبھی ایسا  
 نہیں ہوا تھا کہ ایان ان کے ٹائم پہ کسی اور کو فوقیت دے۔ دونوں کا پروفیشن انھیں

آپس میں وقت گزارنے کا موقعہ ہی نہیں دیتا تھا۔ تبھی کھانے کے بعد کا ٹائم دونوں نے ایک دوسرے کے لیے مختص کر دیا تھا جس میں وہ دونوں سارے دن کی روٹین سے لے کر اور دوسرے مسائل پہ ڈسکس کرتے۔ آج پہلی بار ایسا ہو رہا تھا کہ ایان اپنے وعدے سے پھر گیا تھا۔ امان کی ایک کال پہ اُسے انتظار کی سولی پہ لٹکا تا دو گھنٹے بعد پلٹا جب اوف موڈ لیے عائشہ اپنے کمرے میں سونے کی تیاری کر رہی تھی۔ ایان کیا بات سنو میں تمہاری اپنے بھائی کو سناؤ جو سنانا ہے تم نے،،، غصے سے کہتی عائشہ اپنے اوپر بلیسٹک ڈالے لیٹ گئی۔ یار وہ اتنے سالوں بعد آیا ہے اور تم ایسے۔۔۔،،، سر تک بلیسٹک لے کر لیٹی عائشہ کے پاس لیٹتے ایان اُسے منانے لگا۔ تو میں کب کہہ رہی ہوں کہ ٹائم نادیں پر سارا ٹائم اُسی کے ساتھ چپکے رہنا یہ کوئی طریقہ ہے،،، بنا کبیل ہٹائے عائشہ نے ایان کو اس کی غلطی کا احساس دلایا۔ اُسے اس بات کا احساس تھا امان کے آنے کے بعد وہ واقعی بزی ہو گیا تھا اور آج تو حد ہی ہو گئی ایان کے کہنے کے باوجود بھی امان اُس کی جان چھوڑنے پر راضی نہیں ہو امووی کا خود ہی سے پلین بنانا لگا کر بیٹھ گیا۔ اب ایان اتنے سالوں بعد آئے اپنے بھائی کا دل کیسے توڑتا۔۔۔ او میڈم یہ چسکنے والی تمہاری عادت ہے میرے بھائی کی نہیں اور یہ کیا تم میرے بھائی کو میرے خلاف بھڑکا رہی ہو،،، بنا دروازہ نوک کیے اندر آتے امان کو دیکھ دونوں میاں بیوی اچھل پڑے۔

ایان۔۔۔،،، عائشہ ابھی ایان سے تھوڑی اور منتیں کروا کر ماننے کے موڈ میں تھی پر  
 امان کو اپنے کمرے میں دندنا تادیکھ اٹھ کر بیٹھتی سائیڈ پہ رکھا ڈوپٹا کندھوں پہ  
 پھیلائے ایان کو گھورنے لگی۔ امان۔۔۔،،، ایان کا دل کیا وہ اپنا سر پیٹ ڈالے اپنے  
 ٹوئینی کو جانے کے باوجود بھی بنا دروازہ لاک کیے بیوی کو منانے کھڑا ہو گیا تھا۔ بیوی  
 بھی وہ جو پہلے ہی چراغ پا تھی سونے پہ سہاگا امان کی بنا نوک کیے اندر آنے والی اس  
 حرکت پر اور تپ گئی۔ تو یہاں کیا کر رہا ہے،،، ایان کی بھیکے بلے (بھگی بلی) والی حالت  
 پر امان کو بڑا ترس آیا پرا بھی تو اس نے ان دونوں کو اور ستانا تھا آخر انھیں بھی تو کوئی سزا  
 ملتی زینبیہ کا ساتھ دینے کی۔ ایک تو ایان تو اس چھپکلی سے بہت ڈرتا ہے پر فکر مت کر میں  
 آگیا ہوں،،، مزے سے کہتا دھپ سے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ تم بہت ہی بے شرم ہو امان کسی  
 کے پرسنل روم میں بنا اجازت آتے تمہیں شرم آنی چاہیے،،، عائشہ نے اُسے شرم  
 دلانی چائی جو اُس نے ہاتھ سے اڑادی۔ پرسنل روم۔۔۔ کہاں کا پرسنل یہ ہمارا روم ہے  
 جہاں تم قبضہ جما کر بیٹھ گئی ہو،،، ایان کے نانا کرنے کے باوجود امان نے جلتی پہ تیل  
 ڈالنے والا کام کیا۔ کل سب سے پہلے میں اپنا بیڈ روم چینج کروں گی پھر تم دونوں بھائی  
 یہاں بیٹھو یا بھنگڑے ڈالو آئی ڈونٹ کیئر،،، غصے سے کہتی عائشہ اپنا تکیہ لیے کمرے سے  
 نکلنے لگی۔ عائشہ یار وہ مزاق کر رہا ہے امان اب تو کہاں جا رہا ہے،،، عائشہ کا ہاتھ تھام

اُسے باہر جانے سے روکتا ایان امان کو ٹیرس کا دروازہ کھولتے دیکھ زور سے چیخا ٹھنڈی ہوا کے جھوکے نے سارا کمرہ ایک دم سے ٹھنڈا کر دیا تھا۔ تم لوگوں سے تو کچھ ہونے والا نہیں مجھے ہی کوشش کرنی پڑے گی اپنے لیے وہی کر رہا ہوں۔ ویسے زینہ کا ساتھ دینے پر تم دونوں کے لیے اتنی سزا کافی ہے،، ایان کے روم سے ساتھ والی ٹیرس پہ کودتا امان دونوں کو دیکھ کر آنکھ مارتا ساتھ ساتھ بنے ٹیرس پہ کودنے لگا۔ یہ پاگل یہاں کہاں جا رہا ہے ایان رو کو اسے،، عائشہ اسے بندروں کی طرح شیڈز پھلانگتے دیکھتی حیران رہ گئی۔ جو ہاتھ سے گریل تھا مٹا اب شاہ میر کے ٹیرس پہ موجود تھا۔ یار وہ زینہ کے روم میں جا رہا ہے اس نے دروازہ بند کر دیا ہے تو وہ اپنا طریقہ استعمال کرے گا اب،، امان کی شرارت سمجھ ایان فوراً ریلیکس ہو گیا۔ عائشہ اور امان کی ہر وقت کی تکرار سے تو اس کا بھی دماغ گھومنے لگ جاتا تھا۔ پر اس طرح۔۔۔ یا اللہ اس کو عقل دے دیکھ کے امان سمجھل کر،، ماربل کافرش اس پر کن من پڑتی بارش سے پھسلن عائشہ کو دیکھ کر ہی ہول اٹھ رہے تھے۔ مسز ابھی تو میرے بھائی کی برائیاں ہوں رہی تھیں اور اب اتنی پروا،، کھڑکی سے ٹیک لگا کر عائشہ کا فکر مندا انداز دیکھ ایان کو حقیقی خوشی ہوئی۔ برائیاں ہو رہی تھیں کیونکہ وہ ہے ہی بُرا پر اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اس کا بُرا سوچوں دشمن نہیں ہوں میں اس کی،، ایان کی بات پر عائشہ بُرے مناتے

کھڑکی بند کرتی ہیٹراون کرنے لگی تاکہ کمرے میں موجود ٹھنڈک کو کم کیا جاسکے۔ دشمن تو آپ صرف ہماری ہیں تبھی تو مجھ بیچارے پہ اتنا ظلم کرتی ہیں،،، عائشہ کے گرد بازوؤں کا حصار بناتے ایان نے اُسے خود سے لگایا۔ بھائی کے ساتھ رہ کر کچھ زیادہ ہی نہیں باتیں بنانی آگئیں،،، ایان کے کالر کو ٹھیک کرتے عائشہ نے میٹھا سا طنز کیا۔ اس سے تو صرف باتیں بنانا سیکھیں ہیں تم نے تو مجھے پیار نبھانا سیکھا یا ہے۔ تھنکس میری زندگی میں آنے اور اُسے اتنی خوبصورت بنانے کے لیے،،، عائشہ کی بات پہ مسکرا کر کہتے ایان نے اُسے سینے سے لگاتے آنکھیں موند لیں۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نائل میری جان ابھی گر جاتے آپ،،، کپڑے چینج کر کے نکلتی حورین نائل کو بیڈ کے کنارے دیکھ بھاگ کر اس کے پاس آئی جو نئی نئی کرولنگ کرنا سیکھ رہا تھا۔ یہ مانی بھی نا جانے کہاں چلا گیا ہے فون بھی آف جا رہا ہے،،، نائل کو سلاتے حورین بار بار فرغام کا نمبر ڈائل کرنے لگی جو اتنے لمبے سفر کے بعد آرام کرنے کے بجائے نا جانے کہاں چلا گیا تھا۔ راہیلہ آپ بچوں کو ان کے روم میں لے جا کر سلادیں،،، ٹیرس کا دروازہ بند کرتے اچانک حورین کی نظر انیکسی پر پڑی جہاں کی لائٹس اون دیکھ اُسے فرغام کی

وہاں موجودگی کا علم ہوا۔ بچوں کو آیا کے حوالے کرتی حورین ٹیرس پہ چلی آئی۔ ٹھک ٹھک۔۔۔،،، ایک ہاتھ سے موبائل کی ٹارچ اون کرتے دوسرے سے حورین نے کھڑکی پر دستک دی۔ انیکسی اور ولا کے درمیان اٹیچ دیوار جس پر چڑکرا نیکسی تک پہنچتے فرغام نے حورین سے اپنے پیار کا اظہار کیا تھا اُسے شادی کے بعد فرغام نے ایک ٹیرس میں تبدیل کروا دیا تھا۔ حورین تم یہاں اس طرح،،، ایک سیکنڈ کے اندر ہی کھڑکی کھولتے فرغام نے چہرے پہ مصنوعی حیرت لیے حورین کو دیکھا جیسے اس کے یہاں آنے کا آئیڈیا ناہو۔ ایک منٹ جگہ تو دو،،، حورین نے بالکل اُسی طرح کہتے اندر چھلانگ لگانے کی کوشش کی جیسے اُس رات فرغام آیا تھا اپنے پیار کا اظہار کرنے۔ حورین کو ہاتھوں میں اٹھاتے فرغام نے اُسے کھڑکی سے اندر آنے میں مدد دی۔ سمپل بچے مجھے اس ٹائم دروازے سے آنے نادیتے اور میں نے تمہیں ایک بہت ضروری بات بتانی تھی،،، حورین کا جواب اور انداز فرغام کو مسکرانے پر مجبور کر گئے۔ کچھ سال پہلے فرغام نے بھی حورین سے کچھ اسی طرح کے جملے بولے تھے۔ پر ہم صبح بھی تو بات۔۔۔ ہششش میں صبح کا انتظار نہیں کر سکتی،،، فرغام نے ایک نظر حورین پر اور دوسری اس کی انگلی پر ڈالی جو اس کو خاموش کروانے کے لیے ہونٹوں پہ ٹھہر گئی تھی۔ مجھے کسی نے کہا تھا کہ مجھے محبت ہو جائے گی اور اگر ہو گئی تو میں اُسی وقت اپنی محبت کا

اُس سے اظہار کروں،،، اپنے ہی الفاظ حورین کے منہ سے سن کر فرغام دلکشی سے مسکرایا۔ فرغام ملک مجھے تم سے شدید محبت ہو گئی ہے کب کیسے میں اس سے انجان ہو پر بس اتنا جانتی ہوں کہ تم صرف میرے ہو،،، مرد اور عورت کے اقرارِ محبت میں بہت فرق ہوتا ہے۔ مرد جب اپنی محبت کا اقرار کرتا ہے تو سراٹھا کر کرتا ہے اور عورت سر جھکا کر کیونکہ مرد اقرار کے بعد آزاد ہو جاتا ہے جبکہ عورت قید ہو جاتی ہے۔ حورین نے بھی سر کو جھکاتے دل سے اپنے پیار کا اقرار کیا آخر کیوں نا کرتی اُس کا مانی تھا ہی چاہنے لائیک۔ اب میں چلتی ہوں میرے جانے کے بعد اچھے بچوں کی طرح سو جانا،،، حورین نے دل کی بات کہہ تو دی تھی پر اب وہاں سے جانے کے لیے پر تول رہی تھی تبھی فرغام کو اپنے پاس آتا دیکھ کہتے مڑ گئی۔ ایسے کیسے میں چلتی ہوں تم کچھ بھول رہی ہو،،، حورین کو اپنی اور کھینچتے فرغام زور سے ہنسا جیسے حورین کی حالت سے لطف اٹھا رہا ہو۔ جی نہیں مجھے تمہارا کہا ہر ایک لفظ یاد ہے اور تم نے مجھ سے محبت کا اظہار کر کے یہی کہا تھا،،، حورین بنا فرغام کو خود سے دور کیے اُسے وہ وقت یاد دلانے لگی جس کا حرف فرغام کو رٹا ہوا تھا۔ جب مجھے یہ حق حاصل ہو جائے گا اُس وقت تم مجھے روک نہیں پاؤ گی،،، فرغام نے کہہ کر مسکراتے ہوئے حورین کو دیکھا جو کچھ یاد آنے پر ایک دم سے چہرے پہ ہاتھ رکھتی ہنس پڑی وہ تو سمجھ رہی تھی فرغام کو کہاں یاد ہوں گی

اس رات کی باتیں پر وہ اس بات سے انجان تھی کہ کچھ لمحات انسان کی زندگی کا سرمایہ ہوتے ہیں حورین کے ساتھ گزارا ہر ایک پل فرغام کی زندگی کا سرمایہ ہی تھا۔ دونوں کی ہنسی کمرے میں گونجتی ان کی خوش حال زندگی کا پتہ دے رہی تھی۔ کھڑکی سے جھانکتا چاند بھی ان دونوں کے پیار کو دیکھ کر مسکراتا بادلوں کی آڑ میں چھپ گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

کالی اندھیری رات خاموشی کی پر سراجا در اوڑھے ہر ایک کو اپنی کیفیت میں لپیٹے ہوئے تھی۔ حویلی کے اتنے سنناٹے میں جہاں کوئی سکون کی میٹھی نیندوں میں گم تھا تو کوئی پیار کی بارش میں پر زینہ شاہ اس سرد رات کی ٹھنڈک سے اپنی سوچوں کو چھٹتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ پانچ سال کا عرصہ کوئی تھوڑا وقت نہیں ہوتا اپنی جگہ بنانے میں۔ اتنا لمبا عرصہ لگا تھا زینہ کو حویلی میں خود کو مستحکم کرنے کے لیے پر امان شاہ کی چوبیس گھنٹے کی موجودگی نے اس سے وہ سب چھین لیا جو صرف اس کا تھا۔ جان چھڑکنے والے بہن بھائی، عزت دیتی بھابھیاں، ہر بات ماننے والے بچے سب ہی تو امان شاہ پر اپنی محبتیں لٹانے میں لگ گئے تھے اُس کا کیا اور کہا کسی کو بھی یاد نہ رہا تھا۔ اپنے گھر جانے سے پہلے حورین کی نصیحت ابھی تک زینہ کے کانوں میں گونجتی ہوئی محسوس

ہو رہی تھیں کیسے اس کی اپنی ہی بہن نے اُسے سب بھول جانے کو کہہ دیا۔۔۔۔۔

حورین آپنی یہ سب آپ مجھ سے کہہ رہی ہیں؟،،،،، زینبیہ کی آنکھوں کی بے یقینی نے ایک پل کے لیے حورین کو اپنی کہی بات پر پشیمان کیا مگر اگلے ہی پل حورین اپنے دل کو مضبوط کرتی اپنی بات پہ قائم رہی۔ ہاں گڑیا بس کر دو اب معاف کر دو امان کو۔ تمہاری ناراضگی تمہیں سوائے اکیلے پن کے اور کچھ نہیں دے گی،،،،، امان کے علاوہ سب کے کہنے پر حورین نے زینبیہ کو سمجھانے کی اپنی سی کوشش کی تھی پر اُس کا صدمے سے لرزتا چہرہ دیکھ کر حورین نے دل ہی دل میں سب کو کو سا۔ اپنا نہیں تو عدن کا سوچو کیا وہ اپنے ماں باپ کے بیچ موجود کشیدگی کو محسوس نہیں کرے گا،،،،، حورین نے اپنی طرف خاموش نگاہوں سے دیکھتی زینبیہ کی سوچ کو عدن کی اور موڑا جس کی امان کے لیے بے چینی کسی سے ڈھکی چھپی نا تھی۔ کیسے بھول جاؤ آپنی وہ سب جو امان نے کیا۔۔۔۔۔ یہ حویلی میرا میکہ یہاں سے وہ مجھے دھوکے سے بھگا کر لے گیا تھا اور جب سب مجھے زلیل کر رہے تھے اس وقت وہ کہاں تھا؟،،،،، حورین کی بات پہ زینبیہ آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑی۔ جس عدن کی آپ بات کر رہی ہیں اُس کو تو اس نے دیکھنے سے انکار کر دیا تھا اور آپ۔۔۔۔۔ اُس وقت میرے ساتھ تھیں تو آج کیوں نہیں کھڑی ہیں؟ کیا پھو پھی زاد بہن کی محبت پر چچا زاد بھائی کی محبت فوقیت لے گئی ہے؟،،،،، زینبیہ کے لہجے میں

حورین کو اپنے لیے صاف بے اعتمادی نظر آئی۔ نہیں زینہ تم آج بھی میرے لیے سب سے اہم ہو۔ جانتی ہو میں نے پری کو کیوں فورس کیا تھا بھائی کو معاف کرنے کے لیے،،، اپنے آنسوؤں کو اندر گراتے حورین نے بھرائی آواز میں کہا۔ مرد کو ایک چھوڑ ہزار مل جاتی ہیں مگر عورت کی زندگی میں آیا پہلا مرد اگر اسے چھوڑ بھی دے پر اس کا حوالہ عورت کا کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا۔۔۔ مت مقابلہ کرو امان سے ہم عورتیں مردوں سے برابری کرنے کے لیے پیدا نہیں کی گئیں۔ امان حوا کو تو حضرت آدمؑ کی اداسی، اکیلے پن کے پیش نظر پیدا کیا گیا تھا تو پھر ہم عورتیں کس بنیاد پر مردوں کے برابر حقوق کے لیے لڑتی ہیں۔ کیا تمہارا درد پریشے سے زیادہ گہرا ہے جب وہ بھائی کو معاف کر سکتی ہے تو تم کیوں نہیں۔۔۔،،، تیز ہوا سے کھڑکی کے ٹکراتے پٹوں کی آواز زینہ کو حقیقت میں واپس لائی۔ بیڈ پہ سوئے عدن پر نظر ڈالتے کھڑکی کو بند کرتی زینہ اُسے کے سہارے بیٹھتی چلی گئی۔ تو یہ ثابت ہو گیا امان شاہ مرد کے فعل کی کوئی جو اب دہائی نہیں اور عورت کو اپنی خاموشی کے لیے بھی وجہ درکار ہونی چاہیے،،، امان کی موجودگی میں اس کی خاموشی ہر ایک کو بہت کھلتی جس پر سب کا ایک ہی سوال ہوتا کیوں خاموش ہو۔ جسے سن سن کر زینہ تھک چکی تھی۔ زینہ۔۔۔ تم رو کیوں رہی ہو تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے،،، ٹیرس کی مدد سے زینہ کے کمرے میں کودتے امان کی پہلی نظر کھڑکی

کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی زینہ کے بھینگے چہرے پر پڑی۔ کیا کروگے وجہ جان کے امان شاہ،،، امان کی موجودگی پر بنا حیرت کا اظہار کیے زینہ نے اپنے بھینگے چہرے کو اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ پہلے بات تو پتا چلے آئی سویر میں کوئی نا کوئی حل ضرور نکالوں گا،،، امان کو زینہ سے چیخ و پکار کی امید تھی پر اس کا ٹوٹا لہجہ اور چہرے پر بکھرتے آنسوؤں نے امان کے دل کو مٹھی میں قید کر لیا۔ ان آنسوؤں کی وجہ میرا ایک عورت کے وجود میں پیدا ہونا ہے جس کی کوئی حیثیت ہی نہیں، جسے جب دل چاہے تم مرد اپنے غصے، بھڑاس، طنز، تشدد بلکہ حوس تک کا نشانہ بنا لیتے ہو اور پھر بنا چھتائے معافی مانگ کر چاہتے ہو عورت بالکل نارمل ہو جائے۔ کبھی سوچا ہے کتنی تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے ایک عورت کو جو تمہاری ہی نسل کو پروان چڑھاتی ہے اور وہ اولاد تک بھی اس کی نہیں کہلائی جاتی بلکہ اپنے باپ کے نام سے پکاری جاتی ہے،،، امان کے ذہن میں تو زینہ شاہ اس کی وہ پاگل جھلی سی زینہ تھی جو امان پر اپنا غصہ نکالتے اُس سے الٹی سیدھی ضدیں منوایا کرتی تھی۔ یہ تو کوئی اور ہی زینہ تھی اتنی مشکل باتیں جس کا امان کے پاس سوائے خاموشی کے کوئی جواب نہ تھا۔ پر آج وہ خاموش نہیں رہنا چاہتا تھا ہر حال میں اُسے اپنی زینہ کو منانا تھا عدن کے لیے اپنے لیے۔ زینہ۔۔۔ پلیز میری بات سنو،،، خود کو کمپوز کرتے امان نے اُسے کندھوں سے پکڑ کر ٹھنڈے فرش سے اٹھایا۔ کیوں امان شاہ کیوں

میں آج کیوں سنو تمہاری بات جب تم مجھے چھوڑ کر گئے تھے اُس وقت تم نے میری بات سنی تھی،،، بے خبری میں پڑنے والے دھکے نے امان کو دیوار سے ٹکرا دیا۔ زینہ کا تحمل بھر انداز امان شاہ کے چھونے سے جلال میں بدل گیا تھا۔ کاش تم سمجھ پاتے امان شاہ میں تمہارے لیے یہاں رُک گئی تھی۔ ایک امید تھی کہ تم واپس پلٹو گے پر تم نے چھ سال لگا دے پلٹنے میں،،، امان کا ساکت ہونا زینہ کا خود سے دور کرنا نہیں بلکہ اس کا کہا جملہ تھا جس نے امان کے قدموں کو زمین میں جکڑ دیا تھا۔ زینہ تم ایک بار مجھے پکارتی تو سہی میں۔۔۔،،، امان کو اپنی بات کے کھوکھلے پن کا اندازہ اپنے لہجے سے ہو گیا تھا۔ پکارا تھا میں نے تمہیں۔۔۔ جس دن عدن پیدا ہوا ہو اسپتال جانے سے پہلے میں نے تمہارے نمبر پر کال کی تھی پر لیزے نامی لڑکی نے کہا وہ تمہاری بیوی ہے۔ تو بتاؤ میں پھر کیا کہتی،،، امان کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا لیزے اُس کی بے خبری کا اتنا بڑا فائدہ اٹھائے گی اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ لیزے۔۔۔ بکو اس ہے یہ اُس نے جھوٹ بولا ہے تم سے۔۔۔،،، اپنے ہاتھوں کو مٹھیوں میں بھیجے امان چیخ پڑا۔ تم نے کیسے یقین کر لیا زینہ اس کی بات کا کیا تمہیں امید تھی کہ تمہارا امان تمہیں بھول کر کسی اور کو اپنالے گا،،، ان پانچ سالوں میں لیزے کو بیوی تو کیا اُس نے کبھی دوست تک نہیں مانا تھا اور اُسے کے حوالے سے زینہ اُس سے اتنا عرصہ دور رہی۔ یہی سوچ امان کو پاگل

کر رہی تھی۔ ہاں میں غلط تھا بھائی کے میسٹر کو اتنا سر پر سوار کیا کہ اپنے معاملے کھوٹے  
 کر بیٹھا۔ غصہ تھا اس بات پر کہ تمہیں منا نہیں پایا۔ تم میری بیوی ہو کر دوسروں کا  
 ساتھ دے رہی ہو یہی بات مجھے اندر ہی اندر کھا رہی تھی۔ کبھی سوچا ہی نہیں کہ  
 تمہاری بھی تو اپنی مرضی ہو سکتی ہے،،، امان لیزے کے حوالے سے زینہ کا شک دور  
 کرتے اُسے اپنے یہاں سے جانے کی وجہ بتاتا قریب چلا آیا۔ زینہ تم بے شک مجھے  
 معاف نا کرو پر مجھے ایک موقع تو دو عدن کی خاطر،،، پشیمان انداز لیے امان زینہ کے  
 ہاتھ تھامے امید بھرے لہجے میں بولا۔ نہیں معاف کرنا مجھے تمہیں چلے جاؤ یہاں سے  
 تم،،، خود کو کمزور پڑتا دیکھ زینہ روتے ہوئے امان سے اپنے ہاتھ چھڑانے کی کوشش  
 کرنے لگی جو اس مضبوطی سے اس کے ہاتھوں میں قید تھے جیسے ہمیشہ کے لیے چھوٹ  
 جانے کا خدشہ ہو۔ ماما۔۔۔ کیا ہو۔۔۔،،، عدن کچی نیند سے اٹھتا اپنے سامنے روتی  
 اپنی ماں اور ہاتھوں کو پکڑے اپنے باپ کو دیکھ خوف زدہ ہوتا اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔  
 زینہ اگر میرے چلے جانے سے تمہیں سکون ملتا ہے تو آئی سویر میں کل ہی یہاں سے  
 چلا جاؤں گا اور کوئی بھی میرے جانے کی تم سے وجہ نہیں پوچھے گا۔ پر تمہیں ایک وعدہ  
 کرنا پڑے گا،،، اپنی قید سے پیچھا چھڑوانے کے لیے پھڑ پھڑاتی اپنی بیوی اور نگاہوں  
 کے سامنے اپنی ہی جگہ پہ خوف زدہ ہوتے بیٹے کو دیکھ امان نے پل میں فیصلہ کیا۔ زندگی

کے کسی بھی موڑ پر تمہیں لگے کے تمہارے دل میں میرے لیے زرا سی گنجائش پیدا ہو گئی ہے تو مجھے آواز دے دینا میں واپس پلٹ آؤں گا،،، زینہ کے ہاتھوں کو باری باری چوم کر امان نے اپنی قید سے آزاد کر دے۔ میری تسلی کے لیے یہی کافی ہے کہ میرے وجود کا حصہ تمہارے اور عدن کی صورت میں اس حویلی میں موجود ہے،،، خاموشی سے خود کی دیکھتی زینہ کی بھیگی نگاہوں کو اپنے پوروں سے صاف کرتا امان بیڈ کی طرف آیا جہاں عدن سمجھی نا سمجھی کی کیفیت میں اپنے پاپا کو ہی دیکھے جا رہا تھا۔ کتنا انتظار کیا تھا اُس نے امان کا، کتنی دعائیں تھیں جو سب سے چھپ کر اُس کی واپسی کے لیے مانگی تھیں کیا وہ سب ضائع ہو گئیں۔ ابھی تو وہ اپنے پاپا کے ساتھ جی بھر کے کھیلا بھی نہیں اور وہ واپس جا رہا تھا۔ بائے جگر ماما کو تنگ مت کرنا،،، آنسو بھری آنکھوں سے خود کو دیکھتے بیٹے کو گلے لگاتے امان کی آواز بھرا گئی۔ دونوں گالوں کو چومتے امان نے اُسے دوبارہ بیڈ پر بیٹھا دیا۔ امان ننن۔۔۔،،، امان کے اٹھائے واپسی کے ہر ایک قدم پر زینہ کو اپنا دل بیٹھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا دروازے کے ہینڈل کو گھماتے دیکھ زینہ ہوش میں آتے بھاگ کر امان کے پیچھے آئی۔ کیا بکو اس کر رہے ہو تم مجھ سے ہاں۔ مجھے چھوڑ جاؤ گے پھر سے،،، امان کا گربان تھا مے زینہ نے اُسے جھنجھوڑ ڈالا۔

میں پہلے والی زینہ نہیں ہوں جو اپنے ساتھ زیادتی برداشت کر لیتی تھی میں جان سے

مردوں کی تمہیں اگر اب تم مجھے چھوڑ کر گئے،،، اپنے دونوں ہاتھوں سے امان کے سینے پہ مکے مارتی زینبہ روتے روتے امان کے گلے لگ گئی۔ پانچ سال کی اور دوری اب اس کی برداشت سے باہر تھی۔ واقعی حورین سے اس سے صحیح کہا تھا جو کچھ ہو گیا اُسے بدلا نہیں جاسکتا پر آج کو ٹھیک کیا جاسکتا ہے اور اُسے بھی اب آج کو ہی ٹھیک کرنا تھا۔ ہا ہا ہا زینبہ ڈار لنگ تم آج بھی جھلی ہی ہو تمہیں کیا لگائیں چلا جاؤں گا۔۔۔ کل سے اب تک آنکھیں درد کر گئیں فلمیں دیکھ دیکھ کر کوئی اچھی ٹپ مل ہی نہیں رہی تھی مجھے یہی ایک سمجھ آئی دیکھوں یہی کامیاب نکل گئی،،، سینے سے لگی روتی ہوئی زینبہ کو اپنے بازوؤں میں لیے امان نے اُسے چڑایا۔ تم بہت بُرے ہو امان شاہ بہت بُرے میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی،،، زینبہ کو اپنا بے وقوف بنائے جانا بہت بُرا لگا امان سے دور ہوئے زینبہ نے اس کا گلا دبا یا۔ یار بے شک بات نا کرو پر پیار تو کر سکتی ہونا۔۔۔ مجھ پر پانچ سالوں کا غصہ نکال رہی ہو پانچ سالوں کا پیار بھی تو نچھاور کر و،،، امان شاہ نے بیڈ سے بھاگ کر اپنی طرف آتے عدن کو گود میں اٹھاتے سائیڈ پہ کھڑی ناراض چہرے لیے روئی روئی آنکھوں والی اپنی زینبہ کو مسکرا کر کہتے گلے سے لگا لیا۔ زینبہ آسودگی سے امان شاہ کے سینے سے لگی اُس کی ہر غلطی کو معاف کر گئی۔ معاف تو اُسے امان شاہ کو کرنا ہی تھا کیونکہ وہ صرف ایک عورت نہیں بلکہ ماں بھی تھی۔ جس کی خوشیاں صرف اولاد

کی مسکراہٹوں سے جڑی ہوتی ہیں۔ امان شاہ نے اپنے دونوں بازوؤں میں قید اپنی زندگی کو دیکھ اپنے رب کا شکر ادا کیا۔ جس کے حکم سے اُسے اُس کی خوشیاں پھر سے مل گئی تھیں۔ اور اب وہ ان کو ناراض کرنے کی غلطی زندگی میں دوبارہ کبھی نہیں دوہرائے گا۔ دونوں کے مسکراتے چہروں کو دور فلک پہ چمکتے چاند نے بھی مسکرا کر دیکھا اور بادلوں میں چھپ گیا۔

\*\*\*\*\*

پر نیاں بیٹا کہاں ہیں آپ سونا نہیں ہے آپ نے کافی ٹائم آور ہو گیا ہے،،،، سٹڈی روم سے فارغ ہوتا شاہ میر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا خالی کمرے کو منہ چڑاتا دیکھ سوچ میں پڑ گیا۔ پری کا تو اسے معلوم تھا اس کی روٹین تھی شاہ میر کے سونے کے بعد کمرے میں آنے کی مگر پر نیاں تو اس کے انتظار میں جاگی رہتی تھی پر آج وہ بھی غائب تھی۔ شاہ۔۔،،، ٹھک کی آواز پر مڑ کر دیکھتا شاہ میر اپنی جگہ پہ ساکت رہ گیا۔ شوکنگ پنک کلرویلوٹ کی دپکے اور تللے کے کام سے بھری گھیرے والی فراک میں ملبوس پریشہ شاہ لائٹ سی جیولری اور میک اپ میں شاہ میر کے حواس سلب کرنے کے در پر تھی۔ نیاں مہر کے پاس سو رہی ہے،،، دروازے کے بیچ میں کھڑی کنفیوژسی پریشہ شاہ میر کو نیاں

کی غیر موجودگی کا بتانے لگی۔ شاہ میر کے کمرے کے ساتھ اٹیچ روم جو شادی سے پہلے  
 ایز آفس استعمال ہوتا تھا پر اب پر نیاں کاروم تھا جہاں وہ میڈم کم اور پری زیادہ پائی  
 جاتی تھی۔ پر نیاں کے وہاں سونے کی کوئی خاص وجہ،،، پری کو نظروں کی زد میں  
 رکھے شاہ میر اپنی بات کہتے ہوئے مسکرایا۔ نہیں۔۔۔ میں لے آتی ہوں نیاں کو،،، کچھ  
 لوگوں کی آنکھیں زبان کا کام کرتی ہیں پر اس وقت شاہ میر کی مسکرائٹ ہی سارے  
 فسانے بیاں کر رہی تھی۔ شاہ میر سے نظریں چراتی پریشے اٹیچ روم سے باہر آتی شاہ میر  
 کے پاس سے گزری۔ مسز اس طرح آپ کو دیکھنے کا حق صرف ہمیں ہے جو پانچ سال  
 بعد نصیب ہوا ہے یہ حق میں کسی اور کو نہیں دوں گا،،، پاس سے گزرتی ہوئی پری کا رستہ  
 روکے شاہ میر اس کے کانوں میں رس گھولتا کانوں میں پہنے جھمکے کو چھونے لگا۔ شاہ  
 می۔۔۔،،، شاہ میر کی زرا سی جسارت پر پری کی جان ہوا ہوئی۔ میر ادل کر رہا ہے میں  
 امان کو جا کر کہوں صرف ہگ کر کے ہی نہیں آئی لو یو بولا جاتا شاہ کی پری کی طرح ایسے  
 سچ دھج کر بھی اپنے پیار کا اظہار کیا جاسکتا ہے،،، رخ موڑ کر کھڑی پریشے کی کمر میں بازو  
 ڈالے شاہ میر اپنا چہرہ اس کے گھنے بالوں میں چھپاتا اس کے ان کہے پیار کے اظہار کی  
 تشریح کرنے لگا۔ شاہ پلیر ایسی باتیں مت کریں،،، پریشے کو اپنی ہتھیلیاں بھگیکتی ہوئی  
 محسوس ہوئیں کہاں تو شاہ اپنے رشتے کے حوالے سے کچھ بولتا نہیں تھا اور اب پریشے

کے ایک قدم بڑھانے پر سارے فاصلوں کو منٹوں میں طے کرنے کا خواہش مند تھا۔  
 پریشے شاہ میں اس دن کے لیے پانچ سال سزا کاٹ کر آیا ہوں اتنا حق تو  
 میرا بنتا ہے،،، پریشے کا رخ اپنی طرف کرتے شاہ میر نے اس کے ہاتھوں کو اپنی قید میں  
 کیا جو انجانے خوف سے ٹھنڈے پڑ گئے تھے۔ میرے خیال سے وہ سزا آپ نے اپنے  
 لیے کاٹی تھی میرے لیے نہیں،،، ہمت کر کے کہتی پریشے نے دونوں کے بیچ فاصلہ  
 بڑھایا۔ تم مجھ سے الگ ہو؟،،، خود ہی کی کہی بات پری کے منہ سے سن کر مسکراتے  
 ہوئے کہتا شاہ میر پری کے بڑھائے ہوئے فاصلے کو ختم کر گیا۔ حورین بتا رہی تھی آپ کی  
 اپنی سیکٹری سے بہت بنتی تھی اور وہ آپ کی بزنس پائٹرنرو ما آفندی آپ کافی خوش رہتے  
 تھے ان کے ساتھ،،، ایک پھانس ابھی بھی تھی جو پریشے کے دماغ میں کھلبلی مچا دیتی تھی  
 آخر اس کو بھی نکالنا ضروری تھا۔ اپنے چہرے سے شاہ میر کی توجہ ہٹانے کے لیے پریشے  
 نے فوراً سے کہا۔ اوففف۔۔۔ یہ دوستیں بھی نامجال ہے جو بنا کوئی بات بتائے رہ جائیں  
 بھلا اپنے بھائیوں کی ایسی باتیں بھی بتانے والی ہوتی ہیں،،، اتنے فسوں خیز موقعے پہ  
 پریشے کی ایسی بات۔۔۔ شاہ میر کا دل اپنا اور حورین کا سر پیٹنے کا چاہا جس کے پیٹ میں  
 مجال ہے جو کوئی بات تک جائے۔ کہاں کھو گئے ہیں کچھ پوچھا ہے میں نے،،، کہاں تو  
 پریشے شاہ میر کی خود سے توجہ ہٹانا چاہ رہی تھی پر اس کا زراسار ججان کہیں اور دیکھ کر

ناراض ہوتی خفگی سے بولی۔ اب اتنی حسین یادیں یاد دلاؤ گی تو انسان کچھ ٹائم کے لیے ان میں کھو ہی جائے گا نا،،، پریشے کے ناراض لہجے سے ٹپکتی جیلیسی شاہ میر کو مزادے گئی تبھی اُسے تنگ کرنے لگا۔ شرم آنی چاہیے شاہ تمہیں،،، کچھ عادتیں کبھی نہیں بدل سکتیں جیسے پریشے کا فوراً سے ٹیمپر لوز کر جانا۔ شاہ میر کی آنکھوں میں واضح نظر آتی شرارت پر بنا غور کیے ایک دم سے غصہ ہو گئی۔ لو اس میں کون سی شرم والی بات ہے تم نے ان کی یاد دلا دی تو مجھے بھی ان کے نام سے بہت کچھ یاد آ گیا،،، ایسے بیویوں والے انداز پریشے میں پہلی بار دیکھنے کو مل رہے تھے جس پر خوش ہوتا شاہ میر اپنے اس مزاق کو طول دیے جا رہا تھا۔ آپ روم آفندی سے محبت کرتے تھے نا؟،،، جس سے آپ محبت کرو وہ پہلے سے ہی کسی اور کو چاہتا ہو یہ سوچ ہی انسان کو تڑپا دیتی ہے۔ شاہ میر کو پری کی آنکھوں میں بھی ایسی ہی تڑپ ہلکورے مارتی دیکھائی دی۔ مزاق تب تک مزاق رہتا ہے جب تک سامنے والا اس سے بنا ضرر کے رہے۔ بھلا شاہ کیسے اپنی پری کو ایک فضول سے مزاق کے لیے تکلیف میں دیکھ سکتا تھا۔ نہیں۔۔۔ مجھے اس سے محبت نہیں تھی وہ میرے بُرے وقت کی ایک غلطی تھی جس نے میری نظروں میں عورت کے وجود کو گرہن لگا دیا تھا،،، اپنی پری کو سینے سے لگاتا شاہ میر اپنے دل کے حقائق بیان کرتا گیا۔ میری زندگی میں صرف ایک ہی لڑکی ایسی ہے جسے میری محبت ہونے کا شرف

حاصل ہے اور وہ صرف شاہ کی پری ہے۔ جس نے مجھے عورت کا مطلب سمجھایا جس کی مضبوطی نے مجھ جیسے بندے کے ارادوں کو ٹوٹا ہوا محسوس کیا۔ جس کی تکلیف کو کم کرنے کے لیے میں نے پانچ سال قید کاٹی،،، پری کے آنسوؤں کو ہونٹوں سے چنتے شاہ میر نے اس کی حیثیت کو متعبر کیا۔ شاہ آپ نے یہ۔۔۔،،، عورت کی سب سے بڑی جیت شوہر کا اُس کے پختہ کردار کی گواہی دینا ہے۔ پریشے بھی آج جیت گئی تھی۔

تشکر بھری نگاہوں سے شاہ میر کو دیکھتی پریشے اپنی بات پوری ہی نا کر پائی۔ میں ہمارے بیچ کے سارے فاصلے ختم کر کے تم تک پہنچا ہوں لیکن یہ دو قدم تمہیں ہی چل کر مجھ تک آنا ہو گا پری،،، پری کی دلی حالت سے واقف شاہ میر دونوں کے بیچ دو قدم کے فاصلے کی طرف اشارہ کرتے پری کے فیصلے کا منتظر تھا۔ پیار کی کوئی زبان نہیں ہوتی شاہ صرف احساس ہوتا ہے جو دو انسانوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دیتا ہے۔ اگر واقعی پیار کی کوئی زبان ہوتی تو وہ صرف میرے شاہ کا نام لیتی،،، پریشے اپنی ہی طرح کا انوکھا اظہارِ محبت کرتی شاہ میر کی کھلی بانہوں میں سماں گئی جس نے پری کو کسی متاع حیات کی طرح اپنے بازوؤں میں بھرتے پیار بھری بارش میں بھگیو دیا تھا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*



ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

NEW ERA MAGAZINE.com  
ہیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین